

وَاللَّهُ عَالِمُ الْغُيُوبِ

الحمد لله الذي جعلنا من مقلدین بحجوب نفحات ومخاطبات محی الدین مؤلف نفیسین

المُسْتَفْهِمُ الْقَفْزُ الْمُبِينُ

و کشف

مَكَادُ الْعُقَدِ

ضیاء

كَلَامُ الْوَهَّابِينَ

بیت مواہیر و دستخط علمای دین بابتہام مولانا محمد یحییٰ صاحب در مطبعہ خیر العلوم واقع کھنؤ

وَالْعِلْمُ وَالْعَمَلُ فَرَنَدُكَ مَحَلُّ طَبْعِكَ

مقدمہ ضروری الاطلاع و تنبیہ واجب الملاحظہ

(۱) جملہ جوابات اس کتاب کے موافق ترتیب اعتراضات خلافات اس غفر البین مطبوعہ سال ۱۳۹۱ء کے ہیں کہ جس کا یہ سطر تاریخی بکا جی بر زمان جاری کے اسی کتاب میں مرقوم ہے جو ہم بکار و ہٹا ہفت خلافات ہے۔ پس کوئی صاحب اس کے مضامین کو غفر البین مطبوعہ بار دوم ۱۳۹۱ء سے نہ ملا دین اس واسطے کہ جب مقرر نے اس نسخہ البین کا چھپنا سنا تو اگر غفر البین کی عبارتیں گستاخا دین اور مضامین کو اولٹ پلٹ کر کے خلاف ترتیب باقی کے دوبارہ چھپوایا تو اس فریب سے کیا ہو تا ہی انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ جب یہ کتاب دوبارہ چھاپائی جائیگی تو بعد اضافہ عبارت مسائل و دلائل جوابات اسکے موافق ترتیب اسکے کر دیے جائیں گے اور غفر البین کی پوری عبارت بھی ہر جواب کے اوپر محنت قائل لکھوایا جائیگی (۲) مقرر نے جو پچیس مناطے مقلدین کی طرف منسوب کر کے بارہویں مناطے میں سو مناطے نکالے ہیں اور ہر مسئلے میں بطریق ملعن لکھا ہے کہ اس میں امام عظیم نے خلاف احادیث صحیحہ و آیات صحیحہ کے عمل کیا ہے سو مولف کتاب ہزارے جملہ طاعنوں کو دفع کر کے بلال قرآن و حدیث ہر ایک کا جواب باصواب یا ہی اور خفیہ کہ ہر مسئلہ کا ناخذ کتاب و سنت سے تباہ یا ہو کر دئی کر کے خلاف آداب حضرات محدثین کی شان میں نہیں لکھا ہے اور دخل مقرر کے نزرگون بر ملعن و ملعن کو جائز نہیں رکھا ہے

فہرست مضامین مستحقہ اسبغ کشف بکار غیر المقلدین مع ضمیمہ مہتمم تالیف البین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۹	ویداری نظام القاطر نہیں ہے	۱۳	عقبت و رجوت کی وعید۔	۹	ربا و دینا لیب بیان بگوئی مولف غفر
"	ظاہر بر نفعت باطنی سے محروم ہیں	۱۵	لعن ملعن کرنا الاسلام نہیں۔	۱۰	وجہ اختلاف احکام شرعیہ بتقریر منقول
۲۰	ایڈارہ کو فہم طالب حدیث میں	۱۶	سندہ ہر مسئلہ کی آنحضرت تک ضروری نہیں	۱۱	اختلاف روایات بخاری و مسلم کا
"	محدثین پر ترجیح ہے۔	"	قریب دہی مولف غفر کی نقل عبارت	"	خبر آزاد ناسخ قرآن نہیں ہو سکتی
"	مناقضات ہونا انتہادات امام بخاری	"	ملاحظہ قاری ہیں۔	"	قوت و ضعف حدیث کلاہر دہون
"	کا صریح حدیث سے۔	"	علم فہم دین میں داخل ہے اور جواب	"	پر برقوق نہیں۔
"	دفع ملعن بتجلیل امام بخاری رح کار۔	۱۷	باصواب مقرر کا	۱۲	وجہ ضرورت تقلید و حقیقت نہ بل امام عظیم
۲۱	تحقیق ملانہ مصدقہ	"	راہ بیان حدیث مصدوم نہیں۔	"	بیان دروغ گوئی و آثار درازی مولف
"	تصریح محدثین کا ضمیمہ میں نہیں ہے	۱۸	ہونا ایڈارہ کا اہل حدیث سے	۱۳	غفر کر کے عمل حدیث صحیحہ یا بیت کا
"	سرد مولف غفر کا شیخ	۱۹	تقارب ضروریات این سے ہے	"	دروغ گوئی و دفع میں ہونگائی ہے

مقدمہ ضروری الاطلاع و تنبیہ لاجل الملاحظہ

(۱) جملہ جوابات اس کتاب کے موافق ترتیب اعتراضات خرافات اوس ظفر المبین مطبوع سابق ۱۳۹۷ء کے ہیں کہ جس کا پتہ
تاریخی بکریج زبان جاری کے اوس کتاب میں مرقوم ہے ہم پکارا دہنا اتنا خرافات ہے۔ پس کوئی صاحب اس کے
مضامین کو ظفر المبین مطبوع بار دوم ۱۳۹۷ء سے نہ ملا دین اس واسطے کہ جب مقرر نے اس نسخہ المبین کا چھپنا سنا تو اگر
ظفر المبین کی عبارتیں گشتا بڑا دین اور مضامین کو اولٹ پلٹ کر کے خلاف ترتیب سابق کے دوبارہ چھپوایا آخر اس قریب سے
کیا جوتا ہی انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ جب یہ کتاب بارہ چھاپنی جائیگی تو بعد اضافہ عبارات مسائل و دلائل جوابات اسکے موافق
ترتیب اوسکے کر دیے جائیں گے اور ظفر المبین کی پوری عبارت بھی ہر جواب کے اوپر صحت قائل لکھو اور بجائیگی
(۲) مقرر نے جو پچیس منطیق مقلدین کی طرف منسوب کر کے بارہویوں منطیقین میں سوسٹلے لگائے ہیں اور ہر مسئلے
میں بطریق طعن لکھا ہے کہ اس میں امام عظیم نے خلاف احادیث صحیحہ و آیات صریحہ کے عمل کیا ہے سو مولف کتاب نے نہ جملہ طعن کو
دفع کر کے دلائل قرآن و حدیث ہر ایک کا جواب باصواب دیا ہے اور خفیہ کے ہر مسئلہ کا اخذ کتاب و سنت سے تبادیا ہے اور کوئی کا خلاف
آداب حضرات محدثین کی شان میں نہیں لکھا ہے اور مثل مقرر کے بزرگوں پر لعن و طعن کو جائز نہیں رکھا ہے

فہرست مضامین مستحسبین کشف بکار غیر المقلدین مع ضمیمہ مسموم تہذیب الفہامین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۹	رباہ و تالیف بیان مگولی مولف ظفر	۱۳	غیبت اور جھوٹ کی وعید۔	۱۹	دینداری نظام اہل القافہ پر نہیں ہے
۱۰	وجہ اختلاف احکام شرعیہ بقدر مقتول	۱۵	لعن طعن کرنا و الاسلام نہیں۔	"	ظاہر ہر نعمت باطنی سے محمود میں
۱۱	اختلاف روایات بخاری و مسلم کا	۱۶	سند ہر مسئلہ کی آنحضرت تک ضرور نہیں	۲۰	ایضاً ارادہ کو قسم مخالف حدیث میں محدثین پر ترجیح ہے۔
"	تجزا و نسخ قرآن نہیں ہو سکتی	"	قریب دہی مولف ظفر کی نقل عبارت	"	مخالفت ہونا اجتہادات امام بخاری
"	قوت و ضعف حدیث کارادینوں	"	ملاحظی قاری میں۔	"	کا صریح حدیث سے۔
"	پر موقوف نہیں۔	"	ظفر مقلدین میں داخل ہے اور جواب	"	درج طعن تحقیر امام بخاری اس کا۔
۱۲	وجہ ضرورت تالیف حقیقت نہ بلکہ امام عظیم	۱۷	باصحاب مقرر کا	"	تحقیق ملاحظہ منصوصی
"	بیان دروغی و انکار و ازسی مولف	"	راویان حدیث مصوم نہیں۔	۲۱	تصریح حدیث کا جس میں حدیث میں نہیں ہے
۱۳	ظفر و ترک عمل حدیث صحیحہ کی بات کا	"	ہونا ایضاً ارادہ کا اہل حدیث سے	"	سرومولف ظفر کا شیخ
"	دروغ گوئی و دروغ میں پہونائی ہے	"	نفاہت ضروریات دین سے ہے	"	

۳۸	بیان اختلاف صحیح صنف امامت کا	۳۲	جواب محمد کو در بیان واجب از باطن	۲۲	اور در منافعل بخاری کو -
۳۹	فقہا کو بزرگنا موجب گناہ ہے -	۳۱	مسئلت تقلید کا اور اضافہ غلطی کا	۲۱	غیرت قیاس کا حدیث مجہدین سے
"	استاد کو ضروری باشد و غیر ضروری ہوا	۳۰	اجتہاد پر ہے و عدم التسل ہونا	۲۰	مترفع ہوتا قیاس کا -
۴۰	تطبیق اور عدم حدیث میں ایہ مجہدین	۲۹	ایہ مجہدین کا -	۱۹	اقبات قیاس کا احکام میں اور غلطی کا
"	اور غلطی میں کامل ہیں -	۲۸	کوئی مسئلہ حنفیہ کا مخالف قرآن	۱۸	کی توحید میں منفق علیہ ہو کر اور غلطی کا
۴۱	قائم پرانہ مجہدین کا غیر وہاں کے خطر و ایان ہوا	"	اور حدیث کے نہیں -	۱۷	اسکا منکر ہے -
"	بقول ابن حجر کی حدیث بغیر معرفت	۲۷	جواب لکھا تقلید قاضی ثناء اللہ کا	۱۶	مسائل مستنبط حدیث و قرآن
"	فہم کے اندر دای عطاء و تقلید نقل حکیم	"	حنفیہ بعض مسائل میں تقلید امام	"	ہی داخل قیاس ہیں -
۴۲	اختلاف غلط خلاف حدیث سے بہت کم کر	"	کے نہیں کرتے ہیں -	۱۵	و اور غلطی منکر قیاس کے مطابق
"	احادیث مزید موضوع نہیں اور نہ	۲۶	مصدق بات شریعت کے غیر غلط ہیں	۱۴	شکلات میں ہوا اجلاعت مذہب الامام
۴۳	حدیث موضوع پر کسی تقلید کا عمل ہے	"	کلی الام کا اجتہاد و غلطی میں مجہدین کا	"	جواب میں غلطی کا درجہ قیاس
"	اقبات ہونا عمل حنفی کا غلط ہے	"	امام طحاوی باوجود کمال اجتہاد و غلطی	۱۳	آپ نے کسی شخصوں کی نسبت نہی
"	حدیث ضعیف پر باوجود صحیح حدیث کے	۲۵	عامی کو مسائل استنباطی میں تقلید	۱۲	اور ازادی کی حدیث مذمت قیاس
۴۴	مسائل اجتہاد میں غلط و صواب دونو	۲۴	ضروری ہے مجہد کو نہیں	۱۱	میں امام صاحب پرگانہ کا بعض غلطی
"	کا اختلاف ہو کر صاحب صواب کو تقلید ہے	۲۳	موقوف غلط کا اقوال صحابہ کو نہ مانا	۱۰	مناظر و موقوف غلط کا تفسیر کیرین
"	کوئی پر بات نہیں کر سکتا کہ مستفاد	۲۲	غیر صحابہ کے کہنے کو معتبر نہ تھا -	"	جائز ہوتا قیاس ابن عباس کا
۴۵	بخاری کو حدیث میں پونچھیں اور سند	۲۱	تقلید ایہ در حقیقت تقلید خدا و رسول ہے	۹	ہر شخص قرآن و حدیث سے مسائل
"	امام صاحب کو نہیں پونچھیں -	"	و جب القام مذہب میں کے -	۸	فقہیہ کا استنباط نہیں کر سکتا -
۴۶	کوئی حدیث ایسا نہیں کہ جسکو تمام شیعہ	۲۰	مسائل متعدد میں غلطی مجہدین	۷	موقوف غلط کا مجہد ناقص تقلید ہونا
"	پونچھیں ہوں -	۱۹	نقص قرص کا فناء عبادت تقلید میں	۶	مسائل اجتہاد میں قیاس ضروری ہے
"	باوجود صحیح حدیث کی عمل صحابہ	۱۸	قرابت مجہد و شرائط اجتہاد کی -	۵	عامی کو تقلید نہ کرنے میں بڑی بڑا
"	اقوال مجہدین کے ضرورت ہوتی ہے	"	بہت فہم قرآن و حدیث سے اجتہاد	"	خیر ایان ہیں -
"	بلا تحقیق کے حدیث صحیح پہی علی	۱۷	و قرآن مسائل مذہب کا ہر حکم میں	۴	و اور غلطی کا مسئلہ باہر میں مجہد
"	اگر نہ متفقہا ہی اجتہاد ہے -	۱۶	مسائل مستفاد کا حدیث سے ثابت نہیں	۳	اہل سنت کی فہم انہ ہونا -
۴۷	تحقیق کم و بیش ہونی ایان کے -	۱۵	حدیث کی واسطے ہر سادگی کو ضرورت نہیں	۲	عامی کو ہر دوں قیاس کے ہا و نہیں

جولیان بدین عمل کے صرف تسمیق	۴۰	رسد وانی برس لینے کے فوائد۔	۹۴	تعلیمات امام محمد مثل تعلیمات امام شافعی کے مکمل متصل ہیں۔	۴۱
داؤد بن جردہ کم و بیش نہیں جوتا	۴۱	آیت جو کہیں سے معاملہ الدین لکھا	۹۵	آدم محمد کے حدیث مرسل حجت ہو	۴۲
کسی دیشی ایمان میں نہ منع نظر ہو	۴۲	جانا ہو نہ حرمت رضاعی۔	۹۶	لاذہب افعال صحابہ کو حجت نہیں کہتے	۴۳
آصف بن برخیا کا عبادت جمع الجاریز	۵۰	مسئلہ رضاع میں ایک روایت امام صاحب	۹۷	غیر مقلدین کے عقائد فاسدہ کا بیان	۴۴
نفس ایمان کے کم و بیش ہو نیکان جو	۵۱	کی موافق صاحبین کے ہو۔	۹۸	تعلیق احادیث میں مذہب شیعہ کا فوجی	۴۵
حدیث و قرآن سے۔	۵۲	عمرات ادبی کے ساتھ نکاح کر کے	۹۹	عجیب حکایت اعتراض لاذہب کی	۴۶
جواب اسکا عمل حجت نہیں ایمان ہو	۵۳	صحت کھینچے حد نہ آئے کا جواب	۱۰۰	بقول شاہ ولی اللہ سوا ہی ان چار	۴۷
توفیق کے ایمان نہ پایا جاوے	۵۴	فرق در میان حد اور تفسیر کے	۱۰۱	خارجہ کی کوئی مذہب قابل اعتبار نہیں	۴۸
ایمان کی وہ تفسیر ہیں۔	۵۵	نکاح محرم داخل شہادت عقد ہو	۱۰۲	اختلاف کرنا ساعت پر موقوف علیہ ہے	۴۹
قصہ خضر و موسیٰ کی حکمت قرآن میں	۵۶	مفسرین کا عبارت نفع القدر کرنا چھٹا	۱۰۳	فقہ بحث رضاعی کا ماضی کا کہ رضاع ظاہر	۵۰
آیت ثلوث شہر سیاح کے دور برس اور	۵۷	شہرہ عقد سے حد ساقط ہو جاتی ہو	۱۰۴	باطن میں سیاسی مال کے ناذہ ہوئی	۵۱
رضاع کے دوائی برس ثابت ہو کر ہیں	۵۸	وقت حد میں جلد جائز ہو۔	۱۰۵	بیان نقص حدیثی کا۔	۵۲
پلا جواب اعتراض نہ حملہ و فضا کا	۵۹	قرآن سے نکاح عورات میں حد ثابت نہیں	۱۰۶	سمجھنا مفسرین کا جو مثل کوڑا کی طرح	۵۳
دوسرا اور تفسیر احواب اعتراض کا	۶۰	البتہ تفسیر قتل وغیرہ میں جائز ہو۔	۱۰۷	بیان جازہ باطل و جازہ فاسدہ کا	۵۴
جواب یہ کہ رسد جو کہیں کا کہیں و	۶۱	نکاح وغیرہ عقد و منع میں حکم قاضی کا	۱۰۸	آجرت زنا عدم ہونے سے منع حدیث تالیف	۵۵
حدیث لارضاع بعد جو کہیں کا۔	۶۲	ظاہر و باطن میں ناذہ ہوتا ہو۔	۱۰۹	چلچلی کے عبارت ابارہ فاسد میں ہو	۵۶
نشان نزول آیا جو کہیں کا کہیں کا	۶۳	حدیث قطع میں الزام داخل ہے	۱۱۰	ذاجارہ باطل میں۔	۵۷
رضاع کے دور برس اس کی سی نہیں	۶۴	سوال میں حکم ظاہر ہوتا ہو نہ باطل	۱۱۱	اختلاف امام مفسرین کا عبادت چلی ہیں	۵۸
تیسرے دو سال میں کوئی حدیث مرفوعہ	۶۵	حدیث موقوف و معلق حجت ہو۔	۱۱۲	اختلاف طحا کا شن کلاب میں۔	۵۹
نہیں کی جہاں امام صاحب کا موقوف آیت ہو	۶۶	تعلیق صحابی کی واجب ہو۔	۱۱۳	مطلق کہنے کی ہیج حدیث سزا ثابت ہو	۶۰
دو برس کا ناذہ رضاع کو آیت میں منع نہیں	۶۷	مگر تعلیمات بخاری کا۔	۱۱۴	بیان روایات و مسائل امام صاحب کا	۶۱
آیت سے رضاع دو برس کا یا استحقاق نہیں	۶۸	بعد از مدتی تا جب تک موضوع حدیث میں	۱۱۵	جس طرح زندگی صحابہ کی باوجود جمع	۶۲
دو برس کا ثابت ہوتا ہو۔	۶۹	شرع ہو کہیں قبل اسکے نہ نہیں	۱۱۶	کرنے کا حدیث کو اسکا رسد پر ہو اس طرح	۶۳
آپ حملہ و فضا اس سے کثرت فیض	۷۰	وہم انزعاج شرط بخاری	۱۱۷	کرنے کا حدیث کو اسکا رسد پر ہو اس طرح	۶۴
و عمل کے ثابت ہوتی ہو۔	۷۱	مسند اتصال امامی بخاری مذکور ہیں	۱۱۸	کرنے کا حدیث کو اسکا رسد پر ہو اس طرح	۶۵

۱۱۶	حرث عمر کی خصوصیت اگر قبل از شرب ہو	۱۰۳	مہ کو بعض بزرگچہ کی واسطے قیاس	۹۹	فضیلت امام صاحب کے تمام محدثین پر ہے
۱۱۷	تحقیق معنی اعتدال کہ روز کے اعتدال	۱۰۴	اور دلیل عقلی بیان کیا جاتی ہے۔	۹۰	تقریباً بیچ کلب کا۔
۱۱۸	مین شب حضور داخل ہو۔	۱۰۵	و جو جو از نماز حضرت خود پس تک	۹۱	خود اشقی بالافتاق حرام ہے۔
۱۱۹	ماکت نقل بعد از عروہ قبل نماز شرب	۱۰۶	مسند فقہ کا حدیث کی ثابت ہے کہ بائیں	۹۲	تہی بیچ کلب کی تہی ہے۔
۱۲۰	بآد جو حدیث رفع اجماع پر عمل ہوگا	۱۰۷	کسی مال کا خواہان دیگر کے مساوی ہو	۹۳	ظاہر یہ سود کو چھ چیزوں میں مفسر ملتا ہے
۱۲۱	جواب حدیث ابن جان کا فتح القدیر ہے	۱۰۸	عمر کو شرب انگریزی بطلان کرنے میں	۹۴	ہیں حالانکہ جمہور امت کے نزدیک
۱۲۲	بقاری و مسند میں بہت سی روایات	۱۰۹	امام صاحب کے پانچ دلیلین قوی ہیں	۹۵	سود اور چیز زمین ہی ثابت ہے
۱۲۳	مخرج اور طعون ہیں۔	۱۱۰	قرآن و حدیث و سنت و کلام شریعت ثابت	۹۶	ابن جریج کی فضیلت نقاہت اور نکاہت
۱۲۴	حدیث صحیح کہی غلط ہو جاتی ہو اور	۱۱۱	ہوگا اطلاق عمر کا شرب انگریزی پر تحقیق ہے	۹۷	کو مفسر نے تصدیق اور ثواب دیا۔
۱۲۵	کہی ضعیف صحیح ہو جاتی ہے	۱۱۲	اطلاق عام عمر کا علما یا عوام پر۔	۹۸	مہ کیل مطلقاً حجت اور مقبول ہیں
۱۲۶	ظاہر ہے کہ نزدیک حدیث صحیحین کو	۱۱۳	جواب بہ عمومیت معنی فحاشی کا۔	۹۹	رسائل و دفع ایک شے ہے اور دوسری
۱۲۷	اقوال جمہور صحابہ پر ترجیح ہو بلکہ آیت پر ہی	۱۱۴	چار قسم کی شرب بالاتفاق حرام ہے اور	۱۰۰	قابل احتجاج ہیں۔
۱۲۸	فخری رخص مسند کے در بیان کلام فخری	۱۱۵	چار قسم میں اختلاف ہے اور اختلاف فقہ کا	۱۰۱	نبی کی بیچ جائز ہے اور حدیث نبی کو جو ہے
۱۲۹	نہ چاہیے مان کلام ضروری جائز ہے	۱۱۶	پنیا صحابہ اور تابعین سے مروی ہے۔	۱۰۲	نبی تہی ہی یا عدم نفع پر محمول کیا ہے
۱۳۰	قبل و بعد کو نہ فخر کے بعد اس کے	۱۱۷	غیر معتبر حلال اور بنید خام حرام ہے	۱۰۳	شاذ مصلوہ کا معین نہ پیر حدیث ثابت ہے
۱۳۱	لیٹنا سخت نہیں بلکہ استراحت ہے	۱۱۸	فرق کیفیت شرب اور بنید کا۔	۱۰۴	حدیث خروج بالضمنا کو حدیث مصلوہ
۱۳۲	تاکید و اہتمام سنت فخر کا۔	۱۱۹	جواب بہ حدیث کل مسکر و کل مسکر	۱۰۵	پر ترجیح ہے۔
۱۳۳	ہونا تبدیل مکان تبدیل احکام کا	۱۲۰	پھر گھر کا جبکہ پانی نہ دہائی ہو	۱۰۶	ترجیح مفسر کا کہ شافعیہ کا ماخذ لکھا اور
۱۳۴	کہی حدیث ضعیف قرآن کی تفسیر ہے	۱۲۱	بلکہ ایک تہائی باقی ہر جگہ تو حلال ہے	۱۰۷	حنفیہ کا ماخذ اولاد دیا۔
۱۳۵	جوابات مسند راجح کے۔	۱۲۲	چار قسموں کی شرب حلال ہیں مفسرین	۱۰۸	تحقیق معنی حدیث میں اگر کہتہ کے
۱۳۶	احصان کو واسطے اسلام شرط ہے	۱۲۳	بنید کا حلال ہونا آثار صحابہ و تابعین سے	۱۰۹	ماکت نماز کی اوقات تلاش میں۔
۱۳۷	نماز پر مغرب میں دوبارہ رکعت چاہیے	۱۲۴	باستناد صحیح ثابت ہے۔	۱۱۰	نزدیک امام طہاوی کی نماز حضرت مسعود
۱۳۸	بیان نقل کا بعد از صحیح اور حضرت کے	۱۲۵	ان چار شرطوں کا بنا حلال ہے شرب بلکہ نشہ	۱۱۱	بہی و نشہ و غیرہ بلکہ عارضہ کی جائز نہیں
۱۳۹	جو تہی رکعت میں قعدہ کیا ہو تو ہر پنجویں	۱۲۶	نہ لادور نہ حرام ہے مگر اس میں حد نہیں	۱۱۲	نہ کہ قیاسات اور مصلحت عقل پر گزارا
۱۴۰	رکعت کا سجدہ کرے یا نہ کرے نماز کا باطل م	۱۲۷	حرث بنید میں نشہ بالفعل و غیر ہے	۱۱۳	نہ کہ حد میں ہے یا نہیں بلکہ بعض مفسرین

۲۱۱	مہربان خالص جائز ہو۔	۱۸۰	دعوت پر بیعت ہووے کی قبل تنگی کے	۱۹۵	مہمانی کو چور کا دکانا جائز نہیں	۲۱۱
۲۱۲	کسی کا چڑا ہوا مال غنی اپنے صرت	۱۸۱	بلا شرط قطع کے جائز ہو۔	۱۹۶	تجوڑ کے قوت اور ناز و عین جائز	۲۱۲
۲۱۵	ہن لادی تو وقت طلب صاحب	۱۸۲	ترک ہو رو کی بیعت سو کو کچھ رو سکے	۱۹۷	نہیں مگر ناصح بین نصرت جائز	۲۱۵
۱۸۲	مال کے قیمت اس کی دینی ہوگی۔	۱۸۳	ساتہ جائز ہو مگر اوہار جائز نہیں	۱۹۸	سوار پر یا بیٹہ نماز و تراویح جائز	۲۱۵
۱۸۳	دعوت پر ہی بیعت ہو جائے الیکاتہ	۱۸۴	شہر سے باہر جا کر غلہ خریدنا جائز ہو	۱۹۹	نماز وتر پر مہمان ساری پر نسخ ہو گیا	۲۱۵
۱۸۴	ذکا مال جائز ہو۔	۱۸۵	بشرطیکہ شہر والوں کو ضرر نہ پہنچے	۲۰۰	سنتین فروع کے بعد نماز فرض کے قبل	۲۱۵
۱۸۵	مقاتلہ مولف غفر کا مسئلہ جاریہ بین	۱۸۶	آجرت لیکر بیعت کرنا احسین مائع کا	۲۰۱	طلوع آفتاب نہ پڑے۔	۲۱۵
۱۸۶	جرم بین ہی بیعت ہو جائے الیکاتہ	۱۸۷	ضرر ہو جائز نہیں۔	۲۰۲	آہام صاحب کے نزدیک نماز استسقا بغیر	۲۱۵
۱۸۷	کاٹا جائز ہو۔	۱۸۸	مدنیہ منورہ مثل مکہ معظمہ کے حرم نہیں	۲۰۳	جماعت و خطبہ کے جائز ہی مگر نفی صاحب	۲۱۵
۱۸۸	حاجیوں کی گری ہوئی چیر کا خیال	۱۸۹	حرم مکہ و حرم مدینہ کا ایک حکم نہیں	۲۰۴	کے قول پر ہی کہ خطبہ جماعت مسنون ہے	۲۱۵
۱۸۹	حفاظت و امانتینا جائز ہو۔	۱۹۰	طائفیت کو مع وجود کی اور قود اور	۲۰۵	چادر پٹنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا	۲۱۵
۱۹۰	حرزد و درم بین قطع دیا اتفاق ہو	۱۹۱	طلبہ واجب ہر فرض نہیں۔	۲۰۶	نماز استسقا میں بطریق نیکائی کے نما	۲۱۵
۱۹۱	اور اس کے میں اختلاف ہو۔	۱۹۲	قرانی شہر میں قبل نماز کے جائز نہیں	۲۰۷	آہام صاحب کے نزدیک خطبہ نماز استسقا	۲۱۵
۱۹۲	شیر خوار کے کا پیشاب کسی شئی پر	۱۹۳	مگر باہر شہر سے قیس کو اس پر جائز ہے	۲۰۸	میں مسنون نہیں۔	۲۱۵
۱۹۳	نہر جاوے تو اس پر پانی بہانا کافی ہے	۱۹۴	عقیدہ جائز ہو واجب نہیں۔	۲۰۹	غیر اوہار بارہ بار بین دو نو بار ہر	۲۱۵
۱۹۴	تو ل شہر با ضرورت پینا جائز نہیں۔	۱۹۵	وٹکی بین ہی رکعت ہیں دوسری	۲۱۰	قسم دعا علیہ پر ہی مدعی پر۔	۲۱۵
۱۹۵	دیکر واسطہ دفع مرض غار کے پانی	۱۹۶	رکعت میں تشہد کے نیچے بین مچھلے	۲۱۱	حدیث قسم مدعی کے منکر اور دودھ	۲۱۵
۱۹۶	حریر پینا جائز ہو۔	۱۹۷	دعوت کی بین رکعتوں پر اجماع ہو۔	۲۱۲	قسم مدعی و گاہ دعا علیہ کا اعتبار نہیں	۲۱۵
۱۹۷	کتنے کا جو نماز میں تین بار ہو نیچے	۱۹۸	قومی اور سندس کو بشرطیکہ مالک	۲۱۳	کچھ کوئی مولف غفر میں کے۔	۲۱۵
۱۹۸	پاک ہو جائز ہو۔	۱۹۹	نصاب بنور کو ذہنی جائز ہو۔	۲۱۴	تحقیق حدیث غفر کا کون کی۔	۲۱۵
۱۹۹	قرعہ دعوت میں بلا شرط داخل ہوگا	۲۰۰	مولف غفر کی نماز پر آواز خفیہ پر اور	۲۱۵	نماز کسوف کی دو رکعتیں ہیں بدو رکعت	۲۱۵
۲۰۰	جس چیز کی بیعت علم و درست ہے	۲۰۱	اجتہاد و بجا احکام حدیث کے۔	۲۱۶	نماز کسوف میں خطبہ مسنون نہیں	۲۱۵
۲۰۱	شرط اس کی جائز ہو والا ناجائز۔	۲۰۲	حدیث جو حکیم کے واسطے و ضرر میں ہو	۲۱۷	نماز کسوف میں غزوات ہستہ کیا ہو	۲۱۵
۲۰۲	دعوت پر پہل چڑا دینے کی شرط	۲۰۳	رضاع سے حرمت آجائی تو تحلیل ہو گیا	۲۱۸	نماز مسجد کا زنی الوں پر واجب نہیں	۲۱۵
۲۰۳	سے بیعت کرنا جائز نہیں۔	۲۰۴	جب مالک اپنی چیز جو کر بخشد ہی قوم	۲۱۹	تائینا اگر مالک نماز ہو تو نماز کی	۲۱۵

۲۲۶	۴ پیچھے جائز ہو ورنہ مکروہ۔	۲۳۱	۴ خواہ چکا ہو یا نہ چکا ہو اگر قراوت تیر سی	۲۳۱	معرض کے بارہویں حدیث کی گیسوین
۲۲۷	کراہت اکل سبک طافی کے۔	۲۳۲	قراوت کہنیں نازیر بن ہشام باہر	۲۳۲	ہم کسی سے جو ثابت نہیں ہوتا
۲۲۸	تفاوت مولف غفر کی با حادیث صحیح	۲۳۳	نہ لایق وجوب۔	۲۳۳	لفظ قول سے بخاری میں ہر شایعین
۲۲۹	تفاوت در اذاعت منوع ہے۔	۲۳۴	تسم اسد رآین نماز میں بالاضاحت	۲۳۴	صحابہ امین بالجور نہیں کرتے تھی
۲۳۰	مولف ظفر کا انکار ادا و بیحدیث صحیح	۲۳۵	معرض نے ثبوت جزمین الیس میں	۲۳۵	جو کوئی امین آہستہ کہنے کو برابر لگا
۲۳۱	ذمی رحم کو کوئی چیز سبب رکھنا	۲۳۶	کسین ہر ایک کے جواب ہی حدیث میں آیا	۲۳۶	دو مانند یہود کے ہوگا۔
۲۳۲	نور اہلس نہ لجاوے۔	۲۳۷	جواب پہلی حدیث کا۔	۲۳۷	پہر جواب بارہویں کا گیا جو بیحدیث
۲۳۳	نیت روزہ رمضان قبل دال درست ہے	۲۳۸	جواب دوسری حدیث کا۔	۲۳۸	پہر جواب بارہویں کا گیا جو بیحدیث
۲۳۴	تحقیق مذکورہ حاشور کی۔	۲۳۹	جواب تیسری حدیث کا۔	۲۳۹	پہر جواب بارہویں کا گیا جو بیحدیث
۲۳۵	نیت روزہ کی نفی دن میں بائنا	۲۴۰	پہر دو جواب تیسری حدیث کے۔	۲۴۰	پہر جواب بارہویں کا گیا جو بیحدیث
۲۳۶	کمال کے ہے۔	۲۴۱	پہر جواب تیسری کا دوسری حدیث سی	۲۴۱	برادیت واقطبی ثابت ہو کہ ہر
۲۳۷	زین سے جو کچھ نکلے دسوان حصہ	۲۴۲	جواب چوتھی کا تیسری حدیث سی	۲۴۲	مین کوئی حدیث صحیح نہیں۔
۲۳۸	اوسمین زکوٰۃ کا ہے۔	۲۴۳	جواب پانچویں کا چوتھی حدیث سی	۲۴۳	تبعصر دابات مین جو ہر سبب اسد کا
۲۳۹	مال مستفاد پر زکوٰۃ واجب ہے	۲۴۴	جواب صیحت موقوف کا حدیث فی حدیث	۲۴۴	آیا جو وہ بطریق تعلیم قند یون کی تھا
۲۴۰	حدیث صحیحین ثابت ہے کہ جب نام	۲۴۵	جواب چھٹی کا پانچویں حدیث سی	۲۴۵	پہر جواب بارہویں کا گیا جو بیحدیث
۲۴۱	سمع السدین حمد کے تو مقدمے	۲۴۶	جواب دھون کا چھٹی حدیث سی	۲۴۶	تحقیق کینت جرم غنیمت کے
۲۴۲	رنالک الحمد کو اور نام دو دفعہ کرے	۲۴۷	جواب آٹھویں کا ساتویں حدیث سی	۲۴۷	حدیث ظفر مین شبہات معرض
۲۴۳	وقت تکیر خرید مرد کا نوں تک اور	۲۴۸	جواب نوں حدیث کا۔	۲۴۸	کے جوابات۔
۲۴۴	عورتین ہونڈ ہونڈ کا ہاتا ہاتا دین	۲۴۹	جواب سوین کا آٹھویں حدیث سی	۲۴۹	مناقب عبد اسطوفی شبہات معرض کے
۲۴۵	قعدہ نماز مین داہنا قدم کرا کرے	۲۵۰	کہی جہ آمین کا واسطے تعلیم قند یون	۲۵۰	جواب سبب معرض کا دوبارہ سلع
۲۴۶	ادبایان ہما کے۔	۲۵۱	کے نما جیسا کہ حافظ ابن القیم لکھتے ہیں	۲۵۱	علقہ کے اپنی پاپ سی
۲۴۷	ایک سلام سی آٹھ لکھین بازادہ	۲۵۲	بقول حافظ ابن القیم آمین بالجمر	۲۵۲	معرض نے بعض تعصب نفسانیت
۲۴۸	پرسنہ کی تحقیق۔	۲۵۳	مثل ریف مین جو کہ کرنا گناہوں کا جائز	۲۵۳	اپنے پیروار اور تبع پال کے ہی قول کو مانا
۲۴۹	ظہر کی دو روئے مین قراوت برابر چاکر	۲۵۴	جواب گیارہویں کا نوین حدیث سی	۲۵۴	امام شافعیان مین معرض کا نوامات
۲۵۰	چچا کو مین مین جہان اسد پر	۲۵۵	جواب بارہویں کا دسویں حدیث سی	۲۵۵	رکبہ کی پیش کرنا اور ارحم کہ چھپانا

۲۵۲	مستحق کسی نماز میں جائز نہیں۔	۲۶۲	جو آب اعراض اخفای دماکے۔	۲۵۳	مستحق ٹھکانا صاحب کو جمع نہ کرنا
۲۵۳	مقلدین داؤد ظاہری کا عقیدہ	۲۶۳	مستحق ٹھکانا صاحب کو جمع نہ کرنا	۲۵۴	مستحق کے کلام میں منافض۔
۲۵۴	داؤد ظاہری کا احادیث صحیحہ	۲۶۴	مستحق چار ایک کو بزرگ غیر محقق	۲۵۵	روایت عدم جب کہ بانفاق جمہور کے
۲۵۵	و بخاری پر عمل نہیں۔	۲۶۵	لوایع پال کے اور کتب مندر نصیب میں	۲۵۶	صحیح الروایات ہر۔
۲۵۶	نقیہ بان اخفای آئین کا۔	۲۶۶	تو کثرت و زوال میں معج بن الصلح	۲۵۷	غیر مقلدین نواب بہال کی الہی تقلید
۲۵۷	غیر مقلدین اخفای آئین میں آیت	۲۶۷	کے حدیثین بکثرت ہیں۔	۲۵۸	کرتے ہیں کہ روایت قابل پرانے
۲۵۸	قرآنی پر عمل نہیں کرتے۔	۲۶۸	آیت حرمت علیکم سر انہیں عورات	۲۵۹	صحیحہ اور روایات صحابہ کو بھی نہیں
۲۵۹	حدیث جبرائیل میں مطابقت قرآن	۲۶۹	ذکورہ فی الآئینہ کی حرمت قطعی نکلے	۲۶۰	جو باب شہدہ مستحق روایت قرآنی میں
۲۶۰	کے نہیں رہتی ہر۔	۲۷۰	ہر اور دوسرے عورتوں سے آیت ساکت کر	۲۶۱	تحقیق معنی آئین کے۔
۲۶۱	اعراض ام صاحب پر درحقیقت	۲۷۱	مسائل حنفیہ سے مستحق الکلی قابل ہر	۲۶۲	دوسرا جواب شہدہ مولف ٹھکانا
۲۶۲	خدا رسول پر اعراض ہر۔	۲۷۲	بان حدیث کی نقل بجز میں کافر	۲۶۳	تفسیر اخفای میں۔
۲۶۳	غیر مقلدین اخفای آئین کو باوجود	۲۷۳	بیان حرمت ایک شے کا دوسری شے	۲۶۴	آئین سماجی اور دلائل اخفای حاکم
۲۶۴	قرآن حدیث و سنن ثابت ہوئی کے نہیں	۲۷۴	کی علت کو مستلزم نہیں۔	۲۶۵	دعا میں اخفای مستحب ہر اور اخفای
۲۶۵	کس کس جگہ نام کو اخفا چاہیے	۲۷۵	حدیث متواتر و شہود سے آیت	۲۶۶	بعض ترجمہ اور مسکا فرمایا مع و بطریق
۲۶۶	جو آب اعراض منکرین کا دربارہ	۲۷۶	قرآنی مفسوخ ہو جاتی ہر۔	۲۶۷	تعلیم کے تاکہ عام سطح انگارین
۲۶۷	مناف بان اعظم کے۔	۲۷۷	تفسیر آیت اذان و دی لصلوات کے	۲۶۸	جواب ناول مستحق روایت میں۔
۲۶۸	تقریر نامی کے۔	۲۷۸	مقالہ مستحق روایت مذکورہ میں	۲۶۹	جواب دوسری توجیہ مستحق کا۔
۲۶۹	نامی ہونا امام صاحب کا باقول	۲۷۹	بیان احکام و شرائط جمعہ کا۔	۲۷۰	حکم اخفای دما کا قرآن سے۔
۲۷۰	جمہور محدثین و فقہاء ثابت ہر	۲۸۰	تفسیر صرحان کے۔	۲۷۱	تاویل کرنا مستحق روایت سے
۲۷۱	ثبوت روایت امام صاحب کا صحابہ سے	۲۸۱	آیہ آزاد قسم ہے وضو کو گنہگار حق میں	۲۷۲	خلاف سیاق فہم آیت کے۔
۲۷۲	ثبوت روایت امام صاحب کا صحابہ کو	۲۸۲	ہر جو وضو آئین داخل نہیں۔	۲۷۳	جو آب صورتہ مفروضہ مستحق کا۔
۲۷۳	نقی تاہبیت امام صاحب میں نواب	۲۸۳	تفسیر آیت مذکورہ کے۔	۲۷۴	مستحق کے ادبی انصاف جواب میں
۲۷۴	ہو بان کا تشدد۔	۲۸۴	مقالہ مستحق کا عموم آیت مذکورہ میں	۲۷۵	مستحق بکل غیر مقلدین کا بقاء
۲۷۵	تفصیل ہدایات امام صاحب کے صحابہ سے	۲۸۵	داؤد ظاہری کے نزدیک ایک مضموم	۲۷۶	صحیحین کے آیت قرآنی کو نہ ماننا۔

۳۱۳	۲۹۸	۲۹۷	۲۹۶	۲۹۵	۲۹۴	۲۹۳	۲۹۲	۲۹۱	۲۹۰	۲۸۹	۲۸۸	۲۸۷	۲۸۶	۲۸۵	۲۸۴	۲۸۳	۲۸۲	۲۸۱	۲۸۰	۲۷۹	۲۷۸	۲۷۷	۲۷۶	۲۷۵	۲۷۴	۲۷۳	۲۷۲	۲۷۱	۲۷۰	۲۶۹	۲۶۸	۲۶۷	۲۶۶	۲۶۵	۲۶۴	۲۶۳	۲۶۲	۲۶۱	۲۶۰	۲۵۹	۲۵۸	۲۵۷	۲۵۶	۲۵۵	۲۵۴	۲۵۳	۲۵۲	۲۵۱	۲۵۰	۲۴۹	۲۴۸	۲۴۷	۲۴۶	۲۴۵	۲۴۴	۲۴۳	۲۴۲	۲۴۱	۲۴۰	۲۳۹	۲۳۸	۲۳۷	۲۳۶	۲۳۵	۲۳۴	۲۳۳	۲۳۲	۲۳۱	۲۳۰	۲۲۹	۲۲۸	۲۲۷	۲۲۶	۲۲۵	۲۲۴	۲۲۳	۲۲۲	۲۲۱	۲۲۰	۲۱۹	۲۱۸	۲۱۷	۲۱۶	۲۱۵	۲۱۴	۲۱۳	۲۱۲	۲۱۱	۲۱۰	۲۰۹	۲۰۸	۲۰۷	۲۰۶	۲۰۵	۲۰۴	۲۰۳	۲۰۲	۲۰۱	۲۰۰	۱۹۹	۱۹۸	۱۹۷	۱۹۶	۱۹۵	۱۹۴	۱۹۳	۱۹۲	۱۹۱	۱۹۰	۱۸۹	۱۸۸	۱۸۷	۱۸۶	۱۸۵	۱۸۴	۱۸۳	۱۸۲	۱۸۱	۱۸۰	۱۷۹	۱۷۸	۱۷۷	۱۷۶	۱۷۵	۱۷۴	۱۷۳	۱۷۲	۱۷۱	۱۷۰	۱۶۹	۱۶۸	۱۶۷	۱۶۶	۱۶۵	۱۶۴	۱۶۳	۱۶۲	۱۶۱	۱۶۰	۱۵۹	۱۵۸	۱۵۷	۱۵۶	۱۵۵	۱۵۴	۱۵۳	۱۵۲	۱۵۱	۱۵۰	۱۴۹	۱۴۸	۱۴۷	۱۴۶	۱۴۵	۱۴۴	۱۴۳	۱۴۲	۱۴۱	۱۴۰	۱۳۹	۱۳۸	۱۳۷	۱۳۶	۱۳۵	۱۳۴	۱۳۳	۱۳۲	۱۳۱	۱۳۰	۱۲۹	۱۲۸	۱۲۷	۱۲۶	۱۲۵	۱۲۴	۱۲۳	۱۲۲	۱۲۱	۱۲۰	۱۱۹	۱۱۸	۱۱۷	۱۱۶	۱۱۵	۱۱۴	۱۱۳	۱۱۲	۱۱۱	۱۱۰	۱۰۹	۱۰۸	۱۰۷	۱۰۶	۱۰۵	۱۰۴	۱۰۳	۱۰۲	۱۰۱	۱۰۰	۹۹	۹۸	۹۷	۹۶	۹۵	۹۴	۹۳	۹۲	۹۱	۹۰	۸۹	۸۸	۸۷	۸۶	۸۵	۸۴	۸۳	۸۲	۸۱	۸۰	۷۹	۷۸	۷۷	۷۶	۷۵	۷۴	۷۳	۷۲	۷۱	۷۰	۶۹	۶۸	۶۷	۶۶	۶۵	۶۴	۶۳	۶۲	۶۱	۶۰	۵۹	۵۸	۵۷	۵۶	۵۵	۵۴	۵۳	۵۲	۵۱	۵۰	۴۹	۴۸	۴۷	۴۶	۴۵	۴۴	۴۳	۴۲	۴۱	۴۰	۳۹	۳۸	۳۷	۳۶	۳۵	۳۴	۳۳	۳۲	۳۱	۳۰	۲۹	۲۸	۲۷	۲۶	۲۵	۲۴	۲۳	۲۲	۲۱	۲۰	۱۹	۱۸	۱۷	۱۶	۱۵	۱۴	۱۳	۱۲	۱۱	۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱	۰
۳۱۳	۲۹۸	۲۹۷	۲۹۶	۲۹۵	۲۹۴	۲۹۳	۲۹۲	۲۹۱	۲۹۰	۲۸۹	۲۸۸	۲۸۷	۲۸۶	۲۸۵	۲۸۴	۲۸۳	۲۸۲	۲۸۱	۲۸۰	۲۷۹	۲۷۸	۲۷۷	۲۷۶	۲۷۵	۲۷۴	۲۷۳	۲۷۲	۲۷۱	۲۷۰	۲۶۹	۲۶۸	۲۶۷	۲۶۶	۲۶۵	۲۶۴	۲۶۳	۲۶۲	۲۶۱	۲۶۰	۲۵۹	۲۵۸	۲۵۷	۲۵۶	۲۵۵	۲۵۴	۲۵۳	۲۵۲	۲۵۱	۲۵۰	۲۴۹	۲۴۸	۲۴۷	۲۴۶	۲۴۵	۲۴۴	۲۴۳	۲۴۲	۲۴۱	۲۴۰	۲۳۹	۲۳۸	۲۳۷	۲۳۶	۲۳۵	۲۳۴	۲۳۳	۲۳۲	۲۳۱	۲۳۰	۲۲۹	۲۲۸	۲۲۷	۲۲۶	۲۲۵	۲۲۴	۲۲۳	۲۲۲	۲۲۱	۲۲۰	۲۱۹	۲۱۸	۲۱۷	۲۱۶	۲۱۵	۲۱۴	۲۱۳	۲۱۲	۲۱۱	۲۱۰	۲۰۹	۲۰۸	۲۰۷	۲۰۶	۲۰۵	۲۰۴	۲۰۳	۲۰۲	۲۰۱	۲۰۰	۱۹۹	۱۹۸	۱۹۷	۱۹۶	۱۹۵	۱۹۴	۱۹۳	۱۹۲	۱۹۱	۱۹۰	۱۸۹	۱۸۸	۱۸۷	۱۸۶	۱۸۵	۱۸۴	۱۸۳	۱۸۲	۱۸۱	۱۸۰	۱۷۹	۱۷۸	۱۷۷	۱۷۶	۱۷۵	۱۷۴	۱۷۳	۱۷۲	۱۷۱	۱۷۰	۱۶۹	۱۶۸	۱۶۷	۱۶۶	۱۶۵	۱۶۴	۱۶۳	۱۶۲	۱۶۱	۱۶۰	۱۵۹	۱۵۸	۱۵۷	۱۵۶	۱۵۵	۱۵۴	۱۵۳	۱۵۲	۱۵۱	۱۵۰	۱۴۹	۱۴۸	۱۴۷	۱۴۶	۱۴۵	۱۴۴	۱۴۳	۱۴۲	۱۴۱	۱۴۰	۱۳۹	۱۳۸	۱۳۷	۱۳۶	۱۳۵	۱۳۴	۱۳۳	۱۳۲	۱۳۱	۱۳۰	۱۲۹	۱۲۸	۱۲۷	۱۲۶	۱۲۵	۱۲۴	۱۲۳	۱۲۲	۱۲۱	۱۲۰	۱۱۹	۱۱۸	۱۱۷	۱۱۶	۱۱۵	۱۱۴	۱۱۳	۱۱۲	۱۱۱	۱۱۰	۱۰۹	۱۰۸	۱۰۷	۱۰۶	۱۰۵	۱۰۴	۱۰۳	۱۰۲	۱۰۱	۱۰۰	۹۹	۹۸	۹۷	۹۶	۹۵	۹۴	۹۳	۹۲	۹۱	۹۰	۸۹	۸۸	۸۷	۸۶	۸۵	۸۴	۸۳	۸۲	۸۱	۸۰	۷۹	۷۸	۷۷	۷۶	۷۵	۷۴	۷۳	۷۲	۷۱	۷۰	۶۹	۶۸	۶۷	۶۶	۶۵	۶۴	۶۳	۶۲	۶۱	۶۰	۵۹	۵۸	۵۷	۵۶	۵۵	۵۴	۵۳	۵۲	۵۱	۵۰	۴۹	۴۸	۴۷	۴۶	۴۵	۴۴	۴۳	۴۲	۴۱	۴۰	۳۹	۳۸	۳۷	۳۶	۳۵	۳۴	۳۳	۳۲	۳۱	۳۰	۲۹	۲۸	۲۷	۲۶	۲۵	۲۴	۲۳	۲۲	۲۱	۲۰	۱۹	۱۸	۱۷	۱۶	۱۵	۱۴	۱۳	۱۲	۱۱	۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱	۰
۳۱۳	۲۹۸	۲۹۷	۲۹۶	۲۹۵	۲۹۴	۲۹۳	۲۹۲	۲۹۱	۲۹۰	۲۸۹	۲۸۸	۲۸۷	۲۸۶	۲۸۵	۲۸۴	۲۸۳	۲۸۲	۲۸۱	۲۸۰	۲۷۹	۲۷۸	۲۷۷	۲۷۶	۲۷۵	۲۷۴	۲۷۳	۲۷۲	۲۷۱	۲۷۰	۲۶۹	۲۶۸	۲۶۷	۲۶۶	۲۶۵	۲۶۴	۲۶۳	۲۶۲	۲۶۱	۲۶۰	۲۵۹	۲۵۸	۲۵۷	۲۵۶	۲۵۵	۲۵۴	۲۵۳	۲۵۲	۲۵۱	۲۵۰	۲۴۹	۲۴۸	۲۴۷	۲۴۶	۲۴۵	۲۴۴	۲۴۳	۲۴۲	۲۴۱	۲۴۰	۲۳۹	۲۳۸	۲۳۷	۲۳۶	۲۳۵	۲۳۴	۲۳۳	۲۳۲	۲۳۱	۲۳۰	۲۲۹	۲۲۸	۲۲۷	۲۲۶	۲۲۵	۲۲۴	۲۲۳	۲۲۲	۲۲۱	۲۲۰	۲۱۹	۲۱۸	۲۱۷	۲۱۶	۲۱۵	۲۱۴	۲۱۳	۲۱۲	۲۱۱	۲۱۰	۲۰۹	۲۰۸	۲۰۷	۲۰۶	۲۰۵	۲۰۴	۲۰۳	۲۰۲	۲۰۱	۲۰۰	۱۹۹	۱۹۸	۱۹۷	۱۹۶	۱۹۵	۱۹۴	۱۹۳	۱۹۲	۱۹۱	۱۹۰	۱۸۹	۱۸۸	۱۸۷	۱۸۶	۱۸۵	۱۸۴	۱۸۳	۱۸۲	۱۸۱	۱۸۰	۱۷۹	۱۷۸	۱۷۷	۱۷۶	۱۷۵	۱۷۴	۱۷۳	۱۷۲	۱۷۱	۱۷۰	۱۶۹	۱۶۸	۱۶۷	۱۶۶	۱۶۵	۱۶۴	۱۶۳	۱۶۲	۱۶۱	۱۶۰	۱۵۹	۱۵۸	۱۵۷	۱۵۶	۱۵۵	۱۵۴	۱۵۳	۱۵۲	۱۵۱	۱۵۰	۱۴۹	۱۴۸	۱۴۷	۱۴۶	۱۴۵	۱۴۴	۱۴۳	۱۴۲	۱۴۱	۱۴۰	۱۳۹	۱۳۸	۱۳۷	۱۳۶	۱۳۵	۱۳۴	۱۳۳	۱۳۲	۱۳۱	۱۳۰	۱۲۹	۱۲۸	۱۲۷	۱۲۶	۱۲۵	۱۲۴	۱۲۳	۱۲۲	۱۲۱	۱۲۰	۱۱۹	۱۱۸	۱۱۷	۱۱۶	۱۱۵	۱۱۴	۱۱۳	۱۱۲	۱۱۱	۱۱۰	۱۰۹	۱۰۸	۱۰۷	۱۰۶	۱۰۵	۱۰۴	۱۰۳	۱۰۲	۱۰۱	۱۰۰	۹۹	۹۸	۹۷	۹۶	۹۵	۹۴	۹۳	۹۲	۹۱	۹۰	۸۹	۸۸	۸۷	۸۶	۸۵	۸۴	۸۳	۸۲	۸۱	۸۰	۷۹	۷۸	۷۷	۷۶	۷۵	۷۴	۷۳	۷۲	۷۱	۷۰	۶۹	۶۸	۶۷	۶۶	۶۵	۶۴	۶۳	۶۲	۶۱	۶۰	۵۹	۵۸	۵۷	۵۶	۵۵	۵۴	۵۳	۵۲	۵۱	۵۰	۴۹	۴۸	۴۷	۴۶	۴۵	۴۴	۴۳	۴۲	۴۱	۴۰	۳۹	۳۸	۳۷	۳۶	۳۵	۳۴	۳۳	۳۲	۳۱	۳۰	۲۹	۲۸	۲۷	۲۶	۲۵	۲۴	۲۳	۲۲	۲۱	۲۰	۱۹	۱۸	۱۷	۱۶	۱۵	۱۴	۱۳	۱۲	۱۱	۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱	۰
۳۱۳	۲۹۸	۲۹۷	۲۹۶	۲۹۵	۲۹۴	۲۹۳	۲۹۲	۲۹۱	۲۹۰	۲۸۹	۲۸۸	۲۸۷	۲۸۶	۲۸۵	۲۸۴	۲۸۳	۲۸۲	۲۸۱	۲۸۰	۲۷۹	۲۷۸	۲۷۷	۲۷۶	۲۷۵	۲۷۴	۲۷۳	۲۷۲	۲۷۱	۲۷۰	۲۶۹	۲۶۸	۲۶۷	۲۶۶	۲۶۵	۲۶۴	۲۶۳	۲۶۲	۲۶۱	۲۶۰	۲۵۹	۲۵۸	۲۵۷	۲۵۶	۲۵۵	۲۵۴	۲۵۳	۲۵۲	۲۵۱	۲۵۰	۲۴۹	۲۴۸	۲۴۷	۲۴۶	۲۴۵	۲۴۴	۲۴۳	۲۴۲	۲۴۱	۲۴۰	۲۳۹	۲۳۸	۲۳۷	۲۳۶	۲۳۵	۲۳۴	۲۳۳	۲۳۲	۲۳۱	۲۳۰	۲۲۹	۲۲۸	۲۲۷	۲۲۶	۲۲۵	۲۲۴	۲۲۳	۲۲۲	۲۲۱	۲۲۰	۲۱۹	۲۱۸	۲۱۷	۲۱۶	۲۱۵	۲۱۴	۲۱۳	۲۱۲	۲۱۱	۲۱۰	۲۰۹	۲۰۸	۲۰۷	۲۰۶	۲۰۵	۲۰۴	۲۰۳	۲۰۲	۲۰۱	۲۰۰	۱۹۹	۱۹۸	۱۹۷	۱۹۶	۱۹۵	۱۹۴	۱۹۳	۱۹۲	۱۹۱	۱۹۰	۱۸۹	۱۸۸	۱۸۷	۱۸۶	۱۸۵	۱۸۴	۱۸۳	۱۸۲	۱۸۱	۱۸۰	۱۷۹	۱۷۸	۱۷۷	۱۷۶	۱۷۵	۱۷۴	۱۷۳	۱۷۲	۱۷۱	۱۷۰	۱۶۹	۱۶۸	۱۶۷	۱۶۶	۱۶۵	۱۶۴	۱۶۳	۱۶۲	۱۶۱	۱۶۰	۱۵۹	۱۵۸	۱۵۷	۱۵۶	۱۵۵	۱۵۴	۱۵۳	۱۵۲	۱۵۱	۱۵۰	۱۴۹	۱۴۸	۱۴۷	۱۴۶	۱۴۵	۱۴۴	۱۴۳	۱۴۲	۱۴۱	۱۴۰	۱۳۹	۱۳۸	۱۳۷	۱۳۶	۱۳۵	۱۳۴	۱۳۳	۱۳۲	۱۳۱	۱۳۰	۱۲۹	۱۲۸	۱۲۷	۱۲۶	۱۲۵	۱۲۴	۱۲۳	۱۲۲	۱۲۱	۱۲۰	۱۱۹	۱۱۸	۱۱۷	۱۱۶	۱۱																																																																																																																			

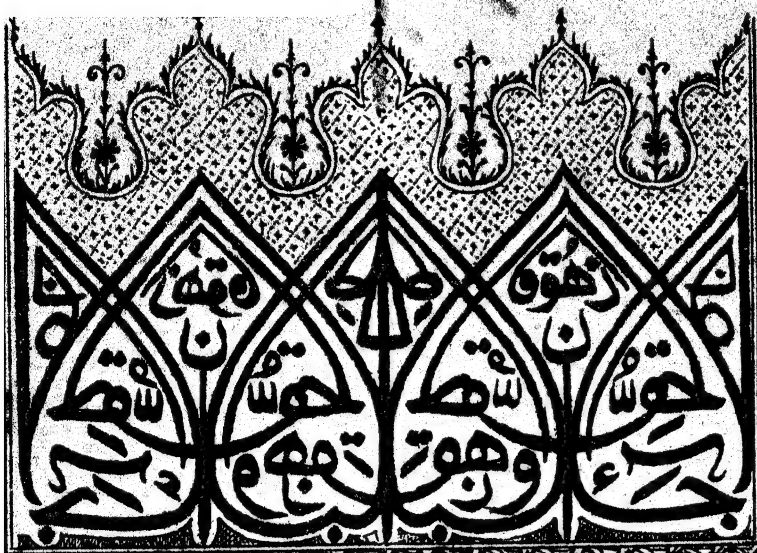
۳۲۰	حال طاعنین امام صاحب کا۔	۳۲۰	اعراض ہوا مولف نے فقر کا خفیہ کے	۳۲۰	مقرض کے خیانت عبارت حدیث میں۔
۳۲۱	تاز جنازہ امام صاحب کے چار بار پڑھنے کے	۳۲۱	مسائل غیر مفتی پر۔	۳۲۱	حدیث ہایہ کی مسح میں۔
۳۲۲	طاعن امام صاحب کا جو طریق کرنا ہو	۳۲۲	تکرار اعراضات مقرض کے لغویت	۳۲۲	طریق ہمارت پر لکھا خون حیض سے۔
۳۲۳	اوسے طریق کے جوابات۔	۳۲۳	جلد خیر و دینی باعث ہستی ہر۔	۳۲۳	ثبوت نہایت نئی کا حدیث سے۔
۳۲۴	مفاد المقرض کا مسائل خفیہ میں	۳۲۴	اعراض الزامی غیر مقلدین پر۔	۳۲۴	زمین خشک ہو بیٹے طاہر ہو جاتی کر۔
۳۲۵	عمل خفیہ کا صریح احادیث پر ہر مسئلہ	۳۲۵	حدیث پیشہ کے ساقط ہو جاتی ہر	۳۲۵	بیان سند احادیث و توجہ صاحب ہایہ۔
۳۲۶	استنباطی میں جان بوجہ اعتبار پر۔	۳۲۶	اگر کسی حرام میں شفا غصہ ہو اور بدل	۳۲۶	روایت بالبعنی میں تفسیر الفاظ کا ہونا
۳۲۷	مسئلہ کسی وضو نہیں ٹوٹتا۔	۳۲۷	اوسکا نہ ملے تو بغیر وقت ہمال اسکا جائز	۳۲۷	محل طعن نہیں۔
۳۲۸	حدیث قیس بن طلحہ کے قوی ہوا	۳۲۸	غیر مقلدین کے نزدیک ہمال پیشاب کا	۳۲۸	آخر وقت عشا کا طلوع فجر تک ہر۔
۳۲۹	حدیث بسرہ عورت کی معلول۔	۳۲۹	بلا ضرورت ہی جائز ہر۔	۳۲۹	افضل وقت عشا کا تھا تا کی رات تک ہر
۳۳۰	وضوئی میں نہ کہ حدیث میں غرض ہر	۳۳۰	قرأت امام کی ہفتہ نو تکو کافی ہر۔	۳۳۰	بوجہ اختلاف الفاظ کے احادیث ہا
۳۳۱	تاکہ اندر وضو ٹوٹنے سے نماز کو	۳۳۱	مقرض صاحب چند لاندہ بیوں کے	۳۳۱	موضوع کہ نہ بعض تعصب ہر۔
۳۳۲	سرو سے پڑھنا افضل ہر۔	۳۳۲	دوسرے صنف بن بیٹے۔	۳۳۲	خیانت مقرض کے شرح سفر السمانہ
۳۳۳	حدیث الاوضو حاکم الذاکر حدیث	۳۳۳	احادیث ہایہ کو موضوع کہنے کو حیات	۳۳۳	بیان انصاف علامہ شیخ الاسلام
۳۳۴	ترک الاوضو امامت الناصر بن سنیہ ہر	۳۳۴	جربا بیت بالبعنی جائز ہر تو ہر بوجہ	۳۳۴	ابن الہمام کا تحقیق احادیث ہایہ میں
۳۳۵	اکل لحم شتر سے وضو نہیں جاگدہ	۳۳۵	الفاظ کے احادیث ہایہ پر طعن ہوا ہر	۳۳۵	کہ معتقد میں چاروں مصلوں کو
۳۳۶	اوسکی مفسوح ہر۔	۳۳۶	خیانت مقرض کے نقل عدلت میں ہر	۳۳۶	بعث کہنے کا جواب۔
۳۳۷	نماز پشت خانہ کعبہ پر اور راکت	۳۳۷	آنحضرت کا ہر کام میں قیام کو دست کرنا	۳۳۷	اجتہاد جدید مقرض کا معنی آیت میں
۳۳۸	اور حمام اور قبر و زمین مکروہ ہر اور	۳۳۸	جواب اعراض ہایہ کا۔	۳۳۸	اور جواب الزامی اوسکا۔
۳۳۹	حدیث نبی اسکی نزدیکی نزدیک ضعیف ہر	۳۳۹	لکھتے ہو یا مسجد میں سو جاوے تو وضو	۳۳۹	تقلید و فقہ دامن مقام براسم مصلے
۳۴۰	مفاد المقرض کے حسب عادت۔	۳۴۰	نہیں جانا مگر جبکہ لیے کراٹ پر۔	۳۴۰	مقرض کا اجتہاد ہوا و مفاد لکریک
۳۴۱	جواب انفرادی مقرض کا اوسکے پیشوا	۳۴۱	کلی کرنا اور ناک میں بانی ڈالنا جنابت	۳۴۱	غیر مقلدین سوا عظیم سے خارج ہیں
۳۴۲	نواب علی اکبر کتاب سو کہ قصہ کہینہ طریف	۳۴۲	میں فرض ہر اور وضو میں سنت۔	۳۴۲	بیان جواز مخالفت بعض احکام فایز
۳۴۳	داروہ شہید کا حضرت علی ہر اور	۳۴۳	مولف غفر کی جالالی اور وہو کے بازی	۳۴۳	ایہ مجتہدین کے۔
۳۴۴	نسبت اوسکی امام اور ہر مسئلہ لکھنا	۳۴۴	حدیث جاکے موافق حدیث ابن ہر	۳۴۴	مقلدین اور وہاں ہر سخت اعتراض

۳۵۱	حالات دنیاات غیر مقلدین کے	۳۵۱	بدیانتی مقررہ کے تبدیل الفاظ میں	۳۵۱	کلمین کراہت نماز کی اوقات مندرجہ
۳۵۲	حدیث ظہیر منہ	۳۵۲	اسوای حدیث متواتر کے سب	۳۵۲	بیان اوقات نماز کے مندرجہ
۳۵۳	کوئی نہ ہزار صحابی کا مسکن تھا۔	۳۵۳	مثنیٰ بن عقیل بن نہیں۔	۳۵۳	بیان حدیث صحیح بین الصلواتین
۳۵۴	وجہ ضعف حدیث ظہیر منہ۔	۳۵۴	خبر واحدہ کے قابل حجت ہو۔	۳۵۴	کا صحیح حقیقی و صوری۔
۳۵۵	بوجود صحیح حدیث کو غیر مقلدین کا	۳۵۵	جو منسلک اخیر تر حضرت کا ہر دایات صحابہ	۳۵۵	حدیث صحیح بین الصلواتین منسوخ
۳۵۶	حدیث ضعیف پر عمل کرنا۔	۳۵۶	انابت ہر وہ تابع ہو۔	۳۵۶	ہر وہ معمول ہر مروج صوری ہو
۳۵۷	ہو ہوا کے لاندہ ہیٹو کا مذہب	۳۵۷	ظاہر پر بالذاتی اعتراض۔	۳۵۷	مقررہ حدیث صحیح و آیت صحیح
۳۵۸	لکھتے ہیں جس کا لکھائیں اور سیکھا گئے	۳۵۸	خفیہ بغیر دلیل کے کسی آیت حدیث	۳۵۸	کو ہر وہ حدیث ضعیف پر عمل کیا
۳۵۹	ضعف اور اضطراب حدیث ظہیر منہ۔	۳۵۹	کو منسوخ نہیں کہتے۔	۳۵۹	بیان تقلید جادہ مقررہ کا۔
۳۶۰	اختلاف لفظی و معنوی فکر کا۔	۳۶۰	مقررہ کا اتمام دربارہ مسائل خفیہ	۳۶۰	حدیث فجر سے پہلے رمضان میں
۳۶۱	حدیث ظلال حجر منقطع و مجہول الاداء کا	۳۶۱	تطبیق حدیث میں ادعا ظاہر کا	۳۶۱	غسل کرنے کی منسوخ ہو۔
۳۶۲	غیر مقلدوں کا صاحب کیا کے تقلید کرنا	۳۶۲	تحقیق شمار آیات احادیث منسوخہ	۳۶۲	بحال رکنا مقررہ کا اس حدیث کو
۳۶۳	آپ پر وہ کے کوئی مقدار میں نہیں	۳۶۳	تصریحات منسوخہ کا پانچ میں اور	۳۶۳	جس سے اپو ہر وہ راوی نے جو صحیح
۳۶۴	صحیح حدیث ظہیر منہ مقدار اب قلم	۳۶۴	احادیث کا اس میں طرف جمہور محققین کو	۳۶۴	بیان اتحاب وزعہ عاشورہ کا۔
۳۶۵	کے ثبوت پر دس ہزار روپیہ کا اتمام	۳۶۵	قدوا احادیث منسوخہ۔	۳۶۵	مسائل غفر میں کا اکثر ماخذ کتب
۳۶۶	تعیین معنی قلم میں غیر مقلدین کا	۳۶۶	بیان منسوخہ جو حدیث یحییٰ بن و حدیث	۳۶۶	مردودہ ذواب ہو یا ال ہیں۔
۳۶۷	اپنی راوی کو دخل دینا۔	۳۶۷	مصرافہ کا۔	۳۶۷	مولانا عبدالحی صاحب بانظرا غلط
۳۶۸	غلط فہمی مقررہ کے عقود الجواب میں	۳۶۸	پیشاب کرنا حضرت کا کھڑے	۳۶۸	ماخذ کتب ذواب ہو یا ال کو مردود کرنا
۳۶۹	خفیہ کے نزدیک ضعیف حدیث ہی	۳۶۹	ہو کر بوجہ غدر تھا۔	۳۶۹	مولانا غفر کا انصافی احادیث میں
۳۷۰	راوی کی بہتر ہو۔	۳۷۰	بالا ذکر کھڑے ہو کر ٹوٹنا مکروہ ہو	۳۷۰	عجز مقررہ جو صاحب تصارک الاسلام
۳۷۱	بیان نصب بریل الزمان مقلد	۳۷۱	دباغت سمجھنے کا چرماک نمونے	۳۷۱	قرل فیصل حکام دوسان مولانا
۳۷۲	نواب ہو یا ال کا۔	۳۷۲	پر کوئی دلیل نہیں۔	۳۷۲	ظفر و مولانا تصارک الاسلام کے
۳۷۳	بیان نسخ و منسوخ کا۔	۳۷۳	مخالفت مقررہ کے امام بخاری کی	۳۷۳	توجہ حدیث و علی فی الدہ بخاری کی
۳۷۴	خفیہ کسی حدیث کو امام صاحب کے	۳۷۴	مقررہ کا امام بخاری کو ہر وہ صاحب	۳۷۴	ہر حدیث بخاری کے قابل عمل نہیں
۳۷۵	قول کی منسوخ نہیں کہتے۔	۳۷۵	دراسات کی تقلید کرنا۔	۳۷۵	اوس میں منسوخ حدیثیں ہی ہیں

۳۹۲	۳۸۶	۳۸۵	۳۸۴
محمود عدم رفع بدین کو چھڑ دیا اسمین سولہ حدیثیں ہیں۔	مجموع قیاس کا مسنون ہونا ثابت ہو چھڑ دیا۔	بیان حدیث تاسع و منسوخ بخاری کا جہوہ دو گئی مولف ظفر کی اور اتمام جو	۳۸۵
۳۹۳	۳۸۷	۳۸۶	۳۸۵
دلائل نسخیت حدیث رفع بدین	قبولت غیریت قیاس کا آیات قرآنی سے	دلی فی الدبر کا حقیقہ پر اور جواب ملے ہو	۳۸۶
۳۹۴	۳۸۸	۳۸۷	۳۸۶
رفع بدین نکرا صاحب احسن کرنا اور	انکار قیاس طالع مثل انکار قرآن حدیث کے	اوسکا۔	۳۸۷
۳۹۵	۳۸۹	۳۸۸	۳۸۷
قصہ امام افرازی امام ابو حنیفہ کا	دوسرا مسئلہ غیر مقلدین نے احادیث	خیانت متعرض کے عبارت تفسیر فتح البیان	۳۸۸
دربار رفع بدین اور غالباً امام صاحب	صحیحہ اجماع کو ترک کر دیا اسمین چار	نواب ہو پال بن قابل دید ہو۔	۳۸۹
۳۹۶	۳۹۰	۳۸۹	۳۸۸
آنحضرت کا رفع بدین کو کفر کفر مقرر	حدیثیں اور تین آیتیں ہیں۔	تسبیت جو از مسئلہ دلی فی الدبر کا نام	۳۸۹
کے دوسرے تشبیہ دینا اور منع کرنا۔	منکر اجماع کی دوسری قرآن و حدیث سے	شافعی کے طرف منحصر ہو جوت ہو۔	۳۹۰
۳۹۷	۳۹۱	۳۹۰	۳۸۹
باجوہ و دعویٰ عمل بالحدیث کا حدیث	تیسرا مسئلہ احادیث صحیحہ آئین بالا اختلاف	فقر پر شدید دلی فی الدبر کے۔	۳۹۱
صحاح سنہ بخیر مقلدین کا عمل نکرا	غیر مقلدین کا عمل نہیں اسمین حدیثیں ہیں	مولف ظفر سخت الزام۔	۳۹۲
۳۹۸	۳۹۲	۳۹۱	۳۹۰
حدیث صحیحہ سنہ جگہ میں دیکھنا چاہو	منکر اجماع قطعی کا کافر اور منکر اجماع	حسب نصیر محمد ثنیں کے شمار رجال	۳۹۲
رفع بدین کرنا فقط امام صاحب کا	غنی کے کفر میں اختلاف ہو۔	مروج ضعیف مسلم بخاری سے زیادہ	۳۹۳
۳۹۹	۳۹۳	۳۹۲	۳۹۱
مذہب نہیں بلکہ بہت سے صحابہ و تابعین	تعدیل و توثیق شعبہ کے۔	شراک کر کہ بنا حدیث بخاری جائز ہو	۳۹۳
۴۰۰	۳۹۴	۳۹۳	۳۹۲
توثیق تابعین کا مذہب ہو۔	تحقیق معنی نہ بھاسو تہ کے۔	ہر قول بخاری کا قابل محبت کہنے سے	۳۹۴
۴۰۱	۳۹۵	۳۹۴	۳۹۳
پانچواں مسئلہ غیر مقلدین احادیث	تفسیر رفع بھاسو تہا کے۔	مولف ظفر کا ذکر کہنا اور الزام دینا	۳۹۵
۴۰۲	۳۹۶	۳۹۵	۳۹۴
صحیحہ حرمانت ذرات خلف الامام کے	کید غیر مقلدین کا وقت پانے جواب کے	بیان حقیقت مذاہب بعد داعراض غیر	۳۹۶
۴۰۳	۳۹۷	۳۹۶	۳۹۵
خلاف کیا اسمین حدیثیں ہیں ایک آیت	قبولت سماع طالعہ کا اپنے باپ سے اور	کتاب کا کفر و متعرض پر ادلائ پڑا۔	۳۹۷
۴۰۴	۳۹۸	۳۹۷	۳۹۶
تفسیر آیت افرازی القرآن فاستعملہ	غلط ہونا عبارت تقریب کا۔	اعلان ختم جوابات حصہ اول ظفر سیز	۳۹۸
۴۰۵	۳۹۹	۳۹۸	۳۹۷
قول فیصل الامام بخیر کا آیت مذکورہ میں	عبداللہ بن ابی ربر و زید علقمہ نے اپنی باپ	و فرزدہ جواب حصہ دوم و انتظام انفا	۳۹۹
۴۰۶	۴۰۰	۳۹۹	۳۹۸
خیانت متعرض کے تفسیر امین بن خال	دلائل بن مجوسے نہیں سنا۔	وعدہ متعرض کا۔	۴۰۰
۴۰۷	۴۰۱	۴۰۰	۳۹۹
نزول آیت مذکور کا دربارہ قرآن ثابت	قبولت امین بالا خلا کا حدیث سکھ سے	مقدمہ تشبیہ الامامین قابل ملاحظہ خاطر	۴۰۱
۴۰۸	۴۰۲	۴۰۱	۴۰۰
جرات بجا مولف ظفر سبین کے۔	قول امینی آواز سے کہنے کے نہیں آیا	پہلا مسئلہ غیر مقلدین قیاس کا حدیث	۴۰۲
۴۰۹	۴۰۳	۴۰۲	۴۰۱
جواب شبہ آیت نافور انما یتبرأ	آئین امام جو اور دعا بکار کرنا مانگنا	صحیح پر بخاری و مسلم میں جو عمل دیکھا	۴۰۳
۴۱۰	۴۰۴	۴۰۳	۴۰۲
نافرہ مسئلہ عند التضرار۔	آیات قرآنی سے ثابت۔	ثابت ہونا قیاس کا سنت نبوی سے	۴۰۴
۴۱۱	۴۰۵	۴۰۴	۴۰۳
منع قرآن خلف الامام دس صحابہ سے	چوتھا مسئلہ غیر مقلدین کو احادیث سے	غیر مقلدین صحاح سنہ کو دوسری حدیث	۴۰۵

۴۰۱	جواب شبہ مسئلہ امام کا۔	۴۰۱	بارہویان مسلغہ غیر مقلدین نے دربارہ فریب	۴۱۵	ماہرین شیخ مسلم پر عمل نہیں کیا
۴۰۲	جواب اعتراض کا قول زہری پر۔	۴۰۲	تیسرے کے احادیث صحیحہ کے خلاف کیا۔	۴۱۶	اکیسویں مسلغہ غیر مقلدین نے منکر کر
۴۰۳	بدیہاتی مقررین کے تبدیل نام راویین	۴۰۳	تیسرے جو ان مسلغہ غیر مقلدین نے دربارہ کرنا	۴۱۷	سے وضو کرنے میں عبادتیں مستلزم
۴۰۴	جواب امامت اور قربان غلط الامام	۴۰۴	نفل عبدغروب و قبل نماز مغرب کے	۴۱۸	امداد و زنی دابن کے خلاف کیا
۴۰۵	حدیث جہاد کی قراءت غلط الامام ضعیف	۴۰۵	احادیث اقوال صحابہ و فقہاء کو چھوڑ دیا	۴۱۹	بیسویں مسلغہ غیر مقلدین نے اکل چشم
۴۰۶	قاعدہ کا کج ترجمہ تبدیل پر مقدم ہے۔	۴۰۶	چودھویں مسلغہ غیر مقلدین نے کج ترجمہ	۴۲۰	سے وضو کرنے میں احادیث صحیحہ
۴۰۷	تجلی قحان کا اعلم بالرجال ہونا۔	۴۰۷	دوختہ نہ بننے میں شیخ صالح کے خلاف کیا	۴۲۱	ابوداؤد و نسائی وغیرہ کو چھوڑ دیا
۴۰۸	آما صاحب بر سر قراءت غلط الامام کے وعید	۴۰۸	پندرہویں مسلغہ غیر مقلدین نے کج ترجمہ	۴۲۲	تیسویں مسلغہ غیر مقلدین نے دھت
۴۰۹	چنانچہ غیر مقلدین نے ان کے پیچھے نہ	۴۰۹	بالغہ بلا اذن کی میں حدیث ابوداؤد	۴۲۳	پہلے تخریر میں حدیث مسلم زہری
۴۱۰	باندھنے کے صحیح حدیث پر عمل نہیں کیا	۴۱۰	و زہری کے تسامو و مواعظ پر عمل نہیں کیا	۴۲۴	کے خلاف کیا۔
۴۱۱	اس میں باجھ حدیث ہیں۔	۴۱۱	سولہویں مسلغہ غیر مقلدین نے سوا ہزار	۴۲۵	چوبیسویں مسلغہ غیر مقلدین نے عدم
۴۱۲	جواب شافعیہ اعتراض سے خوفیت حدیث کا	۴۱۲	ترک کے اور نماز و زمین بلا ضرورت قنوت	۴۲۶	پیر ساری الثمر علی الشجر میں حدیث
۴۱۳	انکار مرفوعیت حدیث کے۔	۴۱۳	پہلے کے خلاف احادیث صحیحہ جائز کرنا	۴۲۷	ابوداؤد پر عمل نہیں کیا۔
۴۱۴	ساتھ ان مسلغہ غیر مقلدین نے جمع میں اصل	۴۱۴	سترہویں مسلغہ غیر مقلدین نے کراہت	۴۲۸	چیسویں مسلغہ غیر مقلدین نے غنیمت
۴۱۵	میں حدیث صحیحہ کے مخالف کی ہے	۴۱۵	طانی میں احادیث ابوداؤد پر عمل نہیں کیا	۴۲۹	ارضی میں ایسا صحیحہ کے خلاف کیا
۴۱۶	آٹھواں مسلغہ غیر مقلدین نے جواز صلوة	۴۱۶	اٹھارہویں مسلغہ غیر مقلدین نے زنی	۴۳۰	چھبیسویں مسلغہ غیر مقلدین نے جواز کثرت
۴۱۷	المغرب و غلظ الصف میں حدیث نیکار کیا چھوڑا	۴۱۷	عوم کرنے سے سو ہوا پس لینے میں احادیث	۴۳۱	عبادت میں احادیث بخاری و ترمذی
۴۱۸	نواں مسلغہ غیر مقلدین نے دربارہ بقاے	۴۱۸	بیعتہ و اذنی مستدرک کو ترک کر دیا	۴۳۲	دابن ابودنسائی کے مخالفت کے
۴۱۹	نکاح اسلام دالہ حرکت دار الاسلام میں	۴۱۹	اونیسویں مسلغہ غیر مقلدین نے کثرت ہیز	۴۳۳	ستائیسویں مسلغہ غیر مقلدین نے دربارہ
۴۲۰	حدیث ابن ماجہ زہری کے خلاف کیا۔	۴۲۰	کہ مرد و نیکو بھی غسل و روضہ کو ترک نہ کیا	۴۳۴	مسنون کے سبب گردن کے خلاف احادیث
۴۲۱	دسواں مسلغہ غیر مقلدین نے دربارہ غنیمت	۴۲۱	توہمہ کا قانون تک ہاتھ اٹھانا چاہیو	۴۳۵	صحیح علی اکبر میں چار حدیث ہیں
۴۲۲	لحم اسب کے احادیث صحیحہ کو ترک کر دیا۔	۴۲۲	انہوں نے مسلحہ میں غلات کیا چھوڑا	۴۳۶	اٹھائیسویں مسلغہ غیر مقلدین نے احادیث
۴۲۳	گھوڑا اور بچہ اور گدھا حلال نہیں۔	۴۲۳	صحیحہ کا۔	۴۳۷	صحیحہ پیشین گوئی کے پورے پورے
۴۲۴	کیا تیسراں مسلغہ غیر مقلدین نے کرنا	۴۲۴	بیسواں مسلغہ غیر مقلدین نے دربارہ	۴۳۸	مصدقہ ہیں بہمن آٹھ حدیث ہیں
۴۲۵	جہلسم الدین پر شیخ صحیح پر عمل کیا۔	۴۲۵	تیسواں قراءت اول دو رکعت م	۴۳۹	غیر مقلدین نے غلام خواہ نفس پر مارا

غیر مقلدین کا ازراہ تصدیق و نفی است کے تمام مقلدین کو مشترک لکھنا اور تقلید کو شرک و حرام جاننا اور کہ مسئلہ	تقریباً مولوی محمد حسین لاہوری کا کہ باوجود جواب باسواب پائیکہ کر کے اور انعام دینے میں مدد غلات ہوئے	پھر لکھنا کہ وہ سب سنی و دھرمی اور ۳۲۵
چاروں مصلو کو غلات و بدعت سمجھنا اور صحابہ کرام کو غلامی و فتنہ	۳۲۷ نقل اشتہار و آلات کو محمد حسین لاہوری تفصیل جوابات اشتہار مذکور کے	۳۲۸ دفاتر لکھا ہے اور صدقات کو باسباب ۳۲۹ اموات کو طریقہ ہنود قرار دیا ہے۔
بدعت ضلالت لکھنا غلط و باسند نہا مختصر بیان فرج و دبا بیہ تکد کا۔	۳۲۱ قریب ہی مولوی محمد حسین لاہوری کے سوالات مشہور ہیں۔	۳۳۱ الاہم غیر مقلدین پر بوجہ مذمت تقلید ۳۳۲ خطا کو مذکور محمد حسین تعریف متقی میں
و آری ان ہند کا حال سبیل احوال حرمت عمل تلیف کے۔	۳۲۲ اشتہار جدید مقلدین کے طرف سے ۳۲۳ جو دو سوالات نمبر اول کا بودہ تھا	۳۳۳ تحقیق بات منشا باہیات ہارین ۳۳۴ قلاب پہنچاں حضرت عمر کو غلامی اور مقرر بدعت ضلالت لکھا ہے۔
تقلید مذہب میں کے واجب ہو آحاد و پیشین گوئی کو سب احوال	۳۲۴ ایضاً اشتہار پیش سوالات نمبر دوم بودہ انعام دوسل شرفی فی جواب۔	۳۳۵ غیر مقلدین پر سخت پر جلیج کا دعوا ۳۳۶ کرتے ہیں اور مولوی احمدی پر بھی نہیں
واقوال فرقہ فہرہ کے ظاہر ہو کر انیسواں مسئلہ غیر مقلدین نے مدعا تعلیم اہل عرب میں دیگھانات تہذیب	۳۲۵ تقلید در بارہ شرط جوابات ۳۲۶ انیسواں مسئلہ عقائد و اعمال غیر مقلدین میں کہ غلات اہل سنت کو ہیں بعضے	۳۳۷ مقلدین پر سخت سخت سعدی و جاسے ۳۳۸ دھار کو بوجہ تفسیر انقباس کا فریاد آیا
نقل اہل عربین مجاز و شام و مسعود بیت الحرام کے آیات و احادیث سے	۳۲۷ اور ان میں سے موجب کفر اور بعضی مقلدین تہذیب و بعضی موجب فسق و اتہار۔	۳۳۹ تصریح عملیات غیر مقلدین لفظی و لفظی ۳۴۰ اس میں سب احوال ہیں بحوالہ صفحہ کتاب
دین محمدی کا ثبوت و بقا حقیقت ہو کر مقلدین پر موقوف ہو۔	۳۲۸ نقل فتاوی جامع الشواہد فی الخراج الوہابین عن المساجد۔	۳۴۱ سہو کے چرچہ کیا کیا تمام حضرت پر ۳۴۲ ہونا غیر مقلدین کا اہل بدعت سے
مقلب اہل سنت و صدق و عظام کے جماعت مقلدین پر مذکور غیر مقلدین تیسواں مسئلہ غیر مقلدین نے واسطے	۳۲۹ دو بیہ مثل رافضی و خارج گروہ ضالہ کے اہل سنت سے خارج ہیں۔	۳۴۳ جو کوئی اس زمانہ میں غائب رہے ۳۴۴ خارج ہو وہ دھرمی و دھرمی ہے۔
بہ کائنات اور شک میں ملنے عوام مقلدین کے ایک بنا طریقہ ہشتما انعام کا سوالات جواب طلب نکالا ہو	۳۳۰ تفصیل عقائد غیر مقلدین قابل غلط ناظرین ہمیں ۲۸ عقیدے ہیں	۳۴۵ حکم لکھنا سب کو مثل حکم باخبر کے ہے ۳۴۶ حقیقت حال صلحانہ علمای دہلی



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسوله محمد وآله واصحابه اجمعين
 اما بعد خاں صاحب زادہ محمد منصور علی بن مولانا محمد علی بن مراد آبادی غفرلہما اللہ ذوالایادی عرض
 کرتا ہوں کہ ان دنوں ایک کتاب النظار المبین فی رد مغالطات المتقلدین مطبوعہ لاہور تصنیف محمد
 بن دیوان چند کھتری ساکن علی پور ضلع گوجرانوالہ ملک پنجاب کہ فی الحال برائے نام مسلمان ہو کر
 نام اپنا غلام محمد الدین رکھا نظر سے گزری اوسکے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ مولف نے ایسے سلف طہرین
 و تشنیع کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا ہے جس قدر اوسکی زبان نے یاوری دی اوس قدر دگر
 نہیں کیا اور اپنے زعم میں یوں سمجھا ہے کہ سب ایسے مخالفت حدیث و قرآن کی کرتے تھے جیسا
 سو مسئلہ فقہ کے مخالف قرآن و حدیث بیان کیے ہیں اور چاروں اماموں خصوصاً امام ابو حنیفہ
 رحمۃ اللہ علیہ پر ہر مسئلہ میں یہی دعو کیا ہے کہ امام صاحب نے اس مسئلہ میں قرآن یا حدیث کی مخالفت
 کی ہے اور ہر مسئلہ میں ایک حدیث پر مکمل آیت بھی لکھ دی ہے کہ یہ مسئلہ اس حدیث اور آیت کے مخالف
 ہے اور جو حدیث اور آیت اس مسئلہ کے موافق تھی اوسکو بالکل چھوڑ دیا پھر ان مسلمانوں کی وجہ سے

بمقدار وہین برابر لکھا ہوا ہو سکودیکھنے والے اس کتاب کے خوب جانتے ہیں مگر تیرا درحقیقت تان
 وحدیث پر یہ نحو خدا کا کیونکہ کوئی مسلمان سو مسلمان ہیں سے ایسا نہیں کہ جبکا ماخذ قرآن
 پر نہ ہو پھر نہیں معلوم کونسی شے اس طعن کی باعث ہوئی پھر جنہوں کی طرف سے انہوں نے مخالفت
 فرض کیے ہیں کہ وہ مخالف محض مصنوعی ہیں خفیہ انکے ہرگز قابل نہیں جو غرض خفیکہ ہو اس سے
 مختلف ظہر میں ہر اصل دور ہو اور حدیث میں واسطے ثابت کرنے مخالفت امام صاحب کے بہت کچھ
 تحریف کردی ہے ہر امام کا ماخذ حدیث اور قرآن ہو اگر ایک امام مجتہد نے ایک حدیث سے اخذ کیا ہو تو
 دوسرے امام مجتہد کا ماخذ دوسری حدیث ہی غرض کوئی امام مخالفت حدیث اور قرآن کے نہیں کہتا
 کسی کو اپنے طعن کرنا نہیں بھیج سکتا اور اگر ایسی مخالفت مورد الزام ہو جیسا کہ یہ سمجھے ہیں تو کوئی
 مقتدین متاخرین سے ایسا نہیں کہ سن وچہ مخالفت حدیث کی اس سے نہ ہو بلکہ جو لوگ اپنے
 طعن کرتے ہیں اگر غور سے دیکھا جائے تو وہ سب زیادہ حدیث کے مخالف ہیں غرض سن وچہ مخالفت
 سے حقیقت مذہب کی باطل نہیں ہو سکتی اور امام غیر اعتراض کرنے سے درحقیقت خدا اور رسول
 اعتراض نہ آتا ہی تصحیح بالذات کہ انہوں نے مختلف طرق کیوں بیان کیے یا ہر امر کی
 تصریح قرار واقعی کیوں نہیں کی اسوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ بمقدار بعد ہوتا گیا اوسى قدر
 راویوں میں بوجہ عدم عصمت و اتفاق اختلاف واقع ہوتا گیا لوگ اختلافات شارع کی طرف سے
 نہیں فقط راویوں کے سمواور نسیان پر مبنی ہیں مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ اختلاف استماع
 کو کسی مصلحت سے منظور تھا ورنہ جب ایسے ہی لوگ مخالف حدیث اور خلاف مرضی خدا اور رسول
 ہو جائیں گے تو پھر موافق حدیث اور مطابق مرضی شارع کون ہو گا اس طرح اونکے پر لوگ بھیجنا
 چاہیے کیونکہ تفتیح حدیث کی جیسی ان چاروں اماموں نے کر لی ہے ایسی کسی نے نہیں کی اس لیے
 جو قول ان چار کے احوال سے خارج ہو وہ غیر متبر شمار کیا جاتا یا لاماشاء اللہ غرض کہ تقلید
 ایسی ہی کوئی معیوب امر نہیں بلکہ اسکو بلا سمجھنا اپنی جہالت ظاہر کرنا ہی اس میں تو بڑے بڑے مصداق
 وغیرہ و آخر وہی مسجد میں اور قاعدہ ہو کہ جب تک آدمی کسی ہمدردی یا دنیوی کا التزام نہ کرے

وہ امور ہونا دشوار ہیں چنانچہ التزام کرنا اسکو متعین نہیں کہ تقلید کے جو بن کوئی نص
 قطعی دے وہی المیہ اپنے خفیہ میں اس میں ایسا غلو کر لیا ہو کہ محققین اسکو بند نہیں کرتے ہیں جیسے
 فرقہ گاہری نے بخاری اور مسلم میں اس سے کا غلو اور انجا کیا ہو کہ اس کے سامنے اسی قسم
 کی حدیث بھی نہیں مانتے ہیں بلکہ آیت قرآن اگر کوئی چڑھتا ہو تو برا جانتے ہیں اور کہتے ہیں
 کیا پھر پہلے اسد علیہ السلام قرآن نہیں سمجھتے تھے حالانکہ سیکڑوں پر جس بعد یہ کتابیں تصنیف ہوئی
 ہیں راویوں میں صحیحین کے خود اختلاف ہو ایک کی کچھ روایت ہو اور دوسرے کی کچھ روایت علی بن ابی
 بہت راؤ ضعیف بھی موجود ہیں ایک حکم کو بیان کرنا ہو اور دوسرا اس کے مخالف کتنا ہی خود تقہ
 راویوں کے مسلک میں بھی اختلاف پڑا ہو اسی کچھ نہ کر ایک شخص کی روایت کو قرآن کی آیت پر
 ترجیح دیا جائے گی یا ان اگر یہ یقین ہو جائے کہ یہ کلام بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی اور راوی
 سے اس میں غلطی ممکن نہیں تو اسوقت وہ حدیث ناسخ ہو جائے گی اور یہ یقین جب ہو گا کہ راوی
 نے اپنے کانون سے سنا ہو اس کے حق میں وہ حدیث حکم قطعیت کا رکھتی ہے مگر جب تک اس کے راوی
 اس کثرت سے روایت نہ کریں کہ ان کا سوا اور بنیان محال ہو کیوں کر اسکو ہم بمقابلہ آیت کے ترجیح
 دے سکتے ہیں غرض چیز کو اپنے محل پر رکھنا بہتر ہے بخاری کی صحت میں بہ نسبت اور کتابوں کے
 زیادہ التزام کیا ہو اور قرآن کے متواتر ہونے میں تو کسی کو بھی کلام نہیں پس قرآن پر بخاری کے
 راویوں کو ترجیح دینی بڑی جہالت کی بات ہے حالانکہ کسی بات کا یقین ہونا کہ مثلاً فلاں کلام اس
 شخص کا ہے فقط راویوں کی صحت اور ضعف پر مبنی نہیں بسا اوقات فقہ کی خبر غلط نکلتی ہے اور ناسخ
 فابریج کہہ دیتا ہو کہ کسی گمراہ کے وجود میں کلام نہیں اسیدو جو سے ضعیف حدیث کا قوی ہونا
 اور قوی حدیث کا ضعیف نہ ہو سکتا ہی قوت اور ضعف حدیث کا راویوں پر موقوف سمجھنا غلط
 واقع ہے بسا امور قرآن سے قوی ہو جاتے ہیں گویا راوی اس کے ضعیف ہونے سے طبع قوی بنا
 جسکو مستقی نے روایت کیا ہو قرآن سے ضعیف معلوم ہوتی ہے پھر اخذ حدیث میں اس قدر
 اختلاف کہ ایک شخص اسکو منسوخ جانتا ہو اور دوسرا معمول سمجھتا ہو ایک کے نزدیک بنا اور اس کے

ایک امر پر ہوا اور دوسرے نزدیک اور امر پر مبنی ہوا اگر اس قسم کا اختلاف نہ ہوتا تو ہم ایک کسٹرف ہرگز رجوع کرتے
 ہر کلمہ اختلاف و ات نے تقلید پر مجبور کر دیا ہے ورنہ ظاہر ہے کہ تقلید سے مقید ہونا گوارا طبیعت کو گذرنا ہی
 بے قیدی اچھی معلوم ہوتی ہے ہم اپنی سمجھ اور عوام کی سمجھ کو اس امر اجماع کی تفسیح میں کافی نہیں سمجھتے تھے یہی صفا
 متعصبین جنکو اماموں سے عداوت قلبی اور حسد دلی ہے ان کے اقوال تو ہم لوگ باد ہوائی اور خانہ ساز
 باتیں انکی سمجھتے ہیں آپس جو شخص جتنا قرون ثلاثہ سے قریب ہوا اس قدر اوسمیں شان حقیقت زیادہ
 ہے اور یہ باتیں کہ امام صاحب غیرہ کو بہت سی حدیثیں نہیں پوچھیں متعصبین کی محض نفسانیت اور غا
 ساز باتیں ہیں کوئی حجت اس پر نہیں خصوصاً اس کتاب تفسر میں میں تو تعصب اسد رجب کا موجود
 ہے جس کا کچھ بیان نہیں ناظرین بالانصاف خود ملاحظہ کر لیں گے چون کہ یہ کتاب مسلک حق سے
 بالکل بعید تھی اس لیے اس کا جواب لکھنا ضرور ہوا گو محکم اپنے کاروبار دنیوی سے فرصت نہ تھی مگر جواب
 بعض خلل احباب کے مجبور ہو کر تین مہینے میں کتاب مکمل کر کے کل جوابات سے فراغت پائی اور بدین
 تعصب اور نفسانیت کسی امر کے موافق اقوال محدثین ہر سلسلے کا ماخذ قرآن و حدیث سے ثابت کر دیا
 چونکہ مولف کتاب مذکور نے واسطے ثابت کرنے مخالفت قرآن و حدیث کے نسبت مسائل ایہ مجتہدین
 خصوصاً امام اعظم رحمہ کے اور واسطے بعقیدہ کرنے اور فریب دینے عوام مقلدین خفییہ کے جلد بجا قرآن و
 حدیث کے معنی بیان کرنے میں دھوکے دیئے تھے اور حق باتوں کو چھپایا تھا لہذا نام اس کتاب کا
 الفتح المبین نے کشف مکائد غیر المقلدین رکھا کہ جس سے سب فریب سازیان اور دھوکہ بازیا
 انکی ظاہر ہو گئیں اور اعتراضات اور مطاعن جو ایہ مجتہدین پر کیے تھے سب دفع ہو گئے اسد تعالیٰ
 اسکو مقبول خاص عام کرے اور اس سے برادران دینی کو فائدہ پہنچا وے امین شہد امین
قال ایک ملاحظہ یہ ہے کہتے ہیں کہ فقہ پر چلنا فرض ہے اور حدیث پر چلنا جائز نہیں سو جواب اس کا یہ
 کہ جس شخص کا یہ اعتقاد ہو وہ ہرگز ہرگز مسلمان نہیں کیونکہ اسد تعالیٰ نے تو قرآن مجید میں جا بجا
 یہی امر بیان کیا کہ اسد اور اس کے رسول مکی اور مدنی اور یہ شخص اسد تعالیٰ اور اس کے رسول کے برخلاف
 بتلا تھا کہ فقہ پر چلنا فرض ہے اور حدیث پر چلنا جائز نہیں **انہ اقوال** بعض من اللہ اور

اقرب از ہی مقرر من صاحب کی بر کوئی حنفی اسکا قائل نہیں کہ فقہ پر چلنا فرض ہے اور حدیث پر جائز نہیں بلکہ
 حنفیہ اسکے مدعی ہیں کہ کوئی بات فقہ کی قرآن اور حدیث کے برخلاف نہیں اور ماخذ فقہ کا قرآن حدیث
 ہی ہے فقہ اور حدیث میں نقطہ تغایر اسمی ہی مسمی ایک ہی با فرق اجمال و تفصیل کا ہی حاصل و دونوں کا
 ایک ہی اطلاق اور جزئیات کا فرق ہی مدعا ایک ہی غرض اس قسم کی مغایرت حقیقت میں مغایرت
 نہیں علیٰ ہذا القیاس فقہ شافعی اور مالکی اور حنبلی بھی ہرگز مخالف قرآن و حدیث کے نہیں اور حنفیہ کے
 نزدیک اس حدیث پر چلنا جائز نہیں جو مؤول اور منسوخ ہو گو وہ بخاری اور مسلم میں لکھی ہو پس
 مغالطے کو اپنی طرف سے لکھنا اور حنفیہ کی طرف منسوب کرنا بھروسے جواب میں آیتین اور حدیثین
 پیش کرنا خود حنفیہ کے کذب اور افتراء کیونکہ خود حنفیہ قرآن و حدیث پر چلنے کو فرض کہتے ہیں اور جو سلسلہ
 مخالف اسکے ہوا وہ پر چلنا جائز نہیں رکھتے مقرر من صاحب نے اس عقیدہ حنفیہ کے برعکس آیتین
 اور آیتیں لکھنی شروع کیں اور کذب و افتراء کی وعید اور مواخذہ کا جو قرآن و حدیث سے ثابت ہے مطلق
 خیال کیا قرآن شریف میں ہو کہ تَلِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ
 یعنی غلط ملط کرو حق کو ساتھ باطل کے اور زچہ پیاؤ حق کو حال آنکہ خود تم جانتے ہو چچا مسمی میں ہر
 عَنْ مُحَمَّدٍ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ
 بِالْصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَالْبِرُّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ
 وَيَتَّقِيَ اللَّهَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ صِدْقًا وَتَقْوًا يَا كَذِبٌ فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي
 إِلَى الْفُجُورِ وَالْفُجُورُ يَهْدِي إِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَّقِيَ اللَّهَ حَتَّى
 يَكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ كَذِبًا يَا أَعْيُنَ عِبَادِ اللَّهِ مِنْ سَفْوَةٍ رَوَيْتَ هِيَ كَمَا أَوْفَعُونَ نَفَرًا رَسُولُ اللَّهِ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کر دیا ہے جو بولنے کو اس واسطے کہ سچ بولنا نیکی کی راہ بتاتا ہے اور نیکی حبس کی طر
 ہو بخیر دیتی ہے اور ہمیشہ آدمی سچ بولتا ہے اور قصد کرتا ہے سچ بولنے کا یہاں تک کہ لکھا جاتا ہے نزدیک خدا
 سچا اور جھوٹ بولنے سے بچو تم کیونکہ جھوٹ بدی کی راہ بتاتا ہے اور بدی دوزخ کی طرف پہنچا دیتی ہے
 اور ہمیشہ آدمی جھوٹ کہتا رہتا ہے اور قصد جھوٹ کا کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے نزدیک جھوٹا لکھا

۴
 نسخہ خطی
 نسخہ خطی

جانا ہوا تھی اور صحیح مسلم بن حنفیہؒ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قال
 انك لرون ما العبدية فاقولوا الله وسؤلة اعلم قال ذكر له اخا له بما كره قيل افرأيت
 ان كان في اخي ما أقول قال ان كان فيه ما نقول فقد اغتبتة وإن لم يكن فيه ما نقول
 فقد بھتہ یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کما لو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم
 جانتے ہو غیبت کیا چیز ہے کہا صحابہ نے امد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خوب جانتا ہی فرمایا اور کیا تیرا اپنے بھائی کو
 ساتھ اس چیز کے کہ جو بری ہے کہا گیا ہے تیرے اگر میرے بھائی میں وہ امر ہو جسکو میں نے کتابوں میں فرمایا
 اگر وہ شری جسکو تو کتابوں میں دیکھتا ہو تو تو نے اسکی غیبت کی اور اگر وہ بات جو تو کتابوں میں نہیں دیکھتا
 میرے قریب ہوتا ہے یا نہ منہ اور ترمذی میں ہے قال اذا اصبر ابن آدم فان لا احشاء
 كذا ہا كذا في اللسان فته ن بات فان استقممت استقمنا
 وان اعوججت اعوججنا سی رید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت آدمی صیغ کو اٹھتا ہے
 کل اعضا زبان سے عاجزی کرتے ہیں اور کہتے ہیں تو اس سے ڈر کہ ہم ساتھ تیرے ہیں اگر تو سیدھی ہو
 تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہو تو ہم بھی ٹیڑھے کی آجائے گی اتنی اور دوسری حدیث صحیح ترمذی
 کی عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اكدب العبد
 تباعد عنه الملك میلکہ من نین ما جاء به یعنی ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جھوٹ بولتا ہے بندہ دور ہو جاتا ہے اور اس سے فرشتہ ایک میل بھرا ہو سکی ہو
 کی وجہ سے اتنی اور تیسری حدیث ترمذی کی عن سفیان بن عبد اللہ الثقفی قال قلت
 یا رسول اللہ ما الخوف ما تخاف علی قال فلو خذت بلسان نفسي وقال هذا ایسی
 سفیان بن عبد اللہ الثقفی سے روایت ہے کہ کما اوخول عرض کی میں نے یا رسول اللہ کون سی شے
 زیادہ خوفناک ہے اور ان شبہات کے جکا مجھ پر خوف کرتے ہیں کما اوخول نے یہی نصرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے زبان مبارک بکھری اور فرمایا یہ اتنی اور چوتھی حدیث ترمذی عن ابن
 مسعودؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیکن المؤمن بالطعان ولا

۴۰
 منہ

۴۰
 منہ

۴۰
 منہ

۴۰
 منہ

۴۰
 منہ

بِالْعَانِ وَكَأَنَّكَ فَحِشٌ وَكَأَنَّكَ بَدِيٌّ مِثْلِي ابْنِ سَبْعِينَ سَنَةً رَوَيْتُ بِكَ كَمَا أَوْخَعُونَ فِي كَفَرٍ يَا رَسُولَ
 اﷺ صَلَّيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَعِيمٍ مِثْلِي مِثْلِي كَرِيمٍ يَا رَسُولَ اﷺ لَعْنَتُكَ كَرِيمٍ يَا رَسُولَ اﷺ لَعْنَتُكَ كَرِيمٍ يَا رَسُولَ اﷺ لَعْنَتُكَ كَرِيمٍ
 اَنْتَ اَوْ بِأَنْبِيَاءٍ حَدِيثُ تَرْمِذِي كِي عَنْ عَقْبَةَ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اﷺ مَا لَكَ بِالنَّجَاةِ
 قَالَ أَصْلَكَ عَلَيْكَ لِسَانُكَ وَلَيْسَ عَلَيْكَ بَيْتُكَ وَأَبْلَكَ عَلَى الْخَطِيئَةِ لَيْسَ عَقْبَةُ بْنُ عَاصِمٍ
 سَ رَوَيْتُ بِكَ كَمَا أَوْخَعُونَ فِي عَرْضِ كِي مِثْلِي يَا رَسُولَ اﷺ نَجَاتٍ كِي شَيْءٍ بِفَرَمَاةٍ يَا مِثْلِي كَرِيمٍ يَا مِثْلِي
 اَوْ بِأَنْبِيَاءٍ كَرِيمٍ يَا مِثْلِي كَرِيمٍ يَا مِثْلِي كَرِيمٍ يَا مِثْلِي كَرِيمٍ يَا مِثْلِي كَرِيمٍ يَا مِثْلِي كَرِيمٍ
 كِي عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اﷺ صَلَّيْهِ وَسَلَّمَ كَرِيمٍ يَا مِثْلِي كَرِيمٍ يَا مِثْلِي كَرِيمٍ
 رَحِمَهُ اَنْوَكَ كَرِيمٍ يَا مِثْلِي كَرِيمٍ يَا مِثْلِي كَرِيمٍ يَا مِثْلِي كَرِيمٍ يَا مِثْلِي كَرِيمٍ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَوْخِصٍ مِثْلِي سَانِ ضَامِنٍ يَوْجَانِ زَبَانِ يَابِثٍ يَوْشَرِ كَرِيمٍ يَا مِثْلِي كَرِيمٍ
 كِي ضَامِنٍ كَرِيمٍ يَا مِثْلِي كَرِيمٍ يَا مِثْلِي كَرِيمٍ يَا مِثْلِي كَرِيمٍ يَا مِثْلِي كَرِيمٍ
 صَلَّيْهِ وَسَلَّمَ كَرِيمٍ يَا مِثْلِي كَرِيمٍ يَا مِثْلِي كَرِيمٍ يَا مِثْلِي كَرِيمٍ
 اَنْخَضَتْ صَلَّيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَعِيمٍ مِثْلِي كَرِيمٍ يَا مِثْلِي كَرِيمٍ
 قَالَ قَالَ رَسُولُ اﷺ صَلَّيْهِ وَسَلَّمَ كَرِيمٍ يَا مِثْلِي كَرِيمٍ
 اَعْنِي اَوْ بِأَنْبِيَاءٍ حَدِيثُ تَرْمِذِي كِي عَنْ عَقْبَةَ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اﷺ
 كَرِيمٍ يَا مِثْلِي كَرِيمٍ يَا مِثْلِي كَرِيمٍ يَا مِثْلِي كَرِيمٍ
 حَدِيثُ تَرْمِذِي كَرِيمٍ يَا مِثْلِي كَرِيمٍ
 نَعِيمٍ يَا مِثْلِي كَرِيمٍ
 اَعْنِي اَوْ بِأَنْبِيَاءٍ حَدِيثُ تَرْمِذِي كَرِيمٍ
 اَقُولُ جَوَابُ اسْكَاجِ مَوْثَرِضٍ صَاحِبِ دِيَاوِي وَهِيَ قَالِ يَدِ خُودِ اَوْ خُصِيضِ سَمِ اَعْلَاضِ اَوْ لَمِطِ بَرَا
 بَاتِ كِي جَوَابُ كِي مَصْرَعِ سَوَالِ اَزْ اَسْمَانِ كَرِيمٍ جَوَابُ رِيْسَانِ اَدُو كِي وَجَارِي اَوْ رَسُولِ كَرِيمٍ

۴
 ترمذی صحیح
 سنن ترمذی

۴
 ترمذی صحیح
 سنن ترمذی

۴
 ترمذی صحیح
 سنن ترمذی

۴
 ترمذی صحیح
 سنن ترمذی

کہ انہیں بھی ہر سلسلہ کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک موجود نہیں بعضے کی صحابی تک اور بعضے کی
 تابعی تک ہی جس اگر آپ کی غرض یہ کہ ہر سلسلہ کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ضرور ہی تو یہ اعتراض
 تمام حدیثوں کی کتابوں پر ہوجائے گا اور اگر یہ غرض یہ کہ مطلق اسناد لکھنا دین میں داخل ہے اور بلا اسناد
 نقصان ہے تو یہ بھی خلاف حدیث ہے نقطہ یہ قول عبداللہ بن المبارک کا ہے وہ خود کہتے ہیں کہ میرے نزدیک
 اسناد دین میں سے ہے اور غرض اُنکی یہ نہیں کہ لفظ حَدَّثْنَا ضرور ہی ورنہ دین میں نقصان کا بلکہ اِد
 افکی یہ ہے کہ ہر شخص سے بلا اسناد مان لینا انہیں چاہیے اور ظاہر ہے کہ اگر اسناد کا لکھنا دین سے ہوتا تو ہم بخارا
 تعلیقات میں ہذا نہ چھوڑتے مگر عرض صاحب خفییہ کے جواب میں تو صحابہ کے قول اور فاضل کو بھی حجت
 نہیں کہتے ہیں اور خود تابعین کی سند لاتے ہیں اُنکو چاہیے تھا کہ کوئی حدیث مرفوع یا مقوف
 یا صحیح یا ضعیف کچھ تو بیان کرتے حدیث میں کہیں پتا بھی نہیں کہ حدیث بیان کرنے میں راویوں کے
 نام بھی بتلایا کر فقط مصلحتاً اسکو علمائے جاری کیا ہے اسکو بدعت حسنہ کہنا چاہیے اور محض متبعین
 جبرہ قدر یہ ہمیشہ غیرہ کیواسطے اسناد کالی گئی ہے تاکہ بیدین لوگ موضوع حدیثین دین میں داخل نہ کریں
 اسواسطے نہیں ہے کہ مسلمان متقی سچے کی حدیث بھی مقبول نہ کی جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 تو فقط ایمان دریافت کر لیتے تھے اور جتنے شروط میں ان سے قرض نہیں کرتے تھے اب لوگوں نے
 اس میں ایسی شدت کی کہ انقطاع اور ارسال وغیرہ اُنے اُنے باتوں سے حدیث صحیح کو چھوڑ
 دیتے ہیں حاصل قفسر یہ ہے کہ جو خفییہ کہتے ہیں اسکا تو مترض صاحب نے جواب بالکل اوڑا دیا
 دوسری بات جو اب میں بطور خیالی نباشد کے اپنی طرف سے بیان کر دی حال اُنکا اسناد ضروریات
 دین سے نہیں ہے ورنہ یہ اعتراض خاص خفییہ پر نہیں بلکہ سب پر لازم آتا ہے پس مترض صاحب نے
 جواب میں سب محدثین پر بھی ہاتھ صاف کیا اور ملا علی قاری کی طرف اس قول کی نسبت
 ہرگز نہیں ہے اُنہوں نے اپنا قول نہیں لکھا بلکہ امام شافعی کے اقوال اُنہوں نے نقل کیے ہیں اوسمیں ایک
 بھی اُنکا قول نقل کیا ہے چنانچہ شرح فقہ الکبریٰ میں لکھتے ہیں وَقَالَ اَيْضًا كُلُّ الْعُلُومِ سِوَا
 الْقُرْآنِ مُشْغَلَةٌ لَا الْحَدِيثَ وَلَا الْفِقْهَ فِي الدِّينِ اَلْعُلُومُ مَا كَانَ فِيهِ قَال

حَدَّثَنَا وَمَا سَوَّاهُ ذَلِكُمْ وَسَوَّاهُ الشَّيْءَ كَطَبِينِ يَعْنِي أَوْ رِيَّ بِحُجَّتِهَا شَافِعِي نَعْنِي كَمَا هِيَ كُلُّ عِلْمٍ
 سَوَّاهُ قُرْآنَ كَيْ شَغْلَ نِيَابِ نِ اِنِّ دَالِ هِيْنَ مَكْرَحِيْثٍ اَوْ فِقْهٍ دِيْنِ كِيْ عِلْمٍ وَهِيْ جَمِيْنٍ قَالَا حَدَّثَنَا
 هُوَ اَوْ رَا سَوَّاهُ سَكِيْ وَسَوَّاهُ شَيْطَانُوْنَ كَاهِيْ نَهْتِيْ بِيْنَ مَعْتَرِضٍ صَاحِبِ نَعْفٍ عِبَارَتِ نَقْلٍ كِيْ جِسِّ سَ
 دِصُوْكَ اِهْوَا هِيْ كِيْ قَوْلِ مَلَا عَلِيْ قَارِيْ كَاهِيْ حَالٍ اَكْمَدِ فِقْهٍ نَاقِلٍ هِيْنَ اَوْ كَاهِيْ سَلَكٍ هُوَا كَسِيْ كِيْ عِبَارَتِ نَقْلٍ
 كَرْنِيْ سَ نَمِيْنٍ سَمَجْهَاتَا مَعْتَرِضٍ صَاحِبِ خَفِيْةٍ كَطِيْفٍ مَخَالِطُوْنَ كُوْنَسُوْ كَرْتِيْ هِيْنَ اَوْ رُوْغُوْ مَخَالِطٍ
 دِيْتِيْ هِيْنَ بِيْنَ اِسْ عِبَارَتِ سَ مَعْلُوْمٍ هُوَا اَكْمَدِ دِيْنِ سَ خَارِجِ نَمِيْنٍ بَلَكُمَدِيْنِ هِيْنَ دَاخِلِ هُوَا سَكِيْ
 هُوَا اِمَامُ شَافِعِيْ نَعْنِيْ يَكْرَامُ بِيَانٍ كِيَا كِهْ جِسِّ عِلْمٍ مِيْنِ حَدَّثَنَا هِيْ وَهِيْ تَوْعِلْمٍ هِيْ بَاقِيْ وَسَوَّاهُ شَيْطَانِيْ نَظَا هِيْ كِيْ
 مَرَادُ اِسْ سَ لَفْظِ حَدَّثَنَا كَنَمِيْنٍ وَرَنَدِ كُوْنِيْ مَحْدَثِ اِسْ سَ بَرِيْ نُوْكَ اَوْ رُوْغُوْ اِمَامُ شَافِعِيْ كِيْ بَعْضِ كَطَبِيْنِ
 حَدَّثَنَا سَ خَالِيْ هِيْنَ مَلَا وَهَا سَكِيْ اَوْ نَحْوُنِ نَعْنِيْ فِقْهٍ كُوْ سِيْ هِيْ مَشْنِيْ كَرِيَا هِيْ بِيْنَ مَرَادُ اِمَامُ شَافِعِيْ كِيْ
 يَهِيْ كِيْ عِلْمِ حَدِيْثِ سَ خَالِيْ هُوَا رِخَالْفِ حَدِيْثِ هُوَا دَاخِلِ وَسَوَّاهُ شَيْطَانِيْ هِيْ اَوْ رُوْغُوْ مَوَافِقِيْ قُرْآنِ
 اَوْ حَدِيْثِ كِيْ هِيْ وَهِيْ مَجْمُوْعِيْنِ كِيْ هُوَا وَهِيْنَ لَفْظِ حَدَّثَنَا كِهْ هُوَا اَوْ رُوْغُوْ اِسْنَادِ سَ خَالِيْ هُوَا اَوْ رُوْغُوْ مَن
 كِيَا جَا سَ كِيْ يَقُوْلُ مَلَا عَلِيْ قَارِيْ كَاهِيْ تُوْكَ مَاجَا وَكِيَا كِهْ خُوَا وَكِيْ هَبْتِ كِتَابُوْنَ مِيْنِ اِسْنَادِ نَمِيْنِ اَسْبَلِ سَكِيْ
 مَرَادُ وَكِيْ هِيْ هُوَا كِيْ حَدِيْثِ سَ وَهِيْ عِلْمِ تَعْلُقِ كِهْ كِتَابُ هُوَا كُوْنِيْ خَفِيْ حَدِيْثِ كُوِيَا وَ سَكِيْ رَاوِيُوْنَ كُوْ رُوْغُوْ رُوْغُوْ
 نَمِيْنٍ جَانِبَا بَلَكُمَدِيْنِ رَوَا تِ حَدِيْثِ كُوْمَا تَعْنِيْ هِيْنَ اَوْ رَاوِيُوْ كُوْ مَتَقِيْ اَوْ رُوْغُوْ رُوْغُوْ جَانِبَا تَعْنِيْ هِيْنَ مَكْرَحِيْثِ نَمِيْنِ
 سَمَجْهَاتِ بَرِ خِلَافِ قُرْآنِ نَظَا هِيْ كِيْ كِهْ اُوْنَكِيْ نَزْدِيْكَ حَدِيْثِ كَارَاوِيْ كِيْ رَوَا تِ قُرْآنِ سَ سَمَجْهَاتِ
 اَكْرَا كِيْ رَاوِيْ كُوْنِيْ حَدِيْثِ بَلَفْظِ حَدَّثَنَا كِيَا بِيَانِ كَرُوْ سَ تُوْجُوْ رَاوِيْ سَكِيْ مَقَابِلِ مِيْنِ اِيْتِ قُرْآنِ كِيْ سَمَجْهَاتِ
 نَمِيْنِ مَنَسْتِيْ هِيْنَ اَوْ رُوْجِيْتِ كِيَا مَعْقُوْلِ مَشْنِيْ كَرْتِيْ هِيْنَ كِهْ رَسُوْلُ اَمْدِ صَلِيْ اَمْدِ عَلِيْهِ سَلَامُ كِيَا قُرْآنِ نَمِيْنِ
 سَمَجْهَاتِ تَعْنِيْ هِيْنَ مَعْلُوْمٍ هُوَا كِهْ اَوْ نَحْوُنِ رَاوِيْ كُوْ مَعْقُوْلِ مَشْنِيْ كَرْتِيْ هِيْنَ كِهْ رَسُوْلُ اَمْدِ صَلِيْ اَمْدِ عَلِيْهِ سَلَامُ كِيَا قُرْآنِ نَمِيْنِ
 حَدِيْثِ مَتَوَاتِرِ هُوَا سَكُوْ مَرْقُوْنِ مِيْنِ جَمْعِ رَوَا يَتِ كَرْتِيْ چَلِيْ اُنِيْ هُوْنَ اَوْ اَكِيْ حَدِيْثِ اَحَادِ هُوَا سَكِيْ
 اَكِيْ رَوَا يِ خِلَافِ رَوَا يَتِ جَمْعِ هُوَا كِيْ پَا لِيْ جَانِبِيْنِ اَسْبَلِ نَظَا هِيْ كِيْ حَدِيْثِ اَحَادِ مَقَابِلِ حَدِيْثِ
 مَتَوَاتِرِ كِيْ تَرَكِ كِيْ جَانِبِيْ اَوْ رَاوِيُوْ قُوْتِ يُوْنِ نَهْ كِهْ جَانِبِيْ كَا كِهْ خَيْرِ خَيْرِ اَصْلِ اَمْدِ عَلِيْهِ سَلَامُ كِيَا مَتَوَاتِرِ

کے بعض نہیں جانتے تھے جو حدیث آماد فرمائی اسطرح آیت قرآنی کو سمجھنا چاہیے حاصل
 فقیر کرتے ہیں کہ اسناد میں فرقہ ظاہر ہے اس سبب کا غلو پیدا کیا ہے کہ باقی تھے یہی کہ بالکل صحیح ہے
 پس متقدمین نے تو اسناد کو مصلحت واسطے مخالفین اہل سنت و جماعت کے کمال تھا اس کے
 بدعت حسنہ ہو نہیں سکتا مگر حضرت ظاہر نے بوجہ نقص کے اس میں ایسا اہتمام کیا کہ اہل سنت
 و جماعت ہی پر ہاتھ صاف کرنے لگے کہ حدیث بخاری اور مسلم کے مقابلے میں اگر دوسری حدیث
 صحیح بھی ہو تو بھی اس پر عمل کرنے کو خلاف اتباع نبوی حساب ہے میں غرض کہ ان کے نزدیک
 علماء اسلام کا اسناد پر ہی جو اسناد کی ذرا بھی رعایت کرے گا اپنے نعم فاسد میں اس کے واسطے
 نعوذ باللہ ابوالباب جنہم سمجھتے ہیں حال انکا ایسا ہے کہ بدعت سیدہ ہونے میں کچھ کلام نہیں
 اور بخاری اور مسلم میں یہ عین عاکشتہ عزا قانت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 وسمعت منی احد من رعی اخری تاخذنا بالکلیس من کل اھل بیتہ یعنی عاکشتہ سے روایت
 ہی کیا اور انھوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ہمارے اس میں میں نئی بات نکالے
 کہ وہ اس سے بدوید و مردود ہی بنتی اور امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے غائب

۴
 مشکوٰۃ مشتمل
 الاعتقاد
 کتاب
 روایت

ابن ساریہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نئی بات سے بچو کیوں کہ کل
 حادث امور بدعت ہوتے ہیں اور ہر بدعت کراہی ہی اتنی مختصہ اور طائفہ منسوخہ کو صرف اہل حدیث
 شیعہ یا بعض کا قول ہی یہی حجت نہیں ہو سکتا اور اگر تسلیم کیا جائے تو اہل حدیث میں چاروں
 امام ہر جہہ اول داخل ہیں کچھ اہل حدیث محض ناقلین کو نہیں کہتے ہیں بلکہ اصلی اہل حدیث وہ
 لوگ ہیں جو حدیث کی غرض اور مراد بھی سمجھتے ہوں محض روایت سے کام نہیں چلتا پس چاروں امام
 خصوصاً امام اعظم حقیقی محدث ہیں باقی محدثین کو اس درجہ کی نقابست حدیث حاصل نہیں امام
 شافعی اور امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی اور بیہقی سے روایت ہی
 قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نظر اللہ عبد اسمع مقالتي فحفظها
 ووعاها وادامتها فرب حامل فقه غير فقيه ورب حامل فقه الى من هو افقه

۴
 مشکوٰۃ مشتمل
 الاعتقاد
 کتاب
 روایت

حینہ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تو تازہ کر کے اسے اس سبک کو کہ میں کلام کو سن کر
 یاد رکھے اور نہ بھولے اور پوچھا دے اس کو اس لیے کہ اکثر اٹھانیوں نے حدیث کے نہیں نہیں ہوتے
 اور اکثر حامل اسکے ہیں کہ پوچھا دیتے ہیں طرف اس شخص کے کہ وہ زیادہ سمجھدار اور سن سے ہوتا ہو
 انتقل اور بخاری اور مسلم بن ہر عن معاویۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 وسلم من یروی اللہ بہ خیراً یفقیہ فی الدین کما انما کالیم واللہ یعطی یعنی معاویہ سے
 روایت ہے کہ انھوں نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کو اللہ تعالیٰ خیر دینے کا
 ارادہ کرتا ہو اس کو دین میں فقیہ کر دینا ہو اور میں تو تقسیم کر دینا ہوں اور اسے عطا کرتا ہوں انتہی پس ان
 حدیثوں سے معلوم ہوا کہ حدیث کی روایت اور شیخی اور سمجھ اس کی اور ہی نہیں اگر محض ظاہر الفاظ
 پر دین کی بنا ہو تو یہ فقہات کے کوئی معنی نہ تھے کیونکہ ظاہر الفاظ تو تمام عرب سمجھتے
 تھے اخلا کو جسی ہر او ہر کو جسی انضامین لیتے تھے پس معلوم ہوا کہ غرض نبوی اور حکمت نبوی
 صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کے کہ نہ کو بہو پوچھا ہی فقط معنی ظاہر جس کو ہر شخص بی دان سمجھ سکتا ہو نہیں
 بلکہ جتنا زیادہ سمجھدار ہو گا اتنا ہی زیادہ مقصود شارح کو سمجھ کا چنانچہ قرآن شریف میں ہے لَقَدْ
 مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ هَدَتْ لَهُمْ عَلَى كُلِّ
 آيَةٍ وَبَيَّنَّ كَيْفَ يَتَوَكَّلُونَ عَلَيْهِمْ وَأَنِذَرَهُمْ أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْكُتُبَ وَالْحِكْمَةَ يَعْنِي احسان کیا ہی اللہ نے مسلمانوں پر
 جبکہ بھیجا ان میں ایک رسول اولین سے کہ پڑھتا ہو اور پڑھتین اس کی اور ترکیہ کرتا ہو اور حکما
 اور تعلیم کرتا ہو ان کو کتاب اور حکمت کی انتہی پس بیت سے معلوم ہوا کہ فقط دار و مدار دین کا ظاہر
 الفاظ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بیان چار درجے بیان کیے ہیں پہلا مرتبہ تلاوت قرآن کا
 جس سے فی الفاظ کے معنی میں سمجھ جاتے تھے پھر اس پر ترقی کر کے دوسرا درجہ ترکیہ نفس کا
 بیان فرمایا پھر اس کے بعد تیسرا درجہ تعلیم قرآن کا کہ ان دونوں مرتبوں پر مسکن ہو اور شاہد کیا
 پھر اس کے بعد چوتھا درجہ حکمت کی تعلیم کا ارشاد ہوا پس معلوم ہوا کہ علاوہ ظاہر الفاظ کے
 اور معارج بھی ہیں مگر حضرات ظاہر پرانے بوجہ کون طعن و سبب شتم امیہ دین کے محرم ہیں لیکن

انتہی

سیدہ

انکار کرنا اور ان کا فیصلہ قطعی انکار پر غرض حدیث اور قرآن دونوں سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ فقہاء مجتہدین
 روایت نظام یہ ہے سے افضل ہیں اور زیادہ ضرورت دین میں فہم کی ہی جن لوگوں کو فہم حدیث نہیں
 محض اوی ہیں ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ حدیث پر بیجا جان اور نقل کر دین کہ
 سمجھنے والے آپ سمجھ لیں گے اس لیے خفیہ چاروں اماموں سے بڑھ کر کسی کو فہم حدیث
 میں نہیں جانتے امام بخاری اور امام مسلم کے محدث اور متقی اور بزرگ ہونے کے نہایت معتقد
 ہیں مگر ائمہ اربعہ پر فقہات حدیث میں ترجیح نہیں دیتے ہیں حدیث تو سب کی لیتے ہیں مگر اویوں
 محققین کے اقوال دیکھ کر تطبیق کرتے ہیں ظاہر یہ کہ قول کو حجت نہیں گردانتے کیونکہ اس
 فرقے نے فرط اعتقاد سے امام بخاری کو کل ائمہ پر ترجیح دی ہے اور ایسا اعتقاد بھی اچھا نہیں
 ہوتا کہ جس سے انکار قرآنی لازم آجاوے بلکہ اگر غور سے بخاری شریف کو دیکھا جائے تو خوب
 واضح ہو جائے کہ اجتہادات امام بخاری کے حدیث سے ظاہر بخلاف ہیں جیسا کہ یہ امر مرتبہ
 الباب ابن ابی شیبہ وغیرہ سے پیدا ہوئے کہ مقدار اسکی تطبیق میں تکلف اور تاویلات کیے ہیں البتہ امام
 بخاری کی روایت اکثر اول ہے کی ہم سمجھتے ہیں مگر ظاہر الفاظ جس سے تناقض حدیث اور آیت
 قرآنی پیدا ہو جائے انکی خفیہ کے نزدیک تاویل معقول موجود ہے اگرچہ ظاہر یہ اسکو پسند نہیں
 کرتے اور اپنے تحذیرات مخفیہ میں خلاف حدیث جانتے ہیں اور فقط ظاہر الفاظ بخاری اور مسلم پر
 اکتفا کر کے دوسری صحیح صحیح حدیثوں کیوں اور مجبور صحابہ کے اقوال کا انکار کر دیتے ہیں کہ خفیہ
 روایت حدیث میں امام بخاری اور امام مسلم کو چاروں اماموں پر ترجیح نہیں دیتے اگر اسکا
 نام حقارت ہے تو تابعین کو صحابہ پر اور تبع تابعین کو تابعین پر اور صحابہ کو انبیاء پر اور عالم کو
 اعلم پر ترجیح دینا بھی حقارت ہو جائے گا اسطرح خلفائے اربعہ پر اور صحابہ کو ترجیح نہیں
 اسکا نام تحقیر سمجھنا وَصَّمُ الشَّيْخُ فِي حَقِّهِ جَيْسٌ امامیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ
 میں اسدرجہ کا غلو کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ کو ان سے افضل نہیں جانتے
 اور اہل سنت و جماعت کا انکار فقط ان کے افضل ہونے پر ہی فی نفسہ انکی فضیلت کے منکر

نہیں پس حنفی امام بخاری اور امام مسلم کو امام صاحب پر ترجیح نہیں دیتے اس میں وہ حق
 پر ہیں البتہ انہی فضیلت اور تقویٰ اور حدیث کا انکار محض حالت ہر اس میں کوئی حنفی کرسیا
 شافعی ہم سکو ہرگز پسند نہیں کرتے بلکہ گناہ سمجھتے ہیں اور نہ کوئی خفیہ سے اسکا قائل ہو حاصل
 کلام یہ ہو کہ طائفہ منصور کی تفسیر میں اختلاف ہو چنانچہ امام نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں وَ
 اَمَّا هَذِهِ الطَّائِفَةُ فَقَالَ الْبُخَارِيُّ هُمْ اَهْلُ الْعِلْمِ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ اِنْ لَمْ
 يَكُونُوا اَهْلُ الْحَدِيثِ فَلَا اَدْرِي مَنْ هُمْ قَالَ الْقَاضِي عِيَاضُ غَاثُ الْمَكِّي اَهْلُ
 السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَمَنْ يَعْتَقِدُ مَذْهَبَ اَهْلِ الْحَدِيثِ قُلْتُ وَيَحْتَمِلُ اَنَّ هَذِهِ الطَّائِفَةَ
 مُتَّفِقَةٌ بَيْنَ اَنْوَاعِ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُمْ شَجَاعٌ مُقَاتِلُونَ وَمِنْهُمْ قَهَّاءٌ وَمِنْهُمْ مُجْتَنِبُونَ
 وَمِنْهُمْ هَدَّاءٌ وَمِنْهُمْ مَعْرُوفٌ وَالتَّاهُونَ عَنِ الْمَسْكَرِ وَمِنْهُمْ اَهْلُ اَنْوَاعٍ اُخَرُ
 مِنَ الْخَيْرِ وَلَا يَكُنْ اَنَّ يَكُونُوا اَجْمَعِينَ بَلْ يَكُونُونَ مُتَّفِقِينَ فِي اَكْثَرِ
 الْاَشْيَاءِ يَعْنِي يَ طائفہ منصور پس کہا امام بخاری نے وہ اہل علم ہیں اور اور کہا امام احمد نے
 اگر اہل حدیث نہ ہوتے پس نہیں جانتا میں کون سے ہوتے وہ کہا قاضی عیاض نے اسادہ کیا احمد نے
 اہل سنت و جماعت کا اور جو ان کے مذہب کا معتقد ہو میں کتا ہوں اور یہ بھی احتمال ہو کہ یہ
 گروہ انواع مسلمین میں متفرق ہو بعضے او میں کے بہادر لڑنے والے اور بعضے ان کے فقہاء
 اور بعضے محدث اور بعضے زاہد اور حکم کرنے والے بھلائی کے اور منع کرنے والے اور ان میں سے بعضے
 کے فیروے بھی ہیں اور یہ لازم نہیں کہ وہ مجتمع ہوں بلکہ کبھی اطراف زمین میں متفرق ہوتے ہیں
 انتہی آب غور کرنا چاہیے کہ معترض صاحب نے فقط ایک صورت کو کہ اس سے بھی مراد بقول
 قاضی عیاض کے اہل سنت و جماعت ہیں لے لیا اور باقی صورتیں ترک کر دین امام بخاری
 خود کہتے ہیں کہ مراد طائفہ منصور سے اہل علم ہیں اور امام نووی نے تمام فرقے واسمیں داخل کیے ہیں
 معترض صاحب نے عوام کے معاملے دینے کو محدثین ہی پر قصر کر دیا کیونکہ عوام بچاؤ سے کیا جان
 ظاہر یہ ہے ان کے ذہن نشین کر دیا ہو کہ اہل حدیث فقط امام بخاری اور مسلم وغیرہ ہیں

۱
 حنفی مسلمین
 حنفی مسلمین

اور امام صاحب قبل حدیث نہ تھے اسی لیے شرح مسلم کا ایک جملہ لکھ دیا اور امام بخاری کا قول
 چونکہ مخالفانہ تھے تھا چھوڑ دیا اس لیے کہ اس سے عوام حنفیہ ہی پر حصر سمجھتے غرض مخالف
 دینا معترض صاحب کا شیوہ حنفیہ اس سے ہے بہن **قال** اور ایک مخالف مقلد
 ایہ خصوصاً حنفیہ حدیث پر عمل کرنے والوں کو یہ دیتے ہیں کہ مسائل دینیہ میں قیاس کی تشریح
 ہی اور دلیل اس کی یہ حدیث پیش کرتے ہیں جو کہ ابو داؤد اور ترمذی اور دارمی میں روایت ہے
 معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ بھیجا معاذ کو طرفین کے (یعنی
 قاضی و محاکم کر کے) منہرایا (یعنی امتحان کے لیے) کہ طرح حکم کرے گا تو صوبت کہ پیش آویگا
 واسطے تیرے کوئی قضیہ کہا حکم کروں گا میں بموجب کتاب اللہ کے فرمایا اگر نہ پاوے تو میری
 صراحت کتاب اللہ میں (کہا پس حکم کروں گا میں بموجب سنت رسول خدا کے فرمایا اگر نہ پاوے
 تو میری سنت رسول اللہ کے کہا لہذا کروں گا میں اپنی عقل سے اور نہ قصو کروں گا میں کہا معاذ
 نے یار ولایت کرنے والے نے معاذ سے پس مارا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اوپر سینے کے
 جواب اس کا تین طرح پر انہی **اقول** حنفیہ اثبات قیاس میں فقط یہی حدیث نہیں لگاتے
 ہیں بلکہ اسمین صحیح حدیثین صحیحین کی بھی وجود میں مگر ظاہر یہ قیاس کا مطلقاً انکار کرتے ہیں
 حالانکہ احادیث مثبت قیاس فی الغنی حد تو اکثر کو بھی ہیں ظاہر یہ بعض قیاس سے انکار
 قیاس کہتے ہیں بخاری اور مسلم میں روایت ہے عن عبد اللہ بن عمر و عائشہ رضی اللہ عنہما
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حکمتم الحاکم فاجتهدوا
فکلمة اجران و اذا حکمتم فاجتهدوا و ان خطا فکلمة اجرة و احذروا یعنی عبد اللہ بن عمر و
 اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان دونوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صوبت
 حکم کرے پس اجتہاد کرے اور صواب کو پہنچ جائے تو اس کے لیے دو اجر ہیں اور خط
 حکم کرے پس اجتہاد کرے اور خطا کرے تو اس کے واسطے ایک اجر ہی انتہی اس حدیث سے
 معلوم ہوا کہ مجتہد کو در صورت صواب دو اجر ہیں ایک اجتہاد کا اور ایک صواب کا اور اگر

میں بلکہ اسمین صحیح حدیثین صحیحین کی بھی وجود میں مگر ظاہر یہ قیاس کا مطلقاً انکار کرتے ہیں

مجتہد کہ استنباط مسائل میں خطا واقع ہوگی تو ایک جزو قضا اجتہاد کا اوسکو ملے گا اور نظام ہر کوئی اجتہاد
 قیاس کو شامل ہے پس بیعت قیاس کا صحیح حدیث بخاری و مسلم سے ہو گیا اور دوسری حدیث
 سنہ بخاری اور مسلم میں روایت ہوئی ابن عباس قال انی رخصت للیقین صلی اللہ علیہ
 وعلیہ وسلم فقال لا یخیرک ان لا یخیرک ان لا یخیرک و انما ماتت فقال الذی صلی اللہ علیہ
 وسلم لولا کان علیہما ذین اکتفت قاضیہ قال انکم قال فاقض ذین اللہ فیہما
 احق بالقضاء یعنی ابن عباس سے روایت ہو کہ کما او انھوں نے ایک شخص رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا پس عرض کیا کہ ہم شیعہ سنی نے حج کی نذر نائی تھی
 اور وہ مر گئی پس نبی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر اوس پر من ہو گیا تو ادا کرنا
 کہا ہاں فرمایا پس ادا کر دین خدا کا کہ وہ زیادہ مستحق ادا کا ہے انتہی اس حدیث سے معلوم
 ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو بطور قیاس کے سمجھایا کہ جب بندے کا قرض
 ادا کیا جائے تو ادا کرنا اگر من بد رجح اولیٰ چاہیے اور عمر رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ اشعری کو جو خط لکھا
 ہوا اس بھی قیاس کرنے کا ثبوت ہوتا ہی چنانچہ وارطانی اور بیہقی میں روایت ہے الفہم
 الفہم فیما یخلف فی صدقہ ما لم یبلغک فی الکتاب والشدائد اخرجت
 الاشباہ والامثال شرفی کما موقد عند ذلک قال محمد انی اخرجت الی اللہ و
 اشبہہا بالحق فیما انزلنی الحدیث یعنی مجھے سمجھا کر چلنا اگر کہ خلیان کرے قلب تبار میں
 اوس شری سے کہ نہیں پونجی ہو کہ کتاب اللہ اور حدیث میں پونجی انوشاہ اور اشتال کو سمجھ
 اوس وقت قیاس کرہ امور کا پس قصہ ذکر و طرف محبوب ترک کرے نزدیک خدا کے اور مشابہ تر
 اوسکے کے ساتھ حق کے اوس چیز میں کہ اسے لگاؤ انتہی اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ
 قیاس کیا اور دین میں مشروع ہے اور علامہ تفسار انی نے تلویح میں لکھا ہے کہ عمل صحابہ سے
 دو وجہیں قیاس کے محبت ہونے پر پائی جاتی ہیں ایک تو صحابہ سے قیاس پر عمل کرنا ثبوت
 نسخہ کفر کے تنازع ثابت ہے اگر کوئی تفصیل ادا کی احادیث پر جو عبادت حکم کرتی ہو کہ ایسا نہیں

حدیث بخاری
 حدیث مسلم

حدیث بخاری
 حدیث مسلم

حدیث بخاری
 حدیث مسلم

ہوتا مگر جبکہ دلیل یقینی قیاس کے حجت ہونے پر پائی جائے گو تعین اسکی ہرکو معلوم نہ ہو اور
 دوسری وجہ صحابہ کا قیاس پر عمل کرنا اور مباحثہ کرنا ترجیح بعض میں بعض پر شائع ہو گیا ہے بغیر انکا
 کے اور یہ اتفاق اور اجماع ہی قیاس کے حجت ہونے پر اور وہ جو مذمت اسے کی عثمان اور علی
 اور ابن عمر اور ابن مسعود سے مروی ہے وہ بعض صورتوں میں بوجہ مخالفت نص کے یا بوجہ نہ ہونے
 شرط قیاس کے ہی اور شائع ہونا قیاسات کثیرہ کا بلا انکار کے امر یقینی ہے اسنے اور جامع العلمین
 ابن عبد البر نے لکھا ہے اختلاف بین فقہاء الأمصار وسائر اہل السنۃ فی نفی
 القیاس فی التوحید واثباتہ فی الأحکام الاداؤد فانیۃ فافہام فیہما جمیعاً
 یعنی نہیں اختلاف ہے درمیان فقہائے بلاد اور تمام اہل سنت کے نفی کرنے قیاس کے توجیہ
 میں اور ثابت کرنے قیاس کے احکام میں مگر داؤد ظاہر ہی کہ انھوں نے دونوں قیاس کی
 نفی کی ہے اسنے اور ابو داؤد میں روایت ہے عن عبد اللہ ابن عمر و قال قال رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم العلم ثلاثۃ آیۃ ھیکمۃ اؤسۃ قائمۃ اؤفریضۃ
 عاد لہ و ما سیوا ذلک فھو فضل یعنی عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ انھوں
 نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم تین میں ایک آیت حکم دوسرے حدیث تیسرے
 احکام اجتہادی کہ مانند قرآن و حدیث کے ہیں وجوب عمل میں اور اسوا انکے فضول ہیں
 اس حدیث سے بھی ثابت ہے کہ مسائل قیاسیہ جو قرآن اور حدیث سے مستنبط ہوں انھیں کے
 حکم میں ہیں اور علامہ حسن علی حاشیہ تلویح میں لکھتے ہیں کہ صحابہ نے بعد اختلاف کے قتال
 مانعین زکوٰۃ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی رائے کی طرف رجوع کیا اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے
 کو ورنہ دلا یا تھا اور دادی کو محروم رکھا تھا پھر دونوں کے درمیان شرک کیے پر بوجہ کہنے
 بعض انصار کے رجوع کیا اور عمر رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو جو مرض الموت میں تین ہلاقین دی گئی تھی
 اپنی رائے سے وارث کیا اور ایک شخص کے قصاص میں ایک جماعت کے قتل کرنے میں شک
 کیا پھر علی رضی اللہ عنہ کے قول کی طرف بوجہ قیاس کرنے انکے کے اوپر شرک کیے ہوئے جماعت کے سرفہرین

۴۰
 صول الی
 ۴۱
 مشکوٰۃ
 ۴۲
 کتاب العلم
 ۴۳
 تلویح

اور ہی کی جس میں قیاس کی مذمت ہو وہ مطلق قیاس نہیں جیسا کہ طحاوی کا مذہب ہے ورنہ اتحاد
 میں تناقض ہو جاوے گا اور قوتر کا انکار لازم آوے گا اور صاحب رسالت نے جو کوائف کی
 عبارت نقل کی وہ بلاشبہ کوئی حجت اور سبب نہیں علاوہ اسکے ابو حنیفہ کئی شخصوں کی اور بن ہاشم
 بن کثیفہ علی امام صاحب کی طرف نسبت کرنا محض فی اصل اور موضوع قصہ ہے یہ شیعہ کا امام
 براعترض ہے چنانچہ نوائل جہاں ابویسویں نے کشف القباہ میں جواب اسکا لکھا ہے بعد یہ نقل کیا
 جلتا ہے حکایت محمد بن نعمان ملقب شیطان الطاق کی یہ نہ نعمان بن ثابت ابو حنیفہ کی
 کیوں کہ یہ لوگ بسبب علی کے عبارت امیرہ کو نہ سمجھتے تھے کہیں تنبیہ کرنا قیاس شرعی کا ایسے
 ممکن تھا ایسے امیرہ نے انکو قیاس سے منع فرمایا اور ابو حنیفہ فرما دیا کہ یہ کثرت علم و
 قوت اجتہاد و اجازت قیاس کی ہی چنانچہ کتب خفیہ اور رسائل فضائل اہلبیت میں جاری
 صادق علیہ السلام کی ابو حنیفہ کو واسطے قیاس کے مصرح ہے اتنے اور تفسیر کبیر کی عبارت میں
 صاحب واسطے مخالفہ ہی کے اول جھوٹ گئے ہیں وہ یہ ہے کہ اذکت ہذہ الایۃ علی
 اَنَّ التَّكْبَرُ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى لَوْ كَانَ لَشَيْءٍ وَلَا يُخْرَجُ مِنْ رُفْعِهِ وَلَا يَكُونُ وَلَا يَخَالُ فِيهِ وَلَا يُلْفَعُ
 ثَبِتَ اَنَّ تَخْصِيصَ الْمُتَّصِ بِالْقِيَاسِ لَا يُجْزِئُ وَهَذَا هُوَ الْمُرَادُ مِنْمَا نَقَلَهُ الْوَاوِي
 فِي السَّيْطَرِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَنْبَغِي جِبَا اس آیت نے دلالت کی اس پر کہ کبیر کرنا اس پر واجب
 کرنا ہی عذاب سخت کو اور خارج کرنے کو زمرہ اولیاء سے اور داخل کرنے کو جماعت ملعونین میں تو
 ثابت ہو گیا ہے امر کخاص کرنا فی قرآنی کا قیاس سے نہیں جائز ہے اور یہی مراد اوس
 حدیث سے ہے جسکو واحدی نے بسط میں ابن عباس سے نقل کیا ہے اتنے علاوہ اسکے اس
 ابن عباس سے مطلق قیاس کی نفی ہرگز نہیں بلکہ وہی قیاس ہے جسکی سند کلام شارع سے باخو
 نحوئی ہو ورنہ سب قیاسی عمل صحابہ کا درہم ہرہم ہو جائے گا بلکہ خود ابن عباس نے کہ
 جسوقت ابو ہریرہ نے یہ قول فرمایا اَمَّا مَسْنُونُ النَّاسِ فِي حَدِيثِ بَيَانِ كِي اُنْكَوْطُوْ
 قیاس کے جواب دیا تھا اگر مطلق قیاس ابن عباس سے نہ دیک جائے تو نہ تو قیاس مکرر ہے

نسخہ خطی
 صفحہ ۲۵

نسخہ خطی
 صفحہ ۲۵

باقی رہا قول مدارک اور دلائل کا حال آنکا و انھوں نے اس میں اجماع بیان کر دیا پھر بھی معترض صاحب مغالطے سے باز نہ آئے نص کے ہوتے ہوئے تو کسی امام کے نزدیک قیاس درست نہیں ہا ائقاً ابھڑھا انگوٹھ انگوٹھ صدائے قیاس اس کا کون قائل ہو جو معترض صاحب تاحق ورق سیاہ کیے حاصل کلام یہ ہو کہ قیاس امیہ کے مشر و محبت میں کچھ کلام نہیں کیوں لقیاس خدا و رسول کے احکام مخفی کو ظاہر کر دیتا ہی نہ یا حکم قیاس سے برآمد نہیں ہوتا جو کہ فرقہ ظالم مقلد امام داؤد میں اس لیے وہ اسکا انکار کرتے ہیں اور صحیح صحیح بخاری اور مسلم وغیرہ کی حدیثوں میں تاویلات رکھتے اور تسویلات و امیہ کرتے ہیں **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین امیہ حدیث پر چلنے والوں کو یہ دیتے ہیں کہ حدیث کے جو جو مسئلے حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں یا ذہن تو حدیث پر چلنے والے عمل کر ہی لیں گے لیکن جو جو مسئلے حدیث سے ثابت نہیں ہیں ان کے لیے کیا کریں گے آخر کار فقہ کی کتابوں پر ہی چلین گے اور کسی نہ کسی امام ہی کے مقلد بنیں گے جواب اسکا یہ ہے کہ اگر کوئی شخص عورت سے ازراہ تحقیق قرآن اور حدیث کی طرف نظر کرے اور دیکھے تو ہر ایک مسئلہ شرآن اور حدیث سے معلوم ہو سکتا ہے کسی مسئلے کے لیے بھی کسیکو مسائل فقہیہ کی حاجت نہیں **ایم اقول** معترض صاحب نے اس جگہ کمال نے انصاف سے گفتگو شروع کی ہے اور خفیہ کے کلام سے اسکو کچھ تعلق نہیں خفیہ کچھ کہتے ہیں اور معترض صاحب کچھ ارشاد کرتے ہیں تو اگر کوئی شخص عورت سے دیکھے تو ہر ایک مسئلہ قرآن اور حدیث سے معلوم ہو سکتا ہے کسی مسئلے کے لیے بھی کسیکو مسائل فقہیہ کی حاجت نہیں **ایم اقول** یہ کلام بالکل محلل اور بے معنی ہے معترض صاحب نے مطلق انصاف نہیں کیا اور معترض صاحب نے چند مسائل فرجی کو قرآن اور حدیث سے استنباط کر کے دکھلادیا ہوتا زبان سے کہہ دینا بہت آسان ہے مگر استنباط مسائل ہر ایک کا کام نہیں اگر ہر شخص مسائل فرجی معلوم کر لیتا تو پھر مجتہد کا ہونا ان کے شروع و جارج کل بالکل مفقود ہیں محض بکار تھا باقی نفس معنی قرآن اور حدیث کے سمجھنے سے استنباط مسائل کیونکر ہو سکتا ہے اور اگر ہو گا تو بجا بالحبیب ہو گا اتفاقاً

کشف منہج

شاید مطابق محکمہ سے اگر چار خطائیں ہوں گی تو غیر مجتہد علماء سے پچاس خطائیں سرزد
 ہوں گی بھر مجتہدین نے کیا زہر ملا دیا ہی جو ان کے اقوال چھوڑ کر معتزل صاحب بھی چھوڑ
 کرنے لگے یہ قول اوکا محض تعصب اور حدیث کا دعائی ہی غیر مجتہد کو مسائل فقہیہ میں جو مستند نظر
 اور حدیث سے ہیں تقلید مجتہدین سے چارہ نہیں اور غیر مجتہد کو استنباط کا دعوا محض نازیبا اور
 سراسر جہالت ہی کوئی حاکم شریعت نہیں رہا جو ایسی جہالت کی باتوں تفرق کرنا عام آدمیان گم
 شدہ ملک خدا تر گرفت **قال** لیکن جس کی وجہ سے کلم علی کے یا صوفیہ فہم یا ملت تدبر کے کوئی
 مسئلہ معلوم نہ ہو سکے تو محکمہ یا مجتہد بافتیہ سے پوچھا کر عمل کرے ایسے محل میں بسبب ناچاری کے
 کسی کی تقلید کرنی جائز ہی **اقول** اس کلام سے معلوم ہوا کہ ناچاری میں تقلید درست
 ہی تقلید نہیں بھی بدون ناچاری کے تقلید نہیں کرتے اور مجتہد کے واسطے تقلید کو بہتر نہیں سمجھتے
 کیونکہ جس کو خود ملکہ استنباط حاصل ہو اس کو کسی کا تابع ہونا عقلاً اور نقلاً مستبعد ہی خضیہ
 نہیں کہتے ہیں کہ جمیع اصول و فروع میں سب پر تقلید ضرور ہو بلکہ یہ کہتے ہیں کہ مسائل جہما
 میں غیر مجتہد کو تقلید مجتہد کی کرنی چاہیے **قال** لیکن اس تقلیدی مسئلے کی تحقیق کی فکر
 میں رہے اور رکوشش کرے **الحق** یہ کلام بالکل خلاف واقع ہے کیونکہ گفتگو تو کم علم
 اور کم فہم میں ہو اس کو کسی کو تحقیق ہو سکتا ہے کہ یہ مسئلہ خلاف قرآن اور حدیث کے ہے اس لیے
 کہ مولوی اپنے مذہب کے موافق اس کی تحقیق بتلاوے گا جب خود علماء بلکہ مجتہدین کو اس کی
 تحقیق نہیں ہوئی تو ہر ایک اپنے اجتہاد کے موافق دوسرے کے مخالف کہے گا تو یہ بیچارہ عامی
 کیونکہ اس مسئلہ کو محقق سمجھ لیا اور محض اپنی رائے فاسد سے دوسرے کو درست جاننا
 اس کا کچھ اعتبار نہیں کیونکہ جب دوسرے مذہب کے دلائل قوی سے گاہو تحقیق جاتی رہے گی
 پھر وہ کیونکر باوجود کم علمی کلامیکو دوسرے پر ترجیح دے سکتا ہے جب بڑے بڑے علماء کی
 ہی سمجھ میں اختلاف اور مناقض ہو گیا تو عامی کس شمار میں رہا غرض عامی کے مسئلے کا
 نام تحقیق نہ کہنا خلاف تحقیق ہی شکار بامین حدیث جو وارد ہو اور عین چہ چیزیں مذکور ہیں مگر

شاید مطابق محکمہ مجتہد سے اگر چار خطائیں ہوں گی تو غیر مجتہد علماء سے چاس خطائیں سرزد
 ہوں گی بھر مجتہدوں نے کیا نرم لادیا ہی جو ان کے اقوال چھوڑ کر معترض صاحب سچ چھتا
 کرنے لگے یہ قول اذکا مرض تعصب اور دھندلکا دھانگی ہی غیر مجتہد کو مسائل فقہیہ میں جو مستند نظر
 اور حدیث سے ہیں تقلید مجتہدین سے چارہ نہیں اور غیر مجتہد کو استنباط کا دعوا محض نازیبا اور
 سراسر جہالت ہی کوئی حاکم شریعت نہیں رہا جو ایسی جہالت کی باتوں کو عرض کرتا ہے آدمیان کم
 شدہ ملک خدا نکر گرفت **قال** لیکن جس کی سبب کم علمی کے یا قصور منہ یا قلت تدبر کے کوئی
 مسئلہ معلوم نہ ہو سکے تو کبھی شاید مجتہد بافقہ سے پوچھ کر عمل کرے ایسے محل میں بسبب ناچاری کے
 کسی کی تقلید کرنی جائز ہی **اقول** اس کلام سے معلوم ہوا کہ ناچاری میں تقلید درست
 ہی تقلید میں بھی بدون ناچاری کے تقلید نہیں کرتے اور مجتہد کے واسطے تقلید کو بہتر نہیں سمجھتے
 کیونکہ جسکو خود ملکہ استنباط حاصل ہو اسکو کسی کا تابع ہونا عقل اور نقل مستبعد ہی خفصیہ یہ
 نہیں کہتے ہیں کہ جمیع اصول و فروع میں سب پر تقلید ضرور ہی ملکہ یہ کہتے ہیں کہ مسائل جہما
 میں غیر مجتہد کو تقلید مجتہد کی کرنی چاہیے **قال** لیکن اس تقلیدی سے کی تحقیق کی فکر
 میں رہے اور کوشش کرے **اقول** یہ کلام بالکل خلاف واقع ہے کیونکہ گفتگو تو کم علم
 اور کم فہم میں ہو اسکو کیونکر تحقیق ہو سکتا ہے کہ یہ مسئلہ خلاف قرآن اور حدیث کے ہے اس لیے
 کہ بولوی اپنے مذہب کے موافق اسکی تحقیق بتلاوے گا جب خود علماء بلکہ مجتہدین کو اسکی
 تحقیق نہیں ہوئی تو ہر ایک اپنے اجتہاد کے موافق دوسرے کے مخالف کہے گا تو یہ پکارہٹائی
 کیونکہ اس مسئلہ کو محقق سمجھ لے گا اور محض اپنی رائے فاسد سے اسکو درست جاننا
 اسکا کچھ اعتبار نہیں کیونکہ جب دوسرے مذہب کے دلائل قوی سے گا وہ تحقیق جاتی رہے گی
 پھر وہ کیونکر باوجود کم علمی کے ایک کو دوسرے پر ترجیح دے سکتا ہے جب بڑے بڑے علما کی
 ہی سمجھ میں اختلاف اور تناقض ہو گیا تو عامی کس شمار میں رہا غرض عامی کے مسئلے کا
 نام تحقیق رکھنا خلاف تحقیق ہی شکار بامین حدیث جو وارد ہو اس میں چھ چیزیں مذکور ہیں مگر

تمام علما اور مجتہدات کا اس پر اتفاق ہے کہ اسکے حرام ہونے کی کوئی علت ہی نہ پائی امام اہل حنفیہ اور امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد ان چاروں اماموں نے اس کی علتیں جدا جدا بیان کی ہیں کہ ہر ایک کی علت سے معلوم ہوتا ہے کہ سوا ان چھ چیزوں کے اور ان میں بھی حکم راجح جاری ہے مگر داؤد ظاہری کوئی علت نہیں نکالتے اور انھیں چھ اشیا میں رہا کو منحصر جانتے ہیں اس واسطے کہ یہ قیاس کو نہیں مانتے ہیں لکن یہ مذہب مخالف مجتہد اہل سنت ہیں اگرچہ فرقہ ظاہریہ کی واسطے یہ قول حجت ہے مگر مخالفت جمہور سے مردود سمجھا گیا آپس چاروں مذہب کے مقلد اپنے اپنے امام کے قول کے موافق سند پڑھیں گے پھر اگر کسی کے نزدیک بوجہ اختلاف اس علت کے ایک شیخ میں رہا ہوگی تو دوسرے کے نزدیک اوس میں رہا ہوگی پس ایک شخص عالمی جو مذہب میں بھی کم اور فہم میں بھی ناقص ہوا اس کو ایسے مسائل میں کیونکر تحقیق ہو سکتی ہے جو بحر اس کے کہ وہ اپنے زعم فاسد میں تحقیق سمجھ لے اور فی الواقع تحقیق نہیں حدیث حدیث کے محققین کا برہین تو مسائل فروعیہ کی تحقیق میں تمام عمر گفتگو کرتے کرتے انتقال کر گئے اور آج تک حدیث باقرہ سے کوئی بات محقق اور متبع نہیں ہوئی اب یہ بیچارے کم علم جو اولئک کا لٹھ عام بل لٹھ اصل میں داخل ہیں کیا تحقیق کریں گے واہ واہ انصاف اسی کا نام ہے اس بوجہ سے جب عامی کی تحقیق کا مطلق اعتبار نہیں ہوا تو اس کو بوجہ تقلید کے کوئی چارہ نہ ٹھہرا اور ساری فتنش اور کوشش اس کی تکلیف لایطابق میں داخل ہو گئی جس کے واسطے جناب باری فرماتا ہے لَا يَكْلِفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا یعنی نہیں تکلیف دیتا کسی نفس کو مگر موافق وسعت اوس کی کے انتہی البتہ جن لوگوں کو درجہ اجتہاد حاصل ہو ان کے واسطے سمی مجال نہیں یا جن کو بعض مسائل میں مرتبہ اجتہاد ہو وہ بھی اس سے خارج ہیں ان کے واسطے بھی ان مسائل میں تقلید واجب نہیں پس عامی کو مجتہدین اہل فکر کی تقلید کرنی عین اطاعت خدا و رسول ہے اور اس کا انکار کیا صریح آیت کا انکار ہے اگر عامی کو تقلید مجتہدین سے منع کیا جائے گا تو خداوندیے فاسد ہوا

أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ کے لازم آئے گا اور بے علم اور کم فہم کو تکلیف تحقیق

يَعْرِفُ مَذَاهِبَ الْمُتَقَدِّمِينَ لَيْسَ لَا يَخْرُجُ مِنْ أَقْوَالِهِمْ فَيُخَوِّفُ الْأَجْمَاعَ
وَيَنْتَنِي عَلَيْهَا وَيَسْتَعِينُ فِي ذَلِكَ مَنْ سَبَقَهُ لِأَنَّ جَمِيعَ الصَّنَاعَاتِ
كَالصَّرْفِ وَالطِّبِّ وَالشَّعْرِ وَالْحَدَادَةِ وَالنَّجَاسَةِ وَالصَّبَاغَةِ لَمْ تَنْتَبِهْ إِلَّا بِهَا
الْأُمَّلَانِ مِمَّا أَهْلُهَا وَغَيْرُ ذَلِكَ نَادِرٌ بَعِيدٌ لَمْ يَقَعْ وَلَوْ كَانَ جَائِزًا فِي الْعَقْلِ
وَلَا اتَّعَيْنَ الْأَعْتِمَادُ عَلَى أَقَاوِيلِ السَّلَفِ فَلَا بُدَّ مِنْ أَنْ يَكُونُوا أَقْوَالُهُمْ
الَّتِي يُعْتَمَدُ عَلَيْهَا حَرْوِيَّةً بِالْأُسْتَاذِ الصَّحِيحِ أَوْ مُدَوَّنَةً فِي كُتُبٍ مَشْهُورَةٍ
وَأَنْ يَكُونُ قَدْ دُمِيَ بَانَ يَبَيِّنُ الرَّاسِخُ مِنْ تَحْتَلَاتِهَا وَيُخَصِّصُ عُمُومَهَا
فِي بَعْضِ الْمَوَاضِعِ وَيُقَيِّدُ مُطْلَقَهَا فِي بَعْضِ الْمَوَاضِعِ وَيَجْمَعُ الْمُخْتَلَفَ مِنْهَا
وَيَسْتَنْ عِلَالُ أَحْكَامِهَا وَلَا تَكُنْ بِصَحِيحِ الْأَعْتِمَادِ عَلَيْهَا وَلَيْسَ مَذْهَبٌ فِي
هَذِهِ الْأَلَاكِ مِنْهُ لَمْ تَلْتَأَخَّرْ تَوْبَهُنَ وَالصَّفَقَةُ الْهَذِي وَالْمَذَاهِبُ الْأَلَاكُ بَعَثَتْهَا
يَسْنِي جَانِ تَوَكَّرَ أَنْ جَارُونَ مَذْهَبُونَ سَازِ كَرَنِي مِيَن بَرِي مَصْلَحَتِي يَورِوَانِ اَعْوِاضِ
كَرَنِي مِيَن بَرِي اَفْسَادِي يَورِوَانِ سَكُونِي وَجَبُونَ سَازِ بِيَانِ كَرَنِي مِيَن اَكْبَرِي كَرَمَتِي اَبْهَامُ
كِيَا يَورِوَانِ سَازِ شَرِيعَتِي كَمَعْلُومِ كَرَنِي مِيَن سَلَفِ بَرِ اَعْتِمَادِ كَرَنِي سَازِ تَابِعِي مَحَابِلِ بَرِ اَعْتِمَادِ كَرَنِي
اَوْرَتِجِ تَابِعِي تَابِعِينَ بَرِ اَسَاطِرِجِ مِطْبَقَةِ مِيَن اَعْلَامِ اَبْنَةِ اَعْلَامِ بَرِ اَعْتِمَادِ كَرَنِي اَوْرَتِجِ اَسْكَ
حَسَنِ بَرِ دِلَالَتِ كَرَنِي يَورِوَانِ سَازِ شَرِيعَتِي نَمِيَن بَرِ اَعْتِمَادِ كَرَنِي اَوْرَتِجِ اَسْكَ
اَوْرَتِجِ نَمِيَن رَسْمِ عَرَفِي مَكْرَ اَسْطُوسَ كَرَنِي مِطْبَقَةِ مِيَن اَعْلَامِ اَبْنَةِ اَعْلَامِ بَرِ اَعْتِمَادِ كَرَنِي اَوْرَتِجِ اَسْكَ
اَوْرَتِجِ اَسْكَ اَبْنِ مِيَن مَقْدَمِينَ كَامَسَلِكِ مَعْلُومِ هُوَ تَاكَ اَوْنَكِي اَقْوَالِ سَازِ خَارِجِ هُوَ كَرَنِي
خَارِجِ اَجْمَاعِ نَمُو جَلْبُ اَوْرَتِجِ اَسْكَ اَبْنِ مِيَن اَعْتِمَادِ كَرَنِي اَوْرَتِجِ اَسْكَ اَبْنِ مِيَن اَعْتِمَادِ كَرَنِي اَوْرَتِجِ اَسْكَ
كَمَعْلُومِ مَصْنَعَتِينَ جَسِيَسَ مَرُوفِ اَوْرَتِجِ اَسْكَ اَبْنِ مِيَن اَعْتِمَادِ كَرَنِي اَوْرَتِجِ اَسْكَ اَبْنِ مِيَن اَعْتِمَادِ كَرَنِي اَوْرَتِجِ اَسْكَ
حَاصِلِ هُوَ تَنِي مَكْرَ مَحَبَّتِ سَازِ اَوْرَتِجِ اَسْكَ اَبْنِ مِيَن اَعْتِمَادِ كَرَنِي اَوْرَتِجِ اَسْكَ اَبْنِ مِيَن اَعْتِمَادِ كَرَنِي اَوْرَتِجِ اَسْكَ
رَكْمَتِي يَورِوَانِ جَسِيَسَ سَلَفِ كَمَعْلُومِ اَقْوَالِ بَرِ اَعْتِمَادِ مَعْلُومِ هُوَ كَرَنِي اَوْرَتِجِ اَسْكَ اَبْنِ مِيَن اَعْتِمَادِ كَرَنِي اَوْرَتِجِ اَسْكَ

کیا جاتا ہو اسناد صحیح سے مروی ہوں یا کتب مشہورہ میں جمع ہوں اور رائج تحولات سے بیان کر جا
 جاوے اور عام بعض مواضع میں خاص کیا جاوے اور بعض مواقع میں مطلق مقید کیا جاوے
 اور مختلف اوس سے جمع ہوں اور احکام کی علتیں بیان ہوں مرزا غلامی اور سب صحیح ہو گا اور کوئی
 مذہب ان زمانوں اخیر میں اس صفت کا نہیں ہو گا یہی جابر مذہب استہ اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ
 ان ائمہ کے کلامت مثلاً استہبار اور غرضیہ جہت میں اب ہونا دشوار اور جو کچھ آپ ازاد نفسانیت و قسب کے ان کی
 مشقت و عیبت میں تقریر کریں سب محل اور محقق کار اور قول امام فخر الدین ازہری کے کہ میں نے کئی آیتیں لکھا
 اونس کے مذہب کے پڑھیں اور انھوں نے قبول نہیں خدا جانے کون سے مقلد کے حق میں وارد
 ہی اپنی طاعت سے انکو مقلدین خفیہ پر محمول کرنا محض نا انصافی ہی کوئی محبت اسپر نہیں و جاوے
 یہ ہو کہ خفیہ کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں جو قرآن کے مخالف ہو اگر کسی صاحب کو دعوا ہو پیش کرے اور
 فقہ و قسے کہانیوں سے تو کام نہیں چلتا ہاں مقلدین ظاہر یہ سے عجب نہیں جو ایسی گفتگو
 آئی ہو کیوں کہ یہ اسناد کے مقابلے میں قرآن نہیں مانتے ہیں فقط یہی جواب کافی سمجھتے ہیں
 کہ کیا پیغمبر علیہ السلام آیت کے معنی نہیں سمجھتے تھے اور قاضی ثناء اللہ بانی ہی کا قول
 بھی انکا تقلید پر بالالت نہیں کرنا اس واسطے کہ انھوں نے حدیث صحیح میں یہ شرط لگائی ہے کہ
 اوس کے دوسری حدیث معارض نہ ہو اور ناسخ بھی اوسکا معلوم نہ ہو تب اوس حدیث صحیح پر
 عمل کرنا ضروری اور مذہب کی پابندی اوس مسئلے میں نہیں چاہیے ہم نے شک اسکو تسلیم کرنے
 میں کہ ہر مسلمان کو یوں ہی اعتقاد رکھنا چاہیے مگر آج تک کوئی ایسی حدیث باقی نہیں
 گئی کہ کوئی مسابغ خفیہ کا مخالف اوس کے نکلے اگر ایک حدیث کے بظاہر مخالف ہی تو دوسری کے
 موافق ہو علاوہ اسکے بعض مسائل میں خفیہ کے بیان امام صاحب کے قول پر عمل نہیں بلکہ امام
 ابی یوسف و امام محمد و امام زفر رحمہ کے موافق عمل ہوتا ہے تمام کتب خفیہ سے یہ بات ظاہر ہے اگر
 ہر مسئلے میں امام صاحب کے قول پر تقلید واجب جانتے تو کوئی مسئلہ امام صاحب کا غیر
 ہفتے نہ ہوتا حال انکہ ایسا نہیں ہو رہی عمر و علامہ شامی کی ہی اور شاہ ولی اللہ صاحب کے اقوال

بھی ہی معلوم ہوتا ہی کیونکہ وہ اوس تقلید کو برا کہتے ہیں جس میں مقلد یوں سمجھے کہ اسلام سے
 خطا محال ہے اور جو کہتا ہے صواب کتنا ہے اور یہ بات دلیلیں رکھے کہ تقلید اسکی بھڑون گا
 اگرچہ خلاف پر دلیل قائم ہو جاوے پس انصاف کرنا چاہیے کہ کونسا مقلد یہ عقیدہ رکھتا ہے
 کہ امام سے خطا محال ہے اور کسی طور کو خلاف پر دلیل قائم ہو تقلید بھڑوئے اگر یہ عقیدہ مقلدین
 کا ہوتا تو کوئی مسلہ امام صاحب کا نہ بھڑوئے اور من وجہ مخالفت تو انظر ای ہونے کوئی مسلہ منی بکا
 یعنی کسی نہ کسی مانند سے مخالف ضرور ہو گا پس شرکین کی آیتوں کا وہ خطا ہے یہی مصداق
 ہیں کیونکہ اپنی رائے کے آگے اہل ذکر سے دریافت کرنا جائز نہیں رکھتے اور اگر جائز رکھتے
 ہیں تو تکلیف بالا لایطاق جسکی خدا نے ممانعت کی ہے اوس پر لازم جانتے ہیں و ما آتک اللہ
 یبھا من سلطان اور حلال حرام میں مطلق تمیز نہیں کرتے اپنی رائے سے جسکو چاہتے ہیں
 ترجیح دیتے ہیں اور اپنی عقل کے مقابلے میں ایسہ کی رائے کو کافی نہیں جانتے اور صحابہ کی
 خدمت میں گستاخان کرتے ہیں ایسے لوگ تو موحد اور محمدی اکیو غلبا مشہور کریں اوس مسلہ
 مشرک قرار دین سبحان اللہ کیا انصاف ہے خدا اوفکوا مسلہ ضلالت سے نکال کر صحابہ اور
 ائمہ مجتہدین کی طرف سے حسن ظن عنایت کرے جائے حیرت ہو کہ کجا شرک اور کجا تقلید ائمہ
 یہ لوگ کس طرح اب خرگوش میں ہیں اور امام طحاوی کا قول خاص اپنے واسطے ہو کہ اوفکودرجہ
 اجتہاد حاصل تھا مگر اب ان ہمہ امام صاحب مقلد رہے اور معافی الاثار میں امام صاحب کی
 مذہب کی تمام حدیثیں لکھتے چلے جاتے ہیں اور برابر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگر یہ قول امام
 طحاوی کا ٹھیک مستول ہو ہی تو پھر اوفکون نے باوجود علامہ دہرہ ہونے کے تقلید کیوں ترک
 کی اور گفتگو ہماری فقط نسبت امام طحاوی وغیرہ کے نہیں گفتگو فقط عام اشخاص میں ہو
 جنگو قرآن و حدیث سے مسائل کے استنباط کی قوت نہیں امام طحاوی پر ہم بھی تقلید واجب
 نہیں جانتے بحث کچھ ہی معترض صاحب کلام کچھ ہی اور اس قسم کے قصے ہم پر گزر حجت نہیں ہو
 سکتے جب تک سند اوسکی امام طحاوی تک نہ ہو مجاہد حاصل کلام یہ کہ نفسی تقلید

مخالف القرآن

شخصی کو واجب نہیں جانتے ہیں محققین حنفیہ نے کہ جس سے میں او کو خلاف حدیث معلوم ہوا
 ترک کرو یا اگر وہ مسائل شاذ و نادر میں اور بغیر یہ کہ معتزلی صاحب تو خود صحابہ کے قول کو
 جو قرن اول میں بخیرین مانتے ہوئے اہل احوال بعد قرون ثلثہ کے حجت لائے ہیں یہ ہیں تفاوت
 راہ از کجاست تا کجا باہر اگر زیادہ تحقیق اس مسئلہ تقلید کی منظور ہو تو کتاب انتصار الحق تصنیف
 جناب مولوی ارشد حسین صاحب رامپوری کی ملاحظہ فرما دیں اور میں یہ بحث مفصل
 لکھی ہے **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والوں کو یہ دیتے ہیں کہ چاروں
 اماموں میں سے ایک کی تقلید اگر واجب نہ ہو تو بڑے بڑے عالم فاضل محدث اور
 مفکر اور فقیہ انہیں سے کسی کے بھی مقلد نہ ہوتے جواب اسکا دو طرح یہ پہلی اول یہ کہ
 بخیرین صاحب علماء کے ایک امام کی تقلید کو واجب نہ کیا مباح تک بھی کوئی نہیں کہتا اگر
اقول معتزلی صاحب نے چند اشخاص کو کہ جنہیں بعض ظاہر یہ بھی داخل ہیں بدون
 تحقیق کہ وہ یا یہ جتنے نام لکھے ہیں سب مقلد تھے الا ماشاء اللہ اور بعض مسائل میں خلاف
 تقلید کر لینے سے تقلید فوت نہیں ہوتی غرض تقلید اسکا نام نہیں کہ خاص امام کا قول مستقل
 معمول رہے بلکہ وہ قول خدا اور رسول کا ہی چونکہ وہ شخصی تھا ایسے نے اسکو طاس کر دیا
 اس نسبت سے حنفی شافعی کے الفاظ مقلدین پر صادق آتے ہیں مگر وہ حقیقت تقلید خدا
 اور رسول کی ہی اس کی طرف نسبت مجاز سی ہے **قال** التزام مذہب معین میں حکم اور خطاب
 شارع کا صادر نہیں ہوا **اقول** مذہب معین کا التزام بوجہ عوارض مجبور اگرنا پڑا کیونکہ
 ایک ایک مسئلے میں اختلافات کثیر تھے کسی کے نزدیک حرام اور کسی کے نزدیک حلال تھا
 اس لیے بغیر تقلید ایک کے چارہ نہ تھا کیونکہ اس صورت میں تو ارتکاب حرام میں بوجہ وکر
 قول کے شیعہ تھا مگر جب وہ فروع میں پر عمل کر لے گا تو اب یقیناً ارتکاب حرام کا ہو جاوے گا
 اور اسی قسم کے مسائل میں تقلید ضروری ہے جو مسائل میں قرآن اور حدیث سے ماخوذ ہوتے ہیں
 انہیں تقلید مجہول ہے اصل اور لغوی علاوہ اسکے معتزلی صاحب خود التزام اسناد کو تو ایسا کہ

اور فریق سمجھ گئے کہ اوسکے روبرو قرآن بھی نہ مانیں حالانکہ کہیں قرآن اور حدیث ایسا الزام
 مفہوم نہیں ہوتا اور خفیہ پر باوجود عدم الزام مذہب معین حقیقی کے الزام دین یہ حدیث تو ہم
 پہلے ہی اوکلی رد میں لکھ چکے ہیں اور حجت اللہ البالغہ سے بعد اترے رابعہ کے تقلید کار دین
 ہو سکتا اس لیے کہ پہلے ان ابواب اور فصول کے ساتھ امور دینی مرتب نہ تھے جتنے
 نے ان ایام کے اقوال کو دوسروں کے اقوال پر ترجیح دیکھی لہذا لفظی شروع کی حاصل
 کلام یہ ہے کہ جو شخص واقف سنت ہو اوسکو خفی یا شاہی بننا کچھ منہ نہیں اور واقف ہو کر
 کئی صورتیں ہیں اگر ایسے امور ہیں کہ جن میں عام لوگ بھی شریک ہیں اور خاص بھی تو کہتے ہیں
 ہیں جیسے نماز اور حج اور زکوٰۃ اور روزہ اور وضو کی فرضیت اجمالی علیٰ ہذا القیاس زنا اور کوا
 اور قتل وغیرہ کی حرمت کہ ہونا لکھ ضروریات دین سے تمام عام و خاص کو معلوم ہے تو یہ کسی کی سبب
 معین یا کسی مجتہد کی اتباع پر موقوف نہیں ہر مسلمان اس کا مستند ہے القیاس جو امور کا نہیں ہوتا
 اجتہاد کے معلوم نہیں ہوتے تو جو شخص ان کے استنباط پر قادر ہو جیسے یہ ایام مجتہدین اوسکو
 اس میں کسی کی تقلید کرنی بچا ہوا ہو جسکو قدرت اجتہاد نہ ہو اوسکو ایسے شخص کا اتباع حکم ناجائز ہے
 کہ جسکو سب سے زیادہ عالم اور متقی جانتا ہے اور اسوقت اس سے تکلیف سبوت اور نظر
 کی بوجہ عجز کے حکم لا یكلف اللہ نفساً الا وُسْعَہَا ساوے ہوگی اور فَاَسْتَغْفِرُ الْاَهْلَ
 الَّذِیْنَ کَانَ کُلُّہُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ سے اوپر تقلید واجب ہوگی اس تقریر کے مخالفین
 کسی کا بھی قول نہیں معترض صاحب نے جہاں تقلید کی عبارت میں نقل کی ہیں سب جگہوں پر
 مطلب کے موافق تصدیق کیا ہے اور موافق مقتضی قال کہ پوری عبارت نہیں کسی بیان معترض صاحب
 لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ کی چال چلے ہیں کوئی اوکلی بات مغالطے سے خالی نہیں ہوتی ہاں
 خفیہ بیچارہ دن کی طرف منسوب کرتے ہیں اور خود دھوس کے کی ٹٹی میں شکار کھیل رہے ہیں
 سچ بہرہ زن کے کہ آئی می شناسم قال اور ایک مغالطہ مقلدین ایام حدیث پر چلنے والوں کو
 یہ آیتیں کہ معنی قرآن شریف کے بدون مجتہد کے اور کوئی نہیں سمجھ سکتا جواب اس کا یہ ہے کہ

یہ بات غلط اور راہی ہی جو شخص کہ عربی زبان سمجھتا ہو وہ معنی قرآن کے بھی بے شک سمجھ سکتا ہو

اقول

الدری بے بالی حنفیہ کے قول کو کس قدر تحریف کر دیا یہ حنفیہ تو یہ کہتے ہیں کہ ہر وہ
 مجتہد کے دوسرا شخص شران اور حدیث سے مسائل استنباط نہیں کر سکتا معنی قرآن کے
 سمجھنے اور چیزیں اور مسائل فقہیہ کا قرآن سے اخذ کرنا اور شیء ہی شخص کا کام نہیں یہ کام
 اوس شخص کا ہے کہ اوسکو قرآن کے احکام تمام یاد ہوں اور احادیث جو متعلق احکام کے وارد
 ہیں سب یاد رکھتا ہو اور خاص اور عام اور مطلق اور مقید اور مجمل اور مبہم اور نسخ وغیرہ احکام
 جانتا ہو اور حدیث متواتر اور آحاد اور مرسل اور متصل اور منقطع کو پہچانتا ہو اور راویوں کا
 حال کہ فلاں راوی ثقہ ہی اور فلاں ضعیف ہی سب اوسکو معلوم ہو اور صحابہ اور تابعین اور
 تبع تابعین کے اقوال سے خواہ اجماعی ہوں خواہ اختلافی آگاہی رکھتا ہو اور علم قیاس حنبلی اور
 حنفی اور تمیز قیاس صحیح اور فاسد کی اوسکو ہو اور پھر زبان عرب بھی باعتبار لغت اور اعراب
 اور اصطلاح کے خوب جانتا ہو ایسے شخص کو مجتہد کہتے ہیں اور معترض صاحب جو اجتماع
 کا دم بھرتے ہیں ہمارے سامنے آئیں تو ان کے اجتہاد کی حقیقت معلوم ہو خیر وہ تو کس
 شمار میں ہیں اور جن جن کو اسمین عوامان تمام شرط مذکورہ کو بیان کریں جب خود بلوانا
 عبد العلّی بحر العلوم باوجود اسکے کہ انقطاع اجتہاد کا رد کرتے ہیں اور ان کی جاسعیت شہر
 آفاق تھی مجتہد نہ ہو سکے تو اور وں کو بجز اپنے منہ آپ بیان شخص ہونے کے اور کیا آتا ہے
 غرض شران کے معنی سمجھنے کا کوئی حنفی منکر نہیں مجتہد اور غیر مجتہد دونوں سمجھتے ہیں البتہ
 اجتہاد اور استنباط مسائل فردعیہ کا فقط معنی سمجھنے والوں سے ممکن نہیں جسمیں اسے
 شرط پائے جائیں اوسکا اجتہاد محققین کے نزدیک معتبر ہی و ذونہ شرط القضا
قال اور ایک مخالف مقلد بنائے حدیث پر چلنے والوں کو یہ دیتے ہیں کہ حدیث پر عمل
 کرنا والا حال حدیث کے صحیح اور ضعیف اور موضوع ہونے کا اور تحقیق روایت کی کس طرح
 جم ہو چائے گا جواب اسکا یہ ہے کہ پہچانتا حدیث میں وہ قسم یعنی صحیح اور ضعیف اور

موضوع کا اٹھارہ قسموں سمیت موقوف ہی تحقیق روات اور حال سند پر اقول
 کیا معترض صاحب اسکے خواستگار ہیں کہ فقہ کی روایت لفظ حدّ تشکک سے امام صاحب
 کتب ہوتی یا اور کوئی صحت جس سے سلسلہ اسناد وہاں تک پہنچتا اول تو یہ فرمایا ہے
 کہ اسناد کا برابر پہنچنا حدیث سے کہان ثابت ہی جس امر کی خدا اور رسول نے تکلیف
 نہیں دی آپ اور اس سے کسی کو مکلف کریں تو پہلے دعویٰ بخیر ہی یا خدا کی کار لے لیجیے پھر اسناد
 کا التزام کیجیے ظاہر ہے کہ یہ کیا قول ثابت کیا جائے تو کچھ اسناد پر موقوف نہیں بلکہ شریعت کتب
 مشہورہ سے بھی اسکا ثبوت ہو جاتا ہی چنانچہ عقد الحجیدین لکھا ہی کہ ثبوت مسد کے دو طرح
 ہیں یا تو اس کے واسطے سند بائی جائے یا اس کتاب مشہورہ سے اخذ کیا ہو ورنہ بڑا بھٹکا
 ہاتھ چلی آئی ہی جیسے کتابین امام محمد کی اور مثل ان کے تصانیف اور مسانید مشہورہ مجتہدین
 کے اس لیے کہ وہ بمنزلہ خبر متواتر یا مشہورہ کے ہیں اسلئے ذکر کیا اسکو امام رازی نے اور
 قتادہ اسی تصنیف میں ہے کہ جو کچھ کلام یا ایجاب سے اور کسی کتاب مشہورہ میں مذہب اسکا
 مدون ہو اور ہاتھوں ہاتھ وہ کتابین ایک دوسرے سے نقل ہوتی چلی آئی ہوں پس اس
 ناظر کو یہ کہنا جائز ہے کہ فلاں شخص نے یہ لکھا ہی اگرچہ اسکو کہنے سے سنا نہو جیسے کتابین امام
 محمد کی اور موطا امام مالک کی اور سوانح ان کتاہوں سے جو اقسام علوم میں تصنیف کی گئی ہیں
 اس لیے کہ انکا اسطو سے پایا جانا بمنزلہ تواتر اور خبر مشہورہ کے ہی کہ مثل اسکے نہیں محتاج
 ہوتی ہر طرف اسناد کے اتنے اس عبارت سے معلوم ہوا کہ کتب حنفیہ میں اسناد کی کچھ خبر نہ
 نہیں نقطہ ظاہر ہے کہ معالیٰ ہیں اور معترض صاحب کے چوتھے معالیٰ کے جواب میں جو سننے
 دوسری عبارت عقد الحجیدین کی نقل کی ہے اس سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ حدیث کے واسطے
 اسناد کی ضرورت نہیں بلکہ کتب مشہورہ میں مدون ہونا کافی ہی اسلئے کہ فقہ کو سمجھنا یہ ہے
 پس معترض صاحب کہان سے اسناد کی ضرورت کا حکم لگا دیا اور پھر حدیث پر فقہ کو قیاس
 کیا کلام مجید کی اسناد کیوں نہ طلب کی جائے جو معترض صاحب حدیث آحاد کے مقابلے میں آید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عقد الحجیدین

نہیں مانتے اور جو جنہوں نے اسناد کے انکار قرآن کا کر دیتے ہیں خدا ایسی اسناد سے
 محفوظ رکھے جس پر یہ دیول نے اور فریفتہ ہیں اور محض بنیاد اسناد کے لعن اور طعن اور خلاف قرآن
 سبھی کچھ کرتے ہیں محکو خوف ہو کہ رفتہ رفتہ کہیں اسناد کی پرستش نہ کرنے لگیں غرض کلام خفیہ کا
 اس میں نہیں ہو کہ حدیث کی صحت اور ضعف معلوم نہیں ہو سکتا بلکہ گفتگو اس میں ہو کہ مسائل
 فروغی جس کے استنباط کی حاجت پڑتی ہو اس میں صحت اور ضعف کے جالتے سے کام نہیں چلتا
 علاوہ اسکے حدیث کی صحت اور ضعف اور وضع میں اس قدر اختلاف ہو کہ اب تک کوئی بات
 طوی نہیں ہوئی جسے جس مسئلہ کو اختیار کیا ہی ہو سکے موافق ہو حدیث ہی وہ اس کے نزدیک
 مرتفع ہو اسبطر ایک اوی کو ایک شخص نے ضعیف کہا تو دوسرے نے لا باس کہہ دیا
 غرض اگر صحت اور ضعف حدیث میں ہی فیصلہ ہو گیا ہوتا تو سبھی آنسو بچھ جاتے دشواری
 تو یہی کہ اختلاف باہمی نے ساری خرابی ڈال رکھی ہو کسی اعتبار کریں اگر ایک کے قول کو در
 لیتے ہیں تو دوسرے کا قول غلط ہوا جاتا ہی ہے غیر نعم کا اختلاف اس سے بڑھ کر ہو ایک شخص
 کی رائے میں مسائل مستنبط میں ایک سلسلے کا یقین ہو اور دوسرے کی رائے میں دوسرے سلسلہ
 مستفيض اس کے جابجا ہو ابن جوزی صلوٰۃ التسبیح کی صحیح حدیث کو موضوع اور بخاری کی حدیث
 تحریم معارف کو باوجود صحیح ہونے کے مردود جانتے ہیں اور ارقطبی اور علامہ ابن ہمام وغیرہ
 نے بخاری کے بعض احادیث میں کلام کیا ہو اور علامہ ابن حجر عسقلانی کو بخاری اور مسلم دونوں
 کے بعض حال میں کلام ہو جو مسلم بہ نسبت بخاری کے زیادہ متکلفیہ بتلاتے ہیں اور امام شافعی
 شاگرد ابن حجر بخاری میں قریب اتنی آدمیوں کے اور مسلم میں مضافاً اسکے ضعیف کہا ہو پھر تقریباً
 بیلیقہ کے سلع کا اپنے والد سے انکار کیا ہو اور ترمذی میں سلع کا اپنے والد سے ثابت
 کیا ہو غرض اس قسم کے اختلافات بہت ہیں پس ظاہر ہو کہ اس تحقیق کے واسطے بہت بڑا مہر
 درکار ہو غرض صاحب کو سوانام بتلانے کے اور زبانی مع خراج کرنے کے اور کچھ نہیں آتا ہو
 کَبِرَ مَقْنَأَ عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَقُولُونَ ذَرَاؤُ جَارِ سِلَیٰ ہر معترف ہو

۴
بہارِ شریعت

اپنے اجتماع کے پیش کریں ورنہ فقہائے مجتہدین کے شکر گزار ہوں اور طعن اور تشنیع سے باز
آئیں و کہیں مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کتاب الانصاف میں لکھتے ہیں اَمَّا هَذِهِ الطَّبَقَةُ
الَّذِينَ هُمْ أَهْلُ الْحَدِيثِ وَالْأَثَرِ فَإِنَّ الْأَكْثَرِينَ مِنْهُمْ لَا يَكُونُ لَهُمْ
فِي الدِّينِ كَيْدَاتٌ وَجَمْعُهُمُ الطَّرِيقُ وَطَلَبُ الْقَرِيبِ الشَّاخِذِ مِنَ الْحَدِيثِ الَّذِي
أَكْثَرُهُ مَوْصُوعٌ أَوْ مَقْلُوبٌ وَلَا يُرَاعُونَ الْمُتَعَنُّونَ وَلَا يَفْقَهُونَ الْمَعَانِي
وَلَا يَسْتَطِيعُونَ سِرَّهَا وَلَا يَسْتَخْرِجُونَ رِجَالَهَا وَفِيهَا وَثَرٌ جَمًّا
عَابُوا الْفُقَهَاءَ وَتَنَاولُوا هُمُ بِالطَّعْنِ وَادَّعَوْا عَلَيْهِمْ مَخَالَفَةَ الشَّيْخِ وَ
لَا يَعْلَمُونَ أَنَّهُمْ عَنْ مَبْلَغٍ مَا أَوْثَقُوا مِنَ الْعِلْمِ قَاصِرُونَ وَبَسُوا الْقَوْلَ
فِيهِمْ أَضْحَاقٌ يَعْنِي لَيْكِنْ بِطَبَقَةِ جَوَالِ حَدِيثِ كَاهِي سَوْنِ شَكِ الْكَثَرِ أَوْ نَكْصِ سَمْعِ كَرْتَمِينَ
روایات ہی ہیں اور طرق حدیث کے جمع کرنے میں اور طلب کرنے میں غریب اور شاذ کے اوس حدیث
سے کہ جس کا اکثر موضوع یا مقصود ہوا زمینیں رعایت کرتے وہ لوگ متن کی اور زمین سمجھتے معنوں کو
اور زمین استنباط کرتے ان کے اسرار کا اور زمین کا لے اوں کے خزانہ اور نقاہت اور بسا اوقات
فقہاء پر عیب کرتے ہیں اور طعن بارتے ہیں اور انہیں مخالفت حدیث کا دعوہ کرتے ہیں اور
زمین جانتے یہ امر کہ فقہاء کو یہ سدا کس مبلغ سے دیا گیا علم سے وہ لوگ قاصر ہیں اور فقہاء کے
حق میں تجربے الفاظ کہنے سے گنہگار ہوتے ہیں اتنے بچہ فقہ کا ایک ایک خبریہ وجود ہی
اگر کسی مسئلے میں اختلاف ہو تو مسئلہ مفتی بہ میں تمام حنفی شریک ہیں مگر مترس صاحب روایت
اور اسناد کو جب تک فقہ میں نہیں دیکھ لیں گے ہرگز ان کو اعتبار نہ آئے گا ورنہ ان کے مسلک کے
خلاف ہو جائے گا مترس صاحب کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ جتنے اقوال اور نحوں نے
بزرگوں کے نقل کیے ہیں کوئی قابل اعتبار نہیں کیوں کہ کسی کتاب میں اسناد اونکی نہیں ہے
اسی طرح اسناد الرجال اور موضوعات حدیث اور صحت اور ضعف کی کتابیں سب کی سند لائی
کہ یہ کتابیں انھیں شخصوں کی ہیں جنکی طرف منسوب ہیں ان سب کتابوں کے ہر ایوں کا اعتبار

بتائیں جس معترض صاحب کے قول سے کتابین اسما والرجال وغیرہ کی بے سند تھیں کیوں کہ سند کو وہ ضروری جانتے ہیں پس ان کے نزدیک کوئی کتاب قابل اعتبار نہ ہے گی **قال** اور ایک مخالف مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والوں کو یہ دیتے ہیں کہ جب وہ حدیثیں مختلف ہوں معنون اور حکم میں تو اب عمل کرنے والے حدیث رسول اللہؐ پر کیونکر عمل کریں گے جواب اسکا یہ ہے کہ جن حدیثوں کو مقلدین ائمہ آئسہین مختلف سمجھتے ہیں اور نظام میں ایک دوسرے کی مندا کو معلوم ہوتی ہیں یہ سبب ان کے حضور فہم اور قلت تدبر کا ہی آخر **اقول** حنفیہ کی غرض یہ ہے کہ احادیث مختلفہ میں ائمہ نے جو تطبیق دی ہیں وہ سب سے بہتری اور معترض صاحب نے ابن خرمیہ کا فقط قول نقل کیا ہی حال آنکہ اس قول سے کوئی نتیجہ حاصل نہیں قول شیء دگریہ ہی عمل شیء دگریہ عوا سب کرتے ہیں کوئی اس کا مصداق دکھلا نہ والا سوائے ائمہ اربعہ کے موجود نہیں معترض صاحب فقط اقوال ہی کو کافی اور وافی سمجھتے ہیں ہم پوچھتے ہیں کہ ابن خرمیہ کا یہ قول ہمارے کس مصرف کا ہے اگر وہ کوئی کتاب تطبیق کی لکھ جائے تو بیشک ہمارے کام آتی جس میں تطبیق ان دونوں صحیح حدیثوں کی کہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا خوف مطر وغیرہ شہر میں جمع کیا ہی اور ابن مسعودؓ فرماتے ہیں جہنم سوائے حر و لہ اور عرفہ کے اور کمین جمع کرتے نہیں دیکھا ہو جاتی اسی طرح ایک صحیح حدیث میں صحابہؓ سے قبل نماز مغرب نفل پڑھنے کی روایت ہے اور عبد اللہ ابن عمرؓ سے یہ روایت ہے کہ ہم نے کبھی کسی صحابی کو قبل مغرب نماز پڑھتے نہیں دیکھا ان دونوں بھی تطبیق دیتے باوجودیکہ دونوں صحیح ہیں علیٰ ہذا القیاس بہت ایسی احادیث ہیں جن میں اختلاف ہے مگر ائمہ اربعہ نے بالکل خلاف اٹھادیا ہے خصوصاً مذہب حنفی میں تو حدیث کو مثل ائمہ کر دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام اور مقلدین ان کے حدیث کو خوب سمجھتے ہیں اور نظام میں نے حدیث کا اصل مطلب نہیں پایا دوسری حدیث کیسی ہے صحیح و بخاری کی حدیث کے روبرو باوجود امکان اتفاق کے اس حدیث سے انکھین

بند کر لئے ہیں اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث کا انکار کر بیٹھتے ہیں اس سبب بہت
 قواعد اور نکتے جمبوئے کے خلاف ہیں جسکو ایضاً رعبہ سے خارج ہونا ہو وہ ان کا مذہب اختیار
 کرے پھر ہم حیران ہیں کہ اس میں معترض صاحب کو کون سی وجہ ترجیح کی نظر آئی کہ اپنے
 ہم عصر متعصبوں کی کتابیں دیکھنے کو ارشاد فرماتے ہیں اور اماموں کے اقوال سے فرار
 کرتے ہیں کیا ایسے کی تطبیق ابن خزمیہ کے تطبیق سے بھی کم تھی جو حدیث مختلف کا مطلب
 ایسے نے بتلایا یہ کسی کو بھی نہیں سوچا اور قاعدے تو سب کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں پناہ طلب
 کے قاعدے تمام کتابوں میں موجود ہیں ہندی کی چندی ہو گئی ہیں ہر دو کی خاصیت اور
 ماہیت اور افعال و خواص بالقصر صحیح موجود ہیں اب یوں کہ دنیا کہ فلاں فلاں کتاب دیکھ کر
 مطب کرنا مشکل نہیں بہت آسان ہے مگر معترض صاحب اگر ان کتابوں کو دیکھ کر کوئی نسخہ
 کسی مریض کے واسطے لکھ دیں تو ہم سلام کریں اور اگر بالفرض لکھ بھی دیں گے تو اس نسخے
 کی اور سنگیا کی ایک خاصیت ہوگی بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی کو علم شریک ہو تا ہی
 جیسے علم طب تمام پڑھ جاوے مگر نسخہ بغیر طب دشوار ہے پھر طبیبوں میں بھی فرق ہوتا ہے
 جتنا زیادہ رز کی اور قوی اس کا فائدہ ہوگا اتنا ہی علم طب اور طب و سماعہ ہوگا اگر سب
 ہو اگر نہیں تو پھر بڑے طبیبوں کو کون بوتھے خود کتابیں دیکھ کر دوا پی لیا کریں جیسے
 آج کل کا نیم حکیم خطرہ جان ہیں دیکھتے ہی حضرات ظاہر یہ خطرہ ایمان ہیں دعوائے کچھ کہ ستر
 بوے اجتماع دبا کی جائے اور علم ایسا کہ جس سے فاسخ غلطی واقع ہو تو محض جتنا کسی شخص کا
 علم وسیع ہوگا اتنا ہی قول اس کا بنسبت دوسرے کے زیادہ قوی ہوگا ورنہ امام صاحب
 کی درایت اور اہم بیماری کی روایت کو کوئی نہ دریافت کرتا اور علامہ ابن حجر مکی شافعی رح
 خیرات احسان کی فضل نسبت و شتم میں لکھتے ہیں مَنْ يَطْلُبُ الْحَدِيثَ وَلَا يَفْقَهُ
 كَمَنْ يَجْمَعُ الْأَدْوِيَةَ وَلَا يَدْرِي مَنَافِعَهَا كَحَتَّى يَجْعَلَ الطَّبِيبُ كِمَا نَ بَرَّ
 الْحَدِيثَ لَا يَعْرِفُ وَجْهَ حَدِيثِهِ حَتَّى يَجْعَلَ الْفَقِيهَ مَعْنَى جَوْفِ حَشٍ

خیرات احسان

طلب کرتا ہی اور فقیہین میں ہوتا مثل اس شخص کے یہ کہ جمع کرے دو اؤ نکو اور نہ جانے منفع اؤ نکلے
یہاں تک کہ اوسے طبیب جیسا کہ محدث نہیں پہچانتا اور جب حدیث کی بیان تک کہ فقیہ
اوسے اتنے اؤ فقہ کا اختلاف کچھ مضمر نہیں اس لیے کہ ائین لکنا ہی اختلاف ہو مگر مسئلہ
منفی بہ سبب خفیفہ کے نزدیک ایک ہی ہی الاما شاواحد اور حدیث میں اس قدر اختلاف
ہو کہ بس قدر چاروں مذاہب میں بلکہ زائد ہر ایک کا ماخذ ایک حدیث موجود ہی ورنہ اتنے مذاہب
مختلف کیوں ہو جاتے پس فقہ کا اختلاف حدیث کے اختلاف سے جو تھائی بلکہ اس سے
بھی کم سمجھنا چاہیے چنانچہ شرح مسلم میں موجود ہی اؤ سکولہ خطہ کیجیے کوئی باب ایسا
نہیں کہ جسد کب کا اختلاف ہو مگر یہ اختلاف کچھ معیہ نہیں فقط معترض صاحب کے
اعتراف کا جواب یہ کہ وہ فقہ کا اختلاف حدیث کے اختلاف سے زیادہ بتلاتے ہیں اؤ
یہ محض غلطی اللہ تعالیٰ چاروں مذہب کے فقہ کا اختلاف عجب نہیں کہ حدیث سے
کم ہو اؤ فقط ایک امام کے اختلاف فقہ کو زیادہ کہنا انوبات ہی محض وہاں ہی **قال**
بتلایئے کہ متبع راے ابو حنیفہ کا کس پر عمل کرے **اقول** مسئلہ منفی پر **قال** اؤ ایک
مناظر مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والوں کو یہ دیتے ہیں کہ بنسبت حدیث کی کتابوں کے
فقہ کی کتابیں بڑی آسان اور بہت تحقیق اور کوشش سے بنائی گئی ہیں سو جواب اسکا
ہو کہ یہ بات محض کذب اور دروغ ہی اگر کوئی منصف بنظر تحقیق دیکھے تو عبارت حدیث
کے متون فقہ مثل شرح وقایہ اؤ کفر اور ہدایہ وغیرہ سے لاکھ دس بے آسان **اقول**
جناب معترض صاحب تمہیں کچھ تو خدا کا خوف کیا ہوتا ایسی رکیک اؤ ضعیف باتیں
بچا کر خفیفہ کی طرف کیوں منسوب کر دین اور جواب دینا انکا کب ضرور تھا شاید
یہ فرضی صورتیں ہوں فقہاء نے فرضی مسائل نکالے ہیں تو معترض صاحب بھی تو
تصدیق اجتہاد کے واسطے کوئی بات نکالیں اؤ غرض اس اختراع سے یہ کہ کوئی فقہ
نہ بڑھے اؤ نہ اوس پر عمل کرے اگر ضرورت پڑے تو مسک اختتام وغیرہ کتابیں یہ جواب

کی اور نسل الاوطار وغیرہ تصانیف قاضی شوکانی زیدی کی جو مخالف مسلک جمہور علما سنت پر دیکھ کر
اور جب کسی خاص مسئلے کی ضرورت پڑی تو انہیں کتابوں سے اجتہاد بھی کر لے اور ہر
کی حدیث موضوع پر کسی مقلد کا عمل نہیں اور نہ اوسمیں موضوع حدیثیں ہیں چنانچہ فتح القرآن
میں تو صحیح صحیح حدیثوں سے مسائل ہدایہ کو خوب قوت دیکر جہ نقصان کروایا ہو مطلقاً
سے ہر کہیں ہوالبتہ ضعف اور بحث میں اختلاف ہوا کرتا ہی اسکا خود محدثین نے بھی عقبا
کیا ہی اور حدیث ضعیف پر باوجود پائے جانے صحیح کے عمل کر لیا ہو چنانچہ ترمذی میں لکھا ہے
فَقَالَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ كَجَوْدُ اسْتِذَاذِ الْوَحْلِ عَلَى
حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ یعنی کہا یزید بن ہارون نے کہ حدیث ابن عباس کی اسناد
میں بڑی کمزوری ہے اور عمل عمر بن شعیب کی حدیث پر ہی اتنے پس تعب ہو کر تو صحیح کو محدثین
جمہور اگر ضعیف پر عمل کر لیں اور فقہا اگر ضعیف پر کسی وجہ سے عمل کر لیں تو تصور وار ٹھہریں
ہر کے نام صحیح برائے دیگران + ناصح خود یا فہم کم درجہ ان **قال** اور ایک مخالف مقلد
ایہ حدیث پر چلنے والوں کو یہ دیتے ہیں کہ مجتہدوں کا کوئی مسلک بھی قرآن اور حدیث کے
خلاف نہیں ہے اور اگر کوئی ہو گا بھی تو اوسکا باعث یہ سمجھا جاوے گا کہ اوسکو مجتہدوں نے
بمسبب لائق نہ ہونے عمل کے عہد ترک کر دیا ہو گا جواب اسکا یہ ہے کہ اس تقریر سے یہ ثابت
ہوتا ہے کہ مقلدین مجتہد سے خطا کے ہونے کے قائل نہیں ہیں اور قائل ہونا خطا کا مجتہد
پر مذہب معتزلہ کا براخی **اقول** اس کلام سے یہ نہیں سمجھا جاتا ہے کہ احتمال خطا اول سے
نہیں احتمال خطا تو ہر صورت میں ہے اگر صحیح کے مطابق استنباط ہو گا تو بھی احتمال خطا ہے
فقط خلاف حدیث کی صورت کو رفع خطا میں داخل دینا محض خطا ہے اگر مجتہد عمداً کسی حدیث کے
کسی علت سے ترک کر دے اس کے اجتہاد میں احتمال خطا ہو گا اور اگر مسلماً استنباطی ہو اسکا
مخالفت کسی حدیث کے نہ معلوم ہو تو بھی احتمال خطا سے چارہ نہیں غرض مسائل اجتہاد
میں احتمال خطا اور صواب ہر صورت میں ہوتا ہو مخالفت اور توافق کو اوسمیں کیا داخل

۲۰۰

2

جو معترض صاحب نے محض فضول گفتگو کی معلوم ہوا کہ حضرت کو نے ربط الفاظ کہنے میں بھی نہایت
 ہی مشق پہچان صواب اور خطا کے مسئلے سے کیا بحث تھی جو معترض صاحب انہماک کمال دہائی
 کیا خفیہ ہر صورت میں خطا اور صواب دونوں کا احتمال رکھتے ہیں البتہ جانب صواب غالب
 ہوتی ہو اور جانب خطا کا احتمال ہوتا ہو اور اس میں کلام نہیں کہ امید نے بعض مسائل میں بعض
 احادیث کو جو کہ کسی علت کے ترک کر دیا ہو اور دوسرا خدا و سکا قرار دیا ہو **قال** +
 اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والوں کو یہ دیتے ہیں کہ ہمارے امام نے تمام
 مسائل حدیث ہی سے نکالے ہیں اور ان کو سب حدیثیں پہنچ گئی تھیں جواب اسکا
 یہ ہے کہ ایسا شخص بڑا کذاب اور بہت بڑے اعتقاد والا موقوف ہی اس لیے کہ بڑے بڑے
 اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ اکثر اوقات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے صحبت
 میں رہتے تھے ان کو تو تمام حدیثیں ایک مدت تک پہنچی ہی نہیں تھیں ان اماموں کو کیا
 پہنچی ہون گی **الحق اقول** خفیہ کسی کی نسبت یہ دعوا نہیں کرتے کہ ان کو کل حدیثیں
 بالیقین پہنچی تھیں خواہ امام صاحب ہوں یا امام مالک یا امام شافعی یا امام احمد یا امام بخاری
 یا امام مسلم ہوں کسی کی نسبت کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ اس کو سب حدیثیں پہنچ گئی تھیں
 نہیں بسطوط یہ نہیں کہہ سکتے کہ امام صاحب کو کل حدیثیں پہنچ گئی تھیں اسی طرح کوئی
 اس دعوے کو بھی نہیں ثابت کر سکتا کہ امام صاحب کو اس قدر حدیثیں نہیں پہنچیں جس قدر
 امام بخاری وغیرہ کو پہنچی تھیں پس معترض صاحب نے یہاں دو مغالطے دے دی ہیں ایک تو خفیہ
 کی طرف سے کل حدیثوں کا دعوا کر دیا اور دوسرے اس کے جواب میں صحابہ کی حدیثیں
 بیان کر دیں اور حجت اس پر یہ لائے کہ صحابہ اکثر اوقات رہتے تھے جو بات معترض صاحب
 نے بیان کی من قبیل نباء الفاسد علی الفاسد ہو اکثر اوقات خود اس امر کا مقتضی ہو کہ کل
 حدیثیں صحابہ کو معلوم ہوں پھر یہ کہنا کہ مدت تک ان کو حدیثیں نہیں پہنچی تھیں اس سے
 بھی معلوم ہوا کہ بعد مدت کے وہ حدیثیں پہنچ گئیں چنانچہ خود اس کی تصریح کر دی ہے پس

بہت سی حدیثیں
 پہنچ گئیں

امام صاحب کا زمانہ تو بہت بعد ہوا اور کونے میں بہت سے صحابہ اگر تہم ہوئے تھے
 اونکا علم حدیث کمان گیا کیا ظاہر ہونے سیکھا اور سیکو مسیروالہذا امام صاحب کو کہ تمام
 کونے سے علم تھے بہت ہی احادیث پونچے ہون گے چنانچہ مسائل کی تطبیق میں امام صاحب
 کی سائبہ میں اس قدر احادیث موجود ہیں کہ دوسرے کی کتاب میں اتنے نہیں ہیں اور ہر حدیث
 جو ذرا بھی ایک گونہ مخالف ہوا اسکو کمدینا کہ امام صاحب کو نہیں پونچھی محض نے دلیل بات اور
 بہ جم الغیب ہر ضد ایسے سوزن ظنی سے بچا ورنہ ہر امام کے حدیث دوسرے امام کی صحیح حدیث
 اور اجتہاد کے مخالف نہوتے حال آنکہ کوئی حدیث ایسی نہیں کہ جسکے مخالف کسی کا قول
 موجود نہ ہو مگر یوں دعوائیں کر سکتے کہ اسکو صحیح حدیث نہیں پونچھی تھی ہم بہت حدیثیں
 صحیح دیکھتے ہیں کہ امیہ نے اونکو باوجود صحت کے ترک کر دیا ہے کچھ محض صحت پر دار و مدار عمل
 کا نہیں ورنہ جمہور صحابہ خلاف حدیث صحیح کے کوئی امر مروی نہ ہوتا پس سب صحیح حدیثوں کو واجب العمل
 جانیں تو صحابہ کا عمل اونکے ضرور برخلاف موجود ہے جب صحابہ ہی خلاف کرنے لگے تو انکو
 باہر موافق حدیث فقط ظاہر یہ اپنے خیال میں ہون گے اسی وجہ سے احادیث مرفوعہ
 میں صحابہ کے اعمال بھی ملحوظ خاطر ضرور ہیں خصوصاً جو راوی اوس حدیث کے ہوں اگر اوسکے
 خلاف عمل کرتے ہوں گے تو وہ حدیث قابل عمل نہوگی پھر اوس میں امیہ کے اقوال بھی ضرور دیکھنے
 جا سیں کیوں کہ اکثر احادیث کی امیہ نے وہ توجیہ بیان کی ہے کہ گو ظاہر کے خلاف ہو مگر غرض
 نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بالیقین وہی معلوم ہوتی ہے پس نہ تحقیق صحیح حدیث پر عمل کر لینا
 حسن ظن تو ہی مگر حقاقت اور کتب صحیحہ میں سے درمید و وزیر سلطانیہ و بیوسلیت گزیر ہر
 سکہ و زبان جو یافتہ غریب ہر این گریبان گرفت و آن دامن حاصل یہی کہ مقرر من
 صاحب دوسروں کے مخالف طے فرضی نقل کرتے ہیں اور جواب کے ضمن میں خود مخالف طے دیتے
 ہیں بلکہ اونکے جواب کا نام مخالف طے ہی سمجھنا چاہیے عوام کو تو معلوم نہیں کہ حنفیہ کا حقیقت
 کار کیا ہے اونکی نظر مخالف طوں پر ڈال کر ٹیٹی کی آڑ میں اون چاروں کو بھانسنے لیتے ہیں

اس کے بعد مترن صاحب نے مسئلہ مخالف احادیث نقل کیے ہیں اور عقل کو بالائے طاق رکھ دیا ہے چنانچہ ناظرین کو جواب سے معلوم ہو گا کہ یہ طعن ایسے حدیث پر نہیں بلکہ اس پر ہے
 میں مترن صاحب نے سبھی پر طعن کیا ہے امام صاحب وغیرہم اس سے بالکل بری ہیں
قال اور ایک مخالفہ تقلیدین ایسے حدیث پر چلنے والوں کو یہ دیتے ہیں کہ قرآن اور حدیث
 کا ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے جو کہ مجتہدوں کو نہ ظاہر ہو یا واضح ہو نہ کسی مسئلہ پر قرآن حدیث
 کے خلاف عمل کیا ہو سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ بات بالکل غلط ہے اگر کوئی شخص تامل کرے
 تو اکثر باوجود اس کے کہ ایک طرف تو حدیث صحیح ہے اور ایک طرف اسے امام کی ہے اس حدیث
 صحیح کے مخالف اور فتوے امام کی اس پر ہے چنانچہ مشقت منونہ خوار سے چند قول ان کے
 یہاں نقل کرنا ہوں دیکھ لیجئے مسئلہ اول اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف قرآن اور حدیث
 کے یہ ہے جو کہ فقہ ابراہیم شرح عقائد نفسی میں لکھا ہے اَلْاِيْمَانُ هُوَ الْاِقْرَارُ وَالْتَصَدُّقُ
 وَالْاِيْمَانُ اَهْلُ السَّمَاءِ وَالْاَكْرَهِيْنَ لَا يَزِيْدُ وَلَا يَنْقُصُ یعنی ایمان اقرار ہے اور
 تصدیق ہے اور ایمان اہل آسمان اور زمین کا نہیں زیادہ ہوتا اور نہیں کم ہوتا اس لئے
 امام اعظم نے خلاف کیا ہے اس مسئلے میں کلام اللہ کی صریح کئی آیتوں کا بھی اور حدیثوں کا بھی
 اس لیے کہ ایمان بڑھتا بھی ہے اور کم بھی ہوتا ہے چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَوْ اَنَّ اِلٰهِيْكَ
 عَلَيْهِمْ اِيْتَنُ ذَاكَ فَخُورًا يٰمُكَائِيْمُ یعنی جب بڑھتی جاتی ہے اور بڑھنے کے نشانیاں ہوں گی
 زیادہ کرتی ہیں اور کم ہوا ایمان **اقول** یہاں نزاع لفظی ہے اس میں مخالفت قرآن اور حدیث
 کی مطلق نہیں پائی جاتی تفصیل اسل جمال کی یہ ہے کہ ایمان کے معنی جیسا کہ متاخرین نے غلط
 کے کتب میں ہیں فقط اللہ تعالیٰ کی کہیں اور اقرار کو احکام معاملات دنیوی میں ضروری ہے اور
 داخل ایمان جانتے ہیں چنانچہ آیات قرآنی اس پر شہد ہیں فرمایا اللہ تعالیٰ نے اُولٰٓئِكَ
 كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ يَعْنِيْ سِيْ لَوْكُ هِيَ كَيْفَ دَانِيْنِ اللّٰهُ فِيْ اِيْمَانِ كَوْمَات
 كَوْمَاتِيْ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ يَعْنِيْ دَلَّ اَوْ سَكَا مُطْمَئِنٌّ ہوتا ہے ایمان کے وَاٰلَاٰئِكَ

ایمان بڑھتا ہے اور کم ہوتا ہے

الْاِيْمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ بِمَعْنِي نَبِيٍّ اٰخِلٌ فِي الْاِيْمَانِ تَحْدَارُ عَنْ لَوْنٍ مِنْ قَالَتْ الْاَعْرَابُ
 اَمَّا قُلُوبُكُمْ لَمْ تُوْمِنُوْا وَلٰكِنْ فَوَّكُوْا اَسْلَمْنَا لِمَنْ كَلِمًا وَهِيَ تَوْفِيقٌ تَحْتِ اِيْمَانٍ لَمْ تُوْمِنُوْا
 كَلِمَ اِيْمَانٍ نَبِيٍّ اَلَمْ تُوْمِنُوْا وَلٰكِنْ فَوَّكُوْا اَسْلَمْنَا لِمَنْ كَلِمًا وَهِيَ تَوْفِيقٌ تَحْتِ اِيْمَانٍ لَمْ تُوْمِنُوْا
 اور احادیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے چنانچہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے
 سے صیوقت اور منھون نے قتل کیا ایک شخص کو کہ اس نے لاکھ لاکھ سال کا سہارا لیا تھا کہ اس نے
 قَلْبُهُ فَمُظَرَّتْ اَصْدَاقُهُ هُوَ اَمَّ كَاذِبٌ بِمَعْنِي كَيْفَ يَكُوْنُ نَبِيٌّ كَرِيْمٌ يَكُوْنُ لَوْنٌ فِي دَلِّ وَكَ
 کہ وہ سچا ہی یا جھوٹا کلام اِيْمَانُ اَنْ تُوْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَكَلَامُكَ تَحْتِ اِيْمَانٍ لَمْ تُوْمِنُوْا
 یعنی ايمان یہ ہے کہ تصدیق کرے تو ساتھ اس کے اور نہ رشتہ تو اس کے اور نہ رشتہ تو اس کے اور نہ رشتہ تو اس کے
 اور رسولوں اور اس کے کی یہ چند باتیں اور حدیثیں ہیں لکھ دی ہیں ورنہ اور بہت سی ہیں
 قرآن اور حدیث میں اس کی موجودگی میں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ايمان کا تعلق قلب ہی ہے اور
 امام اعظم کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک ايمان عبارت ہے تصدیق قلبی اور
 اقرار زبانی سے اور محدثین کے نزدیک ايمان کے معنی تصدیق اور اقرار اور عمل کے ہیں اور قرآن
 اور حدیث میں بھی ايمان باین معنی آیا ہے اسی وجہ سے حنفیہ اور شافعیہ میں اختلاف ہوا
 کہ آیا ايمان زیادہ اور کم ہوتا ہے یا نہیں پس محدثین جو کہ عمل کو بھی داخل ايمان کر چکے تھے
 اس لیے وہ زیادتی اور کمی ايمان کا قائل ہوئے چنانچہ اس آیت کو وہ اپنے قول کی سند لگاتے
 ہیں امام رازی شافعی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں فَقَدْ اَخْبَرُوْا بِهَذَا الْاَيَةِ مِنْ
 وَجْهَيْنِ الْاَوَّلُ اَنْ قَوْلَهُ سَرَّادَتْهُمْ اِيْمَانًا يَدُلُّ عَلَى اَنَّ الْاِيْمَانَ
 يُقْبَلُ الزِّيَادَةُ وَلَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِبَارَةً عَنِ الْمَحْرُوفَةِ وَالْاَقْرَبُ اَمْرًا
 قَبْلَ الزِّيَادَةِ يَعْنِي تَحْقِيقَ حُبِّ گَرْدَانِ اَوْ مَنْحُونِ لَمْ يَكُنْ اِيْمَانٌ كَوَدُوْهُ مِنْ
 یہ کہ قول اللہ تعالیٰ سَرَّادَتْهُمْ اِيْمَانًا دلالت ہے کہ ايمان زیادتی قبول کرتا ہے
 اور اگر ايمان عبارت ہوتا تصدیق اور اقرار سے تو البتہ زیادتی نہ قبول کرتا تھی

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جو معنی ایمان کی امام صاحب نے ہیں وہ ہرگز زیادتی اور کمی
قبول نہیں کر سکتی جتنی آیتیں آپ نے بیان کیں سب میں ایمان سے ارکان ثلاثہ
منکور ہوا ہے اگر یہ معنی ایمان کے آپ مراد لے لیں تو بجا ہی سو ان معنوں سے
امام صاحب ایمان کی کمی اور بیشی کا انکار نہیں کرتے اور اگر صرف تصدیق یا مجموع اقرار
و تصدیق کے معنی لیے جائیں جیسا کہ مذہب امام صاحب کا ہے تو معنی آیت کے
یہ ہوں گے جو تفسیر کبیر میں لکھے ہیں اور امام صاحب سے بھی یہی معنی منقول ہیں **وَالَّذِي**
الثَّانِي مِنْ زِيَادَةِ التَّصْدِيقِ أَنَّهُمْ يُصَدِّقُونَ بِكُلِّ مَا يَلِي عَلَيْهِمْ
مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَلَمَّا كَانَتِ الشَّكَايَةُ مُتَوَالِيَةً فِي زَمَنِ الرَّسُولِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَعاقِبَةً فَعِنْدَ حُدُوثِ كُلِّ تَكْلِيفٍ
كَانُوا يُزِيدُونَ تَصْدِيقًا وَلَا قِرَارًا وَمِنَ الْمَعْلُومِ أَنَّ مَنْ صَدَّقَ
إِنْسَانًا فِي شَيْءٍ كَانَ تَصْدِيقًا لَهُ أَكْثَرُ مِنْ تَصْدِيقِهِ مَنْ صَدَّقَهُ
فِي شَيْءٍ وَاحِدٍ وَقَوْلُهُ وَلَا ذَاتُ الْيَلَةِ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيْمَانًا لَمَعْنَاهُ
أَنَّهُمْ كُلُّهُمْ سَمِعُوا آيَةَ جَدِيدَةً أَوْ كَأَيُّ قَرَارٍ جَدِيدٍ فَكَانَ ذَلِكَ
زِيَادَةً فِي الْإِيْمَانِ وَالتَّصْدِيقِ یعنی وجہ دوسری زیادتی تصدیق کی یہی کہ
تصدیق کرتے ہیں کل اوس شے کی جو بڑھی جاتی ہے اوپر اس کی طرف اور جبکہ تعین تکلیفیں نہ
رسالت پہنچا رہیں سبے درجے اور یکے بعد دیگرے پس وقت حادث ہوئے ہر
تکلیف کے زیادہ کرتے تھے وہ تصدیق اور اقرار اور ظاہر ہے کہ جو شخص تصدیق کرے
کسی انسان کی دوا میں زیادہ ہی تصدیق اوس شخص کی تصدیق سے کہ ایک امر میں
تصدیق کرے اور قول جناب باری **وَلَا ذَاتُ الْيَلَةِ** الخ یعنی جب وہ سن لیں کوئی آ
جدید کرتے ہیں اقرار جدید پس ہوگی یہ زیادتی ایمان میں اور تصدیق میں دوسری جگہ
کہتے ہیں **وَالْمَعْرِفَةُ وَالْإِقْرَارُ لَا يَقْبَلَانِ التَّفَاوُتَ** یعنی تصدیق اور اقرار

کسی بیشی قبول نہیں کرتی اور جس صفحے کا اپنے حوالہ دیا ہو وہی وہی نہیں تو انہوں نے بلکہ اور کسی
 جگہ کہیں ان معنوں سے جو امام صاحب کہتے ہیں ہرگز نہ کی اور بیشی کو نہیں لکھا بلکہ نسخ
 کیا ہو چنانچہ عبارت اوکی نقل کی گئی اور جس جگہ تفسیر کبریٰ میں ہونے دیکھا نزاع لفظی پایا
 ہاں اب گفتگو اتنی باقی ہے کہ امام صاحب ان معنوں کے کیوں قائل ہوئے ہو اور کون سی
 مجازی لے نے بڑے سو جواب دے گا یہ ہے کہ امام صاحب کے معنی اکثر آیات اور احادیث سے
 مطابق ہیں اگر بیان یہ معنی لیتے تو دوسری جگہ مجاز لے دیا پڑتا جیسا کہ شافعیہ لے تے ہیں
 بلکہ میری رائے میں امام صاحب کے مذہب اسباب میں بہت دست معلوم ہوتا ہے اگر منظور انتہا
 نہ تھا تو دونوں طرف کے دلائل لکھتا پھر معلوم ہو جاتا کہ کس کی رائے قرآن و حدیث سے
 موافق زیادہ ہے مگر دو بار سندین اسلئے لکھ دیں کہ کوئی صاحب سکو بخیر پر محمول نہ کرنا یہ
 رہی حدیث سوا و سین کہیں تصریح نہیں کہ ایمان بمعنی تصدیق کے زیادہ اور کم ہوتا ہے
 بلکہ خود انکی سندین جو بخاری سے لائے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ایمان بمعنی قول اور فعل کے
 زیادہ ہوتا ہے علاوہ اس کے اسکا حدیث ہونا ثابت نہیں چنانچہ فتح الباری شرح بخاری
 میں اسی مقام پر لکھا ہے کہ یہ لفظ سلف سے وارد ہے قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ سنا
 وہم ہو اور مراد بخاری کی بھی یہ نہیں ہے بلکہ عطف اسکا بتاؤ کی عبارتیں قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 گو یہ حدیث اسناد ضعیف سے وارد ہوئی ہے اتنے اور شیخ الاسلام علامہ عینی شام بخاری
 لکھتے ہیں قَالَ الْأَمَامُ هَذَا الْبَحْثُ لَفْظِي لَا تَأْتِي الْمُرَادُ بِالْإِيمَانِ أَنْ كَانَ هُوَ
 التَّصَدِيقُ فَلَا يَقْبَلُهُمَا وَإِنْ كَانَ الطَّاعَاتُ فَيَقْبَلُهُمَا فَكُلُّ مَا قَاءَ
 مِنْ ذَلِكَ عَلَى أَنَّ الْإِيمَانَ لَا يَقْبَلُهُمَا فَهُوَ مَصْرُوفٌ إِلَى أَصْلِ الْإِيمَانِ
 وَكُلُّ مَا دَلَّ عَلَى أَنَّ الْإِيمَانَ يَقْبَلُهُمَا فَهُوَ مَصْرُوفٌ إِلَى الْكَامِلِ وَهُوَ
 مَصْرُوفٌ بِالْعَمَلِ يَنْبَغِي لَهُ الْإِيمَانُ صَارَ فِي بَحْثِ لَفْظِي هَذَا سَبْعُ مَوَاقِفَ
 فَقَطْ تَصَدِيقٌ هُوَ تَقْيِيدٌ بِمَا تَقِيَدُ وَتَقْيِيدٌ هُوَ تَقْيِيدٌ بِمَا تَقِيَدُ وَتَقْيِيدٌ هُوَ تَقْيِيدٌ

فتح الباری شرح بخاری

معارف القرآن شرح

معارف القرآن

کرتی ہے پس جو دلیل قائم ہو اس پر کہ ایمان کی اور بیشہ قبول نہیں کرتا سو مراد اس سے اصل ایمان
 ہی اور جو دلیل ایمان کی کمی اور بیشہ پر دلالت کرتی ہو اس سے مراد ایمان کامل جس میں کمال
 داخل ہوا ہے اور محمد الدین فیروز آبادی شافعی مذہب لکھتے ہیں وایضہ مشہور است کہ
 الْإِيمَانُ قَوْلٌ وَعَمَلٌ مَزِيدٌ وَيَنْقُصُ وَالْإِيمَانُ لَا يَزِيدُ وَلَا يَنْقُصُ أَرَأَيْتُمْ
 صلی اللہ علیہ وسلم دین معنی چیز ہے صحیح شدہ و ان از اقوال صحابہ و تابعین است یعنی جو کہ شہود
 ہو کہ ایمان قول اور عمل کی زیادہ اور کم ہوتا ہو اور ایمان نہ زیادہ ہوتا ہو اور نہ کم آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم سے اس میں کوئی حدیث صحیح نہیں آئی بلکہ اقوال صحابہ و تابعین سے ہوتے ہیں اور
 شیخ المند شارح سفر السعادت بھی جنکی آپ سند لائے ہیں اس کے بعد لکھتے ہیں کہ حاصل
 کلام تحقیق یہی ہے کہ دونوں طرف کی کوئی حدیث صحیح نہیں آئی اور جتنے اقوال آپ نے نقل
 کیے ہیں ذرا غور سے اوس میں ملاحظہ فرمائے کہ میں یہ لکھا ہی کہ ایمان معنی تصدیق یا تصدیق
 مع الاقرار زیادہ اور کم ہوتا ہو بلکہ اسکی تصریح کر دی ہے کہ قول اور عمل ہی زیادہ اور کم ہوتا ہو
 چنانچہ غنیۃ الطالبین کی عبارت جو آپ لکھتے ہیں اوس میں بھی تصریح کر دی ہے کہ ایمان
 اقرار لسانی اور تصدیق جانی اور عمل ارکانی کی زیادہ ہوتا ہو نہ کہ کسی سے اور ناقص ہوتا ہو گناہ
 اور قوی ہوتا ہو علم سے اور ضعیف ہوتا ہو اصل سے ہستے اور سلف کی عبارت میں قبول
 و عمل فقط آیا ہے تصدیق کا ذکر نہیں ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ عمل سے مراد عام ہے خواہ جوارح سے ہو خواہ
 قلب سے چنانچہ تصریح اسکی شرح سفر السعادت میں کر دی گئی ہے اور مجمع البحار کی عبارت
 جو آپ نے نقل کی ہے اس عبارت کے آگے وجہ موافقت بھی موجود ہے اور سکو اپنے کیون علم
 انداز فرمایا چنانچہ وہ عبارت یہ ہے لَا الْحَقِيقِينَ مِنْهُمْ فَارْتَحِلُوا أَمْفَسَّسَ الْقَصْدِ
 لَا يَزِيدُ وَلَا يَنْقُصُ وَالْإِيمَانُ الشَّرْعِيُّ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ بِنِيَادِ قَوْمٍ آتِهِ وَبِهِ التَّوْفِيقُ
 بَيْنَ ظَوَاهِرِ النُّصُوصِ أَفَاوِيلُ الْمَسْكَتِ یعنی مگر محققین اوس میں سے پس تحقیق کہا اونیون
 نہ کہ تصدیق کا نہ زیادہ ہوتا ہو نہ کم اور ایمان شرعی زیادہ اور کم ہوتا ہو بسبب

شرح سفر السعادت

صحیح

غمروں اپنے کی اور ان معنی سے موافقت درمیان ظاہر ہنس اور اقوال سلف کے ہو گئے آتے
 باقی رہا قول صاحب تفسیر فتح البیان کا جو معرور مرئی آپ کے ہیں اوسکا جواب یہ ہو کہ وہ خود
 اوسے صفحے میں لکھتے ہیں وَالْمُرَادُ بِزِيَادَةِ الْإِيمَانِ هُوَ زِيَادَةُ الشَّرَاحِ الصَّادِرِ
 وَطَمَائِنَةِ الْقَلْبِ وَالْفُتُوحِ الْخَاطِرِ یعنی مراد زیادتی ایمان سے زیادتی کشادہ ہونے
 سینے کی ہے اور اطمینان قلب اور شگفتہ ہونا خاطر کا ہے اتنے سوا اس زیادتی کے خفیہ بھی
 قائل ہیں چنانچہ شرح فقہ ابراہیم علی قاری میں لکھا ہے فَالتَّحْقِيقُ أَنَّ الْإِيمَانَ كَمَا قَالَ الْإِمَامُ
 الرَّادِّي لَا يَقْبَلُ الزِّيَادَةَ وَالنَّقْصَانَ مِنْ حَيْثُ نَبْذَةُ أَصْلِ التَّصَدِّيقِ لَا مِنْ حَيْثُ
 الْيَقِينِ فَإِنَّ هَذَا أَهْلُهَا اخْتَلَفَتْ فِي كَمَالِ الدِّينِ يَعْنِي تَحْقِيقُ بِهِ مَرَكِزِ إِيْمَانٍ
 جیسا کہ امام رازی نے کہا ہے زیادتی اور نقصان کو باعتبار اصل تصدیق کے قبول نہیں
 کرتا البتہ باعتبار یقین کے کمی بیشی ہوتی ہے اس لیے کہ مراتب اہل یقین کے مختلف ہیں کمال دین
 میں اتنے اس عبارت کے بعد ملا علی قاری لکھتے ہیں چنانچہ اس پر کلام الہی بھی دلالت کرتا ہے
 قَالَ أَوْ لَمْ تَوْمَنَ قَالَ بَلَىٰ وَلَكِنْ لَيْسَ طَمَئِنُّ قَلْبِي اس لیے کہ مراتب عین الیقین کے تہہ
 علم الیقین سے فوق ہیں اس واسطے آیا ہے کہ سنا مثل دیکھنے کے نہیں ہوتا اگرچہ بعضوں کا
 قول ہے کہ اگر حجاب بھی اٹھادیا جاوے تو بھی یقین زیادہ نہ ہو یعنی اصل یقین زیادہ نہ ہو
 بوجہ مطابقت علم الیقین کے اور یہ منافی نہیں زیادتی یقین کو وقت دیکھنے کے چنانچہ مشاہدہ
 کیا گیا ہے واسطے اس شخص کے کہ علم ہوا و سکھو خاتمہ کعبہ کا غیر متبہر اور سکھو مشاہدہ اوسکا ہو حضور
 میں اسی بنا پر پس مراد زیادتی نقصان سے قوت اور ضعف ہے اس لیے کہ تصدیق ساتھ
 طلوع آفتاب کے قوی تر ہے تصدیق سے ساتھ حدوث عالم کے اگرچہ دونوں مساوی ہیں
 اصل تصدیق مومن پہ میں یعنی جس کے ساتھ تصدیق کی گئی ہے اتنے اسکے آگے لکھتے
 ہیں فَالْخِلَافُ لِقَوْلِهِ يَنْبَغِي لِسِ احْتِلَافِ اسْمَيْنِ لِقَوْلِهِ حَقِيقِي اخْتِلَافٌ نَحْنُ انْتَهَىٰ
 رد المحتول علی النہج المقبول میں لکھا ہے کہ تحقیق نفس ایمان کم و بیش نہیں ہوتا نزدیک

توضیح بیان

توضیح بیان

توضیح بیان

توضیح بیان

عام خفیہ کے لیکن فرق اوسمیں باعتبار قوت اور ضعف کے ہر اس لیے کہ ایمان عبارت ہی تصدیق
 قلبی سے کہ خدا تعالیٰ کو پہنچ جاوے اور اسمیں زیادتی اور کمی متصور نہیں حتیٰ کہ جسکو حقیقت
 تصدیق کی حاصل ہو جائے خواہ وہ عبادت کرے خواہ گناہ تصدیق اوسکی بر حال خود باقی رہے گی
 اوسمیں کچھ تغیر نہیں آتا اور دلیل ہماری قول جناب باری ہو **وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ
 لِي آيَةً** کہی کہ تو کوئی آیت آوے کہ تو میری بات کو قبول کرے کہ میں نے کہا کہ تو ایمان نہیں
 لایا کہ ابراہیم نے ایمان تو لایا مہون مگر دل کا اطمینان چاہتا ہوں پس اگر ایمان زیادتی اور
 نقصان قبول کرتا تو جواب ابراہیم کا کہ لیکن **لَيْزِلَ إِلَهُكُمُ الْأَيُّهَا** ہوتا یعنی اگر اس لیے کہ زیادہ ہو جا
 ایمان میرا پس قول ابراہیم **كَانَ لِي يَطْمَئِنُّ قَلْبِي** دلیل یقینی ہے اس پر نفس ایمان نہ زیادہ ہوتا ہو
 نہ کہ اللہ اطمینان سے تصدیق اصلی کو تقویت ہوتی ہے اس پر طرح قول اللہ تعالیٰ **كَأُوْلَئِكَ**
كُتِبَ فِي الْقُرْآنِ کہ ایمان میں ہی جتنے لوگ ہیں حق تعالیٰ نے ایمان ثابت کر دیا ہے اور
 ظاہر ہے کہ مثبت زیادہ اور کم نہیں ہوتا علیٰ ہذا القیاس قول سالات آب کا حدیث ابو عبدہ میں
 جوئی **مَنْ نَسِيَ مِنَ الشَّكْرِ مِنْ وَرْدٍ ذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ** دلالت کرتا ہے اس پر کہ ایمان نہ زیادہ ہوتا ہے
 اور نہ کم لیکن قوی اور ضعیف ہو جاتا ہے جیسا کہ مذہب خفیہ کا ہے انتہے اور جامع قادر میں لکھا ہے
وَإِلَّا لَيَطْمَئِنُّ قَلْبِي دلیل یقینی ہے کہ ایمان کم و بیش نہیں ہوتا لیکن بسبب اطمینان کے قوی
 ہو جاتا ہے چنانچہ یہی مذہب ہے انتہے اور الدر الزہر شرح الفقہ الاکبر میں ہے **الْإِيمَانُ لَا يَزِيدُ**
وَلَا يَقْصُرُ مِنْ حَيْثُ أَصْلُ التَّصَدُّيقِ وَالْإِيمَانُ لَا يَزِيدُ إِلَّا أَنْ يَقْوَى وَيُصْعَفُ
مِنْ جِهَةِ الْيَقِينِ یعنی تحقیق ایمان نہ زیادہ ہوتا ہے اور کم بھی نہیں ہوتا ہے باعتبار اصل تصدیق
 اور اذعان کے مگر تحقیق قوی اور ضعیف ہوتا ہے باعتبار یقین کے انتہے اللہ مجتہدین کے قوان
 یہ شہادہ ہوتا ہے کہ جب عمل بھی داخل ایمان ہوا تو جاپیے کہ بدن عمل ایمان تحقیق نہ سوسا کا جواب
 کشف اصطلاحات فنون میں موجود ہے **قَالَ لَا مَأْوَ هَذَا فِي غَايَةِ الصُّعُوبَةِ لَأَنَّ الْعَمَلُ**

ایمان کا قیاس
 مقدمات میں ثابت

اجابت
 اور انکار میں

کتاب اصطلاحات
 فی فہم

إِذَا كَانَ مُرْكَنًا لَا يَتَحَقَّقُ الْإِيمَانُ بِهِ وَنَبْذُ وَنَبْذُ فَغَيْرُ الْمُؤْمِنِ كَيْفَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ
 وَيَبْدُ خُلُوعًا أَجَدَةً قُلْتُ الْإِيمَانُ فِي كَلَامِ الشَّارِعِ قَدْ جَاءَ بِمَعْنَى أَصْلِ الْإِيمَانِ
 وَهُوَ الَّذِي لَا يُعْتَبَرُ فِيهِ كَوْنُهُ مُقَرَّرًا بِالْعَسَلِ كَمَا فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
 الْإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ وَالْإِسْلَامُ أَنْ
 تَعْبُدَ اللَّهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهِ وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ أُحَدِّثْتُ وَقَدْ جَاءَ بِمَعْنَى الْإِيمَانِ الْكَامِلِ
 وَهُوَ الْمَقْرُورُ بِالْعَسَلِ وَهُوَ الْمُرَادُ بِالْإِيمَانِ الْمُنْقَطِعِ فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
 لَا يَزِيْنِي لِمَنْ أَمِنَ حِينَ يَرَنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ أُحَدِّثْتُ وَكَذَا كُلُّ مُوَضَّعٍ جَاءَ بِمَعْنَاهُ
 فَالْخِلَافُ فِي الْمَسْأَلَةِ لَفْظِي لَا كَلَامِي أَجْعَلُ إِلَى تَفْسِيرِ الْإِيمَانِ وَأَنَّهُ فِي آيَةِ
 الْمُعْتَبَرِينَ مَنْقُولٌ شَرْعِيٌّ وَفِي آيَةِ مَا جَاءَ بِمَعْنَى كَلَامِ الْمَامُنَةِ فِي كَلَامِ نَهَائِثِ شَيْخِ
 اس لیے کہ عمل جبکہ رکن ہو تو ایمان بغیر اس کے پایا نہ جائے گا پس غیر مؤمن دوزخ سے کیونکر
 نکلے گا اور جنت میں کیونکر داخل ہو گا جواب دیتا ہوں میں کہ ایمان کلام شارع میں کبھی معنی
 نفس ایمان کے آیا ہے اور نفس ایمان وہ ہے کہ جس میں عمل کے ساتھ ہونا اعتبار
 کیا جائے چنانچہ قول رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں وارد ہی ایمان یہ ہے کہ تصدیق کرے
 ساتھ اللہ اور فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اس کے اور اسلام یہ ہے کہ عبادت کرے تو
 اللہ کی اور نہ شریک کرے تو ساتھ اس کے اور قائم کرے تو نماز اور کبھی معنی ایمان کامل کے آیا ہے
 اور ایمان کامل وہ ہے جو عمل کے ساتھ ہو اور یہی مراد ہی اوس ایمان سے جو نفی کیا گیا ہی قول
 نبی علیہ السلام میں نہیں زنا کرتا ہی زنا کرنے والا جسوقت وہ زنا کرتا ہی اوس حال میں کہ وہ
 ایمان رکھتا ہی اور سید طرح ہر جگہ مثل اسکے آیا ہی سمجھنا چاہیے پس خلاف اس مسئلہ میں
 لفظی ہی اس لیے کہ وہ رجوع کرتا ہی طرقت تفسیر ایمان کے اور طرقت اسکے کہ وہی ایمان کو
 دو معنوں میں سے منقول شرعی ہی اور کو اس سے دو معنوں میں مجاز ہی انتہی اس عبارت سے
 بھی معلوم ہوا کہ ایمان کے دو معنی آئے ہیں نفس تصدیق اور ارکان ثلاثہ اور ایمان کامل

کے یہ معنی اس لیے بیان ہوئے تاکہ مذہب معتزلہ سے احتراز ہو جائے کیوں کہ معتزلہ نفس ایمان میں
 عمل داخل کرتے ہیں اس سے لازم آتا ہے کہ جو عمل ترک کرے اس کو ہمیشہ دوزخ میں رہنا پڑے
 حالانکہ یہ مذہب خلاف اہل سنت اور جماعت کے ہے پس ان تقریرات سے واضح ہوا کہ
 فقط نزاع لفظی ہی معنی میں نزل نہیں جہاں قرآن اور حدیث میں عمل پر اطلاق آیا ہے
 وہاں ایمان کامل مراد ہوا جس جگہ نفس تصدیق پر بولا گیا ہو وہاں فقط اصل ایمان مراد
 ہوا و لغت بھی ان معنوں کے مطابق ہے قاموس میں ہر اَمَنَ بِهِ اِيْمَانًا صَدَقَہُ یعنی ایمان
 لایا وہ ساتھ اس کے یعنی تصدیق کی اس نے اس کی اور لغات شرح مشکوٰۃ کے کتاب
 الایمان میں ہر تَصَدَّقَ فِي الشَّيْءِ اِلَى تَصَدُّقِ بَقِي الشَّيْءِ فِيْمَا اَخْبَرَ اَمَّا وَحْدَهُ
 وَهُوَ مَذْهَبُ الْمُتَحَقِّقِينَ اَوْ مَعَ الْاِقْرَارِ اِلَّا اَنْ لَمْ يَمْتَنِعْ مَا نَعِيَ وَهُوَ قَوْلُ الْجُمْهُورِ
 اَوْ مَعَ الْاِقْرَارِ وَالْحَصَلَ عِنْدَ الْمُعْتَزِلَةِ قَا اَمَّا يَحْكِي مِنَ الْمُحْدِثِينَ مِنْ اَنْ
 الْاِيْمَانُ اَعْدَادُ بِالْاِيْمَانِ وَاقْرَارُ بِاللِّسَانِ وَعَمَلٌ بِالْاَدَانِ كَانَ فَاَلَمْ اَكُنْ اِيْمَانُ
 الْكَامِلُ كَاَعْمَلُهُ كَاَشْتَبَهَ عَلٰى اَقْوَامٍ مِنَ النَّظَرِ فِي مَلَوْ اِهْرَ عِبَادِ اِيْتَهُ وَقَدْ
 صَرَّحُوا اِيْمَانًا كَرَانِي بِيْهِ نَقْلُ كِيَا لِيَا شَرْعِيْنَ مِنْ طَرَفِ تَصَدِّقِ شَارِعِ كِيَا اَوْ مِنْ هِزِ
 مِيْنَ كِيَا خُزِيْ شَارِعِيْ نِيْ يَافِقُ تَصَدِّقِ اَوْ يَذْهَبُ مَحْقَقِيْنَ كَا بِيْ يَمِيعِ اِقْرَارِ كِيَا اَوْ كُوْلِيْ
 مَانِعِ نُوَادِيْهِ نُوْلِ جَمْعُوْ كَا بِيْ يَمِيعِ اِقْرَارِ اَوْ عَمَلِ كِيَا نَزْدِيْكَ مَعْتَزِلِ كِيَا لِيْكَنِ جُوْكَ مَحْدُثِيْنَ
 مِنْهُ نُوْلِ كِيَا اِيْمَانِ اَعْتِقَادِ قَلْبِيْ اَوْ اِقْرَارِ زَبَانِيْ اَوْ عَمَلِ اَرْكَانِيْ هِيْ سِيْ مَرَادُ اَوْ سِيْ اِيْمَانِ كَامِلِ
 ہوں نفس ایمان جیسا کہ شبہ ہو گیا ہے بصورت کو اوف کی ظاہر عبارت سے اور تحقیق تصریح
 کردی ہے و بصورت نے اوس چیز کی جو ذکر کی ہے اس سے اور مرقات شرح مشکوٰۃ کے کتاب
 الایمان میں ہے اَخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِيْهِ عَلٰى اَقْوَالٍ اَوْ لَهَا وَعَلَيْهَا اَكْثَرُونَ وَالْاَشْعَرِيُّ
 وَالْمُتَحَقِّقُونَ اَنَّهُ مُجَرَّدُ تَصَدِّقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا عَلِمَ بِحَقِّيَّتِهِ بِهِ
 بِالْقَرَارِ اَوْ سِيْ اَوْ مَعْنٰی اَخْتِلَافِ كِيَا ہوں علمائے ایمان میں کئی قول بڑا دل او کا کہ اوس پر اکثر لوگ

جامع لغات
 لغات مشتمل
 سبب ایمان

تفاوت مذہب
 سبب ایمان

اشعری اور محققین میں یہ ہے کہ ایمان مجرد تصدیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو اور سمین کہ جانا گیا ہو لانا
 اوسکا اور کو ضروری استہ اور اسکے بعد لکھا ہو اور نہیں ظاہر ہوئی ہو مخالفت درمیان و قول
 اصحاب حدیث اور درمیان تمام اہل سنت کے اس لیے کہ بجا لانا اور اور نہ اسی کا کمال استہ
 ہو اتفاقاً نہ ماہیت ایمان سے نہیں نزاع لفظی ہو نہ حقیقی ایسے ہی اختلاف کی اور نہ ہو
 میں لفظی ہو اتنے نہیں ہم حیران ہیں کہ اچھو مخالفت صریحہ کا حکم کرنے پر کون سی شے باعث ہوئی
 اول اچھو مناسب تھا کہ ایمان کے معنی متعین کرتے ہجو اور سمین گفتگو کرتے کہ ان معنوں سے
 کمی اور بیشی قرآن اور حدیث سے ثابت ہو یا نہیں اپنے بلا تحقیق حکم دے دیا کہ امام صاحب
 نے صریح مخالفت کی ادنی استعدا والا بھی جان سکتا ہو کہ فرق بین ہو اور یہ آیت سلف
 سے آج تک کسی کو نہ سوچھی تھی فقط اچھو معلوم ہوئی حیف صد حیف یہ انصاف رہ گیا اچھو لکھتے
 وقت یہ بھی خیال نہ آیا کہ ذرا خفیہ اور شافعیہ کی کتاب میں تو دیکھ لوں پھر اس اعتراض کو قلم بند
 کروں خیر قطع نظر ان کتابوں کے جن کتابوں کو آپ نے لکھا ہو انھیں میں ضرور کرتے تو جواب
 موجود تھا اگر امام صاحب ایسی مخالفتیں کیا کرتے تو مشرق سے غرب تک کوئی او کی تقلید نہ کرنا مگر اپنے
 باوجود دعوی اسلام کے ایسی جرات کی ہو کہ آج تک کسی نے نہیں کی تھی اچھو گفتگو سے تہذیبی
 مناسب تھی مگر کیا کریں ہمارا یشوہ نہیں ورنہ بحکم ۵ کلخ انداز را پا داس سنگست
 جواب دندان شکن دیا جاتا فی الواقع بڑوں کو بڑا کننا باعث سوء خاتمہ کا ہوتا ہو اور محفوظ
 رکھے آخر حضرت موسیٰ اور حضرت کا قعدہ قرآن شریف میں کس غرض سے لایا گیا ہو اور سمین ایک
 بھی حکمت ہو کہ ظاہری مخالفت دیکھ کر بغیر غور کے یوں نہ کہنا چاہیے کہ فلا نے بزرگ نے
 مخالفت صریح کی غرض تعارضی ان گستاخیوں سے ہمارا کچھ نہ گیا تھیں پر ہجو اور نظریہ سے
 نغزین اور ملامت ہونے لگی ہے ۶ چون خدا خواہ کہ پردہ کس در د + مہلش اندر طعنہ
 پا کان بردہ ۷ قال مسئلہ دوم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف قرآن اور حدیث کے یہی
 جو کہ ہدایے اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار اور فتاویٰ عالمگیری وغیرہ

نصیحت کی کتابوں میں یہ مسئلہ کہ الرضائع تثلثون شهراً عند ابی حنیفہ یعنی مدت دو چوبیس
 بچھرنے کی تیس مہینے میں نزدیک ابی حنیفہ کے اور لفظ ہدایہ کے میں انتہی امام اعظم نے خلاف
 کیا ہے اس مسئلے میں کلام اللہ کی صریح تین آیتوں کا بھی اور حدیث کا بھی اس لیے کہ یہ کہ دو دودھ
 بلانے کی مدت زیادہ زیادہ و برس ہی آئمہ **اقول** امام صاحب نے ہرگز تین آیتوں کا مستثنیٰ نہ کیا
 کیا بلکہ امام صاحب نے اسی آیت سئلہ و فضائلہ تثلثون شهراً کے جس سے دو برس بھی لیے ہیں اور
 دوسری برہن بھی اور ذیل امام صاحب کی یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ میں لکھی ہو و صحیحہ کہ انہما لے
 ذکر سنتین و ذکر لہما امدۃ فکانت لکل واحد منہما ایاماً کالاجل المضروب
 اللذین لایا انک قار المنقوص فی احدیہما فبقی الثانی علی ظاہرہ یعنی وجہ امام
 صاحب کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو چیزوں کو ذکر کیا (یعنی حمل اور رضاع) اور دونوں کے واسطے
 مدت بیان کی بہرہ مدت ہر ایک کی واسطے کامل ہوگی جیسے وقت کرد و فرض کی واسطے مقرر کیا جائے
 مگر ایک میں ناقص کرنے والی شے موجود نہیں باقی رہا دوسرا اپنے حال بنا و اجل مضروب کے
 مثال رد المحتار اور بنیامین یہ لکھی ہے اَجَلُ الذَّی عَلٰی فَلَاحٍ وَالذَّی الذَّی
 عَلٰی فَلَاحٍ سَمَیَّہ یعنی وقت معین کیا میں نے اوس میں کا جو فلان شخص پر ہے اور اوس میں کا جو
 فلان شخص پر ہے ایک برس انتہی اس سے سمجھا جاتا ہے کہ دونوں کی واسطے ایک ایک برس چنانچہ تفسیر
 اسکی کتب مکتوبہ میں موجود ہے اور دوسری مثال اسی جواب کے کی تائید میں طحاوی اور عیاض میں ہے
 لَفَلَانٍ عَلٰی اَلْعَمْدِ دَرَهُ حَرَقَ خَمْسَہٗ اَفْصَحَ حَظَہٗ اِلٰی شَہْرَیْنِ یَکُونُ
 الشَّہْرَانِ اَجَلًا لِّکُلِّ وَاحِدٍ مِّنَ الذَّیْنِیْنِ بِحَالِہِ یعنی واسطے فلان شخص کے اوپر میرے
 ہزار درہم ہیں اور پانچ گونہ گدیوں میں دو ماہ تک اس عبارت میں دو ماہ ہر ایک دین کی بحالہ
 اجل ہوں گے انتہی اور نقص کی مثال حدیث عائشہ کی یہ کہ فواتی میں الکل الذی فی
 بطنی اربعۃ اشھار یعنی اربعہ کا میں باقی رہتا ان کے بہت میں زیادہ دو برس سے
 انتہی چنانچہ یہ حدیث کتب مکتوبہ میں موجود ہے اور دارقطنی اور بیہقی بھی اسکو روایت کرتے ہیں

کتاب التعلیل
 فی التعلیل

کتاب التعلیل

کتاب التعلیل

چنانچہ تخریج زمینی اور مختارین ہی و مثله لا یعرف الا سماعاً یعنی اس قسم کی حدیث سنی
 ہوئی ہی ہوئی ہو اور المختارین فتح القدر سے نقل کیا ہی اس لیے کہ مقتدرات کی طرف عقل مرکز
 راہ نمین پاسکتی ہے کہ او میں اس ہوگی یہ حدیث حکم میں مرفوع حدیث کہ جو حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم سے سنی گئی ہو اور فتح القدر میں اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی روایت کیا ہی
 اسی وجہ سے امام صاحب محل کی مدت دو برس کہتے ہیں کیونکہ حدیث سے تخصیص امت کی
 ہو گئی اور رضاع کی مدت وہی دہائی برس حسبہ آیت دلالت کرتی ہی باقی رہی آیت اس میں
 دو اعتراض واقع ہوئے ہیں ایک یہ کہ قرآن کو حدیث سے متغیہ کر دینا لازم آتا ہی دوسرے یہ کہ
 لفظ ثلثین کا ایک اطلاق بین ثلاثین یعنی تیس اور اربعۃ و عشرين یعنی چوبیس کے مضمون میں
 استعمال کرنا پڑتا ہی اور یہ جمیع ہی درمیان حقیقت اور مجاز کے جس سے منع کیا گیا ہی سؤل
 اعتراض کا جواب المختارین یہ لکھا ہی کہ آیت مَوْكَلَةٌ لِّتَوَزَّعَ لِحُجَّتِهَا أَجَلٌ عَلَى الْأَقْلِ
 وَلَا كَثْرَتُهُمْ وَلَا كَثْرَتُهُمَا قَطْعِيَّةٌ یعنی آیت تاول کی گئی ہی بسبب تقسیم کرنے اور کسی اجل کو
 اوپر کم اور زیادہ کے پس نہوگی دلالت اسکی قطعی آیت اور گمارد المختار شرح در المختار میں قولہ
 آيَةُ مَوْكَلَةٌ أَيْ قَابِلَةٌ لِلتَّوَزُّعِ وَمَعْنَى الْخُرُفَاتِ كُنْ قَطْعِيَّةٌ أَيْ لَا كَثْرَتُهَا عَلَى الْحُجَّتِ
 الْأَوَّلِ فَجَاءَ تَخْصِيصُهَا بِخَبَرِ الْوَاحِدِ بِمَعْنَى قَوْلِ أَوْسَا آيَةُ مَوْكَلَةٌ كَسَعْنَى بِمَعْنَى كَرَاهَتِ قَابِلِ
 تَوَازُلِ كَيْفَ بِمَعْنَى دُوسَرِي كَيْفَ بِآيَةِ أَوَّلِ مَعْنَى بِرُطْعِي دَلَالَتِ نَكْرَةِ كَيْفَ جَائِزٌ هُوَ أَخَصُّ
 كَرَاهَتِ كَاخْبَرِ وَاحِدٍ آتِي وَفَوْقَهُ لِّتَوَزَّعَ لِحُجَّتِهَا أَيْ الْعُلَمَاءُ كَالصَّاحِبَيْنِ وَغَيْرِهِمَا
 الْأَجَلُ أَيْ ثَلَاثِينَ شَهْرًا عَلَى الْأَقْلِ أَيْ أَقَلِّ مَثَلًا تَوَاحُصُ مَوْكَلَةٌ شَهْرًا
 وَلَا كَثْرَتُهُمْ أَكْثَرُ مَثَلًا الرِّضَاعُ وَهُوَ ثَلَاثَانِ فَالْثَلَاثُونَ بَيَانٌ بِحُسْنِ
 الْمَدْتَيْنِ لَا لِأَحَدٍ وَاحِدٍ بِمَعْنَى أَوْ قَوْلِ أَوْسَا أَسْطِ تَفْرُقُ كَرَاهَتِ كَيْفَ بِمَعْنَى عِلْمَا كَيْفَ
 مَثَلِ صَاحِبَيْنِ أَوْ سَوَاؤُنِمْ أَجَلٌ كَوَيْفِي تَيْسَلُ مَا كَوَاوِرَ أَجَلِ كَيْفَ بِمَعْنَى أَجَلِ مَثَلِ كَيْفَ وَجْهٌ
 مَا هِيَ أَوْ وَجْهٌ أَكْثَرُ كَيْفَ بِمَعْنَى أَكْثَرُ رِضَاعِ كَيْفَ وَجْهٌ دُوسَرِي مَثَلِ بِمَعْنَى مَثَلِ مَثَلِ مَثَلِ

تخریج زمینی
 مختار
 فتح القدر

مختار

مختار

مذہب کا نہ ہر واحد کا ائمہ اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ بوجہ تاویل کرنے اور انکی طرف اقل اور اکثر کے ظاہر معنی کو محل اور رضاع میں سے ہر ایک کے واسطے پوری ڈھائی برس یعنی سناہ تھی چنانچہ محامدات سے یہ امر ثابت کر دیا گیا ہے اور خاص کر لینا آیت کا حدیث سے جائز ہو گیا اور دوسرے اعتراض کا جواب بھی رد المحتار شرح درمختار میں لکھا ہے کہ **حَمْلُهُ وَفِصَالُهُ** دو مہینہ ہیں اور **ثَلَاثُونَ فِصَالًا** کی خبر **حَمْلُهُ** کی خبر مقدم ہے پس **فِصَالُهُ** کی خبر اپنے معنی میں اور **حَمْلُهُ** کی خبر معنی مجاز میں پس اجتماع در بیان حقیقت اور مجاز کے ایک لفظ میں واقع ہوا اور اس پر ایک اعتراض اور ہوتا ہے کہ ایک عدد کو دو سے میں مجازاً داخل نہیں کرتے تو جواب یہ ہے کہ **عَشْرًا** **ثَلَاثِينَ** کہتے ہیں اور **ثَلَاثِينَ** شمار دہیتے ہیں **بِأَنَّ الثَّابِتَ اسْمِينَ** یہ شبہ ہوتا ہے کہ یہ استثنائیں ہر اور گفتگو اسمین نہیں اسکا جواب یہ ہے کہ یہ کہنا تکلف ہی بلکہ سوا استثنائے بھی استعمال آیا ہے چنانچہ تفسیر کبیری عبارت آتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر صوبہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے چالیس سے دو برس کم تھے حالانکہ قرآن شریف میں آیا ہے **يَكْفُرُ أَزْوَاجُكَ بِسَدِّكَ** یعنی جب چالیس برس کو پونچھے یہ کہنا اور تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ قریب چالیس کے تھے تو اس آیت میں چالیس کا اطلاق آرتیں پر ہو چکا ہے ایسا بہت استعمال آیا ہے اسکا انکار کرنا کلام عرب کا گاہ نمونہ ہے اور ایک شبہ اسمین یہ وارد ہوتا ہے کہ حدیث عائشہ **أَيْتَ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ** اور حدیث **لَا دَفْعَ بَعْدَ حَوْلَيْنِ** سے بہتر نہ تھی اسکا جواب یہ ہے کہ امام صاحب آیت اور حدیث کو استحقاق اجرت میں خاص کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آیت کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ والدہ مطلقہ کو دو برس دودھ پلانا چاہیے اور اجرت اس کے باپ پر ہے اسلئے کہ زوجہ کو اجرت پر لینا امام صاحب کے نزدیک درست نہیں اور امام شافعی صحیح درست کہتے ہیں علی بن ابی القیس حدیث بھی ماہر مجرول ہے کہ دو برس سے زیادہ رضاع کی اجرت کا استحقاق نہیں پس ان معنوں سے حدیث اور آیت اور شان نزول اور سیاق اور سباق میں خوب مطابقت ہو جائے گی اور یہ اختلاف آیت مذکورہ سے جب ثابت ہوتا ہے

کہ اس آیت کو عام شخص کے واسطے لیا جاوے اور اگر اسکو خاص ایک شخص کے واسطے مثل حضرت ابو بکر صدیق وغیرہم کے لیے لین جیسا کہ اکثر تفسیرین مذکور ہیں خصوصاً حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہونے کے تو اکثر مفسرین قائل ہیں چنانچہ تفسیر معالم التنزیل میں ہے وَقَالَ الْاَخَرُونَ نَزَلَتْ فِي اَبِي بَكْرٍ لِصِدِّيقٍ وَابْنِهِ وَامِّهِمْ اور دوسروں نے کہا کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق اور ان کے والدین کے حق میں نازل ہوئی اتنے اور تفسیر احمدی میں لکھا ہے وَقِيلَ فِي حَقِّ اَبِي بَكْرٍ لِصِدِّيقٍ خَاصَّةً حَيْثُ كَانَ فِي بَطْنِ اُمِّهِ سَيِّئَةً اَشْهَرًا اَوْ تَصْنَعُ بَعْدُهَا حَوَكَيْنِ وَيَدُلُّ عَلَيْكَ سِيَاقُ الْآيَةِ وَتَمَامُهَا وَهَوَاقِفُهُ لَعَالَى حَتَّى اِذَا بَلَغَ اَشَدُّهَا اَلَا يَتَجَسَّسُ كَمَا بَعْضُونَ نَزَلَتْ فِي حَقِّ اَبِي بَكْرٍ وَابْنِهِ وَامِّهِمْ اور دوسروں نے کہا کہ وہ اپنی والدہ کے شکم میں چھ مہینے رہے ہیں اور دودھ پیا اور انھوں نے بعد اسکے دو سال اور دلالت کرتا ہی اس پر سیاق آیت کا اور خاتمہ اوسکا اور وہ قول اللہ تعالیٰ لَعَالَى حَتَّى اِذَا بَلَغَ اَشَدُّهَا آیت تک ہر آیت اور تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ حکایت کیسا واحدی نے ابن عباس اور قوم کثیر متاخرین مفسرین سے اور متقدمین اُنکے سے تحقیق یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق کے حق میں نازل ہوئی ہے کیا اور انھوں نے دلیل اس پر یہی کہ اللہ تعالیٰ نے معین کیا محل او فصلا کو اس جگہ ساتھ ایسی مقدار کے کہ معلوم ہے کہ کبھی وہ ناقص ہوتی ہے اور کبھی زیادہ بوجہ مختلف ہونے آدمیوں کے ان احوال میں میں ضرور ہوا کہ مقتدا اس سے کوئی ایک شخص ہوتا کہ کہا جاوے کہ یہ مقدار اوسکے حال کی خبر ہے پس ممکن ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کا بطن والدہ میں رہنا اور رضاع اور نکاح اسی مقدار ہو پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسی شخص کی تعریف میں یہاں آیت کہ جسوقت پوچھا وہ اپنی جوانی کو اور پوچھا چالیس برس کو کہا اسی رب میرے امام کرتا تھا کہ شکر کرو میں تیری نعمت کا جو مجھ پر تونے کی ہے اور میرے والدین پر اور معلوم ہے یہ بات کہ شخص اس قول کو نہیں کہا کہ تالیس و چوبیس کہ مراد اس آیت سے کوئی شخص معین ہو کہ کہا ہوا ہے اس قول کو لیکن ابو بکر نہیں تحقیق کہا ہے

تفسیر جامع القرآن
تفسیر عماد الحق
صفحہ ۵۹

تفسیر جامع القرآن
تفسیر عماد الحق
صفحہ ۵۹

او نحو کے اس قول کو قریب اس کی آیت کہ وہ جھوٹے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو برس
 پہلے یا وہ اور آخرت صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر سے چالیس برس میں اور ابو بکر صدیق قریب
 چالیس برس کے تھے اور انھوں نے تصدیق کی اُمی اور ایمان لائے پس ثابت ہوا اس نص سے
 کہ یہ آیت میں ملاحیت کہتی ہیں کہ مراد اسے حضرت ابو بکر صدیق ہوں اور جب ملاحیت کھنا
 ثابت ہوا تو اب ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ مراد اس آیت سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں آیت میں ملاحیت
 میں اس آیت سے ہر شخص کی واسطے دو یا ڈھائی برس سے زائد نہ ہونگے بلکہ خاص ایک شخص کا
 حال ہو گا اور دعوت کہ عام ہر شخص کے واسطے لیا جائے تو بھی دلالت اس آیت کی اقل اور اکثریت
 پر قطعی نہ ہو گے بلکہ آیت مؤول ہو جاوے گی جنانچہ سند اس کی درجہ راورد المتعارف سے
 بیان ہو گئی پس رضاع کے دو برس میں پر دلالت یقینی آیت سے ثابت نہ ہوئی کیونکہ
 ان معنوں سے تاویل کھلائی ہو ان امام صاحب کے معنی ظاہر آیت کے مطابق ہیں اگرچہ
 ہوتا ہی تو فقط یہی ہوتا ہی کہ آیت کو حدیث سے خاص کرتے ہیں سو یہ امام صاحب کے نزدیک
 جائز ہے چنانچہ تقریر اس کی اور اگر چکی کہ مدت رضاع میں اختلاف ہی امام صاحب ڈھائی برس
 اسی آیت سے لیتے ہیں اور امام مالک و ہش سے وہاں زیادہ کرتے ہیں اور ایک روایت میں ایک
 حصہ اور ایک میں کچھ حصہ میں نہیں کرتے بلکہ کہتے ہیں کہ جب بچے کو دو دھکی احتیاج ہو بلا ناچاہ
 اور نبوی نے مسلم الترمذی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی
 اللہ عنہ ان زین النذل ہوئی ہے اسے پس اس حدیث میں التبت اقل اور اکثریت حمل اور رضاع کی
 لیا اور بت ہو جائے گا کیونکہ قرنیہ قائم ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کا حال مذکور ہی اور جس صورت میں
 کہ عام لیا جاوے پھر بھی معنی یہی مراد ہوں اور دو سے معنی سے انکار کیا جائے تو بعد از انصاف
 ہی التبت ان معنوں سے بھی بیشک اس میں تاویل ہے پھر قطعی دلالت نہیں چنانچہ صاحب غنایہ
 لکھتے ہیں کہ تاویل کرتی ہے تاویل پر وہ روایت کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا پس
 چھ مہینے میں وہ عورت لرکا جانی پس حضرت عثمان کے پاس لائی گئی پس اپنے مشورہ لیا

ملاحیت

تاویل

اوسکے رحم کرنے میں اور کہا ابن عباسؓ نے کہ اگر میں کتابِ مسد سے اس میں مخاصمہ کروں تو کر سکتا
 ہوں کہا صحابہ نے کیونکر کہا حضرت ابن عباسؓ نے کہ اللہ تعالیٰ فرمایا ہُوَ جَدُّكَ وَفِصَالُہٗ
 تِلْكَ شُكْرٌ شَهِدَ اَبَسَ حَضْرَتِ عُمَانَ نے بھڑو دیا اوسکو اتنے میں معلوم ہوا کہ تاویل سے دونوں
 معنی خالی نہیں امام صاحب کے معنی گویا اس میں لیکن او میں بوجہ حدیث کے تغیر آگیا اور محدثین کے
 معنوں میں بوجہ کمی بیشی لینے کے تاویل ہو گئی یہی وجہ ہے کہ دو سال کے تعین میں کوئی حدیث
 صحیح مرفوع نہیں آئی ہے بلکہ حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ جس کے معنی استحقاقِ اجرت کے ہیں جیسا کہ
 قرآن شریف سے دہرے دہرے پلانا والدہ کا بچھا جانا ہوا کا مطلق ذکر نہیں کہ حرمت رضاع دو
 برس میں ہوگی فقہاء محدثین کا قول ہے ایسے ہی امام صاحب کا قول ہے قرعہ آیت میں دونوں کے قول
 کی نہیں لیکن سیاق میں یہ مذہب امام صاحب کے والدہ بخاری اور مسلم کی روایت میں یہ آیا ہے فَأَمَّا
 الرِّضَاعَةُ فَمِنْ الْجُعْلَةِ یعنی رضاعت وقت طفلی ہی کے ہوتی ہے اتنے سے سواس عبارت سے
 دہرے کے تعین کیسے ہو سکتا ہے بلکہ آیت میں بھی جو خاص حرمت رضاع کے بارے میں آئی ہے
 مطلق ارضاع ہے چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَأُمُّهَا تِلْكَ الَّتِي أَرْضَعُكُمْ مَوْتِی اور حرام میں
 مائیں تمہاری جنہوں نے تمکو دودھ پلایا ہے اتنے باقی رہی آیت وَالْوَالِدَتُكَ حَتَّىٰ تَرْضِعَا
 حَوْلَکَ کَاطِلَیْنِ اور دوسری آیت حَمْلَتُهُ أُمَّهُ وَهَنَاءُ فِی هَذِهِ فَصَّلَہٗ فِی عَامِلَیْنِ سوا اس کا جواب نہیں
 میں مذکور ہے بِالْحَقِیْقَةِ لَیْسَ هُوَ حُجَّةً لَّهُمْ فِی مَا ذُہِبُوا إِلَیْہِ مِنْ عَدَمِ زِیَادَةِ
 الرِّضَاعِ عَلَی حَوْلَیْنِ لَآ تَہٗ قَیْدٌ لِّوُجُوبِ الرِّضَاعِ الْوَالِدَةِ وَلَدَهَا یَعْنِی اِنْ لَیْسَ
 الْوَاحِدُ عَلَی الْوَالِدَةِ الرِّضَاعُ وَلَدَهَا عِنْدَ الْعُدَّةِ الْاُخُولَیْنِ کَامِلَیْنِ وَالزَّیَادَةُ
 تَبْدُءُ مِنْهَا وَقَیْدٌ لِّوُجُوبِ جَرِّ الرِّضَاعِ عَلَی الْاَبِّ بِقَرِیْبَةِ قَوْلِهِ تَعَالٰی وَ
 عَلَی الْمَوْلُودِ کہ لَزْنَتُهُمْ وَکَسَوْنَهُنَّ یَعْنِی لَیْسَ الْوَاحِدُ عَلَی الْاَبِّ اِلَّا اُجْدَةً
 حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ وَلَا یَقْضِیْہُمْ مِنْہُ اِلَّا یُحْوَلُّ لَزْنَتُهُ زِیَادَةُ الرِّضَاعِ اَکْثَرُ مِنْ سَنَتَیْنِ
 یعنی درحقیقت یہ دونوں آیتیں ان کے لیے حجت نہیں ہو سکتیں اس چیز میں کہ گئے ہیں وہ مفسر

بجای ہے

منہ جوی
معدہ

اس کے زیادہ ہونے رضاع میں دو برس سے اس لیے کہ دو برس قیدین واسطے واجب و دودھ
 پلانے کے اپنے بچے کو یعنی نہیں واجب ہو والدہ پر دودھ پلانا اپنے لڑکے کا وقت عذر کے گمرد و
 سال اور زیادتی اس کی طرف سے احسان ہی یا دو سال قیدین واسطے واجب ہونے اجرت
 و دودھ پلانی کے والد پر بسبب قرینہ قول اللہ تعالیٰ کے اور والد پر ہو کھانا اور کپڑا اذکار یعنی
 نہیں واجب ہی باپ پر مگر اجرت دو برس کامل کی اور زمین سمجھا جاتا اس سے کہ نہ جائز ہو زیادتی
 رضاع کی زیادہ دو برس سے اتنے اس عبارت سے واضح ہوا کہ یہ آیتیں اس بارے میں ہیں
 کہ ماں کو دو برس دودھ پلانا والد کو اجرت و دودھ پلانے دو سال کی دینا ضروری ہے رضاع
 جس سے دو برس کے اندر دودھ پینے سے حرمت ثابت ہوتی ہو وہ مضمون ہرگز اس عبارت سے
 نہیں نکلتا بلکہ رضاع سے جو حرمت آتی ہے اس کی آیت پہلے ہم بیان کر چکے ہیں اوسمیں مطلق
 رضاع سے حرمت ہی الکتبہ احادیث نے ایام طفلی کو داخل کیا اور اگر آیت کو بھی غور سے دیکھا
 جاوے تو بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کہیں میں ہی پینا مستحب ہی کیونکر رضاع کی واسطے رضع جابہ
 اور ظاہر ہی کہ جو ان رضیع نہیں ہوتا اور شیخ امام ابو نصر نے شرح قدوری میں لکھا ہے وجہ
 قولہما قولہما تعالیٰ وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَتَّىٰ كَامِلِينَ كَامِلِينَ أَسْرَادُ
 أَن يُرْضِعَ الرِّضَاعَةَ وَقَالَ وَفَصَّالَةٌ فِي عَامَيْنِ وَالْجَوَابُ أَنَّ رِضَاعَ الْأُمِّ لَا يَتَعَلَّقُ
 بِهِ تَحْرِيجُ فَعَلِهِ أَنَّ الْفَصْلَ الْمَذْكُورَ لَيْسَ هُوَ ذِكْرُ الْفَصْلِ فِي التَّحْرِيجِ وَرَأْمَا هُوَ فَوْجُ
 النَّفَقَةِ عَلَى الْأَكْبِ یعنی وجہ قول صاحبین کی یہ دونوں آیتیں ہیں اور جواب یہ ہے کہ رضاع والدہ
 کی ساتھ حرمت کے متعلق نہیں ہوتی پس جانا گیا کہ اس فصل سے مراد وہ فصاں نہیں جو حرام
 کرتا ہے بلکہ یہ تو نفقہ نفقہ کے واجب ہونے میں ہو والد پر اتنے مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ یہاں
 والدہ کا اور اس کے دو برس دودھ پلانے کا ذکر کیا ہے پس والدہ کو دودھ پلانے سے حرمت کے کیا معنی بلکہ
 حرمت تو غیر حرمت کے دودھ پلانے سے ہوتی ہے پس معام ہوا کہ یہ فصاں وہ فصاں نہیں ہے کہ جس سے
 حرمت ثابت ہو جاتی ہے بلکہ یہاں اس کا بیان ہے کہ دو برس تک عذر میں دودھ پلانا اور کو ضرر نہ

شرح قدوری

اور والد کو اسکی اجرت دینی چاہیے اس لیے کہ اسمین سب کا اتفاق ہو کہ استحقاق اجرت کے دو برہن
 چنانچہ قاضی خان اور سحر ائق میں اسکی تصریح کردی ہے اور تبذین احتیاق میں لکھا ہے پس اس تقریر سے
 جانا گیا کہ فصال مذکور اس آیت میں فصال استحقاق اجرت کا والد پر نہ فصال مدت رضاع کا
 کا اور اگر تسلیم کیا جاوے کہ یہ فصال مدت رضاع کا ہو اس صورت میں یہ بیان ہی کثرت رضاع کا
 نہ ہو کہ وہ واجب کر دیتا ہے حرمت کو بعد اسکے کیا نہیں جانتا تو کہ رضاع اور حمل میں فرق ہو اور ارادہ
 کیا ہی کثرت حمل کا ایسے ہی ارادہ کیا ہی کثرت فصال کا اور دلیل باقی رہنے مدت رضاع کی یہ ہو کہ
 اللہ تعالیٰ نے بعد اسکے فرمایا اگر ارادہ کریں والدین فصال کا رضامند ہی اپنی اور مشورے سے اور
 ذکر کیا اس آیت کو بعد حولین کے ساتھ حرف فا کے تیسرے لالت کی اس سے اوپر باقی رہنے مدت رضاع
 کی بعد حولین کے اور اس واسطے معلیٰ کیا فصال کو بعد حولین کے ساتھ تراضی اون کے کے اور سیر اور
 چھڑا مدت رضاع میں غیر معتبر ہی سطح کہ رضاع بعد مدت رضاع کے غیر معتبر ہی دودھ چھڑایا ہو یا نہ
 اور شرح قدوری میں لکھا ہے وَقَوْلُهُمْ تَعَالَىٰ حَمْلُهُ وَفَصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا أَلَيْسَ هَذَا بَيِّنًا
 لِّغَايَةِ الْفَصَالِ وَلَمْ تَأْهُوَ بَيِّنًا لَا قَتْلَ مَدَّةٍ وَفَصَالٍ لَا تَرَىٰ أَنَّهُ فَرْقٌ بَيْنَ
 الْحَمْلِ وَالْفَصَالِ وَأَسَٰدَ أَقْلٍ مِّدَّةٍ الْحَمْلِ كَذَلِكَ أَسَٰدَ أَقْلٍ مِّدَّةٍ الْفَصَالِ
 یعنی یہ اللہ تعالیٰ کا قول انتہائے فصال کا بیان نہیں بلکہ یہ بیان ہی کثرت فصال کا کیا نہیں
 دیکھتا تو کہ در میان حمل و فصال کے فرق ہو اور ارادہ کیا ہی کثرت حمل کا ایسے ہی ارادہ کیا
 کثرت فصال کا اتنے اور تفسیر اراک میں آیه فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ إِذَا عَلَيَنَّ
 الْحَوْلَيْنِ أَوْ نَقَصَا وَهَذِهِ تَوْسِيعَةٌ بَعْدَ التَّحْدِيدِ بِبَعْضِ زِيَادَةِ كَرِيمٍ وَالَّذِينَ دَوَّ بَرِي
 یا کم کریں اور یہ وسعت ہے بعد تنصیب کے اتنے اور تفسیر کشاف میں لکھا ہے فَإِنْ أَسَرَّادَ الْفَصَالِ
 صَادِرًا عَنْ تَرْضَائِهِمْ مَا وَكُنَّا وَرَفَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمْ سَائِي ذَلِكَ سَرَادَ الْعَلَى
 الْحَوْلَيْنِ أَوْ نَقَصَا وَهَذِهِ تَوْسِيعَةٌ بَعْدَ التَّحْدِيدِ بِبَعْضِ مَطْلَبِ آيَةِ كَايِهِ كَيْ
 پس اگر ارادہ کریں والدین فصال کا خوشی اور مشورے سے تو کوئی گناہ اسمین اوپر نہیں ہے

تاریخ قاضی خان
 و سحر ائق
 احتیاق

شرح قدوری

تفسیر

تفسیر کشاف

صفحہ ۱۰۲

زیادہ کر دین دو برس سے یا کم کر دین اور یہ وسعت ہی بعد معین کرنے کے آیت سے عبارت سے معلوم ہوا کہ دو برس رضاع کے معین نہیں بلکہ اسمین وسعت کی گئی ہے اس لیے کہ امام مالک کہتے ہیں کہ دو برس نیا دھ بھی اگر ضرورت پڑے تو بھی رضاع ہی اور امام زفر ایک سال زیادہ لیتے ہیں کیونکہ اسمین خوب تغیر واقع ہو جاتا ہے کیونکہ ہر فصل کی عادت ہو جاتی ہے تو بچہ دودھ چھڑانے میں تخفیف کم ہوگی اور امام صاحب نے ڈھائی برس لیے ہیں اس لیے کہ یکایک بعد دو برس کے انقطاع کرنا دودھ کا بچے کو دشوار اور باعث ہلاکت ہو گا پس کچھ مدت زیادہ ہو تاکہ اسمین اوسکو اور شہی کھانے کی عادت ہو جاوے اور چھ ماہ میں صلاحیت ہو کہ دوسری غذا کی عادت ہو جاوے کیونکہ یہ چھ ماہ آدھے مدت محل کے ہیں اس قدر میں غذا کا تغیر ہو سکتا ہے اس لیے کہ جنین کی غذا رضیع کے تغیر سے جنین کی غذا اوسکی مان کی غذا ہی بچہ دودھ ہو کر رضیع کے کام آتی ہے ایسی ہی رضیع کی غذا مغایر موتی ہی نظم کی غذا کے یعنی جسکا دودھ چھڑایا ہو کیونکہ اسکو بھی دودھ بھی یا جابھی اور کھانا بھی دیا جاتا ہے پس معلوم ہو کہ غذا کا متغیر کیا جاتا ہے اور تغیر غذا کا چھ مہینے میں ہوتا ہے چنانچہ جنین میں بیان ہوا اس سے بیان بھی تغیر غذا کیواسطے چھ مہینے لیے گئے یہ تقریر یہ آید اور غنایہ وغیرہ میں لکھی ہے کہ وہ اسکے وراثت نکلتی ہے ششہاں ابھی ڈھائی برس کی تائید کرتی ہے چنانچہ تقریر اوسکی اوپر ہے بیان کی پس اسی احتیاط کی وجہ سے امام صاحب نے ڈھائی برس لیے کیونکہ حاجت میں تو جسکی حرمت میں شہرہ ہو جائے اوسے بھی بچے کو فرمایا ہے اور اسمین تو اس قدر دلائل موجود ہیں اس لیے امام صاحب نے احتیاط فرمایا کہ ڈھائی برس میں اگر کوئی دودھ کسی عورت کا پیے وہ مہر اپنے اقربا کے اوسہر حرام ہو جائے گا چنانچہ تفسیر احمدی وغیرہ میں اسکی تصریح کر دی ہے ہاں البتہ اگر نفس صریح دو برس کی بائی جاتی تو اوسوقت میں حرمت رضاع میں احتیاط کرنی مناسب تھی بلکہ آیات کے سباق اور سیاق کو دیکھا جائے تو خوب واضح ہو جائے کہ یہاں والدین کے معاملات کا ذکر ہی حرمت رضاعی کا ہے نہ ہی جنین انکو جو لین کا لفظ دیکھ کر شہرہ ہو گیا اور مخالفت کا حکم لگا دیا اگر آپ سیاق اور سباق آیت کا ہی ملاحظہ فرمائے

یا بچہ

نکلتی

اعظم کا مخالف قرآن اور حدیث کے یہ ہیں جو کہ ہدایہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے محرمات ابدی مثل ان
 اوہمن اور بیٹی اور اونکے سوا جنکو حرام کیا ہے خدا نے جانکر نکاح کر لے اور صحبت کرے اونسے تو بھی
 اوہر حد نہیں آتی اس لیے کہ محل شبہہ نہ ہو کہ تمام بیٹیاں آدم کی موضوع ہیں اولاد کے لیے اور وہ
 شخص اس جگہ بھی حاصل ہے **اقول** اپنے موافقت کا نام مخالفت رکھا ہے اس میں ہر مخالفت
 نہیں پائی جاتی اب کا قیاس مع الفارق ہے مسئلہ کچھ ہے اور آپ حدیث کچھ لاتے ہیں حدیث
 میں تو یہ آیا ہے جو شخص اپنی ماں یا اور کسی محرم سے نکاح کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر او کا
 کاٹنے کو اور مال لینے کو فرمایا اس میں نقطہ نکاح کا ذکر ہر وطن کا بیان نہیں ہوا سکی وجہ یہ تھی کہ
 وہ شخص اللہ سے نکاح کرنے کو حلال جانتا تھا اور حکم شریعت کا انکار کرتا تھا چنانچہ لمعات
 میں آیا ہے **كَانَ الرَّجُلُ اَعْتَقَدَ حِلَّهُ وَاَنْكَرَ حُكْمَهُ الشَّرِيعَةَ فَكَانَ مُرْتَدًّا اَفْلَدَ لَكَ**
اَقْرَبَ بَقْتَلِهِ وَاَخَذَ مَالَهُ یعنی تھا وہ شخص کہ اعتقاد کیا تھا او سے حلال ہونے اس نکاح کا اور
 انکار کیا تھا حکم شرعی کا پس ہو گیا وہ مرتد پس اسی وجہ سے حکم کیا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اس کے قتل کا اور مال چھین لینے کا اتنے اس عبارت سے معلوم ہوا کہ بوجہ مرتد ہونے کے اپنے
 اس کے قتل کا اور اس کے مال چھین لینے کا حکم فرمایا پھر امام صاحب کے مسئلہ اس حدیث کے مخالف کیسے
 ہو سکتا ہو علوہ اس کے قتل کرنا تفسیر کے منافی نہیں بلکہ سوا حد کے جو شارع کی طرف سے معین ہے
 سب تفسیر میں داخل ہے نصاب التفسیر میں آیا ہے **وَالْفَرْقُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْحَدِّ عَلَى مَا فِي**
فَنَاقِصِ نَصَابِ لِحْتِسَابِ اَنَّ الْحَدَّ مُقَدَّرٌ وَالتَّعْذِيرُ مُقَوَّضٌ اِلَى سَائِلِ الْاَمَامِ
وَ اَنَّ الْحَدَّ يَدُّ اِلَى الشُّبُهَاتِ وَالتَّعْذِيرُ يَجِبُ مَعَ الشُّبُهَاتِ یعنی فرق درمیان
 تعزیر اور حد کے جیسا کہ نصاب لاحتساب میں ہے یہ ہے کہ حد معین ہے اور تعزیر اسے امام پر ہے اور
 فرق یہ ہے کہ حد شبہہ سے زایل ہو جاتی ہے اور تعزیر شبہہ سے واجب ہو جاتی ہے اور درمیان
 لکھا ہے **يَكُونُ التَّعْذِيرُ بِالْقَتْلِ** یعنی تعزیر قتل سے بھی ہوتی ہے اتنے پس عبارت سے
 معلوم ہوا کہ قتل کرنا بھی تعزیر ہے مگر تعزیر حبس کی کہ شبہہ ہو حد شبہہ میں ساقط ہو جاتی ہے چنانچہ

نکاح

محرمات

نکاح

نکاح

حدیث ادرس و الحمد و ذہا بالشہم ہا کت ما استطعت یعنی ساقی را کردار و کرد و کو شہد
 جہان تک استطاعت رکھتے ہوا تھے اس پر دلالت کرتی ہے کہ کچھ بھی شہد ہو تو حد ساقی کرنی چاہیے
 باقی رہا شہد کے تغیر کا سوچ کچھ حدیث اور قرآن میں صراحت کہیں نہ کو نہیں بلکہ ہر ایک نے استنباط
 کیا ہی اور امام صاحب نے نکاح محرمات کو بھی شہادت میں داخل کیا ہی پھر فرمایا کہ پیر کے حق میں
 اعتقاد کر لیا کہ اوںہوں نے اس مسئلے کو نہیں سمجھا اتنے جناب میں خود آپ میں سمجھے جو ایسا
 شہدہ اور دیکھا بیشک آپ کے حق میں ہمارا بھی اعتقاد یہی ہے کہ بالکل آپ مطلب حدیث کا نہیں سمجھے
 چنانچہ دیکھو خلاصہ نتیجہ القدر کا بیان ہوتا ہی یعنی نزدیک امام صاحب کے نفس عقد سے حد لگانے میں
 شہدہ ہو جاتا ہی اگرچہ اس عقد کی تحریر پر اتفاق ہو اور وہ جانتا بھی ہو اور نزدیک و شرف کے
 جس وقت وہ جانتا ہو یہ نفس عقد کا ثابت نہو گا اس عبارت کو عربی کی آپ سمجھے نہیں یا عدا
 تغیر کر دیا اور کما عدا نکاح کرنے سے محض شہد نہیں اس میں عدا اور غیر عدا کو کچھ دخل نہیں بلکہ امام صاحب
 کے نزدیک نفس عقد ایسی شے ہے جس سے حد میں شہدہ واقع ہو جاتا ہی گو وہ جانتا ہو یا نہ جانتا ہو پھر
 امام صاحب اور سفیان ثوری اور امام زفریہ فرماتے ہیں کہ اگر اس نے نکاح محرم سے کیا اور
 پھر وطی کی تو حد اس پر واجب ہو لیکن عدا واجب جائے گا البتہ اس کو تعزیر شدہ جو
 سب تعزیروں میں زیادہ ہو سیاستہ و بجائے گی اس کے واسطے کوئی حد شرعی مقرر نہیں ہے
 اور وہ حدیث جسمین آیا ہے کہ اس شخص نے اپنی باپ کی بی بی سے نکاح کیا تھا اس کے واسطے
 اپنے حکم دیا کہ گردن اس کی ماری جاوے اور مال اس کا لے لیا جاوے اس لیے کہ وہ مرتد
 ہو گیا اور نہ فقط نکاح سے یہ نہیں لازم آتا کہ اس نے وطی بھی کی ہو اور نہ کہیں احادیث
 میں وطی کا ذکر ہے بلکہ محض نکاح آیا ہو اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ مرتد تھا احکام شرعی کا انکار کرتا تھا
 کیونکہ سوائے وطی کے اور فعل میں مثل نکاح وغیرہ کے حد نہیں آتی نہ کہ قتل کرنا اور کل مال
 لے لینا سکا باعث فقط ارتداد ہی ہوا سمین قتل بیشک آیا ہو اس لیے کہ حد گردن مال
 اور مال لے لینا نہیں ہے بلکہ یہ تو لوازمات کفر سے ہیں نہ صاحبین تو کہتے ہیں کہ محرم محض عقد

نہیں اور امام صاحب فرماتے ہیں محل عقد میں اور دونوں میں تراخ لفظی ہو اس لیے کہ جو نفی کرتے ہیں
 وہ باعتبار اس عاقد یعنی نکاح کو نپوٹے کے کہتے ہیں کہ اسکے بھانوسے محل عقد نہیں ہو سکتا اور جو محل
 عقد کا ثبوت کرتے ہیں اونکے نزدیک قطع لفظ اس عاقد کے محل عقد میں کسی فی الجملہ کلیت نکاح ہونے
 کو امام صاحب ثابت کرتے ہیں خاص نظر نکاح کے نہیں کہتے اسوجہ اس کی علت یہ بیان کی کہ اونہیں
 قابلیت مقاصد حکم کی جو یہ نظام ہو کہ اس نکاح کے اعتبار سے قابلیت نہیں البتہ فی الجملہ یہی
 امام صاحب کا مقصود اس لیے کہ شہدہ جو مشابہ ثابت کہے ہو اور جو ثابت ہو اور نظام ہو کہ یہاں
 شبہ ثبوت بوجہین الوجوہ پایا جاتا ہی اسوجہ سے امام صاحب شہدہ کو سبب واجب کہتے ہیں مگر
 حد کی عقوبت روانہ نہیں رکھتے پس معلوم ہوا کہ اونکے نزدیک یہاں زمانے محض ہو گا وہیں شبہ
 عقد واقع ہو گیا ہو پس یہاں تو فی ضروری ہی اور حدیث بھی اس قول کی تائید کرتی ہی کہ تَامَأْخَرُ
 لَكُمَّتْ بَعْدَ إِذْنٍ وَلَيْسَ أَفْزَاكَ حُجَّتُهَا بِأَحِلٍّ فَإِنْ دَخَلَ بِهَا فَكُلُّهَا مُكْهَرٌ بِمَا اسْتَحْلَى
 مِنْ فَرْجِهَا أَيْ جَوَ عَدَّتْ نِكَاحُ كَرِ بَعْدَ إِذْنٍ وَلِيٍّ أَيْ كَرِ بَعْدَ إِذْنٍ وَلِيٍّ أَيْ كَرِ بَعْدَ إِذْنٍ وَلِيٍّ
 اوست پس اسے اس عورت کے مور ہی سبب جماع اوسکے کے امتزاج یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے حکم بطور ان کا فرمایا اور وہ واجب کیا اور یہاں بالاتفاق حد ساقط ہو جائے گی اس معلوم ہو گا کہ انفس
 عقد کو اندا داخل ہے کہ حد ساقط کر دیتا ہو ورنہ اگر نکاح ہو تو حد لازم آتی نہ فقط نکاح کی برکت ہی کہ باوجود
 باطل ہونے کے مور لازم ہو گیا اور بالاتفاق ساقط ہو گئی ورنہ حد کے ساقط ہونے کی کوئی صورت تھی
 یہ بھر نکاح حرمان باطل سے تو کسی طرح زیادہ نہیں اسعین کیونکہ شہدہ کو اگر کوئی حد ساقط ہو گئی علی
 القیاس بروایت ابن عباس حدیث اِدْرُؤْ لَكَ بِالشَّهْمَاتِ او برگز چکی اور حضرت
 عمر کا قول ہو کہ لَنْ أَعْطَلَ لَكَ بِالشَّهْمَاتِ أَحَبُّ لِي مِنْ أَنْ أُقْبِلَ بِالشَّهْمَاتِ
 یعنی البتہ اگر میری قوت کر دوں میں حد کو شہمات سے تو اچھا جانتا میں اس سے کہ قائم کروں
 میں انکو شہمات سے آتیے اور دوسری حدیث بروایت حضرت معاذ بن جبل و عبد اللہ بن مسعود
 اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم لَیْ هُوَ قَالُوا إِذَا اشْتَبَهَ عَلَيْكَ الْحَدُّ فَادْرُؤْ عَنِیْ كَمَا

اونھوں نے جس وقت مشتبہ ہو جائے تب بھی حد میں موقوف رکھو اور اصل اس پر یہ کہتے ہیں
 کہ حد بعد ثبوت کے حلال نہیں ہے کہ موقوف کر دی جائے اور ان آثار میں جرح کرتے ہیں کہ
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اسمین کوئی روایت ثابت نہیں بلکہ بعض صحابہ رہم سے بطریق ضعیفہ
 منقول ہے اس لیے کہ بعض اوس کا مرسل ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ اس سال میں کچھ مضائقہ نہیں ہے یہاں
 موقوف بھی حکم میں مرفوع کے ہے اس لیے کہ واجب کو ساقط کر دینا بعد ثبوت اوس کے کشتہ ہے
 خلاف مقتضائے عقلی بلکہ مستفاد عقلی ہے کہ بعد تحقق ہونے ثبوت کے بشرطہ مرفوع نہیں ہو سکتا جس کا اس کو
 نے ذکر کیا تو اس کو رفع ہی پر محمول کیا جائے گا علاوہ اس کے تمام جہان کے فقہاء کا اجماع ہونا کہ
 کہ حد و شبہات سے ساقط کر دیے جاتے ہیں کفایت کرتا ہے اسیدو اسطے بعض فقہانے کہا کہ اس
 حدیث متفق علیہ ہے اور بھی یہ ہے کہ قبول کیا ہے اوس کو ایک جماعت نے اور بھی متبع نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم اور صحابہ سے اس مسئلہ میں یقین ہو جاتا ہے کہ چونکہ جب باعز سے اپنے باوجود اقرار صریح کیا گیا
 کہ شاید تم نے بوسہ لیا ہو گا یا باجمہ لگایا ہو گا اس سے معلوم ہوا کہ آپ تکفین کو تھے کہ کسی طرح
 ہاں کہہ دیں اور اسے دریافت کرنے میں اور کوئی فائدہ نہ تھا سو اس کے کو انھوں نے ہاں کہا اور چھوڑ دینے
 اقرار و قرض کا کر لیا اور اسے اپنے کبھی یہ فرمایا کہ شاید تیرے پاس امانت ہو گی پھر بلاک ہو گئے ایسے
 چور سینہ فرمایا کہ کیا تو نے چوری کی جھکو تو گمان نہیں کہ تو نے چوری کی ہو اور غامد یہ سے بھی اسی
 قسم کا کلام کیا ایسے ہی حضرت علیؓ نے ایک عورت سے فرمایا شاید سوتے میں وہ تیرے اوپر کپڑے
 یا زبردستی کی ہو یا تیرے موٹے نے تیرا نکاح کر دیا ہو اور تو اس کو چھپاتی ہو اور بہت اس کی نظیریں
 ہیں جن کا بیان کرنا طول کلام ہے پس حاصل ان سب تقریروں کا یہ ہے کہ حد کے دفع کرنے میں جلد
 کرنا بہتہ کہ جائز ہو اور ان سفاسرات سے بھی جو کہ دفع حد کے لیے قصد احتیال کا فائدہ دیتی ہیں
 معلوم ہے کہ بعد ثبوت کے تم کیونکہ بعد صریح اقرار ہے ثبوت ہوتا ہے جو بیان پایا گیا اور یہی ان
 آثار کا حاصل ہے پس ان احادیث کے معنی جہت شارع سے یقینی ہو گئے اب اسمین کے طعن کا
 شک نہ کرنا چاہیے اور اسکے منکرین کی طرف مطلق التفات نہ کرنا چاہیے اور نہ اعتماد کرنا چاہیے

البتہ کبھی بعض مواقع میں اختلاف فقہائین واقع ہوا ہے کہ آیا یہ شبہہ قابلیت دفع کی رکھتا ہے یا نہیں
سو بہار ان تو قول یہ ہے کہ شبہہ یہی ہے جو مشابہت ثابت کے ہوا و ثابت نہ ہوا تھے مختص فتح القدیر اور
زیادہ تفصیل و تحقیق اس مسئلہ کی مولوی ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی نے رسالہ القول الجام
فی سقوط الحد نکاح الحرام میں کی ہے پس امام صاحب نے نکاح محرمات کو بھی داخل شبہات کیا ہے
اگر انکو اس میں شبہہ ہو تو اسکے دفع میں شبہہ کوئی حدیث پیش کیوں نہیں کی یا کسی آیت سے سند
لائے ہوتے امام صاحب کی جو حجت ہمارے مین مذکور ہے اوسکی رد میں آئے دو جواب لکھے
ہیں جسکا خلاصہ یہ ہے جو شریف مستعدی در لایا کہ گناہا جیسے مارے گھٹنا بچوٹے انکو
اس میں محض کہ اپنے اپنی رائے کو دخل دیا ہے جب آپکو کوئی حدیث نہیں ملتی تو خفیۃ البیسی عنایت
کیوں ہے کہ خود آستین چھڑا کر لڑنے کو مستعد ہو جائے ہیں پھر اس سے کچھ بحث نہیں کہ الفاظ اور
معنی کو ربط ہوا یا نہ ہو بلکہ تا مقدور ربط کلام نہیں دیتے اتفاقاً کہ میں ہو جائے تو معذور ہیں
جب کچھ نہیں بڑی تو بطور خلاصہ فرماتے لگے غرض کہ خفیۃ تو قرآن کی مخالفت سے ڈرتے ہیں
اور نہ حدیث کی اتنے جناب میں قرآن اور حدیث کی مخالفت سے خفیۃ تو بیشک ڈرتے ہیں مگر
فرقہ ظاہر یہ کہ مخالفت سے البتہ اونکو کچھ باک نہیں خلاصہ یہ ہے کہ قرآن شریف میں نکاح
محرمات کے لیے کہیں حد نہیں آئی ہے باقی رہی حدیث سوا اول تو وہ مرتد کے واسطے ہی خیاں عبادت
لمعات و فتح القدیر سے معلوم ہوا علاوہ اسکے قتل بھی تو زیر البتہ کسی حدیث میں بجم یا سورہ آئی
ہوں اور خاص اسی واقعہ میں ہو تو اسوقت بیشک ہم امام صاحب کے قول کو چھوڑ دین گے
اور جب قول اونکا ہر طرح سے موافق ہو تو پھر نہ کوئی عذر و البتہ اونسے کچھ عداوت تو ہی نہیں جو مثل
آپ کے بل انصافی کرین البتہ ایسے تعصب بجا وے **قال** مسئلہ چہارم ایک سید امام عظیم کا تھا
حدیث کے یہ ہے کہ حکم قاضی کا تمام عقد اور فسوق مثل نکاح اور طلاق اور بیع اور اقالہ میں امام عظیم کے
نزدیک نافذ نہ ظاہر و باطناً **الحق قول** ابونعیم جب غرہ بود اور خلط کلام آتا ہی عام کو خاص
اور خاص کو عام کرنا ابھی کا کام ہے یہ حدیث کہ جسکے مخالف قول امام صاحب کا آپ سمجھتے ہیں خاص

کشف المصابین

اختلاف ہر البتہ اگر حفظ اور کمی نہ ہو کہ کفایت کی جائے گی جیسا کہ ظاہر الفاظ حدیث کے اسپر دال بین
تو اس وقت ظاہر اقتضا واقع ہوگی اور امام صاحب بھی اسکے خلاف نہیں کہتے البتہ حسین گواد
قسم ہو او سہین امام صاحب فرماتے ہیں کہ قضا قاضی کی ظاہر اور باطن میں نافذ ہوگی سو یہ بیان ہرگز
حدیث سے نہیں نکلتا جو مخالف ہو علاوہ اسکے اگر اس حدیث کو عام رکھا جاوے تو پھر جمہور
کی مخالفت لازم آتی ہو اس لیے کہ اسپر سب متفق ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احکام میں خطا
نہیں ہو سکتی اور اگر ایسا ہو تو خدا کی طرف سے اطلاع ہوگئی چنانچہ امام نووی جو محدثین میں سے
ہیں اس بات کو تسلیم کرتے ہیں بلکہ اسکو خاص کرتے ہیں ساتھ غیر اجتہاد کے یعنی حسین گواد قسم
ہو تبس معلوم ہوا کہ یہ حدیث جمہور کے نزدیک خاص ہو عام نہیں البتہ فرق اتنا ہو کہ حدیث میں بناو
یہیں غیبا اجتہاد کے ساتھ خاص کرتے ہیں اور امام صاحب ابوالہ میں خاص کرتے ہیں غرض کہ
طرفین یعنی امام اعظم اور امام محمد اسکو مقید کرتے ہیں اب ظاہر الفاظ حدیث کے اہل انصاف خود
لین گئے کہ اس سے قرینہ اموال کا ہو یا غیر اجتہاد کا علاوہ اسکے حدیث فقہائے کی جسکو اب موقوف
بتلائے ہیں اور قابل حجت نہیں کہتے اس فعل کی توثیق ہو اور حدیث موقوف امام شافعی کی بیان
حجت نہیں چنانچہ علامہ ائمہ اربعہ میں لکھا ہو وَهُوَ كَيْسٌ مُّجْتَبًّى عِنْدَ الشَّافِعِيِّ یعنی اور موقوف
نہیں ہو حجت نزدیک شافعی کے اتنے اور حنفیہ کے یہاں بیشک حجت ہو چنانچہ لمعات میں آیا ہو
وَمَنْ مِّنْ هَٰؤُلَاءِ حَذِيفَةٌ ضَعُفٌ تَقْلِيدًا لِّلصَّحَابِ إِنَّمَا قَالَ يَعْنِي أَوْ تَدْرِبُ إِمَامًا
کا واجب تاقولید صحابی کا ہو اوس چیز میں کہ کہا او نحوں نے اتنے اور اتالی میں لکھا ہو اعلمو
أَنَّ تَقْلِيدًا لِّلصَّحَابِ وَاجِبٌ يَعْنِي جَانِ تَوْكِيْفٍ تَقْلِيدِيٍّ صَحَابِيٍّ وَاجِبٌ هُوَ اتِّسَاعُ أَوْرَاقِهِ
کہتے ہیں کہ حدیث معلق ضعیف اور مردود شمار کی جاتی ہو سو جناب من ہر معلق کا یہ حکم نہیں ہو
بعض اقسام معلق کے مقبول ہوتے ہیں چنانچہ تصریح اسکی ختہ الفکر میں اپنی عبارت منقول کہ
بعد وجوب ہر اگر ایسا نہ ہوتا تو تعلیقات بخاری میں قبل تصریح ابن حجر وغیرہ کے ضرور ضعیف
وہاں انکہ تعلیقات بخاری حکم میں اتصال کے ہیں کچھ انکی تصریح پر اسکی صحت موقوف

ظاہر مقتضا

حجت نہیں

واجب تاقولید

معلق ضعیف

بعض اقسام

نہیں اور بعضوں نے یہ فرق کیا ہے کہ جمید امام بخاری صیغہ معروف لائے ہیں جیسے قال فلان
 یا ذکر فلان تو یہ صحیح ہے اور جو صیغہ مجهول لائے ہیں جیسے قیل یا یقال لمتواہلکی صحیح
 میں البتہ کلام ہے لیکن چونکہ اس کتاب میں مروی ہو کوئی اصل اس کی ہوگی پس ایسے شخصہ کی
 تعلیقات کو ضعیف کہنا خالی از تعصب نہیں حال آنکہ عادت مصنفین کی کبھی یہ بھی رہی ہو کہ
 کل سند کو حذف کر دیتے ہیں اور فقط قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں چنانچہ
 تصریح اسکی مقدمہ مشکوٰۃ میں موجود ہے خصوصاً متقدمین کا تو یہی دستور تھا کہ وہ سند بیان نہیں
 کرتے تھے اور وجہ اسکی یہ تھی کہ جب تک کذب نہ تھا سچے لوگ تھے موافق اس حدیث شریف
 کے خیر القرون فتر فی الی ما قال شعوبہ بن یوسف الکذاب یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم نے کہ سب قرونوں سے بہتر میرا قرن ہے پھر جو اسکے متصل ہو پھر جو اسکے متصل ہو پھر پھیل جا گیا
 جھوٹ اتنے اور واسطہ ہو کہ ابجاز زمانہ اور صحابہ کا ایک تھا اور اسکے بعد تابعین کا زمانہ ہوا انیس
 تبع تابعین کا پھر ان کے بعد ایسا جھوٹ پھیل کہ لوگوں نے حدیثین وضع کرنی شروع کیں
 اسی لیے امام بخاری نے شروط لگائے ورنہ حدیث سے کہیں ان شروط کی تصریح نہیں
 یہ شروط فقط احتیاط تھے اور اس غرض سے کہ اب جو کہی حدیث نقل کرے اوس میں اتنی باتیں
 دیکھ لی جائیں جب اس سے اخذ کیا جائے اوسکے یہ معنی نہ تھے کہ پہلے استاد الا ستاذ امام بخاری
 کی جو حدیثیں بیان کر گئے ہیں اوں میں بھی سند اتصال ضروری حاشا و گلائیہ فقط قرون طاسرہ
 کی ایجاد تازہ سے ہے بیشک امام محمد کے تعلیقات حکم میں اتصال کے ہیں مثل امام بخاری کے
 چنانچہ اتفاق مجہول علماء سے خفیہ و مضفیہ شافعیہ کا سپر دلیل بھی ہے اور شیعہ الاصول میں
 شرائط راوی میں مراسلات امام محمد کو حجت لکھا ہے اور جو قواعد بعد اسکے کسی مصنف نے اسے
 جاری کیے گئے وہ پہلوں پر کیونکر حجت ہو سکے ہیں یا پچھلے لوگ اسکے بابتہ ہو کر تحقیقات
 سابقہ کی طرح ترک کر سکتے ہیں البتہ اتنی بات ہم کو ضروری ہے کہ اگر زمین مخالفت و تمحید
 اوس میں تطبیق کو ہیں اس لیے کہ جب صحابہ ہی ان خود با سند مخالفت کریں گے تو پھر موافقت کیوں

توضیح

توضیح

کون آئے گا پس مندر ہو کہ افعال صحابہ میں اور احادیث مرفوعہ میں حتی الامکان تطبیق دین
 خصوصاً خلفائے راشدین کے فعل اور قول کی جسکے حق میں حدیث علیہ السلام کیستے ہوئے
 انکشاف الراءین یعنی لازم کبر و تم طریقہ میر اور طریقہ میر سے خلفائے راشدین کا اتنے وار
 ہو انکا قول تو ضرور ہی ہی سند ہو گا علیٰ خصوص حضرت علیؑ کے حق میں اقضائہم علیٰ انکار دہر
 یعنی سب صحابہ میں زیادہ اور عمدہ فیصلہ کرنے والے علیؑ ہیں تھیر فرما حضرت علیؑ کا کہ تیرے
 گواہوں نے تیرا کج کر دیا صاف دلالت کرتا ہو کہ ایسے معاملات میں جو عقو سے تعلق رکھتے
 ہیں ظاہر اور باطن میں تضاد نافذ ہو جاتی ہو اور حدیث صحیحین کی جسکا سیاق دلالت کرتا ہو کہ
 احوال میں وارد ہوئی ہو یا نہ ہو سبکی ہم بیان کر چکے مطابق ہی ہے چارہ جو ایسی ظاہر ہو
 کے انکار کرنا انکو یوں سمجھنا ہو کہ جیسے فرقہ ظاہر یہ سمجھے کہ حدیث کو حضرت علیؑ بھی نہیں سمجھے
 امداد سے عقیدہ فاسد سے محفوظ رکھے یہ لوگ یوں سمجھتے ہیں کہ قول پیغمبر کے معنی جو ہم کہتے ہیں
 وہی مراد ہیں اور مرغے کی ایک ہی ٹانگ کہے جاتے ہیں انکے اعتقاد میں صحابہ مرفوع حدیث کے
 بالکل مخالف تھے اسی لیے صحابہ کا قول نہیں مانتے تو فرمے بَعْضٌ وَ نَكْفَرُ بِبَعْضٍ
 یعنی بعض کے ساتھ ایمان لاتے ہیں ہم اور بعض کے انکار کرتے ہیں انھیں کے حق میں صادق ہو
 چونکہ صاف صاف سب شتم صحابہ کو کرتے ہوئے ڈرتے ہیں اس لیے حدیث مرفوع کے پردہ میں
 بہت کچھ نہ انبی صحابہ کی شان میں کر جاتے ہیں فی الواقع انکو صحابہ سے عداوت ہو جو صحابہ کے
 خلاف قرآن و حدیث کے عمل کرنے پر قائل ہیں اور انصاف مطلق نہیں کرتے اپنی رائے
 کو مقدم سمجھتے ہیں یوں نہیں قصہ کرتے کہ ہم سے ہی کچھ معنی حدیث کے سمجھنے میں قصور ہو ہو گا
 صحابہ نے جو کچھ کیا موافق کیا او سمین تطبیق دین کیا اسکان ہو یا دوسرے کی بات مانیں یہ تو
 دو ترک ہو جیتے ہیں اور ہم کوئی بات الزام بھی کہیں تو کہتے ہیں تو یہ تو یہ ایسی بات نہ کہنا کہ یوں کہیں
 کہ ہم کو بھی تو افسر نے یہ حکم نہیں دیا کہ اس فرقے کے معنی حدیث اور قرآن کے لیے ہوئے یہ
 عمل کرنا لاکہ ہم خوب جانتے ہیں کہ اگر امام صاحب قرآن اور حدیث کے معنی لینے میں

اسناد
 الحسن

ایک لڑکین جو غلطیاں ہون گی تو دوسروں سے ہزار میں نو سو غلطیاں ہون گی اور چند حدیثیں معین جو
بعض صحابہ کو معلوم تھیں یا ان کو سنا ہر جگہ پیش کرتے ہیں اب جو حدیث الیٰ انہی طرف سے معنی میں کر دی
اور یوں سمجھ کر یہ چند اصیلہ علیہ وسلم نے یوں ہی سمجھا ہی ہم جواب دینے کو مستعد ہو گئے کہ اس حدیث کے
مخالف دوسری حدیث صحابہ کی اس وجہ سے ہوئی کہ ان کو بہت حدیثیں نہیں پونجی تھیں یا صحابہ کا قول
قرآن اور حدیث کے مخالف نہیں ماننا چاہیے قرآن اور حدیث اُن لوگوں نے نام اپنے فہم کا لکھا ہے۔
عبرین عقل و دانش بنیاد گر نیست + بلکہ امام اعظم کا مسلک تطبیق نہایت درست معلوم ہوتا ہے جو کہ حدیث
اور رسول نے حکم نہیں دیا کہ قرآن اور احادیث میں باوجود تطبیق اور موافقت عقل کے خواہ مخواہ خلاف
عقل کرنا یا ان جہان تطبیق نہ ہو سکتی ہو گو خلاف عقل ہو ہم اس کو قبول کر لیں گے اور اس میں اسنا
تقصیر سمجھیں گے اور فقط ایک لفظ کو لے لیں اور دوسری لفظ کو نوکرنا بلکہ اپنی عقل کو محض عقل سمجھنا
فرقہ ظاہر کا کام ہی عمدہ معنی موافق عقل کے چھوڑ کر خلاف عقل جاننا انھیں کا شیوہ ہے عقل کو یوں
سمجھتے ہیں کہ محض دنیا کے واسطے عنایت ہوئی ہے دین میں اس سے سطلق کوئی کام لینا بجا ہے بلکہ
دوسرا کہے تو اس میں طعن کرتے ہیں چنانچہ ایک ظاہر یہ کہ نقل ہے کہ مسکولین پر بہت طعن کیا کرتے تھے اور
کہتے تھے کہ ان کم بخوتوں نے قرآن اور حدیث کے بالکل خلاف کیا ہے اکثر باتیں خلاف بیان کر گئے
ہیں ایک ورا یک شخص نے دریافت کیا کہ جناب وہ کونسا قول ہے جو مخالف ہے کہا ایک ہو تو بتاؤں
سیکڑوں ہیں مگر خیر شستہ نمونہ از خروارے ایک بتلائے دیتا ہوں دیکھیے یہ سب منطقی شقوق ہیں
کہ اجتماع نقیضین محال ہے اور اثبات اور نفی جمع نہیں ہو سکتا حالانکہ صریح مخالف ہے قرآن اور حدیث
کیونکہ دیکھیے لا اللہ نفی ہوئی اور لا اللہ اثبات ہے انکو کلمہ بھی تو یاد نہیں ورنہ ایسی صریح مخالفت
نکرتے حاصل کلام یہ ہے کہ آدمی کو یوں سمجھنا کہ جو میں سمجھا ہوں دوسرا نہیں سمجھا بلکہ صریح مخالف
قرآن اور حدیث کی سمجھا ہی میں خطا ہے تمام کتابیں ایڈاربر کے اختلافات کی وجہ دلائل موجود
ہیں دیکھ لیجئے اور یہ نہ کیجئے کہ آنکھوں پر ٹی بانڈ کے ایک طرف کی بات لکھ دی اور دوسری طرف کے
جھوٹ گئے اور نہ سمجھتے ہو جسے حکم لگا دیا کہ دیکھو یہ مخالف حدیث کے ہے اور قول قاضی شوکانی کا

کہ جنکے اقوال جمہور کے مخالف نسل الاوطار میں موجود ہیں بیش کر دینا اور ایسے ہی اقوال و نکتے مقلدین
 کے نقل کر دینا سراسر سٹ دہرمی اور کچھ بھی ہو بلکہ اسمین قول اوکا چاہیے تھا کہ جنکو طوفین تسلیم کرتے
 جیسے شاہ ولی اللہ صاحب چنانچہ وہ محمد احمید اور انصاف نے بنیاب سبب الاختلاف میں لکھتے ہیں جان تو
 کہ تحقیق امت نے اجماع کیا ہی سہی کہ اعتقاد کریں وہ سلف پر شریعت کی پہچان نے میں پس تابعین
 اعتقاد کریں اسمین صحابہ پیرا و تبع تابعین اعتقاد کریں تابعین پیرا و سید طبرہر طبقہ میں اعتقاد کریں
 ہر طبقہ نما اگلے عسکریا اور عقل او سکمی بخوبی پر دلالت کرتے ہیں اس لیے کہ شریعت بنی بھائی جاتی مگر
 ساتھ نقل اور استنباط کے اور نقل نہیں معتبر ہوتی مگر باین طور کہ اخذ کرے ہر طبقہ اپنے بدلوں کے
 بالاتصال اور استنباط کرنے میں یہ ضرور ہے کہ مذاہب متقدمین کے معلوم کرے تاکہ خارج نہ ہو جاکو
 انکے اقوال سے والا خارق اجماع ہو جاوے گا اور چاہیے کہ بنا کریں اوس پر استعانت کرے
 اوس میں اون سے جو پہلے اسکے ہیں اور جبکہ اعتقاد سلف پر متعین ہو گیا تو ضرور ہے اس کے کہ ہوں
 اقوال و نکتے کہ خبر اعتقاد کیا جاتا ہو روایت کی گئی اسناد صحیح سے یا اونکی کتابوں مشہور میں مجتمع ہوں
 اور یہ کہ ہوں محمد و مدعی بن بیان کیا جاوے راجح محکم او نکی سے اور خاص کیا جائے عموم اوکا بعض
 مواقع میں اور مقید کیا جاوے مطلق اوکا بعض جا پس جمع کیا جا مختلف فیہ اور بیان کیے جائیں
 سبب او نکتے احکام کے اور نہیں تو صحیح ہوگا اعتقاد اون پر اور نہیں ہی کوئی مذہب اس زمانہ اخیر میں
 اس صفت کا مگر یہ چار مذہب یا اندہ مگر مذہب الماسیہ اور زیدیہ کہ وہ اہل بدعت میں نہیں جائز ہوئے اعتقاد
 او سپر ائمہ مختصر باقی تحقیق اس کتاب کی اول میں گذر چکی اگر جی چاہیے ملاحظہ فرمائیے اب ام
 صاحب کی طرف سے بعض دلائل اسکے کہ قضا ظاہر اور باطن میں سوال کے جاری ہو جاتی ہے
 شروع کرتے ہیں فتح القدیر میں ہے کہ نزدیک امام صاحب کے ظاہر اور باطن میں قضا نافذ ہوگی
 کہ جسمین قاضی کو انشائی عقد ممکن ہو کیں اگر دوسرے کی عدت میں ہوگی یا مطلقہ اثبات غیر کی ہوگی
 تو اس صورت میں قاضی کو انشائی عقد کا اختیار نہ ہوگا کیونکہ قاضی دوسرے کی مال کی ملکیت کا اختیار
 عوض کے مالک نہیں ہوتا او مقصود قضا سے قطع منازعت ہے اور اس صورت میں مجھ کا طریقہ نہیں ملتا

انصاف جان سبب
 الاختلاف

ح الصدیق
 تالیف الکاف

مگر جب تصدایا میں من نافذ ہو اس واسطے کہ اگر عزت باقی رہے گی تو پھر مناعت و طہی کی طلب میں مگر نہ
 اور دوسرا منع کرے گا کیونکہ حقیقت حال جانتا ہی نہیں ورنہ اپنے ہونا انشا کا پس گویا قاضی نے
 کہہ دیا کہ میں نے تمہارا نکاح کیا اور اس کے ساتھ حکم دیا اس کے بعد لکھا ہی و قول ائی حنیفۃ ضرا و جہم
 یعنی اور قول امام صاحب کا مدلل زیادہ ہوتا ہے اور امام طوطا وی لکھتے ہیں فَبَشِّرْهُمُ اَنْ اَحْلُوْا عِنْدَ اللّٰهِ لَعْنًا
 وَ اَنْ اَوْفُوْا الْمَدَّ عَنِ الشَّعْرِ اَقْدَامُہُمْ عَلٰی الدَّعْوٰی الْکَاذِبَہِ یعنی میں نے انہیں بتا دیا کہ انہیں جہنم
 نزدیک اللہ تعالیٰ کے اگر چہ گناہیگار ہو گا مگر یہ گناہ پیش قدمی کرنے اپنے کا اور چھوٹے دوسرے کے
 انتہی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ گناہ اس کو بیشک ہو گا ایسے ہی بحر الزلزلہ کی اس جہاز سے واضح
 ہوتا ہو گا بَلْکَزْ مِّنَ الْقَوْلِ مِحْلٌ لَّوْطٰی عَدُوْہُمْ اَنْتُمْہُمْ فَاِنَّہٗ اَشْرَعُ سَبَبٍ اَقْدَامُہُمْ عَلٰی
 الدَّعْوٰی لِبَاطِلَہٗ وَاِنْ کَانَ اَشْرَعُ عَلَیْہِ سَبَبٌ لَّوْطٰی یعنی نہیں لازم آتا کہ ہونے چاہت
 و طہی سے گناہیگار ہونا اس کا اس لیے کہ وہ گناہیگار ہی سبب میں قدمی کرنے اس کے اوپر دعوای باطل کے
 اگر چہ بین گناہ ہوا ہے سبب و طہی کے انتہی اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ گناہ اس کے ذمے پڑ رہا
 ہے اور اس کے واسطے جو کچھ عید آئی ہی اسی کذب کا بدلہ ہو گا اس وجہ سے بھی قول امام صاحب کا حدیث کے
 مخالف ہوا بلکہ عین موافق ہو گیا اور طوطا کو مین لکھا ہو کہ امام صاحب کی ایک یہ بھی دلیل ہے کہ اس میں
 سبب کا جماع ہے کہ جو شخص کسی کو نہ دے کسی کو خریدے پھر چھوٹا دعوہ کرے یہ نسخہ صحیح تھا اور گواہ لاء سے پس رہا
 حکم کو دے تو باج کو و طہی اس کنیز کی حلال ہوگی اور اس سے خدمت لینا بھی حلال ہوگا باوجود جاننے
 اس کے کہ وہ عوام شتری کا چھوٹا ہوا حال آئمہ اس میں تو آزاد کر کے بھی خلاصی پاسکتا ہوگا اس کے ال کا تو مت
 ہوا انتہی اس طرح امام صاحب کہتے ہیں کہ بیان باب الفرق کو نسبی شریع جس سے یہاں و طہی جائز ہوا
 یہاں جائز نہ ہوا و بہت دلائل امام صاحب کے بوجہ اختصار کے بیان بیان نہیں ہو سے ورنہ اس
 بحث کو ایک فقرہ جابہیے مگر حیف ہے کہ باوجود ایسے عمدہ دلائل اور براہین کے آپ کا مخالف قرآن اور
 کے بتلانا دو حال سے خالی نہیں یا تو حدیث کا مطلب آپ خود نہیں سمجھے یا دانستہ یہ شیوہ اختیار کیا ہے
 مگر یہ احتمال تو ہم نہیں لے سکتے کیونکہ کونسا مسلمان یہ جو ایسی باتیں دانستہ کر کے اپنے متین الزمہ دین

مگر جب تصدایا میں من نافذ ہو اس واسطے کہ اگر عزت باقی رہے گی تو پھر مناعت و طہی کی طلب میں مگر نہ

اور دوسرا منع کرے گا کیونکہ حقیقت حال جانتا ہی نہیں ورنہ اپنے ہونا انشا کا پس گویا قاضی نے

کہہ دیا کہ میں نے تمہارا نکاح کیا اور اس کے ساتھ حکم دیا اس کے بعد لکھا ہی و قول ائی حنیفۃ ضرا و جہم

یعنی اور قول امام صاحب کا مدلل زیادہ ہوتا ہے اور امام طوطا وی لکھتے ہیں فَبَشِّرْهُمُ اَنْ اَحْلُوْا عِنْدَ اللّٰهِ لَعْنًا وَ اَنْ اَوْفُوْا الْمَدَّ عَنِ الشَّعْرِ اَقْدَامُہُمْ عَلٰی الدَّعْوٰی الْکَاذِبَہِ

بسبب کے انتہے اور متقی میں لکھا ہوا اِذَا الْوَعْدُ عَلَنَ فَلَوْ اَعْلَنَ بِشِقِّهِ اَوْ اَعْتَاكَ قَتْلَ وَ كَوْنُ اَمْرٍ
 یعنی جس وقت ظاہر نہ کرنا ہو پس اگر ظاہر کرے شتم کو یا عادت کرے اس کو قتل کیا جاوے گا اگرچہ
 عورت ہو انتہے میں معلوم ہو کہ امام صاحب کا قول مطابق حدیث کے ہی اور حدیث میں عادت
 اور کثرت کی وجہ سے قتل ہی سوا اس کا امام صاحب انکار نہیں کرتے امام صاحب غیر معتاد کیوں
 یہ حکم بیان کرتے ہیں کہ قتل نہ کیا جائے چنانچہ جو عبارت آپ نے نقل کی ہے اور میں لفظ سبب
 کہ ماضی ہو اس پر مال ہے جیسے قتل مُسْتَبَلَّ سے ایک ہی قتل مراد ہے ایسی ہی سبب سے ایک ہی سبب
 ہوئی کوئی اس میں ایسا لفظ جو استمرار اور تکرار پر دلالت کرتا ہو نہیں آتا حدیث میں ایسا لفظ موجود
 کیونکہ لفظ گان فعل مضارع سے پہلے ہوتا ہی تو معنی استمرار اور تکرار کے دیتا ہی اس صورت میں
 بیشک امام صاحب کے نزدیک بھی قتل ہی چنانچہ رد المحتار میں ہے کہ اصول حنفیہ سے یہ امر ہے کہ جس
 چیز میں قتل مقرر نہیں نزدیک حنفیہ کے جس وقت وہ فعل مکرر ہو پس جاسیے امام کو کہ اس کے کرنے
 والے کو قتل کرے انتہے اس کے بعد لکھا ہوا فَقَدْ اَقَادَ اَنَّهُ يَجْعُوْهُ عِنْدَ نَاقَتِهِ اِذَا تَكَرَّرَ
 مِنْهُ ذَلِكَ وَاَظْهَرَ لَافِعِنِي پس تحقیق فائدہ دیا اس نے اس کا کہ جائز ہی نزدیک ہمارے قتل
 اس کا جس وقت مکرر ہو اس سے یہ اور ظاہر کرے اس کو انتہے اور شرح قدوری کے فصل جزیرہ میں لکھا ہے
 کہ ہماری دلیل وہ ہے جو حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ کہا انھوں نے ایک جماعت یہودیوں کی
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی پس کہا انھوں نے اَلَسْأَمُ عَلَيْكَ
 کہا عائشہ صدیقہؓ نے پس سمجھ گئی میں اس لفظ کو پس کہا میں نے اور تم یہ لاکت اور بخت ہو پس
 اَلَا اَنْتُ خَيْرٌ مِّنْ اَمْرِ عَادٍ وَّسَلَمَ لَمْ يَمُتْ کہ ایسا اے عائشہ تحقیق اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے نرمی کو
 کام میں پس کہا میں نے کیا اپنے سنا نہیں جو انھوں نے کہا ایں فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم نے تحقیق کہا میں نے اور تم پس یہ گالے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر مولا کسی مسلمان
 سے تو حلال ہوتا خون اس کا حال لگے نہیں قتل کیا اپنے ان کو انتہے اسے طرح کہا امام طحاوی
 نے اور ظاہر ہے کہ امام بخاری کا بھی یہی مذہب ہے چنانچہ ذکر کیا اس کو علامہ عینی نے شرح بخاری

رد المحتار جلد ۲
 ص ۱۲۵

رد المحتار جلد ۲
 ص ۱۲۵
 شرح قدوری
 جلد دوم صفحہ ۹۲

میں بان بیٹھتا ہوں کہ جب یہ لفظ شتم ہوا تو بھرا نخواست صلی اللہ علیہ وسلم نے **وَعَلَيْكُمْ مَوَاطِنُ**
 کیوں فرمایا اسکا جواب یہ ہے کہ یہ دو عاطف نین بلا واسطہ استیناف کے سر جملہ لائے ہیں اور
 شبہ یہ ہوتا ہے کہ کعب بن اشرف کیواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون اوس کے قتل کا
 ذمہ کرتا ہے اوس نے اسرار رسول کو اذیت دی ہے اور اپنے ایسے شخص کو اوسکی طرف بھیجا تھا
 جس نے اوسکو دھوکے میں قتل کیا سو جواب اوسکا یہ ہے کہ اوسکو بوجہ شتم کے اپنے قتل
 نہیں کرا بلکہ وہ آدمیوں کو آپ کے ساتھ لڑنے کو جمع کرتا تھا علاوہ اسکے وہ اہل ذمہ سے بھی
 نہ تھا بلکہ شترک تھا آپ سے مقابلہ کرتا تھا ایسا ہی بیان کیا شیخ الاسلام علامہ عینی نے شرح
 بخاری میں پس ابوجہار کی حدیث کے اب عمل آپ کا کہاں جلا گیا اور بخاری کی حدیثوں سے
 استنباط کون اوٹھا کر لے گیا غرض امام صاحب کے مخالف ہونا وطن کرنا آپ نے اپنے اوپر
 فرض سمجھ لیا ہے وہاں اپنے زعم میں خلاف واقع کے مخالفت پاتے ہو بھرحسب ہی حدیث صحیح
 موجود نہ ہو فقط اپنی رائے کو اوسوقت مناسب جانتے ہو ذرا اخذات بھی ڈرنا چاہیے اگر اسی
 اپنے خیال کا نام مخالفت ہے تو خیر دنیا میں تو کون باز پرس کرنا ہی مگر ذرا قیامت اگر حق تعالیٰ
 آپ سے محنت طلب کرے گا کہ کونسی وجہ سے شیعوہ طعن تمنے اختیار کیا تھا پھر تو بغلیں جھاگو
 آئندہ آپ جاہل مگر مینر لقیہ آپ کا سب طر تعین سے بدتر ہے گو آپ اپنے خیال میں کچھ سمجھیں
قال شتم مسل اور آپ سلم امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی چار حدیثوں کے یہ ہو جو کہ چلی جاشیہ شرح وقایہ
 میں محیط سے نقل کر کے لکھا ہے **اَلَمْ نَأْخُذْكَ بِالْاِيَةِ اَنْ تَكُنْ اَوَّلَ مَنْ يَعْقِلُ الْاَوَّلَ اَوْ اَوَّلَ مَنْ يَحْلُلُ**
عِنْدَ الْاَعْظَمِ لَآ اَجَرَ الْمِثْلِ طَيِّبٌ وَلَا اَنْ كَانَ السَّبَبُ حَرَامًا یعنی جو چیز کو
 عورت زنا کر نیوالی بدلے زنا کرنے کے اگر لیا ہے مقرر کر کہ یعنی جس طرح سے کہ کسبیاں اپنی
 خرچی زنا کرنے سے پہلے مقرر کر لیتی ہیں تو حلال ہے امام اعظم کے نزدیک اس لیے کہ تحقیق ضروری
 ایسی مثل کو طیب ہے خواہ وہ سبب کہ جسکے بدلے وہ ضروری لبتہ ہی حرام ہی ہوا تھے اسی سبب
 امام اعظم کے نزدیک جو شخص کہ خرچی دیکر کسی عورت سے زنا کرے اسے چھ دوا جب نہیں اسما **افق**

جب مترض صاحب فقہ کا مطلب نہیں سمجھتے اور اجارہ فاسد اور باطل میں فرق نہیں کر سکتے تو پھر
 کیوں ایسے پطعن کرتے ہیں اور کنہ کار ہوتے ہیں انھیں بند کر کے اعتراض کر دیا اور یہ نہ دیکھا کہ چلی
 میں اجرت مثل اور اجارہ فاسد میں یہ کونسا فرق ہے اور مترض صاحب نے اس کو اجارہ باطل قرار دیا اور
 اجرت مثل کو زنا کی خرجی سمجھ گیا اتنا بھی غور فرمایا کہ اجارہ فاسد میں چلی سے اس اختلاف کو
 لکھا ہے زنا کی خرجی کیونکر ادا ہو سکتی ہے اب اس کا جواب سنئے کہ تمام حنفیہ کے نزدیک یہ کاسیہ مسلم
 اور سب کتب فقہ اسپر متفق ہیں کہ اجارہ باطل ہے کہ باصلہ غیر مشروع ہو اور اجارہ فاسد وہ
 کہ باصلہ مشروع اور بوضفہ غیر مشروع ہو کہ کسی شرط یا عارض کی وجہ سے اس میں فساد آیا ہو
 ہذا اصل میں وہ جائز اور حلال تھا اور یہ بھی متفق ہے کہ اگر اجارے کا مقصد علینہ معیت
 ہو تو وہ گاہہ باطل ہو گا نہ فاسد بعد ان دونوں قاعدوں کے محقق اور متحقق علیہ ہونے کے
 وہ دون عاقل ہیں کہ زنا کی اجرت کو حلال کہہ سکے اور کسی نے عالم کی بھی یہ شان نہیں کہ اس میں
 تامل کرے یہ جاسے صاحب محیط و چلی و درمختار خصوصاً جب ہر مرتبہ حدیث کی روایتیں
 ہو تو پس بالفور و واجب ہو کہ اجرت زنا کے نزدیک حرام ہو تو ایک ادنیٰ عامی کا بھی
 امین خلافت نہیں چنانچہ امام نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں **اِنَّ اَصْهَرَّ اَلْسِنَتِيْ فَيَقُوْلُ مَا اُحِبُّ**
اَللّٰهُ اَنِىُّ عَلَى الرَّكَاۗءِ وَ سَكَتَا اَمْتِهْمَا اَلَيْكُوْا زِيْهٌ عَلَى صُوْكَ زِيْهٌ وَ هُوَ كَرَامٌ يَّاجُمَا
اَلْمُسْلِمِيْنَ یعنی لیکن شری زانیہ کی ہر قسمی ہجو کہ جسکو زانیہ بعوض زنا کے کہوے اور اس کا
 نام اہل لیے ہو کر لکھا ہے کہ وہ بصورت عورت ہو اور حرمت اور سبکی تمام مسلمانوں کے نزدیک حرام
 ہو اتنے لہذا ضروری کہ روایت محیط کے ایسے معنی ہوں گے جس سے اجارہ فاسد کی بصورت پیدا
 ہو کیونکہ وہ تو خود ہی ظاہر اجارہ فاسد میں کرتا ہوا اور علت اجرت کا بصورت فساد قائل ہوا ہے
 نہ درصوت بطلان پس سنئے وہ کہتا ہے کہ لکھی ہن کو اسکے منافع خدمت پر ایمان میں اجارہ لیا اور
 یہ بھی شرط کر لی کہ اس ایمان میں زنا بھی کروں گا سو اصل مقصد علینہ خدمت ہو کہ امر حلال ہے اور
 اس کے ساتھ لکھی ہو پس بارہ فاسد ہونہ باطل اس کی اجرت مثل میں خلافت ہونہ اجرت مشروط

چلی

وہ

نہ

کیونکہ اجرت مشروط و مسمیٰ تو خیرت سے خالی نہیں بسبب اس کے کہ بمقابلہ اسی اجارے کے واقع ہوئی ہے
 جو دراصل دست تھا مگر شرط حرام کی اقراران سے اس حقوق علیہ میں حرمت آگئی لہذا اسمیٰ بھی
 خبیث بن گیا مگر جب شارع نے اس کا اجارہ رکھا اور شرط حرام کو ملحوظ بنایا تو وہ منافع مباح کہ جو
 نے میسر اور مستاجر نے وصول کیے ان کو ضائع نہ کیا اس کی اجرت مثل دلائی او سمین کیا قیاسی و حدیث
 کے منافع تو اصلاً حلال تھے اور اب بھی منافع خدمت ہی کی اجرت دلائی ہے نہ منافع بضع کی سو ان
 کسی وجہ سے شرکت زانی نہیں یہ ہر حال میں طیب ہے اور حدیث میں اجرت زانیہ کو حرام فرمایا ہے تو
 زانی کی اجرت کو حرام کیا ہی زانیہ کی خدمت کے منافع کو تو حرام نہیں کیا اگر زانیہ کسی قسم کی اجرت
 مباح کہے تو وہ حرام نہیں مثلاً اگر کوئی شخص کسی عورت کو انگر کھا سینے پر دو روپیہ کو اجارہ دینے اور یہی شرط
 کرے کہ زانیہ کی دیکھا چنچہ اونٹ لکھا بھی بیاد اور اس شخص کے ساتھ صد زنا کا بھی ہو گیا پس اس صورت میں فقط
 اجرت مثل یعنی انگر کھا سینے کی قیمت چار پانچ آنے او سکودلائے جائیں گے اور دو روپیہ جو اجارہ فاسد
 کے قرار پائے تھے رد کر دیے جائیں گے کیونکہ وہ بھی بوجہ شرکت زنا حرام ہیں اور زانی کی اجرت تو
 قطعی حرام ہے او سکودگر زانیہ دلا یا بلکہ فقط اجرت مثل اس اصل حقوق علیہ کا ضائع نہ کیا کیونکہ یہ اجرت
 امر مباح کی ہی بان اگر زانی کی خرچی یا کل دام او سکودلائے جاتے تو حرام ہوتے جو دلا یا یہ وہ حرام نہیں
 پس اسد بطرح یہاں یہ اجرت بھی ایسی ہی مباح امر کی ہے اور وہ شرط زانی کی جو اجارے میں فضول
 لگا دی تھی وہ رد ہی ہو گئی کیونکہ اس قسم کا اعتبار ہی نہیں رہا فقط منافع کی اجرت مثل دلائی
 جس میں شرط زنا کا نام و نشان بھی نہیں پس کسب البغی کو او سمین کچھ علاوہ اور دخل نہیں رہا اور
 مصداق اس حدیث کا یہ گردیدہ واقعہ نہیں ہوا اجرت مثل حلال اور طیب ہے ہی نہ اجرت مسمیٰ و فاسد
 الفَرْقُ وَثَبَّتَ الْحَقُّ حُكْمُ مُشْتَقِّ مِّنْ مَّوَانِي مُشْتَقِّ مِّنْ كَاهِرٍ هُوَ اجب ہے اجرت زانیہ بوجہ
 زنا حرام ہے نہ یہ کہ اجرت زانیہ بوجہ مباح بھی حرام ہو پس حاصل مذہب امام صاحب کا یہ ہوا کہ اجرت زنا
 خواہ عقد اجارہ زنا سے ہو خواہ بلا عقد ہو حرام مطلق ہے کیونکہ اجارہ باطل ہے اور جو اجارہ فاسد ہو
 باطل ہو کر اصل حقوق علیہ دست تھی اور شرط زنا زانی کی او سمین رض ہو تو مسمیٰ مشروط بھی حرام نہیں

ہر جیسا کہ مقنود علیہ حرام تھا مگر بعد رد عمل ہمیشہ اس کے کے اگر نفس اور مباح کی اجرت مثل جو وہ تو
 وہ درست ہی باقی وجہ کہ اس کے اجارے کو جس میں شرط فاسد تھی معدوم کر دیا جس کے سبب سہمی بھی
 نہ دلا گیا اور یہی نشان رد اجارہ کا ہو نہ بعد حاصل کرنے منافع کے رو کی کیا صورت ہو سکتی تھی
 جب شارع نے سہمی یعنی اجرت فاسد کی نہ دلائی تو گویا اس مقنود علیہ ہی کو رد کر دیا اب اصل منافع
 کا اجرت مثل جو مباح ہی انی طرف سے تھخیں کر کے دلا یا تو اس میں نہ زنا کا کوئی دخل رہا نہ اثر آیا یا ان اگر
 اجرت مثل منافع زنا کی ہوتی تو لاریب حرام ہو جاتی یا زنا کی رعایت اجرت میں رہتی تو بھی بیشک
 اجرت حرام ہوتی مگر میان تو کوئی امر مخفی موجود نہیں نہ زنا کی اجرت دلائی نہ اجارہ فاسد کا
 سہمی دلا یا بلکہ خدمت کا اجرت مثل یعنی اجرت فقط اس کی خدمت مباح کی ہوتی تو وہ دلو کی ہو
 اجرت محال ہی اگرچہ سبب اصل اور سبب اصلی کہ قسمیہ مقنود علیہ ہی حرام تھا اور وہ سبب کہ اجارہ
 فاسد تھا اب سبب بعید ہو گیا کیونکہ اجرت مثل کی سبب کا وہی سبب واقع ہوا ہو ورنہ کیون
 یہ امر پیش آتا کہ صاحبین نے اس شرط کو شرط نہیں جانا بلکہ عین مقنود علیہ یا خبر مقنود علیہ تھیرایا
 تو اس صورت میں اجارہ باطل قرار دیا اور یہ حکم بطلان کا فرمایا یا سبب اجتہاد کے ہی یا سبب
 غلو زانیہ عورتوں اور کثرت اور غلبہ فعل کے اونکے زمانے میں ہوا ہی بہر حال صاحبین کو اس تقریر
 امام صاحب پر کلام نہیں بلکہ انھوں نے شرط زنا کو خبر مقنود علیہ تھیرایا ہی کیونکہ زنا کی کو مقنود
 زمانہ قاری نہ دیکر منافع کہ وہ یار و اندھن یا خبر مقنود ہیں بہر حال یہ وجہ خلاف کی ہی اور یہ خلاف
 اختلاف زمانے پر محمول ہو سکتا ہی فائدہ پس اس تقریر سے واضح ہوا کہ جو معنی مقرر من حساب
 اس عبارت کے لئے ہیں ہرگز ہرگز یہ معنی کسی طور سے نہیں ہو سکتے سیاق اور سباق کے
 بالکل خلاف ہی گفتگو چلی ہے اجارہ فاسدہ میں کی ہی مقرر من صاحب اسکو اجارہ باطل بنا تے
 ہیں جو سبب نزدیک حرام ہو کسی مسلمان کا او میں اختلاف نہیں اور مقرر من صاحب کے مقنود
 اجارہ باطل ہو گا جس میں یہاں بحث نہیں اگر مقرر من صاحب اپنے ان معنوں سے اجارہ فاسد
 ثابت کر دیں تو ہم سو و پیر ہر شکی او کی نظر کریں پس امام صاحب اور صاحبین کے اصل قاعدہ

خلاف نہیں فقط فرق اتنا ہے کہ صاحبین نے شرط کو شرط نہیں کہا بلکہ شرط یہ پایا ہے اور اب اس شرط
 میں ایسا ہی ہے اور امام صاحب نے شرط زائد جانا اور اس وقت میں ایسا ہی تھا یا نہ سہی مگر وہ
 تقریر صورت وجود اجارہ فاسد ہے اگر کہیں پایا جاوے نہ در صورت بطلان اور حکم صحت اجرت
 مثل کافساد کی صورت میں لکھا ہے بطلان کی صورت میں نہیں لکھا اگر فساد محقق ہو جاوے تو
 صاحبین کو بھی تسلیم ہے اور اگر بطلان محقق ہو جاوے تو امام صاحب کو بھی حجت میں کلام میں
 پس یا تو معترض صاحب ان منون کو جو انہوں نے عبارت چلیبی سے احضار فرمائے ہیں ثابت
 کریں بشرطیکہ ان منون سے اجارہ فاسد بن جائے جس میں چلیبی کلام کرتا ہے اور ہماری طرف سے
 اجازت ہے کہ اس میں اپنے اعلان اور انصار سے معترض صاحب استدلال بھی کریں ورنہ ایسے
 سیدہ مطاعن سے تو بہ کریں اور بشرطیکہ محل نہ دیا کریں **قال** سیدہ بنت محمد بن مسلمہ
 اعظم کا مخالف بنیہ کی تین شکایتیں ہیں جو کہ ہدایہ اور شرح قہارہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار اور فتاویٰ
 عالمگیری اور فتاویٰ قاضی خان وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے **وَيُحْيِي كَلْبًا فِي بَيْتِهِ الْكَلْبُ وَالْفَهْرَاءُ**
وَالسَّبَّاحُ الْمُعَلَّمُ وَغَيْرُ الْمُعَلَّمِ فِي ذَلِكَ سَقَاءٌ یعنی جائز ہے کہ کتے کی اور چیتے کی اور
 درندوں کی برابر ہی سکھائے ہوئے ہوں یا نہ سکھائے ہوئے **فَاقُولُ** کہ امام صاحب
 شرح بخاری میں فیہ اختلاف العلماء فقال الحسن وسبعة وسناد ابن ابي
 سيلم ان قالا وذا اعمى وذا شافعي واحمد وذا اود ومالك في سائر ائمة كثر
 الكتاب حرره وقال عطاء بن رباح وابراهيم النخعي وابطا حنيفة وابو يوسف
 ومحمد وابن كنانة وسننهم ان من المالكية والكلاب التي تنفق بها الجحش
 بيها وبيها اثنتان وعشرون الى حنيفة ان الكلب العقور لا يجحد بيته ولا
 يبارك فيه واجاب الطحاوي عن النخعي في هذا الحديث وغيره انه كان من
 كان حكم الكلب ان يقتل وكان لا يحل ارضاها وقد ورد في حنيفة ان
 كلبه فمسا كان على هذا الحديث فمسا حرام ثم انما اثير لانه بالكلاب والروايات

اور اگر یہ ہدایت نہ ہو تو ایک جانب کی صحیح حدیثوں کا انکار لازم آتا ہے کیونکہ دونوں طرف کی حدیثیں
 صحیح موجود ہیں اور فیصلہ ترین قیاس اور ظاہر تر معلوم ہوتا ہے تو اس میں تو سب متفق ہیں کہ اگر
 وقت میں آپسے اونکے مار ڈالنے کا حکم دیا تھا علیٰ ہذا اس میں بھی اتفاق ہے کہ بھیر قتل کی نجات
 کر دی اور شکاری کتے وغیرہ کے بانٹنے کی اجازت دے دی چنانچہ مسلم شریف میں لکھا ہے **أَمَرَ**
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ ثُمَّ قَالَ مَالُ الْهَجْرَةِ وَالْكَلَابِ
ثُمَّ تَرَجَّصَ فِي كَلْبِ الصَّيِّدِ وَكَلْبِ الْعَدُوِّ یعنی ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 مار ڈالنے کتوں کا بچہ فرمایا ان سے اور کتوں سے کیا واسطہ پھر بخصت دی شکاری کتے اور
 کتے گلہ کبریوں کے اتنے کتبہ حدیث نہیں کی نسخ میں اتفاق نہیں بعض کے نزدیک منسوخ نہیں
 شیخ ابن ہمام بھی داخل ہیں اور بعض کے نزدیک منسوخ نہیں سوا اس اختلاف سے ہمارا مطلب نہیں
 جاتا ایسے جہات اختلاف میں اور ہر ایک کے دلائل موجود اب عقلاً و ظہور کر لیں گے کہ کون عقل اور
 نقل کے زیادہ موافق ہیں جو صاحب اس کے منسوخ ہونے کے قائل نہیں تو جب تک اس بات کو
 ثابت نہ کر دیں گے کہ حدیث نہیں کی پہلے حکم قتل کے آپسے فرائی ہو یا بعد ممانعت قتل کے ارشاد ہو
 ہی ہو گرنہ ممانعت کا جو عدم نسخ ہی ثابت ہو گا کیونکہ جب پہلے یا بعد ارشاد ہوئی تو اس سے معلوم ہو گا
 کہ کس کی ممانعت مطلق ہو وقت قتل کے نہیں تھی اور یہ بات ثابت ہو نہ محال ہو ورنہ اختلاف درمیان
 امیکہ ممکن تھا اور یہ لکھنا آچکا کہ اس باب میں حنفیہ جتنی حدیثیں لائے ہیں ان سب حدیثوں کا
 شکاری کتے کی بیج کا جائز ہونا ثابت ہوتا ہے نہ یہ کہ ہر قسم کے کتے کی بیج جائز ہو یہ بات محض
 غلط ہے اگر آپ تلاش کریں اور کتابیں حنفیہ کی ملاحظہ فرمائے تو ضرور بتا لگتا اس لیے کہ حنفیہ کاخذ
 قرآن اور حدیث ہی جو کہ میں ان دونوں میں نہیں ملتا تو اس وقت قیاس صحیح کو لے لے ہیں کہ اتفاق کر
 اور سب ائمہ نے ایسا ہی کیا ہے بلکہ صحابہ اجتہاد کیا کرتے تھے حضرت رسالت صلی اللہ علیہ
 وسلم کے اجتہاد کے اکثر قائل ہیں غرض حنفیہ کے یہاں اس کا بڑا التزام ہے کہ حتی المقدور جب حدیث
 ملے اس کے خلاف نہیں دیتے اس واسطے کہ کتب حنفیہ احادیث سے ازالہ ہیں فتح القدیر میں ہے

سنن
 و صحیح

صریح غلط ہے اس لیے کہ اس کتاب کو ابوالمؤید خوارزمی قاضی القضاۃ نے پندرہ مسندوں کے جیسے
 امام ابو یوسف اور مسند امام محمد اور مسند امام صاحب کے بیٹے حماد کی بھی داخل ہی جمع کیا ہی چاہیے
 کے نام انھوں نے مقدمہ کتاب میں لکھے ہیں اور یہ بھی مقدمے میں لکھا کہ جب میں نے بعض
 جاملوں سے ملک شام میں سنا کہ وہ امام صاحب کو طرف قلت ہوا حدیث کے نسبت
 کرتے تھے اور گمان کرتے تھے کہ امام صاحب کی کوئی سند نہیں اور امام صاحب چند حدیثوں کے
 سوا نہیں روایت کرتے تھے پس مجھ کو سببت دینی آئی تیسرا ارادہ کیا میں نے کہ جمع کروں میں یہ
 مسندوں سے جنکو بڑے بڑے علمائے حدیث نے جمع کیا ہے اس سے اس حدیث کے کتاب کا کہ قاضی القضاۃ
 اور امام صاحب میں سلسلہ ندارد محض ہے اصل پر آپ نے اس کتاب نہیں دیکھی فقط تاریخ
 سے جواب دیا اگر ان کی کتاب بھی ملاحظہ فرمائیے کہ ان کتابوں سے لکھا ہے جن میں واسطے کی
 ضرورت نہیں تو ایسا ہرگز فرماتے یہ سچ حدیثیں طبقہ رابع کی باعتبار جمع کے ہیں اور حقیقت
 پہلی کتابوں سے جمع کی گئی ہیں چنانچہ اس کتاب کے مقدمے میں لکھا ہے ابیسی شاہ صاحب
 کی تحریر مجھے چاہیے کیوں کہ وہ فقط اتنا لکھتے ہیں کہ بال فعل جو مسند امام مشہور ہے اس کو قاضی القضاۃ
 ابوالمؤید خوارزمی نے جمع کیا ہے امام صاحب کی لکھی ہوئی نہیں نہ یہ کہ اس کی حدیثیں عیاداً بالسر
 موضوع میں پھر دہرائی گئی کہ امام صاحب کو سترہ حدیثوں کے سوا نہیں روایت کیا اور دلیل اس پر
 عبارت لائے یقال بکفایت سہرہ ایئہ الی سبعة عشر حدیثاً او نحوہ یعنی کہا کہ امام
 کہ پونہچی روایت امام صاحب کی طرف سترہ حدیث کے یا قریب اس کے اور ظاہر ہے کہ لفظ بالسر
 منصف اور قول بعض غیر معتبر کے لاتے ہیں علاوہ اس کے روایت کرنا سترہ حدیثوں کا اس کو مقتضی
 نہیں کہ ان کو اور حدیث نہیں ملی جو کہ دعوا کیا ہے پس اس عبارت کو اپنے دعوے کی حجت انما
 عین مخالطہ ہے پھر صاحب حطہ نے جسکی یہ عبارت آپ نے نقل کی ہے وہ بھی فرقہ ظاہر ہے ہرگز
 ہیں مگر اس کے بعد قلت روایت کی وجہ بھی بیان کر دی اور کہا ہے کہ احتیاطاً یہ امر جو اندیشہ کہ
 حاشاؤ کا بعض صحابہ بھی مثل ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ وغیرہ کے بوجہ احتیاط کے روایت کم کرتے تھے حال

حدیث اور روایات سے زیادہ جانتے تھے روایت کرنا شیوہ دیگر یہ جاننا نہ جاننا آخر قبول کیا اگر کمال
 مقام اور ثقافت دینداری کا کثرت روایت اور احادیث کے جمع کرنے پر متوفی ہو گا تو امام
 بخاری و مسلم وغیرہ محدثین کو صحابہ پر تفضیل اور ترجیح ہو جاتی کہ ان سے کثرت روایت و تدوین اتحاد
 ثابت نہیں ہوتی حالانکہ صحابہ کو باوجود نہ جمع کرنے احادیث کے ساری امت پر مطلقاً فضل و بزرگی
 ہو اس طرح امام اعظم کی فضیلت و بزرگی کہ باتفاق ثقافت محدثین کے تابعی ہیں دیگر محدثین متاخرین
 بہت جھنسا چاہیے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ پہلے ہی کتابین حدیث کی مدون ہو چکی تھیں اور فقہ کا استنباط
 قرآن اور حدیث سے شمرہ اتفاق ہو چکا تھا بڑے بڑے محدثین مان گئے تھے امام صاحب کی
 حدیث کا انکار کرنا جیسے دن میں طلوع آفتاب کا انکار کرنا ہی چنانچہ بحث اسکی تریوین مغالطے کے جواب
 میں مفصل آئے گی آخر یہ تمام مسائل کہاں سے استنباط ہوئے اور علم اصول اور فقہ کہاں سے
 اخذ کیا سب کا ماخذ قرآن اور حدیث ہی یہ کہنا کہ اصول کے خلاف ہو تو خفیہ حدیث نہیں مانتے تو
 اصول کیا ہی اصول تھی حدیث ہی سے مانو ذہن غرض جو بات تحقیق اور تدقیق کی خفیہ کی یہاں موجود
 ہی کہیں نہیں امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے یہاں تو یہ بات میسر ہی نہیں پھر فرقہ نظامیہ
 کس شمار میں ہیں جو خلاف جمہور اپنا مذہب جانتے ہیں تسوقت روز و رات میں خدا کی طرف سے
 مطالب قرآن اور احادیث اور غرض اور رقصہ کلام تقسیم ہوتا تھا خدا جانے یہ لوگ کمان تھے جو ایسی
 فتنہ غلطی سے محروم رہ گئے بھر پور یہ کہ خیر و کچھ عنایت ہوا تھا صبر کرتے اہل تحقیق کے پیچھے نہ پڑے مگر حاکم
 کیا علاج قاعدہ جو بزرگی میں بڑا ہوتا ہے اور وسیع لوگوں کو حسد بھی زیادہ ہوتا ہے لقب امام مہم کا یوں
 جانب اسد تمام عالم میں مشہور ہو گیا ہی ظاہر ہے کہ مٹانے سے ہرگز نہ مٹے گا سچا غرار
 ایندوہر فرور و دہر اس قند زند ریشش بسوزہہ انکو رشک آیا کہ خفیہ مذہب کے اس قدر عقل
 کیوں ہیں ہزاروں تدبیریں کیں کہ کسی طرح انہیں تفریق پڑے کہیں کہا کہ انکی حدیثیں ضعیف
 ہیں کبھی کہا کہ انکی عقل سے یہ لوگ کہتے ہیں کیوں نہ کہیں آخر اولاً کہ کتاب ہی رب میں غیر
 ذوی العقول تو نہیں جو اپنی عقل کو بالاسے طاق رکھیں خدا نے عقل استیلا دی ہے کہ غرض کلام

سمجھاکرین اس لیے اہل روایت محدثین ہوئے اور اہل روایت محققین محمد بنین کے اجتہادات معتبر
 نہیں ہاں روایت ائمہ کی معتبر ہی ہو سکے پر کھنے والے اور لوگ ہیں یہ لوگ فرقہ ظاہر یہ مطلق نہیں
 سمجھتے کہ یہ ام واسطے وجوب کے ہی واسطے استصحاب کے یا بیان جواز کی واسطے ہی علی بن ابی القیس نہی
 تحریری ہی یا تشریحی اس کے کچھ بحث نہیں اعتراض کرنے سے کام ہی اور مخالف کہہ دینا تو ان کا کلیہ کلام
 ہی صحیح عبارتیں کتابوں کی جو نقل کرتے ہیں انہیں ایسا خلط ملط کرتے ہیں کہ عامی اس کو دیکھ کر
 دھوکا کھا جاوے ہر ابغی میں تمام اہل اسلام کا اتفاق ہی کہ حرام ہی جو منہ بخلاف کی کتابین است
 پر ہیں اور امام نووی نے بھی اجماع مسلمانوں کا اس میں بیان کیا ہی اور بیچ کلب میں انھوں نے
 ہرگز اجماع تمام اہل اسلام کا نہیں لکھا یہ فقط اچھا حاشیہ ہی ان بیچ نمودار ختمیر میں اجماع تمام مسلمان
 لکھا ہی اس میں تو انھوں نے خود اختلاف لکھا ہی اور امام مالک کی تین روایتیں لکھی ہیں ایک میں
 بیچ جائز نہیں لیکن جو شخص تلف کر دے اس پر قیمت واجب ہو اور دوسری میں بیچ درست ہی اور قیمت
 واجب ہو اور تیسری میں نہ بیچ درست ہی نہ قیمت واجب ہاں جس جگہ اکثر علماء ایک طرف تھے ہیں
 وہ اپنی علت کے موافق جمہور علماء قہر کہتے ہیں گو علماء شافعی ہوں مگر اجماع مسلمین وہاں کہتے
 ہیں جہاں چاروں مذہب کے علماء متفق ہوں پس نہیں کلب کو تحریری کہنا کسی دلیل سے ثابت
 نہیں ہوتا بلکہ نہی تنہی کی کہنا اس حدیث کے مناسب معلوم ہوتا ہی جو عبد اللہ بن عباس سے
 شیخین نے روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے لگوائے اور حجام کو اجرت اوسکی دی
 اور اگر اجرت حجام کی حرام ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اجرت نہ دیتے اتنے روایت کیا ہے
 بخاری اور مسلم نے حال انکہ بطرح اپنے کلب سے مخالفت فرمائی اور اوس کو خبیث کہا ہی اس بطرح اجرت
 حجام کو بھی خبیث کہا ہی حال انکہ صحیح حدیثوں سے اجرت دینا ثابت ہے پس محدثین بیان نہی تشریحی
 لیتے ہیں کیونکہ دونوں حدیثیں صحیح موجود ہیں ایک میں مخالفت ہو اور دوسری میں جائز نہی معلوم
 ہوتا ہی کیسے ہو سکتا ہے کہ جس شی کی مخالفت ہو اوس کو خود کر لین پس معلوم ہوا کہ جہاں منع کیا ہی
 اوس سے نہی تشریحی مراد ہی ضابطہ امام نووی شرح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں کہ جمہور نے حجت کبریٰ

ع
 صحیح
 بخاری
 حدیث

حدیث عبداللہ بن عباس سے اور محل کیا اونھوں نے احادیث بھی کو تخریج پر اور منتفع ہونے کیلئے
نسب اور براہِ یحیٰ کر کے پرچہ کا مومن کے اور شریف پیشوں کے انتہے اسی قسم کی توجیہ کی کہ
قیمت میں بھی کی جیسا پنجہ سوال آئندہ کے جواب میں ہم لکھیں گے پس کون سی وجہ ہو کہ مانع ہو
کہ کہنے کی قیمت میں یہ تقریر نہ کریں کہ یہاں بھی نہ تخریج ہو اور اس وجہ سے مانع فرمائی ہو کہ
اومی کو خصوصاً شرفا کو یہ بات ہرگز نہ بیانیں کہ کہنے اور ملی کو بیچتے پھر کریں بلکہ عالی ہمت ہوں
اور ذیل پیشہ اختیار کریں اگر بالفرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیچنے لگانے کی ضرورت
نہ پڑتی تو حضرات ظاہر یہ تو ہرگز نہ توجیہ سنتے کہ کیسی ہی موافق عقل کے تھی پس مقلدین تو بظہر
مخالفت قیاس کے آوے اور سکوا اسکے مورد پر رکھتے ہیں اور اگر موافق قیاس ہو تو اس میں
قیاس کے علت اس کی نکالتے ہیں اور فرقہ ظاہر یہ خواہ موافق قیاس ہو یا نہ ہو اس کو اس کے
مورد پر رکھتے ہیں اس لیے راہین جو حدیث وارد ہوئی ہو اور میں فقط سونا چاندی کیسوں جو
یہ چھوٹ نکات کا ذکر قیاس نہیں کرتے جیسا پنجہ شرح مسلم میں امام نووی لکھتے ہیں فقال اهل
الظاهر لا يراى باقى غير هذا السنن بنى على اصلهم في نفى القياس قال جميع
العلماء سواهم لا يختص بالسنن بل يتعدى الى ما في معناها وهو ما يشكك
في العلة واختلوا في العلة التي هي سبب تحريم الربا في السنن يعني كما ان ظاهر
نے نہیں سود ہوتا سو ان چھ چیزوں کے برابر اپنے قاعدے کے کہ جو نفی قیاس میں ہو کہ تمام
علمائے جو سو ان کے ہیں کہ نہیں خاص ہو ساتھ چھ چیزوں کے بلکہ تجاوز کرتا ہی طرف اس کے جو
ان کے معنوں میں ہو اور وہ وہی جو شریک ہوا انکی علت میں اور اختلاف کیا اونھوں نے اس
میں کہ جو سبب ہو حرام کرنے سود کا ان چھ چیزوں میں آتے اور ابن جریر راوی کو اپنے ضعیف
کہا ہو اور دلیل اوپر شافعی مذہب کے قول کی سند لائے ہیں جبکہ بیان مرسل میں دوسری وجہ ہے
اگر قوت ہو جاوے تو اس کو ماننے میں اور نہ محبت نہیں گردانتے اور تقریب میں تو ان جرم کی کوفتہ
فقہ فاضل لکھا ہو اس کو آپ خلاف دیانت قصداً چھوڑ گئے بیشک تالیس تا پندرہ سو م ہرگز

جداں منوں سے

ایسے فقہ اور فقیہ فاضل کی بلکہ وہ مقبول ہیں چنانچہ سند کے آتی ہی خیر سے اسکو بھی تسلیم کیا اسکی قوت کثرت طرق سے ایسی ہی کہ کوئی نادان بھی انکار نہیں کر سکتا گوہر مسل ہی تو کیا ہوا حال ائمہ ضعیفہ کے نزدیک مسل بھی محبت ہی چنانچہ لا علی قاری نے شرح شرح خبہ الفکر میں لکھا ہوا **وَلَا أَقَالَ جَمْعُهُ** **الْعِلْمَاءُ أَنَّ الْمُرْسَلُ حُجَّةٌ مُطْلَقًا** یعنی اور اسید واسطے کہا جہو علمائے کہ تحقیق مسل حدیثین حجت ہیں مطلقاً اتنے اور مقدمہ مشکوٰۃ نہ یفین ہو **وَعِنْدَ ابْنِ حَنِيفَةَ وَمَالِكٍ الْمُرْسَلُ مَقْبُولٌ مُطْلَقًا** یعنی اور نزدیکی ابو حنیفہ اور مالک کے مسل مقبول ہیں مطلقاً اتنے اسے بعد لکھا ہوا **وَعِنْدَ الشَّافِعِيِّ إِنْ اِتَّخَذَ يَوْجُهُ اَخْرَجَهُ سِلٌّ اَوْ مُسْنَدٌ وَلِنْ كَانَ ضَعِيفًا** یعنی اور نزدیکی امام شافعی کے اگر قوت پائے دوسری حدیث سے مسل مویہ سند اگرچہ ضعیف ہو مقبول ہوتا ہے اور مقدمہ ترمذی میں لکھا ہوا **وَالْأَصَحُّ التَّفَضُّلُ فَمَادَ وَاَهُ** **بَلْفِظٍ مَحْتَمِلٍ لَمْ يُبَيِّنْ فِيهِ السَّمَاعُ فَحُكْمُهُ حُكْمُ الْمُرْسَلِ وَأَنْوَاعُهُ كَمَا وَاسَاهُ** **بَلْفِظٍ مَبِينٍ لَا تَصَالٍ كَسَمِعْتُ وَأَخْبَرَ وَأَوْحَدْتُ وَأَشْبَاهُهَا فَهُوَ حُجَّةٌ** یعنی تملیس میں تفصیل میں پس جو کہ روایت کیا اوستے اسکو ساتھ لفظ محتمل کے کہ نہ بیان کیا گیا اور نیز سننا پس حکم اسکا حکم مسل کا ہی اور اس کے انواع کا اور جو کہ روایت کیا اوستے اسکو ساتھ ایسے لفظ کے کہ بیان کیا گیا ہی واسطے اتصال کے جیسے سنائیں نے اور خبری ہو اور حدیث بیان کی جسے اور مثل اسکے پس یہ حجت ہوتے اس عبارت سے معلوم ہوا کہ خفیفہ کے یہاں دونوں قسمین معتبر ہیں اور مقدمہ بخاری میں ہے **وَأَمَّا الْمُرْسَلُ فَهُوَ عِنْدَ الْفُقَهَاءِ وَأَصَحُّ الْأَقْوَالِ** **وَالْحَاطِبُ الْأَخَافِظُ أَيْ ذَكَرَ الْبُخَارِيُّ وَجَمَاعَةً مِنَ الْحَدِيثِيِّينَ مَا انْقَطَعَ اسْنَادُهُ** **عَلَى آيٍ وَجْهٌ كَانَ انْقِطَاعُهُ فَهُوَ عِنْدَهُمْ مَبْعُوثٌ** یعنی لیکن مسل پس ہر نزدیکی فقہاء اور اصولیوں اور خطیب حافظ ابو بکر بغدادی اور ایک جماعت محدثین کی وہ ہے کہ منقطع ہو اسناد اسکی کسی وجہ پر جو انقطاع اسکا پس مسل نزدیکی اون کے معنی منقطع کے ہوتا ہے اسکے بعد لکھا ہوا **وَمَالِكٌ وَأَبْنُ حَنِيفَةَ وَأَحْمَدُ أَكْثَرُ الْفُقَهَاءِ أَنَّهُ يُخْتَارُ** **وَمَنْ هَبَّ الشَّافِعِيُّ أَنَّهُ**

۴
شرح شرح خبہ الفکر

۴
شرح شرح خبہ الفکر

۴
شرح شرح خبہ الفکر

۴
شرح شرح خبہ الفکر

مادت پکڑین اسکے مفت دے ڈالنے کی اور مستعار دینے کی اور جوان مردی کرنے کی ساتھ
 دینے اوستے جیسا کہ یہی اکثر ہی ہوا اگر ہو اس میں سے کہ نفع دے اور بیچے اوسکو بیچ ہی
 بیچ اور ہوگی قیمت اوسکی حلال یہ مذہب ہمارا ہی اور مذہب کل علما کا گروہ کہ روایت کی ابن منذر
 نے ابو ہریرہ اور طاؤس اور مجاہد اور جابر بن زید سے یہ کہ نہیں جائز ہی بیچ اوسکی اور حجت لا
 وہ ساتھ حدیث کے اور جواب دیا جمہور نے اوستے میں طور کہ تحقیق یہ حدیث محمول ہو اوس پر
 جو ذکر کیا ہے کس بھی جواب عمدہ ہی آئے اس سے معلوم ہوا کہ جمہور اسی کے قائل ہیں کہ بیان
 نئی تنزیہی ہی اور بیچ ملی کی جائز ہی مگر آپ حضرات تو باوجود قول جمہور کے اوسکو مخالف ہی جاتے
 ہیں اس لیے ہم کہتے ہیں کہ آپ معنی اور مطلب اور غرض حدیث حنفیہ سے دریافت کر لیا کیجیے
 جسکا کام ہوتا ہی وہی اوسکی تہ کو پہونچتا ہی اچا شیوہ یہ نہیں ہے کار بوزنیہ نیست بخاری ہاں مگر
 کے اندر بیچ کے جس پر چاہے لعن طعن کیجیے گا لیان دیجیے ع این کار از تو آید و مردان خنکین
قال مسندہم اور ایک مسندہم اعظم کا مخالف پیغمبر کی حدیث کے یہ ہو کہ خود المختار میں لکھا ہے۔
 بخلاف الشاة المصرة اذ فلا یکرڈھامعہ لکنھا اوصاعہ تمر کل یکجعم بالنقصان
 یعنی بخلاف بکری بند کی گئی کے پیش واپس کرے خریدار اوسکو ساتھ دو دھواؤں کے یا سا
 ایک صاع کھچو وان کے بلکہ اوسکو کو قیمت کر کے اخرا **اقول** مسترض صاحب نے شاید گمان
 کیا ہو کہ حنفیہ نے حدیث مصرات کو محض بوجہ مخالفت قیاس محمول بہ نہ تھیرایا جاشا و کل الام
 صاحب تو حدیث نہ عیض کو بھی قیاس پر ترجیح دیتے ہیں حال آنکہ اس مقام پر تو اس حدیث کے
 مخالف دوسری حدیث نہایت صحیح جس پر تمام امت کا عمل درآمد ہی موجود ہی اور قاعدہ ہی کہ جو حکم
 شارع کی طرف سے عام ہو اوسکے مقابلے میں حکم خاص کو ترجیح نہوگی بلکہ اوسکو مورد خاص پر
 جسکی وجہ ہماری عقل میں نہیں آتی محمول کیا جائے گا یا یوں کہا جاوے گا کہ حکم عام اس حکم
 خاص کا نسخہ ہی ہر حال امام صاحب نے ایک حدیث کو جس میں حکم عام تھا دوسری حدیث خاص
 ترجیح دی ہی محض قیاس کو دخل نہیں دیا جیسا کہ ظاہر یہ کا قیاس امر گمان ہو لکن امام شافعی حکم

مذہب

حاکم کو حکم عام پر ترجیح دیتے ہیں چنانچہ علم اصول میں بحت اسکی مفصل مندرج ہو اور حق یہی ہو کہ
 حکم کلی حکم جزئی پر ترجیح رکھتا ہو اس لیے کہ جزئی میں احتمالات بہت ہیں لہذا امام صاحب حتی الامکان
 حکم عام کو معمول بہ گردانتے ہیں خصوصاً اسوقت جبکہ حکم خاص میں چند روایتیں مختلف وارد ہو
 اور جمیع قیاسات کے مخالف ہو پس اس صورت میں بدرجہ اولیٰ حکم عام قابل عمل ہو گا اور خاص
 بوجہ تعارض علم کے صورت خاص پر معمول کیا جائے گا ترمذی شریف میں ہے **عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ**
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَىٰ أَنْ أَخْرَجَ الزَّيْتُ مِمَّنْ وَهَذَا أَحَدُ بَيِّنَاتِ صِحِّهِ یعنی
 عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ خراج کا استحقاق بوجہ ضمان
 ہوتا ہے اور یہ حدیث صحیح و ثابتہ حاصل اسکا یہ ہے کہ شلہ کوئی شخص کسی غلام کو خریدے اور اجرت
 اسکی جو بعد خریدنے کے آئی ہو وہ در کھلے تو وہ اسکا مستحق ہے کیونکہ وہ وہی جو اسنے خریدی ہے
 اگر ہلاک ہو جاتی تو وہ اسکا مال ہلاک ہوتا جب مشتری اسکی ضمانت میں ہو تو جو منافع اسکے ہو گئے
 انکا وہی خریدنے والا مالک ہو گا اور بائع کو وہ منافع واپس کیے جائیں گے بلکہ مشتری بوجہ ضمان
 کے انکا مستحق ہو پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گبری مصرت جو اسکی ضمان میں آئی ہو اسکا
 دودھ مشتری کو مباح ہے اور وہ اسکا بوجہ ضمان مستحق ہے پس اگر دوسری حدیث سے یہ بات ثابت
 ہو کہ دودھ کا بعض دینا چاہیے تو ظاہر ہے کہ ان دونوں حدیثوں میں تعارض ہو گا حالانکہ دونوں
 حدیثیں صحیح ہیں پس حدیث **أَخْرَجَ الزَّيْتُ مِمَّنْ** کہ جسبہ جو ہوا مست کا عمل درآمد چنانچہ قول امام ربیع
 وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے حدیث مصرت پر ترجیح دی جائے گی اس لیے کہ اسکے الفاظ میں نہایت
 اختلاف ہے کیونکہ مسلم کی روایت میں **صَاعًا مِنْ تَمْرٍ** یعنی ایک صاع کھجور دے اور دوسرا
نَفْطًا صَاعًا مِنْ تَمْرٍ یعنی سترہ صاع قہر قہر یعنی ایک صاع طعام سو اگندم کے دے اور
 ابو داؤد کی روایت میں **مِثْلُ الْوَسْطَىٰ** کہ مِثْلُ الْوَسْطَىٰ یعنی برابر دودھ کے یا دھن کے اوس کے
 نیمون دے پس اس مسئلے میں چار امر ارشاد ہیں یا تو انبر عمل نہ کیا جاوے گا اور رجوع
 دوسری نص کی طرف ہو گا یا انکو خاص محل پر عمل کیا جاوے گا لہذا امام صاحب نے تو اس افعول

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ
 النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَىٰ أَنْ أَخْرَجَ الزَّيْتُ مِمَّنْ وَهَذَا أَحَدُ بَيِّنَاتِ صِحِّهِ

تقصیہ شخصہ پر چل گیا کہ شارع نے خلاف قیاس کے مورد خاص شخصہ میں جو ہماری عقل میں نہیں آتا حکم فرمایا تھا اور عمل درآمد دین کا خلاف قیاس پر نہیں ہوتا بلکہ امت کے واسطے حدیث لکھ کر آیا تھا خود ارشاد ہو چکی ہو غرض امام صاحب نے اس باب میں حدیث صحیحہ پر جو معمول بہ تمام امت کے ہی عمل کیا اور امام شافعی نے اس کو خاص کر لیا ہی اور امام صاحب نے اس کو قصیہ شخصہ کو مخصوص کیا اور ان کی نظر میں اس کو ترجیح دی کہ ان کی نظر میں اس کو ترجیح دیں سے صحیح حدیث موجود ہی اور عقود احوال المصلفہ فی اولہ مذہب الامام ابی حنیفہ میں ہے کہ عیسیٰ بن ابان محدث نے کتاب الحجۃ میں لکھا ہے کہ حکم مصرات کا اس وقت تھا کہ جب معصیت کی عقوبت اخذ اموال تھی چنانچہ اسی قسم سے وہ حدیث ہی جو زکوٰۃ میں روایت ہے کہ جو شخص زکوٰۃ کو بخوشی ادا کرے گا اس کا اجر یاد سے گا ورنہ ہم اس سے زکوٰۃ اور نصف مال اس کا لین گے اور اسی قبیل سے وہ حدیث ہے جو عمرو بن شعیب سے دربارہ سارق ثمر غریجر کے روایت ہے کہ اس سارق کے چند درے عقوبت مارے جاویں اور دو مثل اس شہر کا اس سے لیا جاوے پس جبکہ مشروع اسلام میں ایسا حکم تھا یہاں تک کہ باکو بھی المد تھانے نے منسوخ کر دیا تو اشیائے مانوۃ جبکہ امثال ہیں اپنے امثال کی طرف عود کر آئیں اور جن کے امثال انہیں وہ اپنی قیمت کی طرف پھر گئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریح سے منع فرمایا تھا اور فرمایا تھا کہ بیع مصرات کی فریب اور دغا بازی ہو اور مسلمانوں کو فریب دینا حلال نہیں پس جس شخص نے ایسا کیا اور ایسی شے کو بیع کیا جس کی بیع سے مخالف حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو گیا اس کے واسطے یہ سزا مقرر تھی کہ تین دن کا دودھ مشتری بعوض ایک صاع کے ہوئے اور شاید وہ دودھ چند صاع کے مساوی ہو پھر یہ سزا سے مالی منسوخ ہو گئی اور اشیائے مانوۃ امثال باقیمت کی طرف عود کیا اور کہا امام طحاوی نے کہ جس دودھ کو مشتری نے تین روز تک لیا ہی بعض اس کا ملک بائع میں قبل شرا تھا اور بعض ملک مشتری میں بعد شرا پیدا ہوا ہے کیوں کہ اس سے کئی بار اس کو دہا ہوا ہے کس دودھ جو ملک بائع میں تھا بیع ہو گیا جب بکری کی بیع فسخ ہو گئی تو اس دودھ کی بھی بیع فسخ ہو جائے گی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشتری مصرات کی واسطے

عقود احوال المصلفہ
مکتوبہ

بعد دو اسکے کہ دودھ بعض ایک صاع تم کہ جسکو مع بکری کے رو کرنا واجب کرنا ہی اور دودھ
 او سو ق میں کل صرف ہو گیا ہی بعض پس ششتری لبن دین کا بعض تم دین کے مالک ہو گا پس
 یہ صورت بتیم الدین بالکائنین داخل ہو جائے گی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد اسکے
 بیچ الدین بالکائنین سے منع فرمایا چنانچہ ابن عمر رضی عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا
 الکائی بالکائی سے یعنی بیچ دین سے بعض دین کے پس اس قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اس قول کو جو مصرات میں مروی ہے منسوخ کر دیا علاوہ اسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 بروایت ابو ہریرہ رضی عنہ وغیرہ کے ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا الخیر ایہ بالکائنین یعنی منع بیچ
 کا بوجہ ضمان کے ششتری ستم حق ہو اور علمائے امت نے اس حدیث کو تسلیم کیا ہی اور قبول فرمایا ہی اور
 تم جانتے ہو کہ اگر کوئی شخص بکری خریدے پس اسکو دودھ لے پھر اسکو عیب پر سوا تصریہ کے
 مطلع ہو جاوے تو وہ شخص اس بکری کو پھیر دے اور وہ دودھ اسکا ہی اسطرح اگر وہ بکری کو
 بچہ دیوے تو بکری کو بوجہ عیب پھیر دے اور بچہ ملک اسکی ہی اور تمھارے نزدیک یہ اس
 خراج سے ہے جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوجہ ضمان واسطے ششتری کے مقرر فرمایا
 پس یہ صاع جسکو تم ششتری مصرات پر وقت واپس کرتے بکری کے بوجہ تصریہ واجب کرتے ہو
 حال سے خالی نہیں یا تو بعض کل دودھ کے کرتے ہو جو وقت خرید موجود تھا یا بعد خرید یا
 ہوا ہی یا بعض اس دودھ کے کہ تم ہو جو اسکو تمھیں بین وقت وقوع بیع موجود تھا پس اگر وہ
 صاع بعض دونوں کے ہی تو تم نے اس حدیث کو ترک کر دیا جس کی وجہ سے ششتری کو دودھ
 اور بچے کا استحقاق بعد رد شاہ ثابت کرتے تھے کیونکہ ان دونوں کا حکم خراج کا حکم ہے جسکو رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے ششتری کے بوجہ ضمان بیع کے مباح کیا ہی اور اگر یہ صاع بعض
 اس دودھ کے ہو جو اسکو تمھیں بین وقت بیع تھا اور باقی دودھ ملک ششتری کا من قبیل خراج
 کہا جاوے تو اس صورت میں ایک صاع دین بعض لبن دین کے ہو جاوے گا حال آنکہ بیچ دین
 بعض دین موافق حدیث مذکور کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں پس جو صورت بیچے اس میں کوئی

نہ کوئی حدیث ترک کرنی پڑتی ہو اور تم فسخ حکم معصرت کے قائل ہونے میں غیر سے او لے ہو کہ چونکہ
 تم کہیں کو حکم خارج میں کر دانتے ہو اور غیر ایسا نہیں کرنا آتے پس معلوم ہو کہ طرفین کا ماخذ حدیث
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کوئی قیاس نہیں کرتا ہر طرف حدیث صحیح موجود ہی پس معترض صاحب
 کا طعن نے سو ہی او کو ایمہ کا ماخذ تو معلوم ہی نہیں مگر دخل در حقوقات ضرور دیتے ہیں اور یہ
 نہیں جانتے کہ فیما بین حنفیہ وشافعیہ متنازع فیہ کو ہمارا ہی جس سے اختلاف مسائل متنازعہ
 واقع ہوا ہے البتہ اوسمیں گفتگو کرتے تو ایک موقع تھا حنفیہ کے ماخذ کو بالکل یک قلم اور ا
 کے شافعیہ کا ماخذ لکھ دیا اس سے بڑھکر اور کیا دھوکا اور فریب ہو گا اللہ تعالیٰ ایسی فریب
 دہی سے عوام کو بچا دے وہ بیچارے تو شے مسلمان ہوتے ہیں وہ کیا جانیں کہ حنفیہ کس پائے
 کا مسلک رکھتے ہیں نظائر اہل اہل و انکو معترض صاحب کے اقوال دیکھ کر یوں ہی معلوم ہو گا کہ حنفیہ نے
 محض قیاس کو دخل دیا یہ حاشا دکھ کوئی شخص اس کو دنیاوی میں جو کہ ناپائدار ہیں دیدہ و دانستہ
 نے احتیاطی نہیں کرتا تو امور دینی میں باوجود احادیث اور قرآن کے اپنے قیاس سے مسائل کا
 اختراع کیونکر کرے گا عامی کی بھی یہ جرات نہیں نہ کہ ایمہ کرام خصوصاً امام اعظم جن کا علم و فضل
 اظہر من الشمس ہے اور جن کے مقلدین لاکھوں اولیاء کا طین بدولت اسی تقلید کے ہو گئے
 کیونکر محض قیاس سے مسائل استنباط کر سکتے ہیں جب کوئی ماخذ اوسکا نہ پایا جاوے خدا معترض
 صاحب اور تمام متعصبین کو ایسے مطاعن سے رہائی بخشے اور انکی محفو نقصان کرے خدا جانے
 کہ ان لوگوں سے کونسا ایسا شدید گناہ سرزد ہوا ہے جسکی سزا کیواسطے مطاعن ایمہ کرام کی
 تقدیر میں لکھ دی گئی ہے چون خداوند کہ برودہ کس در وہ میلش اندر طعنہ پاکان
 نعوذ باللہ من شرہ و من انفسنا و من شیارات اعمالنا قال مسئلہ دوم اور
 ایک مسئلہ امام اعظم کا فی الف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے یہی جو کہ ہر ایمہ اور شرح و قایم اور
 کثر الذائق اور در المختار شرح در المحتار اور فتاویٰ عالمگیری اور فتاویٰ قاضی خان میں لکھا
 ہے واصلوا بجنائکم لیسرونیئا ولا سجدۃ تلاقوا ولا تھانی معنی الصلوات

فتح القدير كتاب الصلوة

المجلس
العلمي

[illegible]

۴
فتح القدر باب

۵
باب در غروب
۶
مسئله

طہر ہوا تو نماز سے اس واسطے کہ تحقیق یہ آفتاب طلوع کرے یا ہر درمیان دو قرون شیطان کے انتہے
دوسری حدیث مسلم وغیرہ کی ہے کہ بنی عامر سے فتح القدر بن لکھی یہ ثلاث سعات گانہ سوال
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھا انا ان نصلی فیہن اَوْ نَقْرُؤُا مَوْاَلَا حِزَّ تَطْلُعُ الشَّمْسُ مَا رَأَتْ
حَتَّى تَرْتَفِعَ وَحِينَ تَقُومُ قَائِمَ الظُّهْرِ حَتَّى تَمِيلَ الشَّمْسُ وَحِينَ تَضِيبُ الْعُرُو
حَتَّى تَغْرِبَ وَهُوَ لَا يَمُوتُ عَدَمَ الْحِلِّ فِي جَنْبِ الصَّلَاةِ دُونَ عَدَمِ الصَّحَةِ
فِي بَعْضِهَا بِمَحْضِ وَجْهِهِ وَالْمُعِيدُ لَهَا لَمَّا هَمَّ قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ
بَيْنَ قَرْنِ الشَّيْطَانِ وَاِذَا اسْتَرْجَعَتْ فَاسْرَفَهَا شَوْطًا اَسْتَوَتْ فَاسْرَفَهَا فَاِذَا
سَاكَنَتْ فَاسْرَفَهَا وَاِذَا اسْتَلْزَمَتْ بِلَقَرِهَا وَاِذَا اسْرَبَتْ فَاسْرَفَهَا وَنَهَى عَنِ الصَّلَاةِ
فِي ثَلَاثِ السَّاعَاتِ رَوَاهُ مَا لَكَ فِي الْمُوطَاةِ الشَّائِئِي يَنْبَغِي تَنْوِيلُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ مَنَعُ كَرْتِهِ نَمَازٌ يَرْثِي عَنْهُ كَوَيَا مَرَدُّهُ دَفْنُ كَرْتِهِ كَوَايِكُ طُلُوعِ آفَتَابِ كَيْسَا كَرْتِ
كَرْدِ وَنَجَا هُوَا وَرَدُ دُوسَرُ وَوَقْتُ تَحْصِيكِ دُوبَرُ كَيْسَا تَمَكُّرُ آفَتَابِ وَحُلُّ اَوْ مِيرُ غُوبِ سُوْجُوْ
كَوْ حِسْوَقُ مَلُّ مَوِيَا تَمَكُّرُ غُوبِ هُوَا وَرَبِّهِ حَدِيثُ فَاَمَرَهُ دِي هُوَا سَا كَرْتِ جَنْسُ غَا زُ كَسْتِ سَمِ
كِي هُوَا حِلَالِ اَنْبِيَا نَبِيَّ كِي خَا مَعْضِي نَمَازُ دُرُسْتِ نَمَازُ رَا سَا كَا فَاَمَرَهُ دِي هُوَا قَوْلُ اَنْخَرْتِ صَلَّى عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ كَا كَرْتِ حَقِيقُ آفَتَابِ طُلُوعِ كَرْتَا يَمِ دُرْمِيَا دُو قُرُونِ شَيْطَانِ كِي مِسْ حِسْوَقُ غُوبِ بَلَسْ
هُوَ جَانَا يَكُ مَجَانَا يَمِ مِسْ شَيْطَانِ مَجْرُ حِسْوَقُ بَرَا بَرُ سَكِي آجَانَا يَمِ تُو زُو دِي مَجَانَا يَمِ اُو سَكِي
مَجْرُ حِسْوَقُ وَحُلُّ آجَانَا يَمِ اُو سَكِي مَجَانَا يَمِ اُو حِسْوَقُ قَرِيبِ غُوبِ كِي هُوَا يَمِ مَجْرُ شَيْطَانِ اُو سَكِي
بَا سَ آجَانَا يَمِ اُو رَجَبِ غُوبِ مَجَانَا يَمِ جَدَا مَجَانَا يَمِ اُو مَنَعُ كِي يَمِ نَمَازُ سَا اِنْ وَفَتُونِ مِيَا رَوَا
كِيَا اُسْكُو مَالَكُ نَمِ مَوْطَا مِيَا اُو رَوَا يَتِ كِيَا نَسَا يَمِ نَمِ اُو رِيَا حِدِي سِي ثِيَا اُو سَ حَدِيْتِ كِي اُجَدَا
هُوَ يَمِ جَانَا مَجْرُ كِيَا اَعْلَامُ اَعْيُنِي نَمِ مَشْرَحُ يَمِ اِي مِيَا وَ قَالَ الطَّحَاوِي وَ مَرَدُّ هَذَا الْحَدِيثِ
اَيُّ حَدِيثٍ مِّنْ اَدْرَا لَكَ كَانْ قَبْلَ نَهْيِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِمَّنِ الصَّلَاةُ وَفَا مَرَدُّ
اَلْمَكْرُوْهُ هَكَذَا يَمِي كَمَا اَمَامُ طَحَاوِي نَمِ وَارَدُ هُوَا اِسْ حَدِيْتِ كَا اَعْيُنِي حَدِيْتِ مِّنْ اَدْرَا لَكَ كَا تَحَا

إِذَا ذَكَرَ مَا قَاتَ ذَلِكَ وَقْتَهَا أَوَّلَهُ وَبِهِ يَتَوَقَّعُونَ بَيْنَ هَذَا الْحَدِيثِ ذَلِكَ
 الْأَحَادِيثُ لِأَنَّ التَّخْصِصَ خِلَافَ الظَّاهِرِ وَظَاهِرُ الْأَحَادِيثِ النَّهْيُ عَنِ
 الْقِرَاءَةِ فِي الْمَوَاقِلِ الْمَعْنَى أَوْ جَوَابُهَا تَحْقِيقُ تَعَارُضِ وَقْتِ هَذَا الْحَدِيثِ مِنْ أَوَّلِ
 أَحَادِيثِ مَنْ جَمَعُوا بَيْنَ وَقْتِ نَمَازِ كِي مَانَعَتْ وَارِدِهِ كَيْفَ يُؤَدُّهُ شَائِلُ بَيْنَ فَرَسٍ وَنَفْلِ كَوْنِ
 أَوْ زَمَانٍ خَاصٍّ مِنْ نَفْلِ كَسَاتِمَ جِيسَا كَلِمَانِ كَيْفَ شَا فَعِيَّةً أَوْ حَكَمَ تَعَارُضِ كَا وَرِيَانِ دَوْنَهُ
 كَسَبُوعِ كَرَامِي طَرَفِ قِيَاسِ كَسَا وَرَقِيَاسِ تَسَا حَدِيثِ كَسَا كَوْنِ جَوْصَلُوَّةِ عَصْرِ كَسَا زَمَانِ أَوَّلِ تَرْجُمِ
 دَمِي أَوْ حَكَمِ نَفْلِ كَوْنِ نَمَازِ فَرَجِ بَيْنِ أَوَّلِ تَرْجُمِ دَمِي جِيسَا كَلِمَانِ كَيْفَ شَا فَعِيَّةً أَوْ حَكَمَ تَعَارُضِ كَا وَرِيَانِ دَوْنَهُ
 نَفْلِ كَسَاتِمَ خَاصٍّ مِنْ جِيسَا كَلِمَانِ كَيْفَ شَا فَعِيَّةً أَوْ حَكَمَ تَعَارُضِ كَا وَرَقِيَاسِ تَسَا حَدِيثِ كَسَا كَوْنِ جَوْصَلُوَّةِ عَصْرِ كَسَا زَمَانِ أَوَّلِ تَرْجُمِ
 چنانچہ لَمَانِ كَيْفَ شَا فَعِيَّةً بُوَجْهِ فَرَا تَسَا أَنْخَرَتْ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَسَا جَوْصَلُوَّةِ عَصْرِ كَسَا زَمَانِ أَوَّلِ تَرْجُمِ
 نَمَازِ تَسَا بِمَحْمُولِ جَا كَوْنِ جَوْصَلُوَّةِ عَصْرِ كَسَا زَمَانِ أَوَّلِ تَرْجُمِ دَمِي جِيسَا كَلِمَانِ كَيْفَ شَا فَعِيَّةً أَوْ حَكَمَ تَعَارُضِ كَا وَرَقِيَاسِ تَسَا حَدِيثِ كَسَا كَوْنِ جَوْصَلُوَّةِ عَصْرِ كَسَا زَمَانِ أَوَّلِ تَرْجُمِ
 وَقْتِ اَوَّلِ تَرْجُمِ دَمِي جِيسَا كَلِمَانِ كَيْفَ شَا فَعِيَّةً بُوَجْهِ فَرَا تَسَا أَنْخَرَتْ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَسَا جَوْصَلُوَّةِ عَصْرِ كَسَا زَمَانِ أَوَّلِ تَرْجُمِ
 اَوَّلِ أَحَادِيثِ اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَسَا جَوْصَلُوَّةِ عَصْرِ كَسَا زَمَانِ أَوَّلِ تَرْجُمِ دَمِي جِيسَا كَلِمَانِ كَيْفَ شَا فَعِيَّةً بُوَجْهِ فَرَا تَسَا أَنْخَرَتْ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَسَا جَوْصَلُوَّةِ عَصْرِ كَسَا زَمَانِ أَوَّلِ تَرْجُمِ
 اَوَّلِ تَرْجُمِ دَمِي جِيسَا كَلِمَانِ كَيْفَ شَا فَعِيَّةً بُوَجْهِ فَرَا تَسَا أَنْخَرَتْ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَسَا جَوْصَلُوَّةِ عَصْرِ كَسَا زَمَانِ أَوَّلِ تَرْجُمِ
 كِي بَيَانِ اَوَّلِ تَرْجُمِ دَمِي جِيسَا كَلِمَانِ كَيْفَ شَا فَعِيَّةً بُوَجْهِ فَرَا تَسَا أَنْخَرَتْ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَسَا جَوْصَلُوَّةِ عَصْرِ كَسَا زَمَانِ أَوَّلِ تَرْجُمِ
 وَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا أَحَادِيثُ النَّهْيِ نَاسِخَةٌ لِهَذَا الْحَدِيثِ وَكَانَ وَرُفْدُهُ قَبْلَ
 النَّهْيِ مُفْتَضًّا أَنَّهُ يَبْطُلُ الْعَصْرُ أَيْضًا لِكَيْفَ عُلِّلْنَا بِمَا ذَكَرْنَا فَحَقُّهُ نَافِلُ الْعَصْرِ
 هَذَا أَوْ قَدْ رَوَى عَنْ أَبِي يُوسُفَ أَنَّ الْفَجْرَ لَا يَفْسُدُ بِطُلُوعِ الشَّمْسِ بَلْ كَمَا هُوَ
 بَعْضُ أَصْحَابِنَا حَدِيثِينَ نَهَى كِي نَاسِخٌ مِنْ اِسْ حَدِيثِ كِي اَوَّلِ تَرْجُمِ دَمِي جِيسَا كَلِمَانِ كَيْفَ شَا فَعِيَّةً بُوَجْهِ فَرَا تَسَا أَنْخَرَتْ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَسَا جَوْصَلُوَّةِ عَصْرِ كَسَا زَمَانِ أَوَّلِ تَرْجُمِ
 اَوَّلِ تَرْجُمِ دَمِي جِيسَا كَلِمَانِ كَيْفَ شَا فَعِيَّةً بُوَجْهِ فَرَا تَسَا أَنْخَرَتْ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَسَا جَوْصَلُوَّةِ عَصْرِ كَسَا زَمَانِ أَوَّلِ تَرْجُمِ
 تَسَا بِمَحْمُولِ جَا كَوْنِ جَوْصَلُوَّةِ عَصْرِ كَسَا زَمَانِ أَوَّلِ تَرْجُمِ دَمِي جِيسَا كَلِمَانِ كَيْفَ شَا فَعِيَّةً بُوَجْهِ فَرَا تَسَا أَنْخَرَتْ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَسَا جَوْصَلُوَّةِ عَصْرِ كَسَا زَمَانِ أَوَّلِ تَرْجُمِ
 اَوَّلِ تَرْجُمِ دَمِي جِيسَا كَلِمَانِ كَيْفَ شَا فَعِيَّةً بُوَجْهِ فَرَا تَسَا أَنْخَرَتْ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَسَا جَوْصَلُوَّةِ عَصْرِ كَسَا زَمَانِ أَوَّلِ تَرْجُمِ

یہ حدیثیں
 نسخہ ہیں
 نہ تو اس کے

نسخہ ہیں
 نہ تو اس کے

کہ جب احادیث میں تعارض واقع ہوا تو قیاس نے اس حدیث کو نماز عصر میں ترجیح دی اور حدیث نہیں کو نماز فجر میں ترجیح دی لیکن اور نمازین میں نہیں جابر میں اوقات ثلثہ میں بسبب حدیث مخالفت کے اسلئے کہ حدیث نہیں کا اور نمازوں میں کوئی مخالف نہیں آتی حاصل کلام یہ ہے کہ یا تو ان احادیث سے وہ معنی لیے جائیں جو شرح مسلم سے نقل ہوئے یا انکو منسوخ کہا جاوے چنانچہ یہی مذہب امام طحاوی کا ہے یا بوجہ تعارض کے بعض کو بعض ترجیح دینے چاہئے یہی مذہب امام صاحب کا ہے غرض مخالفت حدیث کی کسی صحت سے لازم نہیں آتی **قال** مسئلہ نازدیم اور ایک مسلمانم غظم کا مخالف پیغمبر علیہ السلام کی حدیث کے یہ ہے جو کہ ہادیہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار شرح در المنہار اور رقنواوی عالمگیری وغیرہ میں لکھا ہے کہ مَنْ أَفْلَسَ كَعَنْدَاكَ مَتَّاعٌ لِرَجُلٍ بَعْدِي إِبْتِغَاءَ مَوَدَّةٍ فَصَادِحُ الْمَتَّاعِ أَسْوَفُ لِلْغُرِّ مَا فِيهِ بَعِيٌّ أَيْنِي أَيْنِ شَخْصٍ فَمَلَسَ كَوْنُ كَوْنٍ أَوْ رَاوُكَيْ بَسْ وَهَجَرِي جَوَاسُ خَرِي كِي تَوَاوَسَا بَالِغٍ أَوْ قَرَضُوا هُونُ كَيْ سَاتَحَهُ مَسَاوِي يَزِيحُ كَيْ سَاكُ الْغَارِي شَرُّ

مَنْ أَفْلَسَ كَعَنْدَاكَ مَتَّاعٌ لِرَجُلٍ بَعْدِي إِبْتِغَاءَ مَوَدَّةٍ فَصَادِحُ الْمَتَّاعِ أَسْوَفُ لِلْغُرِّ مَا فِيهِ بَعِيٌّ أَيْنِي أَيْنِ شَخْصٍ فَمَلَسَ كَوْنُ كَوْنٍ أَوْ رَاوُكَيْ بَسْ وَهَجَرِي جَوَاسُ خَرِي كِي تَوَاوَسَا بَالِغٍ أَوْ قَرَضُوا هُونُ كَيْ سَاتَحَهُ مَسَاوِي يَزِيحُ كَيْ سَاكُ الْغَارِي شَرُّ

صحیح البخاری میں لکھا ہے کہ ابراہیم نخعی اور حسن بصری اور ابن شبرہ قاضی کو ذہ اور وکیع بن الجراح اور ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور محمد بن زعفر بنی المدینہ اس طرف گئے ہیں کہ تابع قرض ہون کے برابر ہے اور حجاب دیا ہے امام طحاوی نے اس حدیث کا کہ اس میں یہ ذکر ہے کہ جو شخص اپنے مال کو بعینہ پاکو اور جو شے بیچی گئی ہے وہ بعینہ مال اور سکا نہیں بلکہ بعینہ مال اسکا پہلہ تھا ان مال اور سکا بعینہ غصب کی ہوئی چیز اور مستعار اور امانتین اور مشابہہ کے تو البتہ یہ مال اور سکا بعینہ ہے جس شخص نسبت اور قرض خواہ ہوں کے اور سکا مستحق ہے اور اسی بیان میں یہ حدیث آئی ہے اور ان معنوں پر دلالت کرتی ہے وہ حدیث جو سمرقند سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو کوئی مال جو رے گیا یا ضائع ہو گیا پس پایا اور سکو بعینہ نزدیک کسی کہ سبق شخص مستحق ہے اس مال کا اور خریدنے والا نیچے والے سے قیمت چاہیے بھیجے اتنی ملے قطعاً اس عبارت سے واضح ہوا کہ اس حدیث کے معنی یہ نہیں جو ظاہر ہے لیتے ہیں اس لیے کہ جو حدیث سے امام صاحب نے اس مسئلے کو استنباط کیا ہے وہ بھی حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے اور معتبر ہے کہ جس شخص سے اس حدیث کے دوسرے ہوں گے وہ نہ تعارض ہو گا اور الفاظ حدیث سے جب تک

تعارض نہ ہو سکے اور کیا جائے ورنہ معنی بعض کو بعض پر ترجیح دے جانے کی جیسے جواب سابق میں بنا
 ہوا اسی لیے اس حدیث کے یہ معنی بیان ہوئے یا یہ معنی ہوں گے جو نہایہ میں لکھے ہیں کہ خبر بار
 نے قبضہ بغیر اذن بائع کے کر لیا یا بائع کو شرط خیار تھا اس صورت میں بائع کو وہ شیء واپس کرنی چاہیے
 اتنے غرض کہ جب اس حدیث کے دوسرے معنی ہو سکتے ہوں اور خلاف سیاق اور سیاق بھی ہوں
 اور موافق عقل بھی ہوں تو پھر کون سی وجہ ہو کہ دونوں حدیثوں میں معنی مخالف پیدا کریں اور وہ حد
 جو امام صاحب سند لاتے ہیں یہ ہی معنی شریح ہدایہ میں لکھا ہے ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بیع کرے کسی مال کی پس بیع کے اس کو نہ دیکھ لیتے شخص کے جو مفلس ہو
 پس مال اس کا درمیان قرض خواہ ہوں کے ہر اتنے یعنی سب قرض خواہ او سمین برابر میں پھر کہا علامہ عینی
 نے پس اگر کرے تو کما سنا دین اسکے ابن عباس راوی ضعیف ہیں کہ اتنا ہوں کہ تحقیق توثیق کی
 ہے ابن عباس کی امام احمد نے اور تحقیق حجت گردانا اس حدیث کو خفاف اور رازی نے پس اگر کرے تو
 لکھا اور قطعی نے نہیں ثابت ہوئی یہ حدیث زہری سے مستند بلکہ مسل ہی میں کہ اتنا ہوں کہ مسل
 نزدیک ہمارے حجت ہی اور فرورج بیان کیا ہے خفاف اور رازی نے اس حدیث کو اور قرآن شریف
 کی آیت وَلَئِنْ كَانَ ذُو عِرْقٍ فَفَقْظَرْنَا اِلٰی صُلَيْسَ قَیْمِنِ اور ابو ہریرہ میں مفلس میں ملت ہی غنا
 تک انتہی اسپر دلالت کرتی ہے کہ اس کو نسخہ بیع کر کے اپنی شیء واپس کرنی نہیں چاہیے یہی مطلب اس حدیث
 کا ہے جب امام صاحب سلطنت میں اور معنی اس پہلی حدیث کے یہ ہیں کہ جب بشرط خیار کسی شیء کو بیع
 کرے پھر خریدار مدت خیار میں مفلس ہو جاوے تو وہ نسخہ بیع کو اپنے مال کا یعنی نسخہ بیع کا اختیار ہو گا اور
 یہی معنی لیے ہیں ایک جماعت نے اکابر سے فرمایا امام صاحب اور ابراہیم غمی و اول کو نے کہ
 بائع برابر ہی اور قرض خواہ ہوں کے ہر حال میں اور یہی روایت کی گئی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور صحیح کہا اس
 روایت کو ابن حزم نے اور حکایت کیا ہے خطابی نے اس قول کو ابن شہرہ سے بھی اتنے لفظ اس
 تقریب سے صدیقین موانعت ہو گئی ورنہ صحیح حدیث کا انکار جس کو ابن حزم نے بھی صحیح کہا ہے لازم
 آجائے **قال** مسئلہ دوازہم اور ایک مسئلہ امام غزالی نے شاکر ابو یوسف کا مخالف لکھا

بہر حال
 صحیح ہے

بہر حال
 صحیح ہے

حریفوں کے یہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اوکثر اور راجح اور شرح در المختار اور فتاویٰ عالمگیری اور
 فتاویٰ قاضی خان وغیرہ کہتے ہیں لکھا ہے وَعَصِيْرُ الْعَبْدِ اِذَا طَلَبَ حَتَّى ذَهَبَ ثَلَاثًا
 وَبَقِيَ ثَلَاثُ حَلَائِلٍ وَاِنْ اَشْتَدَّ وَهَذَا عِنْدَ اَبِي حَنِيفَةَ وَاَبِي يُوسُفَ یعنی اور
 شیخ انکھور کا جب کہ پکایا جاوے یہاں تک کہ اوسکی دو تہائی چل جاوے اور ایک تہائی رہ جاوے
 تو حلال ہے اگرچہ اوس میں نشہ پیدا ہو جاوے اور یہ مذہب ابی حنیفہ اور ابی یوسف کا پہلا نمونہ
اقول امام صاحب کے نزدیک حرمت میں اوسکو کہتے ہیں جو انکھور سے بنائی گئی ہو اور امام صاحب
 کی اس سیر یا پنج دلیل میں یہ اہل بیہوش اور اہل لغت اور اہل علم کا کہ لفظ خمر کا موضوع ہو واسطے بانی
 انکھور کے جبکہ اوس میں جوش اور تیزی آجاوے اور جھاک اوٹھنے لگے چنانچہ ہدایہ اور زیلعی اور طحاوی
 اور برجنیدی وغیرہ میں لکھا ہے لَنْ تَكُنْ اسْمُ خَاصٍّ بِاطْبَاقِ اَهْلِ اللُّغَةِ وَفِي كَذَا كَرْتَاوَلُو
 التَّمْرِ مِنْ مَاءِ الْعَبْدِ اِذَا اَقْلَى وَاَشْتَدَّ وَقَدْ فَلَ بِالزَّيْدِ وَهَذَا الْمَعْرُوفُ عِنْدَ اَهْلِ
 اللُّغَةِ وَاَهْلِ الْعِلْمِ وَاسْمُ بَيِّنَةٍ خَيْرٌ هَذَا جَاہِدُ یعنی واسطے ہمارے یہ دلیل ہے کہ خمر اسم خاص ہے
 ساتھ اجماع اہل لغت کے اس چیز میں جو ہم نے ذکر کیا یعنی اور وہ کچا بانی انکھور کا جبکہ اس میں جوش
 اور تیزی آجاوے اور جھاکے اور یہی سنی مشہورین نزدیک اہل لغت کے اور اہل علم کے اور اسکے
 غیر کا خمر نام رکھنا مجاز اہل لغت کے نہیں امام صاحب فرماتے ہیں کہ جو معنی باعتبار اصل لغت کے ہیں
 اوس پر نسبت کو حدود و احوال قطعیت میں محمول کریں گے اور لطلاق خمر کا سبکات پر بعد نزول آیت تحریم
 کے مجاز مستحدث ہے پس آیت کو کہ پہلے نازل ہوئی ہے مجاز مستحدث پر حمل کرنا نہیں چاہیے اور دوسری
 دلیل یہ ہے کہ عرب جبکی عہدیت پر اعتماد ہو اور سب سند اوکی ملاتے ہیں اپنے کلام میں خمر کو انہیں معنون
 سے ملاتے ہیں چنانچہ قتیبہ شاعر بھی اونیخین میں ہی ہوا اسکے شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل خمر کی انکھور
 ہی ہوتی ہے وَلَنْ تَكُنْ لَكَ خَلْبُ الْعَالِيَةِ خَمْرُهَا وَاَنْ فِي الْخَمْرِ مَعْنًى كَثِيرٌ فِي
 الْعَبْتِ یعنی اگرچہ تباہ و اجداد متوفی کے اوسکے خمر پر غالب تھے لیکن شراب میں وہ لذت ہے جو
 انکھور میں بھی نہیں مطلب یہ ہے کہ خمر اپنے آبا و اجداد پر باوجود اوندکے اصل ہونے کے بعض وقتہ

لفظ خمر کا معنی
 کثرت و خلل و خمر
 کثرت و خلل و خمر
 کثرت و خلل و خمر

غالب تھی جیسے شراب لذت میں اپنی اصل سے کہ انکوری غالب تھی ہی اور تیسری دلیل یہ ہے کہ خمر کی
 سے بھی کہ بنت العنب اور بنت العنقود ہی معلوم ہوتا ہے کہ اصل اسکی انکوری اور جو تھی دلیل یہ ہے کہ لفظ
 خمر کا شراب انکوری کے واسطے خاص ہے کیونکہ کدو سرے مسکرات کے اور نام میں مثل باذن
 اور منصف اور مثلث اور نقیج اور غنبد وغیرہ کے اور اسکا اختلاف دلالت کرتا ہے کہ سببیات
 میں بھی اختلاف ہو سید طرح ہدایہ وغیرہ میں لکھا ہے اور پانچویں دلیل یہ ہے کہ قول جناب باری بھی
 اِنِّیْ اَسْرَافِیْ اَعْصَرَ خَمْرَیْنِیْ میں اپنے آپ کو خواب میں انکوری پھڑتے دیکھتا ہوں اُنہیں اسکی
 دلالت کرتا ہے اس لیے کہ خمر سے یہاں باتفاق مفسرین و علماء سے تقدیر میں و ستاخرین انکوری اور
 ہی من قبیل الطلاق کرنے سبب کے اور سبب کے اور کلیات ابوالبقا میں ہی کہ اصل اس طلاق کی دلالت
 یہ ہے کہ سبب کی سبب کو واسطے مطلقا استعارہ کیا جاتا ہے خواہ سبب سبب کی واسطے خاص ہو یا عام
 مگر سبب کی سبب کے واسطے جلتے ہیں کہ اس سبب کی سبب سے مراد وہ جیسے لفظ خمر کا خاص سبب کے
 ساتھ نہ تا وہ استعارہ نہ کرتے اُنہیں اور امام شوکانی نے لیل الماوطار شرح منقہ الاخبار میں لکھے ہیں
 اَعْلَمُ اَنَّ الْخَمْرَ تَطْلُقُ عَلَى عَصْبِرِ الْعَنْبِ الْمُسْتَقِلِّ رَطْلًا حَقِيقًا اِجْمَاعًا اِیْنِیْ جَانِ تَوَلَّدَ
 خَمْرًا نِجَاسًا مَوْسُ الْاَنْكُورِ بِرَجْوِزِہِ وَاِیْہِ اِطْلَاقِ حَقِیْقِیْ بِالْاِجْمَاعِ ہُوَ اُنْہِیْ اَوْ تَفْسِیْرِ کُشَافِ جَارِہِ
 زَمَخْشَرِیْ میں مرقوم ہے وَ الْخَمْرُ مَا عَلٰی وَ اَشْتَدَّ وَ قَدْ بِاللَّزِیْمِ عَصْبِرِ الْعَنْبِ ہُوَ
 حَرَامٌ اِیْنِیْ خَمْرُہِ شَرِبَہِ کہ اوّل آئے اور تیرہ جابے اور جہاں آئے پھر انکوری سے اور وہ حرام ہے
 اُنہیں اور جو احادیث میں بعض شراب پر ہو اسے انکوری کے خمر کا اطلاق آیا ہے وہ باعتبار حکم کے ہی ہے
 کہ کفایت کے معنی نہیں بتلانے لکھے یا بطریق تشبیہ کے یہاں پھر کہ کتاب الشرب فتح القدر میں شیخ الاسلام ابن قیم
 لکھتے ہیں وَ یَدُلُّ اَعْلٰی اَنَّ الْحَمْلَ لِلذَّكَوْ كَوْنِ تَجْرِیْهِ وَ التَّشْبِیْہِ قَوْلُ ابْنِ عَمْرٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ
 حُرْمَتِ الْحَمْلِ وَ مَا بِالْمَدِیْنَةِ مِنْہَا شَیْءٌ اَخْرَجَہُ الْبَحَارُ فِی الصَّحِیْحِ وَ مَعْلُومٌ اَنَّہُ اَمَّا اَدَمَہِ
 الْعَنْبِ لِبُیُوْتِ اَنَّهُ كَانَ بِالْمَدِیْنَةِ غَیْرَہَا اِیْنِیْ دلالت کرتا ہے کہ اس پر کہ محل ان حدیثوں میں بطریق تشبیہ کے
 ہو قول ابن عمر کہ حرام لکھی شراب حال نہ تھی شراب نہ لکھی تھی کہ اسکا نام خمر ہی تھا اور سبب

مجلس طحاوی ج ۱۰ ص ۱۰۷

مجلس طحاوی ج ۱۰ ص ۱۰۷

مجلس طحاوی ج ۱۰ ص ۱۰۷

مجلس طحاوی ج ۱۰ ص ۱۰۷

مجلس طحاوی ج ۱۰ ص ۱۰۷

مجلس طحاوی ج ۱۰ ص ۱۰۷

مجلس طحاوی ج ۱۰ ص ۱۰۷

مجلس طحاوی ج ۱۰ ص ۱۰۷

مجلس طحاوی ج ۱۰ ص ۱۰۷

یہ کہ ارادہ کی ہر چیز انکو رکا ہو چنانچہ ہر شے اس کے کہ تھیں غیہ میں اس کے اور شراب میں انتہی اور نام نہانی سے منع ہے نہ بیکار تھا قائل
 شیعہ کہ نہ الدقائق میں لکھا ہے کہ خمر کا اطلاق غیر انگوری پر احادیث میں مجازی ہی یا باعتبار حکم کے
 ہی یعنی حکم اور اثر ان کا حکم شراب کا سا ہی یعنی او کا پینا بھی حرام ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 تعلیم احکام کے واسطے مبعوث ہوئے تھے حقائق اغت وغیرہ بتلانی کو مبعوث نہیں ہوئے انتہی
 لمخاضیں حدیث سے یہ اسے لال ہرگز نہیں ہو سکتا کہ خمر اصل میں عام ہے باقی رہا قول صاحب
 قاموس کہ عمومیت اصح ہے سو یہ برابر ان کے مذہب کے ہے چنانچہ جو دلیل عمومیت پر شافعیہ احادیث
 سے لاتے ہیں وہی انہوں نے بھی لکھ دی کسی لغت یا کلام عرب کی سند نہیں دی یہاں فقط اپنی را
 لکھی ہے جس سے ان کے مذہب شافعیہ کو ترجیح ہوتی ہے ورنہ معنی لغوی تو وہی تھے جو انہوں نے پہلے
 بیان کر دیے اور یہ قول او کا کہ مدینہ شریف میں اس وقت انگور کی شراب نہ تھی بلکہ کھجور کی تھی مختار
 ہے بخاری شریف کے حدیث سے جو حضرت انس سے مروی ہے قَالَ حُرِّمَتْ عَلَيْكَ الْخَمْرُ قِيَّتِي
 حُرِّمَتْ وَمَا فِيهَا يَعْنِي بِالْمَدِينَةِ خَمْرُ الْأَعْدَابِ الْأَقْلِيَّةِ لَا يَعْنِي فَرَاغَ حُرْمَتِ الْبَن
 نے کہ حرام کی گئی ہم پر شراب جو وقت کہ حرام کی گئی اس حال میں کہ نہیں پاتے تھے ہم مدینہ میں شراب
 انگوروں کی مگر کہ انتہی پس اس حدیث مسلم کی سند لانے سے شبہ نہ پڑتا ہو کہ اصل انگور کی شراب تھی حالانکہ وہاں قی
 اکثر لکھا ہے جب کہ حدیث بخاری کی اس پر ال ہی صحیح حدیث مسلم کی سند لانا محض مخالفت دینا ہے باقی رہا ہر اکابر امت
 مختار کے میں اسے چاہیے کہ عام ہو جو اب و سکا یہ ہو کہ اس سے یہ نہیں لانے تاکہ کو سبب اور سیاہ گھوٹ کو بلوغ کہتے ہیں
 اور سفید اور سیاہ کڑے کو بلوغ نہیں کہتے اس طرح شراب سے کو بھونچو بھونچو کہتے ہیں اور ہر ہر کو بھونچتے کہتے
 علی الباقی قل وہو قریب شقی ہے کہ اس کو قاروہ نہیں کہتے گو اس میں قرار پایا جاوے اس طرح اس کی بہت نظیریں
 ہیں پس امام صاحب کا قول کہ لغت میں خمر شراب انگور کی کہتے ہیں اور حدیث میں بیان احکام پر
 لغت نہیں بہت درست ہے مخالف کسی حدیث کے نہیں بلکہ مطابق ہے البتہ اور شراب کو بھونچنے کے
 یعنی خمر انگور کا کہ چایا جاوے حتی کہ دو تھائی سے کم چلجاوے یا مثل سر کے یعنی خام بانی ترکہ جو
 کا جس وقت تیز ہو جاوے اور جھاگ لے آئے یا مثل نقیج زریب کے یعنی خام بانی خشک انگور کا یا مثلاً

۴
 شیعہ کہ نہ الدقائق
 میں لکھا ہے کہ خمر کا
 اطلاق غیر انگوری پر
 احادیث میں مجازی ہی
 یا باعتبار حکم کے

بخاری شریف کے حدیث
 سے جو حضرت انس سے
 مروی ہے

اوس میں تیزی اور جھاک پیدا ہو جائے انکو امام صاحب بھی حرام جانتے ہیں یہ جارجیزین یا لافان
 حرام ہیں البتہ جارجیزون میں اختلاف ہے ایک تو چھوٹے اور خشک انکو کابنید اگر کچھ کالی یا جاو
 اگر چہ اوس میں تیزی آجائے اسقدر دنیا اوسکا امام صاحب اور امام ابو یوسف کے نزدیک حلال ہے
 جس سے نشہ نہ روزہ حرام ہو گا چنانچہ رد المحتار میں قَوْلُوْا شَرَابٌ مَا يَغْلِبُ عَلَى ظَنِّهِ
 اِنَّهُ مُسْكِرٌ وَفِيْهِمْ لَا كُنْ الشُّكْرُ حَرَامٌ فِي كُلِّ نَشْرَابٍ یعنی پس اگر پیادوس نے وہ بنید
 کہ ظن غالب ہو کہ اوس میں نشہ پیدا ہو جائے گا پس حرام ہے اس لیے کہ نشہ ہر شراب میں حرام نہ ہو
 اتمہ اور دلیل حلت بنید کی علامت یعنی نے شرح کنز میں یہ بھی ہے مروی عن ابی قتادہ کہ کان
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَنْبَذُوا الزُّهْوَى وَالرُّطْبَ جَمِيعًا وَلَا تَنْتَبِذُوا الرُّطْبَ
 وَالزُّبَيْبَ جَمِيعًا وَلَكِنْ رَنْبِذُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى حِدَةٍ سَأَلَ عَنْهُ مُسْلِمٌ وَالْبُخَارِيُّ
 فِي رِوَايَةِ الرُّطْبِ بَدَلُ التَّمْرِ هَذَا النِّصْلُ عَلَى أَنْ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى انْفِرَادٍ
 وَحِلٌّ وَهَذَا أَحْمَدٌ وَعَلَى الْمَطْبُوعِ مِنْهُ لَا كُنْ تَمْرٌ الْمَطْبُوعُ خَيْرٌ مِنْهُ حَرَامٌ بِإِجْمَاعٍ
 الصَّحَابَةِ وَكَذَلِكَ مَرُورِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَمْرٌ
 وَالتَّمْرُ وَالْأُكْثَارُ وَمُسْلِمٌ وَالْمَرْأَةُ بِمَعْنَى الْمَطْبُوعِ لَا كُنْ حَكْمُهُ حَكْمُ التَّمْرِ
 فَلِهَذَا أُطْلِقَ عَلَيْهِ اسْمُ التَّمْرِ وَقَدْ وَرَدَ فِي خَرَجِ مَتْنِ الْمُتَعَدِّ مِنَ التَّمْرِ أَحَادِيثٌ كُلُّهَا
 صَحِيحَةٌ فَإِذَا أُحِلَّ التَّمْرُ عَلَى النَّبِيِّ وَأُحِلَّ عَلَى الْمَطْبُوعِ فَقَدْ حَصَلَ التَّوْفِيقُ بَيْنَ
 الْأَدِلَّةِ وَانْدَفَعَ التَّعَارُضُ يَعْنِي اس سبب سے کہ ابوقتادہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنید نہ بناؤ زہوا و رطب کا اکٹھا اور رطب ان زبیب کے ساتھ نہ لےو گدڑ رنگد اگر چہ
 کو کہتے ہیں اور رطب کی تر کو اور زبیب خشک انکو کہ لیکن بنید ہر ایک کا علاحدہ کہ روایت کیا
 اوسکو مسلم اور بخاری نے اور ایک روایت میں بدلہ رطب کے تر یا پی اور یہ حدیث صحیح ہے اس میں کہ
 ہر ایک کا علاحدہ بنید بناو درست اور حلال ہے اور یہ حدیث محمول ہے کہ بنید ہر اس لیے کفام تو
 اجماع صحابہ حرام ہے اسلیطرح وہ حدیث جو انس سے مروی ہے کہ تحقیق شراب حرام کی گئی اور

در نسخہ طبعی

صغیر

خارجہ از کتاب

بہی

شراب اور ہونے کے اگر اور خشک کچے کی بھی روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے نہیں اور اس سے خام ہو سکتا
 کہ حکم اسکا حکم شراب کا ہی اسی ہے نہ خمر اور طلاق کیا گیا ہو اور جو بنید ثمر سے بنایا جاوے اسکی
 حرمت میں حدیثین صحیحین میں نہیں ہے جسکے حرام بنید خام ہوا و حلال کو بختہ پر حمل کیا جائیگا
 تو درمیان احادیث کے تشکیک اور توفیق ہو جائے گی اور تعارض جاتا ہے گناہ سے دوسری بنید
 شراب بنید کیوں جو کلام ہی نام حسب اور ابو یوسف کے نزدیک جائز ہو اور دلیل اسکی تمیز یہ تھا ان
 میں یہ یقولہ علیہ السلام اخرج من هاتين الشجرتين الخلة والعنبه
 سواهما مسلم واحمد وغيرهما خص الشجرين بهما والمرام انهما انما
 انی حکمہما واحد کا ان کلام میں سے کلامی حصر حقیقہ کو لا یشترط فیہ لفظ
 لا ان فلیک لا یفیدہ الی الخ کثیر کیف صاگان یعنی مسبب قبل انختر صلی اللہ علیہ وسلم کے
 کہ شراب ان دو درختوں سے ہوتا ہے وہ کچھ اور لکھو ہر روایت کیا اس حدیث کو مسلم اور امام احمد
 وغیرہ نے فرائض کی گئی تحریر اس حدیث میں ساتھ ان دو چیزوں کے اور مراد بیان حکم کا ہی نہیں
 حکم و نفی کا ایک ہی نہ کہ ہر ایک کو غیر حقیقہ کہتے ہیں اور اس بنید میں پکے کی شرط نہیں ہر اس لیے
 کہ حضور اسکا بہت کے طرف نہیں پہنچا تاہو کسی طرح کا ہوا تھے یعنی جیسے شراب میں یہ اثر ہوتا ہے
 کہ قبیل پیسے کثیر کی طرف طبیعت بقرار رہتی ہے کیوں کہ اسکی جتنی زیادتی کچلی جلاتی آتی ہے
 اسی لیے شراب کا تھوڑا بھی پیا منہ پر بر خلاف بنید کے کہ اس میں یہ کیفیت نہیں ہے اسکا اس قدر
 نوش کرنا کہ حد سکون پہنچ جائے جائز ہو پس بنید غسل کے واسطے یہ فرمانا انختر صلی اللہ علیہ وسلم
 اور بنید لاشہ لا و حرام ہوا اس سے اسکا حرام ہونا ثابت نہیں ہوا چنانچہ عمدہ القادی شرح بخاری کا
 میں شیخ الاسلام علامہ عینی فرماتے ہیں کہ البصیران کجو شراب نشہ لاوے یعنی اسکی شان سے
 اسکا ہو خواہ اس کے پیتے سے نشہ ہو یا نہ ہو جواب میں کہتا ہوں کہ یہ معنی اس حدیث کے نہیں
 کیوں کہ شارب نے خبری حرمت شراب کی جبکہ موصوف ہوا ساتھ اسکا کہ اور یہ اس بنید
 کرتا کہ وہ شارب ہو جو کہ مستقبل میں نشہ الایا کرے آتے ہے کہ اسکا تلبیل نشہ الی ہو گا اور کثیر اسکا شراب

بنید بنید
 بنید بنید

بنید بنید
 بنید بنید

نہیں بلکہ خاص خمرین ہی اس لیے کہ عبداللہ بن عباس سے روایت موقوف اور موقوف علیٰ ہی کہ خمر
 بعینہا حرام ہے اور مسکر ہر شراب کا حرام ہے یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ کفر کا قلیل اور کثیر حرام ہے
 نقشہ کر کے یاد کر کے اور اس پر کہ اور شراب میں سوا خمر کے بوجہ اس کا رکے حرام ہیں اور یہ اعتراض ہے جس پر
 اگر کہے تو کہ وارد ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ہر مسکر خمر ہی اور ہر مسکر حرام ہے جواب دون کا میں
 کہ طعن کیا ہے اس حدیث میں بھی ہر جمعیت اور اگر تسلیم کیا جاوے تو صحیح ترین ہے کہ یہ موقوف علیٰ
 عمر پر یا سب وجہ سے مسلم نے اس کو بطور ظن کے روایت کیا ہے اور کہا ہے میں نے مسلم سے یہی سنا کہ اگر مکرور
 اس کو بھی تسلیم کریں تو معنی اس کے یہ ہیں کہ جس کے کثیر میں نقشہ ہوا اس کثیر کا حکم خمر کا ہوتا ہے اور اگر
 قسم صحیح ہے جبکہ وہ پایا جاوے اس قدر کہ دو تہائی جلیجہ اور ایک تہائی باقی سب اگرچہ تیز تر ہو
 امام صاحب اور امام ابو یوسف کے نزدیک حلال ہے اور وجہ اس کی علامہ عینی نے شرح کنز میں قہبان
 کی روایت مروی عن ابی موسیٰ انا کان یشرب من الطلحۃ ما ذھب ثلثاۃ و بقی
 الثلث مرکۃ النساء و کہ فیثلہ عن ابی الدرداء و قال انھا ساری ساری عنہ
 و ابو عیینہ و معاذ بن ثیرب الطلحۃ علی الثلث و ثیرب البجرۃ و ابو جحیفہ
 علی البصری و قال ابو داؤد سأل عن شرب سب الطلحۃ اذ ذھب ثلثاۃ
 و بقی ثلثہ فقال لا بأس بہ قلت لا یصح یقولون انہ یسکر فقال لا یسکر
 کما کان یسکر لما احلہ عنہ رضی عنہ اس لیے کہ روایت کی گئی ہے ابو موسیٰ سے کہ وہ ہلکا کرے
 وہ طلالہ کو ثلث اس کے جلیجہ تھے اور ایک ثلث باقی رہتا تھا روایت کیا اس حدیث کو نسائی نے
 اور شمس اسکے نسائی نے ابو داؤد سے روایت کی ہے اور کہا ہے امام بخاری نے کہا جابر کہا ہے اور ابو یوسف
 اور صاحب رحمہ اللہ نے طلالہ پنیہ کو جبکہ تہائی باقی رہے اور بواہر ابو جحیفہ رضی اللہ عنہما نصف بر
 پیامی اور کہا ابو داؤد نے کہ سوال کیا میں نے امام احمد سے طلالہ پنیہ کا جبکہ دو تہائی اس کے جلیجہ
 اور ایک تہائی باقی رہے پس کہا امام احمد نے کوئی قباحہ نہیں میں نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ وہ
 نقشہ پیدا کرتا ہے یا اگر نقشہ پیدا کرتا ہے تو عرض اس کو حلال کرتے اور جو تھیں قسم غلط ہے جو کہ متقی اور

منہا حرام ہے

بی بی بی بی
سزا دہا
سزا دہا

کچھ کو اکٹھا بن بن بھگو دین پھر اس کو پکا لیں امام صاحب اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک
حلال ہے اور جو اس کی علامت یعنی تین تین اطفال بن یہ لکھی ہے اس روئے عن عائشہؓ اٹھا
قالت کنا ننبد لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سقاء فمأخذ قبضۃ من تمر
وقبضۃ من زبيب فنظر حہما فیہ ثم نصب علیہ الماء فننبتہ عند وہ فیقول
عشیتہ وشتہ عشیتہ فیقول غدا ۱۰ رواہ ابن ماجہ وروی عن ابن زید قال سقانی
ابن عمر شربة ماکدات اھتدی الی اھلی غدا وث الیہ من الغد فاخبرته
بذلک فقال ما زید قال علی عقیۃ و زبيب وھو محمول علی المطبوخ کان
المروئی عنہ حرمة یقع الزبيب التي منه و ما روى من النھی عن الخلیط فیما
سار وینا محمول علی حالۃ القحط والعوز لئلا یجمع بین التعمتین و جاسرہ
یمتھا بل یؤثر باحدہما جاسرہ والا باحدہما کانت فی حالۃ السعة و الحمل ما فاع
عن ابن اھیمہ النخعی فی سبب اسکے جو روایت ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کہ کما انھوں نے کہنا کیا
کرتے تھے ہم واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک شکرہ میں پس لے تے ہم ایک ٹھی کھجور کی او
ایک نخی کی پس اٹھتے ہم دونوں کو اوس میں پھر اوس پر پانی ڈال دیتے پس صبح کو نبذ بناتے تو آپ
شام کو پیتے اور شام کو نبذ بناتے تو صبح کو نوش فرماتے روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے اور وا
کی گئی ہے ابن زیاد سے کہ انھوں نے پلا یا محکو ابن عمر نے ایسا شربت کہ کھجور کا جانا و شور ہو گیا
پس دوسرے دن صبح کو میں نے خدمت میں آیا اور اس کیفیت سے خبر دی تو فرمایا سو اسے عجو و کھجور
اور خشک انگور کے نہیں دیا اور یہ حمل کیا گیا ہے پختہ پر اس لیے کہ روایت عبد اللہ بن عمر سے حدیث
خام پانی نخی کی ہے اور جو کہ حدیث میں ممانعت خلیط کی آئی ہے محمول اوپر حالت قحط اور احتیاج
کے ہیں تاکہ جمع کریں دو نعمتوں کو اور پڑوسی حاجت مند جو بلکہ ایک اپنے ہمسائے کو دے دے
اور صباح ہونا خلیط کا وقت وسعت کے ہے اور یہ حمل کرنا منقول ہے از امام شافعی سے انتہی یہ چاروں
تفسیر جو کہ احادیث مذکور سے ثابت ہیں امام صاحب اور ابو یوسف کے نزدیک حلال ہیں

سبوح سے

اسمیں حد نہیں آتی چنانچہ تمہیں محتاتق میں ہو کر ان گان مہا حلالہ ہوتا
 فلا یجوز شکر بھو ولا ن سکر بھو یعنی پس اگر ہووے مباح نزدیکی نہیں کے پیش حد
 مارا جائے گا پنی والا اسکا اگرچہ نشہ آجائے گو نشہ حرام ہے اتنے پس مثال اسکی مثل نہیں
 وغیرہ کے ہوگی کہ اگر زیادہ کھائی جاوے تو نشہ آجاتا ہو مگر کسی کے نزدیک نہیں آتی غرض کہ
 حلال شو میں حد نہیں بالاتفاق گو اسکی حلت اور حرمت میں کلام ہو اگر ان چار میں سے کسی کا
 تو امام محمد وغیرہ کے نزدیک حد اس لیے آجائے گی کہ ان کے نزدیک حرام ہے اور امام صاحب کے نزدیک غیر
 پیا لہ جسمین نشہ آجائے حرام ہے سبب کہ کے مگر حد نہیں آتی اس لیے کہ حد میں بوجہ جلال شو کے
 شہد کیا اور دالہ تار میں ہو قال لا تقانی وقد اظنبت الذکر شی فی سرائر الاشارة
 عن الصحابة والتابعین لا کاسانید الصحاح فی تحلیل التبیذ الشدید
 التحاصل ان الکابرین احتجاب رسول الله صلی الله علیہ وسلم واهل
 بذر کھڑے علی وعبد الله بن مسعود وابی مسعود راضی الله تعالی عنہم
 کانوا یحلقونہ وکذا الشعبی وابراہیم النخعی وروی ان الامام قال بعض
 تلامذتہ ان من احدى شرائط السنة والجماعة ان لا یحکم بنبذ العکر
 وفي المعراج قال ابو حنیفة کواعطیت الذنبا یحذ افیر ذلہ افری یحرم منہا
 لا زینہ نفسیق بعض الصحابة وکواعطیت الذنبا یحذ افیر ذلہ افری یحرم منہا
 فیہ وھذا غایۃ تفقوا ۱۱ یعنی کما اتفانی نے کہ تحقیق طول دیا یہ علامہ کرخی نے روایت
 آثار صحابہ و تابعین میں ساتھ صحیح سنن میں بیان میں حلال کرنے نبذ تیز کے اور حاصل ہے
 کہ اکابر صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اہل بدر مثل عمر اور علی اور عبداللہ بن مسعود اور ابو
 رضی اللہ عنہم کے حلال جانتے تھے نبذ کو اور البیہی شعبی اور ابراہیم بنی حلال کہتے تھے اور روایت
 کی گئی کہ امام صاحب نے فرمایا اپنے بعض شاگردوں سے کہ تحقیق شرائط سنت اور جماعت سے
 ایک یہ بھی ہے کہ حرام کی جاوے نبذ سبوح کی اور معراج الکابرین کھائی امام صاحب کے قول

روایت صحیحہ
 صحیحہ

معراج لکھنا

اگر تمام دنیا بھی جھک دجائے تو بھی حرمت نسبتہ کا فتہ اندون کیوں کہ اس میں بعض صحابہ کونہ
 بالہ فسق کی طرف منسوب کرنا ہی اور اگر مجھ کو اسکے پینے کی واسطے دنیا دین نہیں بیوں کا اس سے
 کہ اسکے پینے کی کچھ ضرورت نہیں معلوم ہوتی اور یہ کمال تقویٰ امام صاحب کا ہی نتیجہ اور دلالت
 میں لکھا ہے کہ ابو جعفر کہیران اشتر سے سوال کیے گئے فرمایا حلال نہیں پس کہا گیا اون سے کہ
 تم نے شیخین کی مخالفت کی فرمایا وہ حلال جانتے تھے واسطے گوارا ہونے کھانے کے اور آدمی کل
 بی تے ہیں واسطے فسق و فجور اور ابو یوسف کے اور امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ اگر اسکے پینے
 نشے کا ارادہ کرے گا تو قلیل اور کثیر دونوں حرام ہو جائیں گے اور اسکے واسطے بٹھینا اور چلنا
 دونوں حرام ہیں انتہی غرض کہ یہ تیار چیزیں اگر کوئی شخص اس قدر پیے کہ نشہ آئے تو امام صاحب
 کے نزدیک جائز ہی اور جو نشہ آجائے تو حرام ہی اس لیے کہ حرمت نشے کی بالاتفاق ہی کہ حد امام
 صاحب کے نزدیک لازم نہیں آتی کیوں کہ حد تو انے شنبہ میں ساقط ہو جاتی ہے اسمیٰ و نصی سے
 سکری کی تعریف امام صاحب نے وجوب حد میں ایسی بیان کی کہ جس میں کسی قسم کا شنبہ باقی نہ ہے
 کیوں کہ اور اقسام میں تفاوت ہو اگر تباہی اللہ تعالیٰ کے معنی میں شنبہ ہو تا ہے کہ قول عمرؓ *ما خمر*
ما خمر الحقل کے منافی ہوں کیونکہ شراب کی حرمت میں یہ قول وارد ہوا ہی اور امام صاحب
 نے بھی حق حرمت شراب میں سکری کی تعریف یہ بیان کی ہو تو جواب اسکا یہ ہو فتح القدر میں لکھا ہے
ولا تلتعسراف اذا كان يهدى شتى سكرانا و تأييد بقول عليؓ اذا سكر
هدى اس لیے کہ جب آدمی ہذیان بکنے لگتا ہے تو عرف میں سکران کہتے ہیں اور قوت باقی ہی
 اس قول نے ساتھ قول علیؓ کے جب قوت نشے میں آئے گا بیہودہ بکے گا انتہی یعنی جس وقت صحابہ نے
 مشورہ کیا تھا کہ شراب پینے والے کی حد کس قدر ہونی چاہیے پس ہر ایک نے جسکی رائے میں جو
 آیا بیان کیا اور علیؓ نے فرمایا جب نشے والا ہو گا بیہودہ بکے گا اور ہذیان بکا تو اس سے اوجرت
 کرے گا اور نصری کے واسطے کتاب المذنبین اسی در سے آئے ہیں پس اس رک کو صحابہ نے چنا
 اور اسی پر جسے اتفاق کیا اور ظاہر ہے کہ جب مخمرات عقل ہو جاتی ہو تو ہذیان او سکے واسطے

واللہ اعلم
 صحیح

نہایت صحیح

لازم ہواصل بنیاد کی محامرت و علامت محامرت کی ہدیان ہو ورنہ محامرت کیونکر معلوم ہو سکتی اور
حد صاحبین کے نزدیک کیونکر اسکتی ہو نشہ باز کے قول کا تو حد میں اعتبار نہیں کیونکہ اس کے
فہم میں فتور آگیا اور اس کے کلام کا اعتبار نہیں رہا پس کہوں کہ اس پر حد قائم ہو سکتی ہے جب تک کہ کوئی
علامت نہ پائی جاوے اور شخص محامرت کس طرح جان سکتا ہے جب تک کہ کوئی علامت نہ
دیکھے ہاں جب اعتقاد کرے گا کہ اگر یہ پیالہ بیون گا تو ہدیان پیدا ہو جائے گا البتہ اس سے باز بیگا
اور اگر ترقی نہ کرے گا کہ اس میں امام صاحب کے نزدیک حد واجب ہے غرض آدمی کو اگر عقل ہی ہو تو
سمجھے گا کہ جس نے جو معنی بیان کیے اس کی کوئی نگوئی وجہی اور اس سے مخالفت لازم نہیں آتی اور
جو محض لفظ ہی کو خیال کرے کہ یہی لفظ بعینہ کیوں نہ کہا اور معانی کی طرف مطلق نہ جاوے
شخص سے کچھ بحث نہیں وہ تو بحث ہی سے خارج ہو اور وہ جو حدیث میں ممانعت آئی ہو سو وہ قوت
مسکرونے کے ہو اس وجہ سے تاخیر صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کیا وہ نشہ لاتی ہے
سائل نے عرض کیا ہاں اس سے معلوم ہوا کہ نشہ کی وجہ سے حرام ہیں اس حدیث سے نہیں
نکلا کہ جسکے پینے سے نشہ نہ آئے وہ بھی حرام ہو گا و حد میں صلاحیت نشہ کی ہو مگر جب تک نشہ نہ آئے گا
حرمت اس کی ثابت نہیں پس امام صاحب تو نشہ بالفعل لیتے ہیں اور دوسروں کے نزدیک
بالقوہ معتبر ہے اس واسطے امام صاحب فرماتے ہیں کہ جب کا نشہ ہی اسی پیالے کا اعتبار ہو گا اور
مثال اس کی ایسی سمجھنی چاہیے کہ جیسے کھانا اوستہ کھانا کہ جس سے بد بھمی نہ ہو حلال ہے اور جس
نقے سے بد بھمی آوے حرام ہے پھر لقمہ حرام نہیں ایسی کڑے میں نجاست لگے مثل خون کے
اگر تھوڑا ہو مفسد صلوٰۃ نہیں اور جو اس سے زیادہ ہو تو اخیر کا جز مفسد نماز ہو گا اور کثیر اگر تھوڑا ہو
پہلا جز حرام ہو گا ایسی جو شخص نفقہ اپنے اہل و عیال کو دیتا ہے حلال ہے پس اگر اسراف کرے گا
تو وہ زیادتی حرام ہو جاوے گی پہلا حرام نہیں اسطرح کشتی میں بوجھ رکھا ہو اور اخیر کے بوجھ
من رکھنے سے متلا کشتی غرق ہو گئی تو ضمان اس ایک من رکھنے والے پر آجائے گا پہلے بوجھ
رکھنے والوں سے کچھ سرو کار نہیں ایسی اخیر کا پیالہ جو مسکری حرام ہو گا پہلے پہلے حرام نہیں

ہوں گے اور قلیل حرام ہونے کی حدیث خاص خمرین ہی چنانچہ تقریر علامہ عینی سے معلوم ہوا یا یوں
 کیسے کہ کثیرین جو قلیل ہی جس سے نشہ آیا ہو وہ حرام ہو اس لیے کہ باعث نشہ کا وہی قلیل ہی مطلب
 حدیث کا یہ ہو کہ جس کا کثیر نشہ لاوے اس کثیر کا جو قلیل ہی حرام ہو اور یہ بھی نہیں کہ بغیر کثیر کے
 بھی قلیل حرام ہو جس سے نشہ نہ آوے اور ابو داؤد اور ابن ماجہ کی حدیث جو اب بطور تشبیہ کے لائے ہیں
 اس کا جواب ابو النضر بغدادی نے شرح قدوری میں لکھ دیا ہے اس میں منیت بهذا القولی اصحاب
 ابی حنیفہ واما السلف الصالحہ کہ حدیث بذلک وکونیکنک الشریعہ بذلک
 لکان اصحاب ابی حنیفہ لم یبند عوا فی ذلک قوالا بل قالوا بما قالہ ائمۃ اصحابنا
 اسئل اللہ علیہم السلام ووجوہ الثابعین وکیف یقلن بعلی رضو وبعمر و
 ابن مسعود و ابن عباس و عطاء بن یدس و علقمہ و الاشود و لہم اہلہم
 رضی اللہ عنہم انہم یفرقوا المفسر و المفسر و یقلن فی اسمہا یعنی نہیں طعن کیا تو نے اس قول سے
 اصحاب امام صاحب پر بلکہ مراد تیری اس طعن سے صحابہ تھے لیکن تقریر اوکے نام کی نہ
 کر سکا تو اس لیے کہ اصحاب امام صاحب نے کوئی قول اسمین اپنی طرف سے نہیں نکالا بلکہ وہ بات
 کہی جس کو اصحاب کبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور بڑے بڑے تابعین نے کہا ہے اور
 کہہ کر گمان ہو سکتا ہے حضرت علی اور عمر اور ابن مسعود اور ابن عباس اور عمار بن یاسر اور اصفہ اور اسود
 ابراہیم رضی اللہ عنہم پر کہ انھوں نے شراب پی اور نام میں غلطی کی اتنے حاصل تقریر کیا ہے
 کہ اس میں کسی طرح سے مخالفت نہیں ورنہ لغو و باطل صحابہ تک سودا بی لازم آئے گی بان الہیۃ
 فتوہ اسمین نظر احتیاط امام محمد کے قول پر ہے اور صحیح بھی ہے کہ انکے پینے سے بھی حد لازم آتی ہے اور
 قلیل اور کثیر و کاحرم ہو و اللہ اعلم قال سلسلہ سیدہم اور ایک سلسلہ امام عظیم اور امام مالک اور امام شافعی
 اور امام احمد بن حنبل کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلمین اور شیخ علی بن
 نے ترجمہ مشکوٰۃ میں اور علامہ محمد بن زرقانی شروح موطا امام مالک میں لکھا ہے کہ اعتدال میں بیٹھنے والا
 داخل ہو چھ جگہ اعتدال کے پہلے غروب ہونے کے آفتاب سے انحراف قول جو منقول ہے

اصحاب امام صاحب

نیکو

اور تاویل اوس میں نہ تھی اور کو آپ نے غیر ظاہر سے ظاہر ہو کر معنی خلاف ظاہر تھے وہ موافق ظاہر ہو کر
خدا جانے ظاہر کی اصطلاح میں کیا شے ہی ظاہر ہو گیا معلوم ہوتا ہے کہ ظاہر اپنے اوسکو قرار دیا ہے
جسکو الفاظ اور قرینہ مقنعی نہ ہو کہ مضافاً فی الاصطلاح بلکہ ظاہر معنی تو یہی ہیں کہ مستکف
میں جو جائے اعتکاف تھی نماز صبح پڑھ کر داخل ہوتے تھے اس سے یہ کیسے معلوم ہوا کہ اعتکاف
بھی اوسید وقت سے شروع ہونا تھا یہ محض ایک رکعتیں ہی کوئی قرینہ اس پر دال نہیں کیا جب می
اعتکاف کی نیت کرے اوسید وقت گوشے میں بھی اوس پر بیٹھنا ضروری کیا شب کو اعتکاف کی
نیت سے مسجد میں رہنا اور صبح کو خلوت نشین ہونا خلاف سنت ہے فقط مستکف میں داخل
ہونے سے ابتداء اعتکاف اپنی طرف سے کتنا محض تحمل ہو کہ میں ذکر اسکا صراحت یا مستحکم
نہیں جس کے الفاظ مقنعی نہ ہوں یا کوئی قرینہ اوس پر دال نہ ہو اوسکو مثل لغز جاننا اور دوسرے
طعن کرنا غایت درجے کی سفاہت ہے اس سادگی یہ کہ کون نہ مر جائے خدا لڑتے ہیں اور
ہاتھ میں گواہی نہیں اس حدیث سے فقط اتنا معلوم ہوتا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گوشہ
نشینی منظور ہوتی صبح کی نماز پڑھ کے خلوت خانہ میں تشریف لیجاتے تھے شب کو اوس میں
داخل نہیں ہوتے تھے بلکہ اشارۃً اس سے سمجھا جاتا ہے کہ جب مستکف میں جائے کو بعد صبح کے
اگر کیا ہو تو نیت پہلے تھی اور اعتکاف پیشتر کر چکے تھے مستکف میں اب داخل ہوئے شاید اکبر
اعتکاف کی لفظ سے دھوکا ہو گیا یہاں اعتکاف کے معنی گوشہ نشینی کے ہیں اصطلاحی اعتکاف
مراونہ میں اور معتکف کا لفظ واسطے ان معنوں کے قرینہ ظاہر ہے علامہ اواسکے حسب تمام احادیث
میں دس دن کا اعتکاف مذکور ہے تو اوس میں شب بالیقین ضرور آجائے گی چنانچہ محاورات عرب
اور کلام مجید اس پر شاہ عادل ہو کہ جب ایام بولے ہوئے راتیں بھی ملا ہوتی ہیں اور جب لیالی
بولتے ہیں دن اوس میں ضرور ارادہ کرتے ہیں چنانچہ علامہ عینی شرح مداریمین لکھتے ہیں کہ لا
تدعی الی قصۃ تراکی یا علیہ السلام حیث قال ان لا تکلم الناس ثلاث لایات الا سرفہ او قال ان لا تکلم الناس ثلاث لایات سوا یا والنقصۃ کانت واحداً

یعنی کیا نہیں دیکھتا تو طرف قصہ ذکر یا علیہ السلام کے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہ کہ نہ کلام کرے تو اوستیو
 تین دن مگر اشاروں سے اور فرمایا یہ کہ نہ کلام کرے تو اوستیو سے تین شب برابر اور قطعاً ایک
 ہی تھا اتنے ہی يقالُ مَا سَأَلَ أَتَيْتَ مُنْذُ أَيَّامٍ یعنی کہا جاتا ہی نہیں دیکھا میں نے تجھ کو کئی
 دن سے ۵ تیسرا المراء من ذہب اللہ کی + یعنی خوش ہوتا ہی آدمی راتوں کے گزرنے
 سے نئے پس یہاں دنوں کو ذکر کیا ہی وہاں راتیں بھی مراد ہیں اور جس جگہ راتیں ذکر کی ہیں
 وہاں بھی مقصود یہیں ہے کون سی وجہ ہو کہ اول شب ایک دن کی چھوڑ دی جاوے جب دس دن
 ذکر کرے اوس کی راتیں بھی کل مراد ہوں گی پھر اول شب نہ لینا محض حدیث کا حدیث کی حدیث
 سے ہرگز ثابت نہیں اور اوس محنوں کی طرف تو سوا سے دو تین شخصوں کے جو ہواست گئے ہیں
قال مسئلہ چار دہم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا فی حدیث کے یہ ہو کہ ہدیہ اور شرح وقایہ اور
 کنز الدقائق اور در المختار اور فتاویٰ قاضی خان اور فتاویٰ عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابوں میں
 لکھا ہی کہ لَا يَنْفَعُ بَعْدَ الْغُرُوبِ قَبْلُ الْقَرَضِ بِكَافِيَةٍ مِنْ تَأْخِيرِ الْمُحَرَّبِ
 یعنی اونہ فضل سے بعد غروب ہونے آفتاب کے پہلے نماز فرض کے اس لیے کہ اس میں منہرب کی نماز کو دیر
 ہو جاتی ہے **اقول** باوجودیکہ حدیث میں نہ ملتا کہ سنا آ یا ہو سکے معنی ہیں کہ جب کا جی جا ہے
 بڑے کسی قسم کی تاکید نہیں پائی جاتی بلکہ مثل اور فعل کے ہی ہے ہر امام نووی کا یہ قول وَلَوْ اسْتَحَبَّ
 أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَآخَرُونَ مِنَ الصَّحَابَةِ وَمَا لَكَ وَكَثَرُ الْفُقَهَاءِ
 وَقَالَ النَّحْوِيُّ هِيَ بِدَاعُهُ وَحُجَّتُهُ هُوَ كَأَنَّ اسْتِحْبَابَهَا يُقَادَرُ إِلَى تَأْخِيرِ
 الْعَرَبِ عَنْ أَكْوَلِ وَقِيَّتِهَا یعنی اور نہیں مستحب جانان دونوں کہ متون کو ابو بکر اور عمر اور عثمان
 اور علی اور دوسرے صحابہ نے اور امام مالک اور اکثر فقہانے اور ابونعیم نخعی نے کہا ہی کہ بہت جلد
 اور حجت ان سب کی یہ ہو کہ استحباب اوسکا پونہچا دیتا ہی طرف تاخیر منہرب کے اول وقت
 اوسکے سے اتنے پھر الوداؤد کی طاووس سے یہ روایت ہی کہ کہا او بخون نے سوال کیے گئے ابن عمر
 کہ تینوں سے قبل منہرب کے پس فرمایا نہیں دیکھا میں نے کسی کو زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

میں کہ پڑھتا ہوں کو بھی یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ ہر روز اذان میں نماز ہو اگر چاہے
 غروب پھر عشاء کا یہ کہنا کہ یہ حکم تہا اسے اسلام میں تھا تاکہ آدمی وقت منوع کو اپنی بس میں نماز پڑھیں
 منع ہو بچان لین ابدال کے جلد مغرب پڑھنے کا حکم کرتے گئے انتہی عبادۃ العین یعنی شریعت اللہ الیہ لخصاً
 پس یہ امر امام صاحب کے قول کی غایت درجے کی تائید کرتا ہے اس لیے ہم آپ کے کہنے میں کہ ہر بات
 پر صحیحین کے مت اڑ جائی اگر وجہ تک صحابہ اور ائمہ کے اقوال پر مطلع ہو جاؤ اسی وجہ سے امام
 ربیع بن یزید بن ابی اسحاق میں اسی تمام کی تحقیق میں لکھتے ہیں **وَإِذَا اتَّفَقَ النَّاسُ عَلَى تَرْكِ الْعَمَلِ**
بِالْحَدِيثِ الْمَرْفُوعِ لَا يَحْجُوزُ الْعَمَلُ بِهِ كَأَنَّهُ دَلِيلٌ ضَعِيفٌ عَلَى مَا عُرِفَ
فِي مَوَاضِعِهِ فَمَا أَطْلَقْتَ بِفَعْلٍ بَعْضُ الصَّحَابَةِ یعنی اور جسوقت اتفاق کر لیں آدمی کو
 ترک کر دینے عمل کے ساتھ حدیث مرفوع کے نہیں جائز ہو عمل اس حدیث پر اس لیے کہ یہ اثر دلیل
 ہو اور ضعیف ہونے حدیث کے جیسا کہ اس کے موقع میں معلوم ہوا پس کیا گمان تیرا ہے ساتھ فضل
 بعض صحابہ کے انتہی یعنی اگر ہی تو فقط بعض صحابہ کا فعل ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں
 اور حدیث ابن حبان کا جواب فتح القدیر کی عبارت میں آتا ہے یہ ہر کہ یہ حدیث معارض ہی اس
 حدیث کے جواباً وہ میں طاؤس سے مروی ہے کیا اونھوں نے سوال کیے گئے ابن عمر دو رکعتوں سے
 قبل مغرب کے فرمایا نہیں دیکھا میں نے کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کہ ان دو
 رکعتوں کو پڑھتا ہوں اور نہ صحت تھی دو رکعتوں کی بعد عصر کے سکوت کیا اسے ابو داؤد نے اور
 بعد ان کے منذری نے مختصر اپنی میں اور یہ سکوت صحت حدیث کا قائل ہوا ہے اور اس حدیث کا
 معارض بخاری میں ہوا بعد شریک ہونے دونوں حدیثوں کے صحت میں اسکا تسلیم نہیں کہ
 بخاری کی حدیث کو مقدم کیا جائے بلکہ اس صورت میں ترجیح خارج سے تلاش کریں گے اور یہ قول آپ
 شخص کا ہر کہ جس نے کہا سب احادیث سے صحیح زیادہ وہ حدیث ہے جو صحیحین میں ہو بعد اس کے بخاری میں
 ہی بعد اس کے جو مسلم میں ہو اور اس کے بعد جو حدیث ان دونوں کی شرط پر ہو دو سرے محدث سے اس کے بعد
 وہ حدیث جو ایک کی شرط پر ہو یہ کہنا اسکا قائل اعتبار نہیں محض زبردستی ہے اس میں تہمت کی تہلیل

بخاری میں اس حدیث کا
 نسخہ

فتح القدیر میں اس حدیث کا
 نسخہ

کرنی جائز نہیں اس لیے کہ اس میں ہونے کے سوا اس کی اور کوئی وجہ نہیں کہ راوی ان دونوں کے موافق
 شرط دونوں کے میں ہیں جب کہ تسلیم کیا جائے کہ غیر ان دو کتابوں کے کسی حدیث کے روایان
 شرطوں کو شامل ہیں پھر حکم کا ان کی حدیث کی حدیث سے اصح ہے کیا میں نے انصاف کیا
 منوکی پھر بخاری اور مسلم کا یہ حکم کرنا یا فقط ایک کا کہ فلاں شخص میں یہ شرطین پائی جاتی ہیں اور اس
 قبیل سے نہیں کہ مطابق واقع ہونے کا یقین کر لیا جاوے جائز ہے کہ واقعہ میں خلاف اس کے ہو
 حالانکہ مسلم اس کتاب میں بہت ایسے راوی لائے ہیں جو عیب جرح سے سلامت نہیں ہیں
 بخاری میں ایک جماعت ہے کہ ان میں طعن کیا گیا ہے لیکن ان کا رد راویوں کا علماء کے اجتماع اور اس کے
 پر ہے ایسی شرطین سمجھنا چاہیے تھی کہ میں شخص نے ایک شرط کا اعتبار کیا اور دوسری نے اس کو ملحوظ
 سمجھا اور دوسرے کی روایت اس کے نزدیک واسطے سارے اس حدیث کے جاوے اس شرط کو شامل کر
 انصاف کر کے کی ایسی جس شخص نے ایک راوی کو ضعیف کہا اور دوسرے نے اس کی توثیق کیا کی
 قیاس کے بجائے ہاں قلب غیر مجتہد کا اور اس شخص کا جس نے حال راوی کا خود امتحان نہیں کیا اور اس
 چیز سے جرح اکثر کا اجمال ہو تو مسکن یا جانا ہو لیکن مجتہد شرط کے اعتبار کرنے میں اور عدم اعتبار
 میں اور جو شخص حال راوی سے خود آگاہ ہو جو اپنی عقل کی طرف تکیا ہو اور جب کہ ہمارے نزدیک
 حدیث ابن عمر کی صحیح ہوئی تو یہ حدیث سارے ہوگی اور حدیث کی جو صحیح بخاری میں ہے پھر یہ
 حدیث ابن عمر کی راجح ہو جاوے گی اس وجہ سے کہ عمل اکابر صحابہ کا مثل ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے
 ہونا ایسا ہے کہ اگر ابراہیم بخاری نے مخالفت کی ہو ان دو کھتوں سے اس حدیث میں جس کو رد کیا
 کیا ہو ابو حنیفہ نے مواد بن ابی سید ان سے انھوں نے ابراہیم بخاری سے کہ تحقیق منع کیا انھوں نے
 ان سے اور غرائب تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما میں پڑھتے تھے بلکہ
 اگر یہ حدیث حسن بھی ہوتی جیسا کہ انھوں نے کہا ہے تو بھی البتہ ترجیح دیجائی اس صحیح پراسی بیان
 اس لیے کہ حدیث حسن اور صحیح اور ضعیف باعتبار سند کے طے ہوتی ہے لیکن واقعہ میں جائز ہے کہ صحیح
 حدیث غلط ہو اور ضعیف صحیح ہو اور اسی وجہ سے حسن میں جائز ہے کہ محبت کو بوجہ کثرت طرق کے

پہنچ جائے اور ضعیف حدیث اسی حد سے محبت ہو جائے اس لیے کہ تعدا و اسکا قرینہ نبوت نفس
 الاماری کا ہی نہیں جو انہیں جائز ہو کہ صحیح مسلم سند بوجہ اس نے کے جو دلالت اور ضعف نفس الاماری کے
 کرتا ہو ضعیف ہو جائے اور حسن حدیث بوجہ دوسرے قرینے کے مرتبہ صحت تک پہنچ جائے چنانچہ
 ہم نے اکابر صحابہ سے موافق اس قول کے بیان کیا اور ترک کرنا اور کامتفقہ اس حدیث کو اور ایسی ہی
 اکثر سلف کا اور اہل مالک کا جو ستارہ حدیث ہیں واقعہ میں اس حدیث کے ضعف پر دلالت کرتا ہے اور
 وہ اہل فلاح جو ابن حبان نے صحیح میں سے علاوہ بیان کیے ہیں کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو کعتیں قبل
 مغرب کے پڑھیں یہ معارف میں اس حریض حدیث ابراہیم خنی کے نہیں ہو سکتا کہ بنی صلی اللہ علیہ
 وسلم نے ان دو کعتوں کو نہیں پڑھا اس لیے کہ یہ دو کعتیں جو آپ نے پڑھیں جائز ہو کہ نقصا
 اس کا نہ کی ہوں جو آپ سے فوت ہو گئی ہوں اور یہ امر ثابت ہو روایت کی طبرانی نے مسند شامی میں
 جابریہ کے کہا اور انھوں نے سوال کیا عتد ازواج مطہرات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا دیکھا
 تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دو کعتیں قبل مغرب پڑھتے ہوئے کہا اور انھوں نے نہیں سنا کہ
 نے کہا ان دو کعتوں کو الکیا میرے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا پس ال کیا میں نے یہ نماز
 کی کسی عورت یا قبل عصر کے دو کعتیں پڑھنی بھول گیا تھا اب وہ دن کو پڑھ لیا پس ام سلمہ کا آپ
 سوال کرنا اور صحابہ کا آپ کے ازواج مطہرات سے دریافت کرنا چنانچہ فقہ سائلنا جابرہ کا فرمانا اور لفظ
 سائلت نہیں کہنا یہ دلالت کرتا ہے کہ فقط جابرہ نے نہیں دریافت کیا بلکہ اور صحابہ بھی اس میں شریک تھے
 اس امر کا فائدہ دیتا ہے کہ یہ دونوں کعتیں جو نہ تھیں اس طرح صحابہ کا ابن عمر سے سوال کرنا کیوں
 خود ابن عمر نے حدیث اول نہیں بیان کی تھی بلکہ جب سوال کیے گئے تو بیان کی اور نظام ہر ایک کو
 اور اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ روایت ان کعتوں کی ظاہر ہو گئی تھی گو اس قرن میں معمول نہ تھیں پس
 جواب اسکا آپ کے ازواج نے جو کہ آپ کے اعمال سے مستقر واقف تھیں کہ دوسرا اتنا نہیں جانتا تھا یہ
 دیکھا کہ آپ نے نہیں پڑھیں اور ابن عمر نے یہ جواب دیا کہ صحابہ میں سے کسی نے نہیں پڑھیں تھے حاصل اس تقریر کا
 یہ ہے کہ ائمہ مجتہدین اور اکابر سلف کی تحقیق اور جلیج پر اعتماد کرنا چاہیے جس حدیث کو ان بزرگوں نے

قبول کیا اور عمل اور سب کر لیا یہ علماء محمدین کی تقلید کر کے اپنے اعتراض اور انکار بجا ہے میں بعض غلطیوں
نے جو اس تقریر میں صفحہ ۱۲۰ کو تصدیق قرار دیا ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب کے قول کی سند لائے ہیں
کہ انھوں نے اس قول کو بدعت لکھا ہے محض خطا ہے یا تو وہ صاحب اس تقریر کا مطلب خود نہیں سمجھے
یا شاہ صاحب کی عبارت میں قیاس مع الفارق کیا اور یہ کہ ان کا کہنا کہ حضرت عیسیٰ جرات نہیں
کی تھی جو کہ کے خلاف ہے منہج کتب میں ان کے بعد عنوان ہے شاہ ولی اللہ صاحب کا ایک اور مدلل بیان کر کے
کہ جس کا ترجمہ اس سے جواب نمونہ ۱۲۰ کے خلاف ہے اور خود حضرت شاہ صاحب نے اپنے اصول خلافت
محمود میں موافق بنائیں خود مقصد کے تسلیم میں دوسروں پر لعن کرتے ہیں ہم دریافت کرتے ہیں
کہ یہ کون سی بدعت ہے کوئی اور حدیث کے خلاف ہو آیا قرآن کے ان یوں کہیں کہ یہ ترتیب صحیح ہے
تفسیر ہمارے اسمین ایسا غلط کیا کہ اس کا کوئی من السماء تصور کر لیا اور اس بحث میں اگرچہ
شفاء الہی میں جسکو بعض حضرات ساکنین مہجول نے تصنیف کیا اور مولانا ابوالحسنات محمد علی
لکھنوی نے اس کی رد میں ابراہیم لکھنوی کے اسکو موقوف کر دیا ہے کچھ زور مارا ہے لیکن بجز نقل عبارات بظاہر
امام ابن ہمام کے اور کچھ ان سے منسوب کیا یہ تو معلوم ہو گا کہ بعض علماء اس مقام میں ابن ہمام کے مخالف
ہیں مگر ان کی تقریر مجتہدانہ اور دلیل محققانہ کا جواب شافی کسی نے نہیں دیا حضرات ظاہر نہیں مقلدین کا
دستور یہ ہے کہ اگر یہ صحیح ہے ایک طرف ہوں اور بخاری کی حدیث ایک طرف تو ممکن نہیں کہ اس میں منکر
کریں اور سوچیں اور اقوال سلف دیکھیں اور قطعی دین بلکہ امام صاحب کے پیرائے میں درپردہ چھپا
کو سب کچھ کہہ دیتے ہیں چنانچہ منشی نمونہ از خوارے اسی سوال مذکور کو ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ باوجود
جو یہ صحیح ہے اور خلفائے راشدین ایک طرف ہیں مگر یہ تو بخاری اور مسلم پر ایسا ایمان لائے ہیں اگرچہ اصل
ایمان سے جو تصدیق بالقرآن اور اقرار باللسان ہی بوقت اقرار اسقاطی ہو جاتا ہے مگر یہ لوگ ان
کتبوں کے مقابلے میں قرآن کی بھی نہیں سنتے خفیہ کے مذہب کی حقیقت دیکھتے کہ باوجودیکہ صحیحین
کو اصح الکتاب جانتے ہیں مگر وہ کچھ تحقیقات کی ہرگز اگر آدمی کو انصاف ہو تو ہٹ دھرمی کو چھوڑ
دے اور سچے دل سے مان لے ہو فقط اسوجہ سے ایسی گفتگو کرنی بڑی کہ یہ لوگ صحابہ پر کیوں طعن

کرتے ہیں اپنے گریبان میں ذرا مونچھ ڈال کر دیکھیں کہ اس صورت میں ایمان اور کمال ان جاسے گا
 بہ امام پر طعن نہیں کیا برحق یہ سچو گانہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے **قال** مسئلہ پانزدہم اور ایک مسئلہ امام
 کا بھی ان حدیث کے یہ ہے جو کہ درخت اور قناری عالمگیری اور زینبہ العقیقہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا
 و کہ حکمہ بین الشک والفرض لا یستطیعہ او لکن ینقص ثوابہا و فیل تسقط البیہ
 اور اگر کلام کرے در میان حدیث اور فرض کے نہیں توڑتی سنتوں کو اور لیکن کم ہو جاتا ہے تو ان کا
 اور کما بعضوں نے ٹوٹ جاتی ہیں **اخرا قول** یہ قول حدیث کے مخالف نہیں اس لیے کہ کلام
 فضول ہوا اور ضروری نہ ہو کر واقع ہو تو کم ہو جائے چنانچہ دارمی کی حدیث میں ہے فان کانت لک حاجۃ
 فکلمتک فیہا ایمنی پس اگر کوئی حاجت ہو تو ایگو تو مجھ سے زیادہ سنیے اس میں یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ ضروری
 بات کہنی مضایقہ نہیں اسکا انکار نہیں ہے میں سب سے ذمہ دار ہوں بلکہ جہاں کلام کرنا مکروہ یا ہیرو اس سے
 مراد ہی کلام ہی جو ضروری ہو جسے لوگوں کی عادت ہو تو کلام غیر ضروری اکثر کیا کرتے ہیں اس سے
 کلام دینی اور ضروری سمجھتی ہو سکتا کم گوئی و بجز مصلحت نہیں گو چاہئے کہ نہ پسند تو ان پیش گو
قال مسئلہ شانزدہم اور ایک مسئلہ امام عظیم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ رد المحتار شرح
 در المختار میں احسبہ و حاصلہ ان اخذ طحاۃ علیہ الصلوٰۃ والسلام
 انما کان فی بدینہ ولا یستتر احفہ لایلتزم فیہ یعنی اصل اسکا کہ تحقیق بسنا
 حضرت علی علیہ السلام کا سوا اسے اسکے نہیں صحابہ کرام پر اس کے واسطے آرام کے نہ
 واسطے شرع بنانے کے **اخرا قول** یہاں بھی مخالفت حدیث کی نہیں مخالفت تو
 جب ہوتی کہ کسی حدیث میں یہ تصریح ہوتی کہ یا ارشاد قریشی ہی بلکہ بسا اوقات آنحضرت
 علیہ السلام نے واسطے شفقت امت کے حکم فرمایا ہی لباس اور طباسم وغیرہ کے
 احادیث اس پر شاہد ہیں اور ان سے بہ نہیں معلوم ہوتا کہ ان احکام کو بھی شرعاً میں
 داخل ہی بلکہ امور دنیاوی کی تمام چیزیں امام کا بھی اسی کے قائل ہیں اور شرح سفر السعادت
 میں لکھا کہ امام مالک نے فرمایا کہ اگر واسطے ہر راحت اور رفعت لیتا لیکن کچھ نہ سکے تو نماز میں

کلام دینی اور ضروری سمجھتی ہو سکتا کم گوئی و بجز مصلحت نہیں گو چاہئے کہ نہ پسند تو ان پیش گو

کلام دینی اور ضروری سمجھتی ہو سکتا کم گوئی و بجز مصلحت نہیں گو چاہئے کہ نہ پسند تو ان پیش گو

کلام دینی اور ضروری سمجھتی ہو سکتا کم گوئی و بجز مصلحت نہیں گو چاہئے کہ نہ پسند تو ان پیش گو

ہونے اور بیداری شب کی وجہ سے آگئی ہو تو لیٹ جانا بہتر ہو اور موجب تشنگی اور تازگی طبیعت
کا ہو اور قول الامام صاحب کتب بھی یہی ہو وہ فرماتے ہیں کہ فعل ان حضرت علی علیہ السلام بھی بعد آرام کے تھا
نہ عبادت کے انتہے پس جب تک وہ نہ ثابت ہو جائے کہ ہر فعل اور قول آپ کا تعبدی تھا مخالفت کی
ثابت ہو سکتی ہو بلکہ اس صورت میں حدیث ابو داؤد اور ابن ابی شیبہ میں بھی مطابقت ہو جائے گی
کہ تافاضی عیاض نے ذہب مالک و جمہور العلماء و جماعة مؤمن الصحابة اے
انہ بدعة و رواية الاضطجاع بعد ركعتي الفجر فموجحة فيقدم ثم ياتي به الاضطجاع
قبلها و لم يفعل احد في الاضطجاع قبلها انة سنة فكذا البعد هما وقد ذكر مسلم
عن عايشة فان كنت مستلقية فخذ ثوبك واكل اضطجع وهذا يدل على انه ليس
بسنة وانه تارة كان يضطجع قبل و تارة بعد و تارة لا يضطجع يعني گئے امام مالک
اور جمہور علماء اور ایک جامع صحابہ کی اس طرف کہ وہ بہت ہی اور روایت اضطجاع بعد دو رکعتوں
نہ کے مروج ہی پس مقدم ہوگی روایت اضطجاع کی قبل فجر کے اور نہیں کہ کسی نے کہ اضطجاع قبل
فجر کے سنت ہی پس بعد کو بھی ایسا ہی سمجھنا چاہیے اور تحقیق روایت کی مسلم نے عایشہ رضی
سے کس اگر میں جاگتی ہوتی تو باتیں کرتے مجھ سے نہیں تو لیٹ جاتے اور یہ دلالت کرتا ہی اس پر کہ
وہ سنت نہیں اور کبھی آپ لیٹتے تھے پہلے اور کبھی بعد کو اور کبھی نہیں لیٹتے تھے غرض کہ انکو
فرض کہنا اور بغیر اسکے نماز میں فساد کا قائل ہونا جیسا کہ بعض ظاہر یہ نے کیا ہی ہرگز کسی حدیث
سے ثابت نہیں ہوتا ہی البتہ صحابہ میں بھی اختلاف ہوا ہی اس لیے تطبیق اسکی وہی بہت درست
ہو جو پہلے بتے بیان کی پس مخالفت بالکل جاتی رہی اور موافقت بخوبی ہو گئی **قال** مستند علم
اور ایک مسئلہ امام غزالی مخالف حدیث کے یہ ہے کہ ہایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور
در المختار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہو ومن انہی الی الامام
فی صلوة الفجر وهو لم یصل ركعتي الفجر ان خشي ان تقو انة تركتة و
یذكر ان الاخری یصلی ركعتي الفجر عند باب المسجد فتعید خل یعنی

ہونے اور سید اری شنب کی وجہ سے آگئی ہو تو لیٹ جانا بہتر ہو اور موجب شگفتگی اور تازگی طبیعت
 کا ہو اور قول الامام صاحب کا بھی یہی ہو وہ فرماتے ہیں کہ فعل ان حضرت علی علیہ السلام بھی بقصد آرام کے تھا
 نہ عبادت کے انتہے پس جب تک یہ نہ ثابت ہو جائے کہ ہر فعل اور قول آپ کا تعبدی تھا مخالفت کی نہ
 ثابت ہو سکتی ہو بلکہ اس صورت میں حدیث ابو داؤد اور ابن ابی شیبہ میں بھی مطابقت ہو جائے گی
 کما قاضی عیاض نے ذہب مالمک و جہموا العلماء و جماعۃ من الصحابۃ ابراہیم
 ابن ہریرۃ و روایۃ الاضطیجاء بعد رکعتی الفجر ثم جوحۃ فبقدم فرأیہ انہ یضطیج
 قبلہا و کلم یقول احد فی الاضطیجاء قبلہا انہ سئئۃ فلذا بعدہما و قد ذکر مسلم
 عن عائشۃ فان کنت مستقیظۃ حدثت فی الاضطیجاء و کذا یدل علی انہ لیس
 بسئئۃ و انہ تارۃ کان یضطجع قبل و تارۃ بعد و تارۃ لا یضطجع یعنی کئے امام مالک
 اور حجتہ علیہا اور ایک جماعت صحابہ کی اس طرف کہ وہ بیعت ہو اور روایت اضطیجاء بعد و رکعتوں
 فجر کے مراح ہی پس مقدم ہوگی روایت اضطیجاء کی قبل فجر کے اور نہیں کہ کسی نے کہ اضطیجاء قبل
 فجر کے سنت ہے پس بعد کو بھی ایسا ہی سمجھنا چاہیے اور تحقیق روایت کی مسلم نے عائشہ سے
 سے پس الزمین جا گئی ہو تو باتیں کرتے مجھ سے نہیں تو لیت جاتے اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ
 وہ سنت نہیں اور کبھی آپ لیتے تھے پہلے اور کبھی بعد کو اور کبھی نہیں لیتے تھے انتہے غرض کہ اس کو
 فرض کہنا اور بغیر اسکے نماز میں فساد کا قائل ہونا جیسا کہ بعض ظاہرہ نے کیا ہے ہرگز کسی حدیث
 سے ثابت نہیں ہوتا ہی البتہ صحابہ میں بھی اختلاف ہوا ہی اس لیے تطبیق اسکی وہی بہت درست
 ہو جو پہلے ہم نے بیان کی ہے مخالفت بالکل جاتی رہی اور موافقت بخوبی ہو گئی **قال** مسئلہ ہفتم
 اور ایک مسئلہ امام عظیم کا مخالف حدیث کے یہ ہو کہ باریہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور
 در المختار اور فتاویٰ عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہو ومن انہی الی الامام
 فی صلواتہ الفجر و هو لم یصل رکعتی الفجر ان خشی ان تقوا تہ کسر کتۃ و
 یدبر لہ الاخری یصلی رکعتی الفجر عند باب المسجد ثم یدخل یعنی

تکبیر کے نماز کیوں پڑھتے اس سے معلوم ہوا کہ دوسرا اہل مکہ اور ہوجا تا ہی ہرگز کوئی شخص دروازہ مسجد
 جو کہ مسجد اور جماعت سے علیحدہ ہو دو رکعتیں پڑھے تو مخالفت کیا کی بلکہ مطابقت تو سب احادیث
 میں اسی سے ہوتی ہو اور جماعت تو فقط کھانے کے خاطر بھی آدمی چھوڑ دیتا ہے
 چنانچہ بخاری، مسلم میں آیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ مَسْجِدًا
 اخْلَعُوا خُفَّيْكُمْ وَأَقِمَّتِ الصَّلَاةُ فَإِنْ كَانَ بِالْعَتَمَةِ أَوْ كَانَ الْعَجُوزُ يَتَوَقَّفُ مِنْهُ وَكَانَ ابْنُ
 عَمَرَ يُؤَخِّرُكُمْ فِي الطَّعَامِ وَيُقَامُ الصَّلَاةُ فَلَا يَأْتِيهَا أَحَدٌ يَفْرُغُ مِنْهُ وَلَا يَكَلِّمُ
 كَيْسَمَةَ فَرَأَى أَنَّكُمْ كَأَمَامِ بَعْضِ الرِّبَاذِ سَوَّلَ لِي مِنَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَبْسِ قَتْلِهَا جَعَلَهَا
 کسی کا تم سے اور تکبیر نماز کی ہو پس شروع کرو تم کھانا اور نہ جلدی کو یہ بیان اس کے خارج ہوجا
 اور تم سے ابن عمر کہ کھانا تھا واسطے اس کے کھانا اور تکبیر کہی جاتی تھی نماز کی پس نہیں آتے تھے
 نماز کو بیان تک کہ فارغ اس سے ہو جاتے اور تحقیق سنتے تھے وہ قرات امام کی اتنے پیچیدہ
 سنتیں باوجود اتنی تاکید کے اور عمل صحابہ کے اور نہ ترک ہونے جماعت کے اگر نہ خاص کیجا علی
 تو اور کون سی صورت اس سے عمدہ ہوگی علاوہ اس کہ وہ حدیث میں گو صنیفین سے سنتوں میں
 کا استثناء ہی موجود ہے ان احادیث اور عمل صحابہ سے اس کی تقویت بھی ہوگئی اگر بالفرض
 اتنی تاکید جس سے مسلم ہوتا ہی کہ شاید واجب ہوں چنانچہ امام کی ایک روایت میں وجوب
 ہی نہوتی تو بھی عمل صحابہ اس تخصیص کے واسطے کافی تھا اصل ہر القیاس اگر عمل صحابہ بالفرض نہ ہو
 تو بھی یہ تاکید کافی تھی پس جبکہ اتنے دلائل اور براہین احادیث اور آثار سے مجتمع ہوں اور
 استثنائے کو ان سے تقویت بھی ہو جاوے پھر بھی آدمی انکار کرے تو گویا حدیث مرفوعہ کا
 انکار کیا اور ہم کلام ابن ہمام سے جواب چوموں میں مدلل کر چکے ہیں کہ ضعیف حدیث بوجہ قرآن
 خارجہ کے قوی اور صحیح ہوجاتی ہے پس مخالفت ہرگز نہ ہوگی بلکہ حدیث موافق حدیث ہر کا قال
 سلسلہ شریعہ اور ایک سلسلہ امام غفرلہ کا مخالف حدیث کے یہی جو کہ ہدایہ اور شرح و فتاویہ اور
 کنز الدقائق اور در المنار اور فتاویٰ مالکیہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہو وہ تصحیح

نسخہ
 خطی
 مسجد
 جامعہ
 اسلامیہ
 لاہور

الرَّجُلَانِ يَكُونُ تَحْتَهُ عَاقِلًا بِالْغَاثِ مُسْلِمًا قَدْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً كَا حَا صَحِيحًا
 دَخَلَ بِهَا وَهِيَ عَلَى صِفَةِ الْوَخْصَانِ يَعْنِي أَوْ مَحْصَنٍ يَوْمًا سَنَسَكَسَارُ مَوْنِيَا يَكُونُ مَوْزَانِي آزَادًا
 بِالْخِصْلَانِ أَوْ يَكُونُ مَحْصَنٍ كَلِمَةً كَرِيمًا أَوْ يَكُونُ مَوْزَانِي أَوْ يَكُونُ مَحْصَنٍ مَوْزَانِي أَوْ يَكُونُ مَحْصَنٍ مَوْزَانِي
 اس کے دو جواب ہیں ایک یہ ہے کہ حکم رجم کا تو ریت سے موافق یہودیوں کے دیا گیا تھا کیونکہ جب تک
 آیت رجم نازل نہیں ہوئی تھی چنانچہ تشریح موطا امام محمد بن ملا علی قاری لکھتے ہیں وَالْجَوَابُ
 عَنْ بَعْضِهِمْ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لِلْبُحْثِ فِي آيَةِ كَانَتْ فِي الْحُكْمِ التَّوَكُّلُ وَفِي
 أَنْ يُذَكَّرَ حُكْمُ الْفَرَانِ فَلَمَّا سَدَّ لِسْمَهُ ذَلِكَ وَالْحُكْمُ بِالْمَنْسُوحِ بِاطْلَاعِ الْمَعْنَى
 جواب رجم یہود میں یہ ہے کہ یہ حکم تو ریت سے پہلے نازل ہونے حکم قرآنی کے تھا پس جبکہ
 حکم نازل ہوا یہ حکم منسوخ کر دیا گیا اور حکم منسوخ کا باطل ہونا تیسرے اور دوسرے جواب یہ ہے کہ قوت
 رجم کے احصان میں اسلام شرط نہ تھا گو رجم موافق شرع کے تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم نے مَنْ أَشْرَكَ لَكَ بِاللَّهِ فَلَئِنْ فُكِّسَ مَحْصَنٌ فَرَأَى أَسْوَاقَ سَلَامٍ شَرَطًا احْصَانٌ كُنِيَ
 چنانچہ فتح القدير میں ہے کہ اس حدیث کو اسحق بن راہوی نے اپنی مسند میں اسناد سے بیان
 کیا ہے کہ حدیث بیان کی ہے عبد الغزیز بن محمد نے کہا او نحوں نے حدیث بیان کی ہے کہ
 عبد اللہ نے او نحوں نے روایت کی نافع سے او نحوں نے ابن عمر سے او نحوں نے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ جو شخص مشرک ہو وہ محسن نہیں روایت کیا اس کو داؤد تظنی
 نے اپنی سنن میں اور اس حدیث کی قوت دینے والی وہ حدیث ہے جس کو بقیہ بن الولید نے
 عقبہ بن تمیم سے روایت کی ہے او نحوں نے علی بن ابی طلحہ سے او نحوں نے کعب بن مالک
 سے کہ تحقیق او نحوں نے ایک یہودیہ سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے مت نکاح کرو اس سے اس لیے کہ وہ یہودیہ تجھ کو محسن نہیں کر دے گی اور یہ حدیث منقطع ہے
 اور توجہ اتنا ہے کہ انقطاع بعد عدالت راویوں کے نزدیک ہمارے ارسال میں داخل ہے جو حال
 پہلی حدیث کی یہ حدیث شاہد ہی نہیں حجت ہوگی اور ظاہر قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

کہ کیا پاتے ہو تم تو دیت میں شانِ رجم میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ رجم شرع میں تھا ایسی ہی بھی
 ظاہر ہے کہ اسلام شرط نہ تھا اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رجم کرنے کیونکہ شریعت یہودیوں کی
 منسوخ ہو گئی تھی بلکہ جو خدا حکم نازل کرنا ہی حکم فرماتے اور سوال اوں سے اسوجہ سے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا تاکہ اُنکو الزام دین کہ جو احکام تیسرے نازل ہوئے ہیں اور کون ترک کرتے
 ہو تیس حکم رجم کا اسی شرع سے جو رجم میں موافق اُنکے شرع کے تھا صادر ہوا پس وقت رجم کے
 رجم اس شرع میں ثابت تھا مگر بلا شرط اسلام کے پس جب حدیث مذکور ثابت ہو گئی اور تاریخ
 معلوم نہیں ہوئی کہ کس سے معلوم ہو کہ قول سیلے ہی یا فعل پس تعارض واقع ہوا اب مزاج اس کا
 چاہیے اور قول مقدم ہونا یا فعل پر انتہی ملقطاً یعنی یہ حدیث قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے
 اور رجم فعل ہے پس اس قول کو ترجیح دیجائے گی کیونکہ قول فعل پر مقدم ہوتا ہے اس لیے کہ فعل میں تو
 استعمال خصوصیت وغیرہ مؤید ہے **مسئلہ** نوزدہم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث
 کے یہ ہے جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور درالمختار اور فتاویٰ عالمگیری وغیرہ فقہ کی
 کتابوں میں لکھا ہو کہ **كَانَتْ الْعَصْرُ أَوِ الْمَغْرِبُ أَوِ الْفَجْرُ خَيْرٌ وَإِنْ أَخَذَ الْمُؤَدِّينَ**
فِيهَا لَكُمُ أَجْرٌ النفل بعد ہا یعنی اور اگر ہو نماز عصر یا مغرب یا فجر بکلی یعنی مسجد سے اگرچہ شریف
 ہو مودن بکیر میں واسطے کمزور ہونے نفیوں کے سمجھے ان کے یعنی ان نمازوں کے **اقول** حدیث
 ابن عمر دارقطنی میں رفع بھی آئی ہے چنانچہ بقرات شرع مشکوٰۃ میں **وَفِيهِ حَدِيثُ صُرَيْحٍ أَخْبَرَنَا**
الدَّارَقُطْنِيُّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَصَلَيْتَ فِي أَهْلِكَ
ثُمَّ أَدْرَكَتْ فَصَلِّهَا إِلَّا الْفَجْرَ وَالْمَغْرِبَ قَالَ عَبْدُ الْحَقِّ تَقَرَّرَ دَرَجَتُهُمْ سَهْلٌ يُبْنَى
صَالِحٌ إِلَّا لَهَا كَيْ وَكَانَ نَفَقَةً وَلَا إِذَا كَانَ كَذَلِكَ فَلَا يَصْرُوفُ مَنْ وَقَفَ لَا
يُيَاذَرُ الشُّفَعَةُ مَقْبُولَةٌ یعنی اس میں حدیث صریح آئی ہے روایت کیا ہے اسکو دارقطنی نے
 ابن عمر سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بجا سورت نماز پڑھے تو اپنی مکان میں بھر جاؤ
 تو اوس کو سو پڑھ لے مگر صبح اور مغرب کہا شیخ عبدالحق نے اس حدیث کو فقط سہل بن صالح النخعی نے

مسئلہ
 چہارم
 تین

چنانچہ مختارین لکھا ہوا تھا مگر اَحْسَنَہُ یَا نَفْعَ الْجِلْدِ فَقَطَّ فَلَا بَاسَ بِہِ یعنی مختار
 اشعار عمدہ طور پر اس طرح کرے کہ فقط کمال کاٹ دے سو کچھ مضائقہ اس کا نہیں ہر انتہی اور
 طحاوی شرح و مختارین ہر قولہ فَلَکَا بَاسَ بِہِ اَسَدَ اَنَّهُ مُسْتَحَبٌّ لِّمَا قَدْ تَمَنَّا لَیْسَی قَوْلُ
 شراح کا فَلَکَا بَاسَ بِہِ ارادہ کیا اس سے کہ وہ یعنی اشعار مستحب ہر اوس وجہ سے جو پسے ہننے
 بیان کی انتہی تک بلکہ القیاس مہبوط وغیرہ سب فقہ کی کتاب میں اس اشعار کو کہ بطریق مسنون ہم
 ہرگز مشک نہیں لکھا اَللّٰہُ اَمَّا مَہِیْہِ زَمَانِیْہِ مِنْ جَوَاشِعِ شَاعِلِہِ ہُوَ گویا تھا کہ گوشت بھی کات
 ڈالتے تھے اور جانور جو گوشت کھنے کے قریب بہلاکت پہنچتا تھا یہ اشعار بیشک خلاف
 مسنون ہر اسی اشعار کو امام صاحب نے مشک کہا ہے اور شد کی ممانعت احادیث صحاح شش
 بخاری ابو داؤد و سنن امام احمد و مستدرک حاکم وغیرہ میں موجود ہے یا ان اشعار مسنون مشک نہیں
 حنفیہ وغیرہ سب مشک ہو جائیں گے حالانکہ یہ بالاتفاق جائز ہیں چنانچہ شیخ الاسلام علامہ ابن
 نے شرح ہدایہ میں لکھا ہر لَکَا ہُوَ اَدَابُ حَنِیْفَةٍ لِّیْسَ مَطْلُوْقُ الْمَثَلَةِ وَلَا تَمَکُّرُ اَدَاۃُ
 الْمَثَلَةِ اَللّٰہُ لَا یَسَاحُ فِعَالُہَا وَ اَبُو حَنِیْفَہُ رَحِمَیْہِ اللّٰہُ عَنَہُ مَا کَرِہَ اَصْلُ الْاِسْعَافِ
 وَ کَیْفَ یُکْرَہُ ذَلِکَ مَعَ مَا اَشْتَمَہُمْ فِیْہِ مِنْ اَلَا تَاۡرَ وَقَالَ الطَّحَاوِیُّ ہُوَ وَلَیْسَ اَکْرَہُ
 اَبُو حَنِیْفَہُ رَحِمَہُ اللّٰہُ اَصْلُ شَعَارِ اَهْلِ سَرْمَیْنِہُ لَا تَہُ سَرْمَیْنِہُ لَیْسَ تَقْضُوْنَ فِیْ ذَلِکَ
 عَلٰی وَجْہِ یُحَافِ مِنْہُ هَلَاکُ الْبَدَنِ لَیْسَ اَبُو حَنِیْفَہُ حُصُوْصًا فِیْ حَرِّ الْحِجَابِ
 یعنی اس لیے کہ مراد امام صاحب کی مشک سے سطلق مشک نہیں بلکہ مراد اوستی وہ مشک ہے جس کا کرنا جائز
 نہیں اور ابو حنیفہ نے اصل اشعار کو مکروہ نہیں جانا اور کیوں کر مکروہ جائیں باوجودیکہ ان اشعار
 اسمین وارد ہیں اور کہ امام طحاوی نے کہ امام صاحب نے اپنے زمانے کے لوگوں کا اشعار
 مکروہ جانا اس لیے کہ ان کو اس طور سے زیادہ اشعار کرتے ہوئے دیکھا جس سے خوف ہلاکت
 جانور کا تھا خصوصاً گرمی میں ملک حجاز کے بسبب ہر ایت کر رہنے اوسکے کے انتہی اس تقریب سے
 معلوم ہوا کہ مشک غیر مباح امام صاحب نے اشعار کو قرار دیا ہے اور امام طحاوی کے قول سے معلوم

طحاوی
شرح مختار

غنی شرح طحاوی

ہوتا ہے کہ امام صاحب کے زمانے میں لوگ اشعار میں زیادتی خلاف مسنون کرتے تھے اس لیے امام
 صاحب نے مکروہ سمجھا اور اصل اشعار جو مسنون ہیں امام صاحب کے نزدیک بھی مکروہ نہیں ہیں
 فقط نزاع لفظی ہے جو اشعار کو مسنون کہتے ہیں ان کے نزدیک ہی اشعار ہیں جن میں گوشت کا
 کتب فہرست نہ آئے اور جو مکروہ کہتے ہیں وہ باعتبار اسے زمانے کے خلاف مسنون حد اعتدال سے
 تجاوز کر گیا تھا اصل اشعار مسنون کو مکروہ نہیں کہتے پس مخالفت مطلق نہ ہوئی اور اشعار
 ایسا مسنون نہیں کہ اس کی ناکید ہوئی ہو بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فقط ایک بار کیا ہے اسی لیے
 ابن عباسؓ اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے ترک کرنے کی اجازت دیدی تھی چنانچہ تفسیر عینی
 میں بعد عبارت مذکور کے لکھی ہے بہر حال فعل سوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدعت نہیں ہو سکتا ہاں خلاف
 تفسیر بدعت ہو جاتی ہے **قال** ائمہ کہتا ہے کہ مسائل امام اعظم کے جو فقہ حنفیہ کی کتابوں میں ہیں
 ہیں صحیح صحیح حدیثوں کے مستند مخالف ہیں کہ میں شمار نہیں کر سکتا انتہی **اقول** کیوں اقرار
 ہے کہ باوجود ہی حد کا بھی خوف جاتا رہا اگر مخالفت واقعی مراد ہو جیسا کہ آپ کی موافقت ہو تو اس کا ثبوت
 آج تک کسی متصحب سے نہیں ہو سکا بعض بعض حاسدین نے بدعت زور لگائے مگر اپنا سامو نہ لیکر
 رو گئے مخالفت جس کا نام ہو اس سے تو بغایت الٹی چاروں مسلک محفوظ ہیں ورنہ ان
 چاروں مذہب کی حقیقت پر اجمال نہ ہوتا ہاں جس حدیث سے استنباط کیا ہوا ہو سکو جھوٹ دیکھو
 بہر تو ہر جگہ مخالفت پیدا ہو اس کو مخالفت نہیں کہتے اور اگر مخالفت سے مراد ہو کہ جہاں تک آپ
 ذہن رسا کی طاقت ہو پھر تو اس میں امام صاحب نے کسی کا کیا پھین لیا ہی جو ایسی غیبت
 سے پیش آتے ہیں ایسے ذہن والا ہر جگہ مخالفت سمجھے گا مکروہ مخالفت فی الحقیقت اس کے ذہن
 کی مخالفت ہی حدیث اور قرآن میں مطلق مخالفت نہیں حالانکہ ایسی مولیٰ عقل والے تو اس کو
 مخالف ہی سمجھیں گے جیسے ان لوگوں نے مخالفین شمار کی ہیں نقطہ چاہیے عوام کے
 واسطے دام نزویہ ہو اور جو لوگ مافوق ہیں وہ تو کاہنے کو مخالفت جانتیں گے بلکہ اگر کہیں ایسی عقل
 میں نظیر مخالفت بھی پائیں گے تو اس کو مخالفت نہ کہیں گے بلکہ کسی عالم سے اس کو شہوت

رفع کر لین گے ایسے شہادت اکثر ہو جاتے ہیں کیا قرآن اور حدیث میں نہیں بہت آیتیں اور حدیثیں
 ایسے عقل والوں کے نزدیک مخالف ہو جائیں گی کوئی محدثین میں سے ایسے نہیں جن کا قول کسی کسی
 حدیث کے مخالف واقع ہو اور داؤد دھاری اور ابن حزم اور قاضی شوکانی اور ابن تیمیہ اور ابن قیم
 وغیرہ مگر اندازہ ابن تیمیہ کے بہت اقوال قرآن اور حدیث کے مخالف ہیں اگر زیادہ چون و چرا
 آپ کریں گے اور پھر متوجہ طعن ایہ کہ ہوں گے تو ہم ان حضرات کی قلمی کھول دین گے
 انھوں باوجودیکہ تحقیق حنفیہ نے امام صاحب کے کل روایات کا ماخذ حدیث و قرآن سے
 بدلائل واضح ایسا مفصل بیان کر دیا ہے کہ جسکو تھوڑی سی عقل ہو وہ بھی سمجھ لے گا اور سرکار الزام
 کا نہ ہے گا لیکن آپ عقل پر تو پرہیز مقصود کا پڑا ہوا ہے اقوال امام صاحب کی حقیقت کیونکر معلوم ہوگا
 یہ چشم بداندیش کہ برکنہ ہاد و عجیب نمایاں سرش در نظر **قال** مسئلہ سب و دوم ہادیہ وغیرہ
 نقد کی کتابوں میں لکھا ہے کہ شراب کا سرکہ بنانا حلال ہے اور یہ مذہب امام عظیم کا ہے سو امام عظیم نے
 اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ مسلمین روایت ہے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 یہ بنی سلی اللہ علیہ وسلم جو یہ چھ گئے شراب سے کہ بنا کی جاوے سرکہ نہ بنا کر حلال نہیں اس
اقول کہ علامہ عینی نے شرح کنز الدقائق میں کہ ہمارے دلیل قول اللہ تعالیٰ کا ہے حلال
 کی گئیں واسطے تمہارے پال چیزیں اور تحقیق میں شراب کا ستغیر ہو گیا ہے اور سرکہ بالطبع پاک و نافع
 پس حلال ہو گا اور دوسری دلیل قول علیہ السلام کا ہے انا ان خورش سرکہ ہی روایت کیا اسکو مسلم
 اور یہ طلاق ہی میں شامل ہو گا اور اسکی تمام صورتوں کہ اور عرادی سے جو کہ حدیث میں وارد ہے ہی
 کہ شراب کا استعمال سرکہ کا سا ہو یا بن طور کہ اس سے نفع مثل سرکہ لیا جائے مثل نان خورش
 بنائے وغیرہ کے پس اگر کہے تو کہ روایت کی ابو داؤد اور امام احمد نے انس سے کہ ابو طلحہ نے سوال کیا
 بنی سلی اللہ علیہ وسلم سے کہ میتر شراب کے وارث ہو گئے ہیں فرمایا ثبوا و اسکو عرض کیا گیا سرکہ
 اسکا نہ بنا لین فرمایا نہیں میں کہتا ہوں روایتیں اس میں مختلف آئی ہیں ایک روایت میں کہ
 لایا ہے کہ فرمایا اپنے سرکہ بنا لو اسکا پس محبت نہیں ہو سکتی اور اگر ثابت ہو جیسا کہ کہا او خون نے پس

محل کیا جائے گا اور کچھ پر ممانعت ابتدا سے اسلام میں بھی قبضہ کرنا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ثابت نمونہ مباحثہ
 فرماتے تھے واسطے زجر اٹکنے کے اور واسطے چھوڑا دینے عادت مالوفہ کے کیا نہیں جانتا تو کہ آنحضرت صلے
 اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا تھے توڑ نیگا اگر چہ اب جائز نہیں لیکن اس طرح سرکہ بنانے کو سمجھنا چاہیے انتہی اور نہایت
 مسلم بن لکھا کہ یہ مذہب اور اعلیٰ اور لیت کا ہی اور امام مالک سے بھی ایک روایت میں یہ آیا ہے **قال**
 سلبت وسوم بدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ پہلی رکعت اور تیسری رکعت میں بعد فقہوں
 سجدوں کے جلسہ استراحت کا کرنا یعنی بیٹھ کر اوٹھنا درست نہیں **انما قول** کہ امام نووی نے کہا
 اگر نون نے کہ یہ جلسہ صحیح نہیں حکایت کیا اس علم احتجاج کو ابن منذر نے علی اور ابن مسعود اور ابن
 عمر اور ابن عباس اور ابو الزناد اور ثوری اور شعی اور مالک اور احمد اور اسحق سے انتہی اور علامہ امام ابن عساکر القند
 میں لکھتے ہیں کہ حدیث ترمذی کی ابو ہریرہ مروی ہے کہ تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اوٹھا کرتے نماز میں آتے
 قدموں کی انگلیوں پر اور یہ کہنا ترمذی کا کہ علی اس حدیث پر بزمیک اہل علم کے ہی اصل اس حدیث کی قوت کو
 مقتضی ہے اگرچہ بخلاف اس طریق ترمذی میں ضعف واقع ہو گیا ہے اور یہ حدیث ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود سے روایت
 کی ہے کہ وہ اوٹھا کرتے تھے نماز میں اپنے قدموں پر اور نہیں بیٹھتے تھے اور مثل اس کی کئی سے اور ابن عمر اور ابن زبیر بھی
 روایت کی ہے اور ایسی ہی عمر سے روایت کی ہے اور شیخ سے روایت ہے کہ کہا انھوں نے تھے عمر علی اور اسحاق
 رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ اوٹھ کھڑے ہوتے تھے نماز میں انگلیوں پر پر قدموں کی اور نعمان ابن عوف
 سے روایت ہے کہ پایا میں نے اکثر صحابہ کو کہ جب اوٹھاتے سکو دوسرے سجدے سے پہلی رکعت اور
 تیسری رکعت میں کھڑے ہوتے اور نہیں بیٹھتے تھے اور یہی روایت عبد الزراق نے ابن مسعود اور
 ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے کی ہے اور شیخ نے عبد الرحمن بن زید سے روایت کی ہے کہ انھوں
 نے ابن مسعود کو ایسی ہی کیا ہے کہ اتفاق برے بڑے صحابہ کا جو مقرب رسول اللہ صلے اللہ علیہ
 وسلم کے تھے اور آپ کے افعال کا زیادہ اتباع کرنے والے تھے اور مالک بن حویرث سے کہ جن سے
 بخاری نے روایت کی ہے زیادہ لازم کرنے والے صحبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تھے خلاف اس کے
 جو مالک بن حویرث نے روایت کی ہے ثابت ہو گیا پس تقدیم اس کی واجب ہو گئی اور اسی وجہ سے اس پر

حدیث ترمذی کی ابو ہریرہ مروی ہے کہ تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اوٹھا کرتے نماز میں آتے

مقتضی ہے اگرچہ بخلاف اس طریق ترمذی میں ضعف واقع ہو گیا ہے اور یہ حدیث ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود سے روایت

روایت کی ہے اور ایسی ہی عمر سے روایت کی ہے اور شیخ سے روایت ہے کہ کہا انھوں نے تھے عمر علی اور اسحاق

عمل نزدیک اہل علم کے ہو گیا جیسا کہ معلوم کیا تو نے قول ترمذی سے اور توفیق درمیان ان احادیث
 کے بہتر ہو کر عمل کیا جائے گا اور حدیث کا جو مالک بن حویرث نے روایت کی ہے اور بحالت کبریا
 کے اور اسی لیے روایت کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رکوع اور سجود میں مجھے سبقت
 مت کر جایا کرو اس لیے کہ جس قدر میں تم سے وقت رکوع کے سبقت کر جاؤں گا اوسی قدر تم پاؤ گے
 جب میں رکوع سے سر اٹھاؤں گا تحقیق میں بھاری بدن والا ہو گیا ہوں روایت کیا اسکو ابو
 نے ائمہ **قال** مسئلہ سب سے پہلے ہمارے ہاں وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جنازے کی نماز میں پانچ
 تکبیریں کہنی چاہئے نہیں اگر امام پانچ تکبیریں کہے تو مقتدی متابعت اوسکی نہ کرے اور یہ مذہب امام
 اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلے میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ مسلم میں روایت ہے محمد بن
 بن ابی لیلی رضی اللہ عنہ سے کہ کما تھے زید بن ارقم تکبیریں کہتے تھے ہمارے جنازوں پر چار اور تحقیق
 اونھوں نے تکبیریں کہیں ایک جنازے پر پانچ پس پوچھا میں نے اون سے کہ ہمیشہ جائز تکبیریں
 کہتے تھے اور آج پانچ کیوں کہیں پس کہا اونھوں نے کہ تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پانچ کہیں
 کہتے **اقول** امام نووی محدث شرح مسلم میں لکھتے ہیں وَ هَذَا الْحَدِيثُ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ
 مَنْسُوقٌ دَلَّ الْأَجْمَاعُ عَلَى نَسْخِهِ وَقَدْ سَبَقَ أَنَّ ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ وَعَبْرَهُ نَفَقُوا
 الْأَجْمَاعُ عَلَى أَنَّهُ لَا يَكْتُمُ الْيَوْمَ إِلَّا آتَاءَ وَ هَذَا دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُمْ أَجْمَعُوا بَعْدَ
 زَيْدِ بْنِ أَسَاةٍ وَ الْأَصَحُّ أَنَّ الْأَجْمَاعَ بَعْدَ الْخِلَافِ يَصِحُّ يَعْنِي بِحَدِيثِ نَزْدِكِ عَلَمٌ مَنْسُوقٌ
 ہو وراثت کرتا ہے اجماع اور نسخہ اسکی کے اور تحقیق پہلے گذر چکا کہ ابن عبد البر وغیرہ نے نقل کیا ہے اجماع
 کو اس امر پر کہ حج کے دن نہ کہی جائیں تکبیریں مگر چار اور یہ دلیل ہے اس پر کہ اونھوں نے بعد زید بن ارقم
 کے اجماع کر لیا ہے اور صحیح ترین ہے کہ اجماع بعد خلافت کے درست ہوا ائمہ اور علامہ عینی نے شرح ہدایہ
 میں لکھا ہے کہ صحیح کو پوچھا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آخر نماز جو نجاستی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم نے پڑھی ہے چار تکبیریں اوس میں کہی ہیں اور وقت وفات تک اسی پر ثابت رہا ہے اور ابن المطال
 نے ہمام بن حارث سے روایت کی ہے کہ عمر نے جس کی آویسوں کو چار پر مگر اہل بدر کہ اون پر تکبیریں پانچ

نسخہ مسلم
 نسخہ ابی داؤد
 نسخہ ترمذی
 نسخہ ابن ماجہ
 نسخہ ابی یوسف
 نسخہ ابی حنبلہ
 نسخہ ابی داؤد
 نسخہ ترمذی
 نسخہ ابن ماجہ
 نسخہ ابی یوسف
 نسخہ ابی حنبلہ

اور چار اہلسنت کسی جاتی تھیں اور کہا ابن خزم نے محل میں کہ عمرؓ نے چار تکبیریں کہیں اور علیؓ نے
 چار تکبیریں کہیں اور زید بن ثابتؓ نے اپنی والدہ پر چار تکبیریں کہیں اور عبداللہ بن ابی اوفیؓ نے
 اپنے بیٹے پر چار تکبیریں کہیں اور زید بن ارقمؓ نے چار تکبیریں کہیں اور العیسیٰ بن ابی بن عازبؓ اور
 ابن عمرؓ اور ابو ہریرہؓ اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اور صحیح ہے وہاں کہ تحقیق ابو بکر صدیقؓ
 نے نماز پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور چار تکبیریں کہیں پس اگر زیادہ کیجا تین واسطے کسی کے
 بسبب اسکی تفرقت کے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ اسے سمجھے اور نماز پڑھی عمرؓ نے
 ابو بکرؓ پر تیس چار تکبیریں کہیں اور نماز پڑھی صہیبؓ نے عمرؓ پر تیس چار تکبیریں کہیں اور نماز پڑھی
 امام حسنؓ نے عبداللہ بن تیس چار تکبیریں کہیں اور نماز پڑھی عثمانؓ نے خطابؓ پر تیس چار تکبیریں
 کہیں اتنے اور فتح القدیر میں ہے کہ روایت کی امام محمدؓ نے بواسطہ امام صاحب کے حادثہ سے کہ
 کہ ابراہیم نخعیؒ نے فرمایا کہ آدمی جنازے پر پہنچے اور چار تکبیریں کیا کرتے تھے یہاں تک
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی پھر اسطرح ابو بکر صدیقؓ کی خلافت میں کیا
 عمرؓ خلیفہ ہوئے پس لوگوں نے ایسا ہی کیا پس فرمایا اون سے عمرؓ نے کہ تم لوگ گروہ صحابہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوجب تم مختلف ہو جاؤ گے تو تمہارے بعد آدمی بھی اختلاف
 کریں گے اور لوگ زمانہ جاہلیت سے قریب ہیں تیس اجماع کرو تم ایسی شے پر کہ تمہارے بعد آئیں
 وہ بھی اس پر اجماع کر لیں پس اجماع کیا اسے اصحاب بنی اللہ علیہ وسلم نے اس پر معلوم کر دیں
 آخر جنازے کو کہ سبیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات سے پہلے تکبیر کہی ہو تیس اوسے کو اخذ
 کر لیں اور اوسکے اسو کو ترک کر دیں سو غور کیا اوسھون نے پس پایا آخر جنازے کو کا ورنہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار تکبیریں کہی تھیں اور اس حدیث میں انقطاع ہے درمیان
 ابراہیمؒ اور عمرؓ کے اور انقطاع ہے جو کچھ مفسرین علاوہ اسکے امام احمدؒ نے اس حدیث کو دوسری
 سند سے موصول بھی روایت کیا ہے اسطرح چار تکبیریں مستدرک حاکم میں اور سنن بیہقی میں
 اور طبرانی اور استذکار وغیرہ میں آئی ہیں اور بعضوں نے حدیث نجاشی کو جو بخاری اور مسلم

میں آئی ہر نسخہ کہا ہی اس لیے کہ راوی اس کے ابو ہریرہ ہیں اور اسلام اور ان کا اخیر میں ہوا اور حق نسخہ ہو
 کیوں کہ اسناد کا ضعف ہر نہیں کرنا ہی جبکہ تائید اس کی ہو جائے تو وہ صحیح ہو جائے گی اور بیان
 تائید ہو گئی ہی اور و کثرت سے روایتوں کا دار و ہونا اور تمام جہان میں منتشر ہو جانا ہی خصوصاً
 کثرت روایت صحابہ سے کہیں تحقیق وہ دلالت کرنا ہی کہ آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کا
 فقرہ کہ کیا تھا اسناد اس کے حدیث ابو حنیفہ کے صحیح ہی اگر یہ مرسل ہی بسبب صحیح ہونے مرسل کے
 بعد فقہ ہونے راویوں کے نزدیک ہمارے اور نزدیک انکار کرنے والوں مرسل کے جسوقت وہ
 قوت پا جائے تو صحیح ہی اور یہ ایسی ہی کہ نہ کہ اسکو قوت بوجہ کثرت طرق اور راویوں کے حاصل
 ہو گئی اور اس سے غالب ظن حقیقت کا ہو اتنے المتقطا گو اس میں عبارت امام نووی کی کافی ہے
 مگر سند اعتبار خفیفہ کی کہی لکھی ہی تاکہ معلوم ہو جائے کہ خفیفہ کے یہاں بھی خوب تحقیق
 کی گئی ہو **قال** مسئلہ سب و غیر شرح وقایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہی کہ جواز سے کی نماز
 میں سورہ فاتحہ اور سورت بڑھنی درست نہیں **اقول** ارکان اربعہ میں لکھا ہی و لا
 یقرا فی صلوٰۃ الجنازۃ الا ان یسألوا عن ابی ہریرۃ قال سمعت
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسأل اذا صلیتم علی المیت کا مخلصوا
 لہ الدعاء سورۃ ابوداؤد و عن کافع قال ان عبد اللہ بن مسعود کان لا یقرا
 فی الصلوٰۃ علی الجنازۃ سورۃ الا مام صالح یعنی اور نہ پڑھا جاوے جواز سے کی
 نماز میں قرآن بسبب اس حدیث کے جو ابو ہریرہ سے روایت ہی کیا او انھوں نے سنائیں نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے جسوقت نماز پڑھو تم جواز سے پرہیز خالص کرو واسطے
 اس کے دعا کو روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور بسبب اس حدیث کے جو نافع سے مروی ہی کہا
 او انھوں نے تحقیق عبد الصمد بن عمر قرآن نہیں پڑھتے تھے جہانزی کی نماز میں روایت کیا
 اسکو امام مالک نے اتنے اور فتح القدیر میں ہی لا یقرا الفاتحۃ الا ان یسألوا عن ابی ہریرۃ
 یعنی نہ پڑھے سورہ فاتحہ مگر یہ کہ پڑھے اسکو نیت ثنا سے اتنے اور عینی شرح ہدایہ میں

کشف مہدی شکر

ارکان الصلوۃ علی المیت

فتح القدیر علی باب

ہرگز نہ فرما الفاتحہ علی نیۃ اللہ علو جانہ و لیس فی صلوة الجنازۃ قراءۃ
 القرآن عندنا قال ابن بطل و معنی کان لا یقرأ فی الصلاۃ علی الجنازۃ
 و ینکر عمر بن الخطاب علی بن ابی طالب ابن عمر و ابو ہریرۃ و معنی
 التابعین عطاء و طاووس و سعید بن المسیب و ابن مسیرین و ابن جبیر و الشعمہ
 و الحکمہ و قال مالک قراءۃ الفاتحہ کیست معصو لا بہا فی ہذا فی صلوة
 الجنازۃ یعنی اگر پڑھی احمدیت دعا سے جائز ہو اور نہیں ہو نماز جس از دین پڑھنا قرآن
 کا نزدیک ہمارے کہا ابن بطل نے اور ان شخصوں میں سے جو جائز ہے کی نماز میں نہیں
 پڑھتے تھے اور انکار کرتے تھے عمر بن الخطاب و علی بن ابی طالب و ابن عمر و ابو ہریرہ
 اور تابعین میں سے عطاء و طاووس و سعید بن المسیب و ابن مسیرین اور ابن جبیر و الشعمہ
 اور حکم بن اور کہا امام مالک نے سورت فاتحہ کے پڑھنے پر جانے کی نماز میں ہمارے شہر
 میں (یعنی مدینہ شریف میں) عمل نہیں ہوتا تھے اور کہا امام طاہر نے و لعل قراءۃ بعض
 الصحاہ فی صلوة الجنازۃ کان بطریق الشذاء و اللہ اعلم لی وجہ
 الفراءۃ یعنی اور شاید پڑھنا بعض صحابہ کا سورت فاتحہ کو نماز جس از دین بطریق شذاء
 اور دعا کے تھانہ بطریق قراءت کے اتنے حاصل ہے کہ خفیہ سورت فاتحہ کو مطہر نہیں
 منع کرتے ہیں بلکہ ہدیت دعا و ثنائی درست رکھتے ہیں اور جن روایات میں پڑھنا آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم یا صحابہ کا ثابت ہوا اوسکو اسی پر محمول کرتے ہیں پس مخالفت حدیث کی ان پر نہیں
 لازم ہوئی یہی صورت تطبیق کی ہے **قال** مسئلہ سب و ششم ہایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں
 لکھا ہے کہ نماز جنازہ کی مسجد میں پڑھنی درست نہیں **الحقول** اگر اسی حدیث مسلم
 کو مترین صاحب غور فرماتے تو اس سے یہ بھی معلوم ہو جاتا کہ امام صاحب کا قول غلط
 نہیں بلکہ حدیث مسلم سے خود سمجھا جاتا ہے کہ صحابہ نے انکار کیا اور مسلم کی دوسری روایت
 میں ہما لفظ میں فی کھن ان الناس عابوا ذلک و قالوا اما کلنت الجنازۃ

جہاں باب صلوة
 علی الجنازۃ

جہاں باب
 فی الجنازۃ

جہاں باب
 فی الجنازۃ

جہاں باب
 فی الجنازۃ

بکھل گیا مسجد یعنی پس خبر پونجی ازواج مطہرات کو کہ صحابہ نے عیب جانا اسکو اور کہا
 نہیں بھجنا زے کہ بکھل گئے جاتے ہوں مسجد میں اتنے اس سے خود معلوم ہوتا ہی کہ زمانہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ دستور نہ تھا اور فقط دو کی نماز پڑھنے سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ پیش
 یوں ہی ہوتا تھا اگر یہ امر مسنون ہوتا تو ایک مخلوق مسلمانوں کی جو مدینہ شریف میں وفات
 پائی سب کے جنازے نماز کے لیے مسجد میں ضرور داخل کیے جاتے اور عایشہؓ یوں فرماتی
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں نماز پڑھتے تھے تمام عمر میں کل دو شخصوں کی نظیر تھائی
 بھر صحابہ کا انکار کرنا اور معیوب سمجھنا اس امر کو مقتضی ہے کہ مسجد سے باہر پڑھنے پر امر قرار
 پایا تھا فتح القدیر میں ہے کہ ابو داؤد اور ابن ماجہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ حدیث آئی ہے
 قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ صَلَاتِهِ عَلَى حَيْثُ فِي الْمَسْجِدِ فَلَا
 آخِرَ لَهُ يَعْنِي فَرَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَخُفْ نَازِطًا بِرُجْمَةٍ فِي الْمَسْجِدِ مِنْ
 وَاسْطَى أَوْ سَكَا كَوْنِ أَجْرٍ مِنْهُ أَيْ فِي حَدِيثٍ مُعْتَمَدٍ بِرُجْمَةٍ لَأَنَّ اسْمَهُ صَحَابَةُ بِرُجْمَةٍ
 أَوْ شَيْخِ الْإِسْلَامِ ابْنُ هَامٍ شَرَحَ بِإِيْهِ مِنْ أَوَّلِ بَرِيَانٍ شَرَحَ مَوَاصِبَ الرَّحْمَنِ مِنْ سَمْعِ
 وَصَلَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى سَهْلٍ وَاقْعَةٍ حَالٍ لَا عُسْرَ لَهُمْ
 فَيَجْعَلُونَ أَنْ يَكُونُوا بِصَرْفٍ وَرَدٍّ كَوْنِهِ مُعْتَكِفًا وَكُوَسْلِمَ عَدَمُهَا فَإِنَّكَ الصَّحَابَةُ
 عَلَيْهَا دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ اسْتَقْرَارَ الْحُكْمِ بَعْدَ ذَلِكَ عَلَى التَّزَلُّزِ وَلَوْ لَا ذَلِكَ
 أَنْكَرُوا عَلَيْهَا وَصَلَاةُ الصَّحَابَةِ عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُسْرٌ فِي الْمَسْجِدِ كَانَتْ لِعَارِضٍ
 دَفْنِهِمَا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي أَوْ نَمَازِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ كَيْ سَمِلَ بِرُاقِعَةِ حَالٍ كَمَا يَوْمَ نَهْنِ بِسَرِ جَائِزٍ هِيَ كَمَا هُوَ بِسَبَبِ رِبَاتِ الْعَمَلَانِ كَمَا
 أَوْ رَأَى تَسْلِيمَ كَمَا جَاءَ عَدَمُ مَضْرُوتٍ كَوَسْوَانِ كَرِ نَاصِحًا بِهَ كَا عَائِشَةَ بِرُجْمَةٍ لَأَنَّ اسْمَهُ كَوَسْوَانِ
 تَرْكُ بِحُكْمِ قَرَارٍ بِأَيْتِهَا أَوْ رَأَى نَهْنُ تَوَاقُفًا صَحَابَةً بِهَ كَرْنِ أَوْ نَمَازِ صَحَابَةٍ كَوَسْوَانِ أَوْ رَأَى تَرْكُ بِحُكْمِ
 مِنْ سَبَبِ عَارِضَةٍ دَفْنِ بَرُونِ أَوْ كَمَا كَرْنِ نَزْدِكِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَمِ رَأْيَهُ

شرح القدر
 الصلوة على النبي

بيان مواضع
 الصلاة على النبي

خارج مسجد

باب العبادات

باب العبادات

اور علامہ عینی شرح ہدایہ کے اسی مقام پر لکھتے ہیں وَعَلَى كُلِّ تَقْدِيرٍ صَلَوةٌ عَلَى الْحَنَافِ
 خاتمہ سراج المسجد کولی وَأَفْضَلُ مِمَّا لَوْ جُوبِ الْخُرُوجِ عَنِ الْخِلَافِ لَا يَسْتَمُ فِي
 بَابِ الْعِبَادَاتِ یعنی اوپر ہر تقدیر کے نماز گزارے کی خارج مسجد کے بہتر اور افضل ہی نہیں
 وجوب کے بوجہ خارج ہونے کے خلاف سے خصوصاً باب عبادات میں اتنے اور امام مالک رحمہ
 کا بھی یہی مذہب ہے کہ مسجد میں نماز گزارہ نجا ہے **قال** مسئلہ بحث و فقہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی
 کتابوں میں لکھا ہے کہ ہمارے حدود و اعلام اپنے کو مگر ساتھ اذن امام کے **اقول** شرح
 کنز الدقائق میں عینی نے لکھا ہے وَلَكِنَّا مَأْرُوءِي عَنِ الْعِبَادَةِ لِثَلَاثَةِ مَقَوِّمَاتٍ
 وَهَرَفُوعًا اَنْ تَجْعَلَ لِلْمَوْلَا اَلْحُدُودَ وَالصَّدَقَاتُ وَالْجُمُعَاتُ وَالْعَمَلُ عَنِ
 عَلِيٍّ مِثْلُهُ وَالْمَرَادُ بِمَا رَوَى التَّسْلِيْبُ بِالْمَرْأَةِ اَلِى الْحُكَامِ اَلَالْبَاشَةِ لَعْنَةُ
 اِذْنِ الْاِمَامِ اَوْ يَكُونُ ذَلِكَ اِذَا نَامَتْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِلْمَوْلَى اَنْ يُعْمِلُوا الْحُدُودَ
 عَلَيْهِمْ وَعِنْدَ تَأْخُذِ اِقَامَتِهِ لِلْمَوْلَى بِاِذْنِ الْاِمَامِ یعنی اور ہمارے دلیل وہ ہے جو
 عبادت کے لئے یعنی ابن مسعود اور ابن عباس اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے روایت موقوف اور
 مرفوع آئی ہے کہ چار چیزیں حکام کے اختیار میں ہیں حدود اور صدقات اور جمعرات اور غنیمت
 علی سے بھی ایسا ہی مروی ہے اور مراد اس سے جو مروی ہے سبب کے نام مولانا کاہر واسطے مرفعی
 طرف حکام کے نہ خود بغیر اذن امام کے حد قائم کرنا یا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا کہ اذن دیا
 کہ حدود و غلاموں پر قائم کریں اور نزدیک ہمارے جائز ہے حد قائم کرنا مولیٰ کو اذن امام سے نہیں
 خلاصہ یہ کہ یا تو انکو باعتبار سبب کے فرمایا کہ حکام کو اطلاع کر دیا کریں اور کچھ شفقت بوجہ غلو ان کے
 حدود میں نکالیا کریں یا خود انکو فرمایا کہ تم حد قائم کیا کرو مگر اسمیں اذن اور غیر اذن کا کچھ ذکر نہیں پس ان
 حدیثوں سے جو عبادت کے لئے سے مروی ہیں معلوم ہوا کہ حد مولیٰ قائم کرے مگر امام کے اذن سے
 ہوا اگر بعد اذن امام کے حد قائم کریں گے تو بھی یہ حدیث حد قائم کرنے کی اوں پر صادق آئے گی
 پس تطبیق سبب احادیث میں ہو جائے گی آخر اسمیں تو سب کا اجماع ہے کہ اگر مولیٰ اپنے ہاتھ سے

حذہ مارے بلکہ دوسرے کو حکم کرے تو بھی خلاف حدیث نہ ہوگا حالانکہ ظاہر حدیث کے خلاف ہی
 اسی طرح یہاں سمجھنا چاہیے کہ بعد اذن امام کے خلاف حدیث نہ ہوگا البتہ اگر حدیث میں تصریح
 ہوگی کہ بغیر اذن کے حد مارنی چاہیے تو بیشک خلاف حدیث لازم آتا بلکہ دوسری حدیث سے
 اذن امام صاحب ثابت ہوتا ہی اور اس حدیث کی مؤید وہ حدیث ہی جو مصنف ابن ابی شیبہ
 بن حسن بصری سے اور دوسری عطاسی خراسانی سے اور تیسری عبد الصمد بن جریج سے اسی مضمون
 کی آئی ہے گو مرفوع نہ ہو مگر ایسے ایسے محققین بغیر کسی اصل کے ہرگز نہیں کہہ سکتے ہیں اگر حدیث میں
 جو صحیحین میں وارد ہوئی کی ہی جانب اقامت حدود رکھی جائے مگر اذن امام ان حدیثوں
 سے اس میں کہا جائے تو کچھ حدیث اذن امام کا انکار نہیں کرتے گو معتز بن صاحب کو انکار
 ہی کس اس صورت میں تو بلا تکلف درست ہی اور اگر معنی سبب لیا جائے تو بھی بعید نہیں ہے
 قسم کے محاورات بہت آئے ہیں قرآن شریف میں ہی پاکھا ما کان ابنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے
 ہامان بنا تو واسطے میرے ایک محل تھے اور ظاہر ہی کہ بنانے والے سمار اور ضرور ہوں گے
 او دثلا لقتل الکاحیہ فکنا و نادى الکاحیہ فی الناس یعنی قتل کیا بادشاہ نے فلان
 شخص کو اور سنا کہ بادشاہ نے آدمیوں میں اتنے ظاہر ہی کہ قتل کا سبب بادشاہ ہی باعتبار سبب کے
 اسکی طرف نسبت کر دی ہے اس طرح نذا کر نیوالا اور شخص ہوتا ہی فقط بوجہ سبب کے بادشاہ کی طرف
 نسبت کر دیا جاتی ہے غرض اگر غور کیا جائے تو مخالفت کا نام و نشان بھی نہیں ورنہ نہ انصاف
 سے گھر میں بیٹھے جہاں چاہو مخالفت کہ دوہاں منصف آدمی ایسے اشارات کو خوب سمجھ جاتا ہے
قال مسئلہ بہت دشمن بدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر کسی شوہر اپنی عورت کو محل
 تیرا مجھ سے نہیں ہے تو نہیں ہے لیکن یہ مذہب ہی امام اعظم اور ان کے شاگرد زفر کا سوا امام اعظم
 اور ان کے شاگرد زفر نے اس مسئلے میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ بخاری اور مسلم میں
 روایت ہے مسلم بن سعدی سے کہ عویمر جلفانی کی عورت نے زنا کیا ایک مرد سے اور محل ہوا
 اوسکو تو فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عویمر کو کہ تحقیق وہی آدمی لگتی ہے یہ تیرے تھے

۱۴۳
 حذہ مارے بلکہ دوسرے کو حکم کرے تو بھی خلاف حدیث نہ ہوگا

کے اور عورت تیری کے پس لعان کی دونوں نے یعنی میان بیوی نے مسجد میں **اقول**
 امام صاحب فرماتے ہیں کہ اگر فقط حمل کا انکار کرے گا تو بوجہ عدم تعین حمل کے قاذف نہ ہوگا ہاں اگر
 زنا کا دعو کیا یوں کہہا کہ حمل ناکا ہی اس صورت میں لعان آجائے گا کیونکہ صریح زنا کو مذکور کیا
 پس امام صاحب کے نزدیک حدیث میں لعان بوجہ قذف کے ہوا انکار حمل سے نہیں اب اس حدیث
 کو ہم لکھتے ہیں کہ جس میں محرم صاحب نے تحریف کی ہو اور الفاظ سابق جھوٹ گئے ہیں ناظرین با
 انصاف خود ملاحظہ کر لیں گے کہ اس حدیث میں انکار حمل لکھا بھی نہیں ان سر جلا من الانصار
 جاء الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله ارايت رجلا وجاه
 مع امرأته رجلاً ايقنله او كيف يفعل فانزل الله في شأنه ما ذكر في
 القرآن من امر التلاعن فقال النبي صلى الله عليه وسلم فقد قضى الله فيك
 وفي امرأتك قال فتلعننا في المسجد یعنی تحقیق ایک شخص انصاری خدمت میں رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہوا پس عرض کیا یا رسول اللہ خبر دیجیے اس شخص کی کہ اپنی عورت کے
 ساتھ کسی شخص کو باوے کیا او کو قتل کرے یا کیا کرے پس انہوں نے اس کی شان میں یہ
 آیت لعان کی جو قرآن میں مذکور ہو پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق حکم کیا ہو اللہ تعالیٰ نے
 میرے اور تیری جہ کے قصے میں کہا اوسمی نے پس لعان کیا دونوں نے مسجد میں انتہی اس عبارت کے
 بعد راوی کا یہ قول ہو گا انت حاملہ و کان ابنہا یلد عنی لایہ یعنی اور تھی وہ عورت حاملہ
 اور لڑکا اوسکا اپنی ماں کے نام سے پکارا جاتا تھا انتہی پس ظاہر ہو کہ اوس شخص قاذف کا ہر گز یہ
 دعو نہ تھا کہ یہ حمل مجھے نہیں ہو بلکہ الفاظ زنا سے اوسے تعبیر کیا تھا اللہ نے دعوے سے لازم
 آجائے کہ حمل کا بھی منکر ہو لہذا اوس شخص کے کلام میں کہ میں کسی حدیث سے انکار حمل نہیں بلکہ الفاظ زنا
 بالتحریک موجود ہیں چنانچہ اسی حدیث بخاری میں وجہ مع امرأته کے لفظ سے قذف نہ ثابت
 ہوتا ہو پس اسطے ثابت کرنے مخالفت امام صاحب کے یوں کہنا کہ لعان فقط انکار حمل سے حدیث
 میں وارد ہوا نہ ہر گز نہ کسی حدیث سے ثابت نہیں پس اس کے کو مخالفت حدیث کے کہنا

اَیُّهَا عِیْنُ مَنَاطِلِهِ فَإِذَا عَوَّاهُ هَذَا كَلِمَةً مِنْ كُنُوفِ السَّیِّدِ كُنْتُ صَادِقِیْنَ فَإِنْ كُنْتُمْ تَفْعَلُوا
 وَلَكِنْ تَفْعَلُوا **اقول** مسئلہ صحت منہم عینی شرح ہدایہ میں اور شیخ عبدالحق نے ترجمہ مشکوٰۃ میں لکھا ہے
 کہ گپڑی پر مسیح کرنا درست نہیں اور یہ مذہب ہوا امام اعظم اور امام شافعی اور امام مالک کا سوا امام اعظم
 اور امام شافعی اور امام مالک نے اس مسئلے میں خلافت کیا ہے ان دو محدثوں کا پہلے حدیث مسلم
 میں روایت ہے منیر بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رضو کیا پھر
 مسیح کیا اپنی پیشانی کے بالوں پر اور گپڑی پر اور موزوں پر **اقول** شرح سفر السعادت
 میں لکھا ہے کہ امام حمزہ نے اپنی نوٹ میں تحریر کیا ہے کہ امام مالک نے کہا کہ مسیح جابر کی خبر پہنچی کہ اولاً
 لوگوں نے عامہ پر مسیح کرنے کو دریافت کیا کہا او انھوں نے نہیں جابر سے جب تک پیشانی پر
 مسیح نہ کرے اور ہم اسی پر عمل کرتے ہیں اور یہی قول ہے ابو حنیفہ کا اور نافع کہتے ہیں کہ میں نے مصنف ابو حنیفہ
 کی دستخطی نوٹ عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر کو دیکھا اور مسیح کرتے ہوئے سر کا نما علیہ کہ کہ اور خبر
 پہنچی ہے کہ اول تھا کہ مسیح قرآن اور اسکے بعد ترک کر دیا گیا اور مسیح ہو گیا اور یہی ابو حنیفہ اور امام
 فقہا ہمارے کا قول ہے اور ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ابو حنیفہ نے اپنے باپ عروہ بن زبیر کو
 دیکھا کہ نماز علیہ کیا پھر مسیح کیا انتہی اور امام نووی محدث شرح مسلم میں لکھتے ہیں کہ کو اقتصار علی
 الْعِمَامَةِ وَ كَوْنِهِمْ شَيْئاً مِنَ الرِّوَايَةِ كَوْنِهِمْ ذَٰلِكَ عِنْدَنَا نَابِلٌ لِخِلَافٍ وَ هُوَ
 هَلْ هَبَّ مَالِكٌ وَ أَكْبَى حَلِيفَةً وَ أَكْثَرَ الْعُلَمَاءِ يَعْنِي أَوْ أَلْفَظَ عَمَّا سَ كَامِسِحَ كَمَا أَوْ بَرَّ كُو
 مطلق بخلاف انہیں کافی ہو گا نزدیک ہمارے بنا خلافت اور یہی مذہب ہوا امام مالک اور امام ابو حنیفہ
 اور اکثر علما کا اثنے میں معلوم ہوا کہ جمہور اسی بات کے ہیں اور بعض نے فیہ لفظ سے اخذ کیا ہے کہ
 اور حدیثوں میں برابر مسیح ثابت ہوا ہے اور کیوں نہ ہو کہ قرآن شریف میں صریح مسیح سر کا
 حکم موجود ہے اور حدیث مسلم میں بھی جو کہ معترض نے نقل کی ہے پیشانی اور گپڑی پر مسیح ثابت ہے
 جو کہ بقدر فرض جو مقدار پیشانی پر مسیح کرنا ضروری ہے فقط بیان کرنا گپڑی کے مسیح کا ضرور تھا
 کہ معلوم ہو جائے کہ کل سر کا مسیح پہلے اکثر آپ کیا کرتے تھے اب اگر بقدر فرض سر کا مسیح ہو جائے

شرح سفر السعادت
 باب مسیح کرنا

کتاب مسیح کرنا
 باب مسیح کرنا

اور باقی کو گواہ بن پر جو تو بھی جائز ہے اس وجہ سے راوی نے ذکر کیا فقط بگڑی کو بیان جواز کے لیے
 کچھ صحر کو واسطے نہیں بلکہ مقدار پیشانی ہر حالت میں ضروری ہی یا یوں کہین کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے پیشانی کا مسح کر کے بگڑی کو سر مبارک پر جمایا ہو گا راوی نے دیکھ کر یوں جانا کہ مسح
 کرتے ہیں غرض کہ بوجہ مخالف ہونے ظاہر حدیث کے آیت قرآنی اور دوسرے احادیث اور عموم
 محققین کی عقل سے ظاہر حدیث پر عمل نہ کیا گیا اور اس کو اسی معنوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کی طرف نسبت نہ کیا بلکہ راوی کی طرف سے شبہ یا مجاز قرار دیا گیا آپس اس قدر عقل سے کام لینا
 حنفیہ کے بیان نہایت ضروری اگر عقل کے کام نہ آئے تو بھر کس کام آئے گی اسی کو توسط بین الافراط
 والتقصیر کہتے ہیں **قال** مسئلہ سی ام کنز الدقائق میں لکھا ہے کہ ایک وقت میں دو نمازون کا حج
 کرنا بسبب عذر کے یعنی سفر اور بارش اور مرض میں جائز نہیں **انہ اقول** اہل سنن طعن
 مذہب حنفیہ پر کسی طرح سے دست نہیں دے سکتے ہوجہ سے کہ انھوں نے نئے دلیل حکم مانعیت کا نہیں دیا
 بلکہ اون کے پاس اس کے دلائل موجود ہیں اور جو ادشافعیہ کے ہیں اون کے جوابات بھی کتب حنفیہ
 میں مرقوم ہیں و لا انکسید کجول کے دیکھیے اور انھوں کی طرح بد زبان نہ کیجئے چنانچہ علامہ زلیخی رح
 تبیین الحقائق میں لکھتے ہیں کہ ہماری جست وہ مضمون ہیں جو اوقات کی تعیین کرتے ہیں ہر مثل قول
 اللہ تعالیٰ کے **اَوْفُوا الصَّلَاةَ لِذِكْرِ كُوْنِ الشَّمْسِ** اور اسکے آیتیں اور حدیثیں ہیں اگر ترک کرنا
 اسکا جائز نہیں جب تک کہ دوسری دلیل مثل قرآن کے قطعی الثبوت نہ پائی جائے اور امام عبد اللہ
 ابن مسعود نے قسم پر او فلت کی کہ کوئی مسیونہ اس کے سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز کوئی نماز نہیں
 پڑھے مگر اپنے وقت پر لیکن نمازین کہ جمع کہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے در بیان نماز اور عصر کے
 سونے میں اور در بیان منرب اور عشا کی مزدلفہ میں روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے
 از ابن عمر سے مروی ہے کہ انھوں نے نہیں سمجھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے در بیان
 منرب اور عشا کے سفر میں کبھی گمراہ کیا براہ راست قرار دینا نہ کرنے میں کہ پہلی نماز کا وقت نکل جاوے
 اور دوسری نماز کا وقت داخل ہو جاوے بیشک تغریط ہے اور تحقیق فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وہی ہے جو
 مذہب حنفیہ
 پر کسی طرح
 سے دست نہیں
 دے سکتے

تبیین الحقائق
 میں لکھتے ہیں

وسلم نے کہ سوئے میں تفریط نہیں ہے بلکہ تفریط (یعنی مقصور کرنا) جاگنے میں ہی بایں طور کہ تاخیر کی وجہ سے
 نماز دوسرے وقت تک روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے کہا ابو جعفر نے کہ فرمانا آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کا اس حدیث کو اس حال میں کہ آپ سفر میں تھے دلالت کرتا ہے کہ ارادہ کیا آپ نے اس سے
 مسافر اور مقیم کا پس جانا گیا اس سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے احتراز تفریط کے چینی
 کیا اور مطلب اس روایت کا جس میں جمع الیٰ ہی اگر صحیح ہو جائے تو یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 ظہر کے آخر وقت میں نماز پڑھی اور عصر کے اول وقت میں ایسی ہی حزب عثمانین کیا پس جمع کرنا فعل میں ہوا
 ایک وقت میں نماز اور راوی نے جو تصریح کی ہے کہ پہلی نماز کا وقت خارج ہو گیا تھا اور سکو نماز اگلا تھا
 کیا جائے گا مگر باعتبار قریب ہونے خروج کے بولا گیا ہے جیسے قول اللہ تعالیٰ کا قَدْ اَبْلَغْتَ اَكْهَنًا
 قَامَسِكُوْهُنَّ یعنی جب قریب اختتام عدت کے پونچھیں تو روکو اور انکو اس لیے کہ بعد عدت کے
 روکنے پر قادر نہیں ہوتا یا اس قول راوی کو اس پر عمل کریں گے کہ انکو اس کا گمان ہو گیا اور اسکی
 نظیر وہ حدیث ہے جو جبریل علیہ السلام کی امامت میں مروی ہے کہ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کو ظہر کی نماز دو سکے دن او سوقت پڑھائی کہ جسوقت پہلے دن عصر کے نماز پڑھائی تھی یعنی
 قریب عصر کے وقت آگیا تھا یا پون کسین کہ راوی نے یہ گمان کر لیا کہ دو دنوں نماز میں ایک ہی
 وقت میں واقع ہوئیں اور اس تاویل کے صحیح ہونے پر وہ حدیث دلیل ہے جو نافع سے مروی
 ہے کہ انھوں نے نکلا میں ساتھ ابن عمر رضی عنہ کے سفر میں اور آفتاب غروب ہو گیا تھا نیز جب وہ
 ہوئی تو میں نے گمان نماز رحم کرے اللہ تمہیں تسکین کیا میری طرف رخ چلے یہاں تک کہ جب آخر شفق
 کا وقت آیا تو اوترے پس نماز سب کی پڑھی پھر کچھ عشا کی کہی اور تحقیق شفق جاتی رہی تھی پھر
 نماز پڑھائی چکو پھر متوجہ ہوسے طرف ہمارے اور فرمایا تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
 جب سفر میں مجلت ہوئی یوں ہی کرتے اور کہا راوی نے یہ حدیث صحیح ہے کہ عبد اللہ بن عباس نے اور یہ حدیث
 اس پیش ہے کہ ہر ایک کو دو دنوں نماز میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت پر اس کے
 پڑھا ہی اور کہا نافع اور عبد اللہ بن واقد نے کہ سونوں ابن عمر رضی عنہ نے نماز کو کہا فرمایا چل رہا تک

کہ جب قریب غائب ہونے متفق کے وقت پہنچا اور ترسے پہن مغرب کی نماز پڑھی پھر انتظار کیا تاکہ
 کہ شفق غائب ہو گئی پھر عشا کی نماز پڑھ لی پھر فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی جدی سفر کی
 ہوئی تو ایسا ہی کرتے تھے جیسا کہ میں نے کیا اور یہ حدیث پہلی حدیث سے بھی صریح زیادہ ہے اور
 ابن عمر سے وقت میں الفاظ مختلفہ روایت کیے گئے ہیں اور عبدالحق نے احکام میں ذکر کیا ہے کہ جو حدیث
 ابن عمر سے ان دونوں نمازوں کے جمع کرنے میں مروی ہے اسناد اوسکی صحیح ہے اور اوس کی
 کل فقہ ہیں لیکن بعض میں وہم ہے اور صحیح اوس سے روایت جابر کی ہے اور جو اوس کے سنون میں عدا
 تحقیق کیا انھوں نے کہ نماز دو نمازوں میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وقت پر
 پڑھی ہے اور وہ حدیث جسکو روایت کیا شافعی نے حدیث ابو الطفیل سے کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث
 غریب ہے اور کہا ابو داؤد نے نہیں قایم ہے کوئی حدیث تقدیم وقت میں اور کہا حاکم نے حدیث ابو الطفیل
 کے موضوع ہے لیکن حدیث انس کی پس احتمال ہے کہ جمع کلام زہری سے ہو کیونکہ زہری حدیث کو
 اکثر ابے کلام کے ساتھ ملا دیا کرتے تھے حتیٰ کہ وہم ہوتا تھا کہ یہ لفظ حدیث ہی میں ہے اور تحقیق انکار کیا
 عایشہ صدیقہ نے اوس شخص سے جو ایک وقت میں جمع کرنے کو امتناعی اور حدیث اونی پہلی ہمارے وسط
 بھی حجت ہے اس لیے کہ اوس میں سوائے ذکر تاخیر اور تقدیم کے اور کچھ نہیں اور یہ منافی اوس کے نہیں جو
 ہننے کہا ہوا ہے کلام انبی اور شرح سفر السعین کی کہ امام محمد نے اپنی سوطا میں لکھا ہے کہ ملکو عمر سے یہ
 روایت پوچھی ہے کہ انھوں نے اپنے عالموں کو اطراف میں کچھ بھیجا اور عافیت کی اوکو اس بات سے
 کہ جمع کریں دو نمازوں کو ایک وقت میں اور خبر کو دی اون کو کہ ایک وقت میں دو نمازیں جمع کرنی
 گناہ کبیرہ ہے اور بیان کیا ہے اس خبر کو جسے ثقات نے علا ابن الحارث سے انھوں نے کھول سے
 روایت کی ہے اور چونکہ قیامین اوقات قطعی اور متواتر ہیں جس خبر اتحاد اوسکے معارض نہیں ہو سکتی بھلا
 افطار اور قصر صلوات کے سفر میں کہ دونوں فرض قرآنی سے ثابت ہیں اور روایت کی ہے بخاری اور مسلم
 عبد اللہ بن مسعود سے کہ انھوں نے نہیں دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہیں
 نماز کو اوس کے غیر وقت میں پڑھا ہو مگر دو نمازیں مغرب اور عشا کی کہ جمع کیا ہے اور کو مرفوعہ کہ میں

شیخ
 سفر السعین
 ص ۱۴۸

اور احادیث میں جمع کرنا ظاہر ہے کہ عوفات میں بھی آیا ہو اور یہ جمع کرنا بھگت ارکان حج کے مکان بوجہ
 سفر کے کہ ترمذی نے روایت کی ہے کہ لوگوں نے سالم بن عبداللہ بن عمر سے دریافت کیا کہ آیا عبداللہ
 نے کسی شب جمع کیا ہو سفر میں گمان میں مگر فرد نے بن اور احادیث جمع تقدیم کی صحاح میں بہت
 کم ہیں اور روایت بن بخاری کے اختلاف ہوا سیواسطے بہت ایسا اسکے قائل نہیں ہیں پس
 نہ ہی جمع تاخیر بعض وقت میں اور تاویل و سکی یہ ہے کہ مراجع بین الصلوٰۃ میں سے تاخیر کرنا اول نماز کا
 اور گذارنا آخر وقت اوس کے میں اور جلدی کرنا دوسری نماز کا اور ادا کرنا اول وقت اوس کے میں اور بخون
 نے اسکا جمع کوئی نام رکھا ہے اس لیے کہ سورۃ جمع پر حقیقۃً نہیں اور جمع کا اطلاق ایسی صورت پر
 جو کہ حنفیہ نے جمع کرنا سفر میں ذکر کیا ہے باب استحاضہ میں حذیث مجتہد کی حدیث میں بھی ایسی
 آیا ہے اگرچہ لفظ حدیث بعض روایات میں یہ ہے کہ وقت عصر میں پڑھتے تھے مگر یہ معمول اسی صورت پر
 ہو جو ہر اون دلائل کے جو مذکور ہوئے اور بعض روایات میں تخفیف اور دفع حرج جو آگیا ہے کہ جمع
 کرنے تھے تاکہ انہی امت کو حرج چلن نہ ڈالیں اسوجہ سے ہے کہ اس میں وسعت ہے کہ اگر کسی کو
 فراغت اور رفاہیت اول وقت میں ہو تو اول وقت پڑھ لے ورنہ تاخیر کرے اور آخر وقت میں ادا
 کرے تاکہ اول وقت دوسری نماز کو متصل ہو جائے اور تخفیف اور وسعت اس طریقے کی جا رہی
 کرنے میں ظاہر ہے اور امام محمد اپنی موطا میں کہتے ہیں کہ کہو اس ٹکڑے سے پوچھا ہے کہ اونھوں نے منسوب
 کی نماز قبل غروب شفق ادا کی برخلاف روایت امام مالک کے کہ کہا اونھوں نے یہاں تک
 کہ غائب ہو گئی شفق اور جامع الاصول میں ابو داؤد کی روایت نافع اور عبداللہ بن واقد سے
 آئی ہے کہ کہا مؤذن ابن عمر رضی اللہ عنہ نماز کو فرمایا قبل غروب شفق تک بیس اترے اور نماز منسوب
 پڑھی پھر انتظار کیا یہاں تک کہ شفق غائب ہو گئی پھر عشاء پڑھی پھر کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کو کسی کا مکی جلدی ہوتی تو کرتے جیسا کہ میں نے کیا ہے جو مذکور مراجع بین الصلوٰۃ
 مسافر کے واسطے تھا لیکن مقیم کے واسطے نہیں ترمذی کہتے ہیں کہ بعض اربعین جمع بین الصلوٰۃ
 مریض کے واسطے بھی کہتے ہیں اور بعض بارس میں جمع کرنے کی طرف لگتے ہیں اور ترمذی نے

ابن عباس سے روایت کی ہے کہ کہا ابن عباس نے مَنْ جَمَعَ بَيْنَ الصَّلَاةَيْنِ مِنْ عَدِيٍّ عُنْدِي فَقَدْ آتَى أَبَا بَكْرٍ أَيْبَ الْكِبَارَةِ یعنی جس شخص نے جمع کیا درمیان دو نمازوں کے غیر عذر سے پس تحقیق آیا وہ دروازے پر گناہ گبیرہ کے دروازوں میں سے اور عمل اسی پر ہی نزدیک جمہور امت کے کہ جمع کیا جائے درمیان دو نمازوں کے مگر سفر میں یا عذر میں امت کے کلام الترمذی اور مسلم طرق متعددہ سے ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع کیا درمیان نحر اور عطر و منہا و عشاء کے مدینے شریفین بلا خوف کے اور بغیر بارش کے اور ایک روایت میں ہی بخوف کے سفر میں دریافت کیا ابن عباسؓ سے کہ کیوں ایسا کیا کہا تاکہ مشقت اور تلخی میں امت آپ کی نہ ہو اور ترمذی بھی ابن عباس سے جامع ترمذی میں اس حدیث کو لائے ہیں اور امام نووی نے ترمذی سے نقل کی ہے کہ کہا اوٹھوں نے کہ میری کتاب میں کوئی ایسی حدیث نہیں کہ تمام امت نے اس کے ترک پر اجماع کر لیا ہو مگر حدیث جمع کے بلا خوف اور بارش کے اور حدیث قتل کرنے شراب پینے والے کی جو بھی مرتبہ اور نووی کہتے ہیں کہ یہ بات ترمذی کی حدیث قتل میں مسلم میں ہے اسو سے کہ وہ منسوخ بالاجماع ہے اور عمل اس پر کل امت کا متروک ہے لیکن حدیث جمع بخوف و مطر کی سوا اسکے بعض بوجہ عذر من کے قابل ہیں اور بعضے مثل ابن سیرین اور اشہب کے بہت ضرورت کے بھی جمع کرنے کے قابل ہیں اس شخص کے واسطے کہ عادت نہ کرے اس واسطے عدم حرج کی علت عذر من وغیرہ بیان کرنے میں امت کے کلام النووی اور یہ حدیث بھی نزدیک خفیفہ کے اسی پر جمہول ہے جو اباب سفر میں بیان ہوئی باوجودیکہ اوٹھوں نے کہا ہے کہ بعض نے کہنے والے حدیث کو بعض حدیثوں مسلم میں کلام ہے اور شاید یہ حدیث اسی قبیلہ سے ہے و اللہ تعالیٰ اعلم اتنے عبارت شرح سفر السعادت میں اس سے واضح ہو کہ خفیفہ کا مسلک متباعد تھا ہے حدیث بخاری اور مسلم ہی کی کافی تھی مگر نظر احتیاط اور حدیث میں بھی کم دین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب کی رائے موافق قرآن اور حدیث کے ہے اگر اس کی کام مخالفت ہے تو جمہور اہل سنت مثل غفران ہو جائے گی اور کمین احادیث متعارض میں وجہ توفیق کی آپ سے بن نہ آئے گی

جس طرح تطبیق احادیث میں حنفیہ دیتے ہیں دوسرے مذہب میں یہ بات نہیں بلکہ بعض اہل
 کاترک ضرور لازم آتا ہے اس تطبیق میں آدمی کی تسکین ہو جاتی ہے کہ عین جبراً وہی سے تخمیناً یا بجائے
 یہ صادر ہوا ہو ایسا اکثر جگہ ثابت ہے **قال** مسئلہ سی و یکم ہدایہ و غیر فرقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ
 امام اگر نماز میں قحطان دیکھ کر پڑھے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سوا امام اعظم نے
 اس مسئلے میں اختلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ بخاری میں ہے کہ امامت کروانا تھا حضرت عائشہ کو نہ کہ
 غلام اور نہ کاقرآن سے یعنی نماز میں قحطان دیکھ کر پڑھنا تھا **اقول** چونکہ قرآن سے دیکھ کے
 پڑھنے میں بعض صورتوں میں عمل کثیر لازم آتا ہے اور عمل کثیر سے بالاتفاق نماز فاسد ہو جاتی ہے
 گو اسکی تفسیر میں اختلاف ہو اس لیے اس سے بھی نماز فاسد ہو جائے گی امام ہو یا اکیل پڑھے قید
 امام اتفاقی ہے اور جس صورت میں عمل کثیر نہ تو حنفیہ کے نزدیک بوجہ تعلیم من انخارج یعنی نماز کی کا
 بیرون نماز سے سیکھنے کے سبب نماز فاسد ہوتی ہے اور ابن حزم نے محلی میں لکھا ہے **وَهُوَ قَوْلُ**
ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَالْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ وَالشَّعْبِيِّ قُلْتُ وَهُوَ مَنْ هَبَ الظَّاهِرَ تَبَيَّنَ
 یعنی یہی قول ہے ابن مسیب حسن بصری اور شعبی کا ہیں کہ یہ مذہب ظاہر یہ کبھی ہوا ہے اور
 عینی نے شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ اگر کسی نوک کو ان مولے عائشہ کا امامت او کی رمضان
 میں کیا کرتا تھا اور قرآن دیکھ کر پڑھتا تھا ذکر کیا اسکو بخاری نے باب امامۃ العبد المومنین
 کہوں گا میں فصل ذکر ان اگر صحیح ہو تو محمول اس پر ہے کہ قبل شروع نماز کے قرآن شریف سے دیکھ کر
 یاد کر لیتا تھا پھر کھڑے ہو کر نماز میں پڑھ دیتا تھا اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ دو شخصوں کے دیباہ ہیں
 دو کہ مستون کے مقتدا حفظ کر لیا کرتا تھا پس دیکھنے والے یہ یگانہ کیا کہ قرآن دیکھ کر پڑھتا ہے پس
 اپنے وطن کے موافق روایت کی اور اس کو رکی تائید یہ امر کرتا ہے کہ آخر قرأت قرآن شریف سے دیکھ کر
 نماز میں مکروہ تو ضرور ہے اور ہکو عائشہ سے یہ یگانہ نہیں کہ مکروہ پر راضی ہوئی ہوں اور اس
 شخص کے پیچھے نماز پڑھتی ہوں جو مکروہ نماز پڑھائے اور ابن عباس سے روایت کی گئی ہے کہ فرمایا اور بعضوں نے
 منسک کیا ہکو امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے یہ کہ امامت کریں لوگ قرآن تفسیر دیکھ کے پڑھنے سے

مشافہہ کتب اربعہ دوم

غنیۃ شرح ہدایہ

باب فی التفسیر

میں شک نہیں حدیث اتباع سواد اعظم کے خلاف کیا ہو زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجئے
کہ بڑا قال مسئلہ سی و سوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ محرم نہ پہننے کریمہ اور پاجسامہ
 اور نہ عامہ قائمہ ملا علی قاری حنفی نے عرفات شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ جس محرم کے باقی بند
 نہ ہو پاجسامہ ہی ہو تو وہ پاجسامہ کو چھڑا کر اسکا تہ بند بنا لیں اور اگر پاجسامہ ہی چھڑے گا تو
 اوپر دم آوے گا یعنی جانور فرج کر کے **انہم اقول** امام صاحب کے نزدیک احرام باندھے ہوئے کو
 سلی جوئی شرمشل پاجسامہ وغیرہ پہنا جائز نہیں اور یہی مذہب امام مالک اور صاحبین کا ہے اور
 ماخوذ کا وہ حدیث ہے جو صحاح ستہ اور طیحا و سنن میں مذکور ہے **سُئِلَ الرَّسُولُ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**
وَسَلَّمَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ لَا يَلْبَسُ الْقَمِيصَ وَلَا الْعَمَامَةَ وَلَا
الْأُتْرَاقَ وَلَا الْبُخَارِيَّةَ یعنی سوال کیے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ کون سے کپڑے
 محرم پہننے پس فرمایا آپ نے نہ پہننے کریمہ اور نہ بگڑی اور نہ پاجسامہ انتہی تیس امام مالک
 تو اس حدیث کا جہیں پاجسامہ پہننے کو بوقت ضرورت اجازت ہے بالکل انکار کرتے ہیں اور کہتے
 ہیں کہ عبد اللہ بن عمر کی روایت میں یہ الفاظ نہیں ہیں اور امام صاحب اور صاحبین فرماتے ہیں کہ
 اگر ضرورت پڑے پاجسامہ پہننے مگر کفارہ ادا کر کے اسے لگا دینا حدیث کفارہ سے سزا ہے مگر
 اور دلائل و احادیث سے مستنبط ہوتا ہے کہ جو چیزیں قبل از احرام حلال تھیں اور محرم کو ادنیٰ نعمت
 کر دی گئی اگر ضرورت آوے تو سباج ہیں مگر کفارہ نہ ضرور آئے گا چنانچہ شرح الآثار میں آیا کہ
فَقَحْنُ يَقُولُ بَدَلَتُ لَكَ ثِيَابِي لَكَ ثِيَابُ الْفَضْرِ سَرَوْتُو لَكِنَّا نَعُوذُ بِكَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْكَفَّارَةُ وَلَيْسَ فِيهَا سَرَوْتُو نَعُوذُ بِكَ الْكَفَّارَةُ وَلَا نَا لَكَ نَقْلُكَ
يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ إِذَا كَرِهَ نَعْيَهُ ثَعْلَبِينَ وَلَا الشَّرَاقِيلَ إِذَا كَرِهَ يَجِدُ بَابَهُ أَوْ كَرِهَ
قُلْتُ ذَلِكَ كُنَّا نَحْكُمُ الْيَمِينَ لِهَذَا الْحَدِيثِ نَعْمَ أَوْ جَبْنَا عَلَيْهِ مَعَ ذَلِكَ
الْكَفَّارَةُ وَلَا نَالَهُ لَكُلِّ الْفَائِضَةِ الْمُسَجَّاتِ لِلَّهِ وَلَنَا الْخِلَافُ بَيْنَنَا
وَبَيْنَكُمْ فِي الْأُتْرَاقِ لَا فِي نَفْسِ الْحَدِيثِ لَا نَأْتِيهِمْ قَدْ أَخَذَ حَدِيثَ عَلِيٍّ

شرح مشکوٰۃ
 جلد ۱۰ صفحہ ۱۵۳
 باب ۱۰۰
 در بیان احرام و کفارہ

وَجِبَتْ لَهُمْ وَلَا تُؤْخَذُ بِمَا عَلَى مَنْ خَالَفَ تَأْوِيلَكُمْ خِلَافًا لِذَلِكَ الْحَدِيثِ يَمْنِي بِهِ سَمِ كَيْتے
 ہیں ہی اور مباح جانتے ہیں واسطے اس کے پہننا بوجہ ضرورت کے ولیکن واجب جانتے ہیں ہم اوس پر بوجہ
 اسکے کفارے کو اور نہیں ہوا محدث میں جو بیان کی ہو تیسے نفی وجوب کفارے کی اور ہم نہیں کہتے
 کہ نہ پہننے موزون کو جبکہ جو تیان نہ ملین اور نہ پایجا کہ جبکہ تہبند نہوا اور اگر ہم یہ کہیں تو اس حدیث
 کے مخالف ہے جانیں گے ہم کہ ان واجب کرتے ہیں ہم اوس پر بوجہ اسکے کفارے کو بوجہ دلائل سوجہ
 کے جو واجب کرینو اسکے کفارے کے بلوی جزا میں نیست کہ خلاف درمیان ہمارے اور تمہارے
 تاویل میں ہر نفس حدیث میں خلاف نہیں کیونکہ تیسے حدیث کو ان معنوں میں بیان کیا ہے جسکی حدیث
 محتمل ہو اور جو شخص تمہاری تاویل کے خلاف کہے اوسکو خلاف حدیث مت کہو اتنے مختصر اور امانت
 سے بھی یہ دونوں حدیثیں عقودا ہوا ہر المنیفہ فی ادلہ الامام ابی حنیفہ میں مروی ہیں اور دونوں
 حدیثوں میں یہی تطبیق دسی گئی ہے ورنہ ہر شے کے ارتکاب میں بوجہ ضرورت کے کفارہ لازم نہ آوے
 کہیں ضرورت کا ہونا اس امر کو مقتضی نہیں کہ کفارہ بھی ساقط ہو جائے چنانچہ امام طحاوی نے اوسکو خوب
 و معلوم و معلوم سے شرح معانی الآثار میں ثابت کیا ہے اور ہر ایک کا جواب باصواب دیا ہے منہ استطلاع
 علیہ فایک حیرۃ البیہ قال مسلّمی و ہمارم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ عودت کو اہمیت
 عورتوں کی کرنی مکروہ ہے الخ **اقول** برہان شرح مؤاہب الرحمن میں ہر لفظ علیہ صلی اللہ علیہ
 وسلم یؤتھن حَبْرَ لَہُنَّ کَوْنُ یَعْلَمُنَّ وَلَا کَانَ اِجْتِمَاعُہُنَّ قَلَمًا یَخْلُو عَنْ قَلْبِہِ
 یعنی بسبب فرامی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ مرد اور عورتوں کے بہتر ہیں اسطے اونکے اگر جانیا
 وہ اور اس لیے کہ جمع ہونا اونکا کم خالی ہوتا ہے فقہ سے اتنے اسی قسم کی اور بہت حدیثیں ابو داؤد وغیرہ
 میں آئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ عودت جس قدر گھٹے ہیں اور چھ پر نماز بڑے بہتر ہے مگر کسی حدیث سے
 کہ اہمیت معلوم نہیں ہوتی کہ بعضوں نے ان احادیث کے نسخہ کا دعویٰ کیا ہے اور کہا ہے کہ جس طرح
 عورتوں کا مساجد میں اگر جماعت میں شریک ہونا موقوف ہو گیا اویس طرح جماعت بھی اونکی موقوف
 ہو گئی بلکہ اس میں کچھ کلام نہیں کہ یہ طریقہ مسنون نہیں بلکہ خلاف اولیٰ ہے کہ اگر اہمیت نہ سمجھا اور اس طرح

عقودا ہوا ہر المنیفہ فی ادلہ الامام ابی حنیفہ میں مروی ہیں اور دونوں

برہان شرح مؤاہب الرحمن میں ہر لفظ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم یؤتھن حَبْرَ لَہُنَّ کَوْنُ یَعْلَمُنَّ وَلَا کَانَ اِجْتِمَاعُہُنَّ قَلَمًا یَخْلُو عَنْ قَلْبِہِ

علامہ ابن العمامہ بھی گئے ہیں اور راقم حروف کا بھی یہی مسلک ہے فتح القدیر میں ہے وَلَا تَكْلِمُنَا أَنْ نَذْهَبَ
 إِلَى ذَلِكَ فَإِنَّ الْمَقْصُودَ إِنَّمَا كَانَ الْحَقُّ حَيْثُ كَانَ يَعْنِي أَوْ زَيْنٌ لِحُجُبِ مِمَّا يَرَى جَوَابِينَ لِمَنْ كَرِهَتْ
 جماعت کے اس لیے کہ مقصود اتباع حق ہے کہ میں ہوا تھے اور اگر زیادہ تفصیل و تحقیق منظور ہو تو حقہ الجلساء
 فیما يتعلق بجماعة النساء تصنیف جناب مولوی ابوالحسن محمد عبدالحی صاحب لکھنوی کی حاشیہ کیجاہ
 تارفع اشتباہ ہو جاوے **قال** مسئلہ سی و نمبر ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ نکاح کرنا مرد بالغہ
 کا بدون اجازت ولی کے بھی جائز ہے **اقول** فتح القدیر میں اس مسئلہ کے دلائل بہت ہیں مگر
 مختصر لکھ بیان کیے جاتے ہیں لیکن یہ حدیث اور جو اس کے معنوں میں احادیث وارد ہیں سب اس میں
 اس قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَزَوِّجُوا بَنَاتِكُمْ حَتَّى يَرْضَى لَهَا یعنی اپنی بیٹی کے نکاح کی
 مختار ہو ولی اپنے سے روایت کیا اس حدیث کو مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے اور مالک نے
 موطا میں اور ایمر وہ عورت ہے جس کا زوج نہ ہو خواہ ثلثہ یعنی راند ہو یا باکرہ اور وجہ استدلال کی یہ کہ
 ہر ایک کے واسطے دونوں (یعنی ولی اور عورت) میں سے نہیں میں لفظ الحق کے حق ثابت کیا ہے اور
 معام بہرہ امر کہ ولی کو بعد رضا اس کی کے سوا بشارت عقد کے دوسرا فعل نہیں ہو چوہما ہو اور تحقیق
 اس کو اس میں ولی سے زیادہ مستحق کہا ہے پس اس کے بعد یا تو کسی حدیث کو ترجیح ہو یا طریقہ جمع کا ہو
 اور اس حدیث مسلم کو بوجہ قوت اسناد کے اور نہ نو نے اختلاف کے اس کی صحت میں ترجیح ہو گی خلاف
 دونوں حدیثوں ترمذی کے کہ وہ ضعیف ہیں اور طریقہ جمع کا یہ ہے کہ حدیث ابو موسیٰ کی خاص کیجاہ
 باین طور کہ مراد ولی سے وہ جو جس کے اذن پر نکاح موقوف ہو جیسے نکاح مجنونہ اور لونڈی کا اور حدیث
 کی خاص کیجاہ ساتھ اس عورت کے جو نکاح اپنا غیر لغو میں کر لے اور مراد باطل سے اس کے نزدیک
 غیر لغو میں نکاح بالکل صحیح نہیں کہ باطل حقیقہ ہو گا اور اس کے نزدیک جو نکاح صحیح کہتا ہے لیکن اوں کے
 نزدیک ولی کو جس خصوصیت اور اختیار سے نکاح کا ہی باطل حکم ہو گا اور یہ بہت شائع ہے لغو جس کے اطلاق
 میں اور اس صورت کا اختیار کرنا واسطے دفع معارضے کے واجب ہے علاوہ اس کے غریب محمد بن
 کا اس حدیث کے مخالف ہے اس واسطے کہ مفہوم اس حدیث کا یہ ہے کہ جب نکاح ان کے عورت کر لے

فتح القدیر
 ج ۱ ص ۱۵۵

فتح القدیر
 ج ۱ ص ۱۵۵

تو صحیح ہو حال آنکہ یہ مذہباً و ٹکائیں مانتے مخصوصاً اور لمعات شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ حجت ہماری محدث
ابن عباس کے لاکھ احادیث صحیحہ میں ہے اور قول اللہ تعالیٰ کا کہ جسکے منی میں تیس
اگر طلاق دی اسکو تیس نہیں حلال ہو واسطے اسکی یہاں تک کہ نکاح کرے اور شخص سے تیس معلوم
ہو کہ عورت کے الفاظ سے نکاح جائز ہو اور قول اللہ تعالیٰ کا جسکا ترجمہ یہ ہے اور نہ منع کرو ان کو
اس سے کہ نکاح کریں وہ ازواج اپنی سے تیس نسبت کیا نکاح کو طرقت عورتوں کے اور منع کیا منع کرنے
اون کے سے اور ظاہر اسکا یہ ہے کہ عورت خود اپنا نکاح کرے تو درست ہے ایسا ہی یہ قول اللہ تعالیٰ
کا یعنی تیس جب پہنچ جاویں وہ اختتام عدت پر تیس نہیں گناہ تیس پر اس چیز میں کہ خود کریں وہ عورت
کے ساتھ تیس مباح کیا اللہ تعالیٰ نے فعل انکا اون کے نفسوان میں غیر شرط ولی سے اور تائید
کری ہے وہ حدیث جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے سو وقت ام سلمہ سے نکاح کو فرمایا جواب پاکیزہ کیا
میں سے سو وقت کوئی موجود نہیں فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اولیا تیرے سے کوئی ایسا
نہیں جو مجھ سے راضی نہ ہو اور کہا واسطے اڑ کے عمر بن ابی سلمہ کے اور تھی وہ صغیر کا اور چھوٹے میں نکاح کر و تیر
نکاح کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر ولی کے اور حکم کرنا اونکے اڑ کے کو بطریق فراح کے تھا کیوں کہ
تاریخ جلالت والوں نے لکھا ہے کہ وہ صغیر تھے معنوں نے کہا ہے تھپہ برس کے تھے اور بالا جماع ولایت ایسے
اڑ کے کی صحیح نہیں ہے اس واسطے انھوں نے کہا کہ اولیا میں کوئی حاضر نہیں اور حدیث ابو موسیٰ میں
کلام کیا گیا ہے میں نے طور کہ محمد بن الحسن نے روایت کی پر امام احمد سے کہ وہ سوال کیے گئے نکاح بغیر ولی
سے کہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی شہادت ہے یا نہیں کہا میرے نزدیک کوئی شہر
اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اور عایشہؓ کی حدیث میں بھی کلام ہے کہ کوئی
وہ روایت سلیمان بن موسیٰ کی ہے اور بخاری نے انکو وضعیف کہا ہے اور نسائی نے کہا ہے اوکسی حدیث
میں ضعف ہے اور امام احمد نے ابو طالب کی روایت میں کہا ہے کہ حدیث لا نکاح الا بولی قوی
نہیں اور روایت حمزہ بن منہال میں اسکو صحیح نہیں مگر ان کے تابعوں کیوں کہ عایشہؓ نے بغیر
اس کے عمل کیا ہے کہ امام احمد سے کہ پھر آپ اس کے ثبوت قائل ہیں فرمایا اکثر آدمی اس پر ہیں پھر

ابن جریر نے زہری سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے اس حدیث کا انکار کیا اتنے اور علامہ زہری نے
 مبینہ متعلق میں کہا ہو قد ورنہ فی کتبہم احادیث کثیرہ وکیسی لہا حدیث عنہ
 اهل الثقل حتی قال البخاری و ابن معین کہ کتبہم فی ہذا الباب حدیث
 یعنی علی الشتر اطا الوفا یعنی اور تحقیق محدثین کے کتابوں میں احادیث بہت وارد ہیں اور
 اونکے نزدیک صحیح نہیں یہاں تک کہ بخاری اور یحییٰ بن معین نے کہہ دیا ہے کہ اس باب میں کوئی حدیث
 صحیح نہیں یعنی شرط ولی میں اتنے غرض ہے کہ آیات اور صحیح حدیث چھوڑ کر ضعیف پر عمل کرنا نہیں چاہیے
 بلکہ نفی کمال کی ان احادیث میں مراد لیجائے چنانچہ امام صاحب بھی اسی کے قائل ہیں کہ کامل کمال
 ولی سے ہوتا ہے اور بالکل عدم جواز خلاف عقل و نقل کے ہے اور حدیثیں اسکی تائید کی بوجہ طول کے چھوڑ دین
 عاقل کو اسقدر کافی ہے کہ ایک حرف بس استغورت ورنہ جو چرخ پیش کو رست ہے
قال مسئلہ سی و ششم ہا یہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر کا فرقہ کم کا خواہ حالت کفر میں
 توڑ دے خواہ اسلام لاکر توڑ دے وفاق کرنا اسکا اوسپر لازم نہیں فائدہ کہ مالکی نے نہیں ہی صحیح مذہب
 اسکی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سوا امام اعظم نے اس مسئلے میں خلاف کیا ہے ان تین حدیثوں کا
 پہلی حدیث بخاری اور مسلم میں روایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ کہ حضرت عمر نے چھوڑا
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنا مذکر کی تھی جن میں جاہلیت میں کہا عکاف کرو وگالین ایک رات مسجد
 حرام میں فرمایا پوری کرند زانی الخ **اقول** اس حدیث سے ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم نے بوجہ واجب ہونے ادا سے عذر کے عذر کو حکم فرمایا بلکہ اسکا بھی احتمال ہے کہ بوجہ
 طاعت ہونے کے آپسے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کر لو اور تائید اسکی وہ حدیث کرتی ہے جو امام طحاوی نے
 عمرو بن شعیب سے اور انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے انما الذکر ما ابتغی بہ وجہ اللہ یعنی نذر وہی ہے جو سبب ہو جس طائر کے حالت
 شرک میں ہے سبب نذر نہیں ہو سکتی بلکہ مصیبت ہوتی ہے اور نذر مصیبت کی مانفت میں بخار
 وغیرہ میں احادیث موجود ہیں اور مصیبت اس لیے ہے کہ مشرک کی نیت سے اون اشیا کا

صحیح

صحیح

نہی کہ یہ حدیث صحیح

نہی کہ یہ حدیث صحیح

تقرب ہوتا ہو چکی وہ پرستش کرتا ہو اس لیے کوئی فعل مشرک کا اس کو اسطے نہیں ہوتا اس وجہ سے
ابراہیم غنی اور نورسی اور امام صاحب اور صاحبین اور امام مالک اور امام شافعی اس طے کر کے ہیں
گو امام شافعی سے دوسری روایت بھی ہو مگر مشہور قول او کا یہی ہے چنانچہ فتح القدیر میں لکھا ہے
أَمَّا قَوْلُهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَوْفَ بَيْنَ رِجْلَيْهِ فَالْمَشْهُورُ وَمِنْ مَذْهَبِ
الشَّافِعِيِّ أَنَّ ذَلِكَ الْكَافِرُ لَا يَصِحُّ وَهُوَ يُقُولُ إِنَّهُ أَتَاهُ أَنَّ تَفْعَلَ قَوْلُهُ
مُسْتَدْرِكٌ فِي خَالَ الْأَسْلَامِ لَا عَلَى أَنَّهُ الْوَاجِبُ بِاللَّتَنَةِ بِمَعْنَى لَيْكُنْ قَوْلُ الْأَخْطَرِ
الْمَذْهَبِ سَلَّمَ كَمَا لَيْكَ الْوَاجِبُ مَذْهَبُ شَافِعِي فِيهِ يَكُونُ مَذْهَبُ الْكَافِرِ فِي دَرَجَةِ نَبِيِّنَ
شَافِعِي فِي حَدِيثِ كَيْلَانِ مَعْنَى بَيَانِ كَرْتِ بَيْنَ كَرْتِ الْأَخْطَرِ سَلَّمَ الْمَذْهَبِ سَلَّمَ فِي عَمَلِهِ كَوَاحِدٍ
مِنْ عِبَادَتِ مُسْتَقِلِّ طَوْرٍ بِرِجْلَيْهِ نَبِيٍّ سَلَّمَ سَلَّمَ وَاجِبٌ هُوَ كُنْ بِرِجْلَيْهِ نَبِيٍّ سَلَّمَ سَلَّمَ
حَدِيثِ سَلَّمَ بِرِجْلَيْهِ نَبِيٍّ سَلَّمَ سَلَّمَ وَاجِبٌ هُوَ كُنْ بِرِجْلَيْهِ نَبِيٍّ سَلَّمَ سَلَّمَ وَاجِبٌ
قُرْآنِ شَرِيفِ بَيْنَ الْأَخْطَرِ كَوَاحِدٍ نَبِيٍّ سَلَّمَ سَلَّمَ وَاجِبٌ هُوَ كُنْ بِرِجْلَيْهِ نَبِيٍّ
مَذْهَبِ كِي تَابِيْدِ كَرْتِ بَقِيَّةِ بَنِي مَاجِهٍ أَوْ رَاوِدِ كِي دُونِ حَدِيثِ بَيْنَ كَرْتِ الْكَافِرِ فِي نَبِيِّنَ
جَانِ بَلْكَ سِيَاقِ سَلَّمَ كِي مَذْهَبِ سَلَّمَ سَلَّمَ سَلَّمَ سَلَّمَ سَلَّمَ سَلَّمَ سَلَّمَ سَلَّمَ
صَبَّحَ كَوْنِ بَاتِ بِنِي طَرَفِ سَلَّمَ سَلَّمَ سَلَّمَ سَلَّمَ سَلَّمَ سَلَّمَ سَلَّمَ سَلَّمَ
بَعْضُ كَوْنِ بِنِي دِيْنِ بِنِ اَوْفِيْهِ اَكْرَامِ بِنِ سَلَّمَ سَلَّمَ سَلَّمَ سَلَّمَ سَلَّمَ سَلَّمَ
اِسْ كِتَابِ كِي تَكْمِيْلِ كِي سَلَّمَ سَلَّمَ سَلَّمَ سَلَّمَ سَلَّمَ سَلَّمَ سَلَّمَ سَلَّمَ
سَالِ كِي بَلْكَ مَعْلَمِ بِنِي تَوَجُّهٍ مَذْهَبِ حَنَفِيَّةِ كِي دَلَالِ دِيْخْتِ كِي كَسْفَرِ قُرْآنِ اَوْرَا حَادِيْثِ سَلَّمَ
اَوْرَا دِنَا دِيْنِ كَمَانِ بِنِي بِنِي اِسْ لِيْ اَكْرَامِ مَوْتِ عَقْلِ دَالِ جَوَابِ بَلْكَ بَلْكَ سَلَّمَ
اَبْ كِي اَوْنِ مَذْهَبِ بَلْكَ كَرْتِ بِنِ اَوْنِ بِنِي اَوْنِ كَالِيَا اَقْصَا بِنِي عَقْلِ كِي مَوَافِقِ كَتَبِ جِنِ
صَوْرِ تَوَاشِيْهِ سَلَّمَ سَلَّمَ سَلَّمَ سَلَّمَ سَلَّمَ سَلَّمَ سَلَّمَ سَلَّمَ
حَنَفِيَّةِ كُو سَبَبِ اِسْ كِي خَوْبِ اَوْرَا حَقِيَا طِ كِي اَوْرَا مَذْهَبِ بَرْتِ جِجِ دِيْخْتِ جِيْ بَرْتِ حَلْطِ مَذْهَبِ سَلَّمَ

اختلاف است شدت ایزدی ہر چند سے بون میں چلا آیا ہی **قال** مسئلہ سی و نفعتم ہا یہ وغیرہ فقہ
 کی کتابوں میں لکھا ہے کہ سبت کی طرف رکھے اور نہ نماز پڑھے اور یہ مذہب امام اعظم اور امام
 مالک کا ہے سو اس مسئلے میں امام اعظم اور امام مالک نے اختلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ بخاری اور
 مسلم میں روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
 جو شخص کم سے اور اوپر ہو روزہ روزہ رکھے اور اس کی طرف سے وارث اور اس کا **اقول** لغات شری
 مشکوٰۃ میں ہے **وَذَهَبَ الْجَاهِلُونَ إِلَى أَنَّهُ لَا يُصَامُ عَنْهُ وَيَبِيهَ قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَمَالِكٌ**
وَالشَّافِعِيُّ فِي أَحَدِهِ قَوْلُهُ عِنْدَ أَحَدِهِ یعنی اور جہلو اس طرف گئے ہیں کہ سبت کی طرف سے روزہ
 نہ رکھا جاوے اور اسی کے قائل ہیں امام صاحب اور امام مالک اور امام شافعی اپنے صحیح ترمذیوں
 تولوں میں جو نزدیک اونکے اصحاب کے ہر انتہی البتہ مسکین کو کھانا بدلے ہر روز کے دینا چاہیے
 چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں ہے **عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَتْ**
وَعَلَيْهِ صِيَامٌ شَهْرٌ مَضَىٰ فَلْيُطْعَمْ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مَسْكِينٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
وَقَالَ وَالتَّحِيْمُ أَنَّهُ مَقْفُوفٌ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ یعنی ابن عمر سے روایت ہے کہ اگر تمہارے
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مہرہ اور اوپر ہو روزے ماہ رمضان کے میں تیس چاہیے کہ کھانا دیا جاوے
 اور اس کی طرف سے ہر دن کے بدلے ایک مسکین روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے اور کما صحیح ہے کہ یہ
 حدیث ابن عمر پر موقوف ہے انتہی اور دوسری حدیث جس سے صوم کی نہی پائی جاتی ہے مشکوٰۃ شریف
 میں اسطور سے آئی ہے **إِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يُسْأَلُ هَلْ يَصُومُ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ أَوْ**
يُصَلِّي أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ فَيَقُولُ لَا يَصُومُ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ وَلَا يُصَلِّي أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ
 سوا **أَفِي الْمَوْطِئِ** یعنی تحقیق ابن عمر سوال کیے جاتے تھے کیا روزہ رکھے کوئی کسی کی طرف سے
 یا نماز پڑھے کسی سے کہیں فرماتے نہ روزہ رکھے کوئی کسی کی طرف سے اور نہ نماز پڑھے روایت کیا اسکو امام
 مالک نے موطا میں انتہی تیس اس حدیث سے روزے کی مانعت پائی جاتی ہے اور پہلی حدیث
 اس حدیث صحیحین کی تفسیر ہے حسین بلفظ صوم آیا ہے یعنی اس کی طرف سے روزہ رکھنا کھانا

مسئلہ سی و نفعتم ہا یہ وغیرہ فقہ

مسئلہ سی و نفعتم ہا یہ وغیرہ فقہ

مسئلہ سی و نفعتم ہا یہ وغیرہ فقہ

مسئلہ سی و نفعتم ہا یہ وغیرہ فقہ

ہو سکتا ترک کر دینا ہر چیز جب مساکین کو کھانا دینے سے وہ ہیت روزے سے بری ہو گیا تو گویا
 اوس شخص نے اوس کی طرف سے روزے ادا کیے اور ایک حدیث عبداللہ بن عباس سے بھی صحیحین میں
 روزے کی قضائین وارد ہو کر وہاں لفظ صوم نہیں بلکہ قضا ہی سو وہ کھانا دینے سے بھی حاصل
 ہو جاتا ہے علاوہ اسکے عبداللہ بن عباس سے روای اس حدیث کے ہیں مثل ابن عمر کے فرمانے ہیں
 ینا فتح القدرین ہو وقد اخرج النساء عن ابن عباس وهو ساء وعلی الحدیث فی
 سننہ الذکری انہ قال لا یصلی احد عن احد ولا یصوم احد عن احد وعن ابي
 الراوی علی خلاف مرویہ یمنہ لک فی ابنتہ لکنا کسب یعنی تحقیق روایت کی ہر نسائی
 نے ابن عباس سے اور وہی راوی اس حدیث کے ہیں ابنی سنن کبریٰ میں کہ کما اوخون نے نماز
 نہ پڑھے کوئی کسی کی طرف سے اور نہ روزہ رکھے کوئی کسی کی طرف سے اور فتویٰ دینا راوی کا صاحب
 مروی اپنے کے منبر نے روایت کرنے اوس کی کہ ہر نسخ کے لیے اتنے پیر اسکے نسخ کی بی بی میں علامہ ابن ہمام
 نے امام مالک کا قول بھی نقل کیا ہوا قال قالہم اسمع عن احمد بن محمد القصبی قالہ ولا یصلی
 التاجعہ بالمدینۃ ان احد لغتہم امر احدہم عن احمد ولا یصلی عن احمد انہ فی وھذا جماعا
 یؤید الشیخ وانہ الاھم الذی استقر الشیخ علیہ اخرج یعنی کہا امام مالک نے بغیر
 سنائین نے کسی صیاب اور تابعین میں سے میں نے شریفین کہ کسی نے او میں سے حکم کیا ہو کسی کو کہ
 کسی کی طرف سے روزہ رکھے یا نماز پڑھے اور یہ قول امام مالک کا اوس قسم سے ہو کہ نسخ کی تائید
 کرتا ہو وہ ایسا امر ہے کہ آخر میں شرح اسی پر قرار پائی ہوا ہے جس ان تقریرات سے واضح ہوا کہ
 دلائل غنیہ کے بہت قوی ہیں جب جائیکہ مخالفت ہو استغفر اللہ خیر معترض صاحب جانین اور
 او کا کام جائے نہ ہر رسولان بلاغ باشد ویش قال مسئلہ سنی ہشتم یہ ایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں
 لکھا ہو کہ جس عورت کی شادی نہوئی ہو اگر وہ زنا کرے تو اوسکو شہر سے نکال دینا اور دوسے مارنے
 و دونوں کام جائز نہیں **اقول** امام حسن علیہ السلام کا انکار نہیں کہ بلکہ اسکی صحت ہو چکا ہے کہ بتائیں
 اور اگر بیات کیا جائے تو اسکا امام صاحب کو اقرار ہو چکا ہے نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض صحابہ

نسخ القصبی

نسخ القصبی

تغریب کی ہو لیکن سیاستہ تمہی اور تغریب کا مدینہ الکریم عالم بحی جمع ہو جانے کا امر حدیث اور قرآن سے ثابت نہ ہو سکے گا ہاں مہتمم صاحب کا حدیث ان کی ثابت کرنے تو بیشک امام صاحب کا مسل مخالف ہو جائے بلکہ امام صاحب کے قول کی تائید علی کے ارشاد سے ظاہر ہو کہ **حَسْبُہُمَا مِزَ الْفِتْنَةِ** اَنْ یَنْقِبَا یعنی اون دونوں کو فتنے کے واسطے جلا وطن کرنا کافی ہے نہ کہ ایسا ہی برابر ہم غمی سے مروی ہو اور عمر کے قول سے بھی اسکے سیاستہ ہونے کی تائید بخلتی ہے جبکہ ربیعہ بن امیہ بن خلف کو اونھوں نے خیمہ کی طرف جلا وطن کیا تو وہ قتل سے جا مل اور رضائی ہو گیا پس **وَ مَا لَکَ اَنْ تَبْعَدَکَ مَسْجِدًا** یعنی اب کسی مسلمان کو میں جلا وطن نہیں کروں گا اتنے اگر تغریب حد ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ حضرت عمر اوسکو موقوف کر دیتے پس معلوم ہوا کہ سیاستہ تمہی اسکا امام کو اختیار ہے اگر مصلحت ہو جاری کرے اور اگر مصلحت ہو موقوف کر دے فقط حدیث سے اسکے قائم کرنے کی اجازت ہو گئی ہے اگر مصلحت مقتضی ہو کرے ورنہ ترک کر دے بلکہ جہاں اسکا ثبوت ہو وہاں مصلحت مقتضی تھی اسے جلا وطنی کی گئی بلکہ تغریب حد کے ساتھ موقوف نہیں اگر امام کی رائے کسی شخص کی نسبت بوجہ خوف فتنے اوسکے کے قرار پائی کہ اس شخص کا جلا وطن ہونا مناسب ہو تو بیشک امام کو اختیار ہے چنانچہ حضرت عمر نے نصر بن حجاج کو کہ جہاں اور نہایت حسین تھا جس سے عورتوں کا فتنے میں بڑھ جانیکا خوف تھا جلا وطن کر دیا تھا حال آنکہ حسن البیہی شہید جس سے آدمی جلا وطن کیا جاوے مگر اسمیں اونھوں نے کوئی مصلحت سمجھی اور اوس شخص نے عرض بھی کیا کہ حبیب میرا کیا گناہ ہے فرمایا یہ گناہ کچھ نہیں میرا گناہ ہے اگر دارالوجہ کو تجھے نہ پاک کروں آپس نکال دیا اور وہ شخص روم چلا گیا آپس حضرت عمر نے قسم کھائی کہ کسی کو جلا وطن نہیں کروں گا بلکہ صحیح بخاری میں ابو ہریرہ کا قول کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس شخص کی نسبت جس نے نہ کیا تھا اور جس شخص تھا ایک برس کی جلا وطنی اور قائم کرنے حد کا حکم فرمایا صاف دلالت کرتا ہے کہ جلا وطنی مدین سے نہیں کیونکہ عطف حد کا جلا وطنی پر نہیں دونوں معانی ہوں گے اور چون کہ حد کا استعمال انہی قسمی کے جز پر کیا گیا ہے اور دوسرے جز پر عطف ہی تو یہ عام بعد ہوا کوئی دلیل نہیں جس سے یہ مجاز واجب ہو جائے اولاً حدیث جو ذکر کیے گئے ہیں وہ اسکے مفید

۴
فتح القدیر

۴
فتح القدیر

۴
فتح القدیر

۴
فتح القدیر

نہیں کیوں کہ ہمارے یہ کہ تہذیب واسطے مصلحت کے ہوا ہے علاوہ اسکے آیۃ الزانیۃ والفرانی سے یہ حدیث
 منسوخ ہے چنانچہ شیخ الاسلام عینی اور علامہ ابن ہمام اور امام زلیحی نے تصریح اسکی خوب مفصل کر دی ہے
 جسکی سچی جا ہے دیکھئے **قال** مسئلہ سی و نہم ہادیہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ واسطے ثبوت
 رضاع کے فقط عورتوں کی گواہی معتبر نہیں اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سوا امام اعظم نے اس مسئلہ میں
 اختلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ بخاری میں روایت ہے عقبہ بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تحقیق
 اوس نے نکال کیا اچھی کی ان کو جو بیٹی تھی ابی اباب کی کس آئی ایک عورت اور بوی میں دو وہ دیا ہے تم
 دونوں کو پھر پوچھا بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے پس نہ یا کیا کہ سو گا او تحقیق کہا گیا پس جدا کر دیا عقبہ نے
 اور نکال کیا عورت نے دوسرے کو **اقول** علامہ بیہی وغیرہ نے لکھا ہے کہ اگر کونو یک یہ حدیث بطریق
 احتیاط اور تقویٰ کے وارد ہو کہ کونو یک بطور ادا سے شہادت اور حکم نفاذ کے نہیں آئی بلکہ فقط اخبار اور
 استفسار تھا چنانچہ اسی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فقط ایک عورت کی گواہی پر حکم جاری نہیں
 ہوتا تبیین الحقائق میں علامہ بیہی نے لکھا ہے **قَدْ أَذْهَبَ اللَّهُ عَنْهُ عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ**
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَكَفَى بِهِمْ قِدْوَةً وَحَدِيثُ عَقْبَةَ حُجَّةٌ لَنَا أَيْضًا فَإِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
أَعْرَضَ عَنْهُمَا بَيْنَ قُلُوبِهِمَا كَانَتِ الْحُرْمَةُ ثَابِتَةً لِمَا فَعَلَ ذَلِكَ ثُمَّ كُنَّا سَأَلِي مِنْهُ
لِمَا بَيْنَنَا الْقَلْبُ يَقُولُ كَحَيْثُ كَرَّرَ السَّوَالُ أَمَرَ أَنْ يُفَكَّرَ قَهْرًا حَتَّى طَافَ الدَّائِلُ
عَلَيْنَا أَنَّ الشَّهَادَةَ كَانَتْ عَنْ ضَعْفٍ فَإِنَّهُ قَالَ جَاءَتْ أَمْرًا أَسْوَدَاءُ كَسْتَطِيعُنَا
فَأَبَيْتُ أَنْ نَطْعَمَهَا فَجَاءَتْ تَشْهَدُ عَلَى الرِّضَالِ وَالْأَجْمَاعِ مِثْلَ هَذِهِ الشَّهَادَةِ
لَا تَلِيْتُ الْحُرْمَةَ فَعَرَفْنَا أَنَّ ذَلِكَ كَانَ شَرًّا هَا وَهِيَ لِيهِمْ أَشَدُّ يَقُولُ كَيْفَ
قَدْ قِيلَ وَتَحْوِجُ نَقُولُ بِالتَّنْذِيرِ إِذَا وَقَعَ فِي قَلْبِهِ أَنَّهَا صَادِقَةٌ یعنی پس یہ قول
 جسکی طرف ہم گئے ہیں مذہب عموماً علی اور ابن عباس کا ہے اور ابی قتدہ کا بھی ہے اور حدیث عقبہ
 کی ہماری بھی حجت ہے کہ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس سے دوبار اعراف میں کیا آپس اگر
 حرمت ثابت ہوتی تو ایسا انکو نے پھر جب اپنے اپنے قلب کا اطمینان عورت کے قول سے دیکھا

حدیث
 صحیح
 سند

علیہ وسلم نے فرمایا مدبر بیع نہ کیا جاوے اور نہ ہبہ کیا جاوے اور نہ مودث ہو اور وہ آزاد ہی تھا مائی
 مال سے بخت گردانا اس حدیث کو امام طحاوی اور سوا سے اونکے اور امامون نے اور ابوالولید نے
 روایت کی ہے کہ عمر بن عبدالمطلب نے مدبر کی بیع رد کر دی سائنسہ جماعت صحابہ کبار القرون کے اور وہ صحابہ بہت موجود
 تھے پس یہ صحابہ کا اجماع ہو گیا کہ بیع مدبر کی جائز نہیں اور وہ حدیث جسکو روایت کیا ہے حکایت
 حال کی ہے سو حجت پھر نا اوس سے ممکن نہیں کیونکہ احتمال ہے کہ مدبر مقید ہو اور احتمال ہے کہ خدمت کی
 فروخت کی جو اس طور سے کہ اوسکو اجرت پر دیا ہو اور اجاسے کو مدینے شریف والون کی خدمت
 میں بیع کہتے ہیں کیونکہ فائدہ کی بیع اوس میں ہوتی ہے تا یہ کہ کرایا ہو اسکی وہ قول کہ روایت کیا
 جسکو جابر بن عبد اللہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدمت مدبر کی بیع کی تھی ذکر کیا اسکو ابوالولید
 نے اور یہ بھی احتمال ہے کہ اوسکو ایسے وقت میں بیع کیا ہو کہ جسوقت آزاد بھی بوجہ دین کے بیچ لیا
 جاتا تھا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ اپنے ایک آزاد شخص کو بوجہ قرض
 کے بیع کر دیا پھر بیع اس قول اللہ تعالیٰ سے یعنی پس اگر دیون مفلس ہو تو اگر مری کا انتظار کرنا چاہے
 منسوخ ہو گئی ذکر اسکا ناسخ و منسوخ میں ہے اتنے خلاصہ یہ ہے کہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی عام ہے کہ نہ
 کی بیع نہ ہو اور یہ واقعہ خاص ہے علاوہ اسکے ہو سکتا ہے کہ مدبر مقید ہو یعنی وہ جس سے مثلاً دیون قید لگائی
 جائے کہ اگر اس مرض سے یا اس سفر یا فلان مرض سے انتقال ہو تو آزاد ہے اسکو مدبر مقید کہتے ہیں
 اسکی بیع بالاتفاق درست ہے اور مدبر مطلق کی بیع میں اختلاف ہے یعنی وہ شخص جس سے بلا قید دیون
 لگا جانے کہ مرض کے بعد تو آزاد ہے اور حدیث میں کہ میں تقریباً اوسکی نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم نے مدبر مطلق کے بیع کی ہو بلکہ مطلق مدبر ہو خواہ مدبر مقید ہو خواہ مطلق ہو لہذا حدیث کو بوجہ جابر
 صحابہ اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مدبر مقید پر محمول کریں گے پھر اجماع صحابہ کا موجود اور او مدبر جابر رضی اللہ
 عنہما کی روایت کہ بیع نفع کی ہوئی اور نفع اہل مدینہ بھی اسکے مؤید ہے اور او مدبر قرآن کی آیت اور حکم عمر رضی اللہ
 عنہما کا رد کرنا ہر طرح سے عدم جواز بیع مدبر کی تائید کر رہا ہے اب بھی کوئی نہ سمجھے تو اسکا کچھ طریقہ نہیں خدا
 اخبر رحمہ کرے جو عین موافقت کو مخالفت بتلاتے ہیں افسوس کہ ان لوگوں سے انصاف نظر کیا

یہی جائے کہ سبب نکاح پہلے کے روک دیا یعنی پہلے نکاح کی رعایت کر کے نہ یہ کہ نکاح جدید نہ کیا اور لکھ
 یُحْدِثُ شَيْئًا كَيْفَ يَمْنَعُ هُوْنَ كَهْمُ جَيْسَا تَهَا وَيَسَا هِي رَكْحَا اَوْ سَمِيْنُ كَيْ يَمْنَعُ نَكْلِي وَرَنَّهُ اَكْرَهًا مَنِ
 سَوَا كَا تَوَجُّهٍ حَدِيْثِيْنِ اَثْبَاتِ كِي تَرْجِيْهِ دِيْ جَانِبِيْنِ كِي جَنَابُجْهٍ مُحَقِّقِيْنِ كَلَامِ سَمْعِ مَوْلَا مَلِكِ مُحَمَّدِيْنِ كَا
 نَدْمِ سَبَاسِ حَدِيْثِ كِي مَخَالِفِ هُوْ كَيْوَيْكِيْ اَسْمِيْنِ بَعْدَ جَوْبِ بَرَسِ كِي تَوَا دِيْنَا آيَا هِي اَوْ رَا نَكْلِيْ زَوْدِكِ بَحْوَتِ
 كِي حَدِيْثِ مِيْنِ اَكْرَهٍ مُسْلِمَانِ هُوْ جَاوِيْ تَوَا دِيْنَا پَهْلِيْ نَكاحِ سَمْعِ جَانِزِ هُوْ رَنَّهُ اَكْرَهَتِ پُوْرِيْ هُوْ جَاوِيْ
 اَوْ سَمْعِ كِي بَعْدَ زَوْجِ اِسْلَامِ لَافِيْ تَوَجُّهٍ تَوَا دِيْنَا پَهْلِيْ نَكاحِ سَمْعِ جَانِزِ نَهِيْنِ رَكْحَتِيْ اَوْ رِيْهَانِ تَوَجُّهٍ
 بَرَسِ كِي بَعْدَ پَهْلِيْ نَكاحِ سَمْعِ تَوَا دِيْنِيْ كِي حَدِيْثِ نَقْلِ كَرْنِيْ مِيْنِ بَسِ ظَاهِرِ هُوْ كِي حَدِيْثِ كِي اَعْلَمِ تَوَا دِيْنَا اَكْرَهٍ
 اَوْ طَرَفِ هُوْ كِي نَكاحِ اَوَّلِ كِي حَدِيْثِ كُوْ اَبْنِ حَجْرٍ مَلُوْغِ الْمَرَامِ مِيْنِ اَبُوْ اَسْنَادِ لَكْحَتِيْ مِيْنِ اَوْ رَعْرَعِ شَعْبِ
 كِي حَدِيْثِ پَرِ جَمِيْنِ نَكاحِ جَدِيْدِ هُوْ مُحْتَمِلِيْنِ عَمَلِ كَرْنِيْ مِيْنِ حَالِ اَكْلَا اَوْ سَمِيْنِ اَوْ رَنَّهُ كَيْسِيْ حَدِيْثِ مِيْنِ كَهْنِ اَبْتِ
 نَهِيْنِ هُوْ نَا كِي حَدِيْثِ مِيْنِ اَنْخَفَرَتِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيْ زَوْ كِيَا هُوْ يَاوَدِ اِسْلَامِ اَيَامِ حَدِيْثِ مِيْنِ لَافِيْ هُوْ
 اِسْ تَقْرِيرِ سَمْعِ غَرَضِ هَمَارِيْ يَهِيْ كِي يَهِيْ كِي جَوْبِ ضَرْوَرِ نَهِيْنِ كِي جَوْبِ حَدِيْثِ اَسْنَادِ مِيْنِ كَيْسِيْ كِي زَوْدِكِ هَسْبَتِ
 اَوْ حَدِيْثِ كِي عَمْدِ هُوْ عَمَلِ عَمَلِ جَعِيْ اَوْ سَمْعِ پَرِ كِيَا كَرِيْ عَمَلِ اَوْ رَشِيْ هُوْ اَوْ اَسْنَادِ دُوسَرِيْ خِيْزِيْ نَقْلِ اَسْنَادِ
 كَلْمِ اَوْ اَعْمَلِ كِي لِيْ حِجْتِ نَهِيْنِ هُوْ سَكْتَا يَهِيْ اَمْرَا سَمْعِ تَهْتِدِ پَرِ مَوْقُوفِ هُوْ جَسِ حَدِيْثِ كُوْ اَوْ سَكَا قِيَا
 صَحِيْحِ تَرْجِيْهِ دِيْ اَوْ سَمْعِ عَمَلِ كَرِيْ **قَالَ** مَسْلَمٌ هُوْ دُومِ اَيَهِيْ وَغَيْرِ فَتْحِ كِي كِتَابُونِ مِيْنِ لَكْحَا هُوْ كِي
 قَبْلِ زَوْجِ سَرْوَنَدَانِيْ سَمْعِ دِيْ مِيْنِ جَاوَزِ زَوْجِ كَرِيْ اَتَا هُوْ اَوْ يَهِيْ مَذْهَبِ اِمَامِ عَظِيْمِ اَوْ اِمَامِ مَالِكِ هُوْ اَخْرَجَ
اقول اِمَامِ طحاوی نے شرح معانی الآثار میں لکھا ہے حَدَّثَنَا ابْنُ حَرْثٍ عَنْ زَوْدِ النَّخَعِيِّ
 عَنْ اَبِيْ ثَوْبٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ قَدَّمَ شَيْئًا
 مِنْ حُجَّتِهِ اَوْ اَخْرَجَ دَمًا فَهَذَا ابْنُ عَبَّاسٍ يُوجِبُ عَلٰی مَنْ قَدَّمَ شَيْئًا
 مِنْ نُسُكِهِ اَوْ اَخْرَجَ دَمًا وَهُوَ اَحَدٌ مَنْ رَوٰی عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 اَنَّهُ مَسَّسَ يَوْمًا مِنْ عَزَائِمِ قَدَمٍ وَلَا اَخْرَجَ مِنْ اَحْرَاجِ الْحَجِّ اَلَا قَالَ لَا حَرَجَ
 فَلَمْ يَكُنْ مَعْنٰی ذٰلِكَ عِنْدَهُ عَلٰی اِلَّا بِاَحَدٍ فِيْ تَقْدِيْمِ مَا قَدَّمَوْا وَتَا حَنِيبِ

کتاب التہذیب فی التہذیب

شرح معانی الآثار

۱۰ آخر وہ عبادت گزار نہ تھے کہ ان کو اللہ کی خدمت میں سے کوئی نیکوئی نہ ملے۔
 حجة اللہ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا تھا کہ اگر کوئی شخص اللہ کی خدمت میں سے کوئی نیکوئی نہ ملے
 اللہ کی خدمت میں سے کوئی نیکوئی نہ ملے۔
 یہ کہ فرمایا انھوں نے جو شخص مقدم کرے حج میں سے کسی شے کو یا منور کرے پس جانور و بچہ کرے پس
 یہ ابن عباس ہیں کہ واجب کرتے ہیں دم اور اس شخص پر جو کسی رکن کو مقدم کرے یا منور کرے حالانکہ
 ابن عباس اور ابن مسعود نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال
 کیا کہ کسی شے کو جو مقدم کی گئی ہو یا منور کرے حج میں سے کوئی نیکوئی نہ ملے پس
 نزدیک اس کے معنی اس حدیث کے ہے کہ تقدیم اور تاخیر جس سے دم آجانا چاہئے ذکر کیا ہے اور ان لوگوں
 کو سب احادیث کا معنی اس حدیث کے نزدیک ابن عباس کے یہ ہیں کہ جس فعل کو لوگوں نے حجۃ
 الوداع میں کیا ہو وہ بسبب جانی حکم اس کے تھا کہ یہ معلوم نہ تھا کہ حکم اس کا کیوں کر ہے پس
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع فرمایا کہ مناسک حج سیکھیں یا سنتی اس حدیث
 سے معلوم ہوا کہ لا حرج کے معنی یہ ہیں کہ کچھ لگنا نہیں یہ معنی نہیں کہ اس میں دم دینا بھی نہیں آتا
 علاوہ اسکے یہ کہ اسے معلوم ہوا کہ جس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا وہ قارن تھا
 یا متقطع تھا مندر نہ تھا اگر مفرد ہو تو امام صاحب کے نزدیک بھی اس پر تقدیم اور تاخیر میں دم لازم
 نہیں آتا اور لغات شرح مشکوٰۃ میں ہے معلوم کرنا کہ تحقیق افعال حج کے قربانی کے دن چاہئے
 ہیں منکر یا نیا اور ذبیح کرنا اور سر منڈانا اور طواف کرنا اور احکامات کیا انھوں نے اس امر میں
 کہ یہ ترتیب سنت ہے یا واجب ہے پہل ایک جماعت جنہیں سے امام ابو حنیفہ اور امام مالک ہیں طرف
 وجوب کے گئی ہے اور کہا انھوں نے کہ مراد فقہی حرج سے لگنا نہ ہونا ہے بسبب عدم علم اور
 نسیان کے لیکن دم واجب ہے اور کہا علامہ طبری نے کہ ابن عباس نے مثل اسی کے حدیث
 روایت کی ہے اور دم واجب کیا ہے پس اگر نہ تو یہ بات کہ انھوں نے اس حدیث کے یہی معنی
 سمجھے اور جانا کہ یہی معنی مراد ابن الدبیری نے حکم کرنے پر ضلالت اس کے متعلق ہے۔

۱۰

و غیر فقہ کہ کتابوں میں لکھا ہے کہ گھوڑے کا گوشت کھانا مکروہ ہے اور یہ مذہب امام غزالی اور امام مالک کا ہے نیز **اقول** سنان بن مرثد عن خالد بن الولید بن العاصی عن ابيہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یحل لحوم الخیل والبعال والحیاء یعنی خالہ بن ابولہب سے روایت ہے کہ سنا اور نخون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے نہیں حل ہے کھانا گوشت گھوڑے کا اور خیر کا اور گدھے کا اتنے اور ابو داؤد و ابن ماجہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اکل لحوم الخیل والبعال والحیاء یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا گھوڑے اور خیر اور گدھے کے گوشت کھانے سے انتہی اور اسی طرح ابن ماجہ میں ہے فی النبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن لحوم الخیل والبعال والحیاء ان احادیث سے معلوم ہوا کہ گھوڑے کا گوشت کھانا ناجائز نہیں اور یہ سنت کو حلت بہتر جمع ہے اس لیے کہ تم سے کم راجت تو ضرور ہی ہوگی پس مذہب امام صاحب امام مالک اور اعلیٰ اور ابو عبدیہ کو موافق مذہب ابن عباس کے ہے حدیث کے فی الفہم میں اور یہ حدیث جو درست میں وارد ہے صحیح ہے تقریباً اسکی علامت عدنی سے خوب مفصل شرح کنز الدقائق میں کر دی ہے غرض کہ احتیاط کرنا بہتر ہے کیونکہ دونوں حدیثوں کے تعارض سے شبہ حلت میں پڑ گیا ہے **قال** مسئلہ چہل جہارم مدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے زوج میں جب ایجاب و قبول ہو جاوے تو بیعت ہوگی بالغ اور ششتری کو بیعت کے طور ڈالنے کا احتیاط نہیں لیکن اگر کچھ عیب کل آوے یا جرح چیز کو ششتری نے خرید لیا ہے یا اسکو اوٹنے دیکھا ہو تو بیعت ٹوٹ سکتی ہے **اقول** تفریق کی دو قسمیں ہیں تفریق بالابدان و تفریق بالا قوال پہر تفریق بالابدان بھی دو طرح ہے پہر ہوتا ہے ایک یہ کہ بعد ایجاب و قبول کے ہو دوسرے یہ کہ بعد ایجاب کے قبل قبول ہو اور حدیث میں کسی قسم کی تصریح نہیں ہے پس تفریق کو جو حدیث میں واقع ہے ایک قسم ابدان کے ساتھ خاص کر لینا اور دوسرے تفریق بالا بان کو جو ایجاب و قبول ہی کے لینا اور دوسرے طرف یہ ہے کہ دوسرے معنی کو فی الفہم حدیث کے کتنا غایت ہے جسکی بلاہت اور سفاہت ہے اس پر کوئی دلیل برہانی تو کتنا ارفاعی محبت بھی آج تک میسر نہیں ہوئی کیا

کتاب
سنان بن مرثد
عن خالد بن الولید
عن ابيہ عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم
یقول لا یحل لحوم الخیل
والبعال والحیاء
یعنی خالہ بن ابولہب
سے روایت ہے کہ سنا
اور نخون نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو
کہ فرماتے تھے نہیں
حل ہے کھانا گوشت
گھوڑے کا اور خیر کا
اور گدھے کا اتنے اور
ابو داؤد و ابن ماجہ
عن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم عن اکل
لحوم الخیل والبعال
والحیاء
یعنی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے
منع فرمایا گھوڑے
اور خیر اور گدھے کے
گوشت کھانے سے
انتہی اور اسی طرح
ابن ماجہ میں ہے فی
النبی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم عن
لحوم الخیل والبعال
والحیاء ان احادیث
سے معلوم ہوا کہ
گھوڑے کا گوشت
کھانا ناجائز نہیں
اور یہ سنت کو حلت
بہتر جمع ہے اس لیے
کہ تم سے کم راجت
تو ضرور ہی ہوگی
پس مذہب امام صاحب
امام مالک اور اعلیٰ
اور ابو عبدیہ کو
موافق مذہب ابن عباس
کے ہے حدیث کے فی
الفہم میں اور یہ
حدیث جو درست میں
وارد ہے صحیح ہے
تقریباً اسکی علامت
عدنی سے خوب مفصل
شرح کنز الدقائق
میں کر دی ہے غرض
کہ احتیاط کرنا
بہتر ہے کیونکہ
دونوں حدیثوں کے
تعارض سے شبہ
حلت میں پڑ گیا ہے
قال مسئلہ چہل
جہارم مدایہ وغیرہ
فقہ کی کتابوں میں
لکھا ہے زوج میں
جب ایجاب و قبول
ہو جاوے تو بیعت
ہوگی بالغ اور
ششتری کو بیعت
کے طور ڈالنے کا
احتیاط نہیں لیکن
اگر کچھ عیب کل
آوے یا جرح چیز
کو ششتری نے
خرید لیا ہے یا
اسکو اوٹنے دیکھا
ہو تو بیعت ٹوٹ
سکتی ہے **اقول**
تفریق کی دو
قسمیں ہیں
تفریق بالابدان
و تفریق بالا قوال
پہر تفریق
بالابدان بھی
دو طرح ہے
پہر ہوتا ہے
ایک یہ کہ
بعد ایجاب
و قبول کے
ہو دوسرے
یہ کہ بعد
ایجاب کے
قبل قبول
ہو اور حدیث
میں کسی
قسم کی
تصریح
نہیں ہے
پس
تفریق کو
جو حدیث
میں واقع
ہے ایک
قسم
ابدان
کے ساتھ
خاص
کر لینا
اور دوسرے
تفریق
بالا بان
کو جو
ایجاب
و قبول
ہی کے
لینا
اور
دوسرے
طرف
یہ ہے
کہ
دوسرے
معنی
کو
فی
الفہم
حدیث
کے
کتنا
غایت
ہے
جسکی
بلاہت
اور
سفاہت
ہے
اس
پر
کوئی
دلیل
برہانی
تو
کتنا
ارفاعی
محبت
بھی
آج
تک
میسر
نہیں
ہوئی
کیا

تفرق بالاقوال عرب کے محاورے میں نہیں آتا قرآن شریف میں نظیر اسکی موجود ہی قرآن شریف میں
 لَيْعْنُ اللَّهُ لَكُمْ لَمَنْ سَعَتِهِ یعنی اگر نروج اور نروج جدا ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ہر ایک کو تباہ
 وسعت سے بے پروا کر دے گا اسی طرح اور ظاہر ہے کہ یہاں تفرق سے مراد ابدانی تفرق نہیں بلکہ
 تفرق طوقی ہے جو بالاقوال ہوتا ہے اور دوسری نظیر آیت کی یہ ہے وَمَا تَفَرَّقْنَا فِي الدِّينِ أَوْ تَوَلَّوْنَا
 الْآلَمِينَ بَعْدَ مَا جَاءَنَا اللَّهُمَّ الْكَتِبَةُ یعنی یہی تفرق ہو سے وہ لوگ جو کتاب دیے گئے تھیں
 مگر بعد اسکے کلامی اور لفظی اس حجت واضح آتی ہے اسی طرح یہاں بھی تفرق بالاقوال مراد ہے جس
 تفسیر میں جابجائے واسطہ فرمایا ہے چونکہ بعضوں نے تفرق بالاقوال کا انکار کیا تھا کہ محاورہ عرب
 میں نہیں آتا اس لیے ہم نے قرآن شریف سے کہ ایضاً الکلام ہی و نظیر میں بیان کر دینا پس اسوجہ
 کہ تفرق میں کئی معنوں کا احتمال تھا ہر فرقے نے حسب سبب و قیاس نظر شرعی ایک معنی دیا ہے
 اختیار کیے ہیں یہی جہ اختلاف کی واقعہ مولیٰ پس امام صاحب و امام مالک اور نویری اور نخعی اور ربیعہ
 اور اہل کوفہ اور ایک جماعت اہل مدینے کی اور امام احمد ایک دست میں اس طرف گئے کہ حدیث
 میں تفرق سے مراد تفرق بالاقوال ہے امام محمد و طائیفہ میں اسی حدیث کے بعد کہتے ہیں و لہذا
 نَأْخُذُ وَتَفْسِيرُهُ عِنْدَنَا عَلَى مَا بَلَّغْنَا عَنْ ابْنِ أَبِي هَاشِمٍ وَالتَّحْقِيقُ أَنَّهُ قَالَ لِلْمُبَاحِثِينَ
 بِالْحَيَاةِ مَا تَفَرَّقُوا عَنْ مَنَاطِقِ الدَّبْعِ إِذَا قَالَ الْبَاحِثُ قَدْ بَعَثْتُ فَلَا أَنْ يَرْجِعَ
 مَا لَمْ يَقُلْ الْآخَرُ قَدْ اشْتَرَيْتُ فَإِذَا قَالَ الْمُشْتَرِي قَدْ اشْتَرَيْتُ بِكُنْ أَوْ كُنْ
 فَلَا أَنْ يَرْجِعَ مَا لَمْ يَقُلْ الْبَاحِثُ قَدْ بَعَثْتُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَعَامَّةٍ مِنْ
 قَوْمِهِ وَأَمَّا لَيْعْنُ فَإِسْمٌ مِنْ حَدِيثِ كَاهِلٍ عَدَّتْ كَرْتِمْ هُنَّ تَفْسِيرُ اسْمِي نَزْدِيكَ هَارِسٌ هَسَاكُ
 يُونُجَا هُكُوَا بَرَاهِمٌ خُمِي سِي هِي كَمَا أَوْضَحُونَ فِي سَبْعِ كُرُوهٍ أَوْ كُنُوا اخْتِيَارُ هِي مَبْنِي كُ دُونِ هُنْكَ
 سَبْعٌ مِنْ عِلْمِيخٍ مَوْجَانِمْ جَبَكُ بَابُ كَيْفِي لَمِنْ فِي هِي اسْمُ اخْتِيَارٍ هِي جَبَكُ كُ دُونِ
 يُونُ نَهْ كَرْمٌ كَسْمٌ مَوْجَانِمْ سَنَ اَوْ جَبَكُ خَرِيدٌ يُولَا كَرْمٌ كَسْمٌ مَوْجَانِمْ سَنَ اَوْ جَبَكُ
 جَبَكُ اسْمُ اخْتِيَارٍ اسْمُ قَوْلٍ مِنْ بَعْضِ عَرَبٍ كَرْمٌ كَسْمٌ كَمَا كَرْمٌ جَبَانِمْ سَنَ

تفرق بالاقوال
 عربی محاورہ

اور یہی قول ابو حنیفہ اور عام فقہاء ہمارے کا ہے اتنے اور تفرق بالابدان جو بعد ايجاب قبل قبول ہو
 اوس میں بھی اختیار سا تھا جو جائز اور اس مسئلے کا ماخذ سوا اس حدیث کے اور کوئی حدیث نہیں
 چنانچہ عیسیٰ بن ابان نے کتاب الحجۃ میں اس حدیث کے یہی معنی لکھے ہیں اور امام ابو یوسف
 سے بھی یہی معنی مروی ہیں الفَرْقَةُ الَّتِي تَقْطَعُ اَخْيَارَ الْمَذْكُورِ فِي هَذِهِ اَلَا تَارِ هِيَ
 الْفَرْقَةُ بِالْاَبْدَانِ وَذَلِكَ اَنَّ الرَّجُلَ اِذَا قَالَ لِلرَّجُلِ قَدْ بَعَثْتَ عَبْدِي
 هَذَا اِلَيْكَ فَلْيَخُاطِبْ بِذَلِكَ الْقَوْلِ اَنْ يَقْبَلَ مَا كَوْنُ بَعَاثَ صَاحِبَهُ
 اِذَا اَفْتَرَا قَالُمْ يَكُنْ لَهُ بَعْدَ ذَلِكَ اَنْ يَقْبَلَ وَهَذَا اَوَّلُ مَا حُجِّلَ عَلَيْهِ هَذَا
 الْحَدِيثُ يَمْنَى وَهُوَ مَوْجِبٌ سَاطِعٌ كَرْتِي هُوَ اَوْ اس اختيار کو جو احادیث میں نہ کو رہی نہ وقت بالابدان
 ہو اور یہ اسطر ہو کہ ایک شخص نے ایک شخص سے کہا میں اپنے اس غلام کو جو بعض اکہزار درسم کے
 فروخت کیا پس اس قول کے مخاطب کو اختیار ہی قبول کر لے گا جب تک کہ اپنے ساتھی
 سے جدا نہیں ہو پس جب دونوں جدا ہو جائیں گے تو پھر اسکو قبول کرنا نہیں ہو سکتا اور یہ
 معنی اولیٰ میں اور ہمنون سے خبر یہ حدیث حمل کی جاوے اتنے غرض کہ خفیہ کے نزدیک تفرق
 بالابدان اور تفرق بالاقوال دونوں میں پس حدیث کے مخالف نہوا بلکہ موافق ہو گیا ہے
 و عواجا کے تھما وہ بالعکس ہو گیا اب پھر نہ اس طرح سے کوئی بات کیجیے **قَالَ** مسئلہ
 و نجم ہدایہ وغیرہ فقہاء کتابوں میں لکھا ہو کہ اگر کوئی شخص اونٹنی یا گائے کو ذبح کرے اور اس نے بیٹ
 میں سے مراجعہ کیجے تو نہ کھائے خواہ اس کے بال ہوں یا نہ ہوں **اَقُولُ** معنی
 شرح ہدایہ میں ہر جواب عن هَذَا الْحَدِيثِ اَنْ لَا يَجْعَلَ اِلْمُسْتَدْلَالَ بِهِ
 قَائِلُهُ مَرُومِي ذَكَرَهُ اُمِّيَةً بِالنَّصْبِ الرَّفْعِ اِنْ كَانَ مَنْصُوبًا فَلَا شَكْلَ اَنْ
 لِلتَّشْبِيهِ اِنْ كَانَ مَرْفُوعًا فَكُلُّ ذَلِكَ لَانَّهُ اَقْوَمُ مِنَ التَّشْبِيهِ مَرَاوِل
 عُرِفَتْ ذَلِكَ فِي عَلِيٍّ الْبَيَانِ يَمْنَى اور جواب اس حدیث کا یہ ہے کہ اس حدیث سے استدلال
 کرنا درست نہیں کہ چونکہ حدیث کی لفظ ذکات میں مذکور اور پیش دونوں روایت کیے گئے ہیں پس اگر

۴
 تفرق بالابدان
 تفرق بالاقوال

۴
 تفرق بالابدان
 تفرق بالاقوال

منسوب لیا جاوے تو کوئی اشکال وارد نہیں ہونا کیونکہ یہ واسطے تشبیہ کے ہو اور اگر مرفوع ہو تو
 بھی کچھ اشکال نہیں کیونکہ یہ تشبیہ پہلی تشبیہ سے بھی زیادہ قوی ہو اسکا ذکر علم بیان میں کیا گیا ہے
 اتنے ہیں اس تقریر سے معنی حدیث کے یہ ہوے کہ ذبح کرنا جنین کا مثل ان کے ذبح کرنے کے ہو
 اور نصب کی روایت ان معنوں کے موافق ہو کیونکہ اوہیں تشبیہ کے کوئی دوسری صورت
 متصور نہیں اور رفع کی حالت میں بھی تشبیہ بہت کثرت سے آئی ہے چنانچہ قرآن شریف میں
وَجَنَّتْ عَنْهُمْ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ یعنی اور جنت کہ دوست او سکی مثل جنت
 آسمانوں اور زمین کے ہوا تھے اور عرب سر اید کی لکھا کہتے ہیں یعنی زیادہ باندھنے کے ہو اور
 کسی شاعر کا قول ہے **وَعَيْنَاكَ عَلَيْهِمْ كَأَوْجِدُ لَكَ جِدُّهَا وَلَكِنْ عَظُمَ**
السَّاقُ مِنْكَ کہ قبیح یعنی اور انھیں تیری امی مسشوقہ ہرنی کی سی انھیں ہیں اور گردن
 تیری مثل گردن ہرنی کے ہے لیکن ہر سی ساق کی تیری ہر سی سے باریک ہے انتہی اور اگر
 رفع کی صورت میں تشبیہ ملی جائے گی تو بھر معنی درست نہوں گے کیوں کہ اوسوقت معنی یہ
 ہوں گے کہ ذبح کرنا جنین کا اوسکی ان کا ذبح کرنا یعنی جنین کی نکات کفایت کرتی ہو ان کے
 ذبح کرنے کی کچھ حاجت نہیں اس لیے کہ **كَذَکَا فَالْجَنَائِنِ** مبتدایہ اور **كَذَکَا** ایہ اوسکی خبر
 ہو جیسے کہ کہا جاتا ہو **كَلَامُ تَرْيِدٍ كَلَامُ الْقَوَامِ** یعنی کلام نید کا کلام قوم کا ہو معنی اس کے
 کہ کلام نید کا کافی ہو کلام قوم کی کچھ احتیاج نہیں اور وجہ اسکی یہ ہے کہ جب مبتدایہ اور خبر دونوں حرفہ
 ہوتے ہیں تو مبتدایہ کا مقدم ہونا واجب ہوتا ہے یعنی پہلا لفظ مبتدایہ ہوا کرتا ہو اور دوسرا خبر پہلے قیام
 عرب کے رو سے حدیث کے یہ معنی ہوے کہ بچے کا ذبح کرنا کافی ہو ان کے ذبح کرنے کی کچھ حاجت
 نہیں حالانکہ اسکا کوئی بھی قائل نہیں کہ فقط بچے کو ذبح کرنا کافی ہو اور ان معنوں میں جو امام
 لیتے ہیں کہ جنین کا ذبح کرنا مثل ان کے ہو یعنی جیسے ان ذبح کی جاتی ہے ویسی جنین کو بھی ذبح کرنا
 چاہیے اسکے ذبح کا کوئی اور طریق نہیں ہے دونوں کا ذبح کرنا برابر ہو کوئی قیاحت نہیں لازم آتی
 بلکہ قرآن شریف کے مطابق ہے کیونکہ کلام مجید میں **مِنْهُ** کا کلام نید لیا اور **مِنْهُ** اس جانور کو

بہارِ شریعت
جلد اول
صفحہ ۱۷۲

کہتے ہیں جو بغیر ذبح کے مر جائے اور پھر ذبح کرنا خدا سے تعالیٰ نے شرط بھی کر دیا ہے چنانچہ اگر کسی
مذکب کو گھٹو سے معلوم ہوتا ہے کہ غلط ذبح کی ہوئی تو کھالی درست ہو ورنہ حرام ہے یہ خلاصہ تقریر علیہ السلام
رے کا ہے اور موطا امام محمد میں ہے عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَا تَكُونُوا ذُكَاةَ نَفْسَيْكُمْ كَمَا
نَفْسَيْنِ یعنی امام صاحب نے ابراہیم نخعی سے روایت کی ہے کہ فرمایا اونھوں نے ایک جان کا دو
کروا دو جانوں کے قائم مقام نہیں ہوتا اتنے پس یہاں موافق مذہب امام صاحب کے ایک نازک
بات جو کمال احتیاط پر دلالت کرتی ہے نکلتی ہے وہ یہ ہے کہ بغیر ذبح کرنے کسی جانور کے اسپین سے مراد ہوا
بچہ نکلے تو احتمال ہے کہ یہ بچہ قبل ذکاۃ ام کے پیٹ کے اندر مر گیا ہو یا بعد ذکاۃ کے سمورت نانی میں
موافق مدعا آب کے معنی حدیث کے یہ ہو سکتے ہیں کہ ذکاۃ ام کی کافی عذر ذکاۃ جنین کو لیکن صورت
اول میں یہ معنی ہرگز نہ صحیح ہوں گے اس واسطے کہ اول تو وقت ذکاۃ ام کے وہ جنین نہیں ہو سکتا کہ
جنین کہتے ہیں زندہ بچے کو جو ان کے پیٹ میں ہو حالانکہ وہ یہاں مردہ تھا پس ذکاۃ ام کی بچہ
مردہ کو نہ ہو کہ کافی ہوگی وہ بچہ جیسا مان کے پیٹ میں قبل ذبح کے مزار تھا اب بھی بعد پیدا ہونے
کے ویسا ہی مردار رہا پس امام صاحب کے یہاں واسطے پہنچنے اس شبہہ صورت کے معنی
حدیث کے ایسے لیے گئے کہ موافق مجاورہ عرب کے بھی رہے اور احتمال مذکور سے احتیاط
بھی کی گئی پس یہاں نظر اللغات سے دیکھنا چاہیے کہ مصداق ان دونوں حدیثوں کے
کس کا مذہب ہو مِّنَ النَّفْسِ الْبَاطِنَةِ فَقَدْ اسْتَبْرَأَ لِدَيْنِهِ یعنی شخص شبہہ کی باتوں کے
بچا سو بیشک اس نے اپنے دین کو پاک و صاف کیا دَعَا بِكَ إِلَيْنَا کَا بَرِئْنَاكَ یعنی
جس چیز میں شک ہو اسکو چھوڑ دے غرض ایسے دقائق حدیث کے سمجھنے کو عقل صحیح و قوت
سلیم چاہیے ایسی باتیں فرقہ فاضلہ ہر کی کب سمجھ میں آتی ہیں ہزاروں نکتے یہاں
بال کے بھی ہیں باریک و کج جسکی عقل ہو موٹی وہ اسکو کیا جانے **قال** مسئلہ چہل و ششم
ہذا یہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص نکاح کرے کسی عورت کو اور مہر مقرر کرے
اسکی ہر سُن کی خدمت کرنی یا پڑھنا قرآن کا تو یہ مہر باندھنا اسکو کافی نہ ہو گا اور مہر

تطبیق ہو جاوے اور اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لوہے کی انگوٹھی کے واسطے فرمانا
 اس پر معمول ہے کہ کوئی شہو واسطے تالیف قلب کے پہلے دینی چاہیے اور جبکہ وہ شخص کچھ بھی نہ لایا
 تو فرمایا اپنے اوٹھ اور اس عورت کو بے آئین تعلیم کر دے یہ تیری زوجہ ہو گئی روایت کیا اسکو
 ابو داؤد نے اور بھی تھل روایت صحیح کا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تیرا نکاح قرآن شریف کی وجہ سے
 کر دیا گیا کیونکہ یہ او سکی سنائی نہیں اور اس گفتگو سے سب ایسے متفق ہو جائیں گی انتہی لفظ
 اور میں احناف میں ہو انا قولہ علیہ السلام ملکتمہا بما معک من القرآن
 فمما فیہ حکم لہ علی ان القرآن جعلہ مہراً ولہذا لولہ لیشترط ان یعلمہا
 اول ما قال بما معک من القرآن ائی یسبب ما معک من القرآن ان حدیث
 ام سلمہ و فیہ فکان صدقات ما بینہما الاسلام و هو لا یصح صدقاً بل لا یجوز
 یعنی لیکن ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مالک کر دیا جسے نکاح اس کا سبب سکے جو تیرے
 پاس قرآن میں نہیں دلالت اس قول میں قرآن کو مہر کیا ہے اور اس وجہ سے یہ شرط نکاح کی کہ اسکو
 تعلیم کر دے بلکہ بما معک من القرآن فرمایا یعنی سبب اس کے جو نکاح قرآن آتا ہے کیونکہ
 حدیث ام سلمہ میں آیا ہے کہ مہر دو زبان دونوں کے اسلام تھا حال آنکہ اسلام بالاتفاق مہرین
 ہو سکتا اثنی خلائد تقرر دونوں محققوں کا یہ ہے کہ قرآن شریف کو حسب تنویر مہر محل سمجھا جا
 چنانچہ ابو داؤد کی روایت میں ارشاد تعلیم ہے تو کچھ مہر پہلے حق تعلیم میں ادا ہو جاوے گا چنانچہ
 علی رضی اللہ عنہ سے آپ نے پہلے کچھ مہر دلوادیا تھا حال آنکہ مہر اؤ کا چار سو درہم بندھا تھا اس طرح
 یہ مان بھی آپ نے جب اور کچھ ملا تو قرآن شریف ہی کی تعلیم کو فرمایا اور یہی نہیں کہ اب مہر اور
 دینا نہیں آتا اس بقدر کافی ہے اس پر کوئی لفظ حدیث کا نہیں لالت کرتا ابو داؤد کی روایت سے قطع نظر
 کیجئے صحیحین کی روایت میں تو یہ لفظ نہیں پس معنی یہ ہوے کہ قرآن شریف کی وجہ سے
 کلام مجید کی برکت سے تمہارا نکاح کر دیا جسے ابو طلحہ کا نکاح بوجہ اسلام کے کر دیا تھا پس مہر کوئی مہر
 ساقط ہو سکتا ہے ان اوس عورت نے جس کا کہ بعضوں نے کہا یہ مہر کر دیا ہو تو بیشک ساقط

صحیح
 بخاری

شرح منہج

ہو جاوے گا ورنہ حدیث سے کہیں مستنبط نہیں ہوتا کہ مہر اور سپہنہن رہا اور ہماری روایتیں
بہسبب کثرت طرق کے مرتبہ احتجاج اور استناد کثرت ہونے لگی ہیں اور امام نووی نے شرح
مہذب میں کہا ہے کہ بوجہ کثرت طرق کے حدیث قابل احتجاج ہو جاتی ہے یہ ذکر کیا اسکو علامہ نعیمی
نے شرح کنز میں اور احادیث میں تطبیق عمدہ ہے یا ترک ہاں اگر تطبیق نہ ہو سکے اسوقت مجبوری
ہی علاوہ اسکے قرآن شریف میں بھی ایسی کمی تائید موجود ہے و اٰھل الکفر و الشک و السوء و السوء و السوء
اَنْ تَلْبَثُوْا بِاَمْوَالِكُمْ فِیْ حِلَالٍ کٰی لَکُمْ فِیْہِمْ حَوٰرِیْنِ مٰسُوۡا اَنْ حَوٰرِیْنِ کَیْ بَیْطُوۡا رُکَّہ
طلب کرو تم بدلے مالوں اپنے کے اتنے پس مقید کیا حالت کو طلب مال سے تو معلوم ہو کہ بغیر مال
کے حلال نہیں اور بعض ظاہر یہ کہ نزدیک تو ایک جو بھی اگر مہر و مت بھی نکاح درست ہو اور
وہ عورت حلال ہو جاتی ہے حالانکہ ایک جو مال نہیں ہے چنانچہ ہمیں احتجاج میں لکھا ہے کہ گناہ
بعض ظاہر یہ ہے جس شریک یا میراث سے مالک ہو جائے وہ کسی مرد سے ہو سکتی ہے اگرچہ بیچ
میں نمونہ ہونے کی صلاحیت نہ رکھتی ہو جیسے گیون کا دانہ یا جو کا اور قول ظاہر یہ کہ مہر کے بارے
میں زیادہ فاسد ہے اس لیے کہ ایک دانہ گیون کا یا جو کا اسکو کوئی مال شمار نہیں کرتا اسوجہ
سے اگر گرجا جائے تو اسکو اچھا ہے نہیں اور اسد تعالیٰ نے نکاح بعض مال کے مشروع کیا ہے
اس قول سے کہ فرمایا حلال کی گئیں تمہیں ماسوا اسلکے بائین طور کہ طلب کرو بدلے مال کے اور زمین
مشروع کیا بدون مال کے انتہی **قال** مسئلہ پہل و ہفتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے
کہ جو شخص اپنے غلام کو قتل کر ڈالے اسکو نہ قتل کرنا چاہیے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام
اعظم نے اس مسئلے میں خلاف کہا ہے اس حدیث کا جو کہ مسند امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی
اور نسائی اور ابن ماجہ میں روایت ہے مرفوعہ سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو شخص کو قتل کرے گا اپنے غلام کو قتل کرے گا ہم اسکو اور جو شخص کو قتل کرے گا اعضاء اپنے غلام
کے کاٹیں گے ہم اعضاء اس کے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن و غریب ہے اور وہ روایت
سے حسن و بصری کی ہے مرفوعہ سے اور اختلاف کہا گیا ہے میں نے اس کے اس سے ابو داؤد

بیچ منہج

اور نسائی کی روایت میں ہے کہ جو خوجہ کو گناہ اپنے غلام کو خوجہ کوڑا بین گے ہم اوسکو اور صحیح کہا حکم
 نے اس زیادتی کو **اقول** یہ حدیث جمہور کے نزدیک الامام شافعی اور متروک النظام میں
 مرقات شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ خطابی نے یہ حدیث بطور زجر کے وارد ہوئی ہے تاکہ لوگ قتل
 غلام سے بچیں پس قتل پر اقدام کرین جیسا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب
 پینے والے کے حق میں جسوقت شراب پیے درے لگاؤ پھر اگر پیے پھر لگاؤ پھر فرمایا جو تمہی یا
 یا بنوین مرتبہ میں اگر پھر پیے پس قتل کرو پھر جب ایسا شخص جسے جو تمہی یا یا بنوین مرتبہ شراب پیے
 اپنی خدمت میں لایا گیا اوسکو قتل نہ کیا اور بعضوں نے اس حدیث کو محمول کیا ہی اوس صورت
 پر کہ بیٹے غلام جو پھر اوسکی ملک سے خارج ہو گیا ہو تو وہ حریت میں اوسکے برابر ہی اور بعضے نے
 کہنے کہ یہ حدیث منسوخ ہو قول اللہ تعالیٰ سے **الْحُرُّ بِأَحْرَ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ** یعنی حر بدلے
 حر کے اور غلام بدلے غلام کے انتہی کلام خطابی اور حنفیہ اسطرح کہنے کہ حر دوسرے شخص کے غلام
 کے قصاص میں قتل کیا جائے اپنے غلام کے بدلے قتل نہ کیا جائے اور امام شافعی اور امام مالک
 کہتے ہیں کہ آزاد غلام کے قصاص میں قتل نہ کیا جائے اگرچہ غیر کا ہی غلام ہو انتہی اور امام احمد
 بن حنبل کا بھی یہی مذہب ہے کہ غلام کا قصاص مولیٰ سے نہ لیا جاوے گا چنانچہ ترمذی شریف
 میں ہے **لَيْسَ بَيْنَ الْحُرِّ وَالْعَبْدِ قِصَاصٌ فِي النَّفْسِ وَكَفِيمَا دُونَ النَّفْسِ وَكُلُّهُ**
قَوْلُ أَجْدَدَ وَلَا يَخَافُ یعنی درمیان غلام اور مولیٰ کے قصاص نہیں قتل کرنے میں اور نہ
 ماسوائے قتل میں انتہی آن عبارتوں سے معلوم ہوا کہ چاروں اماموں کے نزدیک مولیٰ
 اور غلام میں قصاص جاری نہیں ہوتا اور حدیث یا تو منسوخ ہے یا زجر اور تنبیہ کے طور پر ارشاد
 ہوئی ہے جیسا کہ شارح مخیرین زجر ائمہ فرمایا ہے **قال** مسئلہ چہل و ہشتیم ہایہ وغیرہ فقہ
 کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیٹی یا اپنی بہن کا نکاح اس شرط پر کسی سے کر دے
 کہ وہ اپنی بیٹی یا اپنی بہن اوسکو نکاح میں دیوے اور مرد کہہ نہ باندھیں تو اس صورت میں نکاح
 دونوں کا صحیح ہے لیکن دونوں کو مرد مثل دینا آوے **اقول** حدیث میں غفلت

یہ حدیث صحیح ہے
 نہ کہ زجر یا تنبیہ کے
 طور پر

نیز غرض ہے

یہ حدیث صحیح ہے

مخالفت ہی اسکا حقیقہ انکار نہیں کرتے بیشک شغار کی جو حقیقت اور ماہیت ہو وہ جائز نہیں شغار
 میں تو یہ شرط ہے کہ بالکل ہر نو جیسے اہل جاہلیت کی عادت تھی کہ وہ مطلق مومنین دیتے تھے فقط
 بدلائح کالج کا بیچ سے ہو جانا تھا یہ صورت ہمارے نزدیک نہیں جائز ہے اور اگر کسی نے ایسا کیا تو ہر
 مثل واجب ہو گا اگر فقہ میں یہ صورت بیان ہوئی کہ ہر مثل بھی دینا نہ آئے گا تو بیشک مخالف
 حدیث ہو جاتا اگر کہیں حدیث یا لغت میں شغار کی تریف یہ آئی ہو جس میں ہر بھی کسی صورت سے
 داخل ہو تو مخالفت ہوگی یا شغار کی تریف میں حدیث اور لغت سے ہر کا نہونا ثابت ہو جب
 بھی مخالفت ہو جائے گی اس میں کوئی عاقل کیا بلکہ البتہ بھی فرق کر سکتا ہے کہ ایک صورت میں ہر
 ہی اور دوسری میں ہر کی نفی ہو دونوں میں فرق بین ہی ایسی برہمی فرق کہ ایک سمجھنا اور مخالفت
 کا الزام دینا کمال سفاہت ہے اب تک نہ ہوئے منہ سخن سے آگاہ و ملاحول و لا قوۃ الا بالہر
 یان اس نکاح کی کراہیت میں ہر کو بھی کلام نہیں مگر اس کے فساد پر بھی کوئی دلیل نہیں اور
 فتح القدیر میں ہر ان متعلق النہی عن التعمی الشغار و ما نفعہ فی مطلقہ و ما
 خلقہ عن الصدق و کون البصیر صدقاً و سخن قائلین انہی ہذا کمال
 و ما یصدق علیہا کثیر عاقلان ثبت النکاح کذلک بل بطلانہ یعنی متعلق منہی اور نفی
 کا مصداق شغار ہی اور شغار کے مفہوم میں ہر سے خالی ہونا اور بضع کا ہر ہونا یا یا جاتا ہی اور ہر نو
 قائل ہیں اس ماہیت کی نفی کے اور جو ہی اس پر صادق آوے پس نہیں جائز رکھتے ہم ایسے نکاح
 کو بلکہ ہم اسکو باطل جانتے ہیں انتہی **قال** مسلک جہل و نہم ہر و غیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے
 کہ اگر کوئی شخص کوئی چیز بڑی ہوئی پاوے (وہ اگر قیمت میں کم دس درہم سے ہو تو مشہور کرے
 لوگوں میں چند روز اور اگر قیمت میں دس درہم یا دس درہم سے زیادہ ہو تو مشہور کرے لوگوں میں
 برس ان تک اور بصنوں نے کہا کہ بیچ ہی کہ ان مقداروں میں سے لازم ایک بھی نہیں اہم
اقول گری ہوئی شی جو شخص اوٹھاوے اس کے مشہور کرنے میں احادیث مختلف ہیں
 کسی حدیث میں دو برس تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشہور کرنا حکم دیا ہے خیانتی بکار

و ما یصدق علیہا کثیر عاقلان ثبت النکاح کذلک بل بطلانہ یعنی متعلق منہی اور نفی

و ما یصدق علیہا کثیر عاقلان ثبت النکاح کذلک بل بطلانہ یعنی متعلق منہی اور نفی

کی روایت میں ہو قال سوید بن غفلہ یقیناً ابی ابن کعب فقال احدثت من ثمرتها وانه دینا
 قال قلت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال عثر فها حق لا فعر فها حق لا فستلح
 آجدا من لعر فها حق آتیتک فقال عثر فها حق لا فعر فها فلو آجدا یعنی
 سوید بن غفلہ نے کہا کہ ملاقات کی میں نے ابی بن کعب سے پس کہا اوںھوں نے پائی
 میں نے ایک تحلیل حسین سویدنا رتھے تیس آیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت میں
 پس فرمایا اپنے ایک سال تک اسکو مشہور کر سو مشہور کیا میں نے پس نہ پایا میں نے اس
 شخص کو جو اسکو بچانے بچا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا پس فرمایا
 ایک سال اور مشہور کر سو شہرت دی میں نے پس نہ پایا میں نے انتہی اور رسول اور بخاری
 اور ابو داؤد کی روایت میں تیسری مرتبہ بھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سال
 بھر اور شہرت دو انتہی اور بعضی روایتوں میں اسی حدیث اے بن کعب میں ایک
 سال ہی فقط آیا بعضی حدیث میں مطلق تعریف آئی ہو کوئی مدت معین نہیں بعضی
 میں تعریف بھی نہیں چنانچہ ابو داؤد میں ہو عن جابر بن عبد اللہ قال کخص لک رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم فی العصا و النحل و السوط و اشباہہ یتلطفہ اللہ جل و ذی کرم
 یہ یعنی چار بیہ تم سے روایت ہو کہ کہا اوںھوں نے رخصت دی مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے لکڑی اور رسی اور کوڑی اور اس کے مثل کی کہ کوئی شخص اسکو اوٹھلے اور
 اس کے اندفع ہو انتہی اور بخاری میں ہو عن انس قال قال عمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 یتمرد فی الطریق فقال لو لا انی اخاف ان تکون من الصدقات
 لا کلتھا یعنی انس تم سے روایت ہو کہ کہا اوںھوں نے گزرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم ایک کھجور پر راستے میں پس فرمایا اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ صدقہ ہو گا تو میں اسکو کھا لیتا
 انتہی خیر ان چیزوں میں بوجہ کم قیمت ہونے کے تعریف کی چنداں ضرورت نہیں اور
 ایک حدیث میں تو ایک دینار کو اسطے بھی تعریف مذکور نہیں بلکہ صدقہ ان حدیث سے

بخاری

بخاری

بخاری

بخاری

بخاری

بخاری

ابو داؤد حلیہ
صحیح مسلم

معلوم ہوتا ہے کہ اوسین مطلق تعریف نہیں کی گئی اور ایک سال کا تو احتمال بھی نہیں ہوتا
چنانچہ ابو داؤد میں بھی کہ علی بن ابی طالب نے آئے اور وہ نو صاحبزادے حضرت جبریل و جبرائیل
رضی اللہ عنہما اور سب سے بڑے فرمایا کیوں روستہ تین حضرت فاطمہ نے کہا کہ بھوک سے روستہ ہیں
پس حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو ایک دینار بازار میں پڑا پایا گھر آئے اور فاطمہ کو
خبر دی اوتھوں نے کہا کہ فلاں یہودی کے پاس جاؤ اسکا اٹا اوس سے لیاؤ پس حضرت
علی کرم اللہ وجہہ اوس یہودی کے پاس آئے اور اوس دینار کا اتنا خرید یہودی نے کہا
تم لوگے داد ہو جو اپنے تین اسد کا رسول بتلائے ہیں فرمایا ہاں کہا اوس نے کو اپنا دینا
اور اٹا لیا اوس حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اوس آئے تو مکان میں لے آئے اور حضرت
فاطمہ سے اس امر کی اطلاع کی اوتھوں نے کہا تم فلاں نے قصاب کے پاس جا کے ایک ہم
کا گوشت لیاؤ آپ تشریف لے گئے اور اوس دینار کو ایک دہم کے گوشت کی عوض میں گرو
کر دیا اور گوشت لے آئے پس حضرت فاطمہ نے اٹا کو نڈھا اور ہانڈی چڑھائی اور روٹی پکائی
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کئی شخص کو بھیجا آپیل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لائے تو فاطمہ نے عرض کیا کہ میں آپ سے اس کھانے کی کیفیت بیان کرتی ہوں پس اگر آپ
اسکو حلال سمجھیں تو مجھے بھی کھائیں اور آپ بھی ہمارے ساتھ کھائے یہ کھانا ایسا اور ایسا ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھاؤ بسم اللہ پس کھایا اوتھوں نے پس وہ ہنوز اپنی جگہ پر
بیٹھے تھے کہ کیا ایک لڑکا خدا کا اور اسلام کا واسطہ دیتا ہوا دینار طلب کرتا نکلا پس آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے حکم دیا وہ بلایا گیا اوس سے دریافت کیا تو اس نے کہا بازار میں مجھے گر پڑا تھا فرمایا آپ
اسی علی تم قصاب کے پاس جاؤ اور ہمارا نام لو کہ وہ دینار مجھ کو اور درہم تمہارا ہمارے دے دے اور
قصاب سے وہ دینار مجھ کو یا آپیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس لڑکے کو دیدیا انتہی قلیل
حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تعریف نہیں کی اور کی بھی تو شاید گھڑی دو گھڑی مگر سال بھر
کسی صورت سے ثابت نہیں ہو سکتا اسی وجہ سے صاحب ہدایہ نے کہا ہر کہ صحیح ہے کہ

کوئی مقدار تعین لازم نہیں جیسے شی ہو او سکواوسی طور سے مشہور کرنا چاہیے اگر کم قیمت ہو
 کہ ان اور اگر زیادہ قیمت کی ہو تو زیادہ دن یہ حدیث سے ثابت نہیں ہوتا کہ ہر شے کی واسطے ایک
 ہی سال تین ہی بلکہ مختلف روایتیں وارد ہوئی ہیں اور سب صحیح حدیثوں کی ہیں بلکہ تعین
 کر لینا خلاف حدیث ہے **قال** مسئلہ خاتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ بکری او
 گائے اور اونٹ کے بوسے کا پکڑنا مستحب ہے **الحق** **اقول** تبیین احتیاق میں لکھا ہے
 وَمَا سَرَّاهَا كَانَتْ فِي دِيَارِهِمْ اِذَا كَانَ لَا يَخَافُ عَلَيْهَا مِنْ شَيْءٍ وَتَحْتَ قَوْلِهِ
 فِي مِثْلِهِ يَنْزُكُهَا وَالَّذِي يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ مَا سَرَّاهَا عَنْ عُثْمَانَ اَهْلًا بِمَعْرِفَتِهَا
 ثُمَّ تَمْلِكُ وَاِذَا جَاءَ صَاحِبُهَا اَعْطَى ثَمَنَهَا یعنی وہ جو روایت ہے کہ اونٹ گرم شدہ کو نہ پکڑو
 یہ او کی ملک میں اس وقت تھا جبکہ او نے کسی قسم کا خوف نہ تھا اور ہم بھی کہتے ہیں کہ ایسے
 وقت میں چھوڑ دے لگو اور اس پر دلالت کرتی ہے روایت عثمان رضی اللہ عنہ کی کہ حکم دیا کہ اول او کی
 شہرت کیجاوے پھر فروخت کیے جائیں پس جس وقت مالک اونکا آوے قیمت او کی دیجائے
 انتہی اور امام نووی اس حدیث مسلم میں اَوْى ضَالَّةً فَهُوَ ضَالٌّ مَا لَكَ يُعْرِضُهَا
 کی شرح میں لکھتے ہیں وَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ بِالضَالَّةِ هَذَا ضَالَّةً الْأَبْلِ
 وَتَحْوِيلُهَا لَمْ يَجُوزُ التَّقَاطُفُ لِتَمْلُكِ بَلْ لَمْ يَكُنْ لَيْتَ قَطُّ لِلْحِفْظِ عَلَى صَاحِبِهَا
 یعنی اور جائز ہے کہ مراد یہاں ضالہ سے ضالہ ابل وغیرہ ہو اور اس چیز سے جسکا لینا واسطے
 مالک ہونے کے جائز نہیں بلکہ پکڑ لینا اسکا واسطے حفاظت کے مالک کے لیے جائز ہے
 انتہی اور ابوطاہن ہے کہ یہ امر اس وقت تھا جبکہ صاحبین اور امانت داروں کا غلبہ تھا
 کہ کسی خان کا اس پر قابو نہیں ہوتا تھا جب اسکو چھوڑ دیا جاتا تو مل جاتا تھا لیکن
 ہمارے زمانے میں خان کے دست اندازی کا خوف ہے پس اس کے پکڑ لینے میں تردد
 اسکی اور حفاظت ہی انتہی اور فتح القدیر میں ہے کہ یہ بات حق معلوم ہوتی ہے کیونکہ یہ امر قطعی
 ہے کہ شارع کا مقصد اس کے مالک تک پہنچ جانا ہی اور شارع نے اسکا ملنے سے

بکری اور اونٹ کے بوسے کا پکڑنا مستحب ہے
 تبیین احتیاق میں لکھا ہے
 وَمَا سَرَّاهَا كَانَتْ فِي دِيَارِهِمْ اِذَا كَانَ لَا يَخَافُ عَلَيْهَا مِنْ شَيْءٍ وَتَحْتَ قَوْلِهِ
 فِي مِثْلِهِ يَنْزُكُهَا وَالَّذِي يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ مَا سَرَّاهَا عَنْ عُثْمَانَ اَهْلًا بِمَعْرِفَتِهَا
 ثُمَّ تَمْلِكُ وَاِذَا جَاءَ صَاحِبُهَا اَعْطَى ثَمَنَهَا
 یعنی وہ جو روایت ہے کہ اونٹ گرم شدہ کو نہ پکڑو
 یہ او کی ملک میں اس وقت تھا جبکہ او نے کسی قسم کا خوف نہ تھا اور ہم بھی کہتے ہیں کہ ایسے
 وقت میں چھوڑ دے لگو اور اس پر دلالت کرتی ہے روایت عثمان رضی اللہ عنہ کی کہ حکم دیا کہ اول او کی
 شہرت کیجاوے پھر فروخت کیے جائیں پس جس وقت مالک اونکا آوے قیمت او کی دیجائے
 انتہی اور امام نووی اس حدیث مسلم میں اَوْى ضَالَّةً فَهُوَ ضَالٌّ مَا لَكَ يُعْرِضُهَا
 کی شرح میں لکھتے ہیں وَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ بِالضَالَّةِ هَذَا ضَالَّةً الْأَبْلِ
 وَتَحْوِيلُهَا لَمْ يَجُوزُ التَّقَاطُفُ لِتَمْلُكِ بَلْ لَمْ يَكُنْ لَيْتَ قَطُّ لِلْحِفْظِ عَلَى صَاحِبِهَا
 یعنی اور جائز ہے کہ مراد یہاں ضالہ سے ضالہ ابل وغیرہ ہو اور اس چیز سے جسکا لینا واسطے
 مالک ہونے کے جائز نہیں بلکہ پکڑ لینا اسکا واسطے حفاظت کے مالک کے لیے جائز ہے
 انتہی اور ابوطاہن ہے کہ یہ امر اس وقت تھا جبکہ صاحبین اور امانت داروں کا غلبہ تھا
 کہ کسی خان کا اس پر قابو نہیں ہوتا تھا جب اسکو چھوڑ دیا جاتا تو مل جاتا تھا لیکن
 ہمارے زمانے میں خان کے دست اندازی کا خوف ہے پس اس کے پکڑ لینے میں تردد
 اسکی اور حفاظت ہی انتہی اور فتح القدیر میں ہے کہ یہ بات حق معلوم ہوتی ہے کیونکہ یہ امر قطعی
 ہے کہ شارع کا مقصد اس کے مالک تک پہنچ جانا ہی اور شارع نے اسکا ملنے سے

کر دیا پس جب نانے کا انقلاب ہو جائے اور وہ تلف ہونے لگے تو حکم اوسکا اس وقت مثلیک
 خلاف اوسکے ہو گا اور وہ پکڑ لینا واسطے حفاظت اور ٹوٹانے کے سرائے علاوہ اسکے حدیث
 سے جھوٹ دینے کا قطع جواز نکلتا ہے و جو بن نہیں نکلتا پس مخالفت کسی مہورت سے نہیں
 ہو سکتی یہ آپ کے فہم کا قصور ہے ہر جگہ مخالفت حدیث کہ دنیا آپکا پرانا دستور ہے اس میں کبھی
 عادت بد کو چھوڑ دیجئے بے سمجھے بوجھے کسی کی نکتہ گیری نہ کیجیے **سیاہ روشوہ** اُنس
 کہ عیب میں گرد و بوجھ بخیرین پیچ کس بدالکشت **قال** مسلہ بنجاہ و یکم اید و غیرہ فقہ
 کی کتابوں میں لکھا ہے کہ بڑی ہوئی چیز کو اگر غنی نے اٹھا لیا تو اوسکو اپنے کام میں لانا اوسکا
 درست نہیں **اقول** اگر اس حدیث کے یہ معنی ہوں گے کہ بعد ایک سال کے وہ شخص
 مالک ہو جائے تو وہ غنی ہو خواہ فقیر تو بخاری کی حدیثوں میں تناقض واقع ہو گا کیوں کہ بخاری
 میں روایت ہے کہ ایک شخص نے نقطہ کا مسلہ پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک
 سال ترفیع کر پھر اوسکو خرچ کر لے پھر اگر مالک اوسکا آوے اوسکو وہ شہر ادا کر دے اُسے
 اور مسلم کی روایت میں ہے پس خرچ کر لے اور چاہے کہ وہ شہر امانت ہے نزدیک تر ہے
 پس اگر طالب اوسکا کسی دن آوے تو ادا کر دے اوسکو متقیان و مؤمنین کی حدیثوں سے معلوم
 ہوا کہ وہ شہر اسکے پاس امانت ہوتی ہے جیہ وقت طالب اوسکا آوے فوراً اید سے اگر خرچ بھی
 کر لے تو بھی اید سے کہ وہ شخص دس بارہ سال کے بعد آوے اور شہر بار اور دارقطنی میں ہو فان
 جاء صاحبہ فلیؤخرہ الی یوم فلان لم یأت فلیتصدق بہ فان جاء فلیؤخرہ الی یوم
 الآخر و بین الذین لہ یعنی پس اگر آوے مالک اوسکا پس چاہے کہ ویدے اوسکو اور اگر
 آوے پس مناسب ہو کہ مدد کر دے اوسکو پھر اگر آجاوے تو اوسکو اختیار ہو خواہ ثواب لے
 خواہ نہ تو اتنی اسی وجہ سے حنفیہ کہتے ہیں کہ غنی کو بطور ملک اوسکا خرچ کر لینا نہیں چاہیے
 البتہ اگر محتاج ہو خرچ کر لے ورنہ دوسرے شخص کو جو محتاج ہو اوسکو تصدق کرے اور مدد
 بالاجماع فقیر کے واسطے ہوتا ہو اور کسی حدیث سے ثبات نہیں ہوتا کہ جنگو آنحضرت صلی اللہ

یہ حدیث صحیحہ و درست و دوسرے
 حدیث میں مذکور ہے
 نسخہ فیہ تصدیق

میں اونکے دیکھو اور دلیل میں بہت مطلق نہیں مگر ان جاہل ان پڑھ لوگوں کے بہکانے کو ایک
 مسئلہ اور ایک حدیث بمقابلہ اسکے کافی ہو غالباً معترض صاحب نے سو مسائل کی منت مانی جو اس
 اونٹھوں نے واسطے ایفا سی نذر کے ہدایے کا مسئلہ تو درخت سے سترہ کا لکھا اور اسکو مخالف
 اس حدیث کے بتلایا جس میں لفظ جرین ہی یعنی اگر جرین سے جسکا ترجمہ معترض صاحب لکھیاں کیا ہے
 میوہ چرایا جاوے تو ہاتھ لٹکیگا ہم پوچھتے ہیں کہ کیا درخت پر سے میوہ لینا اور کھلیاں ایک
 شے جو مخالف حدیث لازم آوے ہے برین عقل و دانش باید گریست آخر سو مسلمان کا
 التزام بھی تو ضروری وہ کیونکر جو مسکتا ہی او کو کسی کسی طرح پورا کرنا چاہیے خفیہ کے نزدیک
 جرین سے اگر چرائے گا تو بیشک ہاتھ کا آجائے گا البتہ درخت پر سے چرانے میں قطع نہیں
 چنانچہ ابوداؤد میں رافع بن خدیج کی روایت سے حدیث اُلیٰ ہر اَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَقْطَعُ فِي تَحْرِيرِ بَعْضِ بَعْضٍ اَوْ تَحْقِيقِ اَوْ تَحْقِيقِ اَوْ تَحْقِيقِ اَوْ تَحْقِيقِ
 وسلم سے سنائی کہ فرماتے تھے نہیں قطع نہ چل میں اسی اور عمر کے معنی فائوس میں سَحْلُ الشَّجَرِ
 کے لکھے ہیں یعنی وہ چل جو درخت میں لٹکا ہو پھر خفیہ نے کیا تصور کیا جو حدیث کے موافق کہدیا او
 جرین تو وہ جگہ جو حمان کھجوریں وغیرہ خشک کرنے کے واسطے جمع کی جاتی ہیں اوسیں قطع پیر ہی
 چنانچہ ہر گئے میں لکھا ہوا الَّذِي يُؤْوِيهِ الْجَرِينُ فِي عَادَةِ تَحْرِيرِ هُوَ الْيَابِسُ مِنَ الشَّجَرِ
 وَفِيهِ الْقَطْعُ یعنی وہ شے جسکو جرین ٹھکانا دے او کی عادت میں وہ خشک چل ہوتا ہے اور اوپر
 قطع پیر ہی انتہی غرض کسی فقہ کی کتاب سے ثابت نہیں ہوتا کہ جرین سے چوری کرنے میں ہاتھ
 نہ کا آجائے بلکہ درخت پر سے چوری کرنے میں قطع نہیں اوسکی سند میں ابوداؤد کی حدیث بھی
 ہننے لکھی ہے پس موافق حدیث کے ہی مسئلہ ہر دوسری جو صورت لیجئے مخالف پڑے گی اور جو
 اوسکی یہ کہ جرین محفوظ ہوتا ہے اور درخت محفوظ نہیں ہوتا اس لیے سترہ او میں صادق ناہی او
 اس میں نہیں آتا پس معترض صاحب کی سمجھ کا پھر یہ تھا کہ سیدھی بات کو اولٹا سمجھ گئے ہدایے میں
 تو کوئی وجہ مخالفت کی نہ تھی نہ بدستوری واسطے انہو اسے عوام کے یہ بھی لکھ دیا مارے کھٹنا

۴۰
 ابوداؤد جبکہ اس حدیث میں

۴۱
 ابوداؤد جبکہ اس حدیث میں

۴۲
 ابوداؤد جبکہ اس حدیث میں

پھوٹے انکے ہون بوجھتا ہے چہ خوش گفت ست سعدی در زبانا اکایا ایٹھا الساقی
 آخر کا ساؤ ناؤ لھا کہ **قال** مسئلہ بجاہ وسوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حکم ٹری
 ہوئی چیز کے اوٹھانے کا حل اور حرم کا برابر ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ میں
 خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ مسلم میں روایت ہے عبد الرحمن بن عثمان تمیمی سے کہ رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم منع فرمایا حاجیوں کی گرہ کی ہوئی چیز کے لینے سے **اقول** امام نووی نے شرح
 مسلم میں لکھا ہے قولہ نہی عن لقطۃ الحاجر یعنی عن النقیطۃ لقطۃ الحاکم واما
 النقیطۃ فی الحیض فقط فلا منع منه وقد اوضح هذا صلی اللہ علیہ وسلم وقولہ
 صلی اللہ علیہ وسلم فی الحدیث الآخرہ لا یحیل لقطۃ الا لیسند یعنی قول اسی کا
 کہ مانعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاجیوں کے نقطہ سے مراد اس سے اوٹھالینا اور اس کا
 واسطے ملک ہونے کے ہیں لیکن اوٹھانا اس کا نقطہ واسطے حفاظت کے سو نہیں مانعت اور نہیں
 اور تحقیق واضح کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے قول میں جو دوسری حدیث میں
 وارد ہو کہ نہیں حلال ہے لقطہ کے کا لہر واسطے شہرت دینے والے کے انتہی اور یہ صحیحین میں موجود
 ہے اور علامہ ابن مہام نے اس حدیث صحیحین سے اول استدلال کر کے دلیل عقلی یہ لکھی ہے کہ اس زمانے
 میں حاجیوں کی گریں ہوئی چیز واسطے تولیف کے اوٹھالینی جائز ہے کیونکہ چوری کے لیے بے پھل
 کنی ہے اور جب احکام کے مشروعیت باعتبار کسی شرط کے باقی جائے پھر بقدر مشروعیت اس کے
 کے ضد اس کی کسی منہ کو متضمن باطل ہے تو اس حکم کا انقطاع معلوم ہو گا بظراف اور چیزوں کے جو
 کسی سبب سے جاری ہوئیں اور اس کے باقی رہنے میں منہدہ نہ ہو جیسے طواف میں رمل اور
 اضطیاع واسطے انہما اشجاعت کے انتہی اس قدر معلوم ہو گا کہ دوسری حدیث صحیحین کی اس
 حدیث کی منہدہ واقع ہوئی ہے پس حاجیوں کا نقطہ واسطے حفاظت کے اوٹھانا جائز نہ ہو اضما
 اجماع تو مکہ معظمہ میں چوری کا ایسا شیوع ہے کہ انہما من الشمس ہے گویا کام وہاں کے اہل اعتبار
 اور غراہ اور اول قوم کا ہے شرف اس فعل سے محفوظ ہیں مگر حجاج تو بچا ہے بلکہ چوری ہوجاتی ہے

کہ جس کی طرف سے
 اس مسئلہ میں

نہ ہو سکتا ہے

منہدہ

علیہ
 فی القیاس والفقہ

پہنچتے رہ جاتے ہیں اور اعلیٰ کان جو بوجہ غفلت کی اوپر دشوار ہو جاتا ہے اگر کوئی اس وقت
 انکی ہمپانی اوٹھا کر مشہور کر دے اور انکو بچا دے تو یہ بات عمدہ اور موافق حدیث صحیحین کے ہوگی
 یا یہ امر اچھا ہے کہ اسکو ویسے ہی چھوڑ دے اور کوئی سارق اسکو اوٹھالے ہلکو تو نقل اور
 عقل سے انکا اوٹھا لینا بہتر معلوم ہوتا ہے چنانچہ صحیحین کی حدیث میں خود اسکی تصریح ہے کہ نہ حرف کو اوٹھا
 لینا چاہیے پھر اعتراض مخالفت کیسا بغیر دیکھے کتب حدیث کے اسے عرض کر دینا اپنے اوپر
 الزام لینا ہے چراکارے کنہ عاقل کہ باز یاد پشیمانی **ہ قال** مسلہ پنجاب و چارم ہادیہ بخیر
 فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جو شخص دس درہم کی قیمت سے کم قیمت کی چیز چوری کرے اسکا
 ہاتھ نہ کاٹنا چاہیے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلے میں خلاف کیا ہے
 ان تین حدیثوں کا انہم **اقول** جانا چاہیے کہ وہاں کی قیمت میں اختلاف ہی بعض اوقات
 ہیں کہ قیمت اسکی تین درہم تھی اور بعضے دس درہم بتلائے ہیں چنانچہ دو قسم کی حدیثیں وارد
 ہوئی ہیں مگر دس درہم میں کسی کا بھی خلاف نہیں اس لیے حدود میں اکثر دس درہم لیے تاکہ مشہور
 جس حدود و ساقط ہو جائے ہیں نرمی ابو داؤد میں یحییٰ بن عکاس قال قطعہ شری
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیکر سرجل فی ریحان قیمتہ دینار او عشرہ قحہ کھجور
 یعنی ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا ہاتھ بوجہ سیرکے
 جسکی قیمت ایک دینار یا دس درہم تھی کاٹا انتی اور نسائی میں یحییٰ بن عکاس قال لم یکن
 تقطع الید علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا فی ثمن الحنہ و
 قیمتہ یومئذ دینار یعنی ابن عباس سے روایت ہے کہ اسکا اونھوں نے نہیں ہاتھ کاٹا جاتا
 تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مگر ایک ڈھال کی قیمت میں او قیمت اسکی موت
 ایک دینار تھی انتی اور ترمذی میں یحییٰ بن عکاس قال لا قطع
 الا فی دینار او عشرہ قحہ ایہو یعنی تحقیق روایت کی گئی جو ابن مسعود سے کہ فرمایا
 اونھوں نے نہیں قطع کی مگر ایک دینار میں یا دس درہم میں انتی اور دوسری روایت اسکا

شرح مشکوٰۃ
 ابوداؤد ابویوسف ابوالخیر

نسائی ابوالقادر الزاری
 سقیا سارق قطعہ

جے ترمذی ابوجابر

ترمذی السارق
 نسائی ابوجابر

نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کی ہو کہ دعاء کی قیمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رہنے
 میں دس درہم تھے انتہی اور بیسویں روایت نسائی کی عطا سے ہے کہ اذنی ما یقطع
 فیہ ثمن الجبن و ثمن الجبن عشرۃ کدراھم یعنی کہا انھوں نے اذنی او سکا جس میں
 اتھ کا لاجا تا ہو قیمت سپر کی ہو اور قیمت دعاء کی دس درہم ہیں انتہی اسی قسم کی روایتیں اقطنی
 اور سند ابی حنیفہ اور طبرانی اور سند امام احمد اور عبد الرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ میں آئی
 ہیں اور شططی امام محمد میں ہے و قال اھل العراف لا یقطع الید فی اقل من عشرۃ
 کدراھم و کسوف اذ لک عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعن عمر وعن عثمان و
 عن علی و عن عبد اللہ بن مسعود و عن غیرہ احد فاذا جاء الاختلاف فی
 الحد و اذا اخذ فیہ بالثبوت یعنی اور کہا اہل عراق نے نہ کا لجاوے ہاتھ کمتر دس درہم سے
 اور روایت کیا انھوں نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عمر سے اور عثمان سے اور علی
 سے اور عبد اللہ بن مسعود سے اور بہتوں سے پس جبکہ حد میں اختلاف ہو تو جو احمد و دین
 احمد ہو اس کو اخذ کرنا چاہیۃ اتفقوا و رفع القدرین کی یہ کہ ابن خضر نے امام محمد کے واسطے سے جو
 حدیث روایت امام صاحب سے کی ہو کہ دس درہم سے کم میں ہاتھ نہ کا لجاوے یہ حدیث متصل
 اور مرفوع ہو اور اگر موقوف ہو تو بھی اس کے واسطے حکم مرفوع ہو نہ کیا ہو کیونکہ مقدار شرعی میں
 عقل کو کچھ دخل نہیں اس موقوف بھی مرفوع کا حکم کہتی ہو انتہی اور بیضہ کی جو متعین حساب
 نے حدیث نقل کی ہو شاید بیضہ کے معنی اندھے کے سمجھے ہیں یہ تو سوا بعض ظاہر کے کسی کا
 محی مذہب نہیں ورنہ جمہور کے نزدیک دس اور تین میں حکم دائر ہو وہ بیضہ کے معنی خود
 کے لیتے ہیں ایسے ہی بعضی روایتوں میں جل کا لفظ بھی آیا ہو اس کی تفسیر خود اعش نے
 جو راوی اس حدیث کے ہیں کر دی ہو قلت من الجبال ما یکساوی عشرۃ کدراھم
 یعنی تحقیق بعضے ریسان دس درہم کی قیمت رکھتے ہیں انتہی خلاصہ تمام تقریر و کتاب یہ
 دس درہم کی حد میں کسی کا اختلاف نہیں اور کم میں صحابہ اختلاف ہو چنانچہ مذکور ہوا ہیں

سازمان اسناد و کتابخانه ملی
اساتق
موسسه اسناد و کتابخانه ملی

فتح القدير

حدود میں ایسی صورت میں کہ کسی قسم کا شہہ بھی نہ ہو کیونکہ شہرہ سے حدود ساقط ہو جائیں
 ہیں اگر اہل سنت میں صاحب کا بیجا ہو تو کچھ اور ان سے کہا جاوے اندھے کے آنکھ
 روٹا انھیں کھوٹا ہو۔ زفیض ہر دنیا پر ضمیمہ کے طبعان کجا ہمارا کندہ سبز شاخ آہورا +
قال مسئلہ بخارہ و غیرہ ہادیہ وغیرہ نقد کی کتابوں میں لکھا ہے کہ پیشاب اگر کڑے پر لگ جاوے
 تو بدون دھوئے پاکی نہیں ہوتا فائدہ عینی شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ جو لڑکا کہ نہوز طعام
 نہیں کھاتا پیشاب اوسکا پلید ہو کڑے وغیرہ پر اگر لگ جاوے تو بدون دھوئے پاکی نہیں
 ہوتا اور یہ مذہب امام اعظم اور تمام اہل علم کا ہے لیکن امام شافعی کے نزدیک نجاست خفیفہ
 ہے اور اوزاعی کے نزدیک جب تک لڑکا دودھ پیتا ہیست تک اوسکا پیشاب اگر کڑے وغیرہ
 پر لگ جاوے تو کچھ پلید نہیں ہوتا اور داؤد ظاہری جو لڑکا کہ نہوز کھانا نہیں کھاتا اوس کے
 پیشاب کو پاک سمجھتے ہیں سو امام اعظم وغیرہ نے اس مسئلے میں خلاف کیا ان میں حدیثوں کا
آخر قول خفیفہ کے نزدیک اس حدیث میں نفع کے معنی بانی ڈالنے کے ہیں چھڑکنے کے
 نہیں چنانچہ دوسری حدیثوں میں اسکی تفسیر جو ہی مسلم میں عن عائشۃ قالت اُتی
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بصیۃ یزید فصرقہ فقال فی حجرہ قد علمنا
 فصبا علیہ یعنی عائشہ رضی عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک لڑکا
 دودھ پیتا لایا گیا اوس نے آپ کی گود میں پیشاب کر دیا پس آپ نے پانی منگوایا پس اللہ دیا و پیر
 انتہی اور دوسری حدیث مسلم کی روایت میں ہے ففضحہ علی ثوبہ وکفرہ فغسلہ فغسلہ
 یعنی پس الا اوس پانی کو اوپر اور نہ دھویا اوسکو دھونا انتہی اس روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے
 کہ دھونے میں بالکفہ جیسے اور نجاستوں میں کیا جاتا ہے نہیں کیا کیونکہ مفعول مطلق واسطے
 تاکیدی فعل کے واقع ہوا ہے اوسکی نفی سے فقط خفیفہ دھونا باقی رہتا ہے اور بخاری میں ہے عن
 عائشۃ أم المؤمنین أنها قالت اُتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بصیۃ
 فقال علی ثوبہ قد علمنا فأتبعہ لایاہ یعنی عائشہ رضی عنہ روایت ہے کہ کہا اونھوں نے

مسئلہ بخارہ
 و غیرہ ہادیہ
 وغیرہ نقد کی
 کتابوں میں

پیشاب اگر کڑے
 پر لگ جاوے
 تو کچھ پلید
 نہیں ہوتا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب لڑکا لایا گیا اس نے کہے پر پیشاب کر دیا اپنے بانی
 سنگو ایس بہایا اسکو کہہ کرے پرانتی اور شرح معانی الآثار میں ہر مکتب عایشہ قالت
 کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یؤتی بالاصبیان فیدعوہم فاکتے
 یصبی ہر تہہ فبال فقال صلبوا علیہ الماء صبا یعنی عایشہ رضی عنہ سے مروی ہے کہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت میں لڑکے لائے جاتے تھے پس آپ انکے واسطے دعا
 فرماتے تھے پس ایک بار ایک لڑکا لایا گیا اس نے پیشاب کر دیا پس فرمایا اپنے اس پر خوبانی
 والدوا تمہے اور دوسری روایت میں ہے کہ اتبعہ الماء یعنی اس پر بانی بہا دیا اتھے پس
 ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ رفع کے معنی بانی ڈالنے کے ہیں چنانچہ شرح معانی الآثار میں
 لکھا ہو کہ اتبع الماء حکمہ حکم الغسل الاثری ان رجلا لو اصاب ثوبہ عذرا
 کان تبعہ الماء حتی خضب بہا فان ثوبہ قد طهر و عن ام الفضل فقالت یا
 رسول اللہ اعطینی امراد لسا غسلا قال انما یصیب علی بول الغلام و یغسل
 من بول امارا یہ فہذہ امر الفضل فی حدیثہا کذا انما یصیب علی بول
 الغلام فی حدیثہا الذی ذکرنا کہ فی الفصل الاول انما یضرب من بول الغلام
 فکتبت ان الضم الذی اسراہیہ فی احادیث الاول هو الصب الذی کو مخرج
 لا یضد الاثر ان فکتبت بہذہ الآثار ان حکم بول الغلام هو الغسل لا
 ان ذلک الغسل یجوز منہ الصب فذلک ذلک ان الضم عندہ هو
 الصب و ہذا اقول انی حذیفۃ و آل یوسف و غیرہ یعنی ہاں بانی کا حکم اسکا
 حکم ہر یکا ہر کیا نہیں معلوم کہ اگر کسی شخص کے کپڑے پر گندگی لگ جائے پس وہ شخص بانی
 اس پر والد کے یہاں تک کہ وہ نجاست زائل ہو جائے پس تحقیق کہہ او اسکا پاک
 ہو جائے گا اور ام الفضل سے روایت ہے پس کہا میں نے یا رسول اللہ اپنا قصیدہ مجھ کو کہیے
 اوتے حدود و فرمایا بانی ڈالا جانا ہر لڑکے کے پیشاب پر اور وہ بوجا جاتا ہی پیشاب لڑکی کا

علیہ السلام
 علیہ السلام
 علیہ السلام

علیہ السلام
 علیہ السلام
 علیہ السلام

علیہ السلام
 علیہ السلام
 علیہ السلام

بیت ام الفضل میں جسے یہ روایت ہو اور انہیں کی حدیث میں جو پہلی فصل میں مذکور ہوئی نفع
 کا لفظ ہی نسبت ہو اگر اول حدیث میں نفع سے مراد پانی ڈالنا ہو تاکہ دونوں حدیثیں تقابلاً
 نہ ہو جائیں پس ان تمام حدیثوں سے ثابت ہوا کہ روکے کے پیشاب کا حکم بھی دھونے کا ہی ہے کہ اس
 دھونے کو فقط پانی ڈال دینا کافی ہو جائے پس لالت کی اسنے کہ نفع نزدیک اونکے معنی صحت
 پانی ڈالنے کے ہو اور یہی مذہب امام صاحب اور امام ابو یوسف اور امام شافعی کا ہی انتہی مضمنا
 پس یہ مضمون مخالف حدیث شریف کے کماں ہوا ہے مجھے بوجہ اعتراض کر دیا مگر حق کو
 پہنچنا کام ہی عاقلانہ ناکارہ نقلوں کا خامہ ہر چند دو ولیک معنی ہر سدہ سی سودی مذہبوں
 بنو استعداد **قال** مسئلہ پنجاہ و ششم ایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اونٹ کا پیشاب
 پینا دوا کے لیے بھی حلال نہیں اور یہ مذہب امام غزالی کا ہی ہو امام اعظم نے اس مسئلے میں خلاف
 کیا ہے اس حدیث کا جو بخاری اور ترمذی میں روایت ہے اس سے کہ انے لوگ عربیہ میں سے
 مدینے میں نزدیک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پس ناموافق ہوئی اونکو ہوا بیت کی پس اس
 صحیحہ اونکو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ اونوں صدقات کے اور فرمایا اونکو یہود و دھوا کا
 اور پیشاب اونکا **اقول** اس حدیث سے خود معلوم ہوتا ہے کہ ضرورتہ اون کو اجازت تھی
 اسکا امام صاحب بھی انکار نہیں کرتے بلکہ ضرورت میں تو امام صاحب کے نزدیک قطعاً حرام
 بھی مساجد ہو جاتا ہو مثلاً کوئی شخص حالت اضطرار میں دار کا گوشت کھا لے یا مہبت تشنگی میں
 یا حلق میں قلمہ پھینس جائے بشرطیکہ حلال شے میں نہ ہو تو شراب کے گھونٹ سے رفع تشنگی کرے
 یا قلمہ ادا کرے مساجد ہی اور بلا ضرورت بطور دوا کے پیشاب پینا جائز نہیں جیسا کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرورت معلوم ہو گئی تھی اگر کسی شخص کو معلوم ہو جائے تو کیا مضائقہ ہے البتہ اگر
 کسی حدیث سے یہ ثابت ہو جائے کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا ضرورت بھی پیشاب
 پیا یا ہی تو اسوقت امام ابو حنیفہ کا مسئلہ مخالف ہو جائے گا اور یہ امر حدیث سے ثابت ہوتا
 محال ہے پس مخالفت حدیث بھی محال ہوگی شرح معانی الآثار میں **وقالوا انما**

حدیث میں مذکور ہے کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 پیشاب پینا حلال فرمایا

[illegible]

بھی مباح ہی ایسا ہی اوس چیز کو کہ عینین کے واسطے اپنے مباح کی تھی بوجہ بیمار یوں اون کی کتنی
پس اون کے واسطے مباح ہونے میں یہ دلیل نہیں ہو سکتی کہ سوا اون بیمار یوں کے اور میں بھی
جائز تھا اتنے اور پیشاب کی حرمت میں حدیث وارد ہی استَنْزِھُوا عَنِ الْبَوْلِ فَإِنَّ سَائِرَ
حَاصِلِ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ یعنی بچا کرو پیشاب سے اس واسطے کہ تحقیق عام عذاب
قبر کا اوس سے ہو جائے اتنے اور علامہ ابن حاتم نے فتح القدیر میں لکھا ہے کہ اس حدیث کو
حاکم نے ابو ہریرہ کی روایت سے نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ اوپر شرط شیخین کے ہوتے اور
علامہ عینی نے لکھا ہے لَا تَلْبَسُ الْبَوْلَ حُلًّا وَلَا لَفًا وَلَا لَمًّا فَيَعْمُو جَنِيمُ الْبَوْلِ
یعنی اس لیے کہ غلط بول پر الف لام داخل ہے پس تمام پیشابوں کو مشتمل ہوگا انتہی حاصل کلام ہے
کہ حدیث عینین سے حلت اور طہارت اوسکی ثابت نہوئی پس اس حدیث سے کہ تمام ابوال
کو شامل ہے حرمت اوسکی ثابت ہی نہیں دونوں حدیثوں میں تعارض بھی نہوا کیونکہ ہوجہ ضرورت
اباحت اوسکی مقتضی نہیں کہ بلا ضرورت بھی جائز ہو جاوے ورنہ دونوں حدیثوں میں تعارض صریح
ہو جاوے گا اور علامہ اکمل نے لکھا ہے کہ بعضوں نے کہا ہے یہ حدیث مانند مشکہ کے منسوخ
ہے تصریح اسکی علامہ عینی نے شرح ہدایہ میں کی ہے پس امام صاحب نے اگر بلا ضرورت
بھی حرمت بیان کی تو کیا خلاف ہوا معترض صاحب صرف اعتراض کر دینا جانتے ہیں اور
کچھ فہمی سے سیلہ سا مطلب بھی اونکی سمجھ میں نہیں آتا کہ کچھ راہ تکلف نہتوان راست نہتوان
کی تر توان ساختن از چوب کمانا **قال** مسئلہ پنجاہ و ہفتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں
لکھا ہے کہ کئے کے جھوٹے برتن کو تین بار دھونا چاہیے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام
اعظم نے اس مسئلے میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ بخاری اور مسلم میں روایت ہے حضرت
ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ اے فریادار رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ پیے کھا
بیچ باسن ایک تھارے کے پیر چاہیے کہ دھو وے اوسکو سات بار دھو وے مسلم کی ایک روایت میں
یوں ہے کہ کسا پاکی باسن ایک تھارے کی حسب وقت کہ پی جاوے اوس میں کتا یہ ہے کہ دھو وے

فتح القدیر

بہار شریعت

کتاب
تہذیب
الذہن

تہذیب
الذہن

تہذیب
الذہن

اوسکو سات بار پہلا اوسکا ساتھ مٹی کے **اقول** بنا یہ شرح جابہ بین ہی کہ دارقطنی نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعو یا جاوے برتن کتے کے موخہ ڈالنے سے تین بار یا پانچ بار یا سات بار ادا بن عدی نے کامل بین ابو ہریرہ سے مرفوع روایت کی ہے کہ جسوقت کتا کسی کے برتن میں موخہ ڈالے پس چاہیے کہ اوسکو حنا کی گیسے اور تین بار دعو ڈالے اور دارقطنی نے اسی حدیث کو سند صحیح سے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ جب کتا ہوش میں موخہ ڈال دے پس خالی کر دو اوسکو اور برتن کو تین بار دعو ڈالو اور طحاوی نے بھی اسکو اسناد صحیح سے روایت کیا ہے اور عبد الرزاق نے اپنی مصنف میں معمر سے روایت کی ہے کہ زہری سے سوال کیا گیا کہ کتا برتن میں موخہ ڈال دیتا ہے فرمایا میں بار دعو ڈالا جائے پس ہری کے نزدیک اگر سات بار کا منسوخ ہونا ثابت ہوتا تو وہ فتو اندسے تے جو ابو ہریرہ نے دیا ہے اسوجہ سے امام صاحب کہتے ہیں کہ تین بار دعو یا جاوے پس ابن حزم کس طرح کہتے ہیں کہ تین بار دعو یا کسی صحابی سے مروی نہیں آتی اور فتح القدیر میں ہے مذہب ابو ہریرہ سے تین بار ثابت ہونا قرینہ اس امر کا ہے کہ مرفوع حدیث میں تین بار دعو نے کی راوی ضعیف نے ٹھیک بیان کی ہے اور اسوقت سات بار کی حدیث کے سوا من ہو جائے گی اور اس پر ترجیح دیجانے کی کیونکہ سات بار کی حدیث مقدم معلوم ہوتی ہے اسلیے کہ جسوقت کتوں کے احکا میں شدت کیجاتی ہے میان تک کہ حکم اومکے قتل کا دے دیا تھا یہ سات بار دعو نے کی تشدید اسوقت کے مناسب ہے اور اوسکا منسوخ ہونا ثابت ہے پس یہ احادیث مرفوع جو ابو ہریرہ کی حدیث سے تائید یافتہ ہیں سات بار کی حدیث پر عمل میں مقدم ہوں گے پس سات بار کی حدیث ابتدا پر حمل کیجاوے گی اور اگر اس مرفوع حدیث کو بالکل ترک بھی کر دیا جاوے تو بھی ابو ہریرہ کا مخالف سات بار کی حدیث (حال آنکہ وہی راوی اس کے بھی میں عمل کرنا کفایت کرتا ہے کیونکہ محال ہے کہ وہ قطعی حدیث کو اپنی رائے سے چھوڑ دین اور وہ اسکی یہ ہے کہ خبر امام کی غنیت باعتبار غیر راوی کے ہوتی ہے لیکن باعتبار اوسکے کہ جس نے اوسکو رسول خدا

صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک مسنا ہو قطعی ہر مایک کہ اس سے اگر قطعی الدلالات ہونا اسکا
 اپنے معنی میں پایا جائیگا تو آیت قرآن بھی منسوخ ہو جائے گی نیز اس سے لازم آیا کہ وہ کو
 نے نہیں ترک کیا اسکو مگر وہ جلیقین کرنے اور نیکے کی نسخہ کا کیون کہ خدین مترک ہوتی قطعے
 مگر قطعی سے پس قول او کا باطل ہو جو کہتے ہیں کہ جائز ہے کہ او نیکے اجتہاد میں جو محتمل خطا کو ہر
 ثبوت نسخ ہو گیا ہو پس جب پہچانا تو نے اسکو تو ہو گیا ترک کرنا او کا ہنرے روایت کرنے اور نیکے
 کے نسخ کو بلا شہدہ پس دوسری حدیث بالفور منسوخ ہوگی انتہی **قال** مسئلہ چہا و ہشتم
 ہر ایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ درخت پر سیوہ چھا خواہ یک گیا ہو خواہ خام ہو جائز ہو اور
 نہ جب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلے میں خلاف کیا ہے ان تین حدیثوں کا ہم **اقول**
 بخاری میں اور مسلم وغیرہ میں ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من باع
 نخلاً قد ابرأت فمتر مھا للبايع الا ان يشترط المبتاع يعني تحقيق رسول الله
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص درخت گھجور کا بعد جوڑہ لگانے کے جیسا کہ گھجور میں بڑا دگی کا
 دستور ہے فروخت کرے پس بھل اس کے واسطے بائع کے ہیں مگر اس وقت کہ شرط کرے خریدنے
 والا انتہی اس حدیث سے شرکی بیع مطلقاً جائز معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس میں قید کینے شرکی نہیں ہے
 اور حدیث نہیں کا مطلب کہ آتا ہی البتہ یہ بیع ہوتا ہی کیلئے شرط بیع میں داخل ہو جائیں گے جیسے فنا
 دار مکان کے خریدنے میں داخل ہو جائے یا علیہ و شرکی بیع کا جائز ہونا کہا اسے معلوم ہوا اسکا
 جواب یہ ہے کہ فنا سی دار تو بلا شرط بھی داخل ہو جائے یا اور غیر بشرط کے بیع درخت میں داخل نہیں آتا
 پس جو بشرط بالبیع داخل ہو جائے ہی اسکی تو علحدہ بیع درست ہے اور جو بشرط نہیں داخل
 ہوگی اسکو تو بہ نسبت پہلی شے کے زیادہ استقلال ہو گا پس دوسری شے کے ساتھ جہم جائز ہوگی
 کہ علحدہ بھی بیع اسکی درست ہو مثلاً اگر گھجور بیع کیا جائے تو اسکا مال او میں داخل نہ ہو گا جب
 شرط نہ تو بیع مال کی علحدہ بھی جائز ہے اس لیے شرط میں داخل ہو جائے گا ورنہ اگر شراب اور سیوہ
 وغیرہ حرام چیزوں کی اگر شرط کرے گا تو بیع فاسد ہو جائے گی بوجہ اسکے کہ علحدہ بیع اس کی

مسئلہ چہا و ہشتم

مسئلہ چہا و ہشتم

مسئلہ

حرام نہ ہیں سچ دار میں اوسی شے کی شرط کی جائے گی جو علیحدہ بھی جائز ہو ایسا ہی درخت میں
 شرط کا شرط سے داخل ہونا سی وجہ سے یہ کہ علیحدہ بھی بیج اوسکی جائز ہو چنانچہ مسلم اور ترمذی
 وغیرہ میں حدیث آئی ہے وَمِنْ اَنْتَاكُمْ عَنِ اَقْصَالِہِ الَّذِیْ بَاْعَہُ الْاَنْ تَشْتَطِطَ الْمُبْتَائِمُ
 یعنی جو شخص کسی غلام کو خریدے پس مال اوسکا اوس شخص کی ہر جس نے غلام کو بیع کیا ہوا تھی اور
 الفاظ مسلم کے ہیں اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس مال کی علیحدہ بیع بھی درست ہے کیونکہ
 اگر مال شراب یا سو روپے کا تو بیع شرط سے فاسد ہو جائے گی پس شرط اوسی مال کی ہوگی جسکی
 بیع علیحدہ بھی درست ہو اور جسکی بیع علیحدہ درست نہ ہوگی اوسکی شرط بھی جائز نہ ہوگی پس معلوم
 ہوا کہ شرکاء بیع میں شرط کرنا اوس وقت ہے جب اوسکی بیع علیحدہ بھی جائز ہو اور دوسری حدیث
 امام مالک کی سے طحا میں عمرہ بنت عبد الرحمن سے روایت ہے کہ کہا اوصحون نے ایک شخص نے ایک باغ
 کے پھل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں خریدے پس اوسکی دستی اور اصلاح کی پھر وہ میں
 نقصان آگیا اوس نے باغ والے سے کہا یا تو دام کم کر دو یا دام بھیر دو اوس نے قسم کھالی کہ ایسا کر لوں گا
 پس مشتری کے باپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور یہ کیفیت عرض کی آپ نے
 فرمایا عمدہ بات سے انکار کرنا یہ پس باغ والے نے سنائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا
 اور کہا دام دون کا پس اگر بیع درست نہ ہوئی تھی تو پھر قالہ کیونکر صحیح ہوا اگر کوئی کہے کہ یہ کیسے
 معلوم ہوا کہ بیع اوسکی بکنے سے پہلے تھی جواب اوسکا یہ کہ نقصان اور آفت سے معلوم ہوتا ہے
 کہ پیشتر فروخت کیا ہی کیونکہ حدیث میں ممانعت قبل آفت کے ہے قرآن آفت اور نقصان کا اعتبار
 اوسی وقت ہے جب تک پانہین کچا ہی اور جب پگ گیا پھر نقصان ہونے سے بالغ کو کیا علاقہ دینی
 رہا یہ امر کہ جب حدیث میں ممانعت آئی ہے تو پھر خفیہ اوسکو کیوں جائز رکھتے ہیں اوسکا جواب
 یہ ہے کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس شرط پر فروخت کرے کہ درخت پر پھل چھوڑ دے تو ایسی
 بیع ناجائز ہو اور اسکی ہوا سب صورتیں اس حدیث میں داخل نہیں البتہ یہ صوت خفیہ
 کے نزدیک بھی ناجائز ہے پس سلسلہ اس حدیث کے مخالف نہ ہو بلکہ صحیح سہ کی حدیث کے برخلاف

علیہ السلام نے فرمایا
 اگر بیع شرط سے فاسد ہو جائے
 تو بیع شرط صحیح ہے

جواب میں مذکور موافق ہو گیا اول ہم چند مسئلے بیان کر دیں جس میں سب کا اتفاق ہوا اور جمعہ بہت اونکے قائل ہیں پھر علماء میں ہمام کے کلام سے ثابت کر دیں گے کہ حدیث کا یہ مطلب نہیں جو معنی صاحب غنایہ الفاظ دیکھ کر مخالفت کا حکم لگا دیا ہو وہ مسائل متفق علیہ ہیں اس میں کسی کی مخالفت نہیں کہ پہلے نمودار ہونے پہل کے بیچ ناجائز ہو اور اس میں بھی کسی کا خلاف نہیں کہ بعد نمودار پہل کے اور پہلے کہنے کے اس شرط پر کہ درخت پر چھوڑ دیں گے بیچ ناجائز ہو اور پہلے شروع کہنے کے اس شرط پر کہ پہل توڑ لیں گے اور پہل بھی ایسے ہو گئے ہوں کہ اون سے آدمی یا جو پائے منتفع ہو سکتے ہوں اُس کے جواز میں کسی کو کلام نہیں ایسی اس میں بھی کسی کو کلام نہیں کہ جب بدو صلا ہو جائے اُس کے بعد بیچ جائز ہو گو اس کی تفسیر میں خلاف ہو کہ ہمارے نزدیک تو جب آفت اور فساد سے محفوظ ہو جائے تو بیچ جائز ہوتی ہو اور امام شافعی کے نزدیک جب اوس میں حلاوت شروع ہو جائے تو بیچ جائز ہو مگر بدو صلاح میں سب کا اتفاق ہے کہ اب رہا مسئلہ مختلف فیہ وہ یہ ہے کہ قبل کہنے کے معاملات کے اوسکو بلا شرط قطع بیچ کیا جائے یہ موت حنفیہ کے نزدیک جائز ہو اور حدیث کے مخالفت نہ قطع القدرین ہے کہ ہماری حجت قول علیہ السلام کا ہے جو شخص درخت خریدے تبسیر اوس کا مانع کا ہے اگر جب مشترک بیچ شرط کر لے پس مشتری کیواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شرط سے مباح کر لیا پس روایات کی اس حدیث نے کہ مطلقاً بیچ ترکی جائز ہے کیونکہ داخل بیچ ہونے کے وقت شرط سے بدو صلاح سے مفید نہیں کیا لیکر حدیث نہی کی کہ اوس میں یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو عدم جواز کے علت واقع ہوا ہے بحکم الکرخدا بھل نہ آنے دے تو کس وجہ سے بائع مشتری کا مال حلال جائیگا اس امر کو مسئلہ ہم ہی کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل کہنے کے کہنے کو مانع دیا اور اونکے بیچ کرنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ عادت لوگوں کی یہ ہے کہ بھلون کو پہلے کہنے کے بیچ کر دیتے ہیں پس اس بیچ سے منع کیا جب تک کہ اوغین سرخی اور زردی نمودار آفت سے امن نہ ہو جائے اور وہ جو حدیث ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ کی ہے بیان کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی کو بیچ سے منع فرمایا جب تک کہ وہ قبل سیاہی کے غیب نہیں کہتا تاں بلکہ حصر

وہ جو حدیث ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ کی ہے بیان کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی کو بیچ سے منع فرمایا جب تک کہ وہ قبل سیاہی کے غیب نہیں کہتا تاں بلکہ حصر

اوسکو بولے تھیں سواس حدیث سے قطعاً معلوم ہوتا ہے کہ منی اس سے ہر کہ بیچ عنب کی واقعہ قبل
 عنب ہونے کے اور یہ نہیں ہو سکتا ہے مگر اس شرط پر کہ ہونے انکو تک اوسکو چھوڑ دیا جاوے پس
 منی کا مصداق یہ ہوا کہ بختہ کی بیچ قبل بختگی ہو جاوے اور اسبہ لالت کرنا ہی انحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کا علت بیان کرنا کہ اگر اوس میں بھل نہ آوے تو کیونکر اپنے بھائی کے مال کو بائع حلال سمجھتا ہے
 پس منی اس حدیث کے یہ ہوئے کہ جب تم عنب کو قبل عنب ہونے کے اس شرط پر فروخت
 کرتے ہو کہ اوسکو عنب ہونے تک چھوڑ دیا جاوے پس اگر خدا اچھا نوکھ کر دے اور وہ عنب نہ بن
 تو کسی عوض میں بائع مشتری کے مال کو حلال سمجھتا ہے اور اگر بیع میں کاٹ لینا شرط کر لیا جاوے
 تو اوس میں بیات مستوفی نہیں پس منی اوسکو شامل نہوگی اور جب منی کا محل وہ بیع ہوئی کہ جمیع شرط
 ہو کہ تا شروع بختگی فروخت پر چھوڑ دے جاوے پس ہننے موافق اس منی کے اس بیع کو فاسد
 کر دیا اور مطلق بیع جو اس منی کو جو بیع میں الوجہ شامل نہو باقی رہے گی اور اس تقریر سے ظاہر ہوا کہ حدیث
 تا میر کی جس سے ہم استدلال لائے ہیں عام نہیں کہ اوسکو خاص حاض ہو جو کہ حدیث بدو مصالح کی ہے تاکہ ہم
 خاص کو جو بائع ہونے کے ہماری حدیث پر جو بیع ہی دیکھائے بلکہ ایک حدیث دوسری کو شامل نہیں
 حاصل ہے یہ کہ جس شرط میں نہ ہو مصالحیت بختگی نہیں آئی اگر اوسکو بشرط قطع بیع کیا جاوے تو بالاتفاق
 جائز ہو کیونکہ منی اوسکو شامل نہیں چنانچہ دلیل اسکی ہم بیان کر چکے اور اگر مطلقاً فروخت کیا جاوے
 اگر حکم اوسکا لازم قطع ہو تو مثل بیع بشرط قطع کے ہو جائے گی پس محل منی کا سو بیع بشرط ترک
 کے کوئی صورت باقی نہ رہی اور ہم قائل ہیں کہ اسی صورت سے بیشک بیع فاسد ہوگی انتہی مختصراً
قال مسئلہ پنجاہ و نم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جائز ہے بیچنا تر کھجور و ن کا
 عوض سو کھجور و ن کے برابر **اقول** ابو داؤد میں ہے لکھی کہ **سَوَّلَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**
عَلَيْكَ وَسَلَّمَ عَنِ بَيْعِ الرَّطْبِ بِالْقَمْزِ فَيَسِيئَةً یعنی مخالفت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے بیچ ترکھجور کی بدلے خشک کے بطور اودھار کے انتہی اسی طرح اس حدیث کو حاکم نے اور
 لمحاوی نے شرح معانی ابوداؤد و دارقطنی نے روایت کی ہے اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہوتی ہے چنانچہ

ابو داؤد و دارقطنی
 نے روایت کیا ہے

معلوم ہوا کہ بغیر اجیت کے اگر کوادیکا تو مضائقہ نہیں البتہ دوسرے باب میں بخاری نے کہا ہے
 باب من کرۃ ان ینکحہ حاضراً لیکان یا بآخر یعنی جس شخص نے نکاح کر لیا کہ شہر میں شہرانی
 کی چیز کے بعض اجیر کے بیچ کر لئے اُنہی میں سے اس باب کے متعلق وہی حدیث کہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے اس بیچ کو منع فرمایا لکھی ہو اور یہ بھی لکھا ہو کہ قال ابن عثیمانی یعنی
 اسی کے قائل ہوئے ابن عباسؓ اس میں معلوم ہوا کہ حدیث میں مراد اجرت، لیکر بیچ کرنا جسمانی
 بائع کا ہونا جائز ہے اور بدون اجرت بیچ جائز ہوگی علیٰ ہذا القیاس تلخیص جلد ۱ میں بھی بخاری نے
 یہی علت بیان کی ہے کہ یہ بیچ فریب اور دھوکا ہے اور فریب دینا جائز نہیں اس میں معلوم ہوا
 کہ وہی بیچ منع ہے جیسا دستور ہے کہ بھاؤ سے زیادہ لے لیتے ہیں یا دلالی کر کے اس کا نقصان
 کراتے ہیں چنانچہ حدیث شریف میں بائع کو حیار دینا کہ جب وہ شہر میں آوے گا تو اختیار
 اس کا ہے خواہ بیچ جائز رکھے خواہ نہ رکھے خود اس پر دال ہے کہ اس کا نقصان نہ ہو اور اگر مطلق بیچ
 نادرست ہوتی اور ضرر کا خیال نہ ہوتا تو پھر بازار میں اگر اس کو اختیار دینے کے کیا معنی ہونگے
 پس جو صورت حنفیہ نے بیان کی ہے اس کی حدیث سے ہرگز نہیں بائی جاتی بلکہ حدیث الثمیر
 لیکل المسلم کے موافق ہے اگر مترض صاحب اپنے زعم باطل میں مخالف سمجھیں ان کے سمجھنے
 سے کیا ہوتا ہے بلکہ اہل علم کے نزدیک اس ہٹ دھرمی سے بے اعتباری ہے اور نقصان عقل
 قائل سمجھا جاتا ہے زبان لاف رسوا می کند ناقص کمالان را کہ رو بر خاک مالہ ز فشان
 بستہ بالان را۔ **قال** مسئلہ شصت و یکم شیخ عبد الحق دہلوی نے ترجمہ شکوۃ میں لکھا ہے
 کہ مدینہ حرم نہیں ہے اور یہ مذہب امام اعظمؒ کا ہے سو امام اعظمؒ نے اس مسئلے میں خلاف
 کیا ہے ان چار حدیثوں کا انہی **اقول** علامہ تورشینی نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
 یہ فرمانا کہ مدینہ کو میں نے حرام کیا اس سے مراد آپ کی حرمت تعظیمی ہے جو احکام کے متعلق حرم کے
 ہوتے ہیں وہ مراد نہیں اور دلیل اس کی حدیث مسلم کی ہے کہ فرمایا آئینے و رخت مدینہ کے بہتے
 نہ جھارے جائیں مگر واسطے کھانے چوبایوں کے کیونکہ حرم مکہ کے تھے جھارے کسی عابد

بیچ جائز ہے

کشف مکہ مدینہ حرم نہیں ہے

درست نہیں ہیں نہ شکار دینے کا اگرچہ خرید صحابہ نے اسکو حرام کہا ہی مگر جمہور صحابہ نے نہ یہ نہ
 کے جانوروں کے شکار کا انکار نہیں کیا ہی اور حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکار دینے
 میں کوئی حدیث ایسے طریق سے نہیں پہنچی جس پر اعتماد کیا جاوے حالانکہ رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم نے ابو عمر سے فرمایا کہ تمہارا لال کیا ہوا اگر حرام ہوتا تو آپ وقت ضرورت بیان کے
 سکوت فرماتے انتہی اور جمہور کے نزدیک شکار میں جزا انہوں نے سے بھی حرم کہہ سے فرق ہی
 یہ فقط بعض کی رائے ہے کہ حرم کہہ اور دینہ احکام میں ایک ہی مگر جمہور صحابہ اور ائمہ دونوں میں
 فرق کرتے ہیں اور ان دونوں حدیثوں سے بھی معلوم ہوا کہ دونوں کا ایک حکم نہیں چونکہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت دینے کو فرمایا تھا اور مسلمان آباد ہو جاتے تھے ایسے اسکی نبوت کی سب سے
 ممانعت فرمادی تاکہ لوگ اگر درخت وغیرہ توڑ کر بیجا میں گے تو زینت اوسکی جاتی ہے گی
 اور اوجاز سے معلوم ہوا کہ اگر دونوں کا ایک حکم ہوتا تو بتے تو مانے کھڑے مانتے **قال**
 مسئلہ شصت و دوم ہایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ رکوع اور سجود میں طہنیت فرض نہیں
 ہے مسئلہ شصت و سوم ہایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ توبہ میں یعنی رکوع سے سر
 اٹھانے کے بعد کھڑا ہونا فرض نہیں ہے اور مسئلہ شصت و چہارم ہایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں
 لکھا ہے کہ دونوں سجدوں کے درمیان بیسنا فرض نہیں ہے اور **اقول** فتح اللہ میں ہے
 اَنَّ الْحَبْرَ يُفِيدُ عَدَمَ تَوَقُّفِ الصَّلَاةِ عَلَيْهِ وَهُوَ قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَا
 انْتَقَصَتْ مِنْ هَذَا شَيْئًا فَقَدْ انْتَقَصَتْ مِنْ صَلَاتِكَ اَخْرَجَ هَذِهِ الرِّيَاكَ
 ابُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ فَاَبُو دَاوُدَ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ كُرَيْبَةَ
 وَالتِّرْمِذِيُّ عَنْ رَافِعَةَ بِنْتِ رَافِعٍ فَقَوْلُهُ اَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَمَّا امْرَاَتُ
 بَاعَادَتْهَا لِيُوَقِّعَهَا عَلٰى خَيْرِ كَرَاهَةٍ لَا لِفَسَادٍ وَهَذَا اَيْدَانُ عَلَيْهِ كَوَلُّوْكَ تَكَرُّفًا
 الزِّيَادَةُ تَرْكُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِيَاءًا بَعْدَ اَوَّلِ رَكْعَةٍ حَتَّى اَتَى وَكُلَّهَا
 عَدَمُهَا مُفْسِدًا لِفَسَدَتِ بِاَوَّلِ رَكْعَةٍ وَبَعْدَ الْفَسَادِ لَا يَجْعَلُ الْمُخَيَّرُ

کشف سید شفا و سحر

فتح اللہ

ابو داؤد

ترمذی

نسائی

نقد الکلام

فِي الصَّلَاةِ وَتَقَرُّ بِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ الْأَذْيَانِ الشَّرْعِيَّةِ وَعَنِ
 الشَّرْحِ حَسْبِي مَنْ تَرَسَّاهُ لَعْنَةُ اللَّهِ تَلَزَّمَتْهُ إِعَادَةٌ وَلَا اشْكَالَ فِي وَجُوبِهَا
 إِذْ هُوَ أَحْكَمُ فِي كُلِّ صَلَاةٍ أُدِيَّتْ مَعَ كَرَاهَةٍ التَّحْرِيمِ وَأَنْتَ عَلِمْتَ
 حَالَ الظُّلَمَانِيَّةِ وَيَتَّبِعْنِي أَنْ تَكُونَ الْقَوْمَةُ وَأَجْلَسُهُ وَاجْتَبَيْتُ لِي وَأُظْلِمَ
 وَمَا رَوَى أَصْحَابُ الشَّيْءِ الْأَرْبَعَةُ وَالْأَرْبَعُونَ وَالْبَيْهَقِيُّ مِنْ حَدِيثِ
 أَبِي مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْرِي صَلَاةٌ لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ
 فِيهَا أَظْهَرَ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ قَالَ التِّرْمِذِيُّ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَأُظْلِمَ
 كَذَلِكَ عِنْدَ هَذَا وَبَدَلُ عَلَيْهِ إِيجَابُ سُجُودِ الشَّهْرِ فِيهِمَا ذَكَرَ فِي
 قِتَاوَمِي قَاضِي خَانَ فِي فَصْلِ مَا يُوجِبُ الشَّهْوَقَالَ الْمُصَلِّي إِذَا رَكَعَ وَلَمْ يَرَفْعْ
 رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ حَتَّى خَرَّ سَاجِدًا سَاهِيًا تَجْعَلُ صَلَاتُهُ فِي قَوْلِ أَبِي
 حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَفَحْمٌ رَحِمَهُ اللَّهُ وَعَلَيْهِ الشَّهْوُ وَيُجَسَّلُ قَوْلُ
 أَبِي يُوسُفَ سَمِعْتُهَا وَأَيْضًا عَلَى الْفَرَاغِ الْعَمَلِيَّةِ وَهِيَ الْوَاجِبَةُ
 فَيَرْفَعُ الْخِلَافُ وَأَنْتَ عَلِمْتَ أَنَّ مُقْتَضَى الدَّلِيلِ فِي كُلِّ مِنَ الظُّلَمَانِيَّةِ
 وَالْقَوْمَةِ وَالْجَلَسَةِ الْوُجُوبُ لِمَنْ يَحْتَقِقُ حَدِيثَ فَاذِهِ دِيْنِي هُوَ مَوْتُوفٍ نَوَ
 نَازِ كَاوِطِطَانِيَّتِ كَے اور وہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ جو تیرا سین سے ناقص
 کرے گا پس نماز تیری ناقص ہو جائے گی ان الفاظ کو ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی لم یبیان
 کیا ہے ابوداؤد نے تو ابواسرہ رضی عنہ کی روایت سے اور ترمذی نے رفاعہ بن رافع کی روایت
 سے پس معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم لوٹانے نماز کا اسوٹھا کیا تھا تاکہ نماز
 مکروہ تحریمی نہ ہو یہ کہ بوجہ فساد کے حکم دیا اور جو تیرا سپر والا لگ کر تھی ہے اگر زیادتی ان الفاظ
 حدیث کی نہ سمجھی جوتی تو وہ چھوڑنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس شخص کو تا اختتام
 نماز ہے اور اگر طمانینت نہ ہوتا مفسدہ صلوة ہوتا تو پہلے ہی رکعت میں نماز فاسد ہو چکی تھی

اور بعد فاسد ہونے کے نماز پڑھنا حلال نہ تھا اور ثابت رکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ادا کرنا
 شرعیہ میں سے ہے کہ نماز باطل نہیں ہوئی تھی اور امام سرخسی سے منقول ہے کہ اعتدال کے ترک
 کرنے سے لوٹنا نماز کا لازم ہے اور اسکے وجوب اعادہ میں کوئی اشکال نہیں کیونکہ جو نماز مکروہ تحریمی
 ادا ہوگی اور میں یہی حکم لوٹا بیگا ہی حال طمانینت کا تو یہ جان لیا تو نے اور حال قومہ اور حبسے
 کا بھی ایسا ہی ہونا چاہیے کہ یہ دونوں بھی واجب ہوں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اسکے واسطے دوام کیا اور فرمایا کہ نہیں کافی ہوتی نماز اس شخص کی جو رکوع اور سجود میں بیٹھ
 اپنی سیدھی نہ کیے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور شاید نزدیک صاحبین کے بھی
 واجب ہے اور اسکے وجوب پر سجدہ سو کا واجب کرنا دلالت کرتا ہے چنانچہ قتادہ ای قاضی خان نے
 مذکور ہے کہ نماز پڑھنے والا رکوع کرے اور رکوع سے سر نہ اٹھاوے اور سجدہ میں بھول کر
 چلا جاوے تو نماز اس کی ہو جائے گی لیکن اس پر سجدہ سو کا صاحبین کے نزدیک واجب ہے
 اور امام ابو یوسف کا قول کہ یہ فرض ہے اس پر محمول ہو گا کہ فرائض علیہ سے ہے اور فرائض علیہ واجب
 ہوتے ہیں پس تینوں کا اتفاق ہو جائے گا اس حدیث اور تقریر سے معلوم کر لیا تو نے کہ
 ہر ایک قومہ اور جلسہ اور طمانینت واجب ہے ورنہ مختصر آپس حدیث سے معلوم ہو کہ نقصان
 ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ نقصان فساد کو نہیں کہتے بلکہ فساد کی صورت میں تو صلوة صادق ہی نہیں
 آتی یہاں حدیث میں اس کو ناقص نماز ارشاد فرمایا ہے پس معلوم ہوا کہ رکوع میں استقدار ٹھیکہ فرض
 ہے کہ جسمیں لفظ رکوع موافق آیت کے صادق آجائے اور زیادہ ٹھیکہ یا جس کا نام طہنہ ہے وہ
 فقط واجب ہے فرض نہیں اگر کوئی شخص زیادہ نہ ٹھیکہ سے گلابادو نو سجدوں کے دو بیان میں خوب
 بیٹھے گلاب رکوع سے کھڑا ہو گا تو نماز اس کی باطل نہ ہوگی بلکہ لوٹنا نماز کا ادب ہے واجب کا چنانچہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز اس کی لوٹائی تھی اور اگر نماز باطل ہو جاتی تو پھر باقی کے استحقاق
 کے پڑھنے سے آپ ممانعت فرمادیتے بلکہ باوجود اعتدال ہونے کے اس کو باقی نماز ختم کرنے
 دی اور یہ طریقہ اس کا سبک ایسا ہے بھی فرمایا کہ ان چیزوں کے نقصان سے نماز میں نقصان

اتا ہر روز یوں فرماتے کہ نماز باطل ہو جاتی ہے علاوہ اسکے جیسے ان چیزوں کا حکم فرمایا ہو اس پر
 گمخونوں پر ہاتھ سے کھٹے کا اور سُبْحًا اَللّٰهُمَّ اور سَمِیعُ اللّٰہ کے نام بھی تو حکم پر حال نگہ
 اسمین اگر کوئی شخص نکرے تو نماز بالاجماع فاسد نہیں ہوتی حکم دونوں سے برابر ہیں پھر اس کے
 کیا معنی کہ ایک کو فرض کیا اور دوسرے کو سنت لہذا حنفیہ کا مسئلہ موافق قرآن اور حدیث
 کے ہو گیا اور ان چیزوں کی فرضیت پر کوئی دلیل نہیں دینی ادنیٰ فعلیٰ بخیر کیا ہے
 کہیں متر عن صاحب کو سوا سے اعتراض لالینی اور طعن بے معنی کرنے کے اور کچھ نہیں لکھا ہے
 تو بالکل لگاؤ نہیں مطلب کا سمجھنا کیا اس نے استعدادی پر دعوائے اجتہادی استخفاف کبھی تو
 کتاب کا مطلب ابھی سمجھیں نہ آوے گا **۵** بے فہم اگر چشم بد و زود بکتاب نہ توادید روی معنی
 و خواب ہی کی غور کنند در سخن بے مغزان و غماصی بنجہریت نقد و رجاء **قال** مشہور
 و بنجہر ہایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ شہر والے اگر گاؤں میں اپنی قربانی بیع دین تو انکو
 بعد صبح قبل نماز عید قربانی کرنی جائز ہے **اقول** حدیث سے فقط اتنا ثابت ہوتا ہے کہ نماز
 پڑھنے والوں کو شہر میں قبل نماز قربانی نہیں جائز ہے اگر اسمین حنفیہ مخالف ہوتے تو مشک
 خلاف حدیث تھا اور اسکے حنفیہ خود قائل ہیں کہ شہر میں قربانی درست نہیں ہے اگرچہ جاری
 اور مسلم کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنوز نماز تمام نہیں کی تھی
 کہ اتنے میں دیکھا کہ قربانی ہو گئی اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت فرمایا ہے کہ
 ہنوز نماز ہوئی نہیں یہ ان قربانی پہلے سے کر لی اس سے فقط اتنا ثابت ہوتا ہے کہ حدیث
 میں جو مخالفت آئی وہ شہر کی قربانی سے قبل نماز ہو اور اگر کوئی شخص شہر سے باہر غیر جائز کی
 بھیج کر قربانی کر اوسے تو اسکو حدیث کی نہی ہرگز شامل نہ ہوگی حدیث کا مودعہ خاص شہر جو
 اسکو عام کر لینا فقط اپنی طرف سے معذورانہ زادہ حدیث سے بالکل یہ بات نہیں کی
 جاتی اسی وجہ سے حنفیہ کے یہاں دو چار دس پانچ کوس کا بھی احتیاط لکھا کہ شہر ہی کا ہو کہ
 حدیث کے مخالفت کا وہم بھی نہ باقی رہے ہاں اگر اتنی دوزخ و آدے جسمیں مقرر حلوۃ ہی تو

کشف الیقین و تہذیب
 الایمان

جائزہ بنایا جو فتاویٰ قاضی خان میں یہ شرط لکھی ہو کہ اس مقدار دو سو چار سو جسمیں نماز کا
 قصر ہوتا ہے اگر پہلے نماز کے اتنی دو سو پرتبانی کرادے گا تو ہرگز خلاف حدیث منوگا پس حدیث
 کو باوجود خاص ہونے کے عام لینا اور خلاف کدیئہ کمال بے انصافی ہے اور نہایت بے
 بصیرتی ہے بصیرت را بناسند و حق و باطل تمیز مکر کیا اندھنا سے سحر و اعیان کلمہ ہے
قال مسئلہ شصت و ششم فتاویٰ عالمگیری میں جامع صغیر سے نقل کر کے لکھا ہے کہ عقیقہ کرنا
 لڑکے اور لڑکی دونوں کا مکروہ ہے نہ کیا جاوے **انہ اقول** نسا ہر جہ سے کہ کر اہست
 سے مراد طریقہ جاہلیت کی کراہت ہے اور امام محمد علیہ الرحمہ نے شرط میں لکھا ہے
 اَقَامَ الْعَقِيقَةَ قَبْلَ غَنَاءِ الْهَيْلَةِ وَقَدْ فُعِلَتْ فِي اَوَّلِ الْاِسْتِدْرَامِ
 تَسْمِيَةَ الْاَضْحَى كُلِّ ذِي كَنْ قَبْلَهُ وَتَسْمِيَةَ شَهْرِ رَمَضَانَ كُلِّ صَوْمٍ كَانَ قَبْلَهُ وَ
 تَسْمِيَةَ غَسَلِ اَبْتَرِ كُلِّ غَسَلٍ كَانَ قَبْلَهُ وَتَسْمِيَةَ الزَّكَاةِ كُلِّ صَدَقَةٍ كَانَتْ قَبْلَهُ
 كَذَلِكَ بَلَّغْنَا لَكُمْ عَقِيْقَةَ بَيْتِ مَعْلُومٍ ہوا ہلکے کہ وہ ایام جاہلیت میں تھا اور اول اسلام میں
 بھی کیا گیا پھر منسوخ کر دیا قرآنی نے ہر ذی کھ کو پہلے اسکے تھا اور منسوخ کر دیا رمضان
 ہر روز کے کو پہلے اسکے تھا اور منسوخ کیا غسل جنابت نے ہر غسل کو پہلے اوس کے تھا
 اور منسوخ کیا زکوٰۃ نے ہر صدقے کو پہلے اسکے تھا اسی طرح ہلکے ہونچا ہی انتہی آہ تشریح
 موطا میں لکھا ہے و قَالَ اَبُو حَنِيْفَةَ اَكْثَرُ مَا كُنْتُ يَسْمِيْ فَرَايَا اِمَامَ صَاحِبِ سَنَةِ عَقِيْقَةِ
 جَائِزٌ هِيَ اَنْتِيْ مَسْ جِبْ سَبْحَتُوْنَ مِنْ تَطْبِيقِ دِجَانِ لِيْ تَوْجُوْزِ اَكْ كُوْلِيْ سَوْتِ
 نَوُوْكَ بَلْكَ اِمَامٌ مَّحْمُوْدٌ تَوَكَّلْتُ عَلَيْهِنْ كَمَا عَقِيْقَةُ كَاغْسُوْخٍ ہونا پونچا ہی منسوخ ہوا اور اس کا
 ہوگا ورنہ احادیث سے جواز معلوم ہوتا ہے و جو بکسی حدیث سے ثابت نہیں ہوتا نیز امام
 صاحب نے باوجود اس حدیث سے منسوخ ہونے کے اگر مسابح کہد یا تو کو نہ اختلاف حدیث
 ہو گیا مقرر میں صاحب کو ایسے طعن بجا اور الزام آوے کہ کوئی نہ مانگا بلکہ بالکل جاہل تصبیہ
 بنانے کا کو بجائے خود جہاں میں وہ فاضل ہے بدل برن بیٹھیں اس سے کیا ہوتا ہے **ع** لان

جائزہ بنایا
 قصر ہوتا ہے

عقیدہ کرنا

نسا ہر جہ سے کہ کر اہست

موطا میں لکھا ہے

دانش گزند پیوسته نادان دور نیست خفته و انم خویش ابدی ارمی بنید بخت قال
 مسئلہ شصت و نہتم معنی شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ ایک رکعت نماز وتر پڑھنی درست نہیں ہے
 مسئلہ شصت و نہم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ نماز وتر کی آٹھ رکعت ہر ایک مسئلہ شصت و نہم ہدایہ وغیرہ فقہ
 کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب تین رکعت وتر پڑھی تو دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر کر آٹھ رکعت ہدایہ وغیرہ فقہ
 لکھا ہے کہ تین رکعت وتر میں دو رکعت پڑھ کر تین رکعت میں بیٹھے اور سلام پھیر کر آٹھ رکعت پھیر کر سلام پھیر کر
 وتر کی نسبت احادیث مختلف وارد ہوئے ہیں مگر یہ اختلاف جب تک تھا کہ جب کوئی
 امر اس میں قراۓت پڑھا اور صحابہ اگرچہ اس میں مختلف رہے مگر تین رکعت وتر میں سے
 احادیث اور آثار سے ثابت ہے چنانچہ دارقطنی میں حدیث آئی ہے قال لا توتر ثلاثاً و توتر
 بسبع و اربعین الحدیث یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر میں تین رکعت یا پانچ
 کرو اتنی حال انکہ تمام امت کا اجماع ہے کہ تین رکعت وتر کی جائز ہے اور مسلم میں عائشہ رضی
 علیہا وسلم سے روایت ہے کہ کانک علیہ الصلوٰۃ والسلام کان یصلی من اللیل ثلاث
 عشر رکعات یوتر من ذلک بحسب ما یجلیس فی شیء منہا الا فی اخرها
 یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے شب میں تیرہ رکعت پانچ اوچتے سے وتر کرتے اور
 کسی رکعت میں نہ بیٹھتے مگر آخر میں انتہی اور بخاری میں ہے کہ ہر دو رکعت میں
 سلام پھرتے تھے اور عاکم نے عائشہ رضی سے روایت کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم
 کی شرط ہے و قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر بثلاث لا یصلی
 الا فی اخرہن یعنی کبھی کبھی حضرت عائشہ رضی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 پوچھا کرتے تھے اور سلام نہ پھرتے مگر آخر ان کے میں انتہی اور نسائی میں ہے قالت کان رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم لا یصلی فی رکعتی الوتر یعنی کبھی کبھی حضرت عائشہ رضی نے رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم سے پوچھا کرتے تھے دو رکعتوں وتر میں انتہی اور عاکم نے روایت کی ہے و قال للحسن
 ان ابن عمر کان یصلی فی الرکعتین من الوتر فقال کان عمر اقصیٰ منہ

کشف
 کہ یہ حدیث صحیح ہے
 صحیح بخاری میں ہے

صحیح مسلم میں ہے
 صحیح بخاری میں ہے

فتح القدير

فی التوتو

عطاء بن یسار قال ابن عباس ان الوتر كصلوة المغرب یعنی علی بن یسار
 روایت ہو کہ فرمایا ابن عباس نے کہ وتر مثل نماز مغرب کے ہوتا ہے اور پانچویں حدیث ط
 میں یہ ہے عن ابن مسعود قال ما اجزأت سركعة واحدة كقط یعنی ابن مسعود
 سے روایت ہو کہ فرمایا انھوں نے نہیں کفایت کرے گی ایک رکعت ہرگز انتہی اور مصنف ابن
 ابی شیبہ میں یہ حدیثنا حفص حدیثنا عمر وعین الحسن قال اجتمع المسلمون
 علی ان الوتر ثلث لا یسلم الا فی اخرھن یعنی حسن بصری سے روایت ہو کہ
 فرمایا انھوں نے اجماع کیا ہو تمام مسلمانوں نے اس امر پر کہ وتر تین رکعت ہیں اور اسلام
 بہ جمیل جاوے مگر آخر اونے میں اور طحاوی میں ہو کہ ساتوں فقیہ یعنی سعید بن السبکی شروہ
 بن الزبیر اور قاسم بن محمد اور ابو بکر بن عبد الرحمن اور جابر بن زید اور عبید اللہ بن عبد السلام
 سلیمان بن یسار اور سوا انکے بڑے بڑے فقیہ اور صاحب سبکی بھی مذہب ہو کہ وتر تین
 رکعت ہیں اور اسلام فقط اوکثر اخیر رکعت میں ہی انتہی ملخصاً اور القدر بن علی کہ قول آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز شب کی دو رکعت میں پس اگر ڈر ہو صبح کا تو ایک رکعت نماز پر
 وہ رکعت وتر کر دے گی اوس نماز کو کہ پہلے پڑھ چکا ہو اس قول میں یہ دلالت نہیں کہ وتر ایک
 رکعت علیحدہ کہ میرے چاہیے تاکہ اسکے جواب دینے کی ضرورت ہو کیونکہ اسمین ان امور
 ہر امر کا احتمال ہو اور یہ بھی احتمال ہو کہ وقت خوف صبح کے ایک رکعت متصل پڑھ لی لیکن علی یہ
 حدیثیں اون صریح حدیثوں کے گمان مقابل ہیں جو ہم بیان کر چکے اور سوا اسکے اور بہت
 حدیثیں ہیں کہ بوجہ بطول کے ہٹے ترک کر دیں حالانکہ اکثر صحابہ تین ہی رکعت کے
 قائل ہیں امام طحاوی نے کہا ہے کہ ابو خالد سے یہ حدیث پہنچی کہ کہا انھوں نے کہ میں ابو خالد
 سے وتر کو دریافت کیا انھوں نے کہا ہکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے تعلیم کی کہ
 کہ وتر مثل نماز مغرب کے ہو وتر شب کے اور وہ دن کے اور دوسری حدیث ثابت سے ہر سکو
 پانچویں کہ انس سے پہلے نماز پڑھتے تھے کہ میں انہیں جانب تھا اور ام ولد انکی صحیحہ ہمارے تھی

۴۰
مکمل کتاب

۴۱
فیہ فیہ فیہ

۴۲
مکمل کتاب

۴۳
فیہ فیہ فیہ

کہ سلام پھر اگر آخر رکعت میں اتنی مختصر آن احادیث سے معلوم ہو گیا کہ وتر کے
 تین رکعت ہیں زیادہ اور کم نہیں اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ دو رکعتوں میں وتر کے سلام پھر نہیں
 چاہیے اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ دو رکعتوں میں فقط تشدد کے واسطے بیٹھنا چاہیے مگر نہ کہ
 تین رکعت وتر کی اس قدر کثرت سے روایات ہیں کہ اگر اختصار منظور نہ ہوتا تو اسکی تفصیل میں
 ایک فقرہ ہوتا۔ ورنہ ان مباحث کہ مضمون نامزدہ است ہر سال می توان سخن گفت
 یاد گفت قال مسئلہ ہوتا دو حکم ہا یہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جو شخص مالک فصاحت ہو
 یعنی جسکے پاس ساڑھے باون روپی چھ پر شاہی یا اس قدر چاندی ہو تو اسکو زکوٰۃ دینی
 درست ہے اگرچہ ستر درست ہو اور کسب کرنے کی طاقت بھی رکھتا ہو یا **اقول** چاہے
 غور اور مقام افسوس ہی کہ مقرر فی صاحب منہ حدیث کے معنی محض اسبوجہ ہے کہ امام صاحب نے
 مخالفت ہو جائے بدل دینے وادری جرات ہم مارا زین گیا نہ صیف این گمان ہو ہو چونکہ
 اون دو شخصوں نے سوال کیا تھا اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوکو دیکھا تو حضرت
 پاپا قیس سوال کرنا اوکا گوارا کرنا قوی آدمی کو سوال درست نہیں اور یہی معنی اسرا شافعی ہیں کہ
 غنی کو اور قوی کہ صدقہ طلال نہیں یعنی سوال کر کے صدقہ لینا تو درست ہی نہیں ورنہ اگر قوی
 کو زکوٰۃ دینا حرام اور ناجائز ہوتا تو اس سے او انو قوی تو انو زکوٰۃ صلی اللہ علیہ وسلم دینے
 فرماتے کہ اگر چاہو زکوٰۃ دے دون اس کی تفسیر تفسیر صاحب نے بوجہ تصدیق کو روئے کی
 کہ اگر حرام کا ماننا ہو تو دے دون کیا خوب امام صاحب کے اثبات مخالفت میں ایسے محو
 ہوئے کہ یہ بھی خیال نہ کیا گیا کہ ارف غل حرام کی نسبت ہو جائے گی خیر کچھ ہو مگر مخالفت
 یارونکے ہاتھ سے جائے شادام کہ ازرقیبان دامن فشان گذشتی ہو گوشت خال باجوہ
 رفقہ باشند و حدیث میں زکوٰۃ دینے کا جو برابر معلوم ہوتا ہے حرام فقط اپنے کلام ہی حدیث
 کے بالکل مخالف ہے کیونکہ ایسے معنی کہ کمال سودا دینی ہو علاوہ اسکے کسی لفظ سے ان ضوابط
 استنباط نہیں ہو سکتا البتہ فقط سوال کی صورت نکلتی ہی اور زکوٰۃ دینا اسی حدیث سے

مشکل کی یہ تھا دو قسم

قوی شخص کو جائز معلوم ہوا ہے نہ جہنم کی تائید کے حدیث اپنے تصرف کر کے اور لفظ حرام اپنی
 طرف سے زیادہ کر کے کیوں لکھ دی شاید یہ بھی کسی حدیث میں آیا ہو گا کہ **قَوْلُ اللَّهِ مِثْرُ**
أَنْ هَذَا أَهْمَتَانِ عَظِيمَتَانِ اِکویہ حدیث نہیں پوچھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
 ہیں کہ جو شخص جھوٹ بات مجھ پر لگا دے تو وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں کر لے چنانچہ کذابوں اور
 مفترین کی وعید میں بہت سی حدیثیں اول کتاب میں سننے لکھیں کچھ تو کچھ وقت پہنچے
 خدا کا خوف کیا ہوتا اگر سوسلوں میں سے ایک کم ہو جاتا تو کونسا اعتبار اٹھی نازل ہوتا
 اور اس جھوٹ کے نہ کہنے سے کونسا الزام آتا بلکہ اب تم اس دروغ گوئی کی بلا میں مبتلا ہو گئے
 ۷ خود جو آخر لفظ دروغ بنیدین ۴۰ بدانکہ ایک دروغاقت ہزار بلاست حاصل کلام
 یہ ہے کہ اس سے جواز معلوم ہوتا ہے اور بس قدر حدیثیں اس میں وارد ہوئی ہیں سب میں کلام اور
 ضعف ہے چنانچہ علامہ عینی نے شرح مدار میں اسی مقام پر بفضل بیان کیا ہے ترجمہ میں
 ہر کلام کا لفظ **الرَّجُلُ** رقی یا کھتا جاکم لیکن عیند کاشی قصید ق علیا اخرج
مِنَ الْمُصَدِّقِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَوَجْهٌ هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ
 علی المسئلۃ یعنی جب آدمی قوی اور محتاج ہو اور کوئی شیء اس کے پاس نہ ہو اس کو دے دیا جائے
 اس کو کافی ہو جائے گی زکوۃ دینے والے سے نزدیک اہل علم کے اور وجہ اس حدیث
 کی نزدیک بعض اہل علم کے اور یہ سوال کے ہوا ہے اس سے یعنی صدقے سے مراد یہ ہے کہ سوال کر کے
 صدقہ لینا درست نہیں اور فتح القدیر میں ہے **وَأَجَوَابُ أَنَّ الْحَدِيثَ الثَّانِي دَلٌّ عَلَى أَنَّ**
الرَّادَّ حُرْمَةً سَوَاءٌ لَهَا قَوْلُهُ وَلَوْ شِئْنَا عَطَيْنَاكَ مَا فَالَوْ كَانَ لَا خُذْ مَعَهُ مَا
غَيْرَ مُسْقِطٍ عَنْ صَاحِبِ الْمَالِ لَمْ يَفْعَلْهُ یعنی اور جواب یہ ہے کہ حدیث دوسری اس پر
 دلالت کرتی ہے کہ مراد ان دونوں کے سوال کی حرمت ہے بسبب فرماتے آپ کے اگرچہ جو تم دون
 میں آپس اگر لینا حرام ہوتا اور اس سے زکوۃ ادا نہ ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو کرتے
 انتہی نہیں معلوم ہوا کہ موافق آیت **إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ** اور مطابق اس حدیث کے

۷ زکوۃ کی حاکم

فتح القدیر میں ہے

تندرست محتاج کو دکھانے دست ہر حال مسئلہ ہفتاد و دوم شرح وقایہ وغیرہ فقہ کی
کتابوں میں لکھا ہے کہ تیمم میں دو ضربیں میں ایک ضرب تو مونہ کے لیے اور ایک ضرب کہنیوں
میں ہاتھوں کے لیے انہما قول حاکم اور دارقطنی نے روایت کی ہے **عَلَيْكَ بِالصَّلَاةِ**
وَالسَّلَامُ قَالَ التَّيْمُمُ ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَضَرْبَةٌ لِلذَّنْدِ اَعَيْنِ الْمُرْفَقَيْنِ
یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تیمم ایک ضرب واسطے مونہ کے ہے اور
ایک ضرب واسطے ہاتھوں کے کہنیوں تک انتہی لکھا حاکم نے یہ حدیث صحیح الاسناد ہے
اور کما دارقطنی نے اس حدیث کے سبب جلال ثقفی اور طبرانی میں روایت ہے **عَلَيْكَ**
الصَّلَاةِ وَالسَّلَامُ قَالَ التَّيْمُمُ ضَرْبَتَانِ ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَضَرْبَةٌ
لِلْيَدَيْنِ اِلَى الْمُرْفَقَيْنِ یعنی تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تیمم دو ضرب میں
ایک بار مونہ کے لیے اور ایک بار ہاتھوں کے لیے کہنیوں تک انتہی اور سند بن ابی
روایت ہے **عَلَيْكَ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامُ قَالَ فِي التَّيْمُمِ ضَرْبَتَانِ ضَرْبَةٌ**
لِلْوَجْهِ وَضَرْبَةٌ لِلْيَدَيْنِ اِلَى الْمُرْفَقَيْنِ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ تیمم دو ضرب میں ایک بار مونہ کی واسطے اور ایک بار ہاتھوں کے واسطے کہنیوں تک انتہی
اور ابو داؤد میں ہے عن عمار بن یاسر **اَنَّهٗ كَانَ يُحَدِّثُ اَنَّهُمْ تَمَسَّكُوا اَوْ هَمَّ مَعَ**
رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بِالصَّغِيرِ لِصَلَاةِ الْفَجْرِ فَضَرَبُوا بِاَیْہِہُمْ
الصَّغِيرِ تَمَسَّكُوا اَوْ جُوهَہُمْ مَسْحَةً وَاحِدَةً ثُمَّ عَادُوا فَضَرَبُوا بِالْقَدَمِ
الصَّغِيرِ حَرَةً اُخْرٰی فَمَسَّكُوا بِاَیْہِہِ عَمَارُ بْنُ یَاسِرٍ سند روایت ہے کہ صحابہ
نے مسح کیا اور حالیکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے مٹی سے نماز صحیح کیواسطے
میں ہاتھ کو مٹی پر مارا پھر مسح کیا مونہ کا ایک بار پھر دوبارہ ہاتھوں کو مٹی پر مارا ایسی ہی تصویر
مسح کیا انتہی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اور اصحاب کو طریقہ تیمم کا کہ دو ضربیں میں معلوم
تھا فقط عمار بن یاسر کو معلوم نہ تھا کہ جنابت میں بھی ضربیں مٹی پر پل بدل کر مٹی پر

مسح کیا اور حالیکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے مٹی سے نماز صحیح کیواسطے

مٹی سے نماز صحیح کیواسطے

ابو داؤد حاکم

اس لیے فقط واسطے تعلیم کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول کو طلاق اور سکا بکرایا اور نیکے فعل سے
 امتیاز ہو جاوے کل باتین تیمم کی نہیں بتلا میں چنانچہ امام نووی نے اس کی تصریح شرح
 مسلم کی کتاب تیمم میں کوئی عریس چونکہ اس میں یہ احتمال ہے اس لیے صریح حدیث صحیح میں نہیں
 نہ کہ وہ ہیں کیونکہ ترک ہو سکتی ہیں طحاوی میں عن ابن الزبیر عن جابر قال انا انا انا
 فقال اصابتنی جأبة فأتی تمعكت فی الثراب فقال اصررت بما رافضرت
 سیدہ الی الاخرین فمسیت وجهی کلو صرت بیدہ الی الارض فمسیت بیدہ
 الی الارض فقیل وقال هكذا التمسح یعنی ابو الزبیر جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ او نے ہر
 ایک شخص یا پس کہا اس نے تجھ کو نہایت بو بھی اور میں خاک میں ٹوٹا پس کہا اونھوں نے کیا تو
 کہ ہاں ہاں جسطرح وہ ٹوٹا ہی ہو سطر ح تو ٹوٹا پس دونوں ہاتھ اپنے جابر نے زمین پر رکے
 پھر مونہ پر رکے پھر دونوں ہاتھ زمین پر رکے پھر دونوں ہاتھوں کو گھنٹیوں تک ملا اور فرمایا
 تیمم ایسے کرتے ہیں استی اور طہرائی کی پھر اوسط میں ہر دو انگلی کے رہنے والے کو لیا آخرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اونھوں نے کہ ہم لوگ ریت میں تین تین چار چار
 مہینے قیام کرتے ہیں اور ہر گز نہ جب اور مائیں اور نفسا ہو جاتے ہیں اور مہکوا پانی نہیں ملتا ہی
 فرمایا آخرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین سے تیمم کرو پھر اپنے اپنے ہاتھ کو زمین پر مار ایک ضرب پھر
 کیا اوسط پھر دوسری ضرب زمین پر ملانی پس ہاتھوں کو گھنٹیوں تک ملا استی ان احادیث سے
 ثابت ہوا کہ تیمم کی دو ضربیں ہیں اور تیسری ضرب حقیقہ کا ہی مطابق حدیث کہ نہ مخالف **قال** مسلم ہذا وہوم
 بابہ وغیرہ کہ کیا وہ نہیں لکھا ہو کہ ت رضاء کے اندر وہاں پھر چھوڑ دو وہ کہ خواہ بہت ہی حرام کرنا ہو
اقول فتح القدیر میں ہے **والسواء ان التقدير مطلقا منسوخا** صریح منسوخ ہے **ان حکما**
حين قيل لكان الناس يقولون ان الرخصة لا تحرم فقال كان ذلك ثم كسروا
عنه مسجودا قال لكان الرخصة ان قبله وكثيرا ما يحرم ودوي عن ابي القليل يحرم
 یعنی جواب یہ ہے کہ تقدیر مطلقا منسوخ ہے و تصریح کی اس کی سنہ کی ان عباسی جیسا کہ او نے کہ لکھا کہ آدمی نہیں

میں چنانچہ

میں چنانچہ

میں چنانچہ

کہ کیا روچھ پیرا ہم نہیں کرتا فرمایا پہلے تھا یہ نسخہ جو گیا اور ابن مسعود سے روایت ہو کر فرمایا اور
 نے رجوع کیا اور رضاع نے طرف اس کے تھوڑا اور بہت حرام کر دیا اور ابن عمر سے روایت ہے کہ
 قلیل رضاع حرام کر دیا ہی انتہی اور عقود اجماع المینہ میں لکھا ہے ابو حنیفہ عنی النکاح عینہ
 عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مَحْمُودٍ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُحْرِمُ مِنَ الرِّضَاعِ مَا يُحْرِمُ مِنَ النَّسَبِ قَلِيلًا
 وَكَثِيرًا كَذَلِكَ الْأَمَامُ أَبُو يُوسُفَ عَنْهُ يَعْنِي سَوَالُ مَدِ مَدِ عَلَيْهِ سَلَامُ فَرَمَا یہ
 کہ رضاع سے وہ شے حرام ہو جاتی جو نسب سے حرام ہوتی ہے قلیل رضاع ہو یا کثیر ہو ایسی روایت کیا
 اس حدیث کو امام ابو یوسف نے انتہی اور اس کے کارمین لکھا ہے کہ یہی قول علی اور ابن مسعود اور
 ابن عمر اور ابن عباس اور ابن السیوط حسن بصری اور مجاہد اور زہرا اور عطاء اور طاووس اور یحییٰ
 اور زہری اور قتادہ اور حکم اور حمادہ اور ابو حنیفہ اور مالک اور اویسی اصحاب اور ثوری اور لیث
 اور اوزاعی اور طبری کا ہے انتہی اور لیث نے کہا ہے کہ مسلمانوں نے اس پر اجماع کیا ہے کہ تھوڑا اور
 بڑا اور بہت پیا حرام کر دیتا ہے انتہی پس معلوم ہوا کہ مَصْدَقٌ وَمُصْتَنَانٌ کی حدیث نسخہ ہے
قال مسئلہ فقہاء وچاہم ہر ایک وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ چور کا ہاتھ کاٹنے کے لیے ہتھی
 کے حکم دینے کے جب جسکی چوری ہوئی وہ اپنی چیز اگر چور کو بخشے تو قاضی کو اس کا ہاتھ کاٹنا جائز
 نہیں **انہم اقول** اس حدیث سے یہ امر ثابت نہیں ہوتا کہ یحییٰ بن ابی حنیفہ اس چور کو دیا
 تھا اور سارق کو سونپ بھی دیا تھا تا کہ مسئلہ خفیہ کا اس حدیث کے مخالف ہو کیونکہ ہم یہ ہیں
 شرط لکھی ہے کہ جب اس کو تسلیم کر دے گا اس وقت ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اگر یہ صورت سمجھ
 صاحب ثابت کر دیں کہ اس کو تسلیم کر دیا ہو تو ہم بھی تسلیم کریں گے علاوہ اس کے یہ حدیث مضطرب
 اور اضطراب باعث سند ہوتا ہے مینا فتح القدیر میں لکھا ہے وَكَمْ يَثْبُتُ أَنَّهُ سَلَّمَ إِلَى الْكَلْبِ
 فِي الْهَبَةِ ثُمَّ الْوَأَقَعَةُ وَاحِدَةً فَكَانَتْ فِي هَذِهِ الزِّيَادَةِ إِصْطِرَابٌ وَالْإِصْطِرَابُ
 مُوجِبٌ لِلضُّعْفِ وَيَحْتَمِلُ كَوْنُ قَوْلِهِ مُوَصَّلاً عَلَيْهِ وَكَانَ بَعْدَ الدَّرَجَةِ لِيَكُونَ

نسخہ
 ابن عمر

نسخہ

نسخہ
 ابن عمر

نسخہ
 ابن عمر

نسخہ
 ابن عمر

وَفِي ذَلِكَ كَذِبٌ لِّمَن كَانَ قَبْلَ الْقَبْضِ يَسِيْرٌ مِّنْ ثَابِتٍ بِرَأْسِهِ اَمْرًا اَوْ مَخْصُوْنًا لِّمَن اَوْسُو
 به میں سہرا دیا ہوا واقعہ ایک ہی ہے اس زیادتی میں اضطراب ہو اور اضطراب موجب ضعف
 ہو اور احتمال ہے کہ حدیث کتنا اذکار بعد لہجائے چادر کے ہو اور اسمین ملک تبض سے پہلے نہیں
 ہوگی انتہی پس مسئلہ ہدایہ کا حدیث کے کیونکر مخالف ہو سکتا ہے مگر من صاحب اپنے ذہن
 میں ایک بات خلاف حدیث متعین کر لیتے ہیں اور بے دھڑک حکم مخالفت کا لگا دیتے ہیں
 فقط مخالفت اونکے ذہن نارسائی ہی فی الواقع تو مخالفت ہرگز نہیں تھا اسکو خوب جانتے ہیں
 اور مگر من صاحب کی دھوکے بازیان بھی بخوبی پہچانتے ہیں کہ مگر من صاحب کی آنکھوں پر
 نقشب اور حسد کا پردہ پڑا ہوا ہی خواہی خواہی بنے یا نہ بنے زبردستی ہر مسئلے میں الزام مخالفت
 حدیث کا لگا دیتے ہیں درحقیقت الزام سفاهت اور جاہلیت کا اپنے اوپر لیتے ہیں ۵
 بھلا اسمین کسی کا جرم کیا ہے ہنسیوں سے تجھے اپنے گلا ہی **قال** مسئلہ فقہاء و مجتہدین
 وقایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ سو اسے نماز وتر کے اور نماز دن میں دعائے قنوت پڑھنی
 جائز نہیں **انہ اقول** احادیث میں دونوں صورتیں وارد ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فجر کی نماز میں قنوت پڑھا ہی اور نہیں بھی پڑھا ہی پس جو حدیثیں اس قسم کی ہیں کہ
 جنہیں تصریح اس امر کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک قنوت پڑھا نہ پایا وقت
 صبح و عشاء کے پڑھتے تھے ان احادیث کی مفسر ہو جائیں گی پس معلوم ہوا کہ جن احادیث میں
 قنوت پڑھنا ثابت ہوتا ہے اس سے یہ مراد ہے کہ وقت حدوث حوادث کے پڑھتے تھے اگر جن میں
 قنوت کی نفی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ بلا حدوث کسی امر کے نہیں پڑھتے تھے اور یہی نزاع حنفیہ
 کا ہے عن عبد اللہ بن مسعود عن قال کم یقنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فی الفجر قطلاً لا شہداً و اواحداً لا ینہ حدیث حجاج بن المشرکین فنت بدعو
 علیہ عینی نہیں قنوت پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر میں ہرگز نہ ایک ماہ
 کہ ایک قبیلہ مشرکین سے محاب تھے قنوت پڑھتے تھے اوپر نہ عاکرتے تھے انتہی کہا عاکرتے

ابن ہمام نے ہذا الحدیث کا اعتبار علیہ معنی اس حدیث میں کچھ غبار نہیں یعنی صحیح الاسناد
 ہو انتہی اور مسلم بن یونس عن عاصم عن النبی قال سألتہ عن النقیۃ قبل
 الرکوع أو بعد الرکوع فقال قبل الرکوع قال قلت فإن ناساً یذعمون
 أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قنّت بعد الرکوع فقال رآه ما قنّت
 رسول الله صلى الله عليه وسلم شهراً یذعمون علی الناس قتلوا الناس امین
 اصحابہ یقال لہذا القصة یعنی اس سے میں نے دریافت کیا کہ قنوت رکوع سے پہلے ہو یا
 بعد رکوع کے فرمایا کہ پہلے رکوع کے میں نے کہا آدمی گمان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے بعد رکوع کے قنوت پڑھا ہی فرمایا نہیں قنوت پڑھا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے مگر ایک مہینہ یعنی رکوع کے بعد بدعا کرتے اور لوگوں پر جنہوں نے آپ کے صحابہ میں سے
 اور لوگوں کو قتل کیا تھا جنکو قاری کہتے تھے انتہی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قنوت قبل
 رکوع کے تھا اور عاصم بن سلیمان سے روایت ہو کہ پہلے انس سے کہا کہ ایک قوم کہتی ہے کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ صبح کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے فرمایا جھوٹ کہتے ہیں نہیں
 قنوت پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر ایک ماہ بدعا کرتے تھے قبلوں پر مشرکین
 کے اتنے اور کتاب القنوت میں انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم میں قنوت پڑھتے تھے مگر صیوت کسی کے واسطے دعا کرتے یا کسی پر بدعا فرماتے
 انتہی علامان ہمام نے لکھا ہے کہ سند اس حدیث کی صحیح و سیو جہ سے انس رضی اللہ عنہ کی نماز میں
 قنوت نہیں پڑھتے تھے چنانچہ بطرانی نے غالب بن فرقد سے روایت کی ہے کہ میں انس کے چہرہ
 دو مہینے تک رہا پس صبح کی نماز میں اونھوں قنوت نہ پڑھا اور ابن حبان نے ابو ہریرہ رضی
 اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں قنوت پڑھتے تھے فجر میں مگر جبکہ دعا
 کریں یا بدعا انتہی اور اس حدیث کی بھی سند صحیح ہے اور امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن
 ماجہ اور طحاوی نے ابو مالک سعد بن طارق سے روایت کی ہے وہ اپنے والد سے روایت

صحیح
اسناد

صحیح
اسناد

صحیح
اسناد

صحیح
اسناد

صحیح
اسناد

صحیح
اسناد

کرتے ہیں کہ فرمایا انھوں نے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی پس یہ قنوت
 پڑھا اور ابو بکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی پس قنوت پڑھا اور عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی پس قنوت پڑھا
 اور عثمانؓ کے پیچھے نماز پڑھی پس یہ قنوت پڑھا اور علیؓ کے پیچھے نماز پڑھی پس یہ قنوت پڑھا
 پھر فرمایا بیٹیا تحقیق یہ بدعت ہے انتہی اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن جہان نے اور کہا حافظہ
 نے سند اس حدیث کی اوپر شرا مسلم کے ہی انتہی اور ابن ابی شیبہ ابن مسعود ابن عمر ابن عباس
 ابن الزبیر سے روایت کی ہے کہ وہ صبح کی نماز میں قنوت نہیں پڑھتے تھے اور ابو بکرؓ اور عمرؓ
 اور عثمانؓ نے بھی ایسی روایت کی ہے انتہی اور امام محمدؒ نے کتاب الاذان میں اسود بن یزید
 سے روایت کی ہے کہ میں عمرؓ کے ہمراہ سفر اور حضر میں دو برتن تک رہا پس دیکھا میں نے ان کو قنوت
 پڑھتے ہوئے انتہی اور ابن ابی شیبہ نے علیؓ سے روایت کی ہے کہ جب انھوں نے فجر میں قنوت
 پڑھا تو لوگوں نے اوپر اٹھ کر کیا پس فرمایا کہ میں اپنے سر پر پردہ جا ہی تھی انتہی اور اس میں یہ بھی ہے
 کہ ابو ارمیہؓ کو منکر معلوم ہوا اور آدمی یا تو صحابہ تھے یا تابعین پس معلوم ہوا کہ ابو داؤد اور
 ترمذی اور مسلم بن جوہر روایت ہو وہ اس وقت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے واسطے
 دعا یا بدعا کرتے تھے کیونکہ ایسی ہر متحہ حدیثیں نہایت صحیح اس کی تفسیر واقع ہوئی ہیں علیؓ
 القیاس ابو داؤد میں انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت پڑھا ہی
 اور بعد رکوع کے پڑھا ہی اسی پر معمول ہو کہ ایک حدیث یا بوقت ضرورت ایسا واقع ہو اور نہ اس
 سے خود مسلم کی حدیث میں نہایت ہو چکا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل رکوع قنوت فقط
 ایک مرتبہ پڑھا تھا اور یہ بھی اسی سے ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ قنوت میں
 پڑھتے تھے اور خود انسؓ نے بھی نہیں پڑھا پس امام صاحب تو حدیث کے موافق رہیں گے
 ستھ انس صاحب مخالف ہو گئے ۷ تم ملو ہی کہتے ہو کچھ اپنی بھی خبر ہو قال مسلم
 وثبتہم علی شریعت ہدایہ میں محیط سے نقل کر کے لکھا ہے کہ وتر پڑھ کر پڑھتے بھی اور سوا علیؓ پڑھنے
 بھی جائز نہیں میں انہی اقوال طحاوی بن اسناد صحیح سے روایت ہے بحکم کافیر عرب

ترتیب

ترتیب

ترتیب

وقت نماز قاری

کشف الیقین و دھام
معجم الیقین

صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد صبح کی نماز کے عمارت فرمائی ہے جب تک کہ آفتاب نکل آوے پھر شیخین
کی اور جلیث پر معتد م ہوگی جیسا کہ ابھی ہم ذکر کر چکے ہیں انتہی علاوہ اس کے ان دو نوچین
میں جو معتز صاحب نے لکھی ہیں محدثین کو کلام ہے چنانچہ ترمذی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے
کہ اوٹکے نزدیک یہ حدیث قابل حجت نہیں اور ملا علی قاری نے شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ یہ
حدیث ثابت نہیں قطع نظر اسکے حدیث نہیں کی مقدم ہوتی ہے خصوصاً اس وقت کہ دوسری حدیث
جس سے جواز ثابت ہوتا ہے الیقین تہذیب جیسے کہ حدیث نہیں کی قوت رکھتی ہے پس بعد نماز
صبح کے سنتوں کا پڑھنا خلاف احتیاط ہے **قال** مسئلہ ہفتاد و ہشتم آیا وغیرہ فقہ کی کتابوں
میں لکھا ہے کہ استسقا میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنی سنت نہیں بلکہ ایک مسئلہ ہفتاد و نہم آیا
وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ نماز استسقا میں چاروں ملکہ کر اور معنی امام کو بھی اور قوم
کو بھی سنت نہیں مسئلہ ہشتاد و یک آیا وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ استسقا میں خطبہ نہیں
اے **اقول** فتح المسائل میں لکھا ہے کہ امام صاحب کے نزدیک استسقا دعا اور استغفار ہی
کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **اَسْتَغْفِرُكَ اَسْتَغْفِرُكَ اَسْتَغْفِرُكَ اَسْتَغْفِرُكَ اَسْتَغْفِرُكَ اَسْتَغْفِرُكَ اَسْتَغْفِرُكَ اَسْتَغْفِرُكَ**
اَسْتَغْفِرُكَ اَسْتَغْفِرُكَ اَسْتَغْفِرُكَ اَسْتَغْفِرُكَ اَسْتَغْفِرُكَ اَسْتَغْفِرُكَ اَسْتَغْفِرُكَ اَسْتَغْفِرُكَ
صدرا اے یعنی طلب مغفرت کرو پروردگار اپنے سے وہ بخشے والا ہے بھیجتا ہے ایم کو تم پر
والا علاوہ اسکے اکثر حدیثوں میں طریقے استسقا کے مرقوم ہیں انہیں نماز نہیں ہے بلکہ
ایک صورت میں فقط نماز ثابت ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ
تشریف لے گئے اور نماز پڑھی اور خطبہ پڑھا اور یہ حدیث مع تمام خصوصیات اپنی کے حدیث
کو نہیں پونجی یا خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی اور سنت ہے جس پر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پیشگی کی ہو مگر کبھی ترک بھی کر دیا ہو اور یہاں نماز کا نہ پڑھنا زیادہ ہی فقط نماز تو
ایک دفعہ پڑھی ہے اور یہ حدیث بھی صحیح ہے کہ عمرؓ نے استسقا کیا اور فقط دعا مانگی اور استسقا
کیا اور نماز نہیں پڑھی اگر نماز سنوں ہوتی عمرؓ ترک نہ کرتے حالانکہ یہ امر صحابہ کے روبرو
کیا گیا اور عمرؓ کا نہ جانا باوجود دعوت کے اور قرب زائد رسالت نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

بید ہو آیا وجود جانی کے ترک کر دینا اور بھی عید ہو اور پھر صحابہ کا تہنیک زنا نہایت مستبعد ہو اور
امام صاحب کی مراد اس قول سے کہ استغفایں جماعت نہیں یہ ہو کہ جماعت مع خصوصیات
دوسری کے مسنون نہیں ورنہ اگر شخص نماز پڑھ گیا بطور نفل کے اور دعا اور استغفار کر لیا تو جائز
ہو بلکہ ستحسن ہو اور احادیث جو استغفایں مروی ہیں اضطراب سے خالی نہیں اور اکثر طرق
جہیں خصوصیات اور کیفیات مذکور ہیں خالی از ضعف نہیں پس امام صاحب نے اس کا خلاصہ
مقصود اصلی جو دعا اور استغفار ہو اخذ کر لیا یہی ہو اور نماز کو سوای جماعت اور خطبہ جائز رکھا یہی ہو جو اخذ
اونکے کے ائمہ نقی کو اور فتویٰ نزدیک حنفیہ کے صاحبین کے قول پر ہو کہ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے فعل سے خطبہ جماعت ثابت ہو اور خصوصیت کی کوئی دلیل نہیں پائی جاتی انتہی اور فتح القدیر
میں ہو کہ چادر پلٹنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بطور نیک فالی کے تھا چنانچہ اسکی تصریح مستدرک
جابر رضی کی روایت سے آئی ہو اور وہ صحیح حدیث ہو قویا ابو نعیم نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
چادر سیلے قلب کی تاکہ قحط سالی منتقل ہو جائے اور طوالات طبرانی میں ان شرح سے روایت ہو کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر کو پلٹا تا قحط سالی بدل کر رزانی ہو جائے اور مستدرک حنفی میں ہو کہ چادر کا
اسوجہ سے تھا کہ سختی آسانی کی طرف منتقل ہو جائے اور کتاب ربعہ سے جو حدیث ابن عباس رضی کی روایت
میں ہے اور وہ خطبہ پر لالت کرے تو کوئی اشکال نہیں ورنہ ترمذی نے جو صحیح کہا ہو مگر حاکم نے اسکو
کیا ہو اور سکوت اور کما ضعف پر اس حدیث کے لالت کرتا ہو اور حافظ منذری نے اسکو مرسل
ہو اور سند امام احمد میں جو روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آئی کہ استغفایں اسطے نہیں
لائے پس نماز قبل خطبہ کے شروع کی اور امام احمد نے خطبہ کو استغفایں مسنون نہیں کہا ہو تو معلوم
کہ یہ حدیث اونکے نزدیک ضعیف ہو اور تو نے معلوم کر لیا ہو کہ حدیث کا ضعیف ہونا اس پر مؤثر
نہیں کہ بعض راوی اس کے ضعیف ہو اگرین بلکہ علین ضعف حدیث کی اور بہت ہیں انتہی
خلاصہ تحریرات یہ ہو کہ امام صاحب طریقہ مسنون ہونے کا انکار کرتے ہیں اور فی الواقع خطبہ
مسنون کے یہی ہونگے کہ اکثری ہو تو بیشک مستغفایں اکثر ہو دعا اور استغفار فقط احادیث

میں وارد ہو ورنہ عمر نہ اگر یہ طریقہ اکثری ہوتا تو ہرگز ترک کرتے اور صحابہ حضور متنبہ کر دیتے پس ترجیح
 دینا دعا اور استغفار کا اور نماز نہ پڑھنا عمر نہ کا اور صحابہ کا سکوت کرنا اس پر ال ہو کہ طریقہ مسنون
 یہی ہو وہ نہیں کہ فقط جواز اور سکارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہو گیا ہو وضو میں
 بھی تو آخر ایک ایک اور دو بار دھونا فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو مگر مسنون
 وہی ہو جو اکثرین میں بار اعضا کو دھویا ہو پس علوم ہو اگر امام صاحب کی جو غرض یہی وہ حدیث
 کے مطلق مخالف نہیں حاشا و کلا جہرا ابہرہ چونکہ حنفیہ کو ثابت ہو گیا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے خطبہ و جماعت کے ساتھ پڑھی گوا یکبار سی اسلیے صاحبین کے مذہب پر فتویٰ ہو اور حنفیہ
 نماز استسقاء پڑھتے ہیں جماعت اور خطبہ و قلاب کرتے ہیں مگر یوں کہنا کہ فلا نے مجھ پر خلاف
 کیا محض خطا ہی اگر اختلاف مانا نہ ہوتا تو بیشک اختلاف ایہ ہوتا اور اختلاف مانا نہ ہوتا جو شہادت
 کے رکھا گیا ہو ورنہ شارع سے منع اختلاف کی توجہ ممکن تھی اور اس اختلاف میں بندہ شکوہ اسطے بڑی بڑی
 مصلحتیں ہیں **۱** دم و احکام شریعت میں ازراہ خطا و ہرج و مرج و از شارع ہمہ خیرت و موافق
قال مسئلہ ہشتاد و یکم ہر دو غیر فقہ کی کتابوں میں لکھا ہو کہ عورت ٹوٹا نہ بیٹھو یا باڑو نہ بیٹھو یا بڑی باری
 میں برابرین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہو سو امام اعظم نے اس مسئلے میں خلاف کیا ہو اس حدیث کا جو
 کہ بخاری اور مسلم میں روایت ہوئی فلا بہ سے **الح قول** مذہب امام صاحب کا اس مقام پر ان
 و حدیث سے ماخوذ ہو اعتراض مخالف کتاب سنت کا اوپر نہیں ہو سکتا ابو داؤد اور ترمذی اور
 نسائی اور ابن ماجہ اور امام احمد اور حاکم نے ابو ہریرہ رضی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا جس شخص کی دو عورتیں ہوں پس مال میں طرف ایک کے تو قیامت کے دن وہ شخص آگ کے
 احوال میں کہ ہو تو اس کا ٹھہر ٹھا ہو گا انتہی اور ابو داؤد اور نسائی اور ترمذی اور ابن ماجہ میں
 سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم کرتے اور بار بار کرتے ہوئے فرماتے خدا یا یہ قسم یہ ہو
 میرا اختیار میں ہو پس غیر اختیاری میں مجھ کو ملاست مگر تاہم یعنی بغض سے قلب ہی اختیار مائل
 ہو انتہی اور خدا تعالیٰ فرماتا ہو **فَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تَعْلَمُوا مَا تَقُولُوا فَادْعُوا الشَّاهِدِينَ** پس اگر خوف کرو تو کہہ دو

کہ یہ حدیث
 صحیح ہے

۲۱۸

نہیں ہو سکے گا تو ایک ہی عورت کو ہفتی تین معلوم ہو کہ ازواج میں خواہ باکرہ ہوں خواہ ثیبہ برابر ہی چاہے
 اوچسب صیث میں شروع نکاح میں باکرہ کو ہر اسلے سات روز اور ثیبہ کو ہر اسلے تین روز میں چھٹی کا انکار
 نہیں کرتے مگر یہ کہتے ہیں کہ جتنے دن اسکے پاس رہیگا اوتنے ہی روز پہلی کے پاس رہنا پڑیگا ورنہ خلاف حد
 اور قرآن لازم آئیگا اور مسلم کی حدیث جو وارد ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسئلے سے نکاح کیا اور تین
 تک پہنچا اور فرمایا اگر چاہو تو سات دن ہوں مگر سات سات دن اور دن کے پاس بھی رہو گا انہی میں سے
 یہ نہیں معلوم ہوتا اگر تین دن رہینگے تو دوسری ازواج کے پاس بھی تین تین روز قیام ہوگا بلکہ یہ فرمانا آپ کا
 پھر روکنے میں بھی اسقدر رہو گا صحیح و دلالت نہ ہو کہ برابری چاہیے البتہ جو ابتدائی نکاح کے باکرہ کے ہاں
 سات روز کی اجازت اور ثیبہ کے پاس تین روز کی دی گئی ہو اس حدیث سے خواہ مخواہ زبردستی یہ اندکڑنا کہ
 دوسری کو اسقدر متحقاق نہ ہو گا خالی تہصیلے رسوائی سے نہیں جای انصاف ہو کہ خود بفضل سے خالی ہوں
 اور اہل الراۃ یعنی عقلا پر اعتراض کریں اور مخالفت حدیث کا الزام میں حال آنکہ جب ظاہر ہے کہ جو سمجھتی ہے
 تو بوجہ طلب حدیث کو موافق مقتضو قائل ہے کیونکہ سمجھیں گے ۵ جاوہر اندر درایت تادانی غرض قائل و متقدم
 اینست ۶ قال سہلہ بن سہلہ و دوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہو کہ مدعی کو قسم نہ دیجو اور یہ
 امام اعظم کا جو سوا امام اعظم نے اس مسئلہ میں خلاف کیا جو ان وصیریون کا پہلی حدیث مسلم اور ابو داؤد اور
 نسائی میں روایت ہو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ تحقیق یہ خبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا
 قسم اور گواہ برادر کہا اس کی جید جو دوسری حدیث ترمذی میں روایت ہو جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ
 عنہ سے کہ نقل کی اوستے اپنے باپ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا ساتھ قسم کے ساتھ ایک آہ
 کہا اور حکم کیا ساتھ اس کے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی تمہارے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث اصح و اقویٰ
 مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے حدیث کی ہر اس حدیث علیہ وسلم قال لا یحل للکافر
 یدخلکم ذلک و ذلک ناسخ ماکہر جلال و امواکھ و لکن الیکین علی اللہ علی علیہ یعنی تحقیق یہاں
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو اگر آدمی موافق دعویٰ اپنے کے دے جائیگے تو آدمیوں کی جان مال کا
 دعویٰ نہ چھینے گا لیکن قسم ماننا علیہ یہی انتہی اور بیشکی میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ رسول اللہ

۴
 حدیث

حدیث
 حدیث
 حدیث

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا و لیکن گو اہل لائے مدعی پرین اور قسم کھانی مدعا علیہ پر ہوا انتہی اور انتہی تعالیٰ
فرمایا استشهدوا شہداً من ذریعۃ الکفر فانکم یكونون حاکمین فرجّل فامرأتان یعنی دو
گواہ طلب کر پس اگر مرد و دونوں تو ایک مرد اور دو عورتیں جو انتہی اور شاہد اور میں کی حدیث کو
علامت ملنے لے لکھا ہے کہ توحید بن عیین نے اسکو رد کیا ہے اور میں نے اسکا انکار کیا ہے پس بعد انکار راجح
حجت نہیں ہو سکتی علاوہ اسکے یہ بھی احتمال ہے کہ معنی اس حدیث کے یہ ہوں کہ نزول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایک بار فقط جنس شاہد سے حکم کر دیا اور کبھی میں سے حکم کیا پس اس حدیث سے دونوں کا جمع نہ لایا گیا
شخص میں نہیں پایا گیا اور مثال اسکی ایسی ہے جیسے کہا جائے کہ زید گھوڑا اور خچر سواری اور مراد
علی التعاقب ہوتی ہے اور اگر تسلیم ہی کیا جائے کہ یہ حدیث جمع کو نہ ضمنی ہے مگر مدعی کی بین برکات سے
دلائل کرتی ہے بلکہ جائز ہے کہ قسم مدعا علیہ کی مراد ہو اور برابر اسکے قائل ہیں بلکہ گواہ کا اعتبار نہیں
عدم وجود او سکابر بہرہ میں مدعا علیہ کی قسم پر جمع کیا جائیگا واسطے عمل کرنے کے مشورہ احادیث پر
انتہی حاصل کلام یہ ہے کہ اول تو شاہد و عیین کی حدیث میں بعضوں نے کلام کیا ہے اور قطع نظر اسکے اس
میں بہت احتمال ہیں پس خواہ نخواستہ ایک احتمال کو خاص کر کے مخالف حدیث شہورہ اور قرآن کر دنیا چھا
نہیں بلکہ حدیث اور قرآن سے ثابت ہو گیا کہ گواہ ضرور میں مگر گواہ دونوں مدعی پرین اور قسم علیہ
پرس تقسیم سے معلوم ہوا کہ دونوں چیزیں ایک میں جمع نہ ہونگی جیسے مدعا علیہ کے گواہ سموع نہون کے اسمی
مدعی کی قسم کا اعتبار نہون گا پس اگر شرکت لیجا نیگی تو منافاتی تقسیم کے ہو جائیگی پس باوجود احادیث شہورہ
اور دلالت قطعی افوی کے نہ ماننا اور اس حدیث کے ظنی مستو کو حجت گردانا پھر مزیدی بران امام صاحب
تاہیب کو جو وافق حدیث اور قرآن کے ہو مخالف جاننا بجز تصدیق کے فہمی کے کوئی بات نہیں ہے
تحذیر کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے قال مسئلہ ہشتاد و سوم ہذا فیغیر فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ سموع گسن کی نماز تک
بہرت میں ایک ہی کو ہے ہذا فیسم ستہ ہشتاد و چہارم ہذا فیغیر فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ نماز گسن میں خطبہ نہیں ہے
مسئلہ ہشتاد و چہم شرب وقایغیر فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ گسن کی نماز میں ادرت آپستہ میں منی پٹا ہوا
یہ مذہب عام علم کا ہے و لوام اعظم نے اس مسلمین خلاف کیا ہے بخاری اور سلم کے انہما قولہ

۲
بینی
بانی

مفتی محمد شفیع

سید کاظم

میں بکھارو اللہ تعالیٰ رحمۃ اللہ علیہ اور احادیث بروایات متعلیہ فی صحیحہ
 وحسنہ ومثبتہ لیدھب الخفیۃ وتکلم علی احادیث تعدد رکوع یا ہا اضطرر
 فیہا الرواۃ فان صہم من روى رکوعین ومنہم من روى ثلث رکوعات فوجب ان
 یصلی علی المعنویہ وهو الموافق بروایات اطلاق نحو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا کان
 كذلك فصلوا یعنی شیخ ابن ہمام احادیث وایات متعددہ سے لائے ہیں جو صحیح اور حسن اور
 ثابت کی زوالی مذہب خفیہ کی ہیں اور کلام کیا ہو انھوں نے تدرک رکوع کی حدیثوں میں بائینوں کو
 اونہیں راوی مضطرب ہیں کیونکہ بعضے درکوع کی روایت کو تے ہیں اور بعضے تین رکوع کی پس
 ہوا کہ نماز بطور معمول پڑھی جائے اور وہ وایات مطلقہ کو وافق ہر مثل قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 پس بکلیسا ہو پس نماز پڑھو اتقی اور تہلیل احقائین میں یہ کہ ہماری حجت وہ حدیث ہے جو ابو داؤد
 میں قدیمہ سے ساتھ اسناد صحیح کے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی دو رکعتیں
 سوچ گمن کی تھی اور روایت کیا ہے دو رکعتوں کو ایک جماعت نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی اونہیں سمجھاتے ہیں
 عمر بن عبد ربہ بن جذبہ اور ابو بکرہ اور عثمان بن بشیر میں اور اس حدیث سے انکار کیا دلی ہے کیونکہ اسکا
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے اور ارفعل ہر مقدم ہوتا ہے اور بوجہ کثرت راویوں کے اس حدیث
 احادیث کے اور موافق ہونے اسکے کے طریقہ مسہودہ کو اور حدیث عائشہؓ اور ابن عباسؓ سے اول
 لوگون کی حجت قائم نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ امر ثابت ہے کہ مذہب ہونے دو نو نگاہ خلاف اسکے ہے اور جب
 مذہب راوی کا خلاف اسکے ہو جسکو روایت کرتا ہے تو وہ روایت حجت نہیں ہو سکتی علاوہ اسکے یہ
 روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رکوع کیے ایک رکعت میں اور چار رکوع کیے ایک
 میں اور پانچ رکوع کیے ایک رکعت میں اور چھ رکوع کیے ایک رکعت میں اور آٹھ رکوع کیے ایک
 رکعت میں اور اس روایت کو غایب نہیں کرتے پس جو جواب درکوع سے زیادتی پر ہو گا وہی جواب
 ایک رکوع کی زیادتی پر ہو گا اور ایک رکوع سے زیادہ روایت کی یہ وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے طول رکوع بہت کیا تھا کیونکہ جنت اور ناریش کی گئی تھی پس بوجہ دیر کے بعض شخص

۴
 یہ صحیح ہے

ملول ہوئے اور اوخون نے اپنے سر کو اٹھایا یا یہ گمان ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے
 اٹھایا ہو پس اوخون نے بھی سر اٹھایا اپنے سر کو وافق عادت روزمرہ کو مع کے اٹھایا پس
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رکوع میں پایا پس رکوع کیا پس اس سنی و سری بار اور تیسری بار کیا پس
 جو لوگ اٹکے پیچھے تھے اوخون نے بھی ایسا ہی کیا اس گمان سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 ایسا کیا ہو پھر رکعت کے موافق اپنے گمان کے روایت کردی اور ایسا اشتباہ جو لوگ آخر صف میں
 ہوتے ہیں بھی ہو جاتا ہی کہ وہ نہ عاقل نہ تو عورتوں کی صف میں تھیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی
 صف میں تھے اور جو امر کہ اس تاویل پر دلالت کرتا ہو وہ یہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 مدینہ شریف میں سورج مگن کی ایک ہی مرتبہ نماز پڑھی کہ پس کل اور کا ایک مرتبہ میں ثابت ہو محال ہے
 پس معلوم ہوا کہ راویوں سے بوجہ اشتباہ کے اختلاف ہو گیا اور بعضوں نے کہا کہ خود رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سر اٹھاتے تھے تاکہ آفتاب کو دیکھیں کہ بخلی ہو یا نہ ہیں پس بعضوں نے ہسکو
 رکوع گمان کر لیا پس اس لفظ رکوع اطلاق کر دیا پس اس احادیث کی جو معنی روایت کی ہیں یہ حدیث
 باوجود ان احتمالات کے معارض نہ ہو گئی انتہی آجہ حدیث سنئے جس میں صریح فقط ایک رکوع کا ایک
 رکعت میں کرنا ثابت ہو اوداؤد اور نسائی اور شمائل ترمذی میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
 کہا اوخون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج مگن ہوا پس قیام کیا اپنے بہت دیر تک
 رکوع کیا بہت دیر تک پھر اٹھایا پس کھڑے بہت دیر تک پھر سجدہ کیا بہت دیر تک پھر اٹھایا اور بیٹھے بہت
 دیر تک پھر سجدہ کیا بہت دیر تک پھر اٹھے پھر دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا اور حاکم نے بھی اس حدیث کو
 روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے پس اس حدیث سے ثابت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے ہر رکعت میں فقط ایک رکوع کیا اور اوداؤد اور نسائی میں مرد بن جندب سے روایت ہے کہ رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھے اور نماز پڑھائی پس قیام کیا اور نمازوں سے بہت زیادہ کہ ہم آپ کی آواز نہیں
 سنتے تھے پھر رکوع کیا اطول رکوع کہ ہم کو کچھ آواز آپ کی نہیں آتی تھی پھر سجدہ کیا اور سجدوں کی زیادہ کہ
 ہم آواز آپ کی نہیں سنتے تھے پھر دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا انتہی مختصر اور بخاری میں بھی مذکور ہے

۹۰
 بیحدیث صحیح

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گھٹن ہوا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 چادر کھینچتے ہوئے کھڑے رہا تک کہ مسجد میں شریف لائے اور آدمی بھی مسجد میں جمع ہوئے پس قریش
 ان کو بڑھائیں پس آفتاب بدشمن ہو گیا پس فرمایا آفتاب درجاندہ و نشانہ ہن اللہ کی نشانیاں
 ڈالتا جو اللہ نے اپنے بندوں کو پس جب ایسا ہو گیا نماز پڑھو تم یہاں تک کہ آفتاب بدشمن ہو جائے اتنی
 پس احادیث بعضی این سے صحیح ہیں اور بعضی حسن ہیں بعضی میں مذکور کو تو کلی تصریح ہے اور بعضی میں
 یہ حکم ہے کہ اگر نماز کو مثل نماز صبح کے جواب تم پڑھ چکے ہو پھر پوس اس حدیث سے بھی دو کہ تین معلوم
 ہوئے اور بعضی حدیث میں تفصیل ایک کو ع کی حیثیت ہے اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص کی مذکور
 ہوئی اور دو کہ تو کی حدیث کو ایک کو ع سے زیادہ پر محمول کرنا خلاف ظاہر ہے اگر ایک کو ع سے زیادہ ہو
 تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو وقت فرمایا تھا کہ مثل صبح کی نماز کے پڑھو اور سو وقت اس کی ضرورت
 نصرت کرتے کہ اس میں کو ع دو ہیں یا زیادہ ہیں بلکہ جہاں احادیث صحاح میں آنحضرت صلی اللہ
 وسلم نے ارشاد فرمایا جو دن طلق نماز کو فرمایا ہو ورنہ اگر خلاف دستور ہو تا تو اسکے بیان کی ضرورت نہیں
 تھی پس معلوم ہوا کہ شارع کو فقط ایک کو ع مقصود ہی ہے آپ کے فعل کی وجہ اختلاف بھی معلوم ہوگی
 اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ ایک کو ع آپ نے کیا اور خود عائشہ رضی اللہ عنہا ابن عباس کا یہب بھی ثابت ہو گیا
 کہ خلاف روایت یہ نہیں اتنی وجود سے معلوم ہوا کہ سورج گھٹن میں ایک ہی کو ع کرنا چاہیے لہذا اگر
 امام صاحب نے ایک کو ع کثرت یا تو کو نماز خلاف ہوا باقی رہا خطبہ اور اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد ازیں نمازوں کو گونا گوار کیا تھا جو کہتے تھے کہ جو برفات ابراہیم کے سوا
 واقع ہوا یا اس کا نام خطبہ نہیں چنانچہ علامہ زلیفی تیسرا اختلاف میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم نے نماز کا حکم کیا ہی اور خطبہ کا حکم نہیں فرمایا اور اگر خطبہ مشروع ہوتا تو آپ ضرور بیان فرمادیتے
 اور حدیث میں جو آیا ہو اس کی وجہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بیان کیا تھا تاکہ لو
 قول کو رد کریں کہ وہ کہتے تھے کہ سو فشمس جو برفات ابراہیم کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے
 تھے ہوا یا آپ نے کہ فشمس اور قمر و نشانہ ہن اللہ کی نشانیاں سے کسی کی سوت اور جات سے

۹
 صحیح بخاری

اور علامہ ملی نے تبیین لمخالفین میں ذکر کیا ہے کہ حدیفہ مذکور سے بھی یہی مروی ہے کہ کانون والون پر جبر نہیں بلکہ شہر والون پر جو مثل ملان کے اور اس وجہ سے کہ مدینہ شریف کے بہت کانون تھے اور کوئی روایت نہیں آئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جمعہ کا حکم دیا ہو اگر واجب ہوتا تو ان کو حکم فرماتے اور ہجو شہرت اس کی معلوم ہو جاتی اور حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حجت نہیں ہو سکتی اس لیے کہ جو انی بحرن کے قلعہ کا نام ہے چنانچہ اس کو جوہری اور ابن اثیر نے ذکر کیا ہے اور صاحب بٹو نے کہا ہے کہ جو انی شہر ہے اور شہر کو قرینہ ہے میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے لَوْ كُنَّا أَزَلْ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَى رَجُلٍ مِّنَ الْقَبِيلَةِ عَلِيٍّ (یعنی کیوں نہیں اوتا را گیا یہ قرآن اوپر ایک بڑے شخص کے دونوں قرینوں میں سے) اور وہ مکہ اور طائف ہے انتہی پس معلوم ہوا کہ جو انی شہر کا نام ہے لفظ قرینہ کا واسطہ طلاق کیا ہے چنانچہ قرآن شریف میں مکہ کو قرینہ فرمایا ہے ایسا اطلاق پیشتر بہت تھا اور ابو عبیدہ بکری نے بھی کہا ہے کہ جو انی بحرن کے شہر کا نام ہے اور زرخش شہری نے نام قلعہ کا کہا ہے اور ظاہر ہے کہ قلعہ حاکم اور عالم سے خالی نہیں ہوتا ہے علاوہ اسکے ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جو انی میں جمعہ ہوا اس میں یہ مذکور نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس اطلاع ہو گئی تھی اور ان کو جمعہ پر قلعہ کھانا علاوہ اسکے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول سے علی بنکے قول کو ترجیح دے کر حدیث مرفوعہ بھی آئی ہے اور موقوف کو بھی حکم مرفوع کا ہے کیونکہ قرینہ ایسی نہیں معلوم ہوتا ہے جس پر کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس امر کی کوئی روایت نہیں کہ انھوں نے وقت فتح کرنے شہر و نکلے کانونین منبر رکھوائے ہوں اور جمعہ کا حکم دیا ہو بلکہ شہر کے جمعہ کا فقط انتظام کرتے تھے پس معلوم ہوا کہ امام صاحب کا ارشاد بہت ٹھیک ہے و موافق حدیث کے ہے کہ سید طرح خلاف نہیں اگرچہ تو متعرض صاحب کی طبیعت میں ان کی طرف سے خلاف ہے جو اگر سے ہوا اس سے کیا مطلب چاہا مسلک تو حضرت امام صاحب کی نسبت کیا بلکہ مجمع الیہ مجتہدین و محدثین متفقین کے ساتھ حسنین ہے کہ بیشک کسی نے مخالفت مکہ شریعی کے نہیں کی اور یہ جو اختلاف مرفوع احکام شریعی میں ہو گیا اس امت مرحومہ کی واسطے وسعت رحمت ہے اور شارع کی طرف سے اس میں بہت بڑی مصلحت ہے سب کا اسناد قرآن و حدیث سے نکلتا ہے و لا یحکم فی شئ الا بحکمہ لیکن ظاہر یہ ہے کہ بہرہ میں بے سمجھے لو جسے ہر کسی کو

بلکہ صاحب ہدایہ کی خود وجہ کراہیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مطلقاً نابینا کی مامت کرو۔ نہیں بلکہ
 بوجہ عدم احتیاط کے مکروہ ہے پس اس سلسلہ کو ابن ام مکتوم کی حدیث کے مخالف کناکمال درجہ
 کی نادانی ہی قیاس الفارق اسی کو کہتے ہیں مان خوب یاد آیا اگر مطبے بابین بن بھرتے تو سوسلوگنا
 التزام کیونکر ہو سکتا تھا کچھ متضرر صاحب کو خیال نہیں کہ کیا لکھتا ہوئے دیکھے انھل سے کام لیتے ہیں
 سمجھی میں نہیں اتنی ہر کوئی بات فوق او سکی ہر کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے **قال**
 مسلمہ شاذ و شتم ہادیہ غیر مذکور تھا کہ ابونین لکھا کہ جو چمکے خود بخود مر جاو اور اولیٰ ہو جاو لکھنا او سکا
 مکروہ ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے جو امام اعظم نے اس سلسلہ میں خلاف کیا ہر صاحب حدیث کا جو کہ ابو داؤد
 اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن ابی شیبہ میں روایت ہے **اقول** ابو داؤد اور ابن ماجہ
 جابر بن عبد اللہ رحمہ روایت ہے **وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اتى العجم او جز عنہ**
فكلوا وما مات فيه فطعنوا لا تاكلوا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو غیر ان
 دریا یا علیہ ہو جائے اس پس کھاؤ تم او سکو اور جو غیر دریا میں مر جاو اور اولیٰ ہو کر او پر جاوے
 پس کھاؤ تم او سکو انتہی اور علی رض سے مروی ہے کہ فرمایا او نحوں ہماری بازار و غنیمت طانی مجملی است
 بیع کرو انتہی اسی طرح ابن عباس رض اور ابو ہریرہ رض اور ابن عمر رض سے طانی کی مخالفت میں احادیث
 مزی ہیں اور تبیین اصناف میں لکھا ہے **وعن جماعة من الصحابة عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم**
علم الکاف والشافعی فیہ اباہما الطافی ولا دلیل لما فیہ او کلا لا الا اذ بیعت العرب
ما لفظہ البصر محض یکن موثراً مضافاً الی البصر ولا یستأول ما مات فیہ یہ صحیح
 یعنی اور ایک جماعت صحابہ رحمہ اسی روایت ہے اور یہ حدیث امام مالک و امام شافعی پر حجت ہے کہ
 وہ دونوں طانی مجملی کو سباح سمجھتے ہیں و حجت ان کی وہ حدیث جو او نحوں روایت کی ہے نہیں
 ہو سکتی اس لیے کہ مراد دریا کے بہتے وہ ہے کہ او سکو دریا چھینک دے تاکہ موت او سکی طرف دریا کے
 منسوب ہو جاو زمین شامل ہے یہ حدیث او سکو جو مرض وغیرہ مر جاو انتہی پس معلوم ہوا کہ جو
 مجملی دریا میں اولیٰ ہو کر او پر پانی کے آجاتی ہے وہ او سکی مرض ہوتا ہے دریا کی مزی گرنی سے

بہرہ ہدایہ

ابن ماجہ
ابن ابی شیبہ
ابن عمر
ابن عباس

ابن عمر
ابن عباس
ابن عمر
ابن عباس
ابن عمر
ابن عباس

طافی نہیں ہوتی اور سپریتہ دریا کا صادق نہیں آئیگا کیونکہ دریا کے مدیتہ سے یہ تو مراد نہیں ہو
 دیہی ہیں مگر اگر باہر اگر میر کی تو بھی حلال ہو بلکہ دریائی طرف جو نسبت کی ہو اوس سے مراد فعل یا ہو
 لہذا طافی پر مدیتہ دریا کا صادق نہیں ہوگا پھر جب حدیث صحیح موجود ہو اور صحابہ کا بھی مذہب کیا
 منقول ہو کہ اسکا کھانا نہیں چاہیے اب کوئی اس میں حالت منظرہ باقی نہیں رہی معترض صاحب نے
 تو خود ان صریح حدیثوں کی مخالفت کی ہو اور دوسرے مخالفات کا اعتراض وہ سچان اللہ بخیر
 لیکن کچھ کچھ لکھیں گے نیک بھائی عیوب کران چون ہی عبرت خاں کوری زبان **قال** سلسلہ ہشتاد و نهم
 ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہو کہ اگر کوئی شخص اپنی زمین اس غرض سے کسی کو دیکو کہ وہ اوس میں کھیتی
 کرے اور اوس سے اپنا حصہ مقرر کر لے تو جائز نہیں ہو اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے رسول امام اعظم نے اس
 میں خلاف کیا ہوا ان دو حدیثوں کا ان **اقول** جانتا چاہیے کہ زمین کو کھیتی کے لئے اجازت
 میں اختلاف ہے حسن بصری اور طاؤس کے نزدیک کسی حال میں درست نہیں خواہ بعوض ہونے
 چاندی کے خواہ اوس کھیتی کی تھالی جو تھالی کے عوض ہو کیونکہ حدیث میں زمین کے کڑیہ کی مطلق
 ممانعت کی ہو اسلئے کسی صورت کے لئے نزدیک کڑیہ زمین کا جائز نہیں اور ربیعہ کہتے ہیں کہ فقط بعوض
 چاندی درست ہو اور کسی شے کی عوض درست نہیں اور امام مالک کہتے ہیں کہ بدست چاندی وغیرہ
 سوا ہی طعام جائز ہو اور امام احمد اور صاحبین اور بعض مالکی اور شافعی کے نزدیک میں بعوض ہونے
 چاندی کا اجازت دینا جائز ہو اور مزاعہ بالثلث والرابع وغیرہ بھی جسکو ثابت کہتے ہیں درست ہو
 امام ابو حنیفہ اور امام شافعی وغیرہما کے نزدیک نے چاندی کپڑے کھانا اناج ہر شے کی عوض میں
 کڑیہ پر دینا درست ہو مگر اوس چیز کے حصہ کی عوض جو زمین کے کڑیہ سے نکلے اوسکا تھالی یا
 جو تھالی حصہ مقرر کر کے کڑیہ پر دینا درست نہیں ہے پہلے ہم اس مذہب کی مؤید حدیثیں بیان
 کر دیں پھر حدیث اخیر کا بھی شبہ جو معترض صاحب نے پیش کی ہو رفع کر دیں گے بخاری میں ہی
 حکم لنا عبد اللہ بن موسیٰ ثنا الاوزاعی عن عطاء بن جابر قال کانوا یزعمون
 بالثلث والرابع والنصف فقال لیس فی اللہ علیکم وسلم من کانت لہ أرض فلیزعمها

حدیث صحیحہ

بخاری
صفحہ ۲۲۸

صلح کے اور خراج مقاسمت جائز علیہ کہ خراج کی دو قسمیں ہیں ایک تو خراج وظیفہ ہے اور وہ یہ ہے
 کہ امام اور بزرگ فقیہ ہر سال کا مقرر کرے اور اس قدر مقرر کرے کہ زمینیں اور کلی اوس مقدار کو اٹھا سکیں
 اور دوسری قسم خراج مقاسمہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اونے بعض خراج زمین مثل نصف اور ثلث وغیرہ کے
 شرط کے اور دلیل اس پر یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدت اونکے واسطے بیان نہیں فرمائی اگر
 مزارعت ہوئی تو ضرور بیان فرماتے کیونکہ مزارعت جو لوگ جائز کہتے ہیں اوس میں بیان مدت بھی
 شرط کرتے ہیں چنانچہ ہم بیان کریں گے اور دلیل اس پر یہی وہ حدیث ہے جو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے کہ
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خیبر پر غالب آئے تو یہودیوں کو سوال کیا کہ اؤ کلو اسی زمین میں
 اس طور سے پہنچے دین کہ وہ اسکی زراعت کریں اور نصف اؤ سکالے لیا کریں پھر فرمایا انحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر تم کو اس زمین میں جتنی چاہیں گے تیرے دیکھ کر قیامت کیا اس حدیث کو
 بخاری اور مسلم اور امام احمد نے اور یہ حدیث صریح دلالت کرتی ہے کہ خراج مقاسمت تھا اور وہ
 لوگ مسلمانوں کے ذمی تھے اور ذمی کو جب اسکی زمین پر بے قرار کہتے ہیں تو وہ زمین اسکی ملک تھی
 اور جو شہر اسکی اراضی سجائی ہو خراج ہوتا ہوا تھی بلکہ صریح احادیث میں ممانعت آپ کی ہر چیز
 مستغرض صاحب کسی کی تقلید کو لازم اور فرض سمجھ کر امام صاحب کے بڑے میں صریح احادیث
 ملے کہ یہ کہہ کہ مسلمان کا تو معلوم نہیں ہوتا جو حدیث پر طعن کرتا ہو اب معتضض صاحب کا
 استدلال کمان گیا اور تقویٰ اور طہارت اور پاکدامنی کون اؤٹھا کر لیا کبھی تو بخاری کو کلام اللہ
 سے بھی پہلا اور مقام سمجھتے ہیں اور کبھی محض اسوجہ سے کہ امام صاحب نے اوسکے موافق کہدیا ہے ترک کردیا
 ہیں دوسرے الزام ہے ہیں حال انکہ قصور اپنا ہی خلاصہ تقریر یہ ہے کہ امام صاحب موافق
 ان صریح احادیث کے مزارعت کو جائز نہیں کہتے اور معاملہ خیبر کو خراج مقاسمت کہتے
 ہیں کہ وہ بطریق احسان مصالحت کے معاملہ مزارعت تھا کیونکہ کہیں حدیث ثابت نہیں ہوتا کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے نام حیات اپنے جزیرہ اؤ لے لیا ہوا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کبھی جزیرہ لیا
 اگر زمین کا نصف جو اونے مقرر کیا تھا جزیرہ نہوتا تو جو وقت آیت جزیرہ کی نازل ہوئی تھی اوس وقت

شب ہو تو روزہ اوسکا نہیں ہوگا اس صورت میں لفظ من لفظ صائم کے متعلق ہوگا لفظ من
 کے متعلق ہوگا اس میں کوئی خرابی لازم نہیں آتی بلکہ معنی بہت ٹھیک ہوگا اور کوئی دلیل اس پر نہیں کہ
 من اللیل کو کم یعنی کے متعلق کیا جا بلکہ صیام جو قریب آوے ہو زیادہ استحقاق بوجہ قریب رکھتا ہو یا
 اس حدیث میں کمال روز کی نفی مراد ہو یعنی کامل روزہ اوسکا نہیں ہوگا اور فضیلت روز کی حامل
 ہوگی جب تک کہ رات سیت نہ کر گیا جیسے ضو میں وارد ہوا کہ جو شخص سم اللہ نہیں کہیگا اوسکا وضو نہیں
 ہوگا اس سے نفی کمال کی ہے اور جیسے جابر سجد کی نسبت ازہر کہ جو شخص سجد کے متصل نہ ہو سکی
 نماز سوا اوس مسجد کے ہوگی پس یہاں بھی نفی فضیلت کی ہے اس قسم کی بہت احادیث وارد ہیں
 پس چاروں احتمال نہایت قوی ہیں علاوہ اسکے اس حدیث کے مرفوع ہو میں کلام یہ ترمذی
 نزدیک ہے موقوف ہو اور اگر اس کے موقوف ہونے کے قائل ہیں بعض نے مرفوع کہا ہے پس جس حدیث پر
 اس قدر اضطراب ہو اور دوسرے معنی بھی ہو سکتے ہوں تو اسکو صحیحین کی حدیث و تواتر پر ترجیح دینی
 نہیں چاہیے امام زیلعی نے تبیین الحقائق میں لکھا ہے وَلَمَّا قُلْنَا تَعَالَىٰ كَلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَسْمُرُوا
 لَكُمْ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتُوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ أَبَا بَرٍّ
 وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ تَسْمُرُوا الصِّيَامَ بَعْدَ مَكَّةَ ثُمَّ وَهِيَ اللَّيْلُ فَتَسْمُرُ الْعَزِيمَةُ بَعْدَ
 الْفَجْرِ وَنَحْنُ عَلَى السَّلَامِ أَهْمُ رَجُلًا أَنْ أَذِنَ فِي لَمَّا سَأَلَ مَنْ أَكَلَ فَلْيَسْبِغْ
 بِقِيَّةِ يَوْمِهِ مَنْ لَمْ يَكُنْ أَكَلَ فَلْيَصُمْ یعنی ہماری دلیل قول اللہ تعالیٰ کا ہو کھا تو تم اور جو تم بہا
 کہ صبح صادق صبح کا ذب نمودار ہو یا بھر نام کرو روز کو رات تک اللہ تعالیٰ نے کھانے اور پینے کو
 طلوع صبح صادق تک مباح کیا ہے پھر حکم کیا ہے روز کا بعد اوسکے ساتھ لفظ تم کے اور لفظ تم و
 ترائی اور مباح آتا ہے پس عمر روز کا لامحالہ بعد صبح صادق ہوگا اور روایت ہے کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں میں پکار دو کہ جس شخص نے کچھ کھالیا ہو سرجی سیکہ
 باقی دن رکا رہے اور جس نے کچھ نہ کھالیا ہو سرجی ہتھ کرے روز رکھ لے انتہی اور شیخ الاسلام علامہ ابن
 نے فتح القدیر میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم میں سلمہ بن الاکوع سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

ببین
 صحیح

فتح القدیر
 سن العیون

علیہ وسلم نے ایک شخص انسلی کو حکم فرمایا کہ لوگوں میں کہہ دو کہ جس نے کھالیا ہی پس چاہیے کیا فی ذہن نہیں ہے
 اور جسے نہیں کھالیا ہی پس چاہیے کہ روزہ رکھا اس لیے کہ آج کا دن عاشور کا ہے اس حدیث میں
 اس امر پر دلیل ہے کہ محرم کا روزہ قبل منسوخ ہوا اسکے کے روزہ رمضان واجب تھا اس وقت
 کہ باقی دن نہ کھانے کا اویسی اور میں حکم ہوتا ہی جو مفروض متعین ہو برخلاف قضای رمضان
 اگر اوس میں افطار کر لے تو یہ حکم نہیں پس معلوم ہوا کہ جس پر روزہ کسی دن کا متعین ہو اور رکھ
 اوسے نیت اوسکی نکی ہو تو دن کو نیت اوسکی کافی ہو جائیگی اور یہ بنا بریکے ہے کہ روزہ عاشور کا
 واجب تھا اور ابن جوزی نے اسکو نسخ کیا ہی اس حدیث سے جو بخاری اور مسلم میں معاویہ رضی
 روایت ہے کہ سنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے یہ دن عاشور کا ہے میں فرض کیا گیا
 ہے پر روزہ اوسکا پس جو چاہے تم میں سے روزہ رکھ کر کھلے میں تو روزہ دار ہوں پس روزہ رکھا آدمیوں
 نے اور اس دلیل سے بھی منع کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن لوگوں کو جنہوں نے تھا لیا تھا حکم
 قضا کا نہیں دیا تھا اور یہ قول ابن جوزی کا باینطو مرد ہے کہ معاویہ رضی فتح مکہ کے مسلمانوں میں
 ہیں پس اگر انھوں نے اس حدیث کو بجا سلام اپنے کے سنا ہو تو ظاہر ہے کہ سن نو یا دس ہجری میں
 سنا ہو گا پس سننا بیا منسوخ ہو کر روزہ عاشور کے روزہ رمضان تھا تو غنی اس حدیث کے یہ ہو
 کہ بعد واجب ہو رمضان کے روزہ عاشور فرض نہیں تاکہ اس حدیث میں اور ان حدیثوں میں
 جو صریح روزہ عاشور کی فرضیت پر دلالت کرتی ہیں تطبیق ہو جائے اور اگر قبل اسلام اپنے کے سنا
 تو جائز ہے کہ پہلے فرض ہو کر روزہ عاشور کے سنا ہو اور عاشور کا روزہ رمضان کے روزہ سے منسوخ
 ہو گیا ہے چنانچہ بخاری اور مسلم میں عائشہ رضی روایت ہے کہ ادا انھوں نے عاشور کا روزہ تو پیش مانا
 جاہلیت میں رکھا کہ تم تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کہتے تھے پس جب آپ مدینہ میں
 لائے عاشور کا روزہ رکھا اور حکم کیا اس پر کیا پس جب رمضان کا روزہ فرض ہوا فرمایا جو چاہا
 رکھے اور جو چاہا ترک کرے اور ہونا نظام کا شہر کن رہا ان سبب اور جو سبک منسوخ ہوا اگر کسی
 کیا جا جائے قول عائشہ رضی کہ جب رمضان فرض ہوا فرمایا جو چاہا رکھے اور جو چاہا ترک کرے

دلیل اس پر ہے کہ یہاں لفظ امر واسطے وجوب کی ہو نہ کہ یہ بات یقینی ہے کہ اختیار دینا اس اعتبار سے
 نہیں کہ پہلے مستحب اس لیے اب بھی مستحب بلکہ سنون پر پہلے اختیار دینا اس اعتبار سے ہو کہ پہلے خواہ
 تھا اس طرح اس حدیث صحیحین سے بھی جو مذکور ہوئی اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کرنے سے
 کہ باقی دن نہ کھایا جا فرضیت معلوم ہوتی ہے پہن بات ہو گیا کہ فرضیت روزہ کے اعتبار کر کے نہایت
 بعض نہیں منع نہیں کہ یہ پسند کرنا اس حدیث کا جو ہم نے روایت کی ہے مخالفین کی روایت کی ہے
 حدیث پر واجب ہو اس واسطے کہ صحیحین کی حدیث اور کی حدیث کی نسبت قوی ہو پھر ہم اس میں اختلاف
 صحت رفع بھی نقل کر چکے ہیں پس لازم آیا اس کے کہ مراد اس سے نفی کمال کی ہو جیسے لا وضوء
 میں لکھتے ہیں وغیرہ نفی فضیلت مراد یہ یا مراد یہ ہو کہ اس سے رات کے روزہ ہوئی نیت کی یہ جارح ہو
 کہ وہ من اللیل کے متعلق لفظ صیام دوسری ہو گا متعلق لفظ یقی کے نہیں پس نیز نیت کر کے
 جو غیر روزہ نہ ہو انتہی **قال** مسئلہ نو دوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ زمین
 میں سے خواہ تھوڑی چیز نکلے خواہ بہت کثرت کو وہ اس میں سے دیوان حصہ ہو اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے جو امام علم
 نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ بخاری اور مسلم میں روایت ہے آخر **اقول**
 بخاری اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ میں ہے **قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم**
فَمَا سَقَطَ السَّمَاءُ أَوْ الْعَيْنُ أَوْ كَانَ عَثَرًا أَوْ الْعِشْرَةَ مَا سَقَطَ بِالسَّحَابِ نَضَعُ الْعِشْرَةَ یعنی فرمایا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چیز میں کہ سیراب کیا اس کو آسمان اور زمین یا عثری ہو وہ
 حصہ ہو اور عثری وہ زمین پر زمین پانی دینے کی حاجت نہ ہو اور اس چیز میں جو سیراب کیجائے
 آب پاشی سے دیوان حصہ نہ ہو انتہی اور مسلم میں ہے **قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فَمَا**
سَقَطَ السَّمَاءُ أَوْ الْعَيْنُ أَوْ كَانَ عَثَرًا أَوْ الْعِشْرَةَ مَا سَقَطَ بِالسَّحَابِ نَضَعُ الْعِشْرَةَ یعنی فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمین میں کہ سیراب کرین اس کو زمین اور بارش دیوان حصہ ہو اور
 اس زمین میں کہ سیراب کیجائے سانیہ سے دیوان حصہ ہو اور سانیہ اس وقت کو کہتے ہیں جس پر پانی
 رکھ کر زمین کو واسطے لائے نہیں انتہی اور عبد الرزاق ابن عبد العزیز رحمہ اللہ اور بخاری سے روایت

کتاب التہجد
 باب التہجد
 فی التہجد
 فی التہجد
 فی التہجد

کی ہر کہ فرمایا اور انھوں نے اوس چیز میں جو زمین کا و سے تھوڑی ہو یا بہت دسوان حصہ ہو انتہی سید
 ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ عن عبد العزیز بن زید اور مجاہد اور ابی ہریرہ سے روایت کی ہے پس ان احادیث
 سے معلوم ہوا کہ زمین کے قلیل اور کثیر میں عشر دینا اتنا ہی کیونکہ ان احادیث میں مطلق مقدار کا بیان
 نہیں بلکہ عام ہے قلیل اور کثیر سب کو شامل ہے پس جن حدیثوں میں پانچ و سق کا بیان ہے وہ زکوۃ تجارت
 میں جو زمین کیونکہ قیمت و سق و سوقت چالیس درہم تھے چنانچہ علامہ زبیری و غیرہ نے اسکی نصیحت
 کر دی ہے بلکہ لفظ صدقہ کا اوس مع جو دی اور صدقہ زکوۃ میں مجبوتہ ہیں اور خارج زمین پر عینا ہوتا
 تھا ہی علاوہ اسکے عام کو خاص پر ترجیح ہے اور بتائیں کہ اسکا ہی کہ علامہ ابوبکر بن العربی نے کہا ہے کہ قوی
 مذہبون کا اس سلسلہ میں مذہب ابو حنیفہ ہم کا ہی باعتبار دلیل اور احتیاط اسکے انتہی پھر یا اسیمہ احتیاط
 اور دعویٰ بالدلیل کے جیسا کہ علامہ ابوبکر بن العربی نے فرمایا سائلہ متحقق کو ماننا حق کو نہ پہچاننا
 ہے جب امر حق کو ماننا تو اوسکی بات کا کون ٹھکانا حسد کی ہٹی آنکھوں پر بندھی ہے اور مخالفت امام صاحب
 دل میں ٹھنی تو سر بات میں ہوی نفسانیت آتی ہے سر سخن میں اکابرین کے ساتھ بدظنی ڈالی جاتی ہے
 گیرم کہ تمام صحیح از برداری + با آن کہ کئی کہ نفس کا فوری + سر باز پر ہے نہی ہر غلہ کفر پر
 بہرہ برداری + **قال** مسئلہ نو و سوم بدینہ فقہ کی کتابوں کھانڈ کر اسکا مضامین پر سب کھنڈ اور
 مال اوسی جنس کا ملجا تو اوس مال کو پہلے مال میں شامل کر دے اور زکوۃ کی ادا کرے پھر جو اس مال
 جو کہ بچھے حاصل ہوا ہی برتن گذارے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی رسول امام اعظم نے اس سلسلہ میں خلاف
 کیا ہے اوس حدیث کا جو کہ ابوداؤد و ترمذی و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اخرا **قول** **ابن**
 شرح ہواہب الرحمن میں لکھا ہے **وَلَكِنَّا فِي الْمُسْتَفَادِ مِنَ الْجَنَسِ قَوْلُ حَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ**
مِنَ السَّنَةِ شَهْرًا ثَلَاثُونَ فِيهِ زَكَاةُ أَمْوَالِكُمْ فَاحْدَثْ بَعْدَ ذَلِكَ غَدَاةَ زَكَاةٍ فِيهِ جَنَسٌ
يَجْعَلُ أَسْوَ الشَّهْرِ وَأَوَّلُ الزَّمَانِ فَعِدَاةُ يَفْضُلُ أَنْ يَجِبَ الزَّكَاةُ فِي الْحَادِثِ عِنْدَ هَجْرَةٍ
رَأَى السَّنَةَ وَمَا لَهَا لَيْسَ بِثَابِتٍ وَلَكِنْ ثَبَتَ فَلَيْسَ فِيهِ مَالٌ فِي مَذْهَبِنَا وَذَلِكَ أَنَّ
لَا يَجِبُ الزَّكَاةُ فِي مَالٍ حَتَّى يَتَوَلَّى عَلَيْهِ الْحَوْلُ إِمَّا أَصَالَةً أَوْ بَيْعًا كَمَا فِي الْأَوَّلِ وَالْآخِرِ

۴۰
 شرح القدر
 وائتلاف

بجانب
 وائتلاف

۱۸۳۵
 شرح القدر
 وائتلاف

یعنی ہماری دلیل ایک جنس کے استفادہ میں قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ تحقیق سال میں ایک مہینا ہو کہ ادا کیا کرے و تم زکوٰۃ مالوں اپنے کی اوس میں پس جو چیز بعد اسکے حادث ہو جائے پس زکوٰۃ نہیں یہاں تک کہ آجاء وہی مہینا روایت کیا اسکو ترمذی نے پس یہ حدیث اس امر کو تقضی ہے کہ حادث میں زکوٰۃ وقت شروع اوس سال کے ہو جاتی ہے اور وہ حدیث جو اونھوں نے روایت کی جو ثابت نہیں اور اگر ثابت بھی ہو تو اوس میں وہ امر نہیں جسکے ہمارا مذہب مخالف ہو کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ نہیں واجب ہے زکوٰۃ مال میں جب تک سپر ایک سال نہ گزرے یا تو اصالۃ یا بالشیعہ در بیان سال کے بچے جانوروں کے پیدا ہونے سے اور زیادتی منافع سے زکوٰۃ پور سال کی آجاتی ہے

قال سلمہ نو دو چار مہینہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ نماز میں امام سمیع اللہ من جماعت کے ساتھ **وَبَيْنَا لَكَ الْحُجْلُ** کہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہوا دو حدیثوں کا الخ **اقول** تبیین الحقائق میں لکھا ہے کہ کما روی عنہ عن ابن عباس بن علی رضی اللہ عنہما **اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ اَلَا مَسْمُوعٌ لِلّٰهِ مِنْ حِمْلِكَ فَقُولُوا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ رَاٰ الْبُخَارِیَّ وَمُسْلِمٌ قَسَمَ بِنَبَاهِ وَالْقِسْمَةُ ثَنَانِي الشَّرْكَهٗ وَمَا وَكَّرَهُ مَوْءُو عَلَى حَالَةٍ الْاِنْفِرَادِ وَكَانَ الطَّحَاوِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ يَحْتَارُ قَوْلَهُمَا وَهُوَ رَاٰ عَنْ ابْنِ حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی** یعنی ہماری دلیل وہ حدیث ہے جسکو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسوقت کہ امام سمیع اللہ من جماعت کہے پس تم تنکالت الخ کو روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور سلمہ نے لے آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے در بیان امام اور مقتدی کے تقسیم کردی ہے اور قسمت کرنا منافی اشتراک ہے لہٰذا اگر امام دونوں کہے گا تو تقسیم نہ ہوگی اور وہ حدیث جو صاحبین نے روایت کی ہے حالت انفرادہ معمولی ہے اور امام طحاوی اختیار کرتے تھے مذہب صاحبین کا اور اسی کی امام صاحب بھی ایک روایت یہی تھی پس جس روایت میں امام صاحب امام کو تمجید کرنا نہیں آیا لہٰذا اسکی بنا اصل حدیث مذکور پر ہے کہ اسمیں روایت صلی اللہ علیہ وسلم نے امام کے واسطے شروع ترمذی کے لیے تمجید منکر کردی ہے اور قول فضل پر

یہ حدیث صحیح ہے
بعض اصحاب

مقدم ہوتا ہے یہ عمل میں یہ بھی احتمال ہے کہ حالت انفراد میں ہو اور حسن وایت میں امام کو دونوں پہلے
 اوسکی بنا فضل انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے کہ ظاہر امام نہیں معلوم ہوتا ہے غرض امام صاحب کے دونوں
 روایتیں موجود ہیں اور دونوں نے ماخذ صحیح احادیث میں بھر مخالفت کا الزام لگایا جان بوجھ کے
 اندھا بخانا اور اپنا جھل کر کیا ہے کہ ان کا نشانہ نہیں کہ وہ کہیں کچھ نہیں کو سید ہانہ پایا **قال** سلمہ
 نو و خیمہ ہا یہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ کثیر مرے کے وقت مرد کا نون تک اٹھا اور عورت
 سو نہ ہون تک اٹھا اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلے میں کیا بیان میں حدیثوں کا انحراف
اقول سلمہ بن یحییٰ وائل بن جحیر اذ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدیکم حتی
 دخل فی الصلوۃ کبر وضعہما حیال اذنیہ الحدیث یعنی وائل بن حجر سے روایت ہے کہ
 انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اٹھایا ہاتھ کو جب غار میں داخل ہوئے تکبیر کی اور
 کیا دونوں ہاتھ کو مقابل کرنے کے انتہی اس طرح بوداؤد اور سانی اور طبرانی اور دارقطنی سے روایت ہے
 اور سند امام احمد اور سند اسمعیل بن راہویہ و سنن دارقطنی اور شرح معانی الآثار میں برابر بن عازب سے
 روایت ہے **قال** کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی رفع یدیکم حتی تکون
 ابواکماہ جذاذ اذنیہ یعنی کہا انھوں نے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صوفت نماز پڑھتے
 اٹھاتے دونوں ہاتھ کو یہاں تک کہ دونوں گٹھے مقابل کرنے ہو جاتے انتہی اور دارقطنی کی
 روایت میں **ثم یعد بھی** جس کے معنی ہیں کہ بھر ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے اور سنن بیہقی
 اور سنن دارقطنی میں ان سے روایت ہے **قال** راایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبر
 فحاذی باکماہ اذنیہ الحدیث یعنی کہا انھوں نے دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
 تکبیر کی پس بکلی اٹھوٹھوٹو وٹو وٹو کے انتہی اور حاکم نے کہا اس حدیث کی اسناد صحیح مطابق شرط
 بخاری و مسلم کے ہے اور ابوداؤد اور صنف ابن ابی شیبہ و شرح معانی الآثار میں برابر بن عازب سے
 روایت ہے **قال** کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبر فیتسایر الصلوۃ رفع یدیکم حتی
 تکون ابواکماہ **ثم یعد بھی** اذنیہ **ثم یعد بھی** یعنی کہا انھوں نے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

یہ روایت صحیح ہے
 ابی جحیر
 اصل

و سلم صوفت بجیر کتہ شروع نماز کے اٹھائے ہاتھوں کو یہاں تک کہ دونوں انگلیاں ٹھٹھے قریب کان کے
 ہوں یا پھر ہاتھ نہیں اٹھائے اتنی جس جب مقدار صحیح احادیث سے ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کا نون تک اٹھاؤ گئے اور بعض حدیثوں میں ہونڈھون تک آیا ہر لہذا تطبیق ان احادیث میں نیا
 چاہیے پس ایک جگہ ہی جو شرح مشکاۃ الآثار میں مذکور ہے کہ وائل بن حجر سے روایت ہو کہ میں نے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کو مقابل کانوں کے وقت تکبیر اٹھاؤ گئے دیکھا جب اگلے سال میں آیا تو وہ گولہ لہا
 برائی پہنے ہوئے تھے اور ہاتھ ہونڈھون تک اٹھا گئے تھے پس معلوم ہوا کہ بوجہ سردی کے اگر ہونڈھون تک
 ہاتھ اٹھا لیا گیا تو کچھ ضایعہ نہیں اور اگر ہاتھ کھینچے ہوں اور بوجہ چار کے کہ طہین لپٹے نہ ہوں تو
 کا نون تک اٹھا لیا جائے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھائے پس نون حدیثوں میں
 تطبیق ہو گیا کہ بوجہ چار کے کہ جہاں تک لایا ہو ہاتھ اٹھا لے اور زیادہ تکلیف نہ کرے اور اگر ٹوٹی عذر
 نہ ہو تو بہتر کا نون تک اٹھاؤ گئے یا چار سے اور علامہ ابن شام نے دوسری وجہ تطبیق کی یہ بیان کی ہے کہ
 جب کتہ کان کی نو کے متصل جو کتہ تو ہتیلی ہونڈھون کے مقابل ہو جائیگی پس وہ اتنی نہیں تطبیق
 ہو جائیگی تو کتہ بتیلی مقابل ہونڈھون کے ہوں تو یوں کہنا صادق ہو کہ ہاتھ ہونڈھون کے برابر
 اور کتہ شروع کے بھی مقابل ہو گیاں تو کتہ کی پہنچ جائیگی تو دوسری روایت فروع کی صحیح و
 آجائیگی اور انگوٹھے بھی لو کے برابر ہونڈھون وایتین مطابق ہو جائیگی چنانچہ ابو داؤد میں
 وائل بن حجر سے روایت ہے اَنَّكَ ابْصَرْتُ رَسُولَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ كَانَ إِلَى الصَّلَاةِ
 فَوَضَعَ يَدَيْهِ حَتَّى كَانَتْ بَحَالِ مَسْكَدِهِ وَحَاذِي بِلَهَامِيهِ اَذْنِيَهُ يَعْنِي يَتَحَقَّقُ اَوْ
 نَدِيحَارُ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَوَاقِ نَازِكَ لِيَهْكُطَ بِوُجْهِهِ اَوْ يَهْكُطَ بِوُجْهِهِ
 ہاتھ اپنے مقابل ہونڈھون اپنے کے اور مقابل کیا انگوٹھوں اپنے کو کا نون اپنے سے اتنی اس حد
 سے کہ معلوم ہوتا ہے کہ دونوں حدیثوں میں تعارض نہیں بلکہ روایت میں بعضوں نے ہاتھ مقابل
 ہونڈھون اور کسی کا نون بیان کر دیا فقط فقط شافریہ و عا لیک ہی چنانچہ اس روایت میں
 دونوں روایتوں کو جمع کر کے بیان کر دیا ہے پس غیب خفیہ کا حدیث سے زیادہ مطابق ہے مقرر صا

۴
 شرح صحیح
 وائل بن حجر
 ۴
 شرح صحیح
 وائل بن حجر

در بیان میں کوئی رجل مجہول ہو اور عبد الحمید بن جعفر ضعیف ہی چنانچہ امام ابو جعفر طحاوی
 نے شرح معانی الآثار کے باب صفة الجلووس فی الصلوٰۃ کیف ہو میں اسکو مفصل لکھا ہے غرض
 یہ حدیث خالی از اختلاف نہیں علاوہ اسکے اس طر ف بکثرت روایات صحیحہ موجود ہیں لہذا ان
 احادیث کو ترجیح دے کر مذکور ہے بھی ایک ہی الجلووس التمشہدین کہا ہے کہ سپر اہل علم کا عمل ہے اور تو رک کو
 کہا ہے کہ البیض اہل علم کا عمل ہے **قال** سلسلہ نو دو ہفتہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے
 کہ اگر رکعت نماز نفل اگر ایک سلام سے کوئی پڑھے تو جائز ہے لیکن اگر اگرچہ رکعت زیادہ پڑھے جائز
 نہیں اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس سلسلہ میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو
 مسلم میں روایت ہے سہ بن ہشام سے **الخ قول** امام صاحب کے نزدیک ہے ایک رکعت بھی مکروہ
 نہیں مگر امام شافعی کے نزدیک اس قدر بھی مکروہ ہیں اور حدیث میں مسلم کے جو آیا ہو وہ ان اور
 صورت ہے یہ صورت نہیں کیونکہ امام صاحب کے نزدیک ہر دو رکعت میں واسطہ تشہد کے بیٹھا
 ضروری ہے اور حدیث میں وہ صورت کہ وسیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مطلقاً نہیں بیٹھے
 آٹھویں رکعت میں بیٹھے تھے پس اس مسئلہ کو مخالفت کتنا حال آنکہ اس میں دوسری صورت ہے مختصر
 بجا ہے علاوہ اسکے بڑا ہی شرح مواہب الرحمن میں لکھا ہے ان ائفاق الایمان علی القعود
 علی کل شفع لکافرین کذلک علی انفسا خہ او انک من حصا خہ یعنی تحقیق ائفاق
 کہ سب اماموں کا وہ بیٹھنے کے ہر دو رکعتوں میں بسبب وسو جب کہ ہم بیان کر چکے ہیں دلیل ہے اور ہر
 ہو سکے کے یا یہ کہ وہ خصوصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی تھی چونکہ اعداد رکعات میں
 اختلاف کثیر ہے اور ہر ایک نے جو اس کے نزدیک ہے ہر دو رکعتوں میں ایسی ہی امام صاحب کے نزدیک افضل
 چار رکعت وافق حدیث صحیحین کے ہر دو رکعتوں کے نزدیک ہے اور صاحبین کے نزدیک
 میں دو اور دن میں چار ہیں اور سب کی استلالات احادیث موجود ہیں خود احادیث میں مختلف
 آئی ہیں اور جو اختلاف امام نووی نے شرح مسلم میں یہ لکھی ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ یہ اختلاف خود
 عائشہ رضی اللہ عنہا ہی اور بعضوں نے کہا ہے اور بعضوں نے یہ اختلاف ہو گیا ہے پس احتمال ہے کہ یہ رکعت نوا

در بیان میں کوئی رجل مجہول ہو اور عبد الحمید بن جعفر ضعیف ہی چنانچہ امام ابو جعفر طحاوی نے شرح معانی الآثار کے باب صفة الجلووس فی الصلوٰۃ کیف ہو میں اسکو مفصل لکھا ہے غرض یہ حدیث خالی از اختلاف نہیں علاوہ اسکے اس طر ف بکثرت روایات صحیحہ موجود ہیں لہذا ان احادیث کو ترجیح دے کر مذکور ہے بھی ایک ہی الجلووس التمشہدین کہا ہے کہ سپر اہل علم کا عمل ہے اور تو رک کو کہا ہے کہ البیض اہل علم کا عمل ہے قال سلسلہ نو دو ہفتہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر رکعت نماز نفل اگر ایک سلام سے کوئی پڑھے تو جائز ہے لیکن اگر اگرچہ رکعت زیادہ پڑھے جائز نہیں اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس سلسلہ میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو مسلم میں روایت ہے سہ بن ہشام سے الخ قول امام صاحب کے نزدیک ہے ایک رکعت بھی مکروہ نہیں مگر امام شافعی کے نزدیک اس قدر بھی مکروہ ہیں اور حدیث میں مسلم کے جو آیا ہو وہ ان اور صورت ہے یہ صورت نہیں کیونکہ امام صاحب کے نزدیک ہر دو رکعت میں واسطہ تشہد کے بیٹھا ضروری ہے اور حدیث میں وہ صورت کہ وسیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مطلقاً نہیں بیٹھے آٹھویں رکعت میں بیٹھے تھے پس اس مسئلہ کو مخالفت کتنا حال آنکہ اس میں دوسری صورت ہے مختصر بجا ہے علاوہ اسکے بڑا ہی شرح مواہب الرحمن میں لکھا ہے ان ائفاق الایمان علی القعود علی کل شفع لکافرین کذلک علی انفسا خہ او انک من حصا خہ یعنی تحقیق ائفاق کہ سب اماموں کا وہ بیٹھنے کے ہر دو رکعتوں میں بسبب وسو جب کہ ہم بیان کر چکے ہیں دلیل ہے اور ہر ہو سکے کے یا یہ کہ وہ خصوصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی تھی چونکہ اعداد رکعات میں اختلاف کثیر ہے اور ہر ایک نے جو اس کے نزدیک ہے ہر دو رکعتوں میں ایسی ہی امام صاحب کے نزدیک افضل چار رکعت وافق حدیث صحیحین کے ہر دو رکعتوں کے نزدیک ہے اور صاحبین کے نزدیک میں دو اور دن میں چار ہیں اور سب کی استلالات احادیث موجود ہیں خود احادیث میں مختلف آئی ہیں اور جو اختلاف امام نووی نے شرح مسلم میں یہ لکھی ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ یہ اختلاف خود عائشہ رضی اللہ عنہا ہی اور بعضوں نے کہا ہے اور بعضوں نے یہ اختلاف ہو گیا ہے پس احتمال ہے کہ یہ رکعت نوا

سلسلہ ہادیہ میں لکھا ہے **الْأَفْضَلُ أَنْ يَقْرَأَ يَمِينًا** مگر بہتر یہ ہے کہ قرات کرے انتہی کو حدیث مذکور
 عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت اور اسے غریب نہیں بتایا ہے میں لکھا ہے **رَوَى عَنْ رَجُلٍ أَسْأَلَ**
عَائِشَةَ عَنْ قَوْلِهِ فِي الْآخَرَيْنِ قَالَتْ لَوْ أَهْمَا عَلَى جِهَةٍ التَّبَاةُ یعنی روایت ہو کہ ایک
 شخص نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ دونوں میں قرات کا فرمایا پڑھ بطریق ذکر ماکہ انتہی پس اس سے
 معلوم ہوا کہ بطور قرات کچھ کا پڑھنا نہیں چاہیے بلکہ بطریق دعا کے پڑھے پس اس سے بھی استنباط
 پس امام صاحب کی مخالفت کیونکر ہو سکتی ہو مان اگر کوئی وجوہ ثابت کرے تو ہو جائے گی مگر امام صاحب
 کی پھر کیا تخصیص ہو خود صحابہ رضی اللہ عنہم کا مذہب موجود ہے ایسے جلیل القدر صحابہ خلاف حدیث نہیں کہہ سکتے
 بلکہ ان فی صحابی کا قول بھی حجت ہوتا ہے اس وجہ سے حدیث سے اخیر میں وجوہ ثابت نہیں ہوتا
 بلکہ ان حدیثوں سے خود واضح ہو گیا کہ استنباط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرتے تھے اور بعضی مروج
 روایتوں میں جس نے امام صاحب سے نقل کی ہے کہ قرات فاترہ افضل تسبیح کہنے سے ہو اور اگر تسبیح نہ کہی
 اور قرات نہ کی تو گناہگار ہو گا اگر بھول کر ترک کرے گا تو سجدہ سہو لازم آجائے گا اور شیخ الاسلام علامہ
 ابن ہمام نے اس روایت کو احوط لکھا ہے **وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَعْنَاهُ** **قَالَ** سلسلہ صدوق فائز ہی عالم گویا
 میں لکھا ہے کہ ہر قسم اللہ اور آئین نماز میں بجا کر کہنی مکروہ ہے اور جامع الزمزمین محیط سے نقل کر کے
 لکھا ہے کہ نماز میں آئین آہستہ کہنی سنت ہے اور بجا کر کہنی مکروہ ہے اور ہر دین غیر فقہ کی کتابوں
 میں لکھا ہے کہ امام اور فقہی نماز میں آئین آہستہ کہیں اور یہ مذہب امام غزالی اور امام مالک
 اور اہل کوفہ کا ہے سو امام غزالی اور امام مالک اور اہل کوفہ نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہو ان پر
 حدیثوں کا **أَقُولُ قَوْلُهُ** پہلی حدیث ابوداؤد **أَقُولُ** پہلی حدیث مشہور
 امام احمد کی **عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**
قَالَ بَاغِي غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ قَالَ أَمِينَ وَخَفِيَ بِهَذَا
 صوته یعنی وائل بن حجر سے روایت ہو کہ وہ بخون نے نماز پڑھی ساتھ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے پس جبکہ پونچھے **وَالضَّالِّينَ** ہر آئین کہی اور پوشیدہ کیا

۴

۵

۶

۷

۸

۹

۱۰

۱۱

۱۲

۱۳

۱۴

علیہ السلام ولا الضالین پر پونچھے تو آمین کی اور تہستہ کی انتہی تہستہ دونوں حدیثوں موقوف کے
 جواب میں مرفوع حدیثیں لکھی ہیں علاوہ اسکے پانچویں حدیث بخاری بلا سند بیان کی ہے اور حضرت
 صاحب نے کہ روایت کیا بخاری نے اسکو حال انکہ بخاری تئیں روایت اسکی نہیں لکھی ثلثہ اللہ علیہ
 النکاحین **۵** چلاو رست دزدی کہ بکف چراغ دارد چہ دوسری غلطی معترض صاحب کی کہ نہ کیا
 مرجع جہر میں نہیں آیا حال انکہ طلاق آمین کی طوف نہیں پھرتی ہے اور سنی میں کہ ابن عمر آمین کو ترک نہیں
 کرتے تھے اور گو گو آمین کہنے پر راغب کرتے تھے اور نافع کہے ہیں کہ میں نے ابن عمر سے آمین کی حدیث
 مرفوعہ سنی ہو اس قول سے آمین کہنے کی فضیلت ثابت ہوئی اسکے ہم بھی قابل ہیں مگر جہر اس
 ثابت نہیں ہوتا مان ابن زبیر نے کہ فصل سے ثابت ہوتا ہے اسلیئے کہنے اخفا کہ مرفوع حدیث لکھ
 ہر قول چھٹی حدیث آہ **اقول** پانچویں حدیث محلی میں ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیر المنصوب
 علیہم ولا الضالین پر پونچھے تو آمین تہستہ کی انتہی **قولہ** ساتویں حدیث **اقول** چھٹی حدیث تہذیب
 میں ہے عن علقمۃ بن وائل عن ابيہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرأی أحد الغصون
 علیہم ولا الضالین فقال آمین وخفص لها صوتہ یعنی عاتقہ اپنے والد کو روایت
 کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا غیر المنصوب علیہم ولا الضالین میں کہی اور یہ
 کیا آواز کو انتہی **قولہ** آٹھویں حدیث آہ **اقول** ساتویں حدیث تہذیب لائے میں ہے حدیثنا ابو یوسف
 ابن عیاش عن ابی سعید عن ابی وائل قال کہ یکن عمر وعلی اللہ عنہما
 یحکم ان یسئل اللہ الرحمن الرحیم ولا یأمن یعنی ابو وائل سے روایت ہے کہ عمر اور علی
 بسم اللہ جہر سے نہیں پڑھتے تھے اور آمین میں جہر کرتے تھے انتہی **قولہ** نوین حدیث آہ **اقول** آٹھ
 ضعیف ہے کہ کوکہ حبیب بن عدی کنی جو اسکے رومی ہیں اونکو تفسیر میں لکھا ہے کہ خطا کرتے تھے
 بسم اللہ جہر سے خطا واقع ہوا اسکی حدیث قابل حجت نہیں یہی وجہ ہے کہ علی رض کا فعل عدم جہر
 چنانچہ ابی ہنہ حدیث صحیح تہذیب لائے سے نقل کی ہے اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو علی رض ترک جہر
 نہ کرتے اور ابن ابی حاتم نے بھی کتاب اصل میں لکھا ہے کہ میں نے اپنے باپ سے سنا کہ کیا کہ حدیث

یہ حدیث صحیح
 ہے
 باب
 ان میں
 میں تہذیب
 میں اصل
 میں حدیث
 افکار
 فضل
 میں تہذیب
 میں حدیث
 منقولہ

تیسری ہوا نہ خون تھا ہذا عِنْدِي خَطَا یعنی یہ حدیث میرے نزدیک خطا ہو اور یہ ابن ابی
 سہر اور ارو کا حافظہ خراب تھا انتہی لہذا وہ حدیث جس میں یہ مذکور ہو کہ علی امین بکار کر نہیں کہتے تھے یا وہ
 معتبر نہ ہوئی اور یہ حدیث جو معتض صاحب نے نقل کی ہو اس کے مقابلہ میں صحیح نہ تھیری قولہ
 دسویں حدیث **اقول** اٹھویں حدیث سنن رافضی میں ی عن سلمۃ بن کھیل عن محمد
 ابی العباس عن حکمۃ بن وائل عن ابیہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یسمع من ابیہ وہ لا یرکک
 فلما بلغ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال امین واخفی بعضا عن ابیہ
 اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھی پس جب
 والا الضالین پوچھے امین کہی اور اخفا کیا آواز اپنی کو انتہی آو وہ حدیث جسکو معتض صاحب نے
 عبد الجبار کی روایت بیان کی ہو قطع ہو کہ عبد الجبار اپنے باپ سے نہیں سنا ہو چنانچہ ترمذی میں کہہ کر
 سمعت محمد بن یحییٰ عن عبد الجبار بن وائل بن محمد بن یحییٰ عن ابیہ وہ لا یرکک
 یقال انہ ولا یبعث ابیہ باک شہر یعنی میں نے امام بخاری سے سنا ہو وہ کہتے تھے عبد الجبار
 نے اپنے باپ سے نہیں سنا اور نہ ان کا زمانہ پایا بلکہ وہ اپنے باپ کے انتقال کے کئی مہینے بعد پیدا ہوئے اور
 انتہی علاوہ اسکے دو جادرس پانچ بار اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی سنا ہو تو اسکا ہلکا ہونا
 نہیں پسے کہ کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بغرض تعلیم کے آیت وارد ہوا کہ بکار کر پڑھ دیا کہ کبھی
 چنانچہ بعض صحابہؓ بھی یہی بات تھی کہ واسطے تعلیم تقدیر ہو کہ کبھی بکار کر فرائض و واجبات کا
 ابن قیم جوزی زوائد المعادین میں سند صحیح نقل فرماتے ہیں واذ جھیر الامام احیانا لعلنا نلزموا
 فلا بأس بذلك فقد جھیر عمر بالافتنار لعلنا نلزموا مؤمنین وجھیر ابن عباس بقرآن القرآن
 فی صلواتنا لعلنا نلزموا انکاسنہ ومن هذا ایضا جھیر الامام بالتأمین وهذا من
 الاختلاف المباح الذی یعنف فیہ من فعلہ ولا من ترکہ وهذا کفر الذین فی
 الصلوات ترکہ یعنی امام واسطے تعلیم مقتدیوں کے دعای فوات کو وقت نزول نازلہ کے کبھی بکار کر کے تو کچھ
 مضائقہ نہیں تحقیق کہ حضرت عمرؓ نے شروع کیا فاما تو بکار کر تا کہ تعلیم ہو مقتدیوں کو اور حضرت ابن عباسؓ

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱
 ۴۷۲
 ۴۷۳
 ۴۷۴
 ۴۷۵
 ۴۷۶
 ۴۷۷
 ۴۷۸
 ۴۷۹
 ۴۸۰
 ۴۸۱
 ۴۸۲
 ۴۸۳
 ۴۸۴
 ۴۸۵
 ۴۸۶
 ۴۸۷
 ۴۸۸
 ۴۸۹
 ۴۹۰
 ۴۹۱
 ۴۹۲
 ۴۹۳
 ۴۹۴
 ۴۹۵
 ۴۹۶
 ۴۹۷
 ۴۹۸
 ۴۹۹
 ۵۰۰
 ۵۰۱
 ۵۰۲
 ۵۰۳
 ۵۰۴
 ۵۰۵
 ۵۰۶
 ۵۰۷
 ۵۰۸
 ۵۰۹
 ۵۱۰
 ۵۱۱
 ۵۱۲
 ۵۱۳
 ۵۱۴
 ۵۱۵
 ۵۱۶
 ۵۱۷
 ۵۱۸
 ۵۱۹
 ۵۲۰
 ۵۲۱
 ۵۲۲
 ۵۲۳
 ۵۲۴
 ۵۲۵
 ۵۲۶
 ۵۲۷
 ۵۲۸
 ۵۲۹
 ۵۳۰
 ۵۳۱
 ۵۳۲
 ۵۳۳
 ۵۳۴
 ۵۳۵
 ۵۳۶
 ۵۳۷
 ۵۳۸
 ۵۳۹
 ۵۴۰
 ۵۴۱
 ۵۴۲
 ۵۴۳
 ۵۴۴
 ۵۴۵
 ۵۴۶
 ۵۴۷
 ۵۴۸
 ۵۴۹
 ۵۵۰
 ۵۵۱
 ۵۵۲
 ۵۵۳
 ۵۵۴
 ۵۵۵
 ۵۵۶
 ۵۵۷
 ۵۵۸
 ۵۵۹
 ۵۶۰
 ۵۶۱
 ۵۶۲
 ۵۶۳
 ۵۶۴
 ۵۶۵
 ۵۶۶
 ۵۶۷
 ۵۶۸
 ۵۶۹
 ۵۷۰
 ۵۷۱
 ۵۷۲
 ۵۷۳
 ۵۷۴
 ۵۷۵
 ۵۷۶
 ۵۷۷
 ۵۷۸
 ۵۷۹
 ۵۸۰
 ۵۸۱
 ۵۸۲
 ۵۸۳
 ۵۸۴
 ۵۸۵
 ۵۸۶
 ۵۸۷
 ۵۸۸
 ۵۸۹
 ۵۹۰
 ۵۹۱
 ۵۹۲
 ۵۹۳
 ۵۹۴
 ۵۹۵
 ۵۹۶
 ۵۹۷
 ۵۹۸
 ۵۹۹
 ۶۰۰
 ۶۰۱
 ۶۰۲
 ۶۰۳
 ۶۰۴
 ۶۰۵
 ۶۰۶
 ۶۰۷
 ۶۰۸
 ۶۰۹
 ۶۱۰
 ۶۱۱
 ۶۱۲
 ۶۱۳
 ۶۱۴
 ۶۱۵
 ۶۱۶
 ۶۱۷
 ۶۱۸
 ۶۱۹
 ۶۲۰
 ۶۲۱
 ۶۲۲
 ۶۲۳
 ۶۲۴
 ۶۲۵
 ۶۲۶
 ۶۲۷
 ۶۲۸
 ۶۲۹
 ۶۳۰
 ۶۳۱
 ۶۳۲
 ۶۳۳
 ۶۳۴
 ۶۳۵
 ۶۳۶
 ۶۳۷
 ۶۳۸
 ۶۳۹
 ۶۴۰
 ۶۴۱
 ۶۴۲
 ۶۴۳
 ۶۴۴
 ۶۴۵
 ۶۴۶
 ۶۴۷
 ۶۴۸
 ۶۴۹
 ۶۵۰
 ۶۵۱
 ۶۵۲
 ۶۵۳
 ۶۵۴
 ۶۵۵
 ۶۵۶
 ۶۵۷
 ۶۵۸
 ۶۵۹
 ۶۶۰
 ۶۶۱
 ۶۶۲
 ۶۶۳
 ۶۶۴
 ۶۶۵
 ۶۶۶
 ۶۶۷
 ۶۶۸
 ۶۶۹
 ۶۷۰
 ۶۷۱
 ۶۷۲
 ۶۷۳
 ۶۷۴
 ۶۷۵
 ۶۷۶
 ۶۷۷
 ۶۷۸
 ۶۷۹
 ۶۸۰
 ۶۸۱
 ۶۸۲
 ۶۸۳
 ۶۸۴
 ۶۸۵
 ۶۸۶
 ۶۸۷
 ۶۸۸
 ۶۸۹
 ۶۹۰
 ۶۹۱
 ۶۹۲
 ۶۹۳
 ۶۹۴
 ۶۹۵
 ۶۹۶
 ۶۹۷
 ۶۹۸
 ۶۹۹
 ۷۰۰
 ۷۰۱
 ۷۰۲
 ۷۰۳
 ۷۰۴
 ۷۰۵
 ۷۰۶
 ۷۰۷
 ۷۰۸
 ۷۰۹
 ۷۱۰
 ۷۱۱
 ۷۱۲
 ۷۱۳
 ۷۱۴
 ۷۱۵
 ۷۱۶
 ۷۱۷
 ۷۱۸
 ۷۱۹
 ۷۲۰
 ۷۲۱
 ۷۲۲
 ۷۲۳
 ۷۲۴
 ۷۲۵
 ۷۲۶
 ۷۲۷
 ۷۲۸
 ۷۲۹
 ۷۳۰
 ۷۳۱
 ۷۳۲
 ۷۳۳
 ۷۳۴
 ۷۳۵
 ۷۳۶
 ۷۳۷
 ۷۳۸
 ۷۳۹
 ۷۴۰
 ۷۴۱
 ۷۴۲
 ۷۴۳
 ۷۴۴
 ۷۴۵
 ۷۴۶
 ۷۴۷
 ۷۴۸
 ۷۴۹
 ۷۵۰
 ۷۵۱
 ۷۵۲
 ۷۵۳
 ۷۵۴
 ۷۵۵
 ۷۵۶
 ۷۵۷
 ۷۵۸
 ۷۵۹
 ۷۶۰
 ۷۶۱
 ۷۶۲
 ۷۶۳
 ۷۶۴
 ۷۶۵
 ۷۶۶
 ۷۶۷
 ۷۶۸
 ۷۶۹
 ۷۷۰
 ۷۷۱
 ۷۷۲
 ۷۷۳
 ۷۷۴
 ۷۷۵
 ۷۷۶
 ۷۷۷
 ۷۷۸
 ۷۷۹
 ۷۸۰
 ۷۸۱
 ۷۸۲
 ۷۸۳
 ۷۸۴
 ۷۸۵
 ۷۸۶
 ۷۸۷
 ۷۸۸
 ۷۸۹
 ۷۹۰
 ۷۹۱
 ۷۹۲
 ۷۹۳
 ۷۹۴
 ۷۹۵
 ۷۹۶
 ۷۹۷
 ۷۹۸
 ۷۹۹
 ۸۰۰
 ۸۰۱
 ۸۰۲
 ۸۰۳
 ۸۰۴
 ۸۰۵
 ۸۰۶
 ۸۰۷
 ۸۰۸
 ۸۰۹
 ۸۱۰
 ۸۱۱
 ۸۱۲
 ۸۱۳
 ۸۱۴
 ۸۱۵
 ۸۱۶
 ۸۱۷
 ۸۱۸
 ۸۱۹
 ۸۲۰
 ۸۲۱
 ۸۲۲
 ۸۲۳
 ۸۲۴
 ۸۲۵
 ۸۲۶
 ۸۲۷
 ۸۲۸
 ۸۲۹
 ۸۳۰
 ۸۳۱
 ۸۳۲
 ۸۳۳
 ۸۳۴
 ۸۳۵
 ۸۳۶
 ۸۳۷
 ۸۳۸
 ۸۳۹
 ۸۴۰
 ۸۴۱
 ۸۴۲
 ۸۴۳
 ۸۴۴
 ۸۴۵
 ۸۴۶
 ۸۴۷
 ۸۴۸
 ۸۴۹
 ۸۵۰
 ۸۵۱
 ۸۵۲
 ۸۵۳
 ۸۵۴
 ۸۵۵
 ۸۵۶
 ۸۵۷
 ۸۵۸
 ۸۵۹
 ۸۶۰
 ۸۶۱
 ۸۶۲
 ۸۶۳
 ۸۶۴
 ۸۶۵
 ۸۶۶
 ۸۶۷
 ۸۶۸
 ۸۶۹
 ۸۷۰
 ۸۷۱
 ۸۷۲
 ۸۷۳
 ۸۷۴
 ۸۷۵
 ۸۷۶
 ۸۷۷
 ۸۷۸
 ۸۷۹
 ۸۸۰
 ۸۸۱
 ۸۸۲
 ۸۸۳
 ۸۸۴
 ۸۸۵
 ۸۸۶
 ۸۸۷
 ۸۸۸
 ۸۸۹
 ۸۹۰
 ۸۹۱
 ۸۹۲
 ۸۹۳
 ۸۹۴
 ۸۹۵
 ۸۹۶
 ۸۹۷
 ۸۹۸
 ۸۹۹
 ۹۰۰
 ۹۰۱
 ۹۰۲
 ۹۰۳
 ۹۰۴
 ۹۰۵
 ۹۰۶
 ۹۰۷
 ۹۰۸
 ۹۰۹
 ۹۱۰
 ۹۱۱
 ۹۱۲
 ۹۱۳
 ۹۱۴
 ۹۱۵
 ۹۱۶
 ۹۱۷
 ۹۱۸
 ۹۱۹
 ۹۲۰
 ۹۲۱
 ۹۲۲
 ۹۲۳
 ۹۲۴
 ۹۲۵
 ۹۲۶
 ۹۲۷
 ۹۲۸
 ۹۲۹
 ۹۳۰
 ۹۳۱
 ۹۳۲
 ۹۳۳
 ۹۳۴
 ۹۳۵
 ۹۳۶
 ۹۳۷
 ۹۳۸
 ۹۳۹
 ۹۴۰
 ۹۴۱
 ۹۴۲
 ۹۴۳
 ۹۴۴
 ۹۴۵
 ۹۴۶
 ۹۴۷
 ۹۴۸
 ۹۴۹
 ۹۵۰
 ۹۵۱
 ۹۵۲
 ۹۵۳
 ۹۵۴
 ۹۵۵
 ۹۵۶
 ۹۵۷
 ۹۵۸
 ۹۵۹
 ۹۶۰
 ۹۶۱
 ۹۶۲
 ۹۶۳
 ۹۶۴
 ۹۶۵
 ۹۶۶
 ۹۶۷
 ۹۶۸
 ۹۶۹
 ۹۷۰
 ۹۷۱
 ۹۷۲
 ۹۷۳
 ۹۷۴
 ۹۷۵
 ۹۷۶
 ۹۷۷
 ۹۷۸
 ۹۷۹
 ۹۸۰
 ۹۸۱
 ۹۸۲
 ۹۸۳
 ۹۸۴
 ۹۸۵
 ۹۸۶
 ۹۸۷
 ۹۸۸
 ۹۸۹
 ۹۹۰
 ۹۹۱
 ۹۹۲
 ۹۹۳
 ۹۹۴
 ۹۹۵
 ۹۹۶
 ۹۹۷
 ۹۹۸
 ۹۹۹
 ۱۰۰۰

بھی نماز گزار ہیں وہ بے غافلتہ بچا کر رکھیں تاکہ مقتدیوں کو تعلیم ہو کہ اس محل پر پڑھنا اسکا سنت ہو
اسی قبیل سے ہے بچا کر کرنا امام کا امین کج اور یہ اختلاف مباح ہو کہ اسکے حامل اور ناک کو بڑا نہ کہا جاوے
اور یہ شرف بدیع ہے نماز میں کہ کرنا اور رکنا اور سکا جائز ہو نہ ہی پس اس ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے بعد قرات فاتحہ امین نظر تعلیم بچا کر فرمائی تھی کہ تا سمیعہ و امین کج اس محل میں امین کج تھی ہر
ورنہ جتنی احادیث حاوی قرات اور تسبیح کی سماعت میں آئی ہیں سب جبر ثابت ہو جائیگا حالانکہ
کوئی بھی جبر کا قائل نہیں ہوگا کہ یا ہوں حدیث **اقول** ان میں حدیث مستدرک میں حکم نے
اخفا کی میں کی روایت کی ہے اور اسکو صحیح الاسناد کہا ہے اور جبر کی روایت میں حاکم اور بیہقی
بشر بن رافع کے راوی ضعیف ہیں جبر کو علی شرط اشیعہ کہنا حاکم کا اور حسن کہنا
مخالف شرط بخاری وغیرہ کے ہوگا **قولہ** یا ہوں حدیث سے کیسوں حدیث تک **اقول**
دعویٰ حدیث روایتی آتی ہے **وَحَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَمِينٌ وَخَفِصَةٌ**
صَوْنٌ یعنی روایت کیا ابو داؤد و ترمذی و غیرہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امین کی
اور صنت کی ساتھ امین کے آواز اپنی انتہی آتی ہے یا ہوں حدیث سے اکیس تک کسی جبر ثابت نہیں ہو سکتا
بلال کی حدیث سے فقط اتنا ثابت ہوتا ہے کہ مقتدی اور امام کی امین ایک وقت میں ہوا میں
جبر کا نشان بھی نہیں اسبطح اور حدیثوں میں فقط امین کی فضیلت ثابت ہوتی ہے جبر کی اونسے
بھی نہیں آتی اسبطح تمام فقہاء اور محدثین ان احادیث کو فضاائل امین میں بیان کرتے ہیں اور
اگر کسی نے بیان کیا کہ روایت لفظ **وَحَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ** میں کہ لفظ **وَحَدَّثَنَا** سے جیسا کہ بخاری میں ہے یہ
استنباط کرنا کہ جبر لازم ہے فقط اپنے مذہب کی تائید ہے حدیث الفاظ ان معنی سے ہزاروں کوس و مٹرن
ورنہ قل ہو اللہ اول قل ہو اللہ رب الغلق **اقول** خود مرسل کتاب سے جبر ثابت ہو جائیگا اسبطح احادیث
میں اور یہ کہ جب ہے کہ وہ ٹھو تو یوں کہو اور جب سے کہو لیو تو یہ کہو اور جب کہا نا کہا تو یہ کہو اور
جب قرآن ختم کر لے کہو اور جب باخانہ سے نکلے تو یہ کہو سب کا وہ ناؤ نکا جہ سے پڑھنا ثابت
ہوگا اسبطح جب امام سے **اللہ لیس** کہے تو حدیث میں آیا ہے **وَمَنْ كُنَّا لَكَ الْحُجَّةُ** کہو

حدیث کوئی صحیح نہیں ہے انتہی اور عمدۃ المحشین شیخ الاسلام علامہ عینی نے بنایہ میں لکھا ہے کہ محمد بن
 روایت معلول ہے اس واسطے کہ جبر بسم اللہ میں آٹھ سو صحابہ اور تابعین سے جو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں
 فقط یہی کیلئے راوی ہیں اور کسی ثقہ سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ صحابہ میں سے یہ امر نہیں ثابت ہوتا کہ ابوہریرہ رضی
 اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جبر بسم اللہ کا نام معلوم ہوتا ہے وہیں بخاری اور مسلم نے اعراض کیا ہے
 و اگر بسم اللہ سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جسکو روایت ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے کیا ہے کہ ابوہریرہ رضی
 اللہ عنہ کہتے ہیں نماز فرض اور نفل میں اس تکبیر کہتے وقت قیام کے پھر کچھ کہتے وقت کوع کے الحدیث پھر
 قرآن مجید پڑھتا ہے قسم تو اس بات کی جسکے قبضے میں میری جان ہے میں زیادہ شائبہ ہوں گے
 ساتھ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسی نماز آپ کی تا دم حیات رہی ہے اور اس حدیث میں اور
 اور احادیث صحیحہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں ہے اور اس کے گمان غالیج تاہی کہ راوی ابوہریرہ
 پر وہم کر لیا ہے انتہی اور بیان شرح مواہب الرحمن میں لکھا ہے وَ عَنْ حَدِيثِ نَعِيمٍ الْجَمَلِ الْمَعْلُومِ
 قَالَ ذَكَرْتُ لِسَمَلَةٍ فِيهِ مَا تَقَرَّرَ بِهِ نَعِيمٌ مِنْ بَنِي أَخْنَابِ إِلَى هَرِيرَةٍ وَأَنَّهُ حَدَّثَ عَنْ
 أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ اللَّهَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بِالسَّمَلَةِ فِي الصَّلَاةِ وَقَدْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِ
 فِي حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ صَاحِبِ الصَّحِيحِ وَلَمْ يَذْكُرْهَا وَاحِدٌ مِنْهُمْ مَعَ شِدَّةِ حُرْصِ التَّحْقِيقِ عَلَى
 مَعَارَضَةِ الْأَمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ بِالْأَحَادِيثِ مِمَّا أَفْتَنَهُ بِدَلِيلِ مَا أَشْتَبَحَ بِهِ صَحِيحُهُ ابْنِي أَوْجَدَ
 حَدِيثِ نَعِيمٍ بِكَ يَوْمَ كَرِهَ حَدِيثَ مَعْلُولٍ بِكَ يَوْمَ كَرِهَ بَسْمَ اللّٰهِ ذَكَرَ كَرِهَ فِي أَصْحَابِ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَعِيمٍ بِكَ يَوْمَ
 ہو گئے ہیں اور یہ کہ وہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبر بسم اللہ کا کرتے
 اور تحقیق اعراض کیا ہے اس کے حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میں بخاری اور مسلم نے اور کسی نے دونوں میں سے اسکو
 ذکر نہیں کیا ہے باوجود شدت جو حرص امام بخاری کے ابوہریرہ کا کہنے امام ابو حنیفہ کے ساتھ احادیث کے
 جسد فتنے کے امکان میں ہوا اس دلیل کو جس سے ابنی صحیح کو انھوں نے جملہ انتہی پس احادیث صحیحہ سے
 ثابت ہوا کہ جبر بسم اللہ میں نہیں کرنا چاہیے اور بعض آیات میں آنے کی وجہ سے کہ واسطے التعلیم
 کہی ہے کہ یہ ہے جسے کہی نہ کی نماز میں کوئی آیت اور آواز بڑھ دیتے تھے یا ابو جعفر کہ کسی بسم اللہ

۴
 بجایہ
 سنت
 رسول
 محمد
 بن
 ابی
 بکر

سن لی ہو تو کہہ اہستہ پڑھنے میں بھی بعض اوقات قریب کے لوگوں کو مسوم ہو جاتا ہے اگرچہ حدیث
 امام ابو جعفر طحاوی و ابن ماجہ اور نسائی اور ترمذی میں عبد اللہ بن مغفل سے روایت ہو کہا او نحوں نے
 باپ کے لئے مجھ کو نماز میں بسم اللہ کہتے ہوئے سنا کہ کہا مجھے ایسی بڑی بدعت ہو جیسا بدعت اور کہا صحابہ
 زیادہ برا جاننے والا بدعت کا کہنے کو نہیں دیکھا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز
 پڑھی اور ساتھ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اور ساتھ عمر رضی اللہ عنہ کے اور ساتھ عثمان رضی اللہ عنہ کے پس بیٹھو میں نے بسم اللہ پڑھتے
 نہیں سنا پس کہنا جس بسم اللہ کو جو وقت تو نماز پڑھ پس کہ الحمد للہ رب العالمین انتی عبدہم ہر تہم
 بسم اللہ کی ہم کہا نکاح حلی میں لکھتے جا لیکن اب کچھ بحث اخفای آمین کی لکھنا اس کی اب کو نہ کر میں
 بہت طول ہو جا گیا مستخرج صاحبی علقمہ کی حدیث میں حج کی کنیت ابو العنبر سے لے کا انکار کیا
 حال نکاح ابن حبان عن الثقات میں لکھا ہے حجر بن عجر بن عنبس ابو السکن الکوفی و مولیٰ علی بن
 لکھ حجر ابو العنبر یروی عن علی و اہل بن حجر مروی عنہ سلمۃ بن عقیل مزی محمد
 ابن عنبس ابو السکن کوفی و اور وہ وہ شخص حج جس کو حجر ابو العنبر کہا جاتا ہے وہ روایت کرتے ہیں علی بن
 اور وائل بن حجر سے اور ان سے سلمہ بن کہیل روایت کرتے ہیں انتہی پس اگر شعبہ ابو العنبر کو
 ائمہ یا تو کیونکر ان کی خطابی اور شیخ الاسلام علامہ عینی نے بنایہ میں لکھا ہے کہ حجر کی کنیت ابو
 ہو بران حبان عن الثقات میں جزم کیا ہے اور کہا ہے کہ کنیت او کی مثل نام باپ اپنے کے ہے اور
 قول بخاری کا کہ کنیت او کی ابو السکن ہے اس کے منافی نہیں کہ کنیت او کی ابو العنبر بھی ہو کیونکہ ایک
 شخص کی دو کنیتیں ہو سکتی ہیں جیسا کہ ابن عنبس انتہی اور دوسری علت اس حدیث علقمہ میں تشریح
 صاحب یہ کہی ہے کہ شعبہ علقمہ کا لفظ زیادہ کیا ہے اور حدیث میں نہیں جواب اس کا یہ ہے کہ
 زیادتی ثقہ کی مقبول ہے جیسا کہ شیخ الاسلام علامہ عینی نے بنایہ میں لکھا ہے قولہ و زاد فی علقمہ
 کہ یضربان فی زیادۃ من الثقة مقبولہ و لا یضربان من مثل شعبۃ یعنی یہ کہنا بخاری کا
 کہ شعبہ علقمہ کو زیادہ کیا ہے کچھ مضربین علیہ کہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہے خصوصاً شعبہ جیسے راوی
 انتہی پس شعبہ ابو العنبر حدیث میں مشہور ہیں اگر او نحوں نے زیادتی علقمہ کی کی تو کیا خطا ہوئی

بیان باب
 صفحہ ۲۵۰

لکھا ہے کہ شعبہ برہمچریوں میں اور کبار متعلمین میں انھوں نے محسن بصری اور محمد بن سیرین کو دیکھا ہے اور
 انس بن سیرین اور عمرو بن ہنیار اور سبعی اور ضلائق بیشمار سے روایت کی ہے اور ان سے اعمش اور
 ابو یوسف ثمالی اور محمد بن اسحق ثمالی سے روایت کی ہے اور سفیان ثوری اور ابن ہمدی اور وکیع اور
 عبد اللہ بن المبارک اور یحیی القطان اور ضلائق بیشمار سے کبار ائمہ میں سے ان سے روایت کی ہے اور وکیع
 کیا ہے انھوں نے اور پر امام ہونے کو جس کے علم حدیث اور احادیث اور ائقان اور حالات قدر میں کہا امام احمد بن
 حنبل نے شعبہ کے زائد میں ان کے مثل حدیث میں اور عمدہ ان سے کوئی نہ تھا اور کہا امام شافعی نے اگر
 شعبہ نہ ہوتے تو حدیث عراق میں بچانی نہ جاتی اور کہا امام احمد نے شعبہ اہمیت واحادہ میں علم حدیث
 اور احوال روایت میں انتہی مختصر کچھ جہاں تعجب ہے کہ شعبہ خفای اہمیت کی حدیث بیان کرتے
 مغلطی ہو گئے حالانکہ سید ان کی کوئی خطا نہیں البتہ ظاہر ہے کہ مخالفانہ بیان کرنے میں جو چاہتے
 ورنہ حدیث میں کوئی نقص نہیں ہاں یونکا علم ان کو اور حافظہ اور کتابت قوی ہو پس ان کی طرف
 ایسا گمان کرنا نہ درست ہے اور بالکل خلاف انصاف ہے اور چونکہ وہ ضعیف کی معترض صاحب
 یہ بیان کیا کہ علقہ نے اپنے باپ سے نہیں سنا ہے اگر معترض صاحب مذہبی کی کتاب ہی وہ دیکھتے تو ایسا
 زبان نہ نکالتے چنانچہ اوس میں لکھا ہے وَعَلَقَةُ بْنُ وَائِلٍ بْنُ حُجْرٍ سَمِعَ مِنْ أَبِيهِ وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْ
 عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ وَعَبْدُ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ لَمْ يَكُنْ مِنْ أَبِيهِ يَمْنِي عِلْقَةَ لَمْ يَكُنْ مِنْ أَبِيهِ يَمْنِي عِلْقَةَ لَمْ يَكُنْ مِنْ أَبِيهِ يَمْنِي
 سنا ہے اور وہ عبد الجبار سے ہیں اور عبد الجبار نے اپنے باپ سے نہیں سنا ہے انتہی پس معترض صاحب نے
 عبد الجبار کی روایت اپنے باپ سے جو ابن ماجہ میں جہاں میں کی نسبت آئی ہے (حالانکہ عبد الجبار کی
 ہم سماع میں اتفاق ہے) محبت گردانی اور علقہ کی روایت جو متصل ہے اوس کو بعض اشخاص کے
 مرجوح اقوال سے ضعیف قرار دیا سچاں اللہ کیا انصاف اسی کا نام ہے کہ حق کو ناحق کر دے
 الزام ہے لیکن معترض صاحب نے یہ کہتے ہوئے کہ ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا
 اور خود ان کو اب صاحب اہمیت جو معترض صاحب سے بڑے ممتاز و مستند ہیں اپنی کتاب
 مسکن الغمام شرح بلوغ المرام میں لکھتے ہیں سماع علقہ از ابیہ ثابت بہت پس صلیت سالک

لکھا ہے کہ شعبہ برہمچریوں میں اور کبار متعلمین میں انھوں نے محسن بصری اور محمد بن سیرین کو دیکھا ہے اور
 انس بن سیرین اور عمرو بن ہنیار اور سبعی اور ضلائق بیشمار سے روایت کی ہے اور ان سے اعمش اور
 ابو یوسف ثمالی اور محمد بن اسحق ثمالی سے روایت کی ہے اور سفیان ثوری اور ابن ہمدی اور وکیع اور
 عبد اللہ بن المبارک اور یحیی القطان اور ضلائق بیشمار سے کبار ائمہ میں سے ان سے روایت کی ہے اور وکیع
 کیا ہے انھوں نے اور پر امام ہونے کو جس کے علم حدیث اور احادیث اور ائقان اور حالات قدر میں کہا امام احمد بن
 حنبل نے شعبہ کے زائد میں ان کے مثل حدیث میں اور عمدہ ان سے کوئی نہ تھا اور کہا امام شافعی نے اگر
 شعبہ نہ ہوتے تو حدیث عراق میں بچانی نہ جاتی اور کہا امام احمد نے شعبہ اہمیت واحادہ میں علم حدیث
 اور احوال روایت میں انتہی مختصر کچھ جہاں تعجب ہے کہ شعبہ خفای اہمیت کی حدیث بیان کرتے
 مغلطی ہو گئے حالانکہ سید ان کی کوئی خطا نہیں البتہ ظاہر ہے کہ مخالفانہ بیان کرنے میں جو چاہتے
 ورنہ حدیث میں کوئی نقص نہیں ہاں یونکا علم ان کو اور حافظہ اور کتابت قوی ہو پس ان کی طرف
 ایسا گمان کرنا نہ درست ہے اور بالکل خلاف انصاف ہے اور چونکہ وہ ضعیف کی معترض صاحب
 یہ بیان کیا کہ علقہ نے اپنے باپ سے نہیں سنا ہے اگر معترض صاحب مذہبی کی کتاب ہی وہ دیکھتے تو ایسا
 زبان نہ نکالتے چنانچہ اوس میں لکھا ہے وَعَلَقَةُ بْنُ وَائِلٍ بْنُ حُجْرٍ سَمِعَ مِنْ أَبِيهِ وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْ
 عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ وَعَبْدُ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ لَمْ يَكُنْ مِنْ أَبِيهِ يَمْنِي عِلْقَةَ لَمْ يَكُنْ مِنْ أَبِيهِ يَمْنِي عِلْقَةَ لَمْ يَكُنْ مِنْ أَبِيهِ يَمْنِي
 سنا ہے اور وہ عبد الجبار سے ہیں اور عبد الجبار نے اپنے باپ سے نہیں سنا ہے انتہی پس معترض صاحب نے
 عبد الجبار کی روایت اپنے باپ سے جو ابن ماجہ میں جہاں میں کی نسبت آئی ہے (حالانکہ عبد الجبار کی
 ہم سماع میں اتفاق ہے) محبت گردانی اور علقہ کی روایت جو متصل ہے اوس کو بعض اشخاص کے
 مرجوح اقوال سے ضعیف قرار دیا سچاں اللہ کیا انصاف اسی کا نام ہے کہ حق کو ناحق کر دے
 الزام ہے لیکن معترض صاحب نے یہ کہتے ہوئے کہ ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا
 اور خود ان کو اب صاحب اہمیت جو معترض صاحب سے بڑے ممتاز و مستند ہیں اپنی کتاب
 مسکن الغمام شرح بلوغ المرام میں لکھتے ہیں سماع علقہ از ابیہ ثابت بہت پس صلیت سالک

از انقطاع یعنی سماع علقہ کا باپ اپنے سے ثابت ہر صلیب انخاف آئین کی انقطاع سے سلامت
 بر انتہی باقی رہا یہ کہ شبہ سے بھر کی بھی نواہت ہو اسکا ہم کہ انکار کرتے ہیں ہم تو خود کہتے ہیں کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی جبر بھی کیا ہی اسبوجہ صحابہ میں اختلاف ہوا بعضوں نے اسکو بطور سرسنگ
 سمجھا اور اکثر نے اسکو بوجہ تعلیم جانا چنانچہ اکثر آدمیوں کا قرن اول میں ترک کر دینا خود اس پر ال کہ
 اوں خوں انخاف کو ترجیح دی ہے پس ارفطنی کی جبر کو ترجیح دینی ہو کہ جو خبر میں لکھا ہے **فَمَا يَشْفِقُونَ**
مَكَاهِبَهُ اور بعض صحابہ کے اہتمام خود ہو یا یہ کہ انکی رائی میں جبر کو ترجیح تھی اور اکثر نے ترک بھی کر دیا
 اور جہر نہیں کرتے تھے بلکہ آئین میں انخاف کرتے تھے ورنہ بعض صحابہ اس قدر اہتمام فرماتے تھے
 بخود ہی بسبب نہیں غالب کہ کچھ تو یہی جسکی پرزہ داری ہے اسبواسلئے علامہ ابن ہمام نے فیہ القایز
 لکھا ہے کہ حدیث انخاف کو ترجیح دی اور ارفطنی نے حدیث جبر کو ترجیح دی کہ جو قوت ہوتی تو شخص
 میں ہوا تاویل کر دیتا کہ مراد اس سے عارضہ عین علیہ السلام ابن ہمام کے قول سے معلوم ہوا
 کہ وہ خود اسید تروہ میں چونکہ اوں خوں استراویل کو سعلق بالشرط کی وجہ شرط کا وجود نہ پایا گیا
 بھی سدوم ہو گیا اور اگر ارفطنی سے مراد ایسا ہو گیا کہ اگر تیر یا سن میل اظہر ہوتی تو دونوں میں یہ تو فوق تھا
 تو خلاف مقصود ہو جائیگا کیونکہ کہیں نکلے کلام سے ثابت نہیں ہوتا کہ وہ خود بھی جبر کو ترجیح دیتے ہیں بلکہ
 ترجیح انخاف کو ہی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اوں خوں لکھا ہے کہ اگر یہ تمام ہو جائے تو حدیث میں انقطاع ہو گا
 علاوہ اسکے انقطاع کو اوں خوں اپنی کتاب میں حجت گردانا ہی بلکہ حنفیہ کے نزدیک قطع حدیث محبت اور
 بطور سکو سعلق ہی کر دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک انقطاع اسکا ثابت نہیں ہوا انکی رائی میں
 معلوم ہوتا ہے کہ فقط انخاف کے لفظ میں اوں خوں تاویل کرنے کو سعلق کیا ہے اور جہر میں جو سنی رہا
 کیے ہیں وہ خلاف جہر نہیں بلکہ خلاف معنی انخاف اور شخص کے کہ اوں میں محض تاویل ہے کہینکہ عام
 قرع عین جبر کو جو ضد انخاف کی ہے شامل ہے پس سنی انخاف اور شخص کے عام قرع کیونکہ ہم کہتے ہیں
 جب تک جبر کو خوب قوت نہوا کہتے اور سوقت ایسی تاویلات پسیدہ کے مرتکب ہو سکتے ہیں کہ تاویل
 پسیدہ اور خلاف متبادر اور خلاف لغت کے ہونے میں کیا کلام ہی پس اشارہ نہکا دون تاویل کے

ہوگا ورنہ اگر دلیل اخفا کی طرف ہوگا تو پھر لو سمیٹیں تاویل کی کیا ہی ہوگی بھرتو ہر مین یون تاویل کی جائیگی
 کہ مراد اوس سے اوس اخفا کا عدم ہے جسکو خود بھی کتبہ پر سے معنی اخفا کو شامل ہو جائیگا ورنہ ترجیح بلا مرجح
 لازم آئیگی بلکہ ترجیح مرجح ہو جائیگی حاصل یہ ہوا کہ معترض صاحب غفلت میں تاویل کرنے میں جہر میں جو
 نہیں ہے کہ مراد اوس سے عدم اخفا کی شدید تر اور تیار و یل بعض شافعیہ سے منقول ہے علامہ ابن ہمام نے
 ہرگز قائل نہیں اس سبب اسلئے و نحوہ کے معنی کو دیا ہے پس معلوم ہوا کہ غرض علامہ ابن ہمام کی یہی ہے
 جو کہ ترجیح نہیں پائی جاتی ورنہ موافق بعض شافعیہ کے ہم یون تاویل کرتے ہیں معترض صاحب کو یہ عبادت
 سفید نہ پڑی اور انھما حدیث میں تاویل کرنا محض لغو ہوا کہ لغت میں اخفا اور غرض معنی جو کو شامل
 نہیں قلموس میں دیکھ لیجئے کہ اخفا کے معنی میں کیا لکھا ہے اخفا کہ سترہ و کتمانہ کا جب لغت سے
 اخفا معنی ستر اور کتم کے ہے اوسکو اپنے قول کی پاسداری بدلینا اور خلاف متبادر کر لینا آپ ہی کا
 کام ہے کیا فقط اور کوئی خبر دیتے جہر ثابت ہو سکتا ہے حال آنکہ خود کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے اخفا کیا خواہ وہ ادا و سمیٹ تاویلات کی ایک کہنے کی کوئی ضرورت ہو اور کو اس امر کا علم تھا کہ آپ
 آپ کی خبر میں نہ اخفا کرنے کی کیا ضرورت تھی کیا اگر کوئی شخص یون کہے کہ ظہر میں آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے الحمد للہ بھی کیا اوسکو بہرہم ہوگا اور خصوصاً اوسوقت جب تصریح بھی کر دی کہ اخفا کیا ہے
 اوسکو نہ ماننا کسی عقل کے دشمن کا شیوہ ہے جو اپنی فقط راہی حدیث کو خراب کرتا ہے اور دوسرے کو
 راہی کا الزام دیتا ہے ایسے بہین الفاظ کو کوئی بیوقوف بھی بدل کر اپنے برعکس معنی نہ لیکھا مانا کرتا
 جسکو جمل مرکب ہوا کا کیا علاج کہہ معذہر ہے یہ سب گلیہ بخت کسی کہ بافتہ سیاہ بہ باب کو فرق
 فرم سفید توان کر دے اسکے بعد معترض صاحب نے چھ آثار میں حکام کیا ہے کہ شریعہ کا جہر کا جہر
 یہ عجیب بات ہے خود تو اثر صحابہ سے استدلال کرتے ہیں کہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنتا ہوں اور
 کہ میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے سنتا ہوں اور ہر دو سے سنکوا و سکی استدلال منع کرنے میں حال آنکہ حنفیہ کے یہاں ہر
 حدیث حجت ہے چنانچہ جو تھے سلسلہ کے جواب میں تحقیق اسکی بیان ہو چکی ہے علاوہ اسکے فخر
 حدیث میں جو اس جواب کے شروع میں تھے میں موقوف کی مؤید ہیں اور موقوف مرفوع کی مؤید

پس باوجود مرفوع حدیث کے جو موقوف کی تائید کرتی ہرچہ بھی موقوف کو نہ ماننا اپنے مسلک سے
بھی نکار کرنا ہی تجربہ و سرا جواب لکھتے ہیں کہ یہ روایتیں طبقہ رابعہ کی ہیں یہ قول و حکما منا قضا کر
قول ہر جو مسئلہ ہفتم میں انھوں نے لکھا ہے کہ طحاوی طبقہ ثالثہ کی کتاب ہے اور شاہ ولی اللہ رضا
بھی طبقہ ثالثہ میں طحاوی کو داخل کیا ہے پس بیان اس کو طبقہ رابعہ میں حال انکہ قول و حکما منا
حجۃ اللہ البائغہ اور خود انکی تصریح کے ہرچہ کہا ہے درونگو را حافظہ نباشد اور تیسرا جواب متخص
لکھتے ہیں کہ روایت ابن سعد کی بلا اسناد ہے جسے مانا کہ یہ روایت غریب ہو مگر اور روایتیں کثرت
موجود ہیں ایک دوسری تائید کرتی ہیں اسلوسٹے برائن شرح سواہل الرحمن میں لکھا ہے کہ
ابو وائل سے روایت کی ہے کہ فرمایا ابو مخنف علی رضا اور عمر بن امین بن جبرئیل کے تھے اور انھوں
کتاب التارخ میں ابراہیم نخعی سے روایت کی ہے کہ فرمایا ابو مخنف کہ ایک کعب افکارنا چاہے یہ طرح عبد اللہ
نے مصنف اپنی میں روایت کی ہے پس حدیث خواتین کرتی ہیں کہ ہر بعض اوقات میں اسے تسلیم تھا
جیسا کہ وارد ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تھے حال انکہ اس کے واسطے
بہتر تھا کہ سنت حوائی ہو جاوے ورنہ عمرہ اور علی بن ترک نہ کرتے اور ابراہیم نخعی ایسے شخص اپنی طرف سے
برخلاف اس کے حکم دیتے انتہی پس معلوم ہوا کہ ابراہیم نخعی کا قول ہے اصل نہیں عمرہ اور علی رض
بھی یہی روایت ہے اور یہ روایت صحیح ہے اس کے جبال ثقہ ہیں برخلاف ابن ماجہ کی حدیث جو بھی سند سے
مروی ہے وہ ضعیف ہے چنانچہ تحقیق اسکی شروع میں بیان ہو چکی ہے پس معلوم ہوا کہ علی بن جبرئیل کا
موضوع سند ہے ہرگز لائق ماننے کے نہیں بلکہ صحیح و نسیہ عدم ہے ہر وہ صحیح مسلم کی روایت جس سے
معلوم ہوتا ہے کہ عمرہ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ کو جو ہے پڑھتے تھے میں چنانچہ امام نووی نے شرح مسلمین
لکھا ہے وَهُوَ مَنْ سَلَّ يَعْنِي أَنْ عَبَدَكَ وَهُوَ ابْنُ أَبِي لُبَابَةَ كَمَا يَتَّبِعُكُمْ عُمْرَةُ يَعْنِي بِهَذَا رِوَايَةُ رَسُولِ
اسی کے بعد عمرہ سنید جی ہوائی ہے مگر کہ روایت جس طرف جمہور میں بہت صحیح ہے اور اس
مسلک متخص صاحب کا حجت پڑنا انہو بکر متخص صاحب کی کہ ابن القریظی بَشَّارَتْ كَلَّالَ حَبَشِيٍّ
آدمی کیا نہیں کہ تاج فی حدیث اعمہ میں آتی توفیقی کا ضعیف ہے مقابلہ کرتے ہیں انھیں

عمرہ سنید جی ہوائی ہے
مسلک متخص صاحب کا حجت پڑنا انہو بکر متخص صاحب کی کہ ابن القریظی بَشَّارَتْ كَلَّالَ حَبَشِيٍّ
آدمی کیا نہیں کہ تاج فی حدیث اعمہ میں آتی توفیقی کا ضعیف ہے مقابلہ کرتے ہیں انھیں

نو اصحاب امیر مہموال سے باز نہیں آئے فکلی تقلید کو ایسا واجب بناتے ہیں کہ صحیح صحیح حدیثوں کو اس کے
 مقابل میں باطل کرنے پر آمادہ ہو جائیں خود ضعیف اور قطع اور مرسل حدیث کو حجت نہیں جانتے مگر قبول
 نو اصحاب کے کوئی حدیث مخالف دیکھتے ہیں تو پھر ضعیف ہی کی طرف دوڑتے ہیں ورنہ اون کے فکری
 قابل حجت اور کالوجی میں السام سمجھ کر پیش کرتے ہیں پھر اپنے قواعد عمدہ سے بھی قطع نظر کر لیتے ہیں غرض
 کسی جگہ اون کے بخلاف نہیں کہتے حدیث کا انکار اور حدیث کی تاویل اون کے نزدیک نہایت سہل بات ہر زبان سے
 کہنے کی دیر ہو مگر مخالفت نو اصحاب کی اپنے حق میں ہم قائل تصور کرتے ہیں بباد او کی مخالفت
 دال میں کالا ہو تو سلسلہ آمدنی بلا و قور کا تہ و بالا ہو **۱** مقلد ہو تو ایسا ہو تہ حدیث ہو تو ایسا ہو
 ہی تقلید اس کی فرض العین جس کے پاس ایسا ہو اسکے بعد عرض صاحب آیت قرآنی میں کلام شروع کیا کہ
 کہ اذہوا انک کجھ سے ہندالان رست نہیں کیونکہ عاہو انہیں کج تابہی قول ثابت رہتا ہی حدیث اور قرآن
 سے ثابت نہیں **۲** جو اس کا یہ کہ الفاظ دعا توقیفی نہیں ہیں اگر کوئی شخص دعا مانگے اور دعا قرآن
 اور حدیث میں نہ آئی ہو تو کیا وہ دعا نہوگی علاوہ اس حدیث میں آئین کہنا آیا ہی اگر اسکے معنی دعا نہیں
 یا لفظ اسماء الہی سے نہیں تو کیا انہو باندہ اصل لفظ کا شارح حکم دیا ہی بلکہ میں کہ معنی قامور وغیرہ
 استیعاب اور کذلک فلیکن مجاہد کذلک قافل کے ہیں اور آئین کو اسماء الہی میں بھی کہا ہی اور یہ جار
 خالی نہیں دعا ہوگی یا اسماء الہی سے ہی ہر صورت اخفا چاہیے چنانچہ تفسیر میں لکھا کہ کلام اور حقیقہ
 اخفا میں آئین میں دو جہین بیان کی ہیں ایک یہ آئین دعا اور دوسری یہ آئین اسماء الہی سے ہی ہر گز دعا
 تو اخفا و سکا واجب ہر سلیک کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی دعا کرو پروردگار اپنے سے نزاری اور اس کی سے اور اگر
 اسماء الہی سے ہی تو بھی اخفا واجب ہر سلیک کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہی ہے پروردگار کو دل میں یاد کرو پس
 وجوہ ثبوت نہوگا تو نہ کہ ہوگا استہدات اور ہر بھی اس کے قائل ہیں انتہی پس تا ہی کا قول خلاف قرار
 اور حدیث نہو بلکہ حدیث اور لغت اور قول کی تائید کرتا ہی اور دوسرا جواب عرض صاحب کج کہ تفسیر میں
 اس آیت کی تفسیر میں اخفا آئین نہیں لکھا عجب مصل اور بے معنی قول ہی تفسیر والوں نے جب عا
 انشا کرنا اس آیت کا ثابت کر دیا تو کیا ضروری کہ مسائل مختلف ہو تو ہر گز البتہ نام فخر الدین ہارنی نے

۲
 ۳
 ۴
 ۵
 ۶
 ۷
 ۸
 ۹
 ۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰

اخفای عاین اسی آیت کی تفسیر میں لامل بیان کیے ہیں اس کے بعد یا م صاحب کی بھی حجت بیان کر کے
 ہر چنانچہ ابھی ان کی عبارت سے نقل کی ہر اب اخفای دعا کے دلائل بھی منجھے تفسیر میں یہ جاننا کہ اخفا
 دعا میں تبریز اور اس کی دلیلین میں اول تو یہی آیت ہو گی کہ یہ آیت دلالت کرتی ہو کہ جناب باری
 دعا کا حکم دیا ہو اور حال میں کہ وہ دعا مخفی ہو اور ظاہر امر کا یہ جواب ہو پس اگر وہ جو اصل ہو تو اقل درج
 استحباب کا پھر خدای تعالیٰ نے اس کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خدا تجا و زکریا و النکو دوست نہیں رکھتا اور
 ظاہر ترین یہ کہ مراد اوس سے یہ ہے کہ خدا دوست نہیں رکھتا اور ان کو انکو جو خدا تجا و زکریا بن اور ان کو
 ترک کر نہیں (کہ وہ دونوں تضرع اور اخفا ہی) پس اللہ انکو دوست نہیں رکھتا اور محبت اللہ کی خوا
 سے عبارت ہو پس معنی ہو کہ جو شخص عین تضرع اور اخفا کو ترک کر دے پس اللہ اس کو ثواب نہیں دے گا
 اور نہ اوس کی طرف احسان کرے گا اور جو شخص اس کا وہ لامحالہ اہل عقاب ہو گا پس ظاہر ہو کہ قول
 اللہ تعالیٰ کا انہ لا یحب اللہ ان یحب اللہ تعالیٰ بن بطور تدرید شدیدی ہو اور ترک کرنے تضرع اور اخفا کے دعائین
 اور دوسری حجت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زکریا کی تعریف کی فرمایا جبکہ نہ ان کی زکریا پروردگار سے نڈا رہا
 یعنی چھپایا اس کو بندوں سے اور خالص کیا اور اس واسطے اللہ اور اوس کی وجہ سے خدا کی طرف قطع ہوا
 اور حجت تیسری یہ ہے کہ جو ابو موسیٰ شمری روایت کیا ہے کہ صحابہ ایک غزوہ میں تھے پس ایک آدمی ان
 کے پاس گئے کہنے لگے اور اللہ اللہ آواز کیے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نرمی کر تو تم اپنی جانوں پر
 کسی بہرے کو تم نہیں پکارتے اور نہ کسی غارت کو تم تو سمیع اور قریب پکار ہو اور وہ تمہارے ساتھ ہی اور جو بھی
 محبت قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو کہ ایک غنی اعبا رہے شمر دعا ہی جلی آورد وراقول آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کا بہرہ ذکر کا مخفی ہو اور بہرہ رزق کا وہ ہو جو کافی ہو جائے اتنی پس بار احادیث اور اقوال
 سے ثابت ہو گیا کہ دعائین اخفا مستحب ہو اور بعض اوقات میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عا
 سموع ہوئی ہو وہ بوجہ تعلیم کے وارد ہو ورنہ احادیث میں تناقض عام جائے گا اس کے بعد مترخص صاحب نے
 آیت میں بھی اول شروع کی ہے فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اخفا سے مراد نہ بہت جہلانہ ہو نہ بہت بہت
 گناہی اور آیہ لا یحب اللہ ان یحب اللہ اوسکی سند میں بخاری کی روایت ملانے ہیں کہ یہ بیت دعائین

۲۵
 اخفا
 بوجہ
 اخفا
 دعا

الْعَالَمِيَّةِ سَبْعُونَ خُمْصًا وَقَدْ كَانَ الْمُسْلِمُونَ يَجْتَمِعُونَ فِي الدُّعَاءِ وَمَا يَسْمَعُونَ لَهُمْ
 صَوْتٌ إِنْ كَانَ إِلَّا هُمْ سَائِبِينَ هُمْ وَبَيْنَ رَفِيقِهِمْ وَذَلِكَ أَنَّ اللَّهَ مُجْتَمَعَانَهُ يَقُولُ ادْعُوا لَكُمْ
 تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً وَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى ذَكَرَ عَبْدًا صَالِحًا وَفَعَلَكَ فَقَالَ ذَاكَ رَجُلٌ بَدَأَ
 خَفِيًّا بِمَا فِي خَفِيَّةِ سَمْعِي سَرَّهِنَّ كَمَا حَسَّنَ بَصَرِي دَرِيَانِ بُوْشِيدٍ وَرَظَاهُ عَاكِتَرُ حَصْبِيَا وَرَضِيقِي مَعِي
 جَمِيعُ مُسْلِمَانِ كُوشَشُ كَرْتِي دَعَائِدِي مِنْ رَمِيْنِ مُسْنِي جَاتِي تَحِيَّ أَوَانُوكِي أَوَانِزِينِ تَحِيَّ مَكْرَاهِيْتِي دَرِيَانِ أَوِي
 اَوِي وَرَدُكَ رَاوِيْتِي كَاوِي لِي سَلِيْمِي كَهْدِي تَعَالَى فَرَمَانِي دَعَاكَ وَرَدُكَ رَاوِيْتِي خُشُوعُ كَرْتِي بُوْشِيدٍ اَوِي
 اَوِي تَحْقِيقُ اللّٰهُ تَعَالَى بَدَأَ صَالِحًا كَاذَكَرِيَا اَوِي كَسْكَ فَعَلَّ سَرَّاضِي هُوَ اَوِي سَبِيْ يَا جَبُوْتِ دَعَاكَ اَوِي سَبِيْ وَرَدُكَ
 بَشِيْ دَعَايَ خَفِيَّ اَنْتِي اَسِيْطَرُ تَفْكِشَاوِي غَيْرِ دِيْنِ لَكَا هِيْ سَبِيْ اَوِي وَجُوْ دَجَمَاعِ لَغْتِ اَوِي نَفْسِيْ مَعْرُضُ صِنَا
 وَتِي اَوِي لِي كِيْ جَاتِي جَابِيْنَ جَوْبِيْ كُوشَا لِي هُوَ اَوِي رَاوِي رَاوِي كِيْ مَقَابِلِ سَبُوْ اَلَا سِيْ طَاقِ مَكَا اَوِي اَكْرَا اَنْفَالِي
 كِيْ كِيْ تَلَاَشُ هُوَ تُوْمَتَرُ صَحَابِيْ كِيْ سِيَانِ سَبُوْ بَانْدَا هِيْ رَاوِي اَوِي جَالِيْنِ جَابِيْنَ هِيْ مَكْرُوْنِيْ جَالِ اَوِي وَكِيْ قَوَانِ
 تَفْكِسِيْ مَقَابِلِ دِيْنِ نَهِيْنِ جَلِيْتِي اَسْرَاوِيْتِي اَوِي اَنْفَالُ كَرْتِي نَهَايَتُ خُضْرُ بُوْشِيدِ هِيْنَ بَرَابَرُ اَوِي اَوِي
 هِيْنَ جِيْلِيْ بَرَابَرُ كَرْتِي هِيْنَ مَكْرُوْنِيْ بَاتِ خَفِيَّ نَهِيْنِ رَجِيْ كُوْنِيْ عَاقِلِ اَوِي تَاوِيَا لِي رَكِيْلِيْ كُوْبِيْ سَبِيْ نَهِيْنِ كَرْتَا
 مَكْرُوْ جَوْبِيْ دِيْنِ كِيْ اَكْرِيْنِ حَالَتِ مَخْمُطِيْ رَاوِي اَوِي اَوِي مَعْدُوْ رُوْشَاوِي اَوِي اَوِي اَوِي اَوِي اَوِي اَوِي اَوِي اَوِي اَوِي
 كِيْ جَاتِي اَوِي
جواب کہ جب تک معترض صاحب کسی حدیث پر ثابت نہ کر دیتے ہیں کہ اس حدیث میں بعض دعا کا جو بوجہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے بطور تعلیم نہ تھا ہرگز انہی مخصوص نہیں ہو سکتی ہیں بعض دعا
 دعا خود قائل ہیں سو یہ بوجہ تعلیم صحابہ کے تھا اور دلیل اس پر یہ کہ اکثر جہت دعا کا پڑھنا آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم ثابت نہیں ہوتا بلکہ بعض خاص قائل میں ثابت ہوا جس سے قرآن کی کیونکر منہ
 ہو کر ہر سنون ہو سکتا ہے بلکہ اکثر دعا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آہستہ ہی فرمانی ہیں اکثر
 اوقات ہر غرض سے خلاف قرآن نہیں ہو سکتا بلکہ خود ادا دیتا اور انا بھی ہم نے بیان کر دیا
 جسے ثابت ہو گیا کہ دعا کا انھا کرنا بہتر ہے پس نازع فیہ فقط یہ امر کہ آئیں گا ہرگز نہ ثابت نہیں

اور فضیلت کوئی وجہ مسنون ہونے آئین کی نہیں ہوگی اگر بعض اوقات صادر ہوا تو ہم اسکا بڑا برقرار رکھتے
 ہیں چنانچہ بعض عاونین بھی بعض اوقات جہ ثابت ہو گئے کثرت اوقات میں ہی اسکی خفیہ منکر میں اور مرد نہیں
 کہیں اسکا بتا نہیں اگر قیامت تک تلاش کیجئے گا تو کوئی حدیث ایسی نہیں ملیگی جس کثرتی فصل حج عاکا
 ثابت ہو بلکہ دونوں قسم کا احادیث موجود ہیں اور ہر طرح ترجیح اخفا کو ثابت ہو گیا ہو کہ اکثر صحابہؓ اور تابعینؓ
 انفا معلوم ہوتا ہے اور قرآن سے تو صریح قطع اخفا ہو گیا ہو کہ قرآن میں دعا کی اخفا کا ارشاد ہی اور آئین
 دعا ہو میں یا اسم اسمائی سے ہو میں کسی کو کلام نہیں ہے جو بت ہو کہ متعرض صاحب حدیث اور قرآن کا
 سند پیش کی ہو کہ اوس میں غائے معنی نہیں ہے **۱** برین عقل و دانش بیا گیر سیت + متعرض صاحب نے
 شارح و زیار نما معنی انوی بھی تصور فرمایا ہے اسکی معنی لغت میں کچھ ہوتو کہ دعا ہیں یا نہیں خدا اور
 احکام بتلے ہیں یا انکلیت تعلیم کرنے ہیں پھر اگر عطا تالعی اسکو کہد یا تو کوسمی جسے قابل حجت نہوگا
 دعا کا اقرار متعرض صاحب ہر طور سے کرنا پڑیگا یا اسمائی اتی میں ماننا پڑیگا **۲** یا راست بیان ہو چو
 باید بود + یا معترف فتنہ و شر باید بود + ورنہ بچان حیلہ و کیا دی خویش + دو چشم پر از خون جگر باید بود
 اور ان دونوں کے واسطے اخفا کا حکم آیت بیان کر چکے ہیں لہذا خالی از استجاب نہوگا مگر تیری بران
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخفا ثابت ہوتا ہے چنانچہ شروع جواب میں احادیث ہمنے نقل کر دی ہیں
 اور جہ کی احادیث کچھ بعض اوقات ثابت نہیں ہوتا اول تو وہ حدیثیں خود ضعیف ہیں چنانچہ
 بیان کر چکے ہیں کسی میں انقطاع اور کسی میں ضعیف ہے اور اگر آجاتو پیش برین نیست کہ گاہی ہی
 ایسا اتفاق ہوا ہو ورنہ میان احادیث اور قرآن کے تطبیق دشوار ہوگی اور بجز تاویلات و اہمیاہ
 کچھ ہوگا متعرض صاحب کا ایک تکیہ کام ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تعبیر کرتے ہیں اپنے کلام
 اور استدلال کو بمعینہ منطوق حدیث تصور کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ اگر ان میں کو کیا آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کی سمجھ میں نہیں آیا یا بدو و دانستہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کا خلاف کیا ہو
 یا اسے سخت الفاظ کے جائز ہوئے کچھ یا ک نہیں کرتے خود تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فعل سمجھتے
 نہیں جب حدیث اور قرآن میں موافق عندیہ کے تناقض ہوتا ہے تو پھر دعویٰ نہیں بجا دے رہے

گرتے ہیں جناب میں آپ کی سمجھ میں معنی آیت کے نہیں گئے یا آپ یہود و انیسٹہ اوسکے برخلاف کرتے ہیں کیونکہ
 آپ نے نزدیک حدیث کتاب السنہ مقدم شمار کیا جاتی ہے کتاب السنہ کو تو آپ صاحب جوت باکل بالاسی طاق رکھا ہے
 اگر کوئی بخاری کی حدیث کی سند بیان ہو تو جتنا اوسکا آپ نے نزدیک اعتبار ہوگا ہرگز آیت قرآن کا کوئی کسی
 قطعی الدلالتہ ہو ایسا اعتبار نہ ہوگا آپ نے ضعیف حدیثوں سے استدلال کرتے ہو اور دوسرے جو صحیح قرآن کا
 آیت پر مبنی تھے تو اوسکو قابل استدلال نہ سمجھ کر کیا قرآن محض تلاوت ہی کی جیسے نازل ہوا ہے احکام کا استدلال
 اوس سے صحیح نہیں باوجودیکہ الفاظ کلام اللہ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ آج تک متواتر ہو
 چلی آئی ہیں اور احادیث میں یہ بات میسر نہیں بلکہ وسیلہ میں رجحان اختلاف ہو کہ بیان باہر احادیث
 ضعیفہ تو کرنا احادیث صحیحہ کی تکمیل تمام راوی ثقہ ہیں ان میں اس درجہ کا اختلاف ہو کہ جب تک کہ کوئی بڑا نامور
 پر غرض نبوی صلی اللہ علیہ وسلم معلوم نہیں کر سکتا پس حیف ہو کہ احادیث ضعیفہ تو ایک وسیلہ کی
 مؤید ہو جائیں اور قرآن کی آیت کو تائید میں کچھ دخل نہ تجارتی ہو بعد کتاب السنہ علیہ السلام کی جیسا
 تو قبل کتاب السنہ سمجھتے تھے چنانچہ کتاب میں ان کی موجود ہیں اور ششی نمونہ از زواری ہی معترض صاحب کی
 کتاب کو ملاحظہ کر لیجئے کہ آیت کو حدیث مقابلہ میں نہیں تا آیت میں تو ایسی تاویلین نظر میں جو کوئی
 ابلہ بھی اوسکو پسند نہیں کرے گا اور احادیث کے الفاظ کو یوں سمجھیں کہ بلا واسطہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم بونچی ہیں اور یہی الفاظ بعینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائی ہیں خدا کا اونسکے
 امام بروچی آئی ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے یہی الفاظ اور نسے ہی غرض یہ یا انھوں نے کوئی جواب
 دیکھا ہے جسکی وجہ اپنے خیال نام من خوش ہیں پھر آئیں کہ بارہ میں کیسے بیٹھنے پر انا نہ ہو اگر مطلق میں
 کی کیسے حدیثیں مراد ہیں تو اوسکو تسلیم کرتے ہیں کہ آئین کی فضیلت اور اخفا اور جہ میں اس سے
 زیادہ جاری نہیں آئی ہیں اور اگر مراد یہ ہے کہ جہ آئین میں کیسے حدیثیں ہیں چنانچہ معترض صاحب کے قول کے
 یہی دعویٰ معلوم ہوتا ہے تو یہ قول محض لغو اور بالکل بے اصل ہے چنانچہ پہلے ہم بیان کر گئے ہیں
 ان میں بجز ابو ہریرہ اور وائل بن حجر نہ کسی حدیث کی کسی اور حدیث میں ثابت نہیں ہوتا اور علی
 کی حدیث تو رکعتوں کے ثابت ہوتی ہے چنانچہ کہ کسی کتابوں سے سند اوسکی کچھ ملے یا تو بعض صحابہ

فعل کے اگر جہر آمیز ثابت ہوتا ہی تو اکثر صحابہ رضہ انضای امین سمجھا جاتا ہو فقط ان دو تین حدیثوں کو
 کہی گئی کہ انہوں نے سے مترض صاحب نے بہت سا شمار کر لیا ہو اور اس قدر حرج کو ترقی دی کہ غیر جہر کی چیزیں
 بھی اور غیر شامل کر کے لکھیں جن میں کر دین پھر اونہ پر کر کے ہیں حالانکہ اصل اور حقیقت اونکی دونوں
 حدیثیں ہیں کہ انہیں بھی کلام پر اس جہ سے کہنے جو اب ترکی ترکی دیا ہو کہ گیارہ حدیثیں متعدد کتابوں کی
 جن میں جہر انضای امین مذکور ہے لکھ دین اور جس حدیث میں انضای اسم اللہ کی کہ یہ بھی مترض کا اعتراض
 تھا بیان کر دین اس قدر بچوئے ہلانا نیکو کافی ہو کہ یہ مترض صاحب اس چیز جو گنتی میں زیادہ ہو
 بہت خوش ہو ہیں جیسے لطفال خرد سال عمدہ غیر عمدہ کا سطر خیال نہیں کرتے جو چیز شمار میں زیادہ
 اور سیکر خوش ہو جہاں میں قبول انقصا ز شادی جو ہری بادیہ کہ جو غفلان خریداری نہیں
 تیغ جو بین راہ ان الکسین تیغ پھر کر کے ہیں بھی مترض صاحب نے بعینہ لکھیں کہ کو کام فرمایا ہو اگر کو
 اختصار منظور نہ تو اتنا واسطے اس قسم کی سو حدیثیں بلکہ زیادہ لکھ دیتے اسکے بعد مترض صاحب نے
 الزامی جواب دیا کہ خفیہ اس کے بموجب ہر عاکا خفیہ ہی کہنا لازم جانتے ہیں کچھ وغیرہ دعائیں قرآن کی
 وغیرہ ہیں کیوں بکار کرتے ہیں جو اس کا ہی طرح پر قبول خفیہ عاکا خفیہ کی لازم نہیں جانتے بلکہ
 مستحب ہیں وہ شریک کہ کچھ لکھ دیا اور کہ اس کے بموجب عاکا مضمون میں ہونا نہیں بطور دعائیں بلکہ قرآن
 سمجھ کر لکھتے ہیں اس لیے اور ہر جود دعا پر الٹ نہیں کہتی ہو اس کے بھی نماز جانتے ہیں خفیہ کو فقط
 پڑھنا مقصود ہو دعا وغیرہ نماز میں نہ الی البتہ التحیات اور دو وقت کو بطور دعا کے پڑھتے ہیں
 اس جہ سے کہ نہیں اور خارج نماز قرآن کی آیت دعا نہیں تو اس کو بھی آیت کہنا بہتر جائے نہیں بلکہ
 کہ الحمد للہ کا تینوں نمازوں میں جہر پڑھنا احادیث مشرورہ اور اجماع اسے ثابت ہو اور خفیہ کے نزدیک
 حدیث مشرورہ زیادتی کتابت پر ہو جاتی ہو البتہ حدیث احمد کسین ہوئی اور جہر الحمدین تو اجماع
 امت بھی موجود ہو لہذا الحمد وغیرہ کا جہر پڑھنا خلاف قرآن مجید نہوا پس مترض صاحب کا الزام محض
 لغو اور نامندانہ ثابت ہو گیا جو بات اول ہی میں بن نہ آئی ہو تو آخر آپ نے منہ کی کھائی
 اسکے بعد مترض صاحب نے اصول خفیہ میں بحث کی ہو حالانکہ خفیہ کے اس سلسلے کے کہ یہ فی یقین

ہوتی ہے اور حدیث احاد مفید ظن پر قطع کی کو چھوڑ کر فقط ایک شخص کی خبر کو کہ اوہمیں بہت سے احتمالات ہیں
 تسلیم کر لینا بجا ہے یعنی اگر صحیح آیت ایک شخص کی خبر پر عمل کرے تو اس وقت آیت قرآنی پر عمل کرنا بجا ہے مطلق
 خبر نہیں ورنہ اعتراض کرے کہ اس کے شیوہ قریب اور غایت دیکھ کر بعد بھی نہیں کہو کہ جس شخص باوجود وہ
 احادیث مرفوعہ اور عمل صحابہ سے سوسلو کو یہ خطر قلمبند کر دیا اور کچھ حدیث کا خوف دیکھا پھر مزید برآں کو
 مخالف حدیث اور قرآن بتا دیا اور پھر ان مسائل کو جو جہتاً قطعاً پر تشکیک و تردید میں نہ ہوں پر کی ہو گویا
 خباثت تعصب ہی کی داد دی ہو ایسا شخص جو کچھ لکھے تھو اسے اس کی وجہ سے کھوتو ایمان بنانے کا علم ہوتا ہے
 کیونکہ اس فخر میں مین و انھوں نے درپردہ صحابہ اور تابعین کے پیچھے پیچھے علیہ السلام کی شان میں سوادہی
 کی ہے حالانکہ اس کے کہنا میں کچھ تعلق تھا خود بخود خفیت کی طرف ضعیف جواب لکھ کر اس کا جواب
 ابجوابتہ خص صاحب کے لکھے ہیں پھر تہمت پر خفیت کے سلسلے سے بالکل اگاہی نہیں مجتہد اب صاحب
 امیر مہربال کے رسالوں کے مستحق کی کتاب کا خطہ اس میں ہونے نہ گنہ گری کو مطلقاً قبول نہ کرنا چاہیے
 چنانچہ بحث و سبکی آتی ہے چنانچہ فرمایا کہ کج خیال عالم علم کے مفاد اگر غازی میں ہیں بجا کر اس لیے نہیں کہتے
 کہ انھوں نے جواب لکھا یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بجا کر ان میں بعض اوقات یہ ثابت ہوتی ہے اس کے سوا
 اس کے پاس کوئی سند نہ تو لائے قائم تھا ان کے کئی کئی قائلین و مدعیان کا فعل سرگرم تھا
 اور گفتگو استیجاب عدم استیجاب میں پر خفیت جہاں میں کو جائز جانتے ہیں اسے مستحسن نہ تھا البتہ اگر کوئی
 بطور علم جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہر کیا ہو کہ کمال کوئی قبات نہیں آج کل ظاہر ہو کہ تعلیم
 کوئی ضرورت نہیں ہو سکتی بلکہ حکام معلوم ہیں اس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو کہ
 وہ بیشک وفاق مرضی خدای تعالیٰ ہو اور اوہمیں جو غلو و ترقی ہوئی ہے یہی رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کا فعل ثابت نہیں ہوتا پس خفیت کو چھوڑ کر حدیث کو اس میں کلیمہ ہو اور انھوں نے حدیث صحیحہ الا سناد
 بقول اکرم یا انہیہ اسکا اقرار ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی کبھی صادر ہوا ہے تاکہ
 اور جہاں حدیث نہیں ملے ہو جہاں او فعل صحابہ بھی ہو خود اسے جس کا خفیت نکالتے ہیں امر جہاں
 ثابت نہیں اور جہاں کر کے ہیں حدیث سے تو ثابت ہوتا ہے مگر متفرق صاحب کے کہ اپنے دعوے کو یقیناً

بی غیر صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ تصور کرتے ہیں مخالف ہوا جاتا ہے اس لیے مختصر صاحب بہت بکڑے لے
 لے لے ہیں خدا خیر کرے **۵** آج وہ شوخ غضب پر خیر کرے ہنسنے میں جامہ بامہ پر خیر کرے
قولہ پلاسلہ اللہ تعالیٰ فرمایا ہوا **الصلوٰۃ** کا نیت علی المؤمنین کیا تاکہ موقوفہ انہ **اقولہ**
 عزرات اور مردانہ میں جمع کی حدیثیں اس کثرت سے جو دین کے احکام گذر کر نہ ہو کہ فی المعنی ہوتا ہے
 اور اجماع صحابہ کا بھی موجود ہے پس خفیہ کے نزدیک اس قسم کی حدیث یقین ہو جاتا ہے اور زیادتی اس کی
 بکڑے میں وجہ ہے درست ہے کوئی حدیث حادثہ پیش کیجیے اور ایک حدیث قطعی الدلائل اولیٰ و ثانیہ اگر لغت
 ہوگی تو بیشک خفیہ کے نزدیک نیت پر عمل ہوگا اگر خفیہ کے مسلک طلاق خبر نہیں یا خبر ہو مگر عام الناس
 اشتباہ میں ڈالو اس قسم کے مخالفے شریعت کیسے ہیں **قولہ** دوسرا سلسلہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو
 حیصہ علیکم اؤھما کما کما ونبئتکم انہ **اقول** اس آیت میں کہ میں نہیں سمجھا جاتا کہ سوائے ان
 عورتوں کے دوسری عورتیں حرام نہیں فقط اس آیت اتنا معلوم ہوتا ہے کہ یہ عورتیں جو آیت میں مذکور
 ہیں یعنی حرام ہیں اور دوسری عورتوں کی آیت نہ ہے جیسے حاملہ کا قرآن میں ذکر نہیں اور حدیث
 میں اس کی حرمت وارد ہے پس حدیث مخالف قرآن کے نہ ہونی البتہ جو عورتیں قرآن میں مذکور ہیں
 اگر بالفرض کسی عورت کی حالت حدیث میں وارد ہوتی تو اوست خفیہ براسادہ جب تک مشہور نہ ہو
 نہ ہوتی قرآن کو ترک نہ کرتے اور بچھو بی اور خال کا قرآن میں کہ میں کیا بھی نہیں پس اس حدیث کو قرآن
 کے مخالف سمجھنا سراسر جهالت ہے جس میں فرق بیکر ہو مختصر صاحب کے سوا بھی بدیاکانہ لکھتے ہیں
 عوام تصور کریں کہ سائنس خفیہ بھی انکو خوب یاد ہیں حالانکہ مختصر صاحب کی حدیث مطلق نہیں سمجھتے
 اور نہ تطبیق دینا جانتے ہیں مگر محض حدیث کو نقل کرنے میں عاجز نہیں اور خفیہ کچھ کہتے ہیں اور مختصر صاحب
 ان کی طرف سے اور کچھ خیر لے کر لے ہیں اور ناحق مسائل فقہیہ کے مطلب سمجھنے کا دم بھرتے ہیں **۵**
 کہ پسند خرد دین میں حدیث سے قویٰ حدیث باق ہو تو وہی حدیث تصدیق اور ان پالی
 کائن الود کاف **قولہ** تیسرا سلسلہ آیت اؤھما کما کما ونبئتکم انہ **اقول** اس آیت سے
 نہیں معلوم ہوتا کہ سوائے انی قسم کے اور صلال ہیں ایک شریعت کی حرمت بیان کرنے سے دوسری

شریکی کیونکہ صحت اور قول سے ہو سکتی ہے دوسری شریک کے حکم سے نہ قول ساکت ہوتا ہے جب تک
 دوسرا حکم اور دوسری شریک کے واسطے نہ ہو اول حکم اسکے واسطے کافی نہ ہوگا جیسے منہ حکم وادہ ہوا
 نہ ہوگا پس حج احکام قرآن میں مذکور نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوکی تصریح کی کہ
 اوکو تسلیم کر لینا عین ایمان ہے ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم جو قرآن میں ہے
 جو بیکار ہوگا پس جب کہ یہ معلوم ہو جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قول بیشک فرمایا ہے
 اور وقت موافق آیت اطاعت واجب ہو اور اگر یہ کہو اسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت
 ہے نہیں یقین نہ ہو اور پھر آیت کے وہ قول مخالف بھی ہو تو اس وقت ہم اس کو احسن نسبت قرار نہیں دیتے
 کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہو بلکہ بوجہ عدم یقین شاذ ہونے کے آیت پر ترجیح نہیں دیتے
 ورنہ جس شخص نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کوئی ایسا ارشاد نہ سنا کہ وہ اپنے
 معنی میں قطع الدلالة ہو تو اس شخص کو وہ پہلے کہنا واجب ہوگا کہ آیت کے مخالف ہو سیکے کہ وقت
 اس کے نسخ کتاب سمجھا جائیگا پس حج حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں اس وجہ سے
 انہیں تفصیل کی جاتی ہے کہ ایک حدیث متواتر کہلاتی ہے جس کے اس قدر راوی ہر زمانہ میں ملے کہ ہوں
 کہ لو نکاح کذب پر مجتمع ہونا عقل محال تصور کرتی ہو اور دوسری حدیث مشہور ہو کہ بتلایں تو اس کو
 ایک نے بیان کیا پھر وہ حدیث اس قدر پھیل گئی کہ اسے صحابہ اور تابعین وغیرہ اس کو برابر روایت کرتے
 چلے آئے کہ لو نکاح کذب پر مجتمع ہونا محال ہو پس ان دو قسموں کے قرآن کی آیت منسوخ ہو جاتی ہے
 اور تیسری قسم حدیث آحاد ہو جس کے ایک راوی ہوں قیہم موجب ظن ہوتی ہے اگر مخالف قرآن
 پر ملے تو آیت اس کی وجہ منسوخ نہیں ہوگی بلکہ عمل آیت پر کہ یقینی ہے کیا جائیگا اور حدیث ظنی نیز
 تاویل منقول کردی جائیگی پس حدیث آحاد بوجہ ہونے سے واسطو نہ کرے کہ کیا ملے گی کیوں کہ بلا واسطہ ظن
 میں اور علم بوساطہ ظن میں فرق ظاہر ہو اور اگر مخالف قرآن ہے حدیث نہ ہوگی تو اس کو وہ ظنی ہے عمل میں
 واجب ہے اور یہ امر یہ بھی ہے کہ بلا واسطہ علم اور بلا واسطہ ظن تو اثر موجب یقین ہوتا ہے اور اگر ایک شخص
 کسی بات کو بیان کریں تو اس کے بیان میں ضرور کوئی وجہ ہوگی ورنہ خلاف تو اثر واقع نہ ہوتا پس اگر

علی بن ابی طالب علیہ السلام کی حدیث برسر طہم اگر ثابت ہو جاوے تو انکی وجہ احادیث میں بہت فرق ہو گیا ہو
 لہذا ایسے موضوع پر کہ قرآن کی حدیث عامہ بخلاف کتبنا کما ہو سہل ہے کہ راوی کوئی غلطی نہ ہو ہو گئی ہو گی
 خدا کی طرف ایسی نسبت کرنی حضرات علیہ السلام پر ہی کا کام ہے یا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خبر احادیث
 مخالفت قرآن کی نسبت کرنی اور نجد حضرات کا شیوہ ہو جنہوں نے احادیث میں اس وجہ کا غلو کیا ہے کہ او
 متقابلہ میں قرآن کی کچھ بھی حقیقت نہیں سمجھتے اور ایک شخص جس کے قول کو خدا کے قول پر ترجیح دے گا
 حال انکہ خدا کا کلام بحال ہے اور راوی کا حال نہیں قرآن میں ابراہیم علیہ السلام کا قول آیا ہے کہ
 ابراہیم جسکے یہ معنی ہیں کہ تحقیق میں ہمارے وہاں اور حدیث میں وارد ہے کہ ابراہیم علیہ السلام میں بار جھوٹا ہو
 ہوا کہ انکو ان میں ہی صورت ہو کہ ابراہیم علیہ السلام اور امام فخر الدین رازی باوجود صحیح حدیث کے اسکا
 ہٹکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پیغمبر کی طرف جھوٹ کی نسبت کرنے سے جھوٹا ہر مسلح معلوم ہوتا ہے کہ او
 کی طرف نسبت کرنا چنانچہ تفسیر میں لکھتے ہیں قال بعضهم ذلک القول سن ابراہیم کذبہ
 ورفاۃ حدیثنا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ قال ما کذبنا علیہم الا ثلاث کذبات
 قلت لبعضہم ہذا الحدیث لا یسجد ان یصل ان نسبة الکذب الی ابراہیم لا یجوز فقال
 ہذا قولنا بل قد ثبت کذبہ بالرواۃ العرفیة قلت لکننا وقع التعارض بین نسبتہ
 الی اللہ و بین نسبتہ الی الخلفاء علیہ السلام کما کان المعلوم بالظہور ان نسبة
 الی اللہ الی اللہ و الی الخلفاء یعنی بعضوں نے کہا کہ کہ ابراہیم علیہ السلام کا جھوٹ ہے اور بیان کی اور بعضوں نے کہا
 ایسا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ہے کہ میں جھوٹ کا ابراہیم نے نہ مگر میں نے اپنے اپنے کہا
 حدیث قبول کر لیکن ان میں اس لیے کہ جھوٹ کی نسبت ابراہیم علیہ السلام کی طرف جائز نہیں ہے کہ
 اور شیخ نے یہ حکم کیا جاسا جھوٹ ہو فقہ راویوں نے کہا کہ زیان نسبت کرنے جھوٹ کی طرف
 راویوں کو اور زیان نسبت کرنے جھوٹ کی طرف ابراہیم علیہ السلام کے تقاضا قیام ہوا تو بالضرور ناجائز
 کہ نسبت جھوٹ کی طرف راوی بہت ہی اہم حاصل ہے کہ حدیث میں سوائے ان دو قسموں کے
 (۱) قرآن شریف میں (۲) حدیث میں قرآن نہیں ہو سکتی یہ حکم اوپر اور وہ لوہے کی

مگر خفیہ کے قواعد و کلیات برابر نقص سے پاک ہیں البتہ جو شخص خفیہ کے مذہب سے آگاہی نہیں رکھتا وہ اسے
 لا علی ہے جو چاہتا ہو کہتا ہو گا اس کا کچھ تمیز نہیں اس کے لئے جب ان اور حدیث پر لوگوں نے اعتراض کیے
 میں یہ جای مقدمین اور یہ مجتہدین **ما تجاء الله والرسول معاد من لسان الوتر فکیف کان**
 اور اندھی کا خارج ہونا خود آیت ہی سمجھا جاتا ہے کیونکہ لفظ سخی اس میں موجود ہے اور ظاہر ہے کہ سخی
 نابینا سحر ہے جو گمراہانہ خفیہ کے نزدیک گمراہیوں کے مجمع میں شامل ہو جائیگا تو پھر ہر گز نماز اس کے ساقط
 ہو جائیگی اور اگر کا تو بالا جماع مرفوع اقلیم ہے اور حدیث میں بھی تین شخصوں کے لئے ارشاد ہے کہ اونسے قلم تکلیف کا
 اوشالایا گیا ہے لکن بالغ دوسرا سوایا ہوا تیسرا مجنون اس سے چوتھے خفیہ و شرع طبعہ کے موافق اور احادیث
 کے بڑھاتے ہیں چنانچہ حاکم کی شرط ابن ماجہ وغیرہ کی حدیث سے معلوم ہوتی ہے جابر بن عبد اللہ رضی
 وایت ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانو تم کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر حجبہ فرض کیا ہے میرے مقام
 میں اور میرے اس میں اور میرے اس میں میں اور میرے اس میں قیامت تک پس جو شخص اس کو
 ترک کرے گناہ میری زندگی میں یا بعد میرے اور حال یہ ہے کہ وہ اس کے امام عادل یا جابر ہو گا و اسے آسان سمجھنے
 اس کے اور انکار اس کے پیش جمع کر کے پریشانی اس کی اور نہ برکت کے اللہ اس کے کام میں تہ دار ہو کر
 نماز اس کی اور نہ زکوٰۃ اس کی اور نہ حج اس کا اور نہ روزہ اس کا انتہی خفیہ اور کما شیخ الاسلام عہدہ
 النحیثین علامہ عینی نے یہ حدیث بوجہ کثرت طرق اور وجہ متعارفہ کے روایت کی گئی ہے اس سے چوتھے شخصیت
 اگر گئی ہے پس حجت بچنے سے منع نہیں کرتی انتہی اس حدیث شرط ہونا سال کا واسطے جس کے ثابت ہوا کہ نہ
 اس شخص صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حال میں کہ امام عادل یا جابر ہو کر نہ کرنے مجمع پر عید فرمائی پس معلوم ہوا
 کہ امام یعنی حاکم کا ہونا چوتھے واسطے شرط ہے پھر خفیہ تو ہندوستان میں بھی باوجود مسلمان حاکم
 بننے کے جب کافر ہوئی دیا ہو اور کہتے ہیں کہ اہل اسلام جمع ہو کر جسکے پیچھے جمعہ پڑھینگے وہی امام ہو گا حدیث
 سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کے معنی حاکم کے ہیں کیونکہ صفت اس کی عادل یا جابر ہو کر ہی صفت
 حکام میں ہوتی ہے سچا امام کے واسطے کہنا یہ سچا نہیں مگر احتیاطاً متاخرین خفیہ نے حاکم کی قید کو بھی
 جو دیا ہو اس سے یہ شرطیں معلوم ہوتا ہے جو امام صاحب کی غرض ہے اور حسن بصری سے بھی فقہاء

من بابہ
 برکتہ
 وجہ
 و اسے
 برکتہ

کہ چار چیزیں بادشاہ کی تعویض میں ہیں کہ اوّلین ہے جس کو وہ عیدین بھی کہتا ہے اور امام صاحب نے امام کی
 شرط فرمادی باوجودیکہ کسی حدیث میں اس کی نفی نہیں پائی جاتی بلکہ ان دونوں حدیثوں کے شرط امام جمع
 کیوں معلوم ہوتی ہے تو خلاف شدہ ہوا یا موافق حدیث کے ہوا ؟ تمہیں کہو تو کہ ہر اس میں کسی لفظ صوبہ یا
 اور آیت کو ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہیں کہ بوجہ تخصیص جماع کے ظنی ہوئی ہے پس خلاف قاطعہ اصل
 اور خلاف قرآن بھی نہ ہوا البتہ امام کا شرط نہ ہونا خلاف حدیث ہو گا اور علی رضوی کی امامت بروقت
 معصوم ہوئے عثمان کے (کو اس کی تصریح نہیں آئی کہ انہوں نے اجازت لی تھی یا نہیں مگر موافق اس حدیث
 کے) محمول برائوں کی جا بھیگی ورنہ عدم اذن کہیں ثابت نہیں ہوتا ہے پس خلاف حدیث محمول کے زیادہ
 ہے اور اگر اس وقت اذن صحیح ہوگی تو مجمل رحالت میں خفیہ کے نزدیک نا جائز ہے چنانچہ امام محمد ثانی
 علامہ زینی نے لکھ دیا ہے کہ ہمارے نزدیک ایسی صورت میں کہ حاکم کا اذن لینا ممکن نہ ہو تو مجھے ایک شخص کے صحیح
 جسے لوگ ماضی ہو جائیں جائز رہا ہے یہی شرط شہر ہوگی اس کے واسطے بھی حدیث موجود ہے مصنف ابن
 ابی شیبہ میں علی رضوی روایت ہے کہ فرمایا انہوں نے لا جمعہ ولا کثرتی ولا صلواتی فطر ولا کثرتی
 الا فی مصلحت جمع او مصلحت عظیمہ یعنی نہیں جس اور نہ تشریق اور عیدین مگر مصالح میں یا بڑے
 شہر میں انتہی اور فتح القدر میں ہے و کھنجر ابن عمر و کھنجر بعلي فطر ولا یعنی صحیح کہا اس حدیث
 ابن حزم ظاہر ہے اور کفایت کرتا ہے اتباع علی رضوی کا (ابن حزم اور سند عبد الرزاق میں بھی یہ ہے) و بوجہ
 اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی حدیث حکما مرفوع ہوتی ہے کہ یونکہ یہ اعراض سے ثابت ہونا بدیہی ہے اگر دوسرے
 صحابی قول سے معارضہ ہو گا تو علی رضی کا قول مقدم شمار کیا جائیگا حالانکہ ابتداء کی حدیث معارض
 اس حدیث کے مذکور زمین ہے یہی وجہ ہے کہ صحابہ سے یہ امر منقول نہیں کہ جس اور انہوں نے شہر کو فتح کیا ہو
 تو منبر اور جبکہ کا نو نہیں بھی حکم دیا ہو بلکہ شہر و زمین جمع کیوں حکم دے اور منبر رکھو اور اگر ان کا کون
 میں بھی حکم دیا ہو تا تو کوئی روایت کو احادیث سے ضروری ہوتی اور مصالح کے تفسیر میں اختلاف ہے
 امام صاحب نے مختلف روایتیں ہیں ایک ہے کہ مصالح وہ جگہ ہے جہاں حوائج ضروری متعلق
 الحاکم کے مہیا ہوں اور دوسری ہے کہ جہاں امیر اور قاضی حکام اور حدود جاری کرتے ہوں اور تو

یکم صریح کے امام ابو یوسف سے بھی منقول ہیں اور تیسری یہ ہے کہ صریح وہ ہے جو ان کو چاہے
 اور متعلق اس کے قانون ہوں کہ آدمی بوقت حوادث اوس میں جو کہ جائیں اور سفیان ثوری کے نزدیک
 صریح وہ ہے کہ آدمی جسکو شہر جاتے ہوں اور امام کرخی اور علامہ زحرفی کے نزدیک میں حدیث
 احکام جاری ہوں اور ابو عبد اللہ بخاری کے نزدیک صریح وہ ہے جسکی بڑی ہی بڑی سجدائیں
 اوسکے نہ آسکیں حاصل **کلام** یہ ہے کہ حنفیہ بشرط مخالفت حدیث نہیں لگائی بلکہ جب تمام
 صحابہ صریح میں جمعہ کا حکم دیتے تھے اور علی رضی اللہ عنہ بھی شرط مصر کی منقول ہے اور ابن حزم جنکو تمام فرقہ
 ظاہر اپنا پیشوا سمجھتے ہیں اس حدیث کی تصحیح کرتے ہیں تو پھر امام صاحب اس شرط لگانے میں
 مخالفت قرآن و حدیث کی نکی بلکہ عین ہوا وقت ہو گئی البتہ گناہ نہیں جسکو جو ب کی کوئی حجت نہیں
 پائی جاتی ورنہ صحابہ سے منقول ہوتا اور بخاری کا قانون ہونا ثابت نہیں کیونکہ نہ کو قریب بھی ہو
 ہیں اور لغت میں بھی اوس کے قائلہ کہ معنی میں لکھا ہے اور قلعہ پر صریح کے تعریف صادق آتی ہے
 چنانچہ تحقیق اسکی سلسلہ ہشتاد و ششم کے جواب میں بیان ہو گئی ہے و غرض کہ امام صاحب نے ہوا وقت
 حدیث اور قرآن کہتے ہیں مگر فرقہ ظاہر یہاں اپنے مدعی علی بن ابی طالب حدیث صریح سے خلاف حدیث اور قرآن
 کرتے ہیں چنانچہ گریبان میں تو نمونہ ذکر نہیں دیکھتے و ہر فرقہ طعن کرتے ہیں صاحب اپنی فہم سے پر نہیں
 نہیں نظر انداز ہیں خود پر اور فرقہ کو بنا ہیں بلکہ صریح ہے امام صاحب ان سلسلہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ
 یعنی جو وقت تم نماز کے لیے کھڑے ہو اور وضو نہ لو پس وضو کر چنانچہ تفسیر حمزہ میں لکھا ہے وَتَقْلِبُوا
 وَأَلْسِنَتُكُمْ مَعَكُمْ مَسْهُورَةً عَنِ الْبَعْضِ وَقِيلَ مَعْنَاهُ إِذَا قُمْتُمْ مِنَ الدُّعَاءِ وَكَانَ كَلَامُ
 الصَّلَاةِ عَلَى مَا فِي عَيْنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَكَانَ تَسْبِيحًا فِي الْمَدَارِ لَيْلِي تَقْدِيرِ آيَاتِ كِي وَكَانَ مَعْنَاهُ
 مشہور یہ نزدیک جس کے اور بعض لوگ کہا معنی اُس کے جو وقت وضو نہ کرے کیونکہ سوا دلیل اسکی
 چنانچہ یہی روایت ابن عباس سے کی گئی ہے جیسا کہ تصریح اسکی تفسیر دارکلمین میں موجود ہے

صحابہ سے بھی منقول ہے

کہ خاص عام کر لینا حال آنکہ کوئی قرینہ اور پہرہ جو دشمنین بلکہ خصومت کا قرینہ خوب بات میں موجود نہیں
 احادیث صحیحہ بخاری اور مسلم کو اونھوں کے مقابلہ میں ایک غائب معلوم ہوا کہ ظاہر کو بخانیہ
 کہ جیسا قرآن کو اوڈھا ہر کچھ تھے ویسا ہی غیر بھی نہیں تھے ورنہ ایک ضو سے کمی نماز میں نہ پڑھتے
 کیا یہ بیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے چنانچہ امام پراورزیؒ فرمادیدو و دانستہ ہر چہ علی اللہ
 و سلم کا خلاف پڑوسلمان کی توشیہ انہیں کہ انہیں سے کوئی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نہ ہو کر
 لیکن جو صلہ امام داؤد کے مقلد و شاگرد کر سکیا نہیں حال آنکہ خدای تعالیٰ فرماتا ہے میں کمال اللہ
 فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ یعنی جس نے اطاعت کی رسول کی افسے اطاعت کی اللہ کی انتہی اور دوسری آیت
 لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ یعنی تمہارے واسطے رسول اللہ میں طریقہ محمود موجود
 انتہی اور تیسری آیت قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ یعنی کہہ دو ای بیٹے اگر تم
 اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تم کو دوست رکھے گا انتہی پس مولوی محمد حسین لاہوری کا
 قول ظاہر ہوئے حتمی بہت ٹھیک صادق آتا ہے کہ جو کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل و چہرہ اور
 جرح سالم جان کر افسے مقابلہ میں قرآن کی آیت پڑھتے ہیں یا بیشک یہی اعتقاد رکھتے ہیں کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے معنی نہیں تھے ورنہ حدیث مقابلہ میں کہی قرآن آفرین کرین بلکہ دونوں
 باہم موافق کرین جیسے حنفیہ کرتے ہیں لیکن چونکہ یہ بات ظاہر یہ صاف صاف عام میں نہیں
 کہہ سکتے ہیں اس لیے وہ ایک ٹٹ کی آٹھیں شکار کھیلنے ہیں کہ آیت قطعی ہوتی ہو اور حدیث ظنی اور قطع
 کے مقابلہ میں ظنی پر عمل جائز نہیں ہو پس وضو کی آیت ان کے نزدیک عام اور قطعی ہو اور احادیث
 ظنی ہیں اس لیے ان کو امام داؤد ظاہر ہی آیت پر عمل کیا اور صحیح حدیثیں بخاری اور مسلم کی آیت
 مقابلہ میں ہرگز دین میں ظاہر ہو کر اولیٰ گریبان میں منہ ڈالنا چاہیے کہ ان کے امام کہا کرتے ہیں
 اُس کے بعد دوسرے اعتراض کرین پس نصاف کہنا چاہیے کہ یہاں فرقہ ظاہر کی حدیث پر عمل کیا
 چلا گیا اور ارفاق حدیث کے مقابلہ میں قرآن کی آیت نہیں پڑھنی چاہیے کون اوٹھا کر لے گیا ہے
 ان تمام تقریرات قرآن و اقصیٰ واضح ہو گیا کہ آیت ادْعُوا إِلَى سَبِيلِ اللَّهِ وَالطَّرِيقِ الَّتِي هِيَ سَبِيلُ اللَّهِ صَالِحِ

علیہ وسلم اور صحابہ کا عمل تھا مگر حضرات ظاہر پر ضعیف حدیثوں سے صریح آیت اور حدیث کو باطل کرتے
 ہیں اور آیت اور حدیث میں تناقض پیدا کرتے ہیں خود تو دعویٰ کرتے ہیں کہ آیت اور حدیث کو
 مطابق کرنا چاہیے مگر خود کار بند ہو سکتے ہیں فی انصاف کرنا چاہیے کہ آیت میں صریح لفظ ^{موجود} ^{موجود}
 ہو اور آیت میں دعا ہو نالغات و کلام عرب پر موقوف ہو کچھ حدیث و قرآن الفاظ کے معنی بتلانے کو کہ
 (اس لفظ کے دعا کے معنی ہیں یا نہیں) موضوع نہیں بلکہ اسے تعلیم احکام کے وارد ہے قرآن اور
 حدیث کچھ لغت نہیں کہ معترض صاحب سیدنی آپ کے معنی تلاش کریں تاہیں کے معنی لغت میں دیکھے
 ہوں کہ دعا کے ہیں یا نہیں تمام لغت کی کتابوں میں آیت کے معنی دعا اور اسم باری تعالیٰ کے موجود
 ہیں اس لیے علما تابعی بیان کر دیا کہ یہاں آیت کے معنی دعا ہیں فقط ایک معنی کے حصر کرنے میں اونکی رائے
 ہو اس کو کوئی اگر تسلیم کرے اور کہے کہ دوسرے معنی بھی آئے ہیں تو کچھ مضائقہ نہیں مگر نفسان معونہ کا انکار
 کرنا اور حدیث اور قرآن میں اس کی سند طلب کرنی چہ خوش گفت سعادہ در زینا کے قبیل سے
 ہو گا جیسے قرآن میں تَبٰیكَ اَنَّا لَمُحِلِّ شَيْءٍ اَيَّاہِمْ اور اس طرح جنابا بری و کَلِّمْ كَلَامًا لَّيْسَ لَكَ فِي
 كَلِمَةٍ صَبِيْنٌ فَمَا يَأْتِيہِمْ كَيْسَ معنی ہیں کہ قرآن میں رطب یا بس شجر کا بیان ہوا مراد او سے احکام جاری
 اور تفصیلی ہیں یہ معنی نہیں کہ آیت میں اور دیگر الفاظ لغت کے معنی ہیں بس یا بس کے معنی دعا لیے جائینگے
 تو یہ آیت صریح انشاء پر دلالت کرتی ہے اور اگر نام خدا معنی خدا کا نام کہ مراد ہو تو دوسری آیت اَشْكُرُكَ كَلَمًا
 فِي نَفْسِكَ سے انخفا اس کا لازم ہو گا اگر اس کو واسطے وجوب کے نہ لیا جائیگا چنانچہ مذہب جمہور ہی تو اس
 استحبابی لینا ضروری و نہ آیت بجا رہ جائیگی اور درصورتیکہ حدیث اور فعل صحابہ بھی انخفا ہی میں
 ہیں موجود ہی تو اس صورت میں آیت اور حدیث میں زیادہ ہوا افت ہوگی ہونہ آیت میں انخفا کے
 معنی کو خواہی لغت لینا اور حدیث اور فعل صحابہ تو بھی ترک کر دینا لازم آئیگا ہماری رائے میں حدیث
 اور قرآن میں پوری پوری تطبیق بھی ہوگی کہ آیت بوجہ قطعی الدلالة ہو کے ماول نہ ہو اور جہر کی مثل
 بعض اوقات مجمل کیجا ورنہ جہر تکین لینے میں آیت اور حدیث اور افعال صحابہ کوئی وجہ معلوم
 نہیں ہوتی بجز اس کے کہ ماول و ماول کرتے چلے جاؤ جیسے کہ معترض صاحب کے مشکل پر گئی ہو کہ آیت

نے یہ کہ اللہ اوس شخص کا حکم نہیں کیا بلکہ اوصوفیٰ راویوں کو اپنا امام اور پیغمبر سمجھایا کہ وہ لوگ سنی
 نہیں بن کر ہیں اور نظام اور برکت کے انصاف ہیں اگر خدا فیصلہ دن قیامت مقرر کیا ہوتا تو بھی ان
 کو کوئی فیصلہ ہو جاتا اور عذاب و درد ناک فیر آجاتا مگر قیامت کو ہو گا مگر او دظاہری اور مولوے
 نذیر حسین صاحب نے تو ایسے کی نسبت ایسا نہیں کیا جیسا کہ مشرقات الارض ان کے اتباع کرنے والوں نے ایسے
 تبرک کرنے کو موجب ثواب سمجھا ہر ایسے کو کوئی بہت تبراتو نصیب ہونی بھی مشکل زمانہ وطن کی ناخانی بنایا
 دنیا یا دین میں انشاء اللہ کا منہ چکھیں گے عرض کر دیں منصف ہر طور قوی معلوم ہوتی ہے نہ پختہ بین
 میں لکھا ہوا حدیث و ائیل انک علیہ السلام قال امین وخصص بوصوۃ وکلامہ
 وابدوداود والکقطیہ وقال عمر بن الخطاب یخفی الامام انکما انکما وکلمۃ وکلمۃ
 وکلمۃ لک الحمد ویروی مثل قولہ عن جماعۃ من الصحابۃ بعضہم یقول اربعۃ
 منہم من الامام وبعضہم یقول خمسۃ وبعضہم یقول ثلثۃ وکلمۃ یعدن
 الشامین منہم کلمۃ دعاء فیکون مبسکاً علی الاحفاد یعنی ہماری محبت حدیث والین
 میری کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امین کو ہی اور خلفا کو اسکو روایت کیا اسکو امام احمد اور
 ابو داؤد اور دارقطنی نے اور فرمایا عمر رضی اللہ عنہ چار چیزوں کو امام انفا کرے انہو زبانہ اور برکت الیہ
 امین اور شہادت الیہ اور مثل اسی قول عمر کہ صحابہ کی ایک جماعت کے روایت پر بعض کہتے ہیں کہ چار چیزیں
 امام انفا کرے اور بعض کہتے ہیں پانچ چیزیں فیکو خفی کرے اور بعض تین کہتے ہیں اور کل انکی امین کو
 اویسین شمار کرتے ہیں اور اسے یہ تین ہاں پس بنا اوسکی انفا پہنکی انتہی اور حاکم نے انفا ہی پر
 حدیث کو صحیح الاسناد کہا اور حسن فیکو قول موافق آیت تو ظاہری اور حدیث صحیح اور فعل صحابہ بھی موافق
 ہوا پس میری کوئی صورت باقی نہ رہی مگر واسطے تعلیم کے اعیاناً صادر ہو اہو لہذا جسے خفیوں پر
 اعتراض کرنے سے سوای اپنے اس کے کہ شاید او دظاہری یا راوی یہاں سمجھایا سب کا خلاف کیا خدا
 مخالف تو صاف صاف شخص ہو گیا اور پیغمبر کی بھی مخالفت ظاہر ہو پس اعتراض کسی پر ہوا تھا جانا
 کسی پرست کی فرمت محکم آمدنی اصول و بایدت شرم از حق را سے و از رسول

صحیح
 صحیح
 صحیح
 صحیح

قال اور ایک مخالف امام اعظم کے متعلق حدیث پر چلنے والا کو یہ سیتے ہیں کہ امام اعظم کے پاس حدیث کی کتابوں کے کئی صندوق تھے اور امام اعظم نے ہوائی جماعت صحابہ کے تین سو تابعین شیخ سے سماع حدیث کی کی ہر اور ایک سند کی روایت بائیسویں نے اونسے کی ہر اور سب کے امام اعظم کے استاد علم کے چاروں آدمی ہیں ان کو شیخ عبدالحق حنفی ابوحنی شریع سفر السعادت میں نقل کیا ہے جو اب اسکا ہر کیے تو شیخ عبدالحق وغیرہ کی فائدہ سنا باتیں ہیں ان کو بجز بعض متعصب امام اعظم کے قلعہ کے کوئی نہیں سنا اور انہی کوئی دل تراشی ہوئی باتوں کو سچا کوئی نہیں جانتا **اقول** مترض صاحب جب کہ بی جواب بناتو اقوال محققین کو بناوٹی اور دل سے تراشی ہوئی باتیں کہدیا اگر اسکا نام جواب ہو تو ہر کما کیسا جواب بہت آسان ہے جوابات کے مخالف ہوئی جھٹاؤ کو تراشید قرآن پر جھوٹا یہ جواب بھی قابل وجہ ہر آج تک کیونہ ہو گا خاصہ مترض صاحب کا ہر مکران باتوں کے کیا تو ہی واللہ **مترض صاحب** وکو کہہ **الکفر** خسرانہ ہو بروی آب و آب صافی میر و بی اضطراب اس جوابات مترض صاحب تمام صاحب کا دیکھنا صحابہ کو اور روایت کرنی صحابہ اور شیعہ حدیث ہونے امام صاحب کا انکار کیا ہر اور زمین قول ضعیف نقل کیے ہیں بعض نفی روایت اور بعض نفی روایت اور بعض قلت حدیث پائی جاتی ہر اب ہر ایک ہم بالترتیب ثابت کرتے ہیں ملا علی قاری نخبة الفکر شرح میں لکھتے ہیں **قال** لعراقی **وعليه عمل الاذنين** **وقد ائنا الله** **صلواته عليه وسلم الى الصحابي والتابعي بقوله طوله لمن راى ولمن راى من راى** **فاكتفى بمسجد الروية قلت** **وبه سند رجب الامام الاعظم في مسند الشافعي** **فانه قد راى اسكا وغيره من الصحابة على ما ذكره الشيخ الجوزي في اسماء رجال القراء والفقهاء في تحفة المسترشد وصاحب كشف الكفا في مؤلفات المؤمنين وصاحب حلاوة المعاني وغيرهم من العلماء المتبحرين فمن نفى انه تابعي فاما من الشيعه القاصرون والتعصب الفلاني انتہی یہی کما عرفت نے کہ کہ ابن حجر جو تعریف تابعی کی بیان کی ہے کہ تابعی وہ ہے جسے صحابی کو دیکھا ہو یہی صحابی**

شیخ عبدالحق حنفی

۴

امام اعظم

صحابہ و تابعین

عمل کر دینا یا تو تحقیق انا دیکھا ہی صلی اللہ علیہ وسلم خطوط صحابی اور تابعی کے ساتھ قول ہے کہ کہ
 خوشخبری ہو اور اس شخص کو دیکھا اوسنے مجھ کو اور اس شخص کو دیکھا اوسنے اور اس کو جسے مجھ کو دیکھا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فقط دیکھنے پر گفتگو کی جن کہتا ہوں کہ اس تعریف کا امام علم ہم سلسلہ بہتر
 میں داخل بن اس لیے کہ اوں کو ان سرخ اور سو اوں کے اور صحابہ کو دیکھا اور چنانچہ اگر کیا اسکو شیخ جزری نے
 اسماء بن جلال قرظی نے توریشی نے تحفہ المسترشدین اور صاحب شہادت الکشاف کے سورہ مؤمنین میں اور
 صاحب رآۃ البھان وغیرہ میں علماء متبحر سے پس جس شخص کا امام صاحب کتابی ہو کسی نفی کی یا جو
 قصود تائید کے یا جو تصدیق کے ہر انتہی اور ابن جوزی علی ملتنا ہین لکھا اور ابو حنیفہ کے کہ یہ ہم صحیح
 احادیث الصحاح و التائید اسی انس بن مالک رحمہ اللہ نے امام صاحب نے نہیں جانتے کی کسی صحابی نے
 بلکہ انس کو دیکھا تو اسی اور رجال الدین یوم علی تلیقہ المصنفین لکھتے ہیں کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے
 امام صاحب کی روایت اور تائید سے سوال کیے گئے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ کے ایک جماعت صحابہ کا زمانہ یا اس لیے
 تو وہ میں اہل بیت اہل سنت ہی میں ہوئی اور وہ بان عبد اللہ بن ابی اوفی تھے کیونکہ وفات اؤ کی بعد
 اس کے اور اوس وقت بصرہ میں انس بن مالک تھے کیونکہ وفات اؤ کی سن نوے میں یا بعد کے ہر اور صحابہ
 ایسی سند جمیع کی نہ جس میں روایت کی ہو کہ امام صاحب نے انس کو دیکھا ہر اور سوا ان کے اور
 صحابہ چند شہر و مین زندہ تھے انتہی معتبر اور افاضہ کعبہ میں لکھا کہ ان علماء نقد اقطعی اور ابن سعد
 خطیب و تہی و ابن حجر اور علی عراقی و سیوطی و علی قاری اور اگر سندری و ابو عمر و احمد و ابو یافعی
 اور جزری و تویشی و ابن جوزی و سراج صاحب شہادت الکشاف امام صاحب کتابی ہو پر تصریح کر دی
 ہر اور جنہوں نے انکار کیا ہر اوہیں کو مصداق روایت کر لکھا انکار ہر اور دوسری جماعت میں نہیں اور مؤثر
 نے بھی کسی تصریح کی ہر اور نہ عبارتیں لکھی ہو جہاں کلام کے ترک کردین اور جو کچھ منہ نقل کیا ہو نہ کھن
 ان لوگوں کے نقل کیا ہو مجروح اعتبار نقل و حسنہ بنید کی اور جو شخص ان کتابوں مذکور کو دیکھ گا ہماری نقل کی
 تصدیق ہو جائیگی لیکن اقوال فقہا ہا یکساں ہیں یا نہیں بدینہ بن اور جسے مورخین میں امام صاحب
 کی تائید کا انکار کیا ہو وہ شخص عمدا و قوت حفظ اور وسعت علم میں مان شہید یا بیعت کے مرتبہ کو

میں شیخ

میں شیخ

میں شیخ

میں شیخ

میں شیخ

میں شیخ

میں شیخ

میں شیخ

میں شیخ

میں شیخ

میں شیخ

عَلَيْهِ السَّلَامُ خَيْرُ الْقُرُونِ قَوْلِي تَعَالَى الَّذِينَ يَكُونُ قَوْلُهُمَا الشَّيْخَانِ يَبْنِي تَحْقِيقَ ثَابِتٍ هُوَ كُنْ
 امام صاحب کے بعض صحابہ کو اور اختلاف کیا گیا ہے روایت کرنے میں امام صاحب صاحب اور اعتقاد کیا گیا ہے
 ثبوت روایت کا چنانچہ بیان کیا میں اسکو سند الانام شرح مسند الامام میں قوت اسناد و قوت کے فرق
 صحابہ کرام کے پس امام صاحب ہمیں کہا کہ جیسا کہ شجر بڑے علماء میں لکھتے ہیں الَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِالْحَقِّ
 کے تحت میں اور عنایت قول عليه السلام خَيْرُ الْقُرُونِ قَوْلِي تَعَالَى الَّذِينَ يَكُونُ قَوْلُهُمْ تَصْرِح کر دی ہو رہا ہے
 کیا اس حدیث کو بخاری و مسلم انتہی اور مولانا ابوالحسنات محمد عبدالرحمن صاحب صاحب خیر الراعی جواب
 کہتے ہیں وَاَقَارِبُهَا قَوْلُكَ عِبَارَتُهُ هَذِهِ تَوْحِيدُ الْحَقِيقَةِ مُقْتَضِرُونَ عَلَى تَبَايُهِ الْعَامَّةِ
 وَلَيْسَ كَذَلِكَ فَإِنَّ كَثْرَةَ قَوْلِهِمْ هَبُوا إِلَى مَقَرِّهِ الصَّحَابَةِ وَأَمَّا اخْتِلَافُهُمْ فِي رَوَايَتِهِ عَنِ النَّبِيِّ
 فَجَمْعُهُمْ يَقُولُهَا جَمْعُ مَنْ الْمُحَدِّثِينَ وَجَمْعُهُمْ مَنَّهُمْ اتَّبَعُوا هَاوَالَهُ هُوَ الْمَذْهَبُ لِمَنْ
 لَقْنًا قَشْعَرُ جُلْدِي وَتَوَحُّشُ قَوْلِي حِينَ رَأَيْتُ عِبَارَةَ الْبَحْثِ وَحَاكَمَ مِنْهُمْ هَا
 أَمَّا نَحْنُ وَرَعْنُ الْحَدِّ هُوَ الَّذِي نَزَعْنِي إِلَى جَمْعٍ نَبِيٍّ مِنْ مَسَاحَاتِهِ فِي كَصَائِفِ الْبَحْثِ
 يَغْتَرُّ بِجَاهِلُونَ بِأَمْثَالِ هَذِهِ الْكَلِمَاتِ فِي تَالِيَفَاتِهِ وَاللَّهُ أَسْأَلُ أَنْ تَجِبَنِي فِي حَقِّهِ
 مِنْ أَمْثَالِ هَذِهِ الْمَغَالِطَاتِ يَبْنِي جَوَاحِرُ اعْتِرَاضٍ بِهِيَ عِبَارَتِ أَوَّلِي بِهِيَ هَكَذَا فَقَطْ خَفِيَ لِي
 ہمسے صحابہ ہونا ثابت کرتے ہیں حال انکہ بسا نہیں ہر سب تحقیق اکثر ان کے بلکہ کل ان کے روایت صحابہ
 قائل ہیں اور جہاں نیست کہ اختلاف انہوں امام صاحب کی روایت میں کیا ہے ہر ایک جماعت
 انویس نفی روایت کی ہر مثل ایک جماعت کے مخالفین سے تو ایک جماعت انویس سر روایت کو ثابت
 کیا ہوا و کہا کہ یہی مذہبی ہی ہوا و تحقیق کا ناپ ٹھانڈا میرا اور دیکھا دل میرا جبکہ عبارت ہے
 تصنیف نواب صاحب بھوپال کی میں نے دیکھی اور جس نے اسکو سمجھا کہ یہ عبارت حد تجاؤ کر کی
 ہوا و اسی جملہ کو لکھتے کیا مع کرنے مساحات او کی پر تصانیف اپنی میں تاکہ دھوکہ میں آجائے
 بی علم سلوک کے کلمات جو او کی تالیفات میں ہیں اور اللہ تعالیٰ میں سوال کرتا ہوں کہ مجھ کو
 اور دیگر اس قسم کے مغالطات سے بچاؤ انتہی آج روایات امام صاحب کی جو صحابہ ہیں

نسخہ خیر الراعی
 محمد عبدالرحمن صاحب
 خیر الراعی

مع اسناد و تقریر سیوطی کی نقل کی جاتی ہیں بیاض السحیفین جلال الدین سیوطی کہتے ہیں قال ابو معشر فی
 جزئیہ ابی عبد اللہ الحسین بن محمد بن منصور بن الفقیہ الواقفی ابی ابراہیم احمد
 ابن حسین واقفی ابی ابی بکر محمد بن حمدان الحنفی ثنی ابو سعید اسماعیل بن علی
 الشعمان ثنی ابو الحسین احمد بن محمد بن محمود البرکاد ثنی ابو سعید بالحسین بن محمد بن
 المبارک ثنی ابو العباس احمد بن محمد بن محمد بن الصلح بن المغلس الحمیری ثنی بشر بن الولید
 القافی عن ابی یوسف عن ابی حنیفہ سمعت انس بن مالک یقول سمعت
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول طلع العلم وریضۃ علی کل مسلم وریضۃ عن انس
 سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لکمال علی الخیر کمالہ وریضۃ عن انس
 سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اللہ یحب عاتۃ المؤمنین یعنی امام ابو حنیفہ سے روایت
 ہو کہ سندین انس کہتے تھے سنائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرماتے تھے طاعت علم کا ہر مسلمان پر ہے
 اور امام ابو حنیفہ انس سے روایت کرتے ہیں سنائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرماتے تھے تلامذہ ابی
 خیر کا نام کرنا خیر ہے اور امام ابو حنیفہ انس سے روایت کرتے ہیں سنائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کہ فرماتے تھے تحقیق اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے تمہارے دوت رکھتا ہوں اقول احمد بن مغلس رحمۃ اللہ علیہ
 الاول منہ مشہور وقد قال الشیخ فی الدین النور فی فتاواہ فی حدیث ضعیفہ
 واما المعنی صحیحاً وقال لما فوط کمال الدین ابی عمری من طریق تلمذہ ربہ الحسن
 قلت عندی انہ یبلغ ربیۃ الصحیح لانی وقفت لعلی نحو خمسین طریقاً وقد جمعنا فی جرہ
 والحديث الثاني منہ صحیح وکر من رواہ جمع من الصحابة واصله فی صحیح مسلم من جرہ
 ابن مسعود رحمہ اللہ عنہ یلفظ من دل علی حقیقۃ مثل الجفایہ والحديث الثالث
 منہ صحیح وکر من رواہ جمع من الصحابة واصله فی الصحاح المقدس فی الحدیث الثانی عن
 برحق یعنی کتابین احمد بن فضل بن ح کی گویا اور پہلی حدیث میں اور کا مشہور اور کا شیخ محمد بن
 نووی فتاویٰ ابی بن حدیث ضعیف ہو اگرچہ معنی اسکے صحیح ہیں اور کا حافظ جلال الدین سیوطی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص اسے اللہ کے سپینا دے اگرچہ پیش آنی نہ قطعاً کے
 ہو بناویگا اللہ اسے اس کے مکان جنت میں اقول ہذا الحدیث صحیح بل متواتر یعنی کہتا ہوں
 کہ یہ حدیث صحیح و مکمل تواتر و یہ ابی سعید السدکانی ثنی ابو محمد عبد اللہ بن
 کثیر الزکری ثنی عبد الرحمن بن ابی حاتم الزکری ثنی عیاش بن محمد بن لؤی
 ثنی یحییٰ بن معین عن ابی حنیفۃ اللہ سمعہ عن عائشۃ بنت جحش رضی اللہ عنہا
 تقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر جنۃ اللہ فی الارض الجرادۃ الاکلۃ
 ولا الحرثۃ یعنی امام ابو حنیفہ روایت ہو کہ سنا و نحو ان عائشہ بنت جحش سے کہتی تھیں فرمایا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر جنۃ اللہ کازین بن ہدی کا ہونہ میں او کو کھاتا ہوں اور نہ
 او کو زراعت کرتا ہوں اقول ہذا الحدیث منہ صحیح اخرجہ ابو داؤد من حدیث مسلم
 وصحہ الضعیفۃ فی المختارۃ یعنی کہتا ہوں کہ یہ حدیث من اسکا صحیح و ذکر کیا اسکو ابو داؤد نے
 حدیث سلمان رضی اللہ عنہ اور صحیح کہا اسکو ضعیف نے مختار میں قال ابن الجار ان القاضی ابو الحسین
 عبد الرحمن بن احمد عن ابی عبد اللہ البلیخی ثنی ابو الفضل بن حرّون قال قرأت علی
 القاضی ابی سعید عبد الملک بن عبد الرحمن بن محمد بن الرأبی ثنی ابی ثنی محمد بن
 عبد اللہ ان ابی علی بن الحسن بن علی بن ابراہیم مشفق ثنی الحسن بن عباس بن القاضی
 البغدادی ثنی محمد بن موسی ثنی الجلودی ثنی محمد بن عباس بن الیما مہجیہ ربیع
 القاسم عن ابی حنیفۃ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال جاء رجل من
 الانصار الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ یا رسول اللہ ما فرقت و فلک لقط
 قال فاین انت عن کثرة الاستغفار والصدقة یرثق اللہ بها الوالد قال کان
 الرجل یکنز الصدقات و ینکثر الاستغفار فو لک سبعة من الدنیا لک منی امام ابو حنیفہ
 جابر کہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا ابو حنیفہ ایک شخص انصاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
 خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے کبھی اولاد نہیں ہوئی فرمایا تو نرت و استغفار

صحیح
 صحیح

اور صدقہ کیون نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اسکی وجہ اولاد عنایت کرے گا کہما جابر بن عبد اللہ بقرہ شخص صدقہ
 دیا کرتا اور اس تنفسا بہت کیا کرتا پالنے کے سات لڑکے پیدا ہو انتہی اب جو کرنا چاہیے کہ اتنے بڑے
 محقق نے ان احادیث کا پتا اور نشان بتلا دیا اور خوب تحقیق منصفانہ انداز میں آپس بن جوڑی وغیرہ
 نظر اہر کے موضوع کہنے سے کیا ہوتا ہے **۵** باطل ستانچہ مدعی گوید کہ بلکہ اسید خج مدعی ثین ہی اونکا
 اعتبار نہیں کرتے اونھوں نے تو بعض حدیثیں بخاری کی بھی تسلیم نہیں کی ہیں البتہ بعض نے ان احادیث
 کو ضعیف کہا ہو سو اسکی تحقیق جلال الدین سیوطی نے بیان کر دی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ احادیث
 اکثر صحیح ہیں پھر جو شخص متہم ہو اسکی بھی روایت جثقب کے مطابق مقبول ہوتی ہے اور ان احادیث
 میں قوی ایسا راوی نہیں جو موضوع حدیثین میں آیت کرتا ہو سنا انکار کرنا محض تعصب و حسد ہے
 اور نہایت بد ہے **۶** شیعہ بعض و حسد کو سنگ سے انصاف کے پتھر ڈال دیا اور زہری کی دلی گچھور ہے
 اور ملا علی قاری وغیرہ کے اقوال سے بھی اول ہی واضح ہو چکا ہے کہ قوت ثبوت روایت کو ہر سگر
 بعض نے اسکی صحت کا انکار کیا اور اکثر نے ثبوت روایت کا اقرار کیا تو ثبوت کو بہر منہج ترجیح ہوئی باقی
 راہ امام صاحب کی قلت حدیث کا جواب ہے بھی سن لیجیے کہ کم روایت کرنا حدیث کا اس امر کو فی
 نہیں کہ حدیث و نکو آتی نہیں تھی یا قولہ شخص کہ کیا جو تعصب کا پتلا ہو **۷** گزیدہ بیدہ و زشیہ چشم
 چشمہ آفتاب چہ گناہ اور چارہ زرشاخ امام صاحب کے شیخ عبد الحق ہونے اپنی طرف نہیں بیان کیے
 بلکہ مدعی ثین شافعی بھی اسکو ذکر کر گئے ہیں اگر عرض صاحب کتابین متعین کی دیکھتے تو ایسے پاک لوگوں پر ایمان
 نہ کرتے یہ شیوہ تو حضرات ظاہر کا ہر کا ہر کا اپنی طرف دھوکا دینے کو عبارت بدل دیتے ہیں ابن حجر کی شان
 خیرات احسان میں لکھتے ہیں **۸** اَخَذَ عَنْ اَبِيهِ اَبُو شَيْخٍ مِنْ اَيُّمَةِ النَّبِيِّينَ وَغَيْرِهِمْ
 وَمِنْ تَوَكُّرِهِ الدَّهْنُ وَغَيْرِهِ فِي طَبْعَاتِ الْحَمَلِ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ وَمَنْ تَرَكَمُ قَوْلُهُ اَعْتَابَهُ
 بِالْحَدِيثِ فَمَوْافَا لِسَائِلِهِ اَهْلًا اَوْ حَسَدًا اِذْ كَيْفَ يَتَأَنَّى لِمَنْ هُوَ كَذَلِكَ اسْتِنْبَاطُ
 مِثْلِ مَا اسْتَنْبَطُوا مِنَ السَّائِلِ اَلْنِي لَا تَخْطُ كَثْرَتُهُ مَعَ اَنَّهُ اَوَّلُ مَنْ اسْتَنْبَطَ مِنَ اَكْثَرِ
 عَلَى اَوْجِهٍ الْمُخْتَصِرِ لَمْ يَكُنْ فِي كِتَابِهِ عَنْهُ كَوَاجِلُ اسْتِغْنَاهُ بِهَذَا اَلَا كَمْ لَمْ يَكُنْ مِنْ حَدِيثِهِ

فی الخارج کان ابابکر وعمر رضی اللہ عنہما کما استعلا بمصالح المسلمین العالم یمہم
 عنہما من روایہ الحدیث مثل ما ظہر عنہما کما حدیث صفار الصحابہ رضی اللہ عنہم
 وكذلك قال الشافعی لم یظہر عنہما مثل ما ظہر عنہما کما حدیث صفار الصحابہ رضی اللہ عنہما
 ابن مہیین لا شغل لہما بذلک الاستنباط علی ان کثرة الروایۃ بدین الدرایۃ
 لیس فیہ کثیر مدح بل عقائد ابن عبد البر بابا فی ذکرہ ثم قال لیدی علیہ فقہ
 جماعۃ المسلمین وعلماء وکثر کثر من الحدیث بدوین تفقہہ ولا استدلال
 یعنی بیان ہو چکی یہ بات کہ امام ابو حنیفہ نے چار بزرگ شاخ ابیہ تابعین غیر ہم سے حدیث اخذ کی ہوا
 اسیدو جو کہ نبی خیرہ کو نکو حافظوں حدیث کی طبقہ میں کر کیا ہوا جو شخص گمان کہ تاہر قلیت حدیث کا
 پس یا تو جو جس سالہ کرنے او سکے کے اہل حدیث سے یا جو جس سالہ او سکے کے ہوا سلیہ کہ جس شخص کو
 چند حدیثیں حاصل ہو گئی او سب کو ایسا استنباط مسائل مشیا کا ہو سکتا ہوا جو دیکھد امام ابو حنیفہ
 اول اول لوگوں کے بین جنہوں کو اس کے بطور خاص حنفیہ میں امام ابو حنیفہ نے شہور میں استنباط کیا ہے
 اور اسی امر کی وجہ سے حدیث امام ابو حنیفہ کی خارج میں ظاہر ہوئی جیسے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما
 بسبب قبول ہونے صاحب عام مسلمانوں کے روایت حدیث ان کے ظاہر نہیں ہوئی جیسے ہوا ان کے اوپر
 حتی کہ صاحب ظاہر ہوئی اس طرح امام مالک اور امام شافعی سے استدار روایت ظاہر نہیں ہوئی
 جس قدر ان لوگوں کے ظاہر ہوئی جو اس کے واسطے فارغ ہو گئے تھے جیسے ابو زرعہ اور یحییٰ بن سعید بسبب
 شغول ہوا امام مالک اور امام شافعی کے ساتھ اسی استنباط علاوہ اسکے ثلث روایت بدوین
 سمجھتے تھے کہ وہ میں کچھ زیادہ تعریف نہیں بلکہ ابن عبد البر نے اسکی مذمت میں کیا بیان دیا ہے
 پھر کہا ہے کہ جہتہا جماعت مسلمانوں نے اور علما وکے میں مذمت کثیر بیان کرنی حدیث کی ہر دو
 نقاہت اور فکر کر نیکی اتھی اب امام صاحب کے چند شاخ جنے امام صاحب نے حدیث کی روایت کی تھی
 اور چند شاخ جنہوں نے امام صاحب سے حدیث روایت کی ہو کھے جاتے ہیں تہذیب الصغیرہ میں ہر کہ روایت
 کی امام ابو حنیفہ نے ہذا سہم بن محمد بن المنذر اور اسمعیل بن عبد الملک بن ابی الصغیرہ اور حلیہ

۲
 صحیح
 حنفیہ

سحیم اور ابوہند الحارث بن عبد الرحمن الحمدانی اور حسن بن عبد اللہ الحکم بن عتیبہ اور عثمان بن
 ابی سلیمان اور خالد بن علقمہ اور یثیع بن ابی عبد الرحمن اور زید الیامی اور زیاد بن علاقہ اور سلیمان
 مسروق النوری اور سلمہ بن کلیل اور شاک بن حرب اور ابو وثیبہ داؤد بن عبد الرحمن نقضی اور شیبان
 ابن عبد الرحمن النخعی اور طاؤس بن کلسان اور طلق بن سفیان السعدی اور ابو سفیان طلحہ بن
 نافع اور عاصم بن کلیب اور عاتق السبعی اور عبد اللہ بن ابی حبیبہ اور عبد اللہ بن دینار اور عبد الرحمن بن
 میز الاعرج اور عبد العزیز بن رفیع اور عبد الکریم بن ابی امیہ البصری اور عبد الملک بن عیاد اور علی بن
 ثابت الانصاری اور عطاء بن ابی رباح اور عطاء بن السائب اور عطیہ بن معاویہ اور عکرمہ السکونی
 ابن عباس اور علقمہ بن مرثد علی بن اقرم اور علی بن الحسن الزواد اور عمر بن یزید اور عثمان بن عبد اللہ
 ابن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود اور قابوس بن ابی ظبیان اور قاسم بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود
 اور قتادہ بن معاصہ اور قیس بن مسلم الجدی اور قحار بن دثار اور محمد بن زید الخثلی اور محمد بن السائب
 الکلبی اور ابو جعفر محمد بن علی بن ابی طالب اور محمد بن قیس السہلی اور محمد بن مسلم بن شہاب التبریزی اور
 محمد بن المنکدر اور محمد بن راشد اور مسلم البطین اور مسلم الحمادی اور حسن بن عبد الرحمن اور محمد بن اویس
 ابن المعتمر ورمی بن ابی عائشہ اور زائع بن عبد اللہ الحلی اور زائع مولیٰ ابن عمر ورمی بن عروہ
 اور ابو یحییٰ العسیمی بن حبیبہ البصری اور زائد بن ریح الخرمی اور یحییٰ بن سعید الانصاری اور ابو محمد یحییٰ بن
 عبد اللہ الکندی اور یحییٰ بن عبد اللہ الحارثی اور یزید بن مہدی الفقیہ اور یزید بن عبد الرحمن الکوفی
 اور یزید بن عبد اللہ بن ابی الجهم اور ابو جہاب الکلبی اور ابو حصین السامی اور ابو زبیر الیمانی اور ابو السود
 اور ابو عون النقفی الجعفی اور ابو شعیبہ مولیٰ ابن عباس اور ابو القعقر العبدی سے اور روایت کی امام ابو حنیفہ
 سے ابو اسمعیل ہمام اور ابیہ بن اعز بن صباح المنقوی اور اسباب بن محمد القرشی اور اسحق بن یوسف
 اور اسود بن عمرو الخلی اور اسمعیل بن یحییٰ الصوفی اور ایوب بن مانی الجعفی اور یوسف بن زید النیسابوری
 اور یحییٰ بن عوف اور یحییٰ بن مانی اور یحییٰ بن علی الغزالی اور حسن بن زیاد اللؤلؤی اور حسین بن
 فرات القزازی اور حسین بن حسن بن عطیہ العوفی اور یحییٰ بن عبد الرحمن السجلی القاضی اور یحییٰ بن

ابن مسلم الرازی اور ابو طحیح الحاکم بن عبد اللہ البلخی اور شاذ بن الامام عظمیٰ حنیفہ اور حمزہ بن حبیب النبی
 اور قاتر بن مصعب الضبی اور داؤد بن نصیر الطائی اور زرقان بن ذیل التیمی اور زیاد بن جباب السکلی اور
 سابق الرقی اور شعبان الصلت قاضی سیرہ اور شعبان بن ابی الجحیم العالوی اور شعبان بن سلام
 ابی الیعد البصری اور مسلم بن سالم البلخی اور سلمان بن عمرو النخعی اور شمل بن زاحم اور شعیب بن اسحق
 الدمشقی اور صبح بن محاربہ اور شملک بن الحجاج الکوفی اور ابو قاصم الضحاک بن مخلد و ثعلب بن
 الفرات النسوی اور عابد بن حبیب بن عباد العوام اور عبد اللہ بن المبارک اور عبد اللہ بن یزید القفر
 اور عبد الحمید بن عبد الرحمن الحنانی اور عبد الرزاق بن ہمام اور عبد الغفر بن خالد الترمذی اور عبد الکبیر
 ابن محمد الجرجانی اور عبد الحمید بن ہلال الخنفی اور عبد الغفر بن ابی داؤد اور عبد الوارث بن سعید و عبد اللہ
 ابن الزبیر القرشی اور عبد اللہ بن عمرو الرقی اور عبد اللہ بن موسیٰ اور عقیب بن محمد بن شارب اور
 علی بن ظبیان الکوفی القاضی اور علی بن عاصم الواسطی اور عمرو بن محمد العنقری اور ابو قطن عمرو بن شیم
 القطعی اور فضل بن کین اور فضل بن موسیٰ الشیبانی اور قاسم بن حکم العفری اور قاسم بن الحسن السجود
 اور قاسم بن الرزق اور محمد بن ابان العنبری اور محمد بن شبیر العبدی اور محمد بن الحسن الشیبانی اور محمد بن
 خالد الواسطی اور محمد بن یزید الواسطی اور مروان بن سالم اور مصعب بن المقدام اور عثمان بن عمران الموطر
 اور سلم بن ابی ایوب البلخی اور ابو سلم نصر بن عبد الکبیر البلخی المعروف بالصیل اور نصر بن عبد الملک
 العسقلی اور ابو قحالیہ نصر بن عبد اللہ لازدی اور نصر بن محمد المروزی اور نعمان بن عبد السلام اللصبہ
 اور نوح بن دلج القاضی اور ابو نعیم نوح بن یحییٰ اور نوح بن سفیان اور نوح بن خلیفہ اور نوح بن
 بسام الجرمی اور کثیر بن الجراح اور کثیر بن ابی المغربی اور کثیر بن نصر بن الحباب و یحییٰ بن یحییٰ
 اور یزید بن رابع اور یزید بن مارون و یزید بن بکر الشیبانی اور ابو اسحق القرانی و ابو یحییٰ البکری اور
 شمس الصغانی اور ابو شہاب الخیاطی اور ابو شہاب السمرقندی اور قاضی ابو یوسف انتہی اب عمر کرناجی
 جس شخص کے اس قدر دستاؤ اور شاگرد حدیث ہوں اگر بالفرض چار ہزار دفعہ تکبر کھائے تو مجھے کیا ختم ہو
 کیا اسے کل سترہ حدیثوں کی روایت کی ہو کوئی اندھا بھی ایسی بات زبان نہیں نکالے گا ان البتہ جسکو

امام صاحب بغض ہو وہ چاہے کہ مگر میں نہ کہے ہا میں سے اس کے کمال و ایت و ولایت میں ہر
نقصان نہ ہو گا۔ **س** نہیں ہر معتقد اور مخالف اگر اس کو کیا عمر ہی ہو یا بی بی سیدہ ابلیس کیا نقصان کا
اور قل نظر اس کے یہ ایت سترہ حدیثوں کے پہونچنے کی ہوا ہی بن خلدون کے اور کسی علمای معتبرین کے نہیں
اور ابن خلدون کو ہوا ہی بہرہ علم انشا واد کے علوم شرعیہ ورفن حارث ورجال میں چند ان مداخلت
نہ تھی چنانچہ شمس الدین محمد بن عبد الرحمن بن خلدون شکاری اور ابن حجر عسقلانی کتاب الضور اللامع فی بیان
القرن اتاسع میں ابن خلدون کے ترجمہ میں ہے **و** کہ ایک کلمہ کا ہر گاہ کہ بالعلوم الشرعیہ یعنی وہ علوم شرعیہ
سے ماہرین تھا انتہی تک پہونچے شخص کا قول کہ جس کو علم شریعت اور فن حدیث میں ملکہ ہو قابل اعتبار کہ جب کہ
ہاں اگر کسی محدث معتبر اور روح سیر کے جو علم و ایت حایت میں مہارت رکھتا ہو یہ قول صادر ہوتا تو مستحکم
تھا اور کیا عجیب عبارت ابن خلدون میں غلطی واقع ہو گئی ہو اسلئے مجمع الکمالات عالم المعنی ہوا لانا ہوا
محمد عابری لکھنوی بزرگ الدینی میں لکھتے ہیں کہ سترہ حدیثیں اگر یہ قدرہ تاریخ ابن خلدون میں مانگو ہیں اور
صاحب خط یعنی نو ابصا صاحب یہ بچو بال کلام او سکا ہوا خذ کیا ہوا اور کل نقل کر دیا ہو لیکن یہ قول مردود
ہو اور ظاہر ہے کہ یہ قول ابن خلدون کا نہیں بلکہ لکھنے والوں نے غلطی کی ہو اسلئے اوس نسخہ کے
صحیح نے جو مصر میں اسی صدی میں سن چوتھ میں چھاپا ہو تنبیہ کر دی اور قول سبعة عشر حدیثیں
برکھ ماہر کہ شرح زرقانی وطائین پانچ قول نقل کیے ہیں اول پانچ سو سراسات سوا و تیس ایک ہزار
زیادہ اور چوتھا ایک ہزار سات سو بیس اور پانچواں چھ سو چھیاسٹھ اور سو میں کوئی قول اس
نسخہ کا نہیں تھا اصل کلام یہ ہے کہ ایسے قول باطل کو نقل کرنا اور اوپر سکوت کر جانا معتقدین و علمائے
سے بعید ہے اور جو شخص امام ابو حنیفہ کے مناقب کی کتاب میں لکھتا تھا اس سترہ حدیثوں کے قول کا
ذکر نہ ملتا کہ لیکھا انتہی اور ابن حجر کی خیرات الحسان میں لکھتے ہیں کہ چنانچہ اس تو ہم سے کہ امام
ابو حنیفہ کو سوا ہی فقہ کے اور علم میں ملکہ تام نہ تھا بلکہ وہ علم فقہ اور حدیث اور اب غیر میں
یکو یا تھا اور امام پیشل تھے اور قول بعض شمنون اس کے خلاف اسکے ہوا تھا اسکا صاحب
اور حجت اسکی سبقت لیجانا اور مخالفین اقران پر اور ملعون کرنا اور کما ساتھ زور اور بہتان سکھ

ذکر ابن خلدون کا ایت سترہ حدیثیں امام صاحب

امام صاحب بغض ہو وہ چاہے کہ

ویکایا لله الا ان یخیر فی شئ من شئ انتی اور ابن جوزی وغیرہ کا فلسفہ کہنا پچھلے مضامین کیونکہ کوئی امام
 ایسا نہیں جس پر سب کی طعن اور جرح کیا ہو سب سے نفی پر اور زہری نے برصید پر امام مالک سے اس حق پر
 اور یحییٰ بن سعید نے امام شافعی پر اور ابن ابی ذریبہ وغیرہ امام مالک پر اور ابن جوزی نے غوث القلندر
 شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی پر کیا کچھ طعن کیا ہے کوئی ایسا ہی حاسد بی دین ہو تو ان سب طعن
 جائز رکھتا ہو گا مسلمان کا تو یہ شیوہ نہیں کہ وہ حکم حدیث شریفاً المستدرک المستدرک کے
 ہر مسلمان بھائی سے صاف رہتا ہے نہ کہ ایسے امام معظم اور پیشوا ای عرب عجم سے کہ جس کے مقتدا اور
 مقلد دنیا میں کروڑوں ہوں انھیں جس کے صورت نہ بہت سینہ دکا کینہ اگر کسی ہو گا کینہ ہر جو
 وید فراموش میکند عقود ابو الہریریہ میں لکھا ہے وقد روی عن حماد بن زید یقول سمعت
 ایوب بن نعین السخنیانی وقد ذکر عنہ ان ابو حنیفۃ بن نقض فقال یبذل ان یطوفوا
 نوراً للہ باقواہم ویکایا لله الا ان یخیر فی شئ من شئ وقد رایت کما ذہب جماعۃ من کل
 فی ابی حنیفۃ قد ذہبت واکتھبت مذہب ابی حنیفۃ باقی الی یوم القیامۃ
 وکلما اقدم اذ ادنو نوراً وبرکۃ والکاس لان مطیعون علی ان اصحاب السنۃ
 الجماعۃ هو اهل الذہب لا رجعۃ مثل ابی حنیفۃ ومالک الشافعی واحمد
 کل من تجلم فی مذہب ابی حنیفۃ درس من مذہب عنہ لا یعرف وقد ذہب
 ابی حنیفۃ باقی ملاً الارض شرفاً وغنیاً والذکر انکاب علیہ یعنی روایت کی گئی ہے حجاز
 زید سے کہ کہتے تھے سنائینے ابوبخاری سے کہ جب وقت سحری امام ابو حنیفہ رحمہ کا ذکر کچھ برائی سے
 نزدیک آئے کیا تو فرمایا گوگل راہ کرتے ہیں اپنے منہ سے نور خدا کو بھادین اور اللہ انکار کرتا ہو مگر
 یہ تمام کس نور اپنے کو اور ہم نے ان لوگوں کو نہ دیکھا نہ سنا تھا جنہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ کا کلام کیا تھا
 جاتے تھے اور ناپید ہو گئے اور نہ ہر امام ابو حنیفہ رحمہ کا قیامت تک کافی رہیگا اور جتنا بڑا ہوا ہو
 اتنا ہی نور اور برکت زیادہ بخشتا ہے اور اب تک آدمی اجماع کیے ہوئے ہیں کہ اہل سنت اور جماعت
 اہل مذہب اربعہ میں مثل ابو حنیفہ اور مالک و شافعی اور احمد کو جو ہر شخص نے امام ابو حنیفہ

عقود ابو الہریریہ
 الذہب
 الذہب
 الذہب
 الذہب

میں کلام کیا اوسکا طریقہ ایسا تاہم ہو گیا کہ بتا نہیں اور مذہب امام ابو حنیفہ کا باقی جو شرق سے
 غرب تک میں بحری ہوں اور اکثر آدمی اس مذہب پر ہیں انتہی اور خیرات الحسن میں جو اعلیٰ انکے
 یثعین علیک ان لا تقم کمین قولی العلم عن ابی حنیفہ واصحابہ اھم اصحاب
 الزانی ان مراد ہم بذاتک تنویضہم ولا نسبتہم حال اھم یقلدھم عن راسہم علی
 سنیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا علی قول اصحابہ ولا اھم عن ذلک
 فقد جاء عن ابی حنیفہ من طرق کثیرۃ ما ملخصہ اللہ اولاً یأخذ بما فی القرآن
 فمن لم یجد فی السنۃ فان لم یجد فیقول الصحابۃ فان اختلفوا اخذوا بما کان اقول
 الی القرآن او السنۃ من اقوالہم ولو کثیراً عنہم فان لم یجد منہم فقولہم لا یأخذوا
 احادیث الثکابیین بل یجتہدوا انما اجتہدوا یعنی جانتو کہ چاہیے جھگو کہ نہ سمجھے تو کہنے علماء
 سے امام ابو حنیفہ اور اصحاب ائمہ کو کہ وہ اصحاب اہی ہیں یہ کہ مراد انکی اس سے منقصت بیان کہنی
 اونکی ہر اور نہ نسبت کرنا اونکا طرف اس کے کہ وہ راہی کو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اقول
 صحابہ پر قدم کھتے ہوں سلیکے وہ اس بحری ہیں کیونکہ امام ابو حنیفہ رحمہ بواسطہ طرق کثیرہ کے
 ثابت ہوا ہے کہ وہ پہلے قرآن سے اخذ کرتے تھے اگر وہ سین ہاویں تو حدیث الکوین کی ملے تو قول
 صحابہ کس اگر صحابہ بھی مختلف ہوں تو جو قول اونکے اقوال سے قرآن یا حدیث سے زیادہ موافق ہو
 صحابہ کسب افعال سے خارج قول نہیں کہتے تھے پس اگر صحابہ میں سے بھی کسی کا قول نہیں پاتا تو تابعین
 قول کو اخذ نہیں کرتے تھے بلکہ اجتہاد کرتے تھے جیسے ورنہ ابین کیا ہی انتہی اور طحاوی کے
 اور قصہ کار کیا ہے اس سے منقصت انبیا لازم آتی ہو یہاں جو مترض صاحب یہ عبارت لا طائل
 لکم فیہ اور ان کتابوں کے قصہ کہ جس سے امانت انبیا لازم آتی ہو ان کتابوں کے ساتھ جو امام صاحب
 کے پاس تھیں کچھ علاقہ نہیں جو مضاعفہ عوام کیواسے مترض صاحب یہ عبارت طحاوی کی نظر
 کر دی ہے کہ جس سے عوام کو شبہ ہو تا ہے کہ شاید امام طحاوی نے انھیں کتابوں کو بخار و کھل جو جنکو شیخ
 عبد الحق محدث دہلوی اپنی کتاب میں ثابت کر کے ہیں طحاوی کا طحاوی اور قصہ کو دیکھا ہے

۴۰
 صحابہ کس

چو مشہور ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام امام قشیری کی کتاب فہر آسمان سے اور کرکر محل گینے اسکودہ رکرتے
 ہیں کہ ایسا کلام جس سے منقصت انبیاء لازم آوے کہنا چاہیے باقی رہا یہ کہ وہ کتاب میں بالفعل نہیں
 پائی جاتیں سو جو البکا یہ ہو کہ اگر مراد اس یہ ہو کہ وہ کتاب میں بعینہ موجود نہیں سو ایسی کوئی کتاب
 مصنف کی موت کی موجود نہیں ہے نہ اصلی بخاری کا پتا ہو نہ مسلم کا اور اگر مراد مطلق کتاب میں حدیث
 کی ہیں تو وہ بیشک موجود ہیں جیسے امام شافعی کی مسند اور امام مالک کی موطا کہ خود انکی جمع کی ہوئی
 نہیں بلکہ اولیٰ شاکر دون نے جمع کر دیا اور اسطرح امام صاحب کے احادیث بھی خود امام صاحب نے
 اپنے ہاتھ جمع نہیں کہیں بلکہ اولیٰ شاکر دون نے جمع کر لیا ہو اور بخاری و غیرہ میں برابر موجود ہے
 اور کم کر کے بھی وجہ یہ ہو کہ شافعیہ و حنفیہ سے زیادہ مقابلہ رہا یہ اسلیئے خفیہ و غیب کی کتاب حدیث کے
 سند لائے ہیں اور انکو قائل کیا ہو اور کہیں امام صاحب کی حدیث بھی بطور تائید آئے ہیں چنانچہ رقم
 حتی الامکان شافعیہ کی کتابوں سے سند جو انکی میں آئے ہیں ان کا بھی بیان کر دیا ہو اگر ظاہر ہے وہ کتاب میں نہیں
 دیکھی تو پھر اس کے لازم نہیں آتا کہ انکو وجود بھی عالم ہستی تا یہ ہو گیا ہو پتا ہے خود ابو جعفر بن لہیفہ جو مسلج
 میں جمعی ہوا ہو سکوا ملاحظہ فرمائیے کہ تمام حدیثیں متعلق احکام کے خاص روایت امام صاحب جو سند
 میں انتخاب کیا ہیں اور برابر صحاح کے نشان ہر حدیث میں یہ ہیں کہ حدیث کو بخاری یا مسلم وغیرہ
 بھی روایت کیا ہو چنانچہ بیابین لکھتے ہیں اما بعد فہذا کما ان فی فیصل ذکر فیہ احادیث الکتاب
 النبی و اما امامنا الاعظم المناظر الیک رحمہ اللہ فوجہ و احادیث الینک و فوجہ و
 واقفہ الیمۃ الشیخۃ البخاری و مسلم و ابوداؤد و الترمذی و النسائی و ابن ماجہ
 و کتب المشہورہ و سننہم المأثورہ و بعضہم و اشیر الی و وافقہم باللفظ و فی سیاق
 المتن و السنن و بالمعنی و قد ذکر عنہم تبعاً لہم معتمد و فیما اخر جتہ علی سائر الامم
 الاربعة عشر المنسوبة الیک من تخاریج الیمۃ فمنہا ملا اصحاب الاربعة صحاح
 ابنہ و ابن یونس و محمد بن یزید و ابی ثار و الحسن بن زیاد و ابی الولوی و ابی ہریرہ
 عنہ بالواسطۃ و الیمۃ من بعدہم ابی محمد عبد اللہ بن محمد بن یحییٰ بن یعقوب

عفو عنہ
 انفعیہ

ابن الحارث الحارثی البخاری المعروف بالاسناد تلمیذ ابی حفصہ القاسمی و ابی القاسم
 طلحة بن محمد بن جعفر بالعدل و ابی نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی
 صاحب الجلیة و ابی احمد عبد اللہ بن عدی الجعفی و محمد بن الحسن الشافعی
 و ابی الحسن محمد بن المظفر و هؤلاء السبعة حفاظ و ابی بکر احمد بن محمد بن
 خالد الکلابی و محمد بن عبد الباقي الأنصاری و ابی القاسم عبد اللہ بن محمد
 ابن ابی القاسم السعدي و ابی بکر المظفری و الحسن بن محمد بن حنفی و قد
 جمع کل ذلک الإمام أبو المونک محمد بن محمد بن الخوافی و فی سنده ثمانون
 سبعین و ستمائة فی کتاب سماه جامع المساکین و وصلی الیہم بالسلام
 المتصل و بعضہا بالاجازة المشافهة و بعضہا فیما یندر بہم تحت الاجازة العارة
 یعنی لیکن بعدہ و صدقہ کے پس نہیں کتاب و اس میں نے احادیث احکام کے ذکر کی ہیں جنکو ہمارے
 امام اعظم نے روایت کیا ہوا ان احادیث میں سے جن پر بخاری و مسلم و ابو داؤد و ترمذی و
 نسائی و ابن ماجہ و توفیق کی ہر ایک کتابوں مشہورین یا بعض نے ان میں کو افقت کی ہوا اشارہ
 فرمایا ہوں میں طرف توفیق کے ساتھ لفظ کے سیاق میں اور سند میں یا ساتھ معنی اور غیر ان کے کو بالتحج
 ذکر کرتا ہوں در انجا لیکہ اعتماد کرنیوالا ہوں و اس چیز میں جو ذکر کی ہوا پر جو دہ سند و نام کے جو
 انکی طرف تاریخ ایسے منسوب ہیں پس بعضے تو وہ ہیں جنکو امام صاحب کے صحابہ جمع کیا ہوا ایک
 سند حدیثیے امام صاحب کی دوسری سند امام ابو یوسف کی تیسری سند امام محمد کی چوتھی
 مشہور ہر چوتھی سند حسن بن زیاد و لوی کی ان چاروں کی روایت امام صاحب بلا واسطہ ہوا
 بعد ان کے پانچویں سند امام ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب بن الحارث البخاری کی چوتھا
 مشہور ہیں اور ابو حفص صنیر کے شاگرد ہیں چھٹی سند ابو القاسم طلحہ بن محمد بن جعفر العدل کی ساتویں
 سند ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی صاحب علیہ کی آٹھویں سند ابو احمد عبد اللہ بن عدی جعفی
 کی نویں سند عمر بن الحسن الشافعی کی دسویں سند ابو الحسن بن محمد بن المشافری اور یہ سب حفاظ

حدیث کملانے میں کیا ہویں سند احمد بن محمد بن خالد الکلاعی اور محمد بن عبد الباقی الانصاری کی
 باہون سند ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن ابی اعموم سعدی کی تیرہویں سند ابو بکر مرقی کی چوتھ
 سند حسین بن محمد بن خشری اور تحقیق کل اسکو جمع کیا ہوا امام ابو یوسف بخاری نے سنہ ۲۰۰
 پچترہ میں ایک کتاب میں جسکا نام جامع المسانید رکھا ہوا وہیں بعض کساع متصل تھا و بعض کا
 بالمشافہ اجازت اور بعض مندرج ہیں اجازت عامہ میں انتہی اور غیر اہل الحسان میں لکھا ہے
 وَقَدْ خَرَّجَ الْحَقَّاطُ مِنْ أَحَادِيثِهِ مَسْرُوكًا كَثِيرًا وَكُنِيَ مِنْهَا كَمَا هُوَ
 مَذْكُورٌ فِي مُسْنَدَاتٍ مَشْهُورَةٍ بِأَيْمَنِ حَافِظُونَ حَدِيثِ أَهْلِ عِلْمِ عَصْرِ هِجْرَةِ الْحَدِيثِ هَسْتِ
 لکھی ہیں کہ اکثر لوگوں کی بناء متصل ہے چنانچہ یہ ہمارے مشائخ کی سند وہیں مذکور ہے انتہی اور شرح
 مواہب اللدین کو شیخ محدث دہلوی نے جو لکھا ہے کہ احادیث صحیحہ و قرآن سے سند او سین ہو جو
 بجا اور درست ہے وہ ایسی کتاب ہے خود تو مترض صاحب نے اسکو دیکھا نہیں شیخ محدث کے مقام
 میں ایک طالب علم کی سند کا اعتبار کر لیا حالانکہ بفضلہ تعالیٰ وہ کتاب نے اسے کیسے نہیں گزری تھی
 خیالی گفتگو ہے یا کوئی فرضی کتاب ہے یہ کتاب انھوں نے قطعاً نہیں کی تھی نہ صحیح حدیث کا انکار کرنا
 باری الاطلاق ہے اور اگر بالفرض وہ اسکا پس جو ہے تو بخیر اس کے کہ مطلب ہمیں عالم بالا معلوم شدہ ہم
 کیا کہیں سچ ہے اپنی کہیں کھوئے اندھے کے آگے روئے ہندسہ صدم کے جواب میں ہم نے انھیں
 بسم اللہ میں احادیث صحیحہ بخاری و مسلم وغیرہ کی اسی کتاب نقل کی ہیں ناظرین اسکو ملاحظہ
 فرمائیں تاکہ کذب بین مترض صاحب کا کھل جائے انھوں نے یہ سمجھا کہ سوا الہو کے اور کہیں یہ نسخہ
 ہندوستان میں نایاب ہوگا اور اگر کہیں ملا بھی تو عوام کے ہنگام تو اتنی عبارت بھی بہت ہے وہ
 سچا صحیح و سقیم حدیث کو کیا بجا جو نیت نام کی سو وہی اپنی مترض صاحب نے پتھر تو خدا کا خوف
 کیا و تا جو کتاب لکھ رہے تھے اسکا صحیح انکار کر جانا دن دھاڑے آفتاب کا انکار نہ کرنا
 تشریف لائے اور وہ کتاب ملاحظہ فرمائیے کہ وہیں صحیح حدیثیں استدلال مسائل میں لکھی ہیں
 یا نہیں اور گھڑی ٹیٹھے دھینے بجلا ہوں کو بھانسنے کو اسلے کہ دنیا محض بے انصافی ہے آخر خدا کو بھی تو

صحیح
 حدیث

نہ دیکھا ہو اس قدر کذب اور فخر پر دانی کی کیفیت خود ہی قیاس معلوم ہوگی
 بوقت صبح شود بخود از معلومت کہ باکہ باختہ عشق در شوق بخورہ علی ہذا القیاس فتح القدر
 اور عینی ہن اس کثرت احادیث صحیحہ موجود ہیں کہ سوای منصب امرائے کھ کے اندھے کے اور کوئی
 نہیں سکتا اب اسے اب کو ایک عبارت اور نقل کے حکم کرتا ہوں خیرات الحسن بن ہر کہ
 ساتون کر شاخ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ و وہ بہت ہیں کہ نجائیں کہتے تھے اور تحقیق ذکر کیا
 اوغلیں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے چارہ ارشاد کیا کہ اور کہا غوامد نے چارہ ارشاد امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ
 تابعی تھے پس غیر تابعی کہتے ہو گئے اور ذکر او کا جنہوں نے فقہ اور حدیث امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ
 قبل استیعاب کے متعارف ضبط او سکا ممکن نہیں اسدوا بعض اماموں نے کہا جو کہ سیکو اماموں
 شہو اسلام سے یہ بات میں نہیں جاتی جو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نصیب بھی ہو شاخ اور شگردوں
 اور زمین نفع پایا اور علم اور سبب بیوں نے جیسا کہ نفع امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور او کے شاگردوں سے
 اوٹھایا ہو تفسیر احادیث مثبتہ اور مثبتہ اور مسائل مستنبطہ وغیرہ سے تھی اور ملا علی قاری رحمہ اللہ
 شریعت میں کہتے ہیں و ظاہر یہ بات اگر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کتابت اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 و سلم کو محیط نہ تھے تو ہرگز متصور نہ تھا کہ وہ امام مقتدی امت ہو جائے اور کل فقہاء ان کے طفیل اصلاح
 مذہب محمد بن کلماتے خصوصاً قرن اول میں باوجودیکہ او وقت میں بہت مجتہدین ایسے موجود تھے
 اور طحاویؒ نے کہا کہ یہ سلیمان بن شعیبؒ بیان کیا کہ میرے پاس کہا کہ امام ابو یوسفؒ نے کہا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ
 امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ لوگو! کو نہیں لائق ہو کہ حدیث بیان کریں مگر جبکہ او سکوا جس بن سے
 سنایا ویسا ہی یاد رکھا ہوں بیان اس کے تک اور حاصل او سکایا کہ روایت بالمعنی جائز نہیں اگرچہ
 اصل کے مطابق ہو خلاف جمہور مجتہدین کے کہ وہ روایت بالمعنی جائز کہتے ہیں مگر جبکہ اصل باوجود
 نہ رہی ہو پس اسدو جبکہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ روایت کم ہوئی حال آنکہ ان کی سائیکہ مشہور ہیں کہ پیرہ
 تک پہنچتی ہیں کہ او کو مروج او ضبط علم نے کیا ہے جیسے ابو بکر صدیقؓ اور عمر رضہ نہایت قلیل روایت
 کرتے تھے اور عمل میں غایت رجحان رکھتے تھے گویا کہ علم اور عمل دونوں مقصود ہیں اور فائز

۴۰
 فصل در بیان
 فضائل امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ
 و شاخ و برگ

ابن الحسن نے شعر کہا کہ لو حال اب تک میری تمام عمر رویت میں گئی کچھ رویت میں فکر اور کم رویت
اور علم کی رعایت زیادہ کر اسکی نسبت میں ہر انتہی پس روایت امام صاحب کی روایت کے ساتھ
ہو اور فرقہ ظاہر نے یہ نسبت نہیں ہائی ہر **س** جو عالم میں روایت کے درایت معتبر ہوتی ہا تو یہ اگر محمد
مانند امام عظمیٰ کے جاتا ہ **قال** اور ایک مغلطہ قدام امام عظمیٰ کے حدیث پر پہلے والو کو یہ بتیے ہیں کہ جو مرتبہ
امام عظمیٰ کا ہر امیر میں اور کسی کا بھی نہیں ہر اسکی امام علم کی فضیلت میں ان کا نام لیکر صحیح جاہدین علی بن ابی
اقول کچھ ان احادیث پر امام صاحب کی فضیلت و توقوف نہیں خفیہ فقط ان احادیث کی جو
سے امام صاحب کو سب افضل نہیں جانتے بلکہ ان میں وہ اوصاف تھے جسکے سبب یہ اور جو ہر مداح چلے
آئے ہیں اور مثل متواتر کے ہو گئے ہیں چنانچہ ان میں سے ایک بندہ ہوا ان مغلطہ بھی امام صاحب کی کمال
فضیلت اور کرامت پر الازور ان احادیث کی نسبت بڑھ کر امتحان میں لکھا ہر قال فی الضیاع المعنوی
وقول ابن الجوزی انک موضوع تعصب لانه مروی بطریق مختلف یعنی ضیاع معنوی
میں کہا کہ قول ابن جوزی کا کہ یہ حدیث موضوع ہے تعصب اور اس واسطے کہ یہ حدیث طرق مختلفہ سے روایت
کی گئی ہر انتہی اور موضوع ہونا اس حدیث کا باعتبار اصطلاح محدثین کے ہر اور فی الواقع اسکے صحیح ہونے میں
کوئی استحالہ لازم نہیں آتا کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی محال نہیں علی ہذا روای کا اگر کذب
تصحیح صادق ہونا محال نہیں سو ای اسکے کہ محدثین کے نزدیک جو بات جھوٹا آدمی روایت کرتا ہو اسکی حدیث
جو موضوع نام کہتے ہیں اور واقع میں گو وہ بات اسے صحیح ہی کہتی ہو نیز ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ یہ حدیث
موضوع اصطلاحی ہے مگر بشارات امام صاحب کی صحیح حدیث بھی ہم ذکر کرتے ہیں اور سوای اسکے اور اوصاف
کا ششم فی نصف النہار میں جسے فضیلت و فی سبایہ پر ثابت ہے اور جلال الدین بیہقی فی الصغیر میں
لکھتے ہیں کہ ایسے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مالک کی بشارات اس حدیث میں ہی
ہر کہ قریب ہر کہ لوگ سوار یوں نکود وڑا تے ہوئے لائینگے اور علم طلب کرینگے پس لائینگے کیسکو زیادہ جانے والا
عالم دیکھو نور امام شافعی کی بشارات اس حدیث میں ہر کہ تم لوگ قریش کو مبارکتم کو سبیلہ کہ عالم اوسکا
زمین کو علم سے بھر دیا میں کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام ابوحنیفہ کی بشارات ہر کہ

امام صاحب کی روایت کے ساتھ ہو اور فرقہ ظاہر نے یہ نسبت نہیں ہائی ہر س جو عالم میں روایت کے درایت معتبر ہوتی ہا تو یہ اگر محمد مانند امام عظمیٰ کے جاتا ہ قال اور ایک مغلطہ قدام امام عظمیٰ کے حدیث پر پہلے والو کو یہ بتیے ہیں کہ جو مرتبہ امام عظمیٰ کا ہر امیر میں اور کسی کا بھی نہیں ہر اسکی امام علم کی فضیلت میں ان کا نام لیکر صحیح جاہدین علی بن ابی اقول کچھ ان احادیث پر امام صاحب کی فضیلت و توقوف نہیں خفیہ فقط ان احادیث کی جو سے امام صاحب کو سب افضل نہیں جانتے بلکہ ان میں وہ اوصاف تھے جسکے سبب یہ اور جو ہر مداح چلے آئے ہیں اور مثل متواتر کے ہو گئے ہیں چنانچہ ان میں سے ایک بندہ ہوا ان مغلطہ بھی امام صاحب کی کمال فضیلت اور کرامت پر الازور ان احادیث کی نسبت بڑھ کر امتحان میں لکھا ہر قال فی الضیاع المعنوی وقول ابن الجوزی انک موضوع تعصب لانه مروی بطریق مختلف یعنی ضیاع معنوی میں کہا کہ قول ابن جوزی کا کہ یہ حدیث موضوع ہے تعصب اور اس واسطے کہ یہ حدیث طرق مختلفہ سے روایت کی گئی ہر انتہی اور موضوع ہونا اس حدیث کا باعتبار اصطلاح محدثین کے ہر اور فی الواقع اسکے صحیح ہونے میں کوئی استحالہ لازم نہیں آتا کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی محال نہیں علی ہذا روای کا اگر کذب تصحیح صادق ہونا محال نہیں سو ای اسکے کہ محدثین کے نزدیک جو بات جھوٹا آدمی روایت کرتا ہو اسکی حدیث جو موضوع نام کہتے ہیں اور واقع میں گو وہ بات اسے صحیح ہی کہتی ہو نیز ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ یہ حدیث موضوع اصطلاحی ہے مگر بشارات امام صاحب کی صحیح حدیث بھی ہم ذکر کرتے ہیں اور سوای اسکے اور اوصاف کا ششم فی نصف النہار میں جسے فضیلت و فی سبایہ پر ثابت ہے اور جلال الدین بیہقی فی الصغیر میں لکھتے ہیں کہ ایسے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مالک کی بشارات اس حدیث میں ہی ہر کہ قریب ہر کہ لوگ سوار یوں نکود وڑا تے ہوئے لائینگے اور علم طلب کرینگے پس لائینگے کیسکو زیادہ جانے والا عالم دیکھو نور امام شافعی کی بشارات اس حدیث میں ہر کہ تم لوگ قریش کو مبارکتم کو سبیلہ کہ عالم اوسکا زمین کو علم سے بھر دیا میں کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام ابوحنیفہ کی بشارات ہر کہ

حدیث میں دی ہو جسکو ابو نعیم نے حلیہ میں ابو ہریرہ رضی روایت سے بیان کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر علم ثریا پر ہوتا تو فارس کے لوگ اس کو لے لیتے اور شیرازی نے القاب میں اس حد کو قیس بن سعد بن عبادہ رضی روایت سے بیان کیا ہے کہ کھا او بخون فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر علم ثریا پر حلق ہوتا تو ایک قسم فارس کی اس کو لے لیتی اور ابو ہریرہ رضی حدیث میں جو بخاری اور مسلم میں آئی ہے اس لفظ بخاری کے یہ ہیں کہ اگر ایمان ثریا کے پاس ہوتا تو لوگ فارس کے لے لیتے اور مسلم میں یہ ہے کہ اگر ایمان نزدیک ثریا کے ہوتا تو البتہ ایک شخص فارسی کا جاکر اس کو لے لیتا اور حدیث قیس بن سعد بن جو بحکم طبرانی میں مذکور ہے اس لفظ سے کہ اگر ایمان حلق ثریا پر ہوتا تو اس کو فارس کے لوگ لے لیتے اور دوسری حدیث کسی کتاب میں ابن مسعود رضی روایت سے ہے کہ کھا او بخون فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر دین ثریا پر حلق ہوتا تو البتہ لوگ فارس کے اس کو لے لیتے یہ اصل صحیح ہے کہ ان پشاور پر فضیلت میں مثل و حدیثوں پہلی کے جو دونوں اماموں کے حق میں وارد ہیں اعتماد کیا جاتا ہے اور حدیث موضوع کی کچھ حاجت نہیں انتہی اور خیرات الحسن بن ہریرہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یتدک لال یہ علی عظم شأن ابن حنیفہ ما روئے عنہ صلی اللہ علیہ وسلم قال شرف عزیزۃ ثناء اللہ کیا سے کہ خسیں و ما کہ عینی اوس خبر سے جو صاحبیت استدلال کی و پڑشت شان امام ابو حنیفہ کے رکستی ہو وہ حدیث جو جو روایت کی گئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے اٹھا لیا گی زینت دنیا کی سنی پڑھ سو میں انتہی **قال** اور ایک سفارط امام عظم کے مقلد حدیث پر چلنے والے کو یہ بتے ہیں کہ امام عظم کی بزرگی اور ایسے زیادہ ہے کہ وہ بخون چالیں جس تک ایک منوے غار عشا اور صبح کی پڑھی ہو اور ہر شب میں ہزار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اس بات کو غیب سے تاریخ بغداد پر نقل کیا ہے اور طحاوی میں ہے کہ جو مقام پر امام عظم نے وفات پائی ہو وہاں بخون ستر ہزار ختم کیے ہیں جو اب کساد و طرح پر ہوا اول یہ کہ یہ بات بالکل غلط اور وہاں ہیات اور موجب نیست امام عظم کے ہر نہیہ کہ ان کی تعریف کی باعث ہوا بخون بخوانے آپ کو ایک بھاری تکلیف اور شہادت میں ان کھاتھا کیا او نکھاتنی بھی خبر نہ تھی کہ یہ بدعت ہے کہ یونکہ غیر ذراصلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن کعبی شب کو ہر

حدیث میں
 حدیث میں

صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ پیرائے کے پھٹ جاتے تھے انتہی اور علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے
 میں لکھتے ہیں کہ ابن بطال نے کہا کہ اس حدیث کا مفہوم ہوتا ہے کہ انسان اپنے نفس پر شدت عبادت
 اختیار کرے اگرچہ بدن اوس کے نقصان کرے اس لیے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بیان کیا تو
 آپ جانتے تھے کہ مغفور ہو گئے ہیں پھر جو شخص اس کو نہ جانتا ہو خصوصاً جس کو بخوفی استحقاق مارے
 نہ ہو لیکن اس کو بدرجہ اولیٰ چاہیے اور موقع اس عبادت کا جیسا کہ حافظ ابن حجر نے کہا ہے جب تک کہ
 طبیعت کے حالات کو نہ پونہ چارے اس لیے کہ حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور احوال کے مطابق تھا
 پس اپنے پروردگار کی عبادت مولوں میں ہوتے تھے اگرچہ بدن کو ضرر ہوتا تھا بلکہ ثابت ہوا ہے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے یہی انھوں کی خنکی نماز میں کی گئی ہے خیر خیر نسائی
 اس طرح کی روایت اس کو بیان کیا ہے پس اس شخص پر طبیعت کا خوف کرے اس کو کوئی ہر کہ اپنے نفس کو
 تکلیف میں نہ ڈالے انتہی اور اگر معترض صاحب کی یہ غرض ہو کہ تمام رات جاگنا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم ثابت نہیں ہوا تو سنئے سلمہ اور ابو داؤد وغیرہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ
 صلی اللہ علیہ وسلم اذ دخل العشر الاواخر من رمضان احيى الليل وايقظ
 اهله وشدة المني كما ينبغي تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب شرفِ آخرِ رمضان شریف کا
 آتا تو تمام رات جاگتے اور اپنی اہل کو جگاتے اور ازواج سے قربت نہ کرتے انتہی اور صحیح ابن حبان
 وغیرہ میں عطائے تابعی سے روایت ہے کہ کہا انھوں نے اپنے عیشہ رضی اللہ عنہا کو عرض کیا کہ مجھ کو زیادہ تعجب ہے
 بات جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھی ہو تبلائیے انھوں نے فرمایا کہ اے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کا قائل تعجب تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات میرے پاس آئے پھر فرمایا میں
 اپنے پروردگار کی عبادت کر لوں پس کھڑے ہوا اور وضو کیا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا پس
 روئے یہاں تک کہ آنسو آپ کے سینے پر بہنے پھر کوع کیا پس سجے پھر سجدہ کیا پس سجدے پھر سر اٹھایا
 پس سجدے پھر سر اٹھایا پس سجدے پھر سر اٹھایا پس سجدے پھر سر اٹھایا پس سجدے پھر سر اٹھایا
 حال ان کے تو گناہ مقدم اور مؤخر اللہ بخشنے دے میں فرمایا کیا میں بندہ شاکر نہیں ہوں انتہی

مختصر اور زیادتیں اور ابن ماجہ میں ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 حَتَّىٰ تَكُونَ لَكُمْ بَايَعَةٌ وَلَا يَكُونَ لَكُمْ نَعْدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَإِنْ نَعِدْتُمْ عِبَادَ اللَّهِ أَنْ تَغْفِرَ لَهُمْ
 فَإِنْ أَنْتُمْ لَمْ تَفْعَلُوا نَعِدْهُمْ اللَّهُ عَذَابًا أَلِيمًا أَوْ نَحْنُ نَعِدُكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا أَوْ نَحْنُ نَعِدُكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا
 مَسْجُودِي أَيْكَلَتْ دِينَ وَارْتَمَتْ بِهِ بِرَّكَرَتْ عَذَابًا أَلِيمًا أَوْ نَحْنُ نَعِدُكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا
 أَلَمْ يَسْخَرِ مِنْكُمْ اللَّهُ أَنْ تَقُولُوا لَا بَرْكَ لَنَا بِهَذَا أَوْ نَحْنُ نَعِدُكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا
 نَعِدُكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا أَوْ نَحْنُ نَعِدُكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا أَوْ نَحْنُ نَعِدُكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا
 بَخَارِي مِّنْ عَالَمَةٍ رَّحْمَةً مَّوَدَّعَةً لِّمَنْ يَّهْتَدِ أَوْ نَحْنُ نَعِدُكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا
 حَتَّىٰ تَعْلَمُوا أَيْنَ فَرَمَا يَرْسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَازِمٌ كَيْدٌ وَنَمَّاعٌ كَوْجَعٌ طَاقَتْ كَيْدٌ هُوَ بَسْ
 خَزَانَةُ نَحْنُ نَعِدُكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا أَوْ نَحْنُ نَعِدُكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا أَوْ نَحْنُ نَعِدُكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا
 رَّسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلْهَمُوا مِّنَ الْعَمَلِ لَطِيفُونَ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ
 حَتَّىٰ تَعْلَمُوا فَإِنَّ أَحَبَّ الْعَمَلِ إِلَى اللَّهِ أَدْوَمُهُ وَإِنْ قَالَهُ كَانَ إِذَا عَمِلَ عَمَلًا أَتَبَّكَ
 يَعْنِي عَالَمَةٍ رَّحْمَةً مَّوَدَّعَةً لِّمَنْ يَّهْتَدِ أَوْ نَحْنُ نَعِدُكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا أَوْ نَحْنُ نَعِدُكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا
 طَاقَتْ كَيْدٌ هُوَ بَسْ خَزَانَةُ نَحْنُ نَعِدُكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا أَوْ نَحْنُ نَعِدُكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا
 أَوْ نَحْنُ نَعِدُكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا أَوْ نَحْنُ نَعِدُكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا أَوْ نَحْنُ نَعِدُكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا
 وَإِذَا أَنْتُمْ جَوَانِزُ الْعَمَلِ حَسْبُ الْعَمَلِ إِلَى اللَّهِ أَدْوَمُهُ وَإِنْ قَالَهُ كَانَ إِذَا عَمِلَ عَمَلًا أَتَبَّكَ
 مُخْتَلَفَةٌ فَكَمْ مِّنْ رَّجُلٍ يُبَيِّتُ شَيْئًا وَلَا يَطِيفُ بِهِ آخَرَ كَمْ مِّنْ رَّجُلٍ يَمِيلُ مِنْ شَيْءٍ وَلَا يَمِيلُ
 مِنْهُ آخَرَ كَمْ مِّنْ رَّجُلٍ أُعْطِيَ الشَّرْعَ فِي الْفِرَاءَةِ وَلَا يَمِيلُهَا إِلَّا خَوْفًا مِّنْ حَبْنَاتٍ هُوَ كَمَا
 عَمَلٌ هُوَ أَفْقٌ طَاقَتْ كَيْدٌ هُوَ بَسْ خَزَانَةُ نَحْنُ نَعِدُكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا أَوْ نَحْنُ نَعِدُكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا
 هُوَ بَسْ خَزَانَةُ نَحْنُ نَعِدُكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا أَوْ نَحْنُ نَعِدُكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا أَوْ نَحْنُ نَعِدُكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا
 أَوْ نَحْنُ نَعِدُكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا أَوْ نَحْنُ نَعِدُكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا أَوْ نَحْنُ نَعِدُكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا
 قَرَارٌ عَطَاكَ لِي هُوَ أَوْ دُوسَرٌ أَوْ سَكُونِيْنِ يُونْهَانِي أَوْ رَاسِي كِتَابِكُمْ دُوسَرٌ مِّنْ لِّكُمَا هُوَ أَنْفَرُ

صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام رات قیام کرنے کی حدیث سے ثابت ہوئی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا قیام کل شب کی نفی کرنا
 غالباً غلط ہے۔ محمول پر اس طرح کیا کہ کستون سے زیادہ کئی نفی غالباً غلط ہے۔ محمول پر یہ روایات
 سے اس کے زیادہ پندرہ رکعت تک ثابت ہوئی ہیں۔ اسکو نووی شرح مسلم میں اور بعض روایات میں وارد
 ہوا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس رکعت رمضان میں بنیہ جماعت پڑھی ہیں اور سند اسکی ضعیف
 ہو اور دوسرے یہ کہ اگر تسلیم ہی کیا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کل رات قیام نہیں کیا تو کل
 قرآن ایک لکھتے ہیں پڑھا اور نہ کیا اگر کستون سے زیادہ پڑھا تو ہم کہتے ہیں کہ اسکی مثل اور شائبہ نہیں رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا ہے اور وہ قائم ہونا آپکا بیان تاکہ قائم آپ کو ہم کہتے تھے اور اس قدر بدعت کا
 نام اوٹھانے میں عبادت شاقہ سے کافی ہے اس لیے کہ بدعت وہ ہے کہ وہ اور نہ مثل اسکا حد نبوی میں ہے
 ہوا اور یہ وہ میں شرط نہیں ہے کہ ہر چیز کی جزئیات عبادت سے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو جائے
 اور تیسرے یہ کہ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کی عبادت کو بوجہ شفت امامت کے اختیار
 نہیں کیا لیکن اسکو اون کو کون نے اختیار کیا ہے جس کے طریقے پر چلنے کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 حکم کیا ہے یہی عبادت کیونکر بدعت ہوگی اتنی تو اگر معترض صاحب کو یہ شبہ ہو کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اس قسم کی
 عبادت صادر نہیں ہوئی تو اس میں حلو بھی ہو کہ لیجے حافظ ابو نعیم اصحابی علیہ السلام لاویا میں حال
 عثمان رضی اللہ عنہ کا کہتے ہیں حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ حَمْدَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ اَحْمَدَ
 ابْنِ حَنْبَلٍ حَدَّثَنِي أَبِي نَاحِيًا عَنْ دُرِّ بْنِ خَالِدٍ نَا الزُّبَيْرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ جَدِّهِ لَهُ يَقَالُ لَمَّا
 رَمِيَتْهُ قَالَتْ كَانَتْ عُمَانُ يَصُومُ الدَّهْرَ وَيَقُومُ اللَّيْلَ لَا هَجْعَةً مِّنْ اَوَّلِهِ بِعَنِي زَيْدُ بْنُ
 عَبْدِ السَّامِيِّ دَامِي رَهِيسَ رَوَايَتِ كُنْتُ مِنْ كَمَا اَوْخَعُونَ لَمْ يَكُنْ عُمَانُ رَمَ هَيْشَةً رَوْزَةً كُنْتُ اَوْ رَمَا
 قِيَامُ كُنْتُ مَكْرُوفَةً سَائِلَ شَبَابٍ اَرَامَ لِيْتِ حَدَّثَنَا اَبُو اَحْمَدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ نَا مُحَمَّدُ بْنُ
 اَسْحَقَ نَا قُتَيْبَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ اَبِي صَلْفَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
 التَّمِيمِيِّ قَالَ قَالَ ابْنِي لَا تَكَلِّبَنَّ السَّيِّئَةَ عَلَى الْمَقَامِ فَلَمَّا صَلَّيْتُ لِعَمْرَةَ تَخَاصُّتْ اِلَى
 الْمَقَامِ حَتَّى قُفْتُ فِيهِ فَبَيْنَا اَنَا قَائِمٌ اِذَا رَجُلٌ وَصَلَ يَدُ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَاِذَا اَبُو عُمَانَ

ابْنُ عَمَّانٍ قَبْلَ بَأْسِ الْقُرْآنِ فَقَرَأَ حَتَّى خَلَعَ الْقُرْآنُ فَوْكَهُمْ وَسَجَدَ ثُمَّ أَخَذَ تَعْلِيْقَهُ
 فَلَا أَدْرِي مَا صَلَّى قَبْلَ ذَلِكَ شَيْئًا أَمْ لَا يَسْنِي عُمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ فِي رِوَايَتِهِ بِرُكْنِ
 مِيرَةِ بَابِ مَحْصِي كَمَا أَجْلَى رَاتٍ مَن مَقَامِ رِغَالِبٍ بُوْكَ بَابِ سَجْدَةِ عِشَاكِ مِثْلَ نَازِ مِثْلِي مَقَامِ كَمَا
 بُوْكَ بَابِ سَجْدَةِ مَن
 وَدَعَا عُمَانُ بْنُ سَرْسٍ وَنَحْوُ أَهْلِ شَرْعٍ كِي بِحَرْفٍ رُسْ رُسْ هِيَ تَنَكُّ قُرْآنِ خَمَرٍ كِي بِحَرْفٍ مَوْعٍ كِي أَوْ سَجْدَةٍ
 ثَلَاثِينَ عِلْمِينَ ابْنِي أَوْ ثَلَاثِينَ مَن
 سَلِيمَانُ بْنُ أَحْمَدَ نَا أَبُو بَرِيْدَةَ لَقَرِ طَيْسِي نَا أَسَدُ بْنُ مُوسَى نَا سَلَامُ بْنُ مُسْلِمٍ
 عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَيْدِ بْنِ قَالٍ قَالَتْ أَهْلُ أَهْلِ عُمَانٍ جِذْنَ أَهْلًا فَوَلَّاهُ مِيرَةَ فَنَ قَتَلَهُ
 لَقَرِ
 رِوَايَتُهُ بِرُكْنِ كَمَا أَوْ نَحْوُ ثَلَاثِينَ مَن
 أَكْرَمَ قَتَلَ كَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ
 ابْنُ كَثِيْرٍ ابْنِي تَابِجٍ مَن
 فَكِرِ كَالِ يَصْلُو إِلَى الْفَجْرِ وَمَا مَاتَ حَتَّى سَرَّ الصَّوْمَ بِمَن مَن مَن مَن مَن مَن مَن مَن مَن مَن مَن مَن مَن مَن
 بِرُحَادٍ بِرُحَادٍ بِرُحَادٍ بِرُحَادٍ بِرُحَادٍ بِرُحَادٍ بِرُحَادٍ بِرُحَادٍ بِرُحَادٍ بِرُحَادٍ بِرُحَادٍ بِرُحَادٍ بِرُحَادٍ بِرُحَادٍ
 كَلَّ
 ابْنُ مُوسَى نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ نَا ابْنُ جَابِرٍ حَدَّثَنِي سَلِيمَانُ بْنُ مُوسَى عَنْ رَافِعٍ
 أَنَّ ابْنَ مَرْكَانَ جَحِي الْبَلِيلُ صَلَوْتُ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ
 فَيَقُولُ يَا نَافِعُ اسْحَرْنَا فَيَقُولُ لَا فَيَقُولُ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ
 فَيَقُولُ يَا نَافِعُ اسْحَرْنَا فَيَقُولُ نَعَمْ فَيَقْعُدُ وَيَسْتَغْفِرُ لِلَّهِ وَيَدْعُو إِلَى الصَّبْرِ بِمَن مَن مَن مَن مَن
 تَابِي رِوَايَتُهُ بِرُكْنِ مَن
 بِرُحَادٍ بِرُحَادٍ بِرُحَادٍ بِرُحَادٍ بِرُحَادٍ بِرُحَادٍ بِرُحَادٍ بِرُحَادٍ بِرُحَادٍ بِرُحَادٍ بِرُحَادٍ بِرُحَادٍ بِرُحَادٍ
 مَرَّ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ
 مَرَّ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ لَقَرِ

ابن ابی قحطہ کا ابن محفل کا ابو یعلیٰ کا محمد بن الحسن الجرجانی کا زید بن عبد اللہ بن
عن نافع ابن عمر کان اذا فاتتہ صلوٰۃ العشاء فی جماعة اخبہ بقیۃ الحیات
یعنی نافع سے روایت ہو کہ ابن عمر کو جب نماز عشاء کی جماعت فوت ہو جاتی تو باقی شب جاگ کر تہنہ
اور ترمیم بن اوس صحابی کا حال ابو سعید معانی کتاب الناساب میں لکھتے ہیں کان تملک الخیر القرآن
فی کعبہ ورماد کذلک لایۃ الواحد اللیل کما کعبۃ الصباہ وکان من عباد
الصحابہ ورماد ہم ثم من جانب اسباب العز ولزوم الخلی بالعبادۃ الی ان فاء
یعنی ترمیم ایک کست بن قرآن ختم کیا کرتے تھے اور اکثر ایک بیت کو تمام رات صبح تک پڑھتے رہتے اور
وہ عباد اور زہاد صحابہ میں سے جنہوں نے اسباب عزت و جاہ سے اجتناب کیا تھا اور عبادت ہی
لازم پڑا تھا کی کہ انتقال کیا انتہی اور ابن حجر مکی البین میں لکھتے ہیں کان تملک الخیر القرآن
فی کعبہ یعنی ترمیم ختم کرتے تھے قرآن کو ایک کست میں انتہی اور شداد بن اوس صحابی کا حال شیخ طبری
میں یہ حدیث نکلایا ابراہیم بن عبد اللہ کا محمد بن اسحق کا فتیبہ بن سعید نا الفرج بن
فضالہ عن اسد بن وداعہ عن شداد لا تصاری انک کان اذا دخل الفجر
یتقلب علی الفراش لا یأخذہ التوہم ویقول اللہم انک لا تہب عنی التوہم فقیوم
فیصلی بحسب یضیج یعنی اسد بن وداعہ سے روایت ہو کہ شداد انصاری جب مجھونے پر آتے
کہ زمین لیٹے نینداؤ کو نہیں آتی پس کہتے اللہ میرے خوف نار نے مجھے خواب کی اور ادا پاس کھڑے
ہو جاتے اور نماز پڑھتے یہاں تک صبح کر لیتے انتہی اور علی رض کا حال بھی سن لیجیے اقاۃ الحق میں لکھا ہو
انک کان یخیم فی التوہم ثمان خفائت حماد ذکر بعض شراح البخاری یعنی تحقیق کہ علی
ایک دن میں آٹھ ختم قرآن کرتے جیسا کہ ذکر کیا اسکو بعض شراح صحیح بخاری نے انتہی پس عموماً مقام
کہ جو شہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اگرچہ بعض وقت میں ہو اور صحابہ رحمہم دائمی ثابت ہو او سکھ
بدعت کدینا بجز جہالت اور گمراہی کے اور کیا کہا جا سکے اللہ تعالیٰ ایسے عقیدہ فاسد سے سب کو محفوظ
محفوظ رکھے

۴
نہ سبب

۴
نہ سبب

۴
نہ سبب

۴
نہ سبب

احقر اخصائے ایمہ پر شہین و حقیقت نبیاً اور صحابہ پر پیرین اس عبادت میں امام صاحب کچھ مخصوص نہیں جو
 اوپر مقرر صاحب لازم بدعت نے ہیں بلکہ بڑے بڑے صحابہ و تابعین نے ایسی عبادت شاذہ کی جو
 دوسرے مکمل نہیں یہ جقدر حالات ہم نے جلیل القدر صاحب کے نقل کیے ہیں اگر شارع کی طرف سے عبادت
 کی اجازت نہ ہوتی تو ایسی عبادت صحابہ پر کرنا کرتے بلکہ اونی صحابی بھی بدعت اعتنا کرتے تھے نہ کہ حضرت
 عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ وغیرہم ایسے امر کا ارتکاب کریں مٹا
 وکلاس کار پا کا زرافیاں اس از خود دیکھ کر چاند در نوشتن نہیں شہیدہ او یس قرنی کے حال میں علیہ السلام
 میں لکھا ہوا حدیثنا ابو بکر محمد بن احمد حدیثنا الحسن بن محمد نا عبد اللہ بن عبد اللہ بن عبد اللہ
 نا سعید بن اسد بن موسی نا صمغ بن ربیعہ عن اصبع بن زید قال کان
 اویس القرنی اذا امسى یقول هذه لیلة الرکوع فیکرم حتی یضی وکان اذا امس
 یقول هذه لیلة الشحج فیسجد حتى یضی یعنی اویس قرنی جب شام ہوتی تو کہتے یہ شب
 رکوع کی ویس رکوع کرتے یہاں تک صبح کہتے اور پھر جب شام کرتے کہتے یہ رات سجدہ کی ہو پس سجدہ کرتے
 یہاں تک صبح کہتے اتنی اور سعید بن المسیب بڑے جلیل القدر تابعی ہیں ان کے حال میں اسی کتاب میں
 لکھا ہوا حدیثنا ابو محمد نا احمد بن محمد بن حامد نا عبد اللہ بن المغیرہ نا ادیس عن ابیہ قال
 صلی سعید بن المسیب الغد کا یوضو العتمة خمسين سنة یعنی عبد اللہ بن
 باپ ادیس روایت کرتے ہیں کہ کما او انھوں نے سعید بن مسیب صبح کی نماز عشاء کے وضو پچاس
 برس تک پڑھی ہو اور ثابت بن سلم تابعی جنھوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما و عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کی
 اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جالیس برس سے ہیں ان کے حال میں اویس کتاب مذکور میں لکھا ہوا حدیث
 عثمان بن محمد نا العتمة نا اسعید بن علی نا لکھا حدیثنا محمد بن سنان نا
 سنان عن ابیہ قال نا واللہ ادخلت نا بئنا لحنه ومعی حمید نا الطویل اور حماد
 غیدہ شاذہ حدیثنا سنان نا سنین علیہ السلام قطعت لبتہ فاذا اھو قال یصلی فی وقتہ
 فقلت للذی معی الاثری قال اسکت فلما سوتینا علیہ الراب اثینا اثینہ

ہو جائینگے اور بدن خیف ہو جائیگا پس دلالت کی اس امر نے کسی گمراہی میں اس طور سے
 کہ ملال خاطر اور کس طبع کی مورث ہو یا حقوق شرعیہ میں خلل واقع ہو جائے تو ممنوع ہی اور دلالت ایسی
 مطلق منع نہیں اور جواب حدیث جماعت صحابہ کا یہ ہے کہ انھوں نے عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 بہت کم جانا اور گمان کیا کہ آپ بوجہ مغفرت ہونیکے عبادت میں زیادہ کوشش نہیں کرتے اور آپ
 انھوں نے اس چیز کو واجب جانا بسکوا لکھنا واجب نہیں کیا تھا اور طریقہ آسان اعراض کیا ہیوا
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو نکوز کر کیا اور ہدایت کردی طرف طریقہ اپنے کے اور
 فرمایا جو شخص میری سنت سے اعراض کرے یعنی اعراض کرے باینظور کہ جس طریقہ پر میں ہوں اسکو
 حسن سمجھے جیساکہ ان لوگوں نے گمان کیا تھا پس وہ شخص مجھے نہیں (یعنی ان میں سے نہیں جو
 میری مسلک اور ہدایت پر چلتے ہیں) اور اس حدیث میں اس امر کی کہ میں دلالت نہیں کی جب آدمی
 حسب طاقت اپنی عبادت میں کوشش کرے دراصل ایک واجب کرنے والا غیر واجب کو نہوا اور اپنے
 مسلک کو مسلک نبوی پر فضیلت دینے والا نہوا تو بھی یہ صورت جائز نہوگی انتہی اور رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسی عبادت اختیار نہ کرنا بیکار باعث یہ ہو جاسی کہ کتاب میں لکھا ہو کہ بیشک
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر طاقت عبادت رکھتے تھے کہ اور آدمی کو اتنی طاقت نہیں
 لیکن آپ کثرت عبادت کو بوجہ شفقت اسکا اور بوجہ رحم کرنا اور اتباع اپنے ترک کرتے تھے تا
 لوگ بسبب اتباع اونکی کہنگن عن اور دلالت کرتا ہی اس پر قول عائشہ رضی اللہ عنہا کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم عمل کو ترک کرتے تھے حالانکہ اس عمل کو دوست رکھتے تھے واسطے خوف اسے کہ لوگ عمل دینا
 کرنے لگیں پس فرض ہو جائیگا کہ روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور ابوداؤد وغیرہ نے اور تحقیق
 اردی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز تراویح ساتھ جماعت کے بعد پڑھنے چند شب کے واسطے خوف
 کہ لوگوں پر فرض ہو جائیگی روایت کیا اس حدیث کو بخاری وغیرہ نے اور ابوداؤد وغیرہ نے عائشہ رضی
 روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کیا پس عمر بنی محمد کے بزن پانی کا ایک کھڑ
 ہوئے پس فرمایا کیا تو یہ عمر رضی اللہ عنہ پانی اپنے وضو کے واسطے فرمایا نہیں حکم کیا گیا کہ جب پیشاب

۲
 فقہ حنفی
 جلد ۲

کرون وضو کر لیا کروں اور اگر تر ناسین تو سنت ہو جاتا اور امثال سے بہت بہن انتہی اور مستعرض صاحب
 دوسرے اعتراض کا جواب لایا مجھ میں یکساں یہ کہ ان قلت بعض لکھا کہ لا یصلح لکھنؤ و کذا
 کثرتان ختمات فی یوم و لیکر و کذا الف کمر فی لیلہ و کذا لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ
 ہذا وان استبعد من العوام لکن لا یستبعد ذلک من اہل اللہ تعالیٰ فانہم
 اعطوا من تہمت قوۃ ماکینہ و صلوا بوالیٰ ہذا الصفات لایمکن لکھنؤ لکھنؤ
 یتکرم صدق لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ
 عقل میں نہیں آتا جیسے آٹھ تہم دن و رات میں اور ہزار رکعت لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ
 اسکا اگر عوام سے بعید ہو لیکن اہل اللہ سے بعید نہیں اسلیئے کہ اپنے پروردگار کی طرف توت ملی عطا کیے
 گئے ہیں کہ وہ کسی وجہ ان صفات کو پہنچ گئے ہیں نہیں انکار کرتا اسکا کہ وہ شخص جو شکر کرامات اور خرق
 عادات کا بہ انتہی اور قفال موزی کا قصہ موضوع کر لیا ہو ای جنانچہ خود نوا اوصاف میں بھی ہوا ہے
 مستعرض صاحب بہت سنا لاتے ہیں کشف الاساس میں لکھتے ہیں صاحب نے فرمایا ہے کہ علمائے حین
 امامیہ واسطے الزام خفیہ کے ایک حکایت جوڑی ہو کہ ایک شخص نے واسطے انصیحی مذہب ابو حنیفہ کے مذہب سے
 وضو کیا الی آخرہ جنانچہ منہج الفاضلین میں بھی باقر مجلسی کے باب اول میں مذکور ہے انتہی حاصل ہوا لہذا امامیہ
 نے انکار شدیدی کیا ہے قصہ قفال نقال کا امام احمد بن حنبلہ کی اگر کسی صاحب کو زیادہ تفصیل منطوق ہو گئی
 افتاء المجتہد تصنیف محمد لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ
 اگرچہ مستعرض صاحب نے امام صاحب کے بعض حالات کا ذکر کیا لیکن ہم بھی تو ہندو بائیں اوکلی کرتے دیکھتے سے
 آٹھو غفری رورڈ کو مقرر ہوں کچھ حالات دیگر ایدہ دیں کہ بیان کر دیں اگر مع و ثنا کہ کسی ستودہ خود
 تو ان کسی ستودہ بہت مدح و ثنا امام محمد بن زین نووی شارح مسلم تہذیب الیہ سما میں لکھتے ہیں کہ
 ابوہم نے تمام ابو حنیفہ اچھی صورت و آئینہ لباس و آئینہ خوشبو و آئینہ مجلس نشین اگر مرم خوب لکھ
 کرنے والے اپنے بھائی مسلمانوں پر تھے اور کہا امام ابو حنیفہ نے میں ابو جعفر امیر المومنین کے پاس گیا پس کہا
 اوخون آپ کے کس علم حاصل کیا کہ میں نے سلیمان اوخون ابے بنی منی سے اوخون نے

۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

عمر بن الخطاب اور علی بن ابی طالبؓ عرب اللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباسؓ سے یہ کہا ابو جعفر نے خوب علم
 واقعی حاصل کیا اور ایک نام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے منصوص کیا پاس گئے پس کیا منصوص کیا یہ شخص سوقت میں
 دنیا کا عالم اور سفیان بن عیینہ سے مری ہو کر کہا انھوں نے میری آٹھ سے مثل ابو حنیفہ کے نہیں دیکھا
 اور عبداللہ بن مبارک سے روایت ہو کر کہا انھوں نے امام ابو حنیفہؒ سے صاحب قرار تھے ایک دن ہم جامع بخارا
 تھے ہر ایک سانپ لگی گویا زمین اوپر سے گر پڑا پس اسی لشکے اور سب می بھاگ گئے پس اس کے انھوں نے
 آسان پڑھا دیا اور اپنی جگہ پر بیٹھے رہے اور کچھ نہ کیا اور روح بن عبادہ روایت ہو کر کہ میں سٹھ بڑے سو جہتی تھے
 ابن حجج کے پاس تھا پس اس انتقال ابو حنیفہ کی انکو پوچھی یہ **سَلَامٌ عَلَیْکَ اَبَا حَنِیْفَةَ** کہا اور اس وقت
 غمگین تھے اور فرمایا کیا سب بڑا عالم ہو گیا اور امام ابو یوسف سے روایت ہو کر کہ میں ابو الدرداء پہلے امام ابو حنیفہؒ
 واسطے آگیا انکا ہون اور تحقیق میں ان سے سنایا فرماتے تھے کہ میں حاکم کیواسے ابو الدرداء کے ساتھ دعا
 مانگتا ہوں ابو عبداللہ بن مبارک سے روایت ہو کر کہا انھوں نے دیکھا میں نے مسعر بن کہام کو امام ابو حنیفہؒ کے حلقہ
 میں دیکھا تھا وہ بولتے ہوئے تھا سو اکر گئے تھے اور فدا ہوا تھا کہ میں نے کیا کیا کہ کبھی کہ اوستے فقہ بن امام ابو حنیفہؒ
 نے کلام کیا ہو تو اس سے روایت ہو کر کہ میں نے زیادہ فقہ سے نسبت ابو حنیفہؒ اور ان سے زیادہ اچھے نماز پڑھنے والے اور فقیہ بن
 نبیل سے روایت ہو کر کہ وہ فقہ سے بالکل خبر تھے یہاں تک کہ ہر شیا کر دیا اور کہا امام ابو حنیفہؒ کے ساتھ دوسرے کے ہونا چاہا
 اور حکام و نفس کیا اور سکوا و بیان کر دیا اور سکوا و نام شافعی سے روایت ہو کر کہ نام امی فقہ بن امام ابو حنیفہؒ کے فقیہ بن
 ابو جعفر بن یحییٰ سے روایت ہو کر کہ میں امام ابو حنیفہؒ کے پاس بیٹھی رہا پس اس کی کو میں نے اونے زیادہ غامضوں میں
 پایا مگر جب کوئی بات فقہ کی سوال کیجاتی تو مثل دریا کہتے اور سفیان بن عیینہ روایت ہو کر کہ ہمارا وقت میں
 حولی شخص امام ابو حنیفہؒ سے زیادہ نماز پڑھنے والا نہیں آیا اور زافر بن سلیمان سے روایت ہو کر کہ امام ابو حنیفہؒ رحمہ
 ایک رات میں رات گذر گئی اور میں قرآن مجید کر رہا تھا اور اس میں عمرو سے روایت ہو کر کہ امام ابو حنیفہؒ نے فجر کی نماز
 عتیکہ و وضو پالیں پڑھی اور اکثر نرات کو ایک رات میں قرآن مجید کر رہے تھے اور ان کے رسولی کو اور
 سنائی دینی نمی یہاں تک کہ ہر شیا کر دیا اور ہر شیا کر دیا اور ہر شیا کر دیا اور ہر شیا کر دیا اور ہر شیا کر دیا
 پالی ہر سات ہزار مرتبہ پڑھا ہی اور مسعر بن کہام سے روایت ہو کر کہ میں ایک صبح میں گیا پس یہاں میں

ایک شخص نماز پڑھتے ہوئے پس اچھی علوم ہوئی مجھ کو رات و سکی اس میں ایک منزل کہا میں باکوع کر گیا
 پھر تہائی پڑھا پھر نصف پڑھا پھر تیسویں نصف پڑھا پھر پانچواں ایک گھنٹہ میں طے کر دیا میں
 بیٹھ تو وہ امام ابو حنیفہ کھڑے اور زائر سے روایت کر کے بیٹھ امام ابو حنیفہ کے ساتھ مسی میں عشا کی نماز پڑھی
 اور لوگ چلے گئے اور مجھ کو انھوں نے نہیں جانا کہ مسی میں ہوا اور میں نے ارادہ کیا کہ ایک سلاٹے، رافیت کھنگا
 پر کھڑے بیٹھوں اور نماز شروع کی پھر قرأت پڑھی یہاں تک اس وقت تک پہنچے کہ **فَمِنْ لَّهِ عَلَيْنَا وَفَنَّا**
عَذَابُ السَّعُورِ پس اسی آیت کو دوہراتے رہے یہاں تک کہ صبح کی اذان آمدی اور میں نے غباری
 میں ماوراء سین من سے روایت ہو کہ امام ابو حنیفہ رحمہما رات اسی بیت میں قیام کیا بکال الشکاعۃ
 موعداً ثم قال الشکاعۃ کافحی کافر ہے یا راسی کو ٹپھتے تھے اور گریہ و زاری کرتے تھے اور
 وکیع سے روایت ہو کہ امام ابو حنیفہ رحمہما جب اپنی عیال کو نفقہ دینے اور سقید خیرات کرتے اور جب وقت
 نیا کہ پڑھتے اوسی قیمت کا اپنے اساتذہ کو پہناتے اور جب کسے سامنے کھانا رکھا جاتا تو اپنی خوراک سے
 دو چند لیکر کسی محتاج کو دیتے اور وکیع سے یہ بھی روایت ہو کہ امام ابو حنیفہ رحمہما بڑا امانت دار تھے اور
 ہر شے پر اللہ کی رضا مقدم کرتے تھے اور اگر خدا کی راہ میں تاواریں اور ہر ٹین بڑا شست کرتے تھے اور
 قیس بن ربیع سے روایت ہو کہ امام ابو حنیفہ رحمہما متقی فقیہ بہت احسان اور صلہ کرنے والے تھے ہر اس
 شخص پر جو ان کے پاس التجا لیا تا اور نہایت بخشش کرنے والے اپنے بھائیوں پر تھے اور بغداد کی طرف ہالے
 کرتے تھے اور سکا کپڑا خرید جاتا اور کو فہمین لایا جاتا اور ہر سال کا نفع جمع کرتے اور اسے اپنے مشایخ و
 کی حوالج اور قوت اور لباس خرید پھر باقی اشرافان نفع کی وکلو دیتے اور کتے وکلو تم اپنی حوالج میں
 خود اور نہ تعریف کر مگر اللہ تم کی اس لیے کہ میں نے لکھا ہے مال سے کچھ نہیں لایا اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے یہ
 بات پھر نفع بخشا اور پس رقی اللہ میں کسی غیر قوت نہیں اور ابو یوسف سے روایت ہو کہ امام ابو حنیفہ رحمہما
 کسی صاحب سوال نہیں کیے جاتے تھے مگر اس کو پورا ہی کہتے تھے اور عبداللہ بن مبارک سے روایت ہو کہ
 انھوں نے کہ میں نے سفیان ثوری سے کہا کہ امام ابو حنیفہ رحمہما بہت عید تھیں بیٹے اوکلو نہیں سنا
 کہ کبھی کسی دشمن اپنے کی بھی غیبت کرتے ہوں کہا واللہ وہ بڑا عقیل بن اپنی یکیدہ ہر اس شے کو تسلط

نہیں پہنچتے جو انکو لکھا اور علی بن عاصم سے روایت ہو کہ انھوں نے اگر امام ابو حنیفہ رحمہ کی عقل نصف
 اہل ارض کی عقل سے وزن کیا جائے تو انکی عقل انکی عقل پر غالب آئے اور اسمعیل بن ابی امام صاحب
 روایت ہو کہ انھوں نے کہا کہ یہاں ایک آٹا پیسنے والا رافضی تھا اس کے دو خیر تھے ایک کا نام اوسے ابو بکر
 رکھا تھا اور دوسرے کا عمر اس ایک نے اسکو پیر سے روک کر یاد دلایا پس امام ابو حنیفہ رحمہ کو خبر دی گئی فربا دیکھو نے
 اسکو مارا ہی اسکا نام عمر ہو گا پس کیا تو جیسا انھوں نے کہا تھا ویسا ہی پایا اور اسمعیل بن ابی امام
 روایت ہو کہ انھوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ قاضی ہو کر برکے گئے پرضمانہ قبول کی اور امام احمد بن حنبل
 جب ایک کو ذکر کرتے رویا کرتے اور انکو ترجمہ کرتا اور امام ابو حنیفہ رحمہ سے روایت کی ہی ابوحی حمادی اور شیخ
 بشیر اور عباد بن العوام اور عبد اللہ بن مبارک و رکیع بن جراح اور زید بن مارون اور علی بن عاصم
 اور یحییٰ بن نصر اور ابو یوسف قاضی اور محمد بن الحسن اور عمرو بن محمد الخنفی اور یوسف بن خلیفہ اور
 ابو عبد الرحمن المقرئ اور عبد الرزاق بن ہمام و دوسروں نے اور امام محمد سے روایت کی امام شافعی رحمہ اور
 ابو سلیمان جوزجانی اور ابو عبدیہ قاسم بن سلام وغیرہ نے اور امام شافعی رحمہ بالاسناد روایت ہو کھا اور
 نے بھاری جسم والا بیٹے امام محمد سے زیادہ لطیف روح کا نہیں دیکھا اور نہ کوئی فصیح زیادہ ونے دیکھا
 جب میں انکو قرآن پڑھتے دیکھتا ایسا معلوم ہوتا گویا قرآن انھیں کی انست میں نازل ہوا ہی اور
 امام شافعی سے یہ بھی روایت ہو کہ امام محمد سے زیادہ عقیل بنے کیونہیں دیکھا اور انھیں سے روایت ہو کہ
 جیسے نرمی کی زیادہ امام محمد سے کیونہیں دیکھا اور انھیں سے روایت ہو کہ جب امام محمد سی مسلمین گفتگو
 کرتے گویا قرآن نازل ہوتا ہی کسی حرف کو مقدم کرتے تو نہ تو نواز اور انھیں سے روایت ہو کہ امام محمد رحمہ
 دل کو بھرتے تھے اور انھیں امام شافعی سے روایت ہو کہ میں امام محمد کے دو اونٹ بھرے ہوئے ہوں کمالک
 ہوا ہوں اور یحییٰ بن یمن سے روایت ہو کہ میں جامع صغیر امام محمد سے لکھی اور ابو عبدیہ روایت ہو کہ میں
 کوئی کتاب لکھتا کہ امام محمد سے زیادہ جاننے والا نہیں دیکھا اور ابی ہریرہ سے روایت ہو کہ انھوں نے
 میں امام احمد کے کہ آپ کے پاس سائل تھے کہ ان کے فرمایا کہ امام محمد کی کتابوں کے امام شافعی نے
 لکھو پینے نہیں دیکھا کہ اس کوئی سلسلہ حسین جعفریہ دیافت کیا جا اور اس کے چہرہ حسین معلوم

لکھا امام محمد اور امام شافعی سے اونکے دوست امام مالک نے کہا کہ اندر عربوں نے قتل کیا کتب پر پور ڈالا ہے کہو
 مصیبت کثرت بچھا دینا اور کہ امام شافعی نے جب میں امام مالک کے پاس گیا پس شہنا کا حکم میرا اور ایک عمت
 میری طرف کچھا اور امام مالک کو فرار حاصل بھی فرمایا تھا ارنام کیا پرینے کا جو فرمایا اللہ سے دُنا اور حاکم
 سے پرہیز کرنا قریب ہو کہ تمہاری ایک شان عظیم ہوگی اور کہا جی بن اگتم نے ڈیٹے کسی کو زیادہ عقیل شافعی سے
 نہیں دیکھا اور کہا محمد بن حنفیہ دار علمای زمانہ اپنے کے امام شافعی ہیں اور محمد بن یحییٰ پارسب امام شافعی کا دُرو
 کہتے ہیں یہ ایفہما شافعی ہے یہ حدیث بیان کی اور امام شافعی نے روایت کی ہر علمای مجاز اور ہیں اور
 مصر اور عراق اور خراسان چنانچہ دار فطنی اور حاکم اور بیہقی نے اونکا ذکر کیا ہے اور اسبطرح او نحوں نے
 ذکر کیا اور لوگوں کو بخون اونے روایت کی ہے اور فقہ حاصل کیا ہے مثل احمد بن حنبل اور ابو ثور اور محمد بن
 وغیرہ کے اور اب ہر جہاں سے روایت ہو کہ امام احمد بن محمد بن ابی حاتم اور ابی حاتم نے کہا کہ امام شافعی سے روایت
 ابن جریل سے روایت ہو کہ امام شافعی سے روایت ہو کہ امام احمد بن محمد بن ابی حاتم اور ابی حاتم نے کہا کہ امام شافعی سے روایت
 ہو جا اور امام ابو حاتم حال امام احمد اور علی بن مدینی سوال کیے گئے کہا حافظہ میں دونوں قریب ہیں
 مگر امام احمد فقہ زیادہ ہیں اور کہا عربوں نے جمہوراً قاتلے جب امام احمد کسی حدیث میں میرے موافق ہو جائیں تو
 پھر میں پر و انہیں کرتا اور اس شخص کی جو مخالفت میری کرے اور کہ امام شافعی سے روایت ہو کہ امام احمد بن محمد بن ابی حاتم
 سلیمان بن ابی داؤد شافعی سے زیادہ عقیل کسی کو نہیں دیکھا اور کہا قیادہ ابو حاتم نے جب کسی کو دیکھے کہ
 امام احمد کو دوست کھتا ہو پس جان ڈرو وہ صاحب سنت ہے اور امام احمد حدیث کو سفیان بن عیینہ اور
 ابی ایوب سعد اور یحییٰ القطان اور مشہور و کعب سے سننا ہے اور امام احمد سے روایت کی ہے ابی حاتم بن عبد اللہ بن زرق
 سے اور یحییٰ بن آدم اور ابو الولید اور علی بن المدینی اور بخاری اور مسلم اور ابو داؤد وغیرہ سے اور کہا
 امام شافعی نے لکھا امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ تو علم مجاز تاربتا اور کہا حاکم نے امام شافعی سے کہا
 حدیث میں امام مالک پر ترجیح نہیں دیتے تھے اور کہا وریب بن مالک نے نہیں دیا میان شرق اور مغرب ثوبی
 زیادہ امانت حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امام مالک سے اور امام شافعی سے بسانا و صحیح روایت ہے
 کہ زمین پر کوئی کتاب اکثر صواب کی ہو طای مالک نہیں لکھا علما ارفع امام شافعی نے قبول وجود

صحیح کچھ کہا اور وہ دونوں موافق ہلکا زیادہ صحیح ہیں اور امام مالک سے تابعین سے ہیں روایت
 کی اونس بن حنیف اور زید بن عبد اللہ بن مادی اور اوعی اور ثوری اور ابن مبارک اور امام غفری غیر مسلم
 اور محمد بن عبد اللہ روایت ہو کہ سنا میں امام بخاری کہتے تھے کہ میں ایک کلمہ حدیث صحیح اور دو کلمہ حدیث
 غیر صحیح یاد کرتا ہوں اور حافظ ابو علی صالح بن محمد سے روایت ہو کہ انہیں یہ کیا میں کسی خراسانی کو
 زیادہ قسیم امام بخاری اور کہاد یادہ تھا وہ اس حدیث امام بخاری ہیں اور زیادہ حافظ حدیث کے اوزر
 ہیں اور وہ اکثر اونس میں حدیث میں اور محمد بن بشر شیخ بخاری روایت ہو کہ بصرہ میں مثل بخاری کوئی
 نہیں آیا اور جب امام بخاری بصرہ میں داخل ہو گیا تو انھوں نے آج سید الفقہاء داخل ہوئے اور محمد بن عبد اللہ
 ابن زبیر اور ابو بکر بن ابی شیبہ سے روایت ہو کہ ہم نے مثل امام بخاری نہیں کیا اور ابو عیسیٰ ترمذی سے ہم کو
 پونہجی کہ میں نے عل و تاریخ اور معرفت اسانید میں عراق اور خراسان میں کسی کو نہیں کیا اور روایت
 کیے گئے ہم امام مسلم سے کہ انھوں نے امام بخاری سے کہا کہ میں نے نبض رکھیا تے مگر حسد کر نوا اور میں
 گواہی دیتا ہوں کہ مثل تمہارے کو میں نہیں اور محمد بن اسحق بن خریز سے کہ روایت پونہجی ہو کہ انھوں نے
 میں نے آسمان کے زیادہ جاننے والا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امام بخاری نے نہیں کیا اور ابن ابی
 استاد نے محمد بن عبد اللہ الطباع اور محمد بن سابق اور احمد بن حنبل اور اقران انھوں میں اور روایت کی
 اونس ابو محمد بن مسلم بن الحجاج صاحب صحیح اور ابو عیسیٰ ترمذی اور ابو عبد الرحمن نسائی وغیرہم سے
 انتہی مختصر اور قات شرح مشکوٰۃ میں ہو قال ابن حنیف و تکرار کہ کبار سے کہ اے شیخ الحدیث
 وَالْعُلَمَاءُ الرَّاسِخِينَ عَبْدُ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَالْغَيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَالْإِمَامُ مَالِكُ بْنُ
 أَنَسٍ أَتَى وَهُمْ هَمْدًا وَدُطْلَانِي وَابْرَاهِيمُ بْنُ أَدَهْمَ وَفُضَيْلُ بْنُ عِيَاضَ وَغَيْرُهُمْ
 مِنْ أَكْبَرِ السَّادَةِ الصُّوفِيَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَصْحَابُ بَيْتِ كَمَا بِنِ جَمْعٍ شَاكِرٍ بَوَلَّ
 امام ابو حنیفہ رحمہ بر بڑے ائمہ مجتہدین اور علمائے سنیین مثل عبد اللہ بن المبارک اور لیث بن سعد اور
 امام مالک سے انتہی اور اونیج داؤد طائی اور ابراہیم اوہم اور فضیل بن عیاض وغیرہم اکابر صوفیہ سے
 ہیں انتہی ان مخبرین سے معلوم ہوا کہ امام مالک امام صاحب کے شاگرد ہیں تو امام شافعی امام مالک امام محمد

نصیب کیا بہرہ وافی ان کے مقلدین میں ہیں سچا ہوئے ہو ساتھ لکھنے اصول اور فروع مذہب ان کے کے اور نظر
 جس نے منقول اور منقول اس کے میں یہاں تک کہ بعد اللہ ہو گیا وہ مذہب محکم تھا اور ان کا فی الدین اور تائید کرتا ہوا
 اسکی بیان کرنا بعض اصحاب بنا قبا کا کہ ثابت الدہام صاحب کے صغریٰ میں حضرت علی رضی کی خدمت
 میں لائے گئے پھر حضرت علی رضی ان کے اور ان کی اولاد کے حق میں دکر کی دعا کی اور امام ابو حنیفہ رحمہ
 جو چھپے گئے اسی دعا کی کرتے رہے گئے اور کمال تقویٰ ان کے سے ہو کر وہ غوث بڑی کا گوشت کھانا
 جھوٹا دیا جبکہ سنا کہ ایک کبریٰ کو فہم میں کہ ہو گئی یہ یہاں تک کہ اسکی موت کا اعلام ہو گیا اور وہ شیخ جو ذکر کر
 طریقوں ان کے سے حصہ مناقب ہو گا اور اس سے نہیں ہی بلکہ یہ بیان ایک خطرو اس سند کا ہے جس کے ساتھ
 بتا نہیں اور وہ غوث عاشق کے وضو چالیس برس صبح کی نماز پڑھی پھر کیا گیا اور اس نے کہہ دیا علی رضی
 قوی کیا کہ اس نے اللہ ساتھ اس کا مانگی تھی جس کا مجموعہ دو تین ہیں علی رضی اللہ عنہما ورضی اللہ عنہما
 اور دوسری ہے اِنَّ اَنْزَلَ عَلَیْكَ مِنْ بَعْدِ الْغَمِ الْاَلْبَیْزُ وَرَءِیْ اَلْاَمْرَانِ مِیْنِ اَوْرَاکُو نَحَاتِ کَا اَنْزَلَتْ مِیْنِ رَاوَدِ کَرْتِ
 یَعْقَادِ کُنَا کَرْ لَکِ اَبِیْ مَجْتَدِیْنِ اَوْ رَعَا یَ اَلْمَیْنِ سَیْ دَیْتِ اَوْ رَعَا یَ اَلْمَیْنِ سَیْ دَیْتِ اَوْ رَعَا یَ اَلْمَیْنِ سَیْ دَیْتِ
 حالات میں باتفاق یہ نقل اور بیان اور تحقیق روایت کی یہ یہی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 جو چیز تم کو تائید دے گی جاکو عمل کرو اس کو عند اوس کے ترک کرنے پر نہیں ہو پختا پس اگر کتاب میں نہ ہو تو سنت
 اختیار کرو اور اگر سنت نہ ہو تو جو میرے اصحاب کہیں کہ تحقیق اصحاب میرے مثل ستاروں کے ہیں آسمان میں ہیں
 جسکی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے اور اختلاف اصحاب میرے کا واسطہ تمہارے رحمت ہے اور کہا
 امام ابو یوسف نے نہیں کیا ہے کیونکہ زیادہ سنا میں نے میری حدیث کو امام ابو حنیفہ رحمہ اور تھے وہ زیادہ بصرہ
 میں مجھے اور امام ابو حنیفہ رحمہ وہ کام کہ دو سو اس سے عاجز تھے اور باوجود اسکے حاسدین ان کے بہت ہوئے
 اور یہ سنت اللہ کی ہے اِنِّیْ خَلَقْتُ مِنْ وَرَقِ النَّخْلِ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلُ لَکَا اَوْ سَبَبِ بَقِیَّتِ قِیَاسَاتِ
 ان کے کہ غرضی شاگرد امام شافعی کے ان کے کلام کو کیا کرتے یہاں تک کہ ان کے بھانجے امام طحاوی
 اس نے بڑی کیفیت کیا کہ یہ سب نامی سے انتقال کر کے یہاں خفی اختیار کیا فصل بارہویں ان صفات
 میں ہے جسے امام ابو حنیفہ رحمہ بعد الوہب تہا زعمے اور وہ صفات بہت ہیں بعض ان میں سے

یہ ہیں کہ انھوں نے ایک جماعت صحابہ کو دیکھا ہی چنانچہ ذکر اس کا اور پکڑ چکا اور وصحت کو پوچھا ہوا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی طریقہ نہ فرمایا آپ کو خبری ہوا و سکو جسے مجھ کو دیکھا اور اس کو جسے میرے
 دیکھنے والوں کو دیکھا اور بعض دن صفات یہ ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اوس قرن میں پیدا ہوئے ہیں کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بطریق کثیر و ثابت ہوا کہ بہتر فرمودہ کا یہ اثرن ہر پھر جو لوگ کہ اس کے متصل
 ہیں اور روایت مسلم میں ہے کہ بہتر از دو سو کا وہ قرن ہے جس میں یوں پھر دو سو پھر تیسہ اور بعض دن
 صفات وہ ہیں کہ انھوں نے زمانہ تابعین میں اجہتا دیکھا اور فتویٰ دیا بلکہ جب عیش نے حج کا ارادہ کیا
 تو امام ابو حنیفہ رحمہ کی خدمت میں گیا کیونچہ امام ان کے واسطے مناسک حج لکھ دین اور اعمش کیا
 کرتے تھے مناسک حج امام ابو حنیفہ رحمہ لکھ کر کوئی کہ میں ان سے زیادہ جاننے والا فرائض اور فروع حج کا
 کسی کو نہیں جانتا پس نظر کر تو شہادت پڑا اسطے امام ابو حنیفہ رحمہ کے عشرت جیسے شخص سے اور بعض دن
 صفات روایت کرنا اکابر شیوخ اس کے وغیرہم کا ان سے مثل عمرو بن دینار کے اور بعض دن صفات
 یہ ہے کہ جتنے اس کے اصحاب ہوئے ان کے اصحاب سے بعد ان کے نہیں ہو چنانچہ پہلے جانا گیا اور کہا ایک شخص
 نزدیک کیج کے خطا کی امام ابو حنیفہ رحمہ سے حج کا اس کو دیکھنے اور کہا جو اس کو کہتا ہے وہ بڑا گمراہ
 کیونکہ وہ خطا کرتے حال انکہ وہ نہ باس راہ فقہ مثل ابو یوسف اور امام محمد اور امام زفر کے اور امام
 حارث اور امام لیث و کچھ اور ان کا راہ لغت اور عربیت اور شام کیا اف کو اور امین زہرا و تقویٰ
 مثل فضیل اور او دطائی کے یہ ان کے اصحاب تھے لوگ ہونے شخص خطا نہیں کہ سکتا اس کے اگر خطا
 کرتے تو وہ ان کو حق کی طرف لوٹاتا اور بعض دن صفات یہ ہے کہ وہ اول دن کو کوئی کہ
 جنھوں نے علم فقہ کو یاد کیا اور بابون اور کیا بون کی ترتیب دی جیسا کہ آج کے دن موجود ہے اور شیخ
 کیا اور امام مالک نے سوطا اپنے میں اور جو پہلے آئے تھے وہ اعتماد اپنے حافظہ پر کرتے تھے اور وہ
 اول دن کو کوئی کہ میں جنھوں نے کتاب فرائض اور کتاب شروط کی یاد کی ہے اور بعض دن صفات
 منتشر ہونا مذکور ہے کہ ان اقلیم میں کہ سوای آود و سواطین نہیں مثل ہند اور سند و روم
 اور ماوراء النہر اور بعض ان صفات کو سخرچ کرنا اپنے نفس پر اور علماء وغیرہم پہلے اپنے ائمہ کا حال

نہیں قبول کرتے تھے کسی سختی کو اور تو ہر وقت عبادت اور زہد و اعتقاد وغیرہ اونی کا اور
 امام شافعی نے امام مالک سے چند لوگوں کا حال دریافت کیا پس انہوں نے جواب دیا بھر بوجھا کا امام
 حال امام ابو حنیفہ رحمہ کا امام مالک نے کہا سبحان اللہ کہ اس حدیث کا تعلق نبی قسم پر اور ضعیفی پاک
 تھی کہ مثل ابو حنیفہ رحمہ کے ہونے کیونہیں کیا اور کہا نورسجی اوس شخص سے جو امام ابو حنیفہ رحمہ کے پاس سے
 آیا اور اسے اونسے کہا کہ میں امام ابو حنیفہ رحمہ کے پاس گیا آیا ہوں بلکہ نبی میں والوں کے بڑے فقیہ کے
 پاس گیا ہوں اور کہا نورسجی جو شخص امام ابو حنیفہ رحمہ کی مخالفت کرتا جو وہ محتاج اس امر کا جو کہو
 علم میں اعلیٰ ہو اور کہا گیا اونسے جبکہ اونسے کے نیچے امام ابو حنیفہ رحمہ کے کہا بلکہ میں دیکھی کہ آپ اسکو
 دیکھا کرتے ہیں کہ میں دوست رکھتا ہوں کہ میرے پاس کل کتابیں اور کئی ہوں اور کہا ابو یوسف
 ثوری مجھے امام صاحب کی متابعت زیادہ کرتے ہیں اور کہا امام احمد اونسے حق میں کہ وہ اہل علم
 اور اہل تقویٰ اور اہل ہدایت ہیں اور اختیار کر لیا تھے آخرت کو اس مرتبہ کو پہونچ گئے ہیں کہ دوسرا کوئی اور
 نہیں پایا گیا اور خطیب نے بعض ایسے نقل کیا جو کہ کہا انہوں نے اہل اسلام پر واجب ہو کہ اپنی نماز میں
 امام ابو حنیفہ رحمہ کے واسطے دعا مانگا کریں کیونکہ انہوں نے حدیث اور فقہ کے اونسے واسطے حفاظت کیا
 ہو اور کہا کہ میں نے ابراہیم نے امام ابو حنیفہ رحمہ کے زمانہ والوں کے زیادہ عالم میں اور کہا یحییٰ بن سعید القطان
 نہیں سنا ہے مستحسن اور صواب زیادہ رای امام ابو حنیفہ رحمہ اور کہا عیسیٰ بن یونس نسبت تصدیق
 کرنا تم کسی سے اقول کہ میں امام ابو حنیفہ رحمہ کے حق میں قسم بخدا کی کوئی اونسے افضل و فقیہ زیادہ میں نے نہیں
 دیکھا اور کہا عمر نے کسی کو میں نے نہیں دیکھا کہ زیادہ اچھا فقہ میں کلام کرتا ہو اور زیادہ عمدہ شرح حدیث
 کی کرتا ہو امام ابو حنیفہ رحمہ اور کہا امام حافظ غفرلہ یحییٰ بن سعید نے فقہا چار میں ابو حنیفہ رحمہ اور سفیان
 اور مالک اور اوزاعی اور فقہ فقہ ابو حنیفہ رحمہ کی جو اسی پر پایا ہے لوگوں کو اور سوال کیے گئے سفیان رحمہ
 امام صاحب کے حال سے کہاتے تھے بڑے سچے فقہ اور حدیث میں امانت دار بن القاسم میں اور کہا عبد اللہ
 ابن مبارک رحمہ کو کہ میں نے حسن بن عمار کو امام ابو حنیفہ رحمہ کی رکاب بٹھنے سے جو درخانیہ کہتے تھے
 قسم بخدا کی میں نے کسی کو نہیں دیکھا فقہ میں آپ زیادہ کہ عمدہ کلام کرتا ہو اور زیادہ حاضر جواب آپ

شکو اور آپ سرداروں کو گونے میں بھون فخر میں تھا کہ وقت میں گفتگو کی جزا و نسیب کلام
 کرتے ہوگی نسبت میں مگر حسد اور کما مافظہ عبد العزیز نے ابو رکا کہ جو شخص دست رکھے امام ابو حنیفہ
 کو پیش شی ہر اور جو شخص رکھے افسہ پس وہ یعنی ہر اور ایک وایت میں ہر کہ در میان ہمارے اور مینا
 گو گونے امام ابو حنیفہ میں پس جو شخص اذکو دو صحت رکھے گاہا ایک حکم وہ اہل سنت سے ہر
 اور جو شخص منفس رکھے گاہا افسہ جائیکہ کہ وہ اہل بدعت ہو اور کما نارجہ بن صاحب امام ابو حنیفہ فقہا
 مثل قسط علی کے ہیں در مثل اوس نہر اوس کہ جو کہ سوئے کو بکھتا ہر اور کما مافظہ محمد بن میمون نہیں
 زیادہ امام ابو حنیفہ میں کوئی زیادہ عالم اور نہ زیادہ متقی اور نہ زیادہ عارف اور نہ زیادہ فقہ
 اونسے اور قسم خدا کی نہیں خوش آئے مجھ کو بعض سننے میرے کہ بونے ایک لاکھ دینار اور امام صاحب کا نزدیک
 داؤد طائی کے ذکر ہوا فرمایا وہ ستار ہیں کہ راہ چلنے والا اونسے بدایت پاتا ہر اور علم میں کہ قبول کرتے ہر
 اوسکول مومنوں کے اور کما خلع بن ابوبکر آیا علم خدا کون محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر اونسے طرف
 صحابہ کے پھر اونسے طرف تابعین کے پھر آیا امام ابو حنیفہ کے اور اصحاب ائمہ کے کہ پس کما جی چاہا غصہ
 ہو گیا اور کما گیا واسطے بعض ائمہ کے کیا وجہ کہ آپ امام صاحب کے ذکر کے وقت اونہیں کی مدح میں
 کرتے ہو اور کی تعریف نہیں کرتے کما او بخون اسلیہ کہ جیسا اونکا مرتبہ ہر دیس اور نکاح سنیں ہر سن
 کہ نفع پایا گو گون کے اونسے علم سبیل خاص اونہیں کی تعریف وقت ذکر کے کرتا ہوں تاکہ لوگ انکے واسطے
 دعا کرنے میں رغبت کریں اور رواہیں ایسے کہ اسی اسکے بہت آئی ہیں اور نہ صفت واسطے اسکا بعض
 کافی ہر اور کما ابو طیح نے نہیں داخل و این طواف کر کے شب میں کسی وقت گرہینے امام ابو حنیفہ کو طواف
 کرتے پایا اور امام ابو حنیفہ رحم جب انکو نماز پڑھتے تھے تو بوریہ پرانے گونے کرتے مثل بارش کے آواز
 سناں دیتی تھی اور علامت روئی کوئی انکھوں اور انکے رخسار و نیز معلوم ہوتی تھی اور امام ابو حنیفہ
 اپنے بعض علیہ سونہ کپڑے خراب نہ دیکھے تو حکم کیا انکو کہ بیٹھے رہیں یا انکے لوگ چلے گئے پس فرمایا
 اوس شخص سے جو صیقل کے نیچے ہر اوسکو لیل و شب شخص اٹھانے لگا تو ایک ہزار درہم معلوم ہوا اور جو شخص
 اس کے ساتھ دوسرے فاتحہ یعنی الحمد تم کی تو حکم کیا اوسو درہم عطا فرمائے اور ایک وایت میں ہر کہ ہر اور

دے اور عذر کیا اور فرمایا اس وقت ہمارے پاس ہوتا تو بوجہ تعلیم قرآن کے اس سے زیادہ تہذیب اور کمابز
 معروف نہ کیونکہ اسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں زیادہ اچھی نصرت کا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کیا اور
 ثناء و کثرت نے کیا مجھے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے نہیں مالک ہوا میں چالیس برس زیادہ چار ہزار دس سو تیس سال سے زیادہ
 خارج کر دیا اور فقط چار ہزار کو رکھ لیتا ہوں بوجہ فراموشی حضرت علی رحمہ اللہ کہ چار ہزار کو کچھ کم ہو سکا نقد
 اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے بقرض دار و خیر کے سایہ میں نہیں بیٹھتے تھے اور کہتے تھے جو قرض کہ منفعت پہنچے بیرون
 رہا ہی اور جب امام صاحب وفات پائی تو حسن بن عمارہ قاضی بغداد کو غسل دیا اور ابو جابر عبد اللہ
 ابن قادیانہ کو پانی ڈالا اور جب حسن بن عمارہ غسل سے فارغ ہوئے تو کہا رحم کرے اللہ تیرے سر کا
 برابر جو رکھتے تھے اور انکو چالیس برس گنہیں لیتے اور تھے آپ فقیہ ترمہار اور عابد تراز و زائد تراز
 جامع تر خصلتوں خیر کے ہمے اور نہیر فارغ ہوئے تھے غسل سکر اہل بغداد و شہر مملوک جمع ہوئے تھے کہ سوا
 خدا کی سی گنتی نہیں معلوم تھی گو یا کہ وفات اونکی کی تذکرہ کی گئی تھی اور غار پڑھنے والوں میں سے بعض نے
 کہا کہ یہ بچا سن لڑائی تھے اور بعض نے کہا ہی اس سے بھی زیادہ اور مجھ مرتبہ نماز پڑھی گئی اخیر میں اونکو کوئی
 صاحب پر معلیٰ و ربیب سا زحام کے عصرتک فن پر قدرت نہولی اور کو بیوں بیوں رنگ اونکی قبر نماز
 پر معلیٰ اور وصیت کی تھی کہ قبر خیزان میں جانب شرقی دفن کیا جاؤں کیونکہ زمین واسطی طیبہ پاک
 غصب کی ہوئی نہیں ہی اور جب بن جریج فقیہ مکہ و شیخ الشیخ امام شافعی کو خبر ہوئی **اللہم انا اللہ**
 کہا اور فرمایا کیسا بڑا عالم صلا کا اور جب بن جریج کو خبر ہوئی **اللہم انا اللہ** کہا اور کہا کوئی نور علم کا مجھ گیا اور آکاؤں
 کہ اب کبھی وہ لوگ مثل اونکے کیونہیں دیکھیں گے اور بعد مدت مدید بادشاہ ابو سعید ستونی خوارزمی کوئی
 قبر پاکینٹا قبر بنوایا اور اوکے پہلو پر ایک رسو طیار کرایا اور صدقہ المقابر کی تہ وہ سحابیہ عوام
 روایت ہے کہ جب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ دفن کیے گئے تو اونھوں نے ماتم غیب کی آواز میں رات باریں کہ کہتے تھے
 نقاہت جاتی رہی اس میں فقہ ہر واسطے تمہارے پڑیں و تم اللہ اور ہو تم خلف وفات پاکے لہنا
 پس کون ہی ایسا کہ رات بھر جاؤ اور بعض نے کہا ہی شب اقبال میں جنات روگے اور لوگ آواز اونکی سننے
 اور کہتے تھے کہ نہیں دیکھتے تھے **فصل پتیسویں** ادب کرے میں امامون کے امام ابو حنیفہ رحمہ

بعد انتقال کے جیسا کہ وہ اونکی حیات میں ادب کرتے تھے اور یہ کہ قبر و مکی اداۃ حاجات کی
غوث پر جا تھو کہ ہمیشہ علما اور صاحب حاجات اونکی قبر کی زیارت کرتے ہیں اور قضای حاجات
میں انکو وسیع گردانتے ہیں اور نہیں سہم شافعی ہیں جبکہ وہ بغداد میں تھے تو اونسے مروی ہوئی فرمایا
اوصحون نے میں امام ابو حنیفہ رحمہ کی قبر سے برکت لینا ہوں اور اونکی قبر پر آیا کرتا ہوں اب جب کوئی حاجت
مجھ کو پیش ہوتی ہے تو دو رکعت پڑھتا ہوں اور اونکی قبر کی طرف آتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے نزدیک قبر
سوال کرتا ہوں تو میری حاجت جلد پوری ہو جاتی ہے اور روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ جنازہ کی
نناؤ سے مرتبہ خواب میں بھیجا کہ پسند میں کما اگر مگر تیرہ دیکھو تو سوال کرو گنا کہ خلافت کو اپنے غلام
سے نجات دے پس کچھ اور سوال کیا پس قبول کیا اوسکو اللہ اور ابو مسافر فی فضل بن خالد روایت ہے کہ
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں بھیجا پس عرض کیا میں نے یا رسول اللہ امام ابو حنیفہ رحمہ کے
علم کی نسبت کیا فرماتے ہیں فرمایا یہ وہ علم ہے جسکی لوگوں کو احتیاج ہے پڑتی ہے اور مسدین عبد الرحمن رضی
سے روایت ہے کہ وہ مکہ میں درمیان کن اور مقام ابراہیم کے قبل فجر سوئے پس کھیا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو پس عرض کیا یا رسول اللہ آپ انکی نسبت جو کو فرمیں نہان بن ثابت تھے کیا فرماتے ہیں
میں انکو علم خدا کے پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اخذ کرو علم اونکا اور عمل کرو اونکے علم ہے
کہ وہ شخص اچھا ہے اور بعض نے اماموں حنبلی المذہب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں بھیجا
پس عرض کیا یا رسول اللہ مجھکو مذہب سے مطلع فرمائیے فرمایا مذہب میں میں پس میرے قلب میں واقع ہوا
کہ امام ابو حنیفہ رحمہ کے مذہب کو جو حد تک رای کے خارج کر دینگے پس شروع کیا آپ نے اور فرمایا ابو حنیفہ رحمہ
اور شافعی اور احمد پھر فرمایا مالک بھی تھے میں اتنی مختصا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اسباب
تعمین مذہب اور تقلید ایہ مجتہدین کی ثابت ہو گئی اور غیر تقلد و کونجون و چرا کے کی بلکہ باقی نہیں رہی
ان البتہ اسکو خواب میں بھیجا اعتبار کر گئے لیکن وہابی صاحب کے انکار سے منکر جز و نبوت شریعت
ثم مدیث شریف میں وارد ہے کہ چار خواب نبوت کا ایک حصہ ہے آؤنیز اسباب سے شرف و منزلت امام صاحب
تینوں ایہ مجتہدین پر ثابت اور متحقق ہو گئی اور دربار استنباط مسائل اور احکام شرعی کے انکو کس قدر

اگر بڑے متصب اور پرجہاں نے اور امن کرنے والا اگر محدث یا شافعی ہوگا تو ہم اوپر اس کے مناقب کی
 کتابیں جو اس کے علمای مذہب تصنیف کی ہیں پیش کریں گے اور اس کو وہ مناقب امام صاحب
 جو اس پر مخفی ہیں دکھلا دیں گے جیسے جلال الدین سیوطی نے تبذیر الصغیر فی مناقب الامام ابی حنیفہ
 تصنیف کی ہے اور ابن حجر مکی نے خیرات الحسان فی مناقب النعمان لکھی ہے اور زہبی نے اوکو تذکرہ
 حفاظ میں درج کیا ہے اور اوکی مدح کی ہر اول کی سالانہ کے مناقب میں لکھا ہے اور ابن خلکان نے اس کے
 مناقب اپنی تاریخ میں ذکر کیے ہیں اور ارفعی نے مرآت الجنان میں مناقب ان کے میں اور حافظ ابن
 عسقلانی نے تقریر جغیرہ میں ذکر کیا ہے اور تعریف کی ہے اور امام نووی شارح مسلم نے تذیہ البیہائم
 اور امام غزالی نے احیاء العلوم میں مناقب کے ہیں اور اگر وہ شخص ملے ہوگا تو اس کے علم جو مناقب
 لکھے ہیں ان سے اس کو واقف کریں گے مثل حافظ ابن عبد البر وغیرہ کے اور اگر وہ شخص حنبلی ہوگا تو اس کے
 مذہب و علم کی تصریحات پر مطلع کریں گے مثل یوسف بن عبد اللہ حنبلی کے جنہوں نے توفیر الصغیر
 مناقب ابی حنیفہ لکھی ہے اور اگر وہ شخص مجتہدین ہوگا تو ہم اس کو مجتہدین اور محدثین کا کلام سنائی
 اور اگر عامی لا مذہب ہوگا تو وہ چوپا یونین سے ہو بلکہ ورنہ بھی زیادہ جھٹکا ہوا ہے اور اس کو ہم تفریز کا مستحق
 کریں گے انتہی پس فضائل و مناقب امام صاحب کے بیان کرنے کو ایک دفتر کا ہر اس مختصر میں اس کی گنجائش
 نہیں اور جو اسکے مناقب کو مقلدین سکر خوشی سے باغ باغ ہو گئے اور سکرین کے دل آتش حسد
 داغ داغ ہو گئے ان کی بات کو بغیر تبدل ترسیم کہہ دل آزر دہ شوی ورنہ سخن بسیار ست +
قال اور ایک مخالف امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والے کو نکو بیٹہ ہیں کہ جہاں وہ حاشیہ آپس میں
 متعارض ہیں وہاں امام اعظم نے اس حدیث پر عمل کیا ہے جو حدیث بھی پائی جاتی ہے اور صحیح
 بھی زیادہ ہے جو جواب رکھتا ہے کہ یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ بہت سی حدیثیں ایسی ہیں کہ جن پر
 امام اعظم نے عمل نہیں کیا وہ نسبت ان حدیثوں کے کہ جن پر امام اعظم نے عمل کیا ہے صحیح بھی پایا
 ہیں اور احتیاط بھی ان حدیث پر عمل کرنے میں ہے جو موجود ہیں انہیں **اقول** حنفیہ اسکے ہرگز مخالف
 نہیں کہ ہر جگہ احتیاط ہی پر عمل کرے یہ محض متعرض صاحب نے خود مخالفہ دیا بلکہ حنفیہ اسکے مخالف ہیں

مناقب امام صاحب

کہ مسائل شنباطی میں اکثر احتیاط کی گئی ہو اور جن مسائل میں صریح حدیث ہو جو ہو اور غیر احتیاط
اور عدم احتیاط سے کیا علاقہ ہو مترض صاحب کی فہم کے قربان جاسیے یہ تو آپ کی طلب دانی
اور پھر اعتراض کس پر لازم اعظم صاحب پر ہے تو خودی نشوئی باگنک ہل ہر روز سر سلطان زاید
تصفیہ بن ابی شیبہ میں اسی قسم کے سوال و مسائل موجود ہیں مترض صاحب نے اکثر وہی نقل
کر دیے ہیں حالانکہ متفقہ جغفیہ اون اعتراض کو بھی پہلے ہی چھپا دیں اور ان کے میں اب سنیے کہ
حدیث طلق کی بشر کی حایت سے زیادہ صحیح ہو اور اگر نام شافعی نے اس حدیث پر جو صحیح
سلم ہو حال قیس کے عمل نہیں کیا مگر مترض صاحب کو تو حال دنیا معلوم ہوگا ہوا کا او خودی
حدیث جھوٹ کر کیوں ایسی حدیث پر عمل کیا حسین بعض محدثین کو کلام ہو اور یہ دینی بزرگان
طہر پہ بھی کرنا اڑھل اور اگر انکے قیس کی او کو بھی خبر نہیں تو ہم تلافی دیتے ہیں تقریباً تالیف
یہ لکھا ہو قیس بن طلق بن علی بن الحنفی التمیمی حسن زوق من الثالکۃ و ہم من
کلامہم الصحا بکون یعنی قیس بن طلق بن قیس بن ابی ابراہیم کے لقبہ و سلی سے ہیں جس نے
ان کو صحابہ سے شرا کر کیا ہو اسے وہ کیا ہو انتہی اور ترمذی میں لکھا ہو و حدیث ملکہ نرم بن
عمر عن عبد اللہ بن بکر اصغر و احسن یعنی اور حدیث ملازم بن عمرو کی عبد اللہ بن بکر
زیادہ صحیح اور زیادہ حسن ہر انتہی پس اگر قیس ضعیف ہو تو ابین حجر عثمانی ان کو صدوق نہ کہتے
اور ترمذی او کی حدیث کو جو ملازم سے روایت ہو حسن صحیح نہ کہتے اور علی بن مدینی جو امام بخاری
اوستاؤ ہیں اور احادیث کی علانی میں شہوہ میں قیس بن طلق کی حدیث کو بشر کی حدیث پر ترجیح
نہ دے اور علامہ زبلی نے تبتیل اسحاق میں لکھا ہو و حدیث بسرة ضعفاء جماعۃ حتی تا
یحیی بن معین ثلثہ احادیث لکھ کر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محدث
مشیئ الذکر و لا یحکم الا بولہ و کل مسکر حرام ذکرہ ابو الفرج و مسئلہ عن احمد
ابن حنبل و اسحق بن راہونہ یعنی اور حدیث بسرة کی ضعیف کہا و کو ایک جماعت یہاں تک
یحیی بن معین نے کہا کہ تین حدیثیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح نہیں ہو میں حدیث

۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

من کی اور نہیں نکاح مگر ولی سے اور ہر سکر حرام ذکر کیا اسکو ابو الفرج نے اور مثل اسی حکم امام احمد
 اور حسن بن ابی یوسف مروی ہوا انتہی اور امام بخاری کا یہ کہنا کہ یہ حدیث اس باب میں زیادہ صحیح ہو مسلم
 متقی نہیں کہ فی نفسہ بھی یہ حدیث اونکے نزدیک صحیح ہو بلکہ اعتبار اور روایتوں کا وٹو صحیح کہا ہو ورنہ
 طلق کی حد امام بخاری کا ہر حد احکام شریعتیہ کے خلاف استناد غیر مضطرب فیہ استناد و ملکیہ کا خلاف
 البیہودہ کا ہے امام بخاری کہنی یہ حدیث مضبوط اسناد کی ہو نہیں اضطراب ہو اسناد اور متن اس کے میں
 بخلاف حدیث بشر کے کہ اسکی اسناد اور متن میں اضطراب ہو انتہی اور عمرو بن عثمان غلہ اس سے مروی ہو کہا
 اونھوں نے حدیث طلاق حدیث کا کہتے ہیں حدیث بشر کے حدیث صحیحان یعنی حدیث طلاق
 کی ہمارے نزدیک یہ ثابت ہے حدیث بشر سے انہی بلکہ طبرانی اور ابن خرم نے بھی طلاق کی حدیث کو صحیح کہا
 اور بشر کی حدیث میں شیخ الاسلام علامہ عینی نے بایں بڑی گفتگو کی ہے چنانچہ خلاصہ اسکا یہ لکھا ہے
 وَ عَلَى كُلِّ تَقْدِيرٍ حَدِيثُ بَشَرَكَ مَعْلُوكٌ وَقَالَ فِي الْإِمَامِ هُوَ عَدْلٌ لِّجَارِهِ مَعْلُوكٌ
 یعنی ہر صورت کے حدیث بشر کی معلول اور ضعیف ہے اور کہا امام بن یہ حدیث نزدیک بخاری معلول ہے
 اور علامہ عینی دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے بڑے صحابہ
 و بزرگوں میں نہیں کیا یہاں تک کہ کسی نقل اسکی صحیح نہیں ہوئی اور بیان کیا تو بصر عورت کے حال تکبر کے لئے
 صلی اللہ علیہ وسلم کو اری عورت بھی زیادہ جیادہ انتہی اور باقی جنہی حدیثیں اور صحابہ سے مروی ہیں
 سب میں ضعیف اور کذاب یا وہی بکھر ہوئے ہیں چنانچہ تفصیل اونکی بنایا کہ لو احق نوافض وضو
 ملاحظہ فرمائیے اور اسی قائل ہیں عمرہ اور علی رض اور ابن عباس رض اور عبد اللہ بن مسعود اور عمار بن
 اور زید بن ثابت اور رضیق بن الہامانی اور عمران بن حصیل بن ابی ہریرہ اور سعد بن ابی ہاشم صحابہ میں اور حسن بن علی
 اور سعید بن مسیب تابعین کے اور سفیان ثوری کا بھی یہی مذہب ہے **بقا** سلمہ الامام علیہ السلام کے اندر
 کے ٹوٹنے سے اس نماز کو از سر نو پڑھنے کے قائل نہیں نہ اگر نیکے قائل ہیں حال اگلہ اس باب میں حدیث صحیح
 جو کہ سند امام احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ابی بن وایت ہو علی بن طلق رضی اللہ عنہ
اقول یہ محض غلط ہے کہ امام صاحب از سر نو نماز کے قائل نہیں بلکہ تمام فقہ کی کتابوں میں

نسخہ
 تصحیف
 کتاب
 رکوع
 ۴۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

امام نووی شرح مسلمین کہتے ہیں واجابوا عن حدیث الوضوء مما مسست بجوابین
 احلوا انکے منسوخ حدیث جابر رضی اللہ عنہ قال کان اخر الامر من سئل عن الله
 صلی اللہ علیہ وسلم رکع الوضوء مما مسست النکاح وهو حدیث صحیح ورواہ ابو داود
 والنسائی وغیرہما من اهل السنن یاسا یدہم الصحیحہ والجلال الثانی ان المک
 بالوضوء غسل القدم والكفین فان هذا الخلاف الذی حکیتا کان فی
 الصدق الاول ثم اجمعه العلماء بعد ذلك علی انک لا یجب الوضوء بالکل ما مسست
 النکاح یعنی جبکہ اس حدیث الوضوء مما مسست النکاح کے دو جواب دیے ہیں ایک یہ حدیث
 منسوخ ہے یا برکی حدیث تھا او ضوئے آخر و امرو بخار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ترک کرنا وضو کا
 تھا اس چیز سے جسکو آگ نے پکایا ہو اور یہ حدیث صحیح پر روایت کیا اسکو ابو داود اور نسائی وغیرہ
 اہل سنن نے اسانید صحیحہ سے وارد و مسلح جواب یہ ہے کہ مراد وضو ہونا منہ اور ہاتھوں کا ہی ہے یہ خلاف
 جو ہم نے بیان کیا قرن اول میں تھا پھر علمائے بعد اس بات پر اجماع کر لیا کہ وضو آگ کی پکلی ہوئی
 شے کے کھانے سے واجب نہیں ہوتا انتہی اور دوسرے مقام پر اسی کتاب میں لکھا ہے کہ اختلاف کیا کہ
 علمائے اونٹ کے گوشت کھانے میں پانچ اس طرف گئے ہیں کہ اس سے وضو نہیں جاتا چنانچہ فقہا
 راشدین ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ یہ جازن اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ ابن بن کعب رضی اللہ عنہ
 اور ابو الدرداء اور ابو طلحہ اور عامر بن ربیعہ اور ابوامامہ رضی اللہ عنہم اور جبہ و تالبین اور امام مالک رضی اللہ عنہ امام
 ابی حنیفہ اور امام شافعی اور اصحاب اہل سنت گئے ہیں اور جبہ و تالبین حدیث وضو کا حدیث جابر
 جواب یہ ہے کہ آخر و امرو بخار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ترک کرنا وضو کا تھا اس چیز سے جسکو
 آگ نے مس کرنا ہوتا انتہی پانچ ہوا کہ جمہور صحابہ اور تابعین کی سی علی یہ کہ اونٹ کے گوشت وضو نہیں جاتا
 اور پھر حدیث ناسخ او سکی بھی ہو جو یہ ہے کہ امام صاحب پر لازم ہو سکتا ہے ان اگر کوئی احتیاط
 وضو کرے تو امام صاحب کو کہیں منع نہیں کرتے فقط وجوب وضو کو منع کرتے ہیں اسکا ثبوت
 فی ہر قیامت تک بھی از قبیل محالات ہوا ان البتہ اعتراض لا یعنی اور یا روایتی کرنا ان کو کون کی

نسخہ
 جلد اول
 صفحہ ۳۳۶

قدیمی بات ہر اس سے کیا ہو سکتا ہے یہ باطل و اہیات ہر کسی بات کا دھوکا دینے والا اثبات
 بھی لازم سمجھو ورنہ اس بی استدلالی پرناظر فکر و نگہنی ندر کسی بات کو کارہ و لیکن چونکہ غشی و ابلیشر
 بارہ بلکہ خود جابر بن جبر و روی وضو کے بین وہی راوی ترک وضو کو اترا الامرن کہتے ہیں غرض خفیہ
 کسی صورت سے اعتراض مکن نہیں مان جاہل آدمی جو چاہے کہتے ہوں وہی **قال** سائیکہ
 امام اعظم کے نزدیک شراب کا سر بنانا اور اس کا کھانا پینا جائز ہے **اقول** عیسیٰ اسکی بارہوں مخالف کے
 جواب سائیکہ بانیسویں میں مفصل موجود ہے حاجت مکرریاں کرنے کی نہیں ہے **ہ** سخن گر چہ لبث
 شیرین بودہ سزا و تصدیق و تحسین بودہ چو کیا رفتی گویا ریس کہ حلو چو کیا خورد و زور
قال سائیکہ شہ امام اعظم کے نزدیک کسی کی پشت پر غار پڑھنی درست ہے حالانکہ یہ بات غایب کسی
 تعلیم کے بھی خلاف ہو اور غیر کی حدیث کے بھی برعکس ہے دیکھو ترمذی اور ابن ماجہ میں اس بات
 ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ ما سخی کلمہ قول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ نماز پڑھی جاوے
 سات جگہ میں **الحاقول** کس پر غار پڑھنی مکروہ ہے حبانہ بن یونس **الاکلمہ لکروہ لکروہ**
من تروا الشظیہ وقول ورحمہم اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی مکرورہ
 بسبب اسکے کہ او میں ترک تعلیم ہو اور تحقیق اس سے نہی اراد ہوئی ہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 انتہی سیطرہ تمام فتہ کی کتابوں میں مکروہ لکھا ہے اور خود ترمذی اور ابن ماجہ اس حدیث میں کو با
 اگر اہیت صلوۃ میں لکھا ہے کہ معلوم ہوا کہ می نہیں کہ نزدیک بھی ان **ہ** اضعین نماز مکروہ ہے البتہ
 اگر حنفیہ بلکہ اہیت نماز مکروہ درست کہتے تو احتیاط کے منافی تھا اسطرح مقبرہ اور راستہ اور حمام
 میں جمہور کے نزدیک نماز سادہ نہیں ہوتی بلکہ مکروہ ہوتی ہے علاوہ اسکے یہ جاہل ضعیف ہوں یا پھر
 ترمذی نے کہا ہے حدیث ابن عمر **کلمہ لکروہ لکروہ** **الاکلمہ لکروہ** **وقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم** **من تروا الشظیہ**
من تروا الشظیہ یعنی حدیث ابن عمر کی اسناد قوی نہیں اور تحقیق زید بن جابر میں کلام لکھا
 باعتبار حافظہ ان کے کہ انتہی پس اول تو معترض صاحب کو اسکی صحت پر نہ چانی جاسیے شی اور پھر
 یہ کھانا مناسب کہ نہی اس میں کوئی ہے اور پھر مذہب امام صاحب کا کہ باکراہیت اور مکروہ نزدیک جائز ہے

مستوفی
 مصنف
 مصنف
 مصنف

بانیہ معترض صاحب نے سبکو بالای طاق رکھ کر اپنے دل کا بجا خوب نکالا چھوٹا منہ بڑی بات دخل
 و معقولانیت نے تو طیار و عقل و فہم یہ کچھ ضعیف حدیث کو بھی محبت گردانکر اپنی جہالت ظاہر
 کرتے ہیں یہ سب کچھ فوج و زنا انصافی کی لائے ہی کی بدولت حاصل ہوئی ہے ہر خس و خوار کہ درہ
 نمودی اور ہ آخری با صاحب این ہر کہ وردہ تست + **قال** اور اپنے مخالف مقلدین ایسے حدیث
 چلنے والے کو بیسیہ چین کہ حدیث پر چلنے والے فقہ کی کتابوں کے مسائل کو بجا جانتے ہیں بلکہ بعض کو
 انکو مردود بھی کہتے ہیں **انما اقول** ان مخالف کو معترض صاحب نے حنفیہ کی طرف کیوں نسبت کیا جو
 مردود مسائل لکھتا ہے جو مکر وہ کیا کریں عادت پڑی کہ جمع ثنی ہے ہر خوی بدو طبیعہ کی نہشت
 نزد جز بوقت مکرر دست + **قال** مسئلہ اول دوم کہ ایک مردود مسئلہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والا
 نزدیک ہے جو کہ تاریخ اختلافین لکھا **انما اقول** یہ دونوں مسئلہ محض بی اصل ہیں ہرگز قابل
 اعتبار نہیں چنانچہ نو اب صاحب میر جھوٹا حنفیہ قول کو معترض صاحب کا لوحی من السماء بھتے ہیں
 اپنی کتابت ثقت اللہ تبارک میں لکھتے ہیں یہ حکایت جب کا خلاصہ تہ نہونا کلام کشمیر و غلام کا شرع ہو کر
 محض بی اصل ہے اسلئے کہ علی الاطلاق عدم اعتبار ان کے اقوال کا محتاج بیان لیلہ تو اور مخالف
 قواعد شرع اصل قصہ صحیح اگر معلوم ہو اور جوہ من علی ہر چون تو کچھ کہا جاوے **و مثل الكتاب**
یستعمل فی وضع الادلہ کوئی کام سوای عیب چینی اگر نہ نہیں **و شہد فی طبعہ** لکھتے ہیں
قال مسئلہ سوم اور ایک مردود مسئلہ حنفیہ کی حدیث پر چلنے والے کو بھتے نزدیک ہے جو کہ حیا العلوم میں
 لکھا **انما اقول** یہ حکایت بلا سند قابل محبت نہیں حیا العلوم میں تو بعضی موضوع چہیز
 بھی لکھی ہیں اور یہ تو فقط قصہ ہی علاوہ اسکے معترض صاحب نے کوئی حدیث بھی تو اسکے مخالفین
 لکھی اور حنفیہ کی طرف یہ جواب ہے کہ اونکا اس پر عمل نہیں **قال** مسئلہ چہارم اور ایک مردود مسئلہ
 حنفیہ کا حدیث پر چلنے والے کو بھتے نزدیک ہے جو کہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا **انما اقول**
 جواب اسکا مسئلہ سبب و دوم کے جواب میں ہو جو ہر **قال** مسئلہ پنجم اور ایک مردود مسئلہ
 حنفیہ کا حدیث پر چلنے والے کو بھتے نزدیک ہے جو کہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا **انما اقول**

حنفیہ کی طرف کیوں نسبت کیا جو
 مردود مسائل لکھتا ہے جو مکر وہ کیا کریں
 عادت پڑی کہ جمع ثنی ہے ہر خوی بدو طبیعہ
 کی نہشت نزد جز بوقت مکرر دست
 مسئلہ اول دوم کہ ایک مردود مسئلہ حنفیہ کا
 حدیث پر چلنے والا

کفر
یکصد و یازدهم

اقول قاضی خان نے یہ صورت امام ابو یوسف سے نقل کی ہے اس حنفیہ کا عمل نہیں چنانچہ قاضی خان
 میں اس سے پہلے یہ عبارت موجود ہے **اِذَا صَبَا لَطَائِفُ فِي الْقَدْرِ مَكَانَ الْخَلْ خَلْ طَائِفًا فَالْخَلْ**
يَطْفُرُ الْبَلَا وَكَأَنَّهُ يَرَى عَيْنَ ابْنِ يُوْسُفَ اَنَّهُ يُعْلَى ثَلَاثًا لَا يُؤْخَذُ بِهِ لَكَا الْخُطْبَةُ اِذَا طُفِعَتْ
فِي الْخَلْ طَائِفًا لَكَا یعنی جس وقت بچا نوا لاندھی میں سرکہ کی جگہ شراب غلیظ ڈال دے پس سب بھی
 پاک نہیں ہوگا اور وہ جو امام ابو یوسف سے روایت ہو کہ وہ کو تین بار جو شرب یا جا سوود قابل اعتبار
 نہیں اس طرح کہوں جب شراب میں بکائے جائیں کبھی پاک نہیں ہوگا انتہی اس عبارت مسام ہوتا ہے کہ
 امام ابو یوسف نے قول پر فتویٰ نہیں دیا اور اگر معترض صاحب امام ابو یوسف پر اعتراض ہو تو محض بجا ہی
 اس لیے کہ کوئی حدیث اسکی حرمت پر دال نہیں اور اگر کسی حدیث میں بھی وارد ہو تو وہ نہ ہی نبی ہی چنانچہ
 مسئلہ ابست دوم کے جواب میں گذر چکا اور اسی مسئلہ پنجم میں جو تیسری صورت ہے اس کے پاک ہونے میں
 ٹچمشہ نہیں تمام نجاسات اس طرح دھوئے پاک ہو جاتی ہیں **قال** مسئلہ ششم و ہفتم کہ ایک مرد
 مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والوں کے نزدیک ہے جو کہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے **اقول**
 اس کا جواب بھی مسئلہ ابست دوم کے جواب میں مذکور ہے اور جو **اب** مسئلہ ہشتم کا نام مسئلہ دوازدہم ہے
 اگر کہ بعض حنفیہ کا عمل نہیں تو معترض صاحب کو مشکل ٹرگی اس لیے کہ کسی حدیث کی مخالفت ان مسائل میں
 معترض صاحب ثابت نہیں کر سکتے اس لیے وجہ فقط زبانی حسن خیر پر اکتفا کی ہے **قولہ** مسئلہ سیزدہم الخ
اقول حنفیہ کے نزدیک یہ مسئلہ ہفتی بہ نہیں بلکہ سید صاحبین کے قول پر فتویٰ ہے اور امام صاحبین
 سے سالہ سوم کے جواب میں گذر چکا بلکہ ابن ہاشم امام صاحب کے قول کو فتویٰ کہا ہے وہاں کہ
 خوب تفصیل موجود ہے ملاحظہ فرمائیے **قولہ** مسئلہ چہارم الخ **اقول** اسکی بحث مسئلہ چہارم کے جواب میں
 مفصل مذکور ہے **قولہ** مسئلہ پانزدہم **اقول** اگر حنفیہ پر اعتراض ہو تو اوں کا عمل سپر نہیں بلکہ
 صاحبین کے قول پر فتویٰ ہے اور اگر امام صاحب پر اعتراض ہو تو جواب لکھا مسئلہ ششم کے جواب
 میں گذر چکا **قولہ** مسئلہ شانزدہم الخ **اقول** اسکی بحث مسئلہ پنجم غالیہ بارہویں کے جواب میں
 قرار اقصیٰ مذکور ہے **قولہ** مسئلہ ہفتم الخ **اقول** جواب لکھا مسئلہ دوازدہم کے جواب میں خوب

مفصل موجود ہے **قولہ سلسلہ سیدہ ام المومنین** خفصیہ کے نزدیک بہر طلق عمل نہیں بلکہ عام فقہ کی کتابوں
 میں و باغت سے جلد خیر اور آدمی کو مستثنیٰ کر دیا ہے اور امام ابو یوسف کی طرف سے یہ جواب ہے کہ کسی حدیث کے
 یہ سلسلہ مخالف نہیں بلکہ حضرات ظاہر کیونکہ اس سلسلہ میں کچھ بھی چون و چرا کرنا نہیں چاہیے اس لیے کہ حدیث
 میں جو الفاظ ہیں اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ کسی کا جو بیڑا ہو و باغت پاک ہو جائے اور کہیں حدیث میں
 کسی چیز کی تخصیص بھی نہیں پائی جاتی ہے **قولہ** **عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ**
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا دُعِيَ الْإِهَابُ فَقَدْ طَهَّرَ یعنی ابن عباس سے
 روایت ہے کہ انھوں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جب چڑھو و باغت یا جائے تو
 تحقیق وہ پاک ہو جائے اور ترمذی میں ہے **إِنَّمَا الْإِهَابُ طَهَّرَ** یعنی جو چڑھو و باغت یا جائے گا
 تو تحقیق وہ پاک ہو جائے گا اتنی اور اس حدیث کو ترمذی نے صحیح کہا ہے جس خطیبہ تو امام ابو یوسف کو اس
 حدیث کا یہ جواب ہے کہ قرآن میں **وَلَكُمْ حُزْنٌ يَوْمَئِذٍ وَنُكَاسٌ** آیا ہے اس سے تخصیص کر لیا جائے گی
 جو کہ ضعیف ہے مگر خیر ہے کہ ہم نہیں اور امام ابو یوسف مرجع اس کا حکم لیتے ہیں اور حدیث میں عمومیت تو موجود
 ہے اور کسی حدیث میں تخصیص نہیں پائی جاتی ہے امام ابو یوسف پر تو اعتراض محض ہے ظاہر یہ کہ مشکل
 ہے کہ ان کیونکہ وہ کہتا ہے کہ کیا جب خدا صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے معنی نہیں سمجھتے تھے جواب ہے کہ حال میں
 و باغت کے حکم ہمارے کا دیا یہاں پہلے کا برض و ہو کہ عرض صاحب بھی خیر کی طرف نہیں پھرتے
 اور آیت حدیث کی تخصیص کے بلکہ قاعدہ کلی و کتابی سے کہ امام ابو یوسف جو حکم کی طرف نہیں پھرتے
 ہیں اس کا جواب عرض صاحب کو کسی حدیث سے نیکے ذرا سوچیں اور اگر ابن میں منہ دال کو کہیں کہیں
 سو فیہ پرچہ عوامی حدیث دانی کس پر چٹا پانی سے عاشق ہوئے ہیں یا کہ ہم کس میں پرچہ جزا ہمارا
 کوئی سامان ہی نہیں **قولہ** **نور دہم** سلسلہ بست و دوم **قولہ** **سلسلہ** یہ سلسلہ کسی حدیث کے
 مخالف نہیں ہے بلکہ عرض ہے **قولہ** **سلسلہ** بست و سوم **قولہ** **سلسلہ** بست و سوم اور ششم کے
 جواب میں مذکور **قولہ** **سلسلہ** بست و چہارم **قولہ** **سلسلہ** بست و چہارم کسی حدیث کے مخالف نہیں ہے
سلسلہ بست و چہارم **قولہ** **سلسلہ** بست و چہارم **قولہ** **سلسلہ** بست و چہارم **قولہ** **سلسلہ** بست و چہارم

۴۰
 سلسلہ بست و چہارم
 سلسلہ بست و چہارم
 سلسلہ بست و چہارم

جواب میں تفصیل کی موجود ہے قولہ سبب و مفتخر الخ **اقول** سمین تو اس کے اسبت موجود ہے
 اس کے زیادہ کسی حدیث سے ثابت نہیں ہوتا قولہ سبب ہشتم الخ **اقول** یہ سبب بھی کسی حدیث
 کے مخالف نہیں **قال** مسلمہ سبب و نعم اور ایک دو دوسلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والوں کے نزدیک
 یہ ہے جو کہ روالحمی شرح دارالمنار میں لکھا ہے الخ **اقول** حالت اضطرار میں جب خوف جان ہوتا ہو
 تو حرام ہو کر گناہ زبان کا کفر بھی کہنا جائز ہے اس بطرح جو دوا حرام ہو اگر اوپر میں شفا مخصوص ہو اور کوئی
 ابقای جانے کے واسطے دوا میسر نہ ہو تو اس وقت اس کا استعمال کسی حدیث کے مخالف نہ ہو گا مگر یہ صورت
 فرضی عدم الوجود ہی اس واسطے لفظ فیہ کو شفا پر مقدم کیا ہے جس سے حصر ثابت ہوتا ہے علاوہ اسکے بول
 مراد بول انسانی لینا کیا ضروری ہے بلکہ پیشاب و نسا اور کبریٰ کا بھی ہو سکتا ہے گو حنفیہ کے نزدیک بلا ضرورت
 اس پیشاب کا استعمال بھی درست نہیں کیونکہ وہ حدیث عینین اور حدیث بول مائیں کل مجمل ہے
 حدیث استندھو عن البول سے جس کو حاکم نے ابو ہریرہ رضی روایت کیا ہے منسوخ کہتے ہیں گناہ پر
 نزدیک ہے پیشاب منسوخ نہیں ان کو تو اعتراض ہے کہ کسی صورت میں نہیں ہو سکتا خود مترض صاحب نے
 سبب پنجاہ و ششمین حدیث عینین بخاری اور ترمذی سے نقل کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بلا ضرورت
 بھی ان کے نزدیک ان کا پیشاب پیدا دوا کے لیے جائز ہے یہ عجیب معاملہ ہے کہ اپنے معمولات اعتراض اور
 دوسروں پر اعتراض **الاندھون** شرم کا کچھ بھی اثر نہیں ہے اعتراض اور فہرہ اپنی خبر نہیں ہے
 چنانچہ ارفطی اور سنن امام احمد میں ہے عن البراء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 لا باس ببول مائیں کل جماعۃ یعنی برابر بن عازب روایت ہو کہ انھوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے نہیں مضایقہ ہے پیشاب و سچہ کا کہ کھایا جا گوشت اس کا انتہی اور جابر رضی اللہ
 عنہ میں ہر ماہ کل کچھ فلا باس بولہ یعنی جس شے کا گوشت کھایا جاوے پس میں کچھ مضایقہ نہ
 ہے پیشاب میں انتہی اس لیے کہ امام مالک نے امام احمد کے نزدیک انٹ اور کبریٰ کا پیشاب یک بار اور جمہور نزدیک
 یہ حدیث اسی حدیث مذکور کے منسوخ ہے پس مترض صاحب کا اعتراض غلط اور بلی اسل ہو گیا
 کہ کوئی حدیث لکھتے ہیں کہ کوئی آیت فقط اپنی زبان کو وقوع میں کافی سمجھتے ہیں اس کا کیا ہوتا ہے

میں نہیں سمجھتا ہوں

۲۰

باب اول منقول کے لاکھ تین تین کرو اور آپ اپنے منہ بیان ٹھونچو ہم کیا باتیں کہتے بلکہ تم کو معلوم کیا جانیگا
 یا وہ کو یوں ہی نہ باتوں کا رخ کرے کوئی نصیحت نہ کیونکہ یہ جھوٹ کہتے ہیں سب کی تسکین میں غلٹ ہے اور یہ مکر و عیتر
 انہو بکا مرض میں ہیں انکے ہم گین **قولہ** سہ سہ امی **اقول** رد المیہ میں لکھا ہے کہ ذکرہ المفسر الکبیر
 فی تفسیر سورۃ المؤمنین یعنی اس قول کو امام فخر الدین رازی نے تفسیر سورۃ مؤمنین میں لکھا ہے انتہی
 اس عبارت بعد لکھا ہے قلت ومفادہ انہا افضل من الایمان یعنی میں کہتا ہوں کہ عباد کا
 یہ ہر کہ امت اقتدار سے افضل کی انتہی **حاصل کلام** یہ ہے کہ یہ قول کسی حنفی یا شافعی کا تو نہیں معلوم
 ہوتا غالباً کسی غیر قلد غلام یہ کہ قول ہو گا کہ نقل اس کے کچھ حنفیہ پر اسکا قابل ہونا لازماً نہیں بلکہ انفسیہ
 نزدیک کلام کی قرارت کافی ہوا و قرارت خلف الامام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹے جبر کا ہوا و قرارت
 کے نزدیک مقتدی کو قرارت واجب ہو کر لکھا ہے **علاوہ** اس کے اگر کوئی بنظر احتیاط امامت کرے تو
 کوئی مضائقہ بھی نہیں مگر خصوصاً سب نے سائل مسائل نقل کر لیے اور کوئی وہ طعن کی غلام نہیں سب کو
 زیادہ تحقیق کرنی ضرور نہیں فقط اتنا کہ دنیا کافی ہے کہ یہ مسائل کسی حدیث کے مخالف نہیں ہیں انکے
 فعلیہ البیان اور پھر مگر خصوصاً سب یہ کہ انکا اس قسم کے مسائل شمار میں محض غلط ہی جن مسائل
 تمام عمر میں کمال انفسانی اور تلاش و استعانت غیر قلد ہیں جیسے کچھ وہ نحو نے لکھے ہیں اسی کوئی
 علم و فہم کی سب قلمی کھل گئی یا لوگوں کی مدد صاحب تصنیف بن بیٹھے اور دو چار جہان میں پڑھکا ہوا ہے
 ہو اور جہاد و پانسا کا دم بھرنے لگے کہ اپون یافت روزی خواہش ادا و سلیمان پڑا ہی
 مورنگل سیا سختی وان باشد **قال** انہ لکھتے غلط نام غم کے قلد حدیث پر چلیں و انکو یہ کہتے ہیں
 کہ کتاب ہدایہ ہمارا مذہب کی بڑی قبول و رجحان ہے نہ ارا علیا اور ہر بے شک کے عمل کیے جاتے ہیں اور
 روایات پر فتویٰ یہ چلے جاتے ہیں اور انکا اسکے کسی مسئلہ پر بھی کسی شخص نے حرج و مرج نہیں کیا ہے
 لیکن حدیث پر چلیں و انکو نہیں مانتے ہیں اور اسکی اکثر حدیثوں کو ضعیف اور بعض کو مردود اور جائز
 بتلاتے ہیں سو جواب ہے کہ علماء ائمہ حقین میں سے کتاب ہدایہ کو کوئی بھی مقبول نہیں سمجھتا اور نہ اس کے سب
 مسائل کو یوں شخص عمل کرنا صحیح جانتا ہوا ہے نہ وہ ضعیف کو مکتوب قبول بھی کہتے ہیں ان کے نام لکھ

۲۰
 باب اول
 جبر و اختیار
 مفادہ

کشف الیقین

عمل کرنا بھی صحیح جانتے ہیں **اقول** معترض صاحب کو جب اعتراض ہو چکا کہ ان حدیث کی نسبت علامہ عینی
یوں کہتے کہ یہ سنی کسی حدیث کا ثابت نہیں ہوتا اور بخون تو فقط الغلو کی نفی کی جی کہ یہ حدیث ان لغویوں کا
نہیں یا دئی گئی اس میں کچھ حاجت نہیں کیونکہ روایت بالمعنی جو جمہور محدثین مان کر رکھتے ہیں گو امام صاحب کے
نزدیک جائز نہیں ہو فقط اعتراض اس قدر ہو گا کہ صنعت یہاں امام صاحب کی تقلید کی سوا کسی خفیہ
قائل نہیں بہت سائل ایسے ہیں کہ امام صاحب کی وہ تقلید نہیں کرتے بلکہ جو قول مفتی بہ ہوا وہ سب سب
اُترتے ہیں وہ صاحبین کے طور پر ہوں خواہ طرفین کے خواہ شیخین کے **قولہ** حدیث والی الخ **اقول**
عینی بن لکھا یہ ہذا الحدیث ہذا اللفظ لہم یخرجہ أحدنا أخرجه أبو داود وخبرہ
اللفظ لا یمضی لمن لہم یدکر اسو اللہ علیہ یمنی اس حدیث کو ان لغویوں کے کسی نہیں بیان کیا
بلکہ ابوداؤد وغیرہ نے جو روایت کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں کہ نہیں ہوتا اور شخص کا جو اللہ کو
انتہی آپ ہم بوجھتے ہیں دونوں کے سنو نہیں کیا فرق ہے بلکہ معنی تو ایک ہیں البتہ الفاظ کا فرق ہے مجرب اسے لیا
کہ تمام حدیثیں روایت بالمعنی جائز رکھیں اور صاحب اب یہ کہ روایت بالمعنی جائز نہ ہو فیض اب ہر تلامذہ علی قاری
شرح مسند امام کے خطبہ میں لکھتے ہیں حاصلہ انہ کہ یجوز الروایۃ بالمعنی ولو کان مراد وفاقا
للمعنی خلافا لاجمہ من المحدثین قالہم یجوز الروایۃ بالمعنی لاسیما عند نسیان المعنی
یعنی حاصل یہ کہ امام صاحب نے روایت بالمعنی جائز نہیں کہتے اگرچہ وہ ہم معنی اصل کے ہو برخلاف جمہور محدثین
بہت تحقیق اور بخون جائز رکھا ہے روایت بالمعنی کو خصوصاً وقت بحوالہ اصل کے انتہی جس کے محاذین
نزدیک مطلقاً روایت بالمعنی جائز نہ تھا کہ اس وقت میں کہ جب اصل حدیث یاد نہ ہو تو روایت بالمعنی جائز
تھی محدث بھی اسکا نزدیک کیا پھر اگر صاحب ایسے روایت بالمعنی کی تو کوئی ناقص تصور نہ تھا تمام احادیث کی کوئی
روایت بالمعنی موجود ہے ورنہ ایک قصید میں ابو یوسف کے الفاظ مختلف ہیں حال انکہ حجۃ الوداع وغیرہ کی تکرار
دیکھو کیسے مختلف الفاظ سے موجود ہیں آپ ایسی ہر ہر معترض صاحب کو بوجھتے کہ نہ یہ دیکھو چھاپا
اور دوسرے پر لازم لکھو **مسئلہ** او کا زب کہ فرم فرادھیان بات جو مسلمان ہیں کہ ہیں ایمان بات
ہر ہر طریقہ اسکا تو دنیا میں نہ ہو گا کوئی بلکہ سمجھاؤ یہ سنا نہیں تو کیا بات **قولہ** حدیث دوم الی آخر

اقول یعنی میں نے روایات سے کہ ہذا الحدیث بهذا اللفظ والذی ذکرہ وہو ما قالہ اللہ علیہ
 وسلم فی سنۃ عذائہ علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یخلوا اصابعکم
 ولا یخلوا اللہ بالکرم فی القیامۃ واخرجہ الطبرانی عن حدیث وائل بن حجر
 عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من لم یخل اصابعہ بالمال لم یخل اللہ بالمال
 یوم القیامۃ وفي الباب عن القیظ بن حمزہ وابن عباس قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 عثمان وعبد اللہ بن مسعود یعنی نہیں ہیں یہی حدیث ان الفاظ سے اور وہ جو وارد ہو
 یہ وہ ہے کہ جسکو درقطنی نے سن ابنی بن ابی ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ انور یا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم ظلال کا وہ ٹکڑا کہ ابی کانینہ ظلال کرے گا اور نہیں ان کے ساتھ کہ کے در قیامت کو اور روایت کیا
 اسکو طبرانی نے حدیث وائل بن حجر سے کہ انور یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ظلال کرے گا
 او ٹکڑا کہ ابی کانینہ کے ساتھ پانی کے تو ظلال کرے گا اللہ تعالیٰ ونگا ساتھ آگ کے دن قیامت کو اور اس
 باب میں حدیث القیظ بن حمزہ اور ابن عباس اور ربع بنت حمزہ اور عثمان اور عبد اللہ بن مسعود سے
 بھی روایات ہیں انتہی اسطرح ان دونوں میں کو الفاظ کا کچھ فرق ہے مگر مطلب دونوں کا ایک ہے ہر شخص
 نے دھوکا دینے کو عینی کی پوری عبارت نقل نہیں کی وہ کیا دیانت و امانت ہے آخر فریب اور
 دھوکا کی بات کھل گئی ہے گرش نہفتہ کنی در بیان صدیکہ و خرد و زور شاہ کہ کہ کافور ست
قولہ حدیث سوم **اقول** یعنی میں نے ہذا الحدیث بهذا اللفظ لہذا لہذا لہذا لہذا
 ولکہ الامۃ الشیخۃ اخرجوا فیہا منہ وکیفہم من حدیث مسروق عن عائشہ
 رضی اللہ عنہا قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحییٰ النکاح فی کل شیء یخشی
 فی طہرہا وتغلبہ وترجلہ وشاہدہ کلہ وراہ البکاء ووسلہ والنسائی وابن ابی
 فی الطہارۃ وابن ابی اود فی البکاء والزیدی فی الصلوٰۃ والکافہم متفقان واخرجہ
 ابن حبان ولفظہ کان یحییٰ النکاح فی کل شیء فی وضوہ وکفہ فی الترجیل و
 الا یشال یعنی اس حدیث کو ان الفاظ سے کہی روایت نہیں کیا ہے لیکن مجہون مامون نے اپنی

۲
 منہج
 ۲

جابر جبکہ وہ شریک دامت ذکر کر رہا ہے متعلق اس سے جو سکواؤ سے روایت کیا ہوا منظور کیا جائے
 نہوجا اور دلائل کو چھوڑنے سے مختلف نہوتی قولہ شاذیہم **اقول** کہا علامہ عینی نے
 ھذا الحدیث بهذا اللفظ غریباً إنما رواه أبو داود والترمذی عن حذیفہ بن عساکر
 رضی اللہ عنہما ولفظہ ان الوضوء لا یجوز الا علی من تائم مصطحاً فانہ اذا اصرط جمع
 استرخت مفاصلہ ورواہ احمد فی مسندہ والطبرانی فی معجمہ وابن ابی شیبہ
 فی مصنفہ والذرقطنی فی سننہ ورواہ البیہقی فی سننہ ولفظہ لا یجوز الوضوء
 علی من تائم مالم یاصحح لیس فیہ یصح جذبہ فانہ اذا اصرط جمع استرخت
 مفاصلہ یعنی یہ حدیث ان الفاظ سے غریب ہو بلکہ بوداؤد اور ترمذی حدیث ابن عباس سے روایت
 کی ہوا اسکے الفاظ یہ ہیں کہ وضو نہیں جائز مگر اس شخص پر جو سو لیٹ کر ایسے کرے کہ وہ لیٹ جاوے گا تو
 جوڑاؤسکے ٹھیلے ہو جائیگا اور روایت کیا اسکو امام احمد سنن ابی یوسف اور طبرانی نے معجم ابی یوسف میں اور
 ابن ابی شیبہ نے مصنف ابی یوسف میں اور الذرقطنی نے سنن ابی یوسف میں اور روایت کیا اسکو بیہقی نے سنن ابی یوسف میں
 اور لفظ اوسکے یہ ہیں کہ وضو واجب نہیں اس شخص پر جو ٹھیکہ کھڑے ہو یا سجدہ میں سو جاوے یا تنکے
 کے پہلو پر یا کہ سو لیٹ جاتا ہو جوڑاؤسکے ٹھیلے ہونے میں اتنی پس منہی صاحب طبع نے بعینہ معنی حدیث کے دئے
 ہیں کہ جو فرق نہیں لگا کر کسی قوم کے لیے نہ ہو جو جاتا ہو دونوں طوائف کے قبائلی بہت حد تک حدیث شریف کا
 سمجھنا بہت مشکل ہے **ترجمہ** نہ نماز موزوں ہزار کی صورت + بغیر فقہ نہیں اعتبار کی صورت +
قولہ حدیث شاذیہم **اقول** کہا علامہ عینی نے لحدیث کما حدیث الشرح اصل هذا الحدیث
 وإنما قال الأثری وتبعه الأکمل دلیل کافی عن ابن عباس وجابر بن عبد اللہ
 عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم أنه قال إنما وضوءان فی الجنابة وفلان فی الوضوء
 ولفظہ الاکمل سنن فی الوضوء وقال الشریح واما قول صاحب الھدایہ
 بدلیل قولہ علیہ السلام انھما وضوءان فی الجنابة وسنن فی الوضوء فلا
 نعرف قلت روی الذرقطنی عن البیہقی فی سننہ ما یقارب لک من حدیث بركة

ابن عمر بن الخطاب عن يوسف بن اسباط عن سفیان عن خالد بن الحارث عن
ابن سیرین عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المضمضة
والاستنشاق للحب ثلثا ورضضة وركاه الحاكم في المستند له ولفظ الحاكم
جعل رسول الله صلى الله عليه وسلم المضمضة والاستنشاق للحب ثلثا ورضضة
وقال ابوه في رواه الثقات عن سفیان الثوري عن خالد بن الحارث عن ابن سیرین
مسنداً وقال القسیر تقي الدين بن الاعلم وقد مر في هذا الحديث موضعان
عند حديث بركة يعني نہیں کہ کسی شریعہ پر اسے اصل اس حدیث کی مان تارزی اور اس نے
کہا ہے دلیل اس کے جو روایت کی گئی ابن عباس اور جابر بن عبد اللہ رحمہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے لے کر کرنا اور ناک میں ہانی ڈالنا جنابت میں فرض ہے اور وضو میں نفل ہے اور لفظ اکمل کی وضو میں
دوسرے میں اور کہا سرجی نے لیکر قول صاحب ہدایہ کا دلیل قول آنحضرت علیہ السلام کے کہ استنشاق اور
مضمضہ جنابت میں فرض میں اور وضو میں سنت میں پس نہیں جانتے ہم کہتا ہو نہیں کہ وارفتی اور بیعی
ابن سیرین میں اس کے فریق پر یہ ایت کی ہے حدیث بکر بن محمد حبیب سے او نحوں یوسف بن اسباط سے
او نحوں سفیان سے او نحوں نے خالد سے او نحوں نے ابن سیرین سے او نحوں نے ابی ہریرہ سے
لہذا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مضمضہ اور استنشاق جبکہ واسطے وثلث فرض کے ہیں
اور روایت کیا اس کو حاکم نے مستدرکین اور لفظ اس کے یہ ہیں کہ اگر دانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مضمضہ اور استنشاق کو واسطے جبکہ دو نہائی فرض کی اور کہا ابی ہقی نے روایت کیا اس کو ثقات
سفیان ثوری او نحوں نے خالد بن الحارث او نحوں نے ابن سیرین مرسل اور کہا شیخ تقي الدين بن تيمية نے روایت کی گئی
یہ حدیث متصل حوالی حدیث بکر کے انتہی اب ترض صاحب کے مغالطہ اور دھوکہ کو غور کرنا چاہیے کہ فقط
لا تفرقوا الصلوات ذکر کرنا والا کہ مسکا کے چھوڑ گئے جیسے خود حدیث میں غلط ملاحظہ کرتے ہیں اور
حق بات چھپاتے ہیں ایسے ہی دوسرے نیز اتہام دھرتے ہیں فقط سرجی کا قول نقل کر دیا اور علامہ عینی کی
تحقیق چھوڑ گئے اگر سرجی کو یہ حدیث نہیں ملی تو کیا اس سے صاحب ہدایہ پر اعتراض ہو سکتا ہے

بعضوں کی تلاش خاص ہوتی ہے تو انکو بتائیں کہ گناہ دوسرا اور سہرا گناہ کر سیتے ہیں مگر مترض صاحب بھی صنف
امانت اور دیانت ہیں بھرتی ٹرنیکے قابل ہیں ایسی جگہ مترض صاحب باوجودیکہ حدیث اور قرآن میں اتنا
حق پر پڑی وعید و از مرسیا لای طاق رکھ سیتے ہیں امام صاحب و رخصیہ کی بڑائی کو جانتے ہوئے
سج ملا کے بیان کرنا ممکن ہو درج نہیں کرتے اور شروع جواب میں اسطرح ہیں خود لکھتے ہیں عوام کو گمراہ
و افق ہو جاوین اور رخصیہ کے اس حصے کے میں نہ آوین اور خود اس ٹی کی آڑ میں کیا کچھ کل کھلا رہے ہیں
فَاعْتَبِرُوا يَا اُولٰٓئِیْہِ الذِّکْرِ اَلَمْ یَاۤتِکُمُ الرِّسَالُ اَلَا اَنَّ ابْنَ مَآجَہٗ رَوٰکُمْ عَنْ حَدِیْثِ اَبِی قَامَہٗ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمُ اِنَّ الْمَاءَ طَهُوْرٌ لَا یُخْشٰہُ اِلَّا مَا عَلَبَہُ رَجُلٌ وَّ طَعْمَہٗ
کَوْنُہٗ یعنی نہیں ثابت ہوئی یہ حدیث ان الفاظ کے کہ ابن ماجہ اسکو حدیث ابو امامہ روایت کیا ہو کہا فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بانی پاکیزہ نہیں ناپاک کرتی اسکو گویا شوگر و دھیر جو اسکی بو اور رنگ
اور رنگ پر غالب آجائے اتنی جس صاحب اپنے اپنی طرف اس حدیث کو نہیں لکھا ابن ماجہ کی حدیث ایسے
الفاظ بیان کی ہو کہ جس معنی میں بالکل تغیر نہیں ہوا البتہ لفظ تغیر لایا ہے **قولہ** حدیث ہشتم الی آخر
اقول کہ علامہ عینی کہہ چکے کہ اِن کُتِبَ الْحَادِیْثُ الْمَشْهُوْرَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السَّفْثَانِیِّ ذِکْرُہِ
شَرْحِہٖ رَوَاہُ ابُو حَافِظٍ الشَّیْخُ مُحَمَّدٌ بِاسْنَادِہٖ وَلٰکِنْ فِیْہِ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ
وَالسَّلَامُ اِنَّہٗ قَالَ اِلٰی اٰخِرِہٖ وَتَبِعَہُ لَا تَحْمِلُ فِیْ ذٰلِکَ حَيْثُ نَقَلْنَا عَنْ شَرْحِہٖ مَکْذُوْبًا
صَاحِبُ الدَّرَاۤیَۃِ لَکِنَّا اَمَرْنَا عَلَیْہِ السَّلَامُ بِذٰلِکَ فِی رَاۤیَۃِ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ
یعنی نہیں مذکور یہ حدیث کہ ابون شہور حدیث کی میں مگر سفثانی نے اسکو اپنی شرح میں لکھا کہ
ابو علی حافظ سمرقندی نے اسکو مع اسناد روایت کیا ہو لیکن اس میں اس شخص سے روایت ہو کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا انہ اور علامہ اگل نے اس میں اونچا اتباع کیا ہے اسلیئے کہ اسکو اپنی شرح میں

اس طرح نقل کیا ہے اور کہا صاحب اپنے اس طرح حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سامعین کے پاس
 ان رض میں انتہی استغور کرنا چاہیے کہ عرض صاحب نے اول جملہ کو لکھا اور بعد کی عبارت جس میں اوس
 حدیث کا بتا لگنا تھا چھوٹے مصنف نے تو بھلا کسی شبہ موقوف ہی بیان کی تھی حالانکہ مرفوع روایت
 موجود ہے **قولہ** حدیث ہم **اقول** کہا علامہ عینی **قلت** حدیث المغيرة بن شعبه کہ مرویہ
 علیہ الوجود واما قراہ ابن ابی شیبہ فی مصنفہ حدیثنا الحسن بن علی بن الجراح
 عن الحسن بن المغيرة بن شعبه قال رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم قال
 نعماء بن مينا ومصر على خطيبه ووضع يده اليمنى على خفيته ويده اليسرى على خفيته
 الايسر ثم سجدوا على اذانهم مسجدة واحدا حتى كان انظر الى اصابع رسول الله صلى الله عليه وسلم
 عليه وسلم على الخفين يعني من کہا ہوں کہ حدیث مذکور اس طرح نہیں روایت کی گئی بلکہ ابن ابی شیبہ
 مصنف اپنی میں اسکو غیر بن شعبہ یوں روایت کی ہے کہ اوسھوں نے دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کو پیشاب کیا پھر اگر وضو کیا اور دونوں ہوز و تبریح کیا اور اپنے ماتھے کو داسنے ہوز پر رکھا
 اور بائیں کو بائیں وزیر پھر مسح کیا اور پھر مسح کیا گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں طرف اوکھین رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم اور ہوز و مسح انتہی پس جو مطلب احادیث مصنف ابن ابی شیبہ کا فقط مسح کے
 بیان میں تھا اوسکو صاحب اپنے ویسے ہی بیان کیا ہے اور اس محل میں چونکہ اور حدیث کی ضرورت
 نہ تھی اوسکو چھوڑ دیا اسکو محدثین اور فقہاء سب جاسکتے ہیں چنانچہ حدیث چارم کے جواب میں شیخ مسلم
 عبارت نقل کر دی ہے **قولہ** حدیث ہم **اقول** کہا علامہ عینی نے لکھا کہ اصل فی الحدیث
 الصحيح ولكن قال في هذا اللفظ وروى الجماعة السنن في بينهم واللفظ لم يروى من
 حدیث هشام بن عروة عن امرئ بن سنان عن ابن عمر عن جلدته اسماء بنت
 ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان
 احدا ان یصیب نوحا من دم الحيضة كيف یسفر به قال خذته ثم تدحرجه ثم
 تنفضه ثم یصل فیہ و فی رواية اخرى او دحرجه ثم افرصه بالماء ثم یضحيه و فی

وَأَيُّهَا لَمْ يَكُنْ رَأَتْ دَمَا فَلَمْ تَحْضَرْهُ شَيْءٌ مِنَ الْمَاءِ وَكَتَفَهُ مَا مَرُّ نَصْلَةٍ فِيهِ وَكَرَاهَا
 ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي مَصْنُوفِهِ وَكَرَاهَا الْإِمَامُ أَبُو جَعْفَرٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ الْحَكَمِ وَدَعَى
 كِتَابَ الْمَنَاقِبِ وَفِيهَا بَابُهُ حَيْثُ وَأَقْرَبُ بِهِ يَوْمَ الْمَاءِ وَأَغْسَلِيهِ وَصَلَّى عَلَيْهِ وَرَضِيَهُ بِاللَّحْظِ
 یعنی اصل حدیث کی اصل صحیح حدیث میں ہے لیکن اس لفظ سے روایت نہیں کی گئی اور روایت کیا ہے
 ایہ سننے والے اپنی کتابوں میں اور الفاظ مسلم کے یہ ہیں حدیث ہذا ساری حدیث ہو کر رکھنے کے کہا اور انھوں نے
 آئی ایک عورت طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس عرض کیا کہ ہم میں سے کسی کے گھر پر خون جھڑکا
 لگ جاتا ہے کیا کرے فرمایا اوسکو گھر پر ڈالے پھر پھر اوسکو دھو ڈالے پھر اوس کو غار پر ڈالے اور ایک روایت
 ابو داؤد میں ہے کہ اوسکو گھر پر بانی سے مل اوسکو پھر دھو اوسکو اور ایک روایت میں ابو داؤد کی ہے کہ اگر
 خون کیچے پھر سچا دیکھ کہ کچھ بانی سے اوسکو ملے اور چاہیے کہ دھو اوسکو جب تک انرا اوسکا معلوم نہ ہو
 غار پر ڈالے اوس اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ مصنف ابی ہریرہ اور روایت کیا اسکو امام ابو محمد نے
 کتاب منقی میں اور ابی ہریرہ روایت میں ہے کہ چیل تو اوسکو اور مل تو اوسکو بانی سے مل دھو تو اوسکو اور غار پر
 اوس اور اوس پر بانی چھڑک دینا جس پر غور کیجئے کہ صاحب ہر اسے وہی مضمون ہمیں ادا کیا ہے مگر مختصر
 صاحب فقط ایک ہی تذکرہ التفارک کے باقی کو چھوڑ گئے **قولہ** حدیث باز دہم **اقول** کہا علما
 علیٰ ہذا الحدیث بهذا اللفظ غریب وقال ابن الجوزی فی تحقیق الحقیقہ والحقیقہ
 یحییٰ علی نجاسة المتی بحديث روى عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال العائشة
 اغسلين ان كان رطباً واقرنيه ان كان يابساً قال وهذا حديث لا يروى عن عائشة
 نحو من حديث عائشة قلت عدم المعرفة منه او من غيره لا يستلزم نفي معرفة
 غيرهما ان اصل الحديث في الصحاح وقد روى مسلم والترمذي عن عائشة من حديث عائشة
 قال كنت اغسل الجنابة من ثوب النبي صلى الله عليه وسلم فيجرب الى الصلوة و
 ان يعم الماء في ثوبه وقالت ايضاً كنت اقرئ النبي من ثوب رسول الله صلى الله
 عليه وسلم فيمضي فيه اخرجه مسلم وابوداؤد وروى الدارقطني والبيهقي عن عائشة

عائشہؓ قال کنت احسن النبی من نوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ کان
 لظلم وافرک اذ کان ناکساً یعنی یہ حدیث ان الفاظ عربیہ اور کہا بن جو زنجی کہ خفیہ محبت کہڑنے
 بن بھی کہا پاک چو پر اوس حدیث سے کہ روایت کیا ہو اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہ
 حدیث نہیں پہچانی جاتی ہو بلکہ مثل اسکے حدیث عائشہ رض سے مروی ہو کہتا ہو نہیں کہ ابن جوزی وغیرہ
 نہ پہچانا اسکو لازم نہیں کہ دوسرا بھی نہ پہچا حال انکہ اصل اس حدیث کی صحاح میں موجود ہو اور مسلم اور
 ترمذی ورنسائی اور ابن ماجہ واربوداؤد نے حدیث عائشہ رض روایت کی ہو کہ میں ناپاکی اور رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے دھویا کرتی تھی پس نماز کو تشریف لیا اور تری کپڑے میں ہوتی اور بھی کہا
 اونھون نے کہ میں بنی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے ملا کرتی تھی پس اس نماز پڑھتے تھے وہ کپڑے
 اسکو مسلم اور ابو داؤد نے اور روایت کیا اور یحییٰ نے عائشہ رض کہ میں بنی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کے کپڑے دھوتی تھی جب تیر ہوتی اور ملا الہی اسکو اگر وہ شک ہوتی انتہی اور علامہ ابن ہمام شیخ الغابری
 اسی مقام لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو دھونیکا حکم دیا ہو اسکو اللہ تعالیٰ مگر ظاہر یہ ہو کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم اسکو جانتے تھے وضو اور سوقت میں جب یہ فعل حضرت عائشہ رض کا مکر رہا اور وجود التفات کر
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرف پائی کہڑے اسنے اور شخص نے حال اوسکے سے اور ظاہر تر اوس
 یہ قول عائشہ رض کا ہو کہ میں ہوتی تھی اسکو کہڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سے پس نماز کیواسے تشریف
 لیا اور اثر پائی کا کپڑے میں ہوتا کیونکہ ظاہر یہ ہو کہ آپکو کپڑے کی تری محسوس ہوتی ہوگی اور یہ سبب التفات کا ہو
 طرف حال ثوب کے اور تفصیل کا خبر اسکی سے اور اسوقت سبب کا ظاہر ہوتا ہو گا اور اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 برقرار رکھا پس وہ کپڑا پاک ہو تا تو آپانی کے تلف کرنے سے بلا ضرورت منع فرمادیتے اسلیکے اسوقت پانی
 اسراف ہو کیونکہ اسراف بلا حاجت پانی کے صرف کو کہتے ہیں اور حضرت عائشہ رض کبھی بلا ضرورت دھونیکا
 تخلیف دینی ہو علاوہ اسکے مسلم میں عائشہ رض روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنی کو دھویا کرنے
 پہ نماز کو تشریف لیا اوسی کپڑے اور میں اثر دھونیکا اوس کپڑے میں دیکھتی تھی پس اگر اسکو حنی حقیقی پر محمول
 کیا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بذات خاص اسکو دھونے تھے تو ظاہر یہ مجاز و معمول ہو بنظرو

۲
 نسخہ خطی
 مسجد مبارک

کہ انھیں صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو اسکا حکم دیا ہو پس آپ کے علم پر تفرع ہوا تھی **قولہ** حدیث ہوا نہ ہم
اقول کہا علامہ **فیہی** کہ اس حدیث کو کسی مرفوع نہیں بیان کیا بلکہ اسکو ابو جعفر محمد بن علی رحمہ
ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں روایت کیا ہے فرمایا او نحوہ نے پاکی زمین کی خشک ہونا اور اسکا ہر اور نم
ابن کثیر اور ابو قتادہ سے روایت کی ہے کہ او نحوہ نے جب خشک ہو جاوے زمین پس پاک ہو جاتی ہے اور
عبدالرزاق نے مصنف اپنی بیان روایت کی ہے کہ ابو قتادہ نے فرمایا خشک ہونا زمین کا پاکی اور اسکی تر کر
اسرار میں ہے کہ یہ حدیث عائشہ رضہ پر موقوف ہے اور محمد بن حنفیہ مسیکہ فقہای تابعین ہیں اور ان سے روا
ٹی گئی ہے کہ او نحوہ حسن اور حسین مجتہدین اور میں نے والد کی حدیث اولیٰ و نون سے زیادہ
چاہتا ہوں اور یہ سب کہ جب صحابہ نے اونکو سب میں سے فتویٰ دینے پر قائم کیا تو وہ مثل ایک صحابی کے بوجہ
نوفی کے ہو چکے کہ کوئی فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ہوا اور آپ نے اوپر سکوت کیا پس
اونسے یہ روایت گئی کہ طہارت زمین کی خشک ہونا اور اسکا ہر اور سوکا اوکے کسی خلاف امر مذہب ہوا
تو اوپر سب کا اجماع ہو گیا خصوصاً او سوقت کہ انکی ہوا وقت ابو جعفر محمد بن علی رضہ اور ابو قتادہ نے اور عائشہ
نے بھی کی ہے اور علاوہ اسکے اصحاب ہمارا اس سلم میں استدلال لائے ہیں اور حدیث سے جسکو ابو داؤد
اور احمد بن محمد بن عبد اللہ بن عمر رضہ سے روایت کیا ہے فرمایا او نحوہ نے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
مسجدین ہو یا کہتے تھے اور میں نو جوان مجرد تھا پس کتے پیشاب کرتے تھے اور آتے جاتے تھے مسجدین
صحابہ اوپر پانی نہیں ڈالتے تھے اور اس حدیث کو ابو بکر بن خزیمہ نے صحیح اپنی میں بھی روایت کیا ہے تھی
اور ابو داؤد نے اس حدیث کو باب طہور الارض اذا تیسبت میں لکھا ہے یعنی اس باب میں وہ حدیث مذکور
جسے ثابت ہوتا ہے کہ زمین خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہے پس اس حدیث کی اس قدر سند پہنچ گئی کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں تقریر ثابت ہوئی اور صحابہ کا بھی اجماع معلوم ہو گیا لہذا صاحب
جو قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ قول ہے حالانکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر سکوت فرمایا اور صحابہ
اجماع پر قول کیا ثابت نہیں گو یہ تقریر حکم میں قول ہی کے ہے اس صاحب بدایہ پر اعتراض نہیں ہو سکتا
اسیے کہ ہو سکتا ہے کہ اوکو ایسی یہ قول ثابت ہو گیا ہو اور شرح کی نظر سے نگاہ رہا ہو یا قول اور تقریر ہونے

نزدیک ایک شیخ ہو ایک دوسرے نے تعبیر کرنا جائز جانتے تھے ان علاوہ اسکے جس سلمہ بن اوضوح نے حجت بیان کی
 وہ سلمہ بلاریہ شامی حدیثوں کا ثابت ہو گیا مترخص صاحب کو مسائل سے غرض ہر اگر کوئی محدثین کی مطلقاً
 کے خلاف کرے تو کہہ چندان عیب نہیں خصوصاً ایسا محقق جسکے احادیث کی تخریج سے معلوم ہو کہ یہ احادیث
 میں وہ ثبات و تراجم کا لکھتے تھے مگر غالباً فقط اپنی یاد پر اعتماد کر کے اس حدیث کو نقل کرتے تھے اس لیے
 بعض الفاظ میں فرق ہو گیا ہر سوا اسکا کچھ مضائقہ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ اور محدثین بھی اسکو جابریہ کہتے ہیں
قولہ حدیث نیز ہم الخ اقول کہا علامہ عینی **وَقَدْ قَرَأْتُ هَذَا الْحَدِيثَ خَرَجَهُ جَمَاعَةُ مُتَرِغِينَ**
الْحَكَايَةِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثٍ وَاحِدٍ مِنْهُمْ هَذَا اللَّفْظُ بِهَذَا الْعِبَارَةِ فَعِبَارَةُ حَدِيثِ
ابْنِ عَبَّاسٍ وَالْوَقْتُ فَمَا بَيْنَ هَذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ وَعِبَارَةُ حَدِيثِ جَابِرٍ مَا بَيْنَ هَذَيْنِ
وَقْتَيْهِمَا وَعِبَارَةُ حَدِيثِ ابْنِ سَعْدٍ وَالْإِنْصَارَى قَالَ جَبْرِئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا بَيْنَ
هَذَيْنِ وَقْتَيْهِمَا صَلَوَةٌ وَعِبَارَةُ حَدِيثِ ابْنِ مَرْثُومَةَ مَا بَيْنَ هَذَيْنِ وَقْتَيْهِمَا وَزَلْفُ
حُكْمِهِمَا فِي حَدِيثِ جَابِرٍ نَبِيٌّ تَحْقِيقُ بَيَانُ هُوَ جَعَلَ اسَ حَدِيثَ كَوَاكِبَ عَمَّا رَوَى عَنْ جَابِرٍ رَوَى كَمَا رَوَى
 حدیث میں یہ لفظ اس عبارت سے نہیں پس عبارت حدیث ابن عباس کی یہ ہے کہ وقت نماز کا درمیان ان دو
 ہر اور عبارت حدیث جابر بن عبد اللہ کی یہ ہے کہ ان دونوں وقتوں کے درمیان میں کل وقت ہر اور عبارت حدیث
 ابوسعود انصاری کی یہ ہے کہ کہا جبرئیل علیہ السلام نے ان دونوں کے درمیان میں وقت نماز کا ہر اور عبارت
 حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ درمیان ان دونوں وقتوں کے وقت ہر دونوں لفظ کل کے جو حدیث جابر بن عبد اللہ
 میں تھا انتہی پس اس عبارت بھی معلوم ہوا کہ فقط لفظ کا فرق برسمیٰ میں کچھ فرق نہیں لیا فرق خود حدیث
 ہی میں موجود ہر اسکو محل اعتراض نہیں رہا احادیث پر اعتراض کرنا یہ کہ راویوں نے الفاظ کو کیوں بدلا آخر
 جبرئیل علیہ السلام تو الفاظ معین خاص ہی فرماتے ہونگے غرض الفاظ میں گفتگو کرنی ناदानو کا حکم
 البتہ قرآن کی آیت کو اگر صاحب ہدایہ اور لفظ سے بیان کر دیتے تو اعتراض جاتا تھا **قولہ حدیث جابر**
اقول کہا علامہ عینی **هَذَا الْحَدِيثُ بِهَذَا اللَّفْظِ غَرِيبٌ لَمْ يَرَوْهُ هَكَذَا وَابْنُ سَعْدٍ رَوَى**
ابْنُ وَادَاعَةَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ نَزَلَ جَبْرِئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاحِدِيْنِي بَوَاقِ الصَّلَاةِ

الْحَدِيثُ وَفِيهِ يُصَلِّيُ أَحْمَدُ حِينَ اسْتَقَى الْأَفْقَ وَرَوَاهُ ابْنُ مُحِبٍّ كَانَ فِي صَحِيحِهِ مَعْنَى بِرَدِّ شَيْءٍ
 اس لفظ سے غریب ہو اسکو روایت نہیں کی گئی بلکہ ابو داؤد نے یہ روایت کی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا جبریل علیہ السلام نازل ہوا اور وقت نماز کی مجھ کو خبر دی انھم اور اس حدیث میں ہے
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے عشا کی جسوقت کہ آد آسمان کا سیاہ ہو جانا اور روایت کیا کہ
 ابن جابر صحیح ابن ابی اثنی قولہ سلسلہ بانزہم انھم **اقول** کہ علامہ عینی نے یہ حدیث اس طرح
 سے وارد نہیں ہوئی اور یہ غریب ہو اور مطہرین ہو کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہو کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر وقت عشا کا وقت طلوع فجر ثانی کے ہو اور عجیب اکثر شراح سے یہ کہ
 وہ اس حدیث سے استدلال لاتے ہیں اور اسکی روایت کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرتے ہیں
 اور یہ اسناد بھی نہیں ہو اور امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں اس مقام پر عجمی کلام بیان کیا کہ
 خلاصہ اسکا یہ ہے کہ کہا او نحو کے مجموع احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ آخر وقت عشا کا طلوع ہونے
 فجر تک ہو اور یہ سنیے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابو موسیٰ اشعری اور ابو سعید خدری روایت کی ہو کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا کی تہائی رات تک تاخیر کی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی ادھی رات تک تاخیر کی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے اسکو بیان کیا کہ دو تہائی رات چلی گئی اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے عشا کو بیان کیا کہ کل رات چلی گئی اور یہ تمام روایتیں صحیح حدیثوں کی ہیں کہ امام طحاوی نے
 اس ثابت ہوا اس سے کہ کل رات وقت عشا ہو لیکن میں نے قویٰ تر وقت شروع عشا ثانی رات تک افضل وقت
 ہو اور جب اس کے نصف شب تک اس سے فضیلت میں کم ہو اور بعد نصف رات کو اس سے بھی کم ہو اثنی
 آجے جاننا چاہیے کہ مترشح صاحب کے مفالطہ کی یہاں سب قسملیٰ کل گئی اور وہ مسائل احادیث صحیحہ
 ثابت ہو گئے بلکہ بہت حدیثیں جو علامہ عینی نے ان مسائل کی تائید میں لکھی ہیں انکو بحسنہ و بختیار
 نقل نہیں کیا ہے اور فقط صاحب ہدایہ کی احادیث کا پتا بتلادیا ہے تاکہ عوام ظاہر یہ دھوکے اور فریب
 نہ آجائیں ورنہ احادیث اور بھی عینی اور فتح القدیر میں موجود ہیں ایسی حدیثوں کا نام نہیں فرق الفاظ ہو

مستعرض صاحب موضوع رکھا ہر اگر موضوع ہو تین نو علامہ عینی اور امام ابن ہمام ضرورتاً تصریح کرتے
قولہ اور حدیثوں صحیحہ کے باطل کیں جن پر سبب سازیاں کرتے ہیں ان کا **اقول** قبول عرض کیا
 سراسر جھوٹا اور ہرستان صریح ہو بلکہ انہوں نے یہاں تک بیانتاری کی ہر کہ الفاظ تک بھی بتلا دیے کہ ان
 الفاظ سے یہ حدیث نہیں آئی اور ضعیف کو ضعیف اور صحیح کو صحیح کہ دیا البتہ مستعرض صاحب مذہب
 دونوں کی تحقیق مخالف ہے مستعرض صاحب مذہب کے خلاف کو خلاف حدیث سمجھتے ہیں اور عرض کیا
 عبارت میں سفر السعادت کی نا تمام لکھ دی اس کے بعد شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں لیکن شرح
 شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ حدیث الجرح و التلافی ان خود وہ تحقیق کا فرمودہ است یعنی شرح علامہ
 ابن ہمام نے اللہ انکو جزای خیر تلافی اوسکی کردی ہر اور تحقیق کے ساتھ کام کیا ہر انتہی اور حصول
 میں لکھتے ہیں **والشیخ ابن الطہار رحمہ اللہ** **قَالَ** **لَمْ يَكُنْ هَذَا لِحَقِّقِ وَتَسْتَكْفِيهِ**
بِالْحَاكِدِ نَيْتِ حَتَّى كَادَ أَنْ يَقَالَ إِنَّ الشَّافِعِيَّ مِنْ أَهْلِ الزَّوْاِي وَأَبُو حَنِيفَةَ مِنْ
أَصْحَابِ الظُّوَاهِرِ یعنی اور شیخ ابن ہمام نے مذہب حنفیہ کو ثابت کیا اور توسک کیا اوسمیں ساتھ
 احادیث کے یہاں تک کہ قریب ہو گیا کہ یوں کہا جائے کہ امام شافعی اہل ای سے ہیں اور امام ابو حنیفہ
 اصحاب ظواہر سے ہیں انتہی اور کلام شریف فقط اتنا معلوم ہوتا ہے کہ بعض حدیثوں کو نہیں ملی
 پھر اسکا کچھ توجہ نہیں ابن جوزی کیسے تحقیق کہلاتے ہیں انکو بہت حدیثیں نہیں ملیں اور فقط اشکل ہی
 انکو موضوع بتلادیا پھر علامہ سیوطی وغیرہ نے کیسا اونکا پیچھا کیا ہر اور ان احادیث کو ثابت
 کر دیا ہر اس سے لازم نہیں آتا کہ صاحب ہدایہ کو بھی ان احادیث کا پتہ نہ لگا ہوا سمجھیں جن میں بزرگا
 دین کی طرف اچھا ہر آخر اور احادیث صحیحہ سے تو متفقین نے ان مسائل کو ثابت کر دیا ہر ہر سال کے
 نبوت سے غرض ہر یوں تو بدگمانی ہر ایک سلسلہ کی نسبت ممکن ہر پھر تو اس سوانحی کی دلالت نہیں
نکاح شکل ہوگا ہر کہ شہسہ ابن ام بلا کی رساند ہر شام بلاہ مخورین کی کہ شامش در دست
 حذر ای باد کش ہمام بلا **قَالَ** اور ایک خالطہ مقلدین ایہ حدیث پر چلنے والو نکو یہ دہیں کہ
 مستند میں چاروں اماموں کے چار مصلح جو کہ اس وقت میں موجود ہیں انکو حدیث پر چلنے والا کوگ بڑت

ع
 صاحب
 تعریف

کہتے ہیں جو اب اسکا ہر طرح ہر پہلو پر یکساں نظر میں چاروں مصلحتوں کے علاوہ علمیہ
 سند آٹھ سو سات چوبیس ہجری بمطابق ۱۰۰۰ھ کے بنائے گئے اور ہرگز نہیں
 نہ تو حکم خدا ناطق ہو اور نہ حکم رسول الخ **اقول** چاروں مصلحتوں کا جائز سمجھنا اور حدیث بدعت کی
 سند لانا محض غلط اور قیاس مع الفارق ہے جب مذہب چاروں مصلحتوں کا اتفاق حق ہے ہر ایک کے مصلے
 کی بدعت ہو سکتے ہیں مان افراط و تفریط اچھی نہیں جس مصلے پر ناز طیار پاؤں شریک ہو جاوے
 انظار اپنے امام کا مکرم ہے چنانچہ راقم الحروف نے مصلحتوں پر ناز بھی ہے البتہ بعض صاحب سنی احادیث
 فرماتے ہیں کہ اگر امام مالک یا شافعی نے نجس پانی سے جو مقدار قلین سے ہو یا کچھ وضو کیا یا بچھنے لگا
 یا جنبی نے فقط بگڑ پیر مسح کیا تو حقیقہ کے نزدیک ایسی صورتوں میں ناز فاسد ہو جاتی ہے مگر یہ محض فہم
 اور تعصب ہی ہے تو فرق ظاہر کیجئے بھی حکم صلوٰۃ اختلف کل برآؤ کا جو کہ برابر ناز پر چلیئے نیز
 البتہ معترض صاحب کا آیت استبدال کرنا کہ خدا تعالیٰ واخذ من مقام ابراہیم مصلے
 فرماتا ہے تو مجوز ایک مصلے کے دوسرے نہ ہونا چاہیے عجیب اجتہاد ہے اگر معاملہ سنجیدہ نہ ہوتا تو قابل تضحیک تھا
 کسی مفسر اور کسی مجتہد کو یہ نہیں جو بھی خاص متعرض صاحب کا حصہ ہی اسوجہ ہم کہتے ہیں کہ عوام
 خصوصاً حضرات ظاہر پر یہ گواہ رہے کسی امام کی تقلید کرنا ضروری حدیث کی تہ کو تو خوب پونچھ لیں
 تھے اب قرآن پر بھی نوبت آئی خدا خیر لکے معترض صاحب نے اجتہاد کیا ہے ایک سلسلہ حکم بھی چھو
 ہر کہ عید کی نماز سوای مقام ابراہیم کے اور جگہ جائز نہیں اور دلیل اس پر یہی آیت مذکورہ ہے جسے
 معترض صاحب نے مصلے کے معنی امام کے مصلے کے لیے مصلے کے معنی عید گاہ کے لیے علاوہ اس
 ایک اور مسئلہ اس آیت سے نکلتا ہے کہ کوئی نماز فرض ہو یا نفل سوای مقام ابراہیم کے کسی جگہ جائز نہیں ہے
 جماعت تو ممکن ہی نہیں جب بہت آدمی ہونگے تو ایک دو ایک دو ایک بڑھ کر جگہ نفل ہو سکتی ہے
 کھڑے ہو کر فرض صاحب قہر میں اس مصلے کے معنی خوب سمجھ لیں اور کہیں ناز پر بھی ہوگی
 وہ نماز معترض صاحب کے نزدیک جائز نہ ہوگی اور پہلے بنا ہونے مصلحتوں نمازین صاحب نے بھی ہر
 صاحب نے اپنے اجتہاد سے ہم ہم کر دین پس اگر جناب اس جگہ کے معنی یہ ہیں امام کا مصلیٰ ایک ہونا چاہیے

اور وہ بھی خاص مقام پر ابھریں جو قنوت اس استنباط کے تمام صحابہ و پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی مخالف
 ہو جائیں گے۔ خود بالحدیث اجتہاد سے ہی کہتے ہیں اور عید گاہ کے معنی مترض صاحب کو نہیں سمجھے تھے
 وہ جسے بتلا دیکے کہ کچھ بھی حضرت ظاہر اپنے اجتہاد کیا تھا اور سکو بہتے فصیح میں اور ادیب ابراہیم
 عمت دراز باد کہ انہم بہت ست و بیضاوی میں ہو و ہوا قرآن استجابتی کی کہ علیہ الصلوٰۃ
 والسلام اخذ بید عمر فقال هذا مقام ابراہیم فقال عمر فلا تخذوا منہ مصل
 فقال ابو عمر یذلل لہ قالہ تغیر الشمس حتی نزلت وقیل الم لا یدہ الہ امر بکعبۃ
 الطواف لما قرأ جابر انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لما فرغ من طوافہ عمد
 الی مقام ابراہیم فصل خلفہ کعبین وقرأوا وخذوا من مقام ابراہیم فصل
 یعنی یہ امر استجابی ہو روایت کی گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کا ہاتھ بکڑا کر فرمایا
 یہ مقام ابراہیم پر کیا ہم عمرؓ نے کیا ہم سکہ نماز کی جگہ نہ کریں فرمایا مجھ کو نہ کہ میں کیا کیا پس قنوت غروب
 نہیں ہوا تھا کہ یہ بیت نازل ہوئی اور بعض نے کہا ہر کہ مراد اس حکم کو کہ عتوں طواف کا ہر سبب
 جو بار بار نے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب طواف فارغ ہوئے تو قصد کیا طواف
 ابراہیم کے پڑوس کو تین بیچھے اوسکے پڑھیں اور آیت فَاِخْذُوا بِرُءُوسِہِیْ اتی پس اس آیت کی شان
 سے معلوم ہوا کہ فقط امر استجابی ہو واجب نہیں اور امام کے مسئلے کے معنی جو مترض صاحب نے لکھے
 ہم ایک تعجب ہیں کہ اس جواب کی کیا ضرورت تھی جو او کو لکھنے اجتہاد سے ہی اعتقاد کر دیا اور اپنے تئیں
 بھی لکھ لیا اور مترض صاحب نے حکمانے کی کہ نا چاہیے بی سوچے انھن کو چکے نہ لکائیے
 من ان لم یقل بکفارہم بکفر کوئی گردی کوئی چہ غلط بظن آدمی بہتر است از وہاب و ابوداؤد و ابوالکونی و غیر
قال وہا یک مغالطہ مقلدین ایدہ حدیث پر چلنے والوں کو یہ کہہ ہیں کہ حدیث پر چلنے والے حدیث
 انسان آسان سلو پر عمل کرتے ہیں شکل پر نہیں چلتے ہیں جو جواب اسکا یہ ہے کہ جو لوگ حدیث کے آسان
 مسئلوں کو چھوڑ کر مشکل مشکل مسائل پر عمل کرتے ہیں وہ بڑے بیوقوف اللہ تعالیٰ کے نافرمان ہیں
اقول مترض صاحب نے کیے کیے کیے مغالطہ دینے شروع کیے اسکا ہم کیا جواب ہیں بھرا سکتے

۴
 بیجاوی
 صفحہ ۳۴۷

کتاب فی التفسیر

کہ وکنو تقلید کی فہمائش کہ دین جناب میں آپ سان سالن تو عمل کیجیے کہ خود را اپنے اجتہاد پر کھادو
نہایتیجیے جو سائل ایسے احادیث اور قرآن سے استنباط کیے ہیں اوکنو اخذ کیجیے اور اپنی راہی سے
کے مطالب کو زیب و زینت نہ کیجیے کہ بھی تہی بھی پر طعنا کیجیے اور کبھی بات بھر عبادت کیجیے جس سے
جسم کو تکلیف ہو اور پر آس کر جائیں اس سنت کو بھی ملحوظ خاطر رکھیے زیادہ آسانی کو نہ ڈھونڈ
ور نہ رفتہ رفتہ تکلیف شرعی بھی آپکو ناگوار ہو لگی ہے تو خاص غیر مکلف ہو جاوے گئے ثانیاً در کھو تقلید
مکلف نہتے ہیں اور غیر مقلد غیر مکلف ہو جا ہیں اسی انتظام کے واسطے غیر مجتہد کو تقلید ضروری ہے کہ
آزادی اور رفع تکلیف کو دکتی رہتی ہو یعنی بحکم القرآن التَّحْقِیْقُ کَاتِبِی بَاتِ کَدِی ہو مانے نہ تا
آئندہ تمکو اختیار ہو **۵** من ایچہ شرط ملاغ ست بانو میگومہ تو خواہ از سفر غم نہ کیے خواہ ملال **۶** قال
اور ایک خالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پہنچنے والوکنو بیہتے ہیں کہ جب قہر لوگ مل میں ہے مثلاً
اور کسی مذہب کے بھی نہیں اور نزدیکی میں روایت ہو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا فرمایا رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ اَنْ یَّکُوْنُ اَمْسِیْ اَوْ قَالَ اَمْسِیْ عَلٰی ضَلٰکَہٗ وَیَدُلُّ اللّٰهَ
عَلٰی الْجَمَاعَۃِ وَمَنْ شَدَّ شَدَّ فِی الشَّکْرِ عَنِ تَحْقِیْقِ السَّنَنِ جَمَعَ کَرِیْا مَتِیْرِ کُوْیَا کَمَا سَجَا
اہلی کے امت محمد و دیگر راہی کے اور ہاتھ اندھکا ہو اور جماعت کے اور جو شخص کہ جدا ہو جماعت سے
تہاؤ الا جاوگیانچ آگ کہ اور ابن ماجہ میں روایت ہوا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثانیاً فرمایا رسول خدا
علیہ وسلم نے اَتَّبِعُوا السَّوَادَ الْعَظِمَ وَانَّہٗ مَنْ شَدَّ شَدَّ فِی الشَّکْرِ عَنِ تَحْقِیْقِ السَّنَنِ بِرِوٰی کَرِیْا
بڑی کی پس تحقیق شان یہ جو تہا ہوا جماعت سے تہاؤ الا جاوگیانچ آگ کے سو جواب کیا ہے کہ حد
یَدُلُّ اللّٰهَ عَلٰی الْجَمَاعَۃِ اَوِ اَتَّبِعُوا السَّوَادَ الْعَظِمَ کَا یَ طَلَبُ نَبِیْنِ کہ جب طرف بہت لوگ ہوں حق
اور ہدایت پڑ ہی لوگ چھوڑیں اور جس طرف تھوڑے ہوں وہ گمراہ ہوتے ہیں کیونکہ اگر ان حدیثوں کے
یہی معنی لیے جاویں تو یہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھ و انھوں نے اللہ منہاب
گمراہ نہیں تھے کہ گمراہ کہ گمراہ بل امین امام حسین کے ساتھ تو صوف بیائی آدمی مع انکو ابن ابی
خادموں کے تھے اور عمر بن سعد کے ساتھ کہ جو امام حسین کے ساتھ تھے تو آیا تھا سوار اور پیادہ بیس

جمہور خلاف ہو اور لیٹ بعد نماز فجر مکان میں بیٹھنے کو مسنون کہتے ہیں اور جمہورات بھی اوس میں
 داخل کرنے کو مسنون کہتے ہیں اور عطابن ابی رباح تابعی جو امام شافعی اور امام بخاری و اکثر محدثین کے
 اسناد میں ہیں اور سب محدثین کو کوماتے میں اوس کے نزدیک اگر عید دن جمعہ کے واقع ہو تو فقط عید کی نماز
 واجب ہوتی ہے اور جمعہ کی اور نہ کی نماز اور واجب نہیں بجا غرض حضرت ابونعیم نزدیک کوئی نماز نہیں اور
 داؤد ظاہری کے نزدیک اگر کہ میں پیشاب کرنا موافق حدیث کا بیوکن کے جائز نہیں مگر پانخانہ
 اوس میں پھر ناجائز جانتے ہیں حالانکہ اربعہ کی طرف کوئی بھی نہیں گیا اس لیے اگر کوئی برتن میں
 پیشاب کرے اور ٹھہرے جو پانی میں ڈال دے وہ بھی جائز کہتے ہیں ایسے قریب پانی کے پیشاب کرے اور
 بہک پانی میں جلا جائے صورت بھی اوس کے نزدیک جائز حالانکہ تینوں صورتیں خلاف اجماع ہیں اور اگر
 دلیل یہ ہے کہ حدیث میں تو پانی کے اندر فقط پیشاب کرنے کی ممانعت آئی ہے اس کے سوا سب صورتیں جائز
 ہوگی اور قیاس کو مطلقاً حرام جانتے ہیں بر خلاف جمہور کے کہ وہ از روی قیاس کے اسی حدیث سے
 استنباط کرتے ہیں کہ جب پیشاب کو منع کیا ہے تو پانخانہ بدرجہ اولیٰ منع ہوگا اور غرض پیشاب کرنے سے
 یہ ہر کہ اوس میں کسی طرح پیشاب واقع ہو پس حضرات ظاہرہ اس صحیحین کے ظاہر لفاظ کو چھوڑ کر قیاس پر
 حدیث ضعیف پر کام لے کر بیٹھے ہیں کہ یہ مذہب اس سلسلہ میں کل کے مخالف ہے پھر کیا
 بعض بعض مسائل سے خلاف جمہور کرنے میں یہ مجتہدین نفوذ باللہ اس حدیث کا مصداق ہو سکتے
 ہیں کوئی جاہل بھی ایسی بات نہیں کہیگا یاں جو لوگ اپنا نام حدیث پر چلنے والا رکھتے ہیں اور اپنے
 منہ آپ بیان مٹھوٹتے ہیں اور محققین اؤنکو حدیث کے خلاف عمل کرنے والا سمجھتے ہیں ایسے لوگ بیشک
 سواد اعظم سے خارج ہیں گو اپنی زبان کچھ کہے جائیں تب معلوم ہوا کہ جمہور کا طریقہ جو ہمیشہ سے
 تقلید ملا آیا ہے اور ہزار ہا عارف اور قطب و راہدال ہر مذہب کے مقلدین ہیں خصوصاً حنفی مذہب
 اسی فقہ کی بدولت ہو گئے اور علمی محققین نے گو بعض مسائل میں بوجہ مجتہد ہونے کے خلاف کیا ہے
 مگر تقلید پہلوئے اقوال کی ضرورت کی اپنی طرف سے نیا طریقہ ایجاد نہیں کیا حضرات ظاہرہ تو وہ نئے
 رنگ دکھائے جسکی سواد اعظم میں کہیں بوباس بھی نہیں ملتی بیشک ایسے لوگ خارج اجماع ہیں ہر برے

محققین اور عارفین کی تقلید پوری چیز ہونی تو ہرگز اختیار نہ کرتے حال آنکہ انہوں نے تقلید کو بجز ضروری نہ بھی یا سہمہ
 ایک دوسری تقلید کرتے چلا آئے اور اپنی رائے کو چندان دخل نہ دیا پھر کجا عوام کا لانا مٹ جکویہ بھی خبر
 نہیں کہ دین کیا چیز ہے مطلقاً نہ پڑھان حضرات ظاہر یہ کہ بدولت اہل کفر نسبت اور محوئے کیا کیا زبانیں
 ٹھولی ہیں اور کیسے لیر ہو گئے اور یوں سمجھتے ہیں کہ غرض حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس رائے
 بعد غدر میں پوری پوری ہوئی کوئی یہ مضمون نہیں سمجھا تھا خدا تعالیٰ نے جیسا کہ نبی آخر الزماں افضل
 الانبیاء کو بھیجا تھا اسبطر یہ حضرات ظاہر یہ عمل بالحدیث میں افضل میں سب اہل مجتہدین کو بعض بعض
 حدیثیں میرزا ہیں اور سب لغو ذبا لہ غلاف حدیث عمل کیا اور اجتہاد صحابہ و تابعین کا سب کا خانہ پورا
 پورا انکے نزدیک مطابق حدیث نہ تھا البتہ پاس سب حدیثیں جمع ہو گئیں فی الواقع حدیث پر حسب ضامی الہی
 عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے سوای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی کو کل احادیث
 پر مبنی کہ انکو میرزا یا جو انکے خیال خام میں میرزا ہوا اور سب میں قصور یا گلو جو بے میلی کے سب خطا
 معاف کر دیا جانیگی اور حضرات ظاہر یہ کہ طبقہ اعلیٰ عنایت ہو گا کیونکہ یہ لوگ جامع جمیع صفات ہیں
 خدا اور رسول کا مقصود پورا پورا ان لوگوں نے سمجھی اور انھیں کے واسطے بعثت نبوی ہوئی بعض صحابہ
 حدیثیں نہیں ملیں اور اسبطر ائمہ اربعہ بھی جملہ احکام کی احادیث کو نہ بونچے تو ان کے اجتہادات مخالف
 احادیث کے بڑے بڑے خاص مقبول خدا یہی لوگ ہیں جو باوجود اہم ہونے کے برابر احادیث سے مسائل اخذ کرتے
 ہیں اور کسی کی تقلید ضروری نہیں سمجھتے اور جب کسی مسئلہ امام کو ایذا پہنچے اپنے اجتہاد مطلق میں حدیث
 مخالف پائیں پھر تو ایسے ائمہ پر طعن کرتے ہیں کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ شاید یہ بھی جبریل علیہ السلام انکو وحی
 بخونیا کر فرستے ہو ہیں خدا جانیہ لوگ غرض اب غرگوش دین میں اور شیطان انکے کان میں کیا چومکے یا
 اور نہ انو اس مسلک کے اعلم اراکان سے بغیر اسکے کہ جب ایذا پہنچے کو دوچار یا تین لکھن لکھن کی یہ مسئلہ
 عامل بالحدیث نہیں کہلاتے مگر سب میں زیادہ طعان اور لعان ہو وہ بڑا بچا مسلمان ہے خدا تعالیٰ
 ایسے احمقوں کے خیالی پلاؤ سچا کو اور انکے جہنم میں عوام الناس کو نہ چنسا کو ہم جہان میں کہ لوگ
 اس مسلک ضلالت پر اب تک نہیں پروہایت کیونکہ جانتے ہیں حال آئندہ تر غم سے بکبار اعرافی

تین ہی کہ تو میری برکت سے نہ اور یہ سلسلہ و خلف کی شان میں گستاخانہ کرتے ہیں جبکہ
 حدیث بیان نہیں ہے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ اور رسول خدا ان لوگوں سے خوش نہیں نہ سنا سکا اطلاق کی توفیق و
 اصلاح ہو باقی اتحادی اعتقاد ہی کہ ایسے غلطی ہو گئی ورنہ ان کی طرف مخالفت حدیث کی نسبت
 اور انکو نہ کہتے پس جس قوم کی یہ کیفیت ہو وہ کیا خاک حق پر ہو گی پس معلوم ہوا کہ مجھ حدیث
 شریف خیر انفر کونی فانی انفر کونہم انفر کونہم ووافی آیتہ انکافیکون الشاکین اولیٰ انکافیکون
 کے خیریت و فضیلت تقدیم ہی کی واسطے ہو اور انھیں کی تقلید میں یا حق پر ان منصب کی بات کو
 تو علم دین ہزاروں کوس و ہر پہلو انکی سی بات کا اعتقاد نہیں ہے تو ہم جانتے تھے کہ شاید ان لوگوں میں
 صلاحیت ہو مگر اب انکی کتابوں اور گفتگو سے معلوم ہوا کہ ان لوگوں کا خیالی اور خود رائی مذہب ہی ہو
 وہ مذہب ہی اور خشک خشک حدیث پر چلنے والا تو قلدین ایہ ہیں اور یہ لوگ فرقہ ظاہر مخالف حدیث
 اور پابند ہوا ہوس میں انکے قول و فعل سے ایسا بھاگنا چاہیے کہ جیسے کوئی دشمن سے بھاگتا ہو جو
 بالحق ان لوگوں کو کچھ یاد نہیں ہیں کی کتابوں میں اس قدر حق کو چھپایا ہو کہ جسکا کچھ حدیث بیان نہیں
 فردای قیامت اسکا کیا جواب دینگے افسوس صد افسوس ظاہر میں تو یہ لوگ پابندی شریعت اور رضا
 رسول کی محبت کا دم بھرتے ہیں اور حقیقت میں خلوص دل کو سر عمل نہیں کرتے ہیں
 قدم باید اندر طریقت نہ دم کہ بی اصل باشد دی بی قدر **قال** اور ایک ضابطہ مقلد نام اعظم کے
 حدیث پر چلنے والوں کو یہ دہین کہ بموجب حدیث اللہ اکبر بھی کہ **الحمد لله** یعنی پانی پا کر جو
 نہین پاک کرتی اسکو کوئی چیز پانی کے ٹوٹے کے اندر اگر کوئی پیشاب ملا تو حدیث پر چلنے والے
 اسکو ناپاک نہیں سمجھتے اور اس وضو کرنا اور اسکو پنا جائز جانتے ہیں جو اب کا دوطب پر جو
قال کہ ہر سال ہر زبان پر حدیث پر چلنے والوں کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں ہو سکتا اسکا عقیدہ تو یہ ہے کہ پانی اگر
 غلین کی مقدار یعنی سوا چھ من تول سے کم ہو تو پیشاب وغیرہ نجاست بہرنے سے ناپاک ہو جانا ہو
 اگر پانی غلین کی مقدار یعنی تول میں سوا چھ من ہو تو بیشک نجاست بہرنے سے اسکا رنگ منتر ہوگا
 یا نہ از بکر مجاویا بوند آنے لگے تب تک پاک ہو اور دلیل اسکی یہ حدیث ہی **اقول** مصنف

کہ پانی کا یہ عقیدہ نہیں ہے

ابن ابی شیبہ بن رحل ثنا عبد اللہ بن القوام عن سعید بن ابی خنیس عن قتادہ عن
 ابن عباس ان زنجیلا وقع فی زمزم فمات فانزل الیہ رجلا فقال انہ صوما
 فیہا من الماء بنی ابن عباس سے روایت ہو کہ ایک بکلی چاہ زمزم میں گر پڑا پس گیا پس اوتارا
 طوف اس کے ایک شخص کو بچھ فرمایا سب پانی اسکا نکالو اتنی آہر عبد الرزاق اور داؤد بن ابی اور یحییٰ اور
 نے بھی اس حدیث کو ابن عباس سے روایت کیا اور ابن جریر سے روایت کیا اور چاہ زمزم میں بہت بڑا کھنڈ
 اگر مقدار فلینہ شمس نہیں ہوتا تو دونوں صحابی حلیل القدر چاہ زمزم کا پانی نہ کھولتے اور اوس نہ
 میں اور صحابی بھی موجود تھے سب سکوت کیا اور حدیث فلینہ کی کسی پیش نہیں کی پس کا اجماع
 ہو گیا اور حدیث فلینہ کی ضعیف ہو چکا ہے شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے قال ابن المکدینی وهو
 لا ما روایت الحدیث وشيخنا البخاري انه لا يثبت لاجماع الصحابة فان الشیخی وقع
 فی زمزم من ماء ابن عباس ان الزمزم يترشح الماء كله مخصوصا للصحابة ولم يترك
 منهم احدا فيمكن حديثنا فقلتین مخالف لاجماع صحابی کہا ابن مدینی جواب یہ حدیث
 امام اور بخاری کے استاد ہیں کہ حدیث فلینہ کی مخالفت اجماع صحابہ ہوا سلیہ کہ زمزمی چاہ زمزم میں
 گر پڑا تھا تو ابن عباس اور ابن زبیر نے کل پانی نکالنے کا حکم صحابہ کی حضوری میں یا تھا اور کسی
 اسکا انکار نہیں کیا پس حدیث فلینہ کی مخالفت اجماع ہوئی اتنی اور امام شافعی نے جو کہا ہے کہ حدیث
 زمزمی کی ابن عباس سے سلو نہیں ہوتی اور اگر ثابت بھی ہو تو نجاست کے چھ پانی میں گئی ہوگی یا بوجہ
 احتیاط انصاف کے کل پانی نکھل آیا ہو اور امام نووی شافعی نے کہا کہ جو یہ اہل کوفہ کو کیسے ہوگی حالانکہ
 اہل مکہ اوس سے خبردار نہ ہوئے دوفو کے قول کا جواب امام ابن ہمام فتح القدر میں لکھتے ہیں کہ یہ قول
 باطل و مدفوع ہے کہ اسکا بخاندین خدا میں دلیل ہوگی صلاحیت نہیں کھتا اور ظاہر ہوش عبارت
 اور لفظ راوی سے کہ زمزمی گر گیا پس حکم دیا پانی نکالے گا یہ کہ موت کی وجہ یہ حکم تھا نہ اور کسی
 نجاست ملا وہ اسکا نکھنڈ دیکھنے نجاست کی وجہ کہ گولیں کل پانی نکالنا نہیں چاہیے پھر اسکا
 اور اس حدیث کے درمیان میں قریب پڑے سو برس کے فاصلہ تھا پس اس شخص کا خبر نہ جاسے

ابن ابی شیبہ بن رحل ثنا عبد اللہ بن القوام عن سعید بن ابی خنیس عن قتادہ عن
 ابن عباس ان زنجیلا وقع فی زمزم فمات فانزل الیہ رجلا فقال انہ صوما
 فیہا من الماء بنی ابن عباس سے روایت ہو کہ ایک بکلی چاہ زمزم میں گر پڑا پس گیا پس اوتارا
 طوف اس کے ایک شخص کو بچھ فرمایا سب پانی اسکا نکالو اتنی آہر عبد الرزاق اور داؤد بن ابی اور یحییٰ اور
 نے بھی اس حدیث کو ابن عباس سے روایت کیا اور ابن جریر سے روایت کیا اور چاہ زمزم میں بہت بڑا کھنڈ
 اگر مقدار فلینہ شمس نہیں ہوتا تو دونوں صحابی حلیل القدر چاہ زمزم کا پانی نہ کھولتے اور اوس نہ
 میں اور صحابی بھی موجود تھے سب سکوت کیا اور حدیث فلینہ کی کسی پیش نہیں کی پس کا اجماع
 ہو گیا اور حدیث فلینہ کی ضعیف ہو چکا ہے شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے قال ابن المکدینی وهو
 لا ما روایت الحدیث وشيخنا البخاري انه لا يثبت لاجماع الصحابة فان الشیخی وقع
 فی زمزم من ماء ابن عباس ان الزمزم يترشح الماء كله مخصوصا للصحابة ولم يترك
 منهم احدا فيمكن حديثنا فقلتین مخالف لاجماع صحابی کہا ابن مدینی جواب یہ حدیث
 امام اور بخاری کے استاد ہیں کہ حدیث فلینہ کی مخالفت اجماع صحابہ ہوا سلیہ کہ زمزمی چاہ زمزم میں
 گر پڑا تھا تو ابن عباس اور ابن زبیر نے کل پانی نکالنے کا حکم صحابہ کی حضوری میں یا تھا اور کسی
 اسکا انکار نہیں کیا پس حدیث فلینہ کی مخالفت اجماع ہوئی اتنی اور امام شافعی نے جو کہا ہے کہ حدیث
 زمزمی کی ابن عباس سے سلو نہیں ہوتی اور اگر ثابت بھی ہو تو نجاست کے چھ پانی میں گئی ہوگی یا بوجہ
 احتیاط انصاف کے کل پانی نکھل آیا ہو اور امام نووی شافعی نے کہا کہ جو یہ اہل کوفہ کو کیسے ہوگی حالانکہ
 اہل مکہ اوس سے خبردار نہ ہوئے دوفو کے قول کا جواب امام ابن ہمام فتح القدر میں لکھتے ہیں کہ یہ قول
 باطل و مدفوع ہے کہ اسکا بخاندین خدا میں دلیل ہوگی صلاحیت نہیں کھتا اور ظاہر ہوش عبارت
 اور لفظ راوی سے کہ زمزمی گر گیا پس حکم دیا پانی نکالے گا یہ کہ موت کی وجہ یہ حکم تھا نہ اور کسی
 نجاست ملا وہ اسکا نکھنڈ دیکھنے نجاست کی وجہ کہ گولیں کل پانی نکالنا نہیں چاہیے پھر اسکا
 اور اس حدیث کے درمیان میں قریب پڑے سو برس کے فاصلہ تھا پس اس شخص کا خبر نہ جاسے

اہل قہر کو معلوم کیا اور ثابت کیا غیر کے نکلنے سے بہتر ہوگا اور زوی کا یہ کہنا کہ خبر اہل قہر کو کہو نہ کر
 پونہجی اور اہل مکہ اوس سجاہل کے نہایت مستعد ہو بعد ازاں ہر سوجا طریق حدیث کے اور معارض ہو
 اوس قول کہ جو امام شافعی نے امام احمد کے کہا تھا کہ تم اخبار صحیح سے زیادہ جانتا ہو کجائی خبر صحیح ہو
 مجھ کو بتا دینا تاکہ میں کسی کو فی بابصری یا شامی سے جا کر تحقیق کروں اسل امام شافعی نے کیوں
 نہیں کہا کہ اہل قہر کو کہو کیسے خبر پہونچ سکتی ہے کہ اہل حرمین اوس سے ناواقف ہوں اور وجہ اسکی
 یہ ہے کہ صحابہ اور شہر وینین خصوصاً عراق میں چلنے کے تھے کما علائہ علی نے تاریخ اپنی میں کہ کو ذین
 دیر ہزار صحابہ اور قریباً میں چھ سو صحابہ بائیس تھے انتہی اور علائہ عینی کا مترض صاحب نے جو قول
 نقل کیا ہے کہ مرسل حدیث ہمارے بیان حجت ہر اس خفیہ ہے نہیں سمجھا جاتا بلکہ اکثر کا یہی مذہب ہے کہ
 مرسل حدیث حجت ہوتی ہے چنانچہ شرح مسلم میں بخودہ مالک و ابی حنیفہ و احمد و اکثر
 الفقہاء الی جوان اکثر محتاج ہے بالمرسل یعنی امام مالک اور امام ابو حنیفہ اور امام احمد اور اکثر فقہاء
 اس طرف تھے کہ مرسل حدیث سے حجت بکڑنی جائز ہوا انتہی اور حدیث قلندیہ کو بعض نے اگر باعتبار
 بعض اسناد کے صحیح کہہ دیا تو اس سے مطلقاً صحت کہاں کی لازم آئی ضعف کی بہت وجہ ہیں میں تا
 اسناد کے اضطراب بھی ضعف جاتا ہے علی ہذا القیاس اویوں کے سطون ہونے سے اور اعضاء اور
 اور تلبیس اور رشذ و ذوات و تصحیف اور بہام فی المعنی اور علت وغیرہ سے بھی ضعف ہو جاتا ہے فقط
 اسکا وجہ یہ ہے کہ کیا کام چلتا ہے جب تک یہ تمام وجوہ ضعف محدود نہ ہوں باقی راہ عمل لایا ضعیف
 حدیثوں پر بار محدثین عمل کرتے ہیں اوسکے عمل سے صحت پر کیونکر اسناد لال ہو سکتا ہے دیکھو
 تہذیب میں لکھا ہے کہ روایات ابو العاص بن سہیل کی حدیث جو عمر بن شعیب سے روایت ہے اوسکو بخیرین ضعیف
 کہتے ہیں اور ابن عباس سے روایت ہے اوسکو اجود اسناد کہا ہے اور بصری بھی لکھا ہے کہ عمل عمر بن
 شعیب کی حدیث پر تو پس عجب شام کی بات ہے کہ خود تو جس حدیث پر ہما بن علی کیلین اور صحیح حدیث کو چھوڑ
 اور دوسروں پر اعتراض ہے چنانچہ لا درست دزدی کہ بکفہ راغ دار و محمد بن اسحق وغیرہ کی روایت
 مقبول نہیں جانتا کہ یہ اوسو افق مذہب کے روایت آتی ہے اوسکو قبول کر لیتے ہیں اور دوسری

۲
 ۳
 ۴
 ۵
 ۶
 ۷
 ۸
 ۹
 ۱۰

جب کسی راوی کی روایت بیان کرتے ہیں بوجہ مخالفت نہ پہنچے کے تو اس میں ضعیف بتلاؤ یہ
 اپنے آپ کا بیان اسرار حال کی تصنیف کی ہیں جیسا مناسب سمجھا لکھ دیا اس سے سند پیش کر دیتے
 ہیں کہ دیکھو فلاں شخص نے اس راوی کو ضعیف لکھا ہے گو یا تمام دلائل و دین کا صحت اور ضعف روایت
 قرار دیا ہے اور ایمہ کی تصحیح اور تلاش سبہ طاق پر رکھ دی وہ جس حدیث کا ذکر کیا ہو اس کو اپنی ہر مطلق
 باطل کر دیتے ہیں اور خود خواہ سفید کرین یا سیاہ سب کا لومی سن اسما ہی کوئی حق و باطل کا بتاؤ والا
 نہیں خصوصاً جہاں کہیں مثل ثواب ہو یا مال کے کسی میر کو لا مذہب کچھا تو وہاں و ٹیو نکا مذہب اختیار کیا
 ہو گا میں ان ٹانے لگے اور سچے ساتھ آپ بھی ایسے مجتہدین پر تہہ سے کارگاہ گانے لگے جو جفا کرتے
 ہو سکتے ہیں بجا کرتے ہو وہ کوئی اتنا نہیں کہتا کہ یہ کیا کرتے ہو یہ پتہ تعجب ہے کہ حضرات ظاہر نہ یخص بوجہ
 تقلید صاحب عیار کے ضعیف حدیث پر عمل کر لیں اور تقلیدین اگر اپنے امام کی صحیح حدیث پر عمل کریں
 تو وہ خلاف خدا اور رسول ہو جائیں حال آنکہ قلین کی حدیث کو حافظ ابن عبد البر و قاضی اسمعیل اور
 ابو بکر بن عربی اور ابن مدینی شیخ بخاری اور ابو داؤد اور امام غزالی اور امام ربیعانی نے ضعیف کہا ہے
 اور بنایہ میں لکھا ہے قَالَ ابْنُ مَرْحُومٍ لَا حُجَّةَ لَهُمْ فِي حَدِيثِ الثَّقَلَيْنِ لَا تَنْهَى عَنْكَ السَّلَامُ
 لَهُمْ مَعْقِلًا لِقَوْلِهِمَا ابْنُ حَرَمٍ ظَاهِرِيٌّ ثُمَّ حَبِطَتْ وَفِي حَدِيثِ ثَمِينِينَ ابْنِ نُمَيْرٍ سَكَنِيٍّ
 اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقدار قلین کی حدیثیں بیان کی انتہی پھر سکی اسناد میں محدث
 اضطراب اور متن میں الگ کوئی دو قلم اور کوئی متن قلم اور کوئی چالیس قلم اور کوئی چالیس غریب آیت ہے
 پھر سنی بھی قلم کے مختلف کوئی سنی خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی نہیں پھر محلی سکو محبت
 گوارانا اور فقط تابعی کے قول ایک سنی متعین کر لیتا فقط خانہ ساز بائیں میں ہیں اور تقلیدین کو یہ سکا کی
 حکمتیں ہیں وَمَا أَكْرَمَ اللَّهُ بِعَبَادِهِ سُلْطَانًا وَلَا حُجْرًا حَدِيثُ جَوَامِدِ شَافِعِيٍّ سَمْعُوَالٍ
 اس کی مسناد منقطع ہے اور راوی اس کے مہول ہیں اس لیے کہ امام شافعی یوں لکھتے ہیں أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ
 ابْنِ خَالِدٍ يَرْوِي عَنْ ابْنِ حُرَيْثٍ يَرْوِي عَنْ أَبِي سَلَمَةَ يَرْوِي عَنْ ابْنِ جَعْفَرٍ يَرْوِي عَنْ ابْنِ جَعْفَرٍ
 روایت سے خبر دی ایسی اسناد جو کچھ کو یاد نہیں اتنی اسکا جواب علامہ یعنی لکھنے پر کم اس کے احباب کہتا

وجود سے صحت ثابت کرے یا اٹھائی مشکین کسی حدیث صحیح یا ضعیف ثابت کرے تو اس پر لازم
 انعام حق سہی کے مستحق ہوئے تو بیشک انکو زیار اور دس ہزار کیا اگر شمار سو پہ صرف کرے
 تو بھی ممکن نہیں کہ حضرات عظامہ ہر قہرین کی حدیث کی صحت بحسن الوجہ ثابت کر دینے پر وہ بچار کشتی
 بین این کیا پتہ یا و کیا پتہ کا شور با اگر مشرق اور غربت تمام علماء معہ جو جائزین بھی صحت ثابت نہیں
 کر سکتے اور حدیث المسامہ طہوی کے کچھ حصے شکی ہو گئے تو اگر خاص یہ رضا عزمین لیا جا تو ہا ہر کو
 وہ پانی باغون میں جاری تھا اور جاری بانی ناکا نہیں ہوتا اور اگر اعتبار عموم الفاظ کا کیا جا
 تو یہ حدیث اس صحیحین کی حدیث کسی پیشاب کی ممانعت اور اسخدا لسنے کی منع از ہر مذہب و جاتی
 غرض خفیہ پر اس حدیث کی اعتراض نہ لیتے اور اصل پر جو خلاف حکم خدا اور رسول نبی طرف سے سخن
 متعین کی لیتے ہیں اور اسکو حدیث ظہیر نہیں سمجھتے بلکہ یہ حدیثی بران مذہب حق پر اعتراض بھی کر کے کہ موجود
 ہو جائے یا اللہ میں تجھ کو گواہ کرتا ہوں کہ یہ سیراہ گزیر حقیقہ نہیں کہ کسی امام نے حدیث اور قرآن علیا
 کیا اور نہیں کیوں سلف اور خلف میں سب از اجا نامہ ان حضرات ظاہر ہے کہ توہمات فاسدہ کسب ہوئی
 اسکے بڑھنے سے وہ ہرگز جسے نہیں ہو سکتے بلکہ یہ خود آپ بکر ہیں دشنام کر بونی بھی دیکھا تو رات و نیا
 بکر دیکھا کیا امری ہوگی زبان خراب **قال** غلا وہ اسکے خفیہ کسٹ سے قہرین کی حدیث کو خضرت
 کہتے ہیں انکے امام کے نزدیک تو حقد ر ضعیف اور سراج یشین ابن سب کے لائق ہیں چنانچہ
 عقوذا بحوالہ المنیفة فی الدلہ مذہب الامام ابی حنیفہ میں لکھا ہے و یجوز ان یروی عنہ انکے کان یعوض ضعیف
 الحدیث احب الیہ من اراء الرجال **اقول** سہان اللہ واہ مولف صاحب کی عبارتانی
 اور سنی فہم کی حال اور استدلال علمی کا کمال معلوم ہو گیا ہے اگرچہ تازانین حصول علم فی سنت
 تو بس ساری کتابیں ایک جہاں ہو چکا تا اس جہاں ہر ضعیف کی عبارت استدلال ساتھ عمل کے خفیہ
 حدیث ضعیف پر مطلقاً گواہ ثابت نہیں ہو سکتا بلکہ اس عبارت کو فرقہ ظہیر اور گرد و ماہر کے
 قول کا رد ٹھکانا ہے کہ وہ بمقابلہ عامل بالحدیث ہوئے اپنے کے تعصبا اور طعن امام صاحب رطلہ
 عاملین بالای و راہل ایسی شمار کرتے ہیں جو اس عبارت میں امام صاحب کی طرف سے جو

یہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف
 ظہیران اور سنی فہم کی حالت

عالمی حضرت اوست اللہ علیہ وسلم کو دست کندہ کی کہن لکھو حدیث ضعیف بھی ہونو ہم اس کو قبول
 ابراہی رحیل کے بہتر جائینگے اور مانینگے نہ یہ کہ صحیح اور قوی احادیث کو چھوڑ کر محض ایسی جملہ بنیں **۵**
 بہین لغات راہ از کجاست فلکجا پہنا پنچہ مولوی بدیع الزمان لاندہب ہر سکا ہی مذہب و غیر مقلد مگر مقلد
 نواب صاحب میر جوہاں لکھی کتاب فتح المبین علی رد مذہب المقلدین مطبوع لاہور میں از راہ تعصب اور
 نفسانیت کے جابجا لکھا ہے کہ مقلدین حسن صحیحہ صریحہ و انصوص قطعیہ ممکنہ کو رد کر دیا اور جو ٹرڈیا مال آئے
 اسکے مصداق اور پورے لاندہب میں نہ مقلدین نہ لاندہب تعالیٰ اس کتاب کے جواب بھی نڈان شکن
 عنقریب ہم لکھینگے اور ساری قلمی ان لاندہب کے مکائد کی کھول دینگے **۵** مثل قریب جو کہ ہم آشتی
 جو راست راست بات ہو کہ دین ہزارین **۵** اور ایک خالطہ مقلدین ایسے حدیث پر چلنے والے کو
 یہ بتے ہیں کہ ہم لوگ جو حدیث نہیں چلتے ہیں تو وہ جاسکی یہ بھی ہے کہ حدیث کی کتابوں میں بہت سی غلطی
 منسوخ ہو جو دین اور ناسخ اور منسوخ حدیث کو نہ شخص بچان نہیں سکتا اور کو پہچانا اور لکھو سمجھنا بہت مشکل
 ہی کام تھا سو جواب کا اٹھ طرح ہی اول یہ کہ ناسخ اور منسوخ حدیث سمجھنے کا قاعدہ سبقا قدر اس
 اور اس قاعدہ سے ہر ایک علما بلکہ خود ہی سی استعداد والا آدمی بھی ناسخ اور منسوخ حدیث کو سمجھ سکتا ہے
اقول معترض صاحب نے نسخ میں سند ظاہری کی لکھ کر کیفیت کی صاحب راست کا قول پر
 ہرگز حجت نہیں دے سکتا کتاب حنفیہ کے سرغلاف اور خالی از تعصب نہیں حاصل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے نسخ کے بار میں تصریح نہیں آئی ہر فرقہ اپنی دلائل پیش کرتا ہے اور دوسرا اس کو رد کرتا ہے
 تمام کتابوں میں نسخ کی گفتگو میں کہ اختلاف ہے کہ تک محققین میں اس کا فیصلہ نہیں ہوا اور کوئی
 امر از نہیں پایا جس سے اطمینان بھی ہو بہت آئینہ از حدیثیں ایسی ہیں جن میں اختلاف ہے کوئی اور کوئی
 منسوخ کہتا ہے اور کوئی اور پر عمل کر لیتا ہے اسی گفتگو میں بڑے بڑے محقق تمام عمر بحث کرتے رہے
 اور کوئی بات علمی نہیں ہوئی معترض صاحب ایک ظاہری کا قول کہیں لکھ لیا بہت خوش ہوئے
 وہ اب فیصلہ ہو جائیگا یہ قاعدہ بہت آسان ہے ہم کہتے ہیں کہ زبان لکھنا بہت آسان ہے مگر
 اختلافات کو سمجھ لینا بہت دشوار اور موقوفہ طمان و قسموں پر چھ کرنا محض غلط اور خلاف عقل اور

یہ کہ یہ صاحب نے نسخ میں سند ظاہری کی لکھ کر کیفیت کی صاحب راست کا قول پر

عقل البتہ نسخ قطعی جس سے عبارت ہوا اسکے واسطے بیشک اسورات یقینہ بنو چاہیں گے مگر
 فقط یقین پر ہی مختصر نہیں اکثر احکام ظنی پر برابر عمل کی خصوصاً حدیث احاد کہ وہ ظنی ہوتی ہے قطعاً
 نہیں ہوتی یا انہما تمام ظاہر یہ بھی اوس پر عمل کرتے ہیں اور صاحب اسات کا قول نسخ قطعی ہے
 قاعدہ پر مبنی ہر کس منسوخات ظنیہ کو وہ شخص ذکر کیا جو احادیث احاد کو ذکر کرے اور اوس پر عمل کرے
 ہزار احکام ظنی شرع میں موجود ہیں اور ان کوئی انکار نہیں کرتا مگر تعجب ہے کہ حضرات ظاہر بخیر نسخ
 حدیثین اور آئینہ فی سلفیچ عدد میں کیوں مختصر کر دین یہ قول تو جمہور محققین کے خلاف ہے چنانچہ تفصیل کی
 آگے بیان ہوگی **قولہ** وہ اگر کسی شخص کو کسی حدیث کا نسخ معلوم نہ ہو **اقول** عجیب کلام
 مہمل ہے کیونکہ جب تک کتابین ہو جائیں اور فصل ہو گئیں اور نسخ اور منسوخ کو فقہائے ممتاز کر دیا ہے بھی کوئی
 شخص معتقد کا کلام نہیں دیکھے گا اور ابتدائی اسلام پر قیاس کر کے بلا غدغہ عمل کیے جائیگا اور
 حدیث مستحضرہ وغیرہ پر کاربند ہوگا وہ بیشک کنگار ہے یہ عذر اوس کا شرع میں گہرے سموع ہوگا اوس سے
 بلا غدغہ باز پرس ہوگی کیونکہ ابتدائی اسلام میں لوگ محذور تھے اب کیا کچھ عذر رہیں حل سکتا البتہ
 منسوخ اختلافی پر مثل رفع یدین اور آئین باجہر کے کہ وہ میں سے بغوی **قولہ** سوم صحیح صحیح صحیح
 صحیح کو **اقول** کوئی شخص کسی حدیث کو امام کے مذہب کے خلاف ہوئے منسوخ نہیں کرتا
 بلکہ اوسکے نسخ پر احادیث و اقوال و افعال صحابہ اہل بین کوئی حدیث ہر کوئی ایسی بتلائے کہ جیسے
 امام کے قول سے اوسکی منسوخیت ثابت ہو ہرگز نہ ہرگز نہیں یا ان جب صحابہ کبار کی روایت
 ہوگی اور اوسکا عمل اوسکے خلاف پایا جائیگا تو ہم بھی صحابہ پر حسن ظن کر کے اوس حدیث پر عمل
 نہ کریں گے اور جب وقت خود صحابہ ایک حدیث کی روایت کریں اور دوسرے صحابہ اوسکے خلاف روایت
 بیان کریں تو اوس وقت جلیل القدر صحابہ کی حدیث نہ نسبت دوسرے زیادہ قابل عمل ہوگی اور یہ
 اتفاق میں ابن خضار کا یہ قول نقل کیا ہے اوسکے اول میں لفظ قال موجود ہے معترض صاحب نے
 دھوکا دینے کو جلال الدین سیوطی کا قول بنا دیا اور اگر تسلیم کیا جائے تو انکا بھی یہی مسلک ہے تو
 عبارت کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگوں نے جو کئی روایت کو منسوخ کہہ دیا اوسکے کیوں اسلئے

پند پیش کی ہر اسکو معترض صاحب مدینہ پہنچا کر کیا حال آنکہ حدیث و قرآن میں فرق ہر
 قرآن کی آیت میں تو بیشک باقاعدہ جو تفسیر ان میں لکھا ہر جاری ہو سکتا ہے اس لیے کہ قطعی کے مذہب
 ہونے کیواسے قطعی نسخ یا حکم قطعی رکھتا ہو جب نہ پایا جائیگا ہرگز آیت نسخ نہیں ہو سکتی بخلاف
 حدیث کے کہ او میں جو جہالت کے استہداد کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ حدیث تو از کے صاحب میں
 معنی ہوتی ہیں خواہ بخاری کی ہوں یا مسلم کی چنانچہ امام نووی محدث شریف مسلمین لکھتے ہیں
 کہ خبر واحدہ ہر جس میں شرط متواتر کی بنیادی جائیں خواہ راوی اسکا ایک ہو یا زیادہ ہوں اور اختلاف
 ہر حکم اس کے میں پس جسے کہ جمہور مسلمان صحابہ و تابعین سے اور بعد ان کے محدثین اور فقہاء اور اصحاب
 اصول میں یہ کہ خبر واحدہ کی ایک جہت ہر مجموعہ شرعیہ عمل اس پر لازم ہو اور فائدہ دیتی ہو
 طرح کا اور نہیں فائدہ دیتی علم کا اور واجب ہونا عمل کا اور پھر شریعت سے علوم کیا وہ عقل اور ایک
 جماعت اس طرح کی کہ عمل جہت عقل سے واجب ہو اور جہانی ستمی کے کہما کہ عمل نہیں جہت تا
 بے تک و آدمی دو روایت نکرین اور بعض کہتے ہیں کہ عمل جہت تا ہے کہ ہر شخص جو چاہے شخصوں سے
 روایت کرے اور ایک جماعت اس حدیث سے اس طرح کہ وہ علم کہ واجب کرتی ہو اور بعض اس
 کے کہما کہ وہ علم تا ہے کہ واجب کرتی ہو علم بالحق کو واجب نہیں کرتی اور بعض میں یثین اس طرح کہ
 کہ جو احادیث صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں ہیں وہ تو علم کا فائدہ دیتی ہیں اور احادیث میں ہی اور ہر عمل
 اور اس کے افعال کو پہلی فصل میں بیان کر چکے ہیں اور یہ کل اقوال سوائے قول جمہور کے باطل ہیں لیکن
 قول اس شخص کے جو علم کو واجب کہتا ہے کہ یہ واسطے جس کے مبارک ہو اور کہہ کر علم کا فائدہ دیکھا جائے
 احتمال غلطی اور ہم اور جھوٹ وغیرہ کا او میں یہ کہ یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ کسی حدیث کا
 خواہ صحیحین کی ہو علم یثینی حاصل نہیں ہوتا لہذا اس کے واسطے قرآن وغیرہ جب تک مؤید نہیں ہو
 باوجود ہر نسخ کے عمل نہ کرے اور فرق ظاہر ہے جو کچھ بخاری اور مسلم میں غلو کیا ہے فقط اولی
 تراش خراش ہر جمہور کے قائل نہیں **قال** ہر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ خبر اول فعل کا

نسخ
 جداول
 صفحہ ۳۶۰

ناسخ نہیں ہوتا **اقول** حنفیہ اسکے ہر قائل نہیں کہ ہر فعل اخیر ناسخ اول ہو بلکہ وہ فعل اخیر
 ناسخ ہوتا ہو کہ جس میں صحابہ کے روایتیں موجود ہیں کہ اس فعل کو مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے
 پھر آپ نے اس کو حجب و پردہ یا تھا جسے بنانے کے واسطے کہ ظاہر ہونا یا رفع یدین کا کرنا صحابہ سے مروی ہو کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول کرتے تھے پھر آپ نے ترک کر دیا ہاں اگر وہ المرسلات کو رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم پر پیشہ مغربین پڑھا کرتے پھر کسی صحابی سے مروی ہو تاکہ آپ نے اس کو ترک کر دیا
 تو بیشک ہم بھی اس کو ترک کر دیتے اس طرح اعتکاف و غیر فقط ایک یا اخیر میں واقع ہوا اس ترک کرنا
 نہیں لازم آتا ورنہ کسی صحابی سے ضرور روایت ہوتی حالانکہ کسی صحابی سے مروی نہیں کہ آپ نے دن کا اعتکاف
 ترک کر دیا تھا بلکہ یہ صورت اتفاقی تھی ورنہ صحابہ میں دن کا اعتکاف کرتے پس جب تک صحابہ ہیکو
 ثابت نہ ہوگا ہرگز اس عمل کو ترک نہیں کر سکتے اور ہر حدیث خواہ منسوخ ہو خواہ اجماع صحابہ خلاف
 حضرات ظاہر ہے ہی اوپر حدیث سے محکم عمل کرتے ہیں حنفیہ میں یہ ثابت احتیاط کرتے ہیں پس حنفیہ کی
 طرف اس قائل کو خود ایجاد کرنا عین خالطہ ہے حنفیہ اس قائل سے کہ ہرگز قائل نہیں علاوہ اسے بخاری شریف
 میں لکھا ہوا **اقول** بالآخر بالآخر من فعل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی نہیں چلتا
 مگر آخر سے آخر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انتہی پس ظاہر ہے کہ واجب ہو گیا کہ مغرب میں وہ المرسلات پڑھا
 کریں اور رمضان میں نہیں اور کیا اعتکاف کیا کریں ورنہ خلاف بخاری لازم آئے گا اور اعتبار شنب
 حدیث میں غنہ پڑ جائیگا ذرا اسکا پہلے خیال سمجھئے تو پھر دوسرے کو لازم دیکھئے **۵** چون مذکور کمال
 فضل آن رہا کہ زبان در زبان نگہاری **اقول** ہر کون کوئی شخص حال کے ساتھ و یاد ہوا
 دلیل کے کسی حدیث کو منسوخ کہہ دے تو ماننا چاہیے **اقول** کوئی شخص حال اور بدو
 دلیل کے حدیث کو منسوخ نہیں کہتا معترض صاحب نے بیفائدہ آٹھ جوابوں کا نام لیا اگر آپ نے اس کا
 نام بھی جواب ہے تو ہم پچاس جواب لکھ کر مثل معترض صاحب کے ورق سیاہ کر دینگے مگر خدا خوب جانتا
 ہیں کہ سب جواب کیوں اور باد ہوائی ہیں حنفیہ کسی حدیث کو بغیر دلیل قوی منسوخ نہیں کہتے کوئی بغیر
 اس کو مانیں کہ اس کے نمانے کو خدا اور رسول نے ہم پر کچھ عجز نہیں کر دانا اور نہ دین کو کسی کا

نمائندہ ہر موقوف رکھا ہے **قال** ششم یہ جو بعض لوگ بعض حدیثوں کو سبب سے نہایت کے خلاف ہونے
 طے ہے یہ کہدیا کرتے ہیں کہ غیاثہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مہو بہہ کہ قابل اعتبار اور لائق
 ماننے کے نہیں ہے اور آخر **اقول** ازرقانی کے قول پر عرض صاحب اگر عمل کرنے تو آیت عامہ
 حدیث آحاد طے سے خاص نہ کرتے اور قرآن کے مخالف اگر حدیث آحاد ہو تو اوپر عمل نہ کرتے اور اگر
 نہیں ہے مگر فقط طے عقل ہی تو حنفیہ کی حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ غیر حدیث دوسرے
 نہیں کہتے بعد ازیں ہر مکرہ اور بوجہ رو نہی کے خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہتے ہیں عرض عرض صاحب
 فقط طے یا بس جوابات جمع کر دیے ہیں اور کوئی اسطرح نہیں بیان کیا کہ فلاں صورت میں حنفیہ
 یوں کہتے ہیں جوابات کے سے عوام کو یہ غلطہ ہوتا ہے کہ حنفیہ شاید اسکے قائل ہوں حالانکہ حنفیہ اس سے
 براصل دوسرے عرض صاحب نے ان جوابات میں یہ غلطی کی خوب رعایت کی ہے کہ دوسرا آدمی جا کر کہے حنفیہ
 یہی مذہب ہوگا یہ محض اوپر اتہام ہے وہ ہرگز نہ کر ان احتمالات قائل نہیں عرض صاحب کی فقط ترا
 خانہ ساز گفتگو ہے **قال** ہفتم جان و جد تو نہیں آپس میں تعارض معلوم ہو و مان بلا دلیل الکی کو ناسخ اور
 دوسرے کو منسوخ نہ کہدیا جائے بلکہ جہانک ممکن ہوا تو نہیں وہ افقت یعنی چاہیے **اقول** دوسرے
 تطبیق جیسا کہ حنفیہ دی ہے کہ سبکو بھی آج تک میں نہیں بھولی اور ظاہر ہے کہ اس میں محض دعویٰ ہی ہو
 ہو وہ مطابق تطبیق نہیں جاتا اور یہ ظاہر ہے کہ کوئی نہ کہنا چاہیے کہ او کی نظر تو صرف الفاظ پر ہی مبنی اور قصور
 دشمن جانی ہر خاصہ امام بخاری اور مسلم کے الفاظ تو ایسے کرتے ہیں کہ پھر دایان بابا ان کا بھلا
 نہیں کہتے کہ صحابہ کیا فعل تھا اور انھوں نے اس حدیث پر عمل کیا ہے یا نہیں بلکہ امیر مجتہدین جس پر
 کیا مبنی لکھے ہیں اور جان امام بخاری اور امام مسلم کی روایت ہوگی و مان او کی نظر میں کیسے ہی دوسرے
 روایت صحیح ہو تطبیق تو درکنار بلکہ فوراً اسکے قابل انکار نہ کہتے ہیں اور یوں اعتقاد کہتے ہیں کہ ان
 دونوں خلاف جس کی نے جو کچھ کہا سب مردود ہے گویا صحت کو نظر اس میں سمجھتے ہیں اگر صحیح کی کوئی حدیث
 موافق ہوئی تو اس کو حجت گردانتے ہیں اور اگر کوئی حدیث مخالف ہوئی اور وہ بھی فقط او کی رائی تو صرف
 مخالف ہے محققین کے نزدیک مخالف نہیں اور تطبیق بھی اوسکی موجود ہے تو یہ لوگ اس حدیث کو ہرگز نہیں

میں اور پھر عمل کرنے والے کو خلاف خدا اور رسول کے جانتے ہیں پھر ان کا یہ کہنا کہ او میں ہوا وقت کرنی
 چاہیے محض بانی دعویٰ ہی چنانچہ ان کو مسئلہ جوابات کو ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ حنفیہ نے یہ قول
 متعارض میں تطبیق دی ہے یا بلا ہرگز ان لوگوں کو تو انہی لیاقت اور اتنا مادہ کہاں جو تطبیق کے سیکڑ
 اپنے خیال میں حدیث بخاری اور مسلم کا جو ترجمہ لیتے ہیں ان کو خاص مقصود رسالت بنیاد صلی اللہ
 علیہ وسلم سمجھتے ہیں غرض قوت خیالیہ ان پر ایسی غالب آئی ہے کہ سو فطایہ کو بھی نصیب کی ہو **قول**
 ہشتم سپہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم صاحب اپنے رسالہ افادۃ الشیوخ بقولہ الناس والنسوخ میں
 لکھا ہے کہ نزدیک شیخ الاسلام احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیہ احراری کے منسوخ حدیثیں
 کلں میں ہیں **ان قول** یہ جواب یکا قابل جواب ہو اسکا جواب خوب گوشہ گوشہ سے سنیچے اول تو
 یہ سنئے کہ فقط پانچ آیتیں منسوخ کہنی صحیح غلطی ہے اس لیے کہ نسخ میں اختلاف ہے بعض تو کہتے ہیں کہ تینا لیس
 سو تو نہیں بالکل ناسخ اور منسوخ نہیں اور پچیس سو تو نہیں ناسخ اور منسوخ دونوں طرح کی آیتیں بلکہ
 ہیں اور چھ سو تو نہیں فقط ناسخ ہے منسوخ نہیں اور چالیس میں فقط منسوخ آیتیں ہیں ناسخ نہیں
 اور بعض کہتے ہیں کہ جن آیتوں میں کفار سے اعراض کر دینا حکم ہے وہ بھی آیت سیف منسوخ ہیں مگر خطا
 سیوطی تفسیر ان میں ہیں آیتیں منسوخ ہو سکتا اگر کرتے ہیں اور اس قول کو محققین کی طرف نسبت
 ہیں چنانچہ تفصیل میں اس کی تفسیر ان کی سینٹا لیسویں صفحہ میں مذکور ہے کہ اس معترض صاحب کا
 یہ کہنا کہ آیتیں منسوخ پانچ سے زیادہ نہیں خلاف جمہور تحقیق اور نہ کوئی اوپر پہلے جواب حدیث کو
 کہنے کہ دس حدیث کو فقط منسوخ کہہ دینا بھی جمہور کے خلاف ہے اور نہ کوئی اوپر پہلے بانی جو جرح
 کہ معترض صاحب نے ابن جوزی کی تقلید جانکی ہے وہاں ان کے ابن جوزی کا قول منسوخ اور منسوخ کہنے پر
 محققین نے فرمایا کہ نزدیک بالکل پایہ اعتبار کا قاطع ہے منسوخ میں تو او کا یہ تشدد کہ صحیح حدیث کو بھی منسوخ
 حکم لگا دیا اور نسخ میں یہ سہا کہ کلں میں یہی حکم کر دیا خیر اور چونکہ تو تلاش افات کی مگر معترض صاحب
 کیونکہ وہ قدم قدم پر یہ اب منوعات سنئے بخاری شریف میں ہے **قَالَ الْحَمِيدِيُّ قَوْلُهُ**
جَاءَ أَهْلُ الْوُصَالَةِ فِي مَرْثِيَةِ الْقَدِيرِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کتاب التفسیر

۴ بخاری

جالساً والناس خلفه قياماً لو يأمرونهم بالفتوى وإنما يؤخذ من الخبرين فعل
 النبي صلى الله عليه وسلم يعني كما سمعته في زمان رسول الله صلى الله عليه وسلم كما كبريا ثم تنبكه يا رب
 تو تم بھی بھیکر نماز پڑھو یہ وہی ہے مرض کا جو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیکر نماز پڑھی اور نبی
 پیغمبر آپ کے کھڑے ہوتے تھے نہیں حکم کیا اوکو بیٹھنے کا اور زمین ان کی جاگنا اگر ان کے فعل رسول اللہ
 علیہ وسلم انتہی اور ستم شریفین میں ہے عن ابن المغفل قال مر رسول الله صلى الله عليه وسلم
 يقتل الكلاب ثم قال ما بالكم وبالك لحداديت ثم رخص في كل الضيق وكل الغنم
 یعنی ابن مغفل سے روایت ہے کہ انھوں نے مذکور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کتوں کے مارنے کا
 پھر فرمایا اونسے اوکو تون سے کیا علاقہ پھر رخصت ہی کیے کشماری اور ربوہ کے کتے میں انتہی اور
 شیخ مسلم نووی میں ہے ذکر مسند رحمۃ اللہ تعالیٰ فی ہذا الباب لا احادیث الواحدة
 بالاضواء مما مسد النارة ثم عقبها بالاحادیث الواردة بذلك الوضوء مما مسد النار
 فكانت نسبة النارة الوضوء منسوخاً وهذه عادة مسند وعين من ائمة الحديث
 يذكرون الاحادیث التي رويها نسوخاً ثم يعقبونها بالناسخ یعنی امام مسلم نے وہ ضعیف
 ذکر کر کے نہیں کیا مسند النار سے وضو وارد ہے پھر اس کے صحیحے وہ حدیثیں بیان کر کے جن میں نہ ضوین وارد نہ
 پس گویا وہ اشارہ کرتے ہیں اس کے کہ وضو نسوخ ہے اور یہ عادت مسلم وغیرہ ایسے حدیث کی ہے کہ اس
 نسوخ احادیث کو روایت کرتے ہیں اس کے بعد نسخ احادیث کا بن انتہی تعرض اس قسم کی حدیث
 حدیثیں نسوخ موجود ہیں چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور داؤد ظاہری نزدیک جوحانی میں بھی مناع ثناء
 جوتاہو اور جہور کے نزدیک یہ حدیث نسوخ ہے یا ابودین غاص ہے اس طرح لا تحکم المصتة و
 لا المصتان کے حدیث بھی جہور کے نزدیک سوای شافعی کے نسوخ ہے اسطرح اونٹ کا گوشت
 کھانے وضو آج کی حدیث جہور کے نزدیک سوای حنبلیہ کے نسوخ ہے اور بنایمیں لکھا ہے عن ابن عباس
 قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يرفع يديه كلما ركع وحمل ركعاً ثم قال
 لا فتنة الصلوة وتركتها من ذلك وعن ابن الزبير انه رأى رجلاً ركعاً ورفع يديه

مسند

مسند

مسند

مسند

مسند

مسند

مسند

مسند

مِنَ الرُّكُوعِ فَقَالَ لَهُ فَإِنْ هَذَا شَيْءٌ فَعَلَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَكَعَ
 بَنِي ابْنِ عَبَّاسٍ سَ رَوَيْتُ بِرْ كَمَا أَوْصَحُونَ تَحْتَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْضَحَاتِهِ مَا تَوْصَحُونَ
 رُكُوعَ كَرْتِے اور جب سہ رُكُوعَ تھے پھر رُكُوعَ کیا آپ نے ہر رُكُوعَ نماز کے یعنی تکبیر تحریر میں اور اسوہ کا کو
 ترک کر دیا اور ابنِ زبیر رحمہ سے روایت ہے کہ اَوْصَحُونَ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ہاتھ کو رُكُوع میں اٹھاتا تھا
 پس فرمایا است کر اس لیے کہ یہ ایک شے ہے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر حضور پر دیا اور سکو اتھی
 اور جو ابنِ جوزی نے ان دونوں حدیثوں میں کچھ کلام کیا ہے اور اس کا بھی جواب بنائے میں یہ فرماتے ہیں
 لَا يُمْرَأَنَّ أَنْ لَا يَسْتَلْزِمُ عَدَمَ مَعْرِفَةِ أَصْحَابِنَا هَذَا وَدَعَا كَمَا لَكَ فِي لَيْسَتْ
 بِحُجَّةٍ عَلَى الْمُنْتَبِتِ وَأَصْحَابِنَا أَيْضًا نَفَاكَ لَا يَرُونَ إِلَّا حُجَّتَ جَاهِلِيَّةٍ كَمَا يَنْبَغُ عِنْدَهُمْ
 حُجَّتُهُمْ لَأَنَّ هَذَا أَهْلُ الدِّينِ قَالُوا لَا يَسْتَلْزِمُ فِيهِ وَيُؤَيِّدُ مَا قَرَأَ مِنْ عِلْمِ
 الرَّقِيعِ عِنْدَ الرَّقِيعِ وَعِنْدَ الرَّقِيعِ مِنْهُ مَا رَأَى الطَّحَاوِيُّ رَحِمَهُ حَدِيثُ ابْنِ أَبِي دَاوُدَ قَالَ الْبُكَارِيُّ
 أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ
 قَالَ صَلَّيْتُ حَلَفْتُ ابْنَ عُمَرَ فَلَمْ يَكُنْ يُرْفَعُ يَدَايَ إِلَّا فِي التَّكْبِيرِ الْأَوَّلِ مِنَ الصَّلَاةِ
 قَالَ الطَّحَاوِيُّ قَوْلُ ابْنِ عُمَرَ قَدْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرْفَعُ يَدَايَ رُكُوعَهُ هُوَ الرَّقِيعُ
 بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا يَكُونُ ذَلِكَ إِلَّا وَقَدْ نَبَتْ عِنْدَهُ نَسْخُهُ مَا كَانَ رَأَى
 النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَهُ وَلَسْنَا دُمَا رَأَى الطَّحَاوِيُّ صَحِيحُهُ فَأَخْرَجَهُ أَيْضًا
 ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي مُصَنَّفِهِ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ
 مَا رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يُرْفَعُ يَدَايَ إِلَّا فِي الْأَوَّلِ مَا يَفْتَتِيهِ يَعْنِي مِينَ كَمَا هُوَ قَوْلُ ابْنِ جُوزَى كَأَنَّ
 يَدَاوُونَ حَدِيثِينَ نَهْنِ بَحَاوِي جَانِبِينَ نَهْنِ سَلْزِمُ سَاكُو كَمَا هُوَ أَصْحَابُ بَحَاوِي لَكُونُوا نَهْنِ بَحَاوِي وَرَفَعِي
 كَرِئُوا كَمَا دَعَا ثَابِتٌ كَرِئُوا سَلْزِمُ نَهْنِ بَحَاوِي أَصْحَابُ بَحَاوِي نَهْنِ بَحَاوِي وَرَفَعِي نَهْنِ بَحَاوِي
 جَوَاوِي نَهْنِ بَحَاوِي سَلْزِمُ نَهْنِ بَحَاوِي سَلْزِمُ نَهْنِ بَحَاوِي سَلْزِمُ نَهْنِ بَحَاوِي سَلْزِمُ نَهْنِ بَحَاوِي
 عَدَمُ رَفْعِ كِي وَهَدِيثُ جَوَاوِي سَلْزِمُ نَهْنِ بَحَاوِي سَلْزِمُ نَهْنِ بَحَاوِي سَلْزِمُ نَهْنِ بَحَاوِي

۴
 چھپ
 است

جس نہیں اٹھاتے تھے ہاتھوں پہ تو گرہلی بکیر میں نماز سے کہا امام طحاوی نے پرستش ابن عمر
 کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع یدین کرنے دیکھا اور پھر انھوں نے وفات رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے ترک کر دیا پس نہو گایہ مگر سوچو کہ اوسکے نزدیک نسخ ہوا اس فعل کا ثابت کیا ہوگا
 اور اسناد روایت طحاوی کی صحیح اور اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے مصنف اپنی میں بھی ملاحظہ
 روایت کیا ہے کہ انھوں نے نہیں دیکھا میں نے ابن عمر کو کہ اپنا ہاتھوں کو اٹھا ہوں مگر وقت شروع
 انتہی غرض عدم رفع کی اور بہت حدیثیں صحیحہ مروی ہیں نفع نسخ کی حدیثیں لکھی ہیں اور دربارہ
 اخفای میں کہ کفایہ میں لکھا ہے مَدَّ يَدَيْهِمَا مَدَّ هَبْ مُحَمَّدٌ عَلِيٌّ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ
 عَبْدُ اللَّهِ تَرَكَا لَنَا عَلَى النَّبِيِّ الْيَمِينُ وَمَا تَرَكَهُ إِلَّا لَعَلَّ يَدَيْهِمَا تَحْتَ يَدَيْهِمَا
 مذہب عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہے فرمایا عبد اللہ بن مسعود نے آدمیوں کو خبر دیا
 ترک کر دیا اور نہیں ترک کیا انھوں نے مگر بوجہ تعلیم ہونیکے ان کو ساتھ نسخ و یا اسکی کے انتہی وقت
 سطرۃ کو بھی معذور اچھا ہر من بدلائل عقلیہ نقالیہ نسخ لکھا ہے اور نو ابصا حبیب جو بال جو ہوا
 صاحب کے پیشوایان مسندین ہیں حصول الماسول میں لکھتے ہیں کہ جو واسطے وقت گئے ہیں کہ
 فعل سنت قول کو نسخ کرنا ہے جیسا کہ قول فعل کو نسخ کر دینا ہے اور یہ حدیث میں اکثر واقع
 اور اس میں قول انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے سارق کے کہ اگر وہ پانچویں مرتبہ چور لے
 تو قتل کر دے اوسکو پھر انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایسا چور لایا گیا اور آپ اوسکو قتل
 کیا پس یہ ترک کرنا آپ کے قول کا نسخ ہوگا اور فرمایا یتب بد شیعہ کہ تو دیکھنا اور نگاہ کرنا ہے پھر جسم
 کیا غوا اور کوڑے نہ لگائے اور صحیح حدیث میں ثابت ہوا ہے کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 بنارہ واسطے کھڑے ہوئے پھر اسکو چھوڑ دیا اور ثابت ہوا ہے کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمنا
 پر چھو جیسے مجھ کو پھٹے دیکھو پھر کیا آپ خلاف اسکے کیا کرتے تھے اور ترک کر دیا بعض اسکے کہ چور کے
 تھے پس یہ نسخ ہوگا اور یہ حدیث میں بکثرت ہے واسطے اوس شخص کے جو تلاش کرے اوسکو
 اور اسکو منع کرے الا کوئی دلیل نہیں کہ تانا عقل سے اور نہ شرع سے انتہی پس عرض صاحب

سنہ ۱۰۰۰
 سنہ ۱۰۰۰
 سنہ ۱۰۰۰

اس میں جس کو باطل ہو گیا اگر پڑھ مسوخ احادیث جنہ پر تمام است کا اتفاق ہو کر مہین مگر مختلف
 مسوخ تو بہت ہیں اور مختلف فیہ جو مسوخ ہوا وہ سب آدمی عمل کیے جا سکا ثبوت کسین حدیث
 اور قرآن نہیں پایا جاتا بلکہ احادیث اس میں جو کہ متفق اور مختلف تمام مسوختات سے بچے ورنہ ان کا
 مشتبہات لازم آگیا **قولہ** نوین حدیث مسند امام احمد **اقول** معترض صاحب نے فطاحل
 کی ناخ حدیث تو بیان کر دی مگر جامع کا افطار کرنا کس مسوخ کرینگے **قولہ** لیکن سوای ان ہی حدیثوں
 جن میں اور حدیثوں کو بعض علماء مسوخ نہیں کیا ہے بلکہ اور حدیثیں بھی جو ہم نے ابھی نقل کی ہیں علماء مسوخ
 نے نقل کی ہیں علماء مسوخ نہیں کیا ہے بلکہ اور حدیثیں بھی جو ہم نے ابھی نقل کی ہیں علماء مسوخ
 ہیں **قال** جواب اس حدیث کا تو یہ ہے کہ کاترندی نے یہ حدیث ضعیف قرار دی اور حدیث ضعیف
 لائق حجت پکڑنے کے نہیں ہوتی **اقول** حاکم اور بیہقی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے ان
 اللہ علیہ وسلم قال فائما تجرحہ ما یضیع یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کھڑے ہو کر پیشاب بہنے نہ دیتے تھے اسے کیا تھا انتہی اور مرقاۃ میں ہے قال ابوالمہدی رحمہ
 بعض الناس بان تکبیر فائسا وکھڑے بعض الناس کہ لا من عند فائسا یہ نفویس کہا
 ابوالمہدی نے کہ بعض آدمیوں نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی رخصت دی اور بعض نے اس کو
 بلا عذر مکروہ جانا اور ہم اس کے قائل ہیں انتہی پس قول عائشہ نہ کا اس پر محمول ہے کہ بلا عذر نہیں
 چاہیے اسی طرح عمر نہ کو منع کرنا بھی اس پر محمول ہوگا اور امام شافعی سے بھی منقول ہے کہ عرب میں
 ہو کر پیشاب کرنے کو پٹھہ اور کرکی در کیا واسطے شفا جانتے ہیں شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 پیشاب کر کے در ہوگا جو آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا ورنہ عادت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یوں نہ تھی
 اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ ان بیٹھنے کی جگہ نہ تھی بوجہ وقوع نجاست کے اس لیے آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا پس جب حاکم اور بیہقی سے بھی اون دونوں حدیثوں میں
 عمر نہ اور حضرت عائشہ نہ کی مؤید روایت موجود ہے کہ بوجہ زہم کے تھا اور متفقین سے بھی یہی منقول
 ہوا کہ وہ عذر پر محمول کرنے کو بہتر جانتے ہیں پس ہم کس طور سے امام شافعی کے اس قول کو

۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰

تسلیم کر لیں کہ وہ کہتے ہیں کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا رخصت ہو اور بیٹھ کر پیشاب کرنا عریت ہو حالانکہ
 جسور علمائے نزدیک بلا غدر کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے کہ اس طوین اکثر چھبٹین پیشاب کی
 بانو بڑ بڑاتی ہیں اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی عادت تھی مان
 جو ایک آدم مرتبہ ایسا ہوا سو وہ بغیر تحا اور تقریر پر عرض صاحب ممتنع ہوتا ہے کہ لوگو! مستانہ
 پیشاب کی عیسے رغبت زیادہ ہے کیا ہوا طہارت اور پاکیزگی اگر نسلاً بعد نسل آبائی اور جدادی ہوتی تو ہر
 طبیعت اس طرف نہ جاتی اور یہ چال کفار کی پسند نہ آتی لیکن حضرت تواب سلمان کے ہون اور دل
 میں ہی خوب بپاؤ کوئی سائی ہے یہ **ہے** دہن زنگ ریشہ درخت خبرہ نہفتہای بدلتی شود پیدا
قولہ مکرگئے اور خنصر کیا چیز ادب باغت دینے سے بھی پاک نہیں ہوتا **اقول** اس پر کوئی دلیل
 حدیث اور قرآن سے پائی نہیں جاتی کہ گئے کا جہڑ ابھی دباغت پاک نہ ہو بلکہ حدیث میں ہر چڑ
 طہارت دباغت معلوم ہوتی ہے اور خنصر کیا چیز ابو جہڑ وارد ہو آیت کے اس مستثنیٰ میں آو گئے ہن
 نہ کوئی آیت آئی اور نہ کوئی حدیث وارد ہے کہ اس کا جہڑ ادب باغت پاک نہ ہوتا ہے چنانچہ بیان اسکا
 سرحدین مخالفہ کے جواب میں گذرا **قال** جواب یہ کہ حضرت کا آخر فعل وضو نہ کرنا ثابت
 ہو سکتے یہ لازم نہیں آتا **اقول** یہ قول معترض صاحب کا امام بخاری کی عبارت کے سراسر
 خلاف ہے کیونکہ اسی جواب میں ہم نے اوٹنی عبارت نقل کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر فعل رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کیا جائیگا ورنہ نماز میں مقتدیوں کو بیٹھنا جب کہ امام شجاع ہو جائے تو جو جائیگا
 بیٹھنے اور زمین بون نہیں کہہ سکتے کہ بیٹھنا بھی جائز ہے اس طرح زمین قیاس کرنا چاہیے اور نوالصباح
 بسو پال کی عبارت جو ہم نے اسی جواب میں نقل کی ہے اس کے بھی یہ قول مخالف ہے کیونکہ اوٹنی
 کہا ہے کہ جب وہ کہ یہ مذہب ہے کہ فعل قول سم و قول فعل سے نسخ ہو جاتا ہے علاوہ اسکے حدیث
 تو صقاحہ امت مسلمہ سے لگا کر سے معلوم ہوتا ہے کہ آگ کی پکی ہوئی چیز وضو کرنا واجب ہے اور
 اس کو نون اور یعنی وہ جو پاؤں استحب نہیں پائے جاتے فقط ایک صورت یعنی بڑی پس
 جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا کہ آپ ایسی چیز کمانے سے وضو کرنے کو نہیں فرمایا

پس اس حدیث کے منسوخ ہونے میں تو کچھ کلام نہ آیا اب استصحاب ضو کا اور حدیث سے ہوگا
 اس کیونکہ وہ سکن ورا سین اگر پہلے استصحاب ہوتا تو اب بھی باقی رہتا حالانکہ پیشتر کے استصحاب
 ثولی بھی قائل نہیں اور نہ الفاظ مختلف ہی اور یہ کہ انکار مع وجوب استصحاب باقی مینا ہی پس ثولی کی
 نہیں مرقہ ہوا استصحاب کے ضرور قائل ہونے پر جو از وضو و منسوخ ہو میں حدیث کے کلام نہیں
 غرض حدیث کا جو حکم یہ وہ قطعاً منسوخ ہی اس کا نام منسوخ قطعاً ہی کچھ خاص تصریح ثولی پر نہ ہو
 منسوخ نہیں ورنہ جب امام شیکر نماز پڑھے تو قند یو کو بھی ٹھکڑا ٹھکانا جائز ہو جائیگا کیونکہ لاہور
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حکم کی تصریح نہیں جس کے معترض صاحب قائل ہیں بلکہ فقط
 فعل آخری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ٹھکڑا ٹھکانا اور قند یو ٹھکانا رہنا یا پا گیا ہی اس جہو
 نسخ کے قائل ہو گئے ہیں اور امام بخاری بھی اس کے قائل معلوم ہوتا ہیں چنانچہ پیشتر ہم عبارت اولی
 نقل کی تھی کہ پر شایہ معترض صاحب نے یہ مقام بخاری کا نہیں کیا جو صاحب اسات کی تقلید کی
قولہ حدیث خیم سنا امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ میں روایت ہے و طعن
 علی رضی اللہ عنہ **اقول** یہ حدیث بشرط حدیث سے قوی ہے چنانچہ تحقیق اسکی سولہوں
 مسائل سے مسئلہ اول جواب میں خوب تفصیل موجود ہے ملاحظہ فرما **قولہ** لیکن کہ میں نماز پر مبنی
 برقت جائز ہو جیسا کہ سند امام احمد **اقول** عجب تماشہ کی بات کہ یہ صحیح بخاری کی حدیث
 جنین اوقات مکرر ہر کی تصریح ہی اونکو تو ترمذی اور ابو داؤد کی حدیث خاص کیا جا اور ترمذی اور
 ابو داؤد کی حدیث کو اون حاشیوں سے خاص کیا جا اور فقط ایک حدیث سند امام احمد و ترمذی کو متواتر
 ترجیح دیا اور انکوں سے حدیث خاص کر لیا جا حالانکہ یہ حدیث ضعیف ہے چنانچہ فتح القدیر میں
 لکھا **وَهُوَ مَعْلُولٌ بِأَرْبَعَةِ أُمُودٍ أَنْقِطَ عَنْ مَابَيْنَ الْجَاهِدِ قَانَ ذَرَفَ قَانَهُ الَّذِي**
يَرْفِيهِ عَنْهُ وَضَعَفَ ابْنُ الْمُوَكَّلِ وَضَعَفَ مُحَمَّدٌ مَوْلَى عَفْرَاءَ وَاضْطُرَّ ابْنُ سَنَدٍ
وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَأَدْخَلَ قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ بَيْنَ مُحَمَّدٍ هَذَا وَبَيْنَ الْجَاهِدِ وَرَوَاهُ
سَعِيدُ بْنُ سَلَمَةَ فَاسْقَطَهُ مِنَ الْبَيِّنَاتِ یعنی یہ حدیث جہو ہے معلول ہے قطعاً صحیحاً

۷۰
 فی القضاۃ
 فی المسائل
 فی الجہات
 فی المسائل
 فی الجہات
 فی المسائل

مجاہد اور ابو ذر کی کیونکہ مجاہد ابو ذر سے روایت کرتے ہیں اور ضعیف ہونا ابن موطا کی راوی کی اور
 ضعیف ہونا مولیٰ عفراروی کا اور اضطراب سند راوی کی کا بھیقی نے جو روایت کی اوسین میں
 بن سعد کو در بیان حمید اور مجاہد کے داخل کیا اور سعید بن سالم نے اوس کو در بیان اسے اور ادا انتہی
 پس اس حدیث کو بوجہ ضعف ترک کرنا چاہیے اور اون و لون حدیث نہیں یوں تطبیق دی جا
 کہ چونکہ وہ لوگ بعض غرض فاسدہ بعض اوقات میں طواف اور نماز اذین کو منع کرتے تھے اس لیے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون کو خاص خطاب کر کے فرمایا کہ نماز اور طواف سے کیونکہ منع کیا
 جب چاہا پڑھے اور طواف کرے پس اس قول میں اوقات مکہ وہ شامل کرنی بڑی کج فہمی ہے اور نہ
 ہست درہم فی **تصحب** انصاف کو کھو دیا ہست تو بہتوں کو اندھا کیا یہی وجہ ملا علی قاری
 مرقات میں ہے **بن تری** بن تری کہ **قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ أَهْلِ الْكِتَابِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**
وَمَنْ بَعْدَهُ الصَّلَاةُ مَكَّةَ الْبَيْتِ بَعْدَ الْعَصْرِ بَعْدَ الصُّبْرِ وَبِهِ يَقُولُ سَفِيَاءُ النَّوْ
وَمَا لَكَ بِنِائِسٍ بَعْضُ أَهْلِ الْكُوفَةِ یعنی تحقیق مکہ وہ بانا ایک قوم نے اہل علم سے صحابہ رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم کے سے اور جو بعد اون کے میں نماز پڑھنے کو مکہ میں بھی بعد عصر اور بعد فجر کے اور اس کی
 قائل بن میان ثوری اور امام مالک اور بعض اہل کوفہ تھے **قال** حدیث و ہم سلم بن روایت
 ابن عباس سے کہ کہا جمیع کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے در میان ظہر اور عصر اور مغرب اور
 عشا کے مابین میں سوای خوف اور سوای تنگی کے **القول** **بن تری** میں **وَجَمِيعُهُ مَا فِي**
هَذَا الْكِتَابِ مِنْ حَدِيثِ هُوَ مَعْلُومٌ بِهِ **وَبِهِ أَخَذَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مَا خَلَا**
حَدِيثَيْنِ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ
بِالْمَدِينَةِ وَالْمَغْرِبِ الْعِشَاءِ مِنْ غَيْرِ خَوْفٍ وَلَا سَفَرٍ وَلَا مَطَرٍ وَحَدِيثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدْهُ فَإِنَّ حَاكِمِي الرَّبْعَةِ قَاتِلُوا بَيْنَهُمَا
 حدیثین جو اس کتاب میں ہیں اور پر عمل ہو اگرچہ بعض اہل علم نے انکار کیا ہوا سو اود حدیثوں کے ایک نے
 حدیث ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا کو بغیر خوف

۴
 بن تری
 بن تری
 بن تری
 بن تری

بن تری
 بن تری
 بن تری
 بن تری

اور بلا ضرورت باہر نکلیں جمع کیا اور دوسری حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ فرمایا آپ
 جب نماز پڑھیں وہ لگاؤ اس کے پس اگر پھر سے جو بھی بارپس نہیں کرواؤ سکو انہی اس عبارت
 قرآنی سے معلوم ہوا کہ ظاہر اس حدیث ابن عباس کا کوئی بھی قائل نہیں ہوا بلکہ وہ حنفیہ
 جمع صوری مراد لیتے ہیں اور یہ صورت آیت **إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا بَاقًا** کو
 کے زیادہ مناسب ہے یعنی نماز مسلمانوں پر فرض وقت میں کیا گیا ہر اتنی اور صحیحین میں جو حدیث
 عبد اللہ بن مسعود روایت ہو کہ میں نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک وقت میں دو نمازیں
 جمع کرتے سوائے عود اور مزدلفہ کے نہیں دیکھا اس حدیث کے مخالف نہ ہوگی ورنہ قرآن و صحیح بخاری
 اور خود صحیح مسلم کے خلاف ہو جائیگی اور عرض صاحب تو خود فرما چکے ہیں کہ جہاں تک تہلیل و تہلیل
 چاہیے وہاں نہ ہو گیا ہو کیا کہ فقط اپنے مذہب کی تقلید سے قرآن اور حدیث صحیح کو اور حدیث کی
 وجہ کہ حسین بن علی ایک وقت کے جمع ہوئے تھے جن میں چھوٹے شنباش مرحبا تقلید جلد کسی کے لئے
 خود افضیحت دیگر انرا نصیحت تہنہ جانا تھا کہ یہ خود شعب معترض صاحب کے مسائل دینیہ میں غالی
 خلوص اور سوزی نہ ہو گا لیکر اب جو غور سے دیکھا تو روٹھو گا مذہب یا چندین شکل برای اہل کا
 نقشہ نظر آئے **بلا ضرورت** تھے پہلوئیں لگاؤ جو چہ اتوا کہ قطر خون مکلاہ اور ابن عباس سے
 جو اسکی وجہ بیان کی کہ تا امت کو آسانی ہو اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جمع صوری ہو کر کہ
 جمع حقیقی لینا تو قرآن اور حدیث کے مخالف ہوتا ہے پس واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 یہ نماز پڑھی تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اگر کوئی شخص کسی جگہ دونوں نمازیں پڑھے یا نہ پڑھے ایک کا
 اخیر وقت ہو اور دوسری کا اول وقت ہو پڑھیکا تو جائز ہو کیونکہ بعض اوقات آدمی ایسے کام میں
 مشغول ہوتا ہے کہ ہر بار نماز کے واسطے اوشناد شواہ معلوم ہوتا ہے تو یہ صورت اگر ثلوی کر لیکتا تو کچھ
 مضائقہ نہیں چرچن جمع صوتی نہیں خوب تہلیل ہو جائیگی اور جمع حقیقی بغیر عذر کے لینا تو کسی کا بھی
 مذہب نہیں فقط معترض صاحب کی ایجاد ہو اور گمراہی کا اجتہاد ہی ہے اجتہاد آپ کا گمراہ ہے گا
 تو قدر ہدایت کا ابر رہے گا اور تفصیل اسکی بہنے سلسلہ سی اس کے جواب میں و بیان کر دی ہے

بحث نہید مطلق حکم و فقط اپنی رائے سے الفاظ کو خاص کر لینا معترض صاحب بحث بہت بے پرواہ
 کچھ نہیں اور کرتے کچھ نہیں اس جواب کی بنا محض تقلید جاہل پر ہے جو کہ کہا بعض علماء نے یہ حدیث
 منسوخ ہو کر آہ **اقول** یہ حدیث منسوخ نہیں اگر کوئی شخص کسی ضرورت یا بجا وغیرہ پر اس
 کثیر نہیں لیکر تو کفار و اوسیر آجائیکا چنانچہ تحقیق اسکی سلسلہ سی و سوم کے جواب میں گذر چکی ہو کہ
 جواب یہ کہ یہ حدیث ابوہریرہ کی بحال ہے منسوخ نہیں کیونکہ افضل بات یہی ہے کہ نبی و رضوان میں
 فجر سے پہلے پہلے نہ لے **اقول** سند امام احمد اور ابن حبان کی حدیث سے تو یہ معلوم ہوتا ہے
 کہ روزہ اور کانہین ہونیکا پھر معترض صاحب اسکو کس طور سے بحال خود فرماتے ہیں یہ حدیث مشک
 منسوخ ہے بخاری اور مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 جنابت میں جماع سے صبح کرتے تھے پھر نہاتے تھے اور روزہ رکھتے تھے انہی پسین حدیث اور وہ
 آیت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی ناسخ ہوگی اور اس حدیث سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی جب انکو عائشہ رضی
 اللہ عنہا کی حدیث پونہجی رجوع کیا چنانچہ مسئلہ اختتام میں لکھا ہے قرابت کیا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث
 امام احمد اور ابن حبان پس جواب یا ہی اسکا جہ ہوگا کہ یہ حدیث منسوخ ہے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس
 سببکہ انکو عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پونہجی رجوع کیا اور موافق فرمایا کہ انہی صحابیہ کے
 قوی دیا انہی پس تعجب ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جو راوی اس حدیث کے ہیں انھوں کو اس رجوع
 اثر لیا مگر معترض صاحب ہی نہ اسکو بحال خود رکھتے ہیں شاید اسی عقل اور فہم کے اعتبار سے منسوخ
 صاحب تقلید ایسے سے کہ نہ کتنی اختیار کی ہو جائے لیکن انہی میں اور ایسا راجع ہیں کسی تقلید
 واجب ہے آئندہ انکو اختیار ہے ہمارا کام سمجھانا ہی بارہا آپ کے چاہو کہ مالونہ مالونہ
 جواب یہ کہ حدیث ابن عباس کی بحال ہے منسوخ نہیں کیونکہ یہ فرض ہے کہ رضوان ہاشمی کے
 دن روزہ رکھنے کی فرضیت منسوخ ہوئی ہے نہیں کہ عاشور کے دن کا روزہ رکھنا ہی چاہیے بلکہ
 رکھنا ہاشمی کے دن کا سبب ہے کہ **اقول** قلنا اس حدیث منسوخ ہے روزہ ہاشمی کے
 مستحب ہے اور امام نہیں کیا بلکہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکا استحباب ہی پاجاتا ہے

سید محمد علی بن ابی طالب

Handwritten signature: *Handwritten signature*

بمحو پاں کے اور کوئی کتاب حوالہ دینے کو نصیب نہیں ہوئی کہ اکثر اس کتاب میں اوغین کی کتابوں
 طوئے کچھ قدوال میں کالا ہی حال نکد اور ہزاروں معتبر کتابیں تقدیم میں متاخرین کی موجود ہیں اور طوئے
 کہ صرف نام کتاب کا لبا جو عربی عبارت میں لکھ دیتے ہیں اور کہیں اس کے مصنف یعنی نواب کمال کا
 نام محو لے سے بھی نہیں لیتے کہ نام لکھنے سے کتاب کا اعتبار تارسیگا کہ لوگ سجا گئے کہ کتاب میں
 اوکی بوجہ مسائل مزورہ اور کثرت غلط کے پایہ اعتبار سے ساقط ہو گئے خصوصاً جب کہ جناب علامہ
 جلیل فاضل منیل مولانا محمد عبدالحی صاحب لکھنؤی ام فیضہ الصوری المعنوی اوکے افلاط فاحشہ اور
 مسائل دودہ کا ابراز النبی میں اعلان کر دیا ہو اور فی الحال بھی کتاب تبصرۃ الناقد کا رد لکھتے ہیں اور
 آئندہ بھی ان کا بیچا نہ چھوڑینگے انکی ساری قلعی کھولینگے تو ابھی اول ہی رہتا ہو کیا آگے آگے
 دیکھتے ہو تاہی کیا پھر کلاس کیا و لکل صیقل تحقیق ہر کتاب میں جناب لکھتے ہو تا چلا آیا ہو
 کتاب حصول الما سول کے صفحہ ۲۰ میں اس حدیث کے منسوخ ہونے کی تصریح بھی تو کر دی ہے متعرض
 قاعدہ او سکا دیکھ کر اعتراض تو کر دیا مگر یہ نہ دیکھا کہ اوس میں ای حدیث کو جسے متعرض صاحب فرم
 نہیں کہتے منسوخ لکھا ہو اور جبے فون یشین صحیح واقع ہوئی ہیں تو پھر فقط اس جہ سے کہ یہ مسلم کی حدیث
 ہی دوسری صحیح حدیث باوجود مساوات صحت کے منسوخ نہ ہو عین بی انصافی اور کلمہ خدا اور رو
 کی طرف کچھ اس امر کا فرق نہیں کہ بخاری اور مسلم کی حدیث کو دوسری اسی رجبہ والی حدیث سے
 ترجیح دیجھا اور اس حدیث کو چھوڑ دیا جا اور باوجود صریح مخالفت و تصریح ضمنی نسخ کے اسکو
 نسخ نہ کہنا جا از بس جمالت و نادانی جو جبے نیات میں ان لوگوں کا خیال ہو تو دنیا ساملا کون
 ٹھکانا **نامہ** ہر کہ با آخرت نازد کار کا رد نباش ہم تباہ شود **قال** اور ایک ضابطہ امام اعظم کے
 مقلد حدیث پر چلنے والو نکویہ کہ ہیں کہ صحیح بخاری میں بعض حدیثیں ایسی ہیں کہ وہ گرد لائق عمل کہیں
 نہیں چنانچہ مولوی محمد لودھیانوی اپنے رسالہ انتصار الاسلام میں لکھا ہو کہ بخاری شریف میں بعض احادیث
 ایسی ہیں کہ وہ بالکل بظاہر لائق عمل کے نہیں جیسا کہ حدیث وطی فی الدبر کی ابن عمر رضی اللہ عنہما بخاری
 واسطے تفسیریت نہاؤ کہ حضرت لکھ فائق احسن کہ انی شیعہ کے لاپس سے حجاز لو اطل کا

کتاب التمهید فی شرح منہاج

تفسیر البیان

۸۶

نفی اللہ معلوم ہوا ہا **قول** مترض صاحب کو اسوجہ مولوی محمد لودھیانوی صاحب کے
 جواب میں شوری واقع ہوئی کہ کل احادیث صحیح بخاری کو قابل عمل نہیں لایا ہوا اور احادیث ہدایہ کو
 موضوع اور موضوع بتلایا اگر یہ جوی نہ کرنے تو کچھ بحث نہ تھی سیوجہ او ضحون اس کلیہ کی نقض
 کرنے کو ایک صورت بیان کر دی ورنہ وہ خود اپنی کتاب انشاء الاسلام میں تصحیح کرتے کہ امام بخاری
 اسکے بزرگ فاضل نہیں باقی رہا اس قول ابن عمرؓ کو بنا دینا کہ اس مراد یہ ہو کہ بظاہر خلاف ہو مگر بہتر
 معلوم ہوتا ہے جب تک کسی قول کا محمل صحیح ہو سکتا ہو او سپر اسکو محمل کرنا انساب اولیٰ پر ورنہ اسکا
 یہ بھی جواب ہو سکتا ہے کہ امام بخاری کو اسکا علم نہ ہو کہ ابن عمرؓ کا مذہب صحیح حرمت لواطت و باہن
 پسنے قابل حجاز اسکی کے ہوئے ہوں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکی تصریح سن کر قابل
 ہو گئے ہوں کیونکہ اونہیے ولوقین مکی فرایت ہو جو حدیث رفوع جو اونہیے حرمت لواطت میں
 مروی ہو اسکو مترض صاحب نے فتح البیان نقل کر دیا مگر اسکے حجاز کی صورت بھی اونہیے
 مروی ہے چنانچہ تفسیر فتح البیان میں لکھا ہے وَقَدْ ذَهَبَ لَمْ يَأْتِ الْحَلْفُ مِنَ الصَّحَابِ فِي
 التَّارِيعِ وَلَا يَكُنْ إِلَى مَا ذَكَرْنَا مِنْ تَفْسِيرِ الْأَيَّةِ وَأَنَّ إِنْ كَانَ الزَّوْجَةُ فِي ذُبْرِهَا
 حُرّاً وَرَمَتْ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَنَافِةٍ وَأَبْنِ عُمَرَ وَحُجْرَةَ بْنِ كَعْبٍ لَقَدْ طَلَّقَ عَبْدُ اللَّهِ
 ابْنُ مَاجِشُونٍ أَنَّ بَعْضَ خِيَلِكُمْ كَلَامُهُمْ الْقَوْلُ طَلَّقَ فِي تَفْسِيرِهِ بَعْضُ شُعْبَةَ بْنِ مَرْثَدٍ
 صَاحِبِ بَزْزَابِعِينَ أَوْ رَأَيْتُكَ وَسَطَ كَيْفَ بَوَيْتَ نَفْسِي أَيْتَ مَن ذَكَرَ كَيْفَ أَوْ رَأَيْتُكَ زَوْجَةً لَوَاطَتِ حَرَامٌ
 أَوْ رَأَيْتُكَ بِنَ سَيْبٍ أَوْ نَافِعٍ أَوْ رَأَيْتُكَ عُمَرَ أَوْ مَجْدِبَ بْنَ كَعْبٍ أَوْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَاجِشُونٍ رَوَيْتُكَ زَوْجَةً
 لَوَاطَتِ جَانِبُ رُجُلَيْتِ كَيْفَ اسْكُنْتِ طَلَّقَ فِي تَفْسِيرِهِ بَعْضُ شُعْبَةَ بْنِ مَرْثَدٍ كَيْفَ بَوَيْتَ نَفْسِي أَيْتَ مَن ذَكَرَ كَيْفَ أَوْ رَأَيْتُكَ زَوْجَةً لَوَاطَتِ حَرَامٌ
 سَوَافِيءُ مَخَارِجِ رَوَيْتُكَ كَرِي هُوَ أَوْ مَذْهَبُ صَحِيحِ ابْنِ عُمَرَ نَكَاحًا أَوْ كَوْنَهُ مَعْلُومٌ نَهَى آخِرَ عِلْقَةٍ كَمَا سَمِعَ
 بَابُ نِكَاحٍ سَمِعْتُ قَوْمًا مَخَارِجِي أَخْبَرُوا كَيْفَ هُوَ حَالُ نِكَاحِ صَحِيحِ مَذْهَبِ مِي يَزِيدُ كَمَا سَمِعَ عِلْقَةً كَانَتْ بَعْضُ خِيَلٍ
 سَلَمَ صَدَمَ كَيْفَ جَوَابِ مَن اسْكُنْتِ بَيَانِ كَرِي هُوَ بَقِي بَاقِي رَأَيْتُكَ كَرِي هُوَ جَوَابِ مَن مَخَارِجِي لَعْدِي
 وَقَالَ عَلِيٌّ رِيحُ غُلَطٍ أَوْ رِغَالُ جَبْهَةٍ أَوْ رِغَالُ وَاقِعَ كَيْفَ بَوَيْتَ نَفْسِي حَيْثُ مَن

ٹپے تو اپنی ہی جانب چل گئی پس ایک ناز بیٹھ کر ٹپھائی اس نے پیچھے آپ کے بیٹھ کر ناز پڑھی پس جب
 فارغ ہو فرمایا کہ امام اس واسطے مقرر ہوا ہے تاکہ اس کی اقتدا کی جائے جب کہ ٹپے ہو کر ناز پڑھے
 تو تم بھی کھڑے ہو کر ٹپھو اور جب کوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب اوٹھے تو تم بھی اوٹھو اور
 جب سجدہ اللہ علیہ السلام کی گئی کہ تو تم رکعت الگ الگ کی کہو اور جب بیٹھ کر ناز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر
 ناز پڑھو کما حمید علیہ السلام فرما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ جب ما بیٹھے تو تم بھی بیٹھ کر ناز پڑھو
 یہ قول رض سابق میں تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد اسکے بیٹھ کر ناز پڑھی اور آدمی تجھے
 آپ کے کھڑے ہوئے تھے نہیں حکم کیا او کو بیٹھنے کا اور نہیں عمل کیا یا تا اگر اخیر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم پر امتی اس معلوم ہوا کہ یہ دونوں حدیثیں اخیر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوخ ہیں
 اس طرح جمہور اسکے منسوخ ہونیکے قائل ہیں اگر اب بھی محض صاحب مانین ہوا اسکا کچھ علاج نہیں
۵ ہرم آزدگی غیر سبب علاج اس طرح صوم عاشور کی حدیث بخاری کی منسوخ ہے
 غرض بہت حدیثیں بخاری اور مسلم کی جمہور کے نزدیک منسوخ ہیں مگر معترض صاحب یہی کہے جائینگے کہ بخاری
 بخاری کی قابل عمل ہو غرض منسوخ احادیث کے ہونے کچھ صحیح حدیثوں میں قیامت لازم نہیں آتی
 صحیح ہونا اور شیوہ اور منسوخ ہونا اور امر و نہی **قال** معترض صاحب یہ مذہب حنفی کی کتابیں ہیں
 دیکھ لیتے تو بخاری پر کبھی بھی اعتراض نہ کیا کہ ان میں انھوں نے تو اپنی انھیں اور زبیر کان بند کر لے
 ہیں **۵** آنکھیں گنہ گندہ ہیں تو پھر دن بھی رات ہو اس میں صور کیا یہ جھلا آفتاب کا بخلاف
 مذہب امام بخاری کے یہ نہ خیال کیا کہ طحاوی الدبر تو مذہب غیبی ہی ہے طحاوی بخاری بخاری امام طحاوی سے
 خفیہ جو کہ عینی اور ابن ہمام کا بھی پیشوا ہے بخاری بخاری بخاری بخاری بخاری بخاری بخاری بخاری بخاری
 میں ہر دو ایضاً بن القاسم بن عبد الرحمن بن القاسم قال ما لا یحدث احدا ان اقتدا
 بہ فی حدیثی شاک فی انہ احادیث یعنی وطی المراءۃ فی درجہائہ و انساؤ کو کثرت لکھو
 ثم قال قاضی شافعی ابن من ہذا یعنی روایت کی اصح بن فرج نے نقل کی اس نے عبد الرحمن
 ابن قاسم سے کہا اس میں کیا ہے کسی کو کہ اقتدا کرو نہیں ساتھ اس کے چرچ وین آپ کے جو کہ ہر گز

پنج اوسکے تحقیق وہ حلال کی معنی جماع کرنا عورت کو اوسکی دہرین پھر پڑھی یہ بیت عورتیں تمہاری
 کہتی ہیں تمہاری پھر کہا پس کوئی چیز بہت ظاہر ہو اس سے میری دلیل ہے کہ اس پر حنفیہ کے نزدیک عورت
 دہرین میں طہی کرنی حلال ہے **اقوال** جب معترض صاحب کو اصحاب تصار الاسلام کے کچھ
 نہیں پڑا تو آخر اپنے ہندو پچھو کی اصالت پر آگئے یہ تو بکنے لگے حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ علیہ کو
 لکھتا ہے کہ لگے اگرچہ جواب نہ کی تیر کی دندان شکن اس بی ادبی اور بیوگی کا ہمارا پاس موجود تھا
 وہاب مذہب کے خلاف مجھ کو اس زبان قلم کو دکھا اور اس پر عمل کیا کی کہ نہ بیوگی کے دریاغ جاہل قلم
 تو یہ لاکھ دندان گرچہ سگ پائیت گزیدہ اور سوائے اسکے معترض صاحب کو کچھ خدا کا خوف بھی نہ آیا
 جو حنفیہ کی طرف ایسے فعل شنیع کی نسبت کی اور حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ نہایت حق اس امر میں قانع
 تھا امام طحاوی حکایت اگر کیا کہ قول ابنی کتاب میں بیان کریں تو او کا قائل ہو گا کہ اسے سمجھا گیا وہ لازم
 آئیگا کہ جتنے معترض صاحب نے حنفیہ کے اقوال اپنی کتاب میں بیان کیے ہیں سب کے معترض صاحب بھی
 قائل ہیں اور قرآن اور حدیث اور فیسر میں برابر مخالفین کے اقوال موجود ہیں اوسکو نقل کرے یا نہ کرے
 مذہب کہنا اس سے بڑھ کر اور کوئی جہالت ہوگی قرآن شریف میں تو ان اللہ نکالت ثلثہ بھی
 موجود ہی پھر کیا اس قولہ کفار کو معترض صاحب اپنا مذہب نہیں لیتے استغفر اللہ قول مشہور نقل
 کفر کفر نباشد سے بھی کان آشنائو کیونکہ وہ ابصاحب میر جھوپال نے اوسی تفسیر فی البیان کے صفحہ
 مذکور میں لکھا ہر وی عن سعید بن المسیب و کافیر و ابن عمر و محمد بن کعب یا انظر
 و عبد الملك بن المكارم حشون انک یحرمون ذلك یعنی سعید بن سید بن رافع اور ابن عمر رضی اللہ
 محمد بن کعب اور عبد الملك بن ماجشون یہ روایت ہے کہ وطی فی الدرر جائز ہے اتنی پس اسکو
 صاحب تفسیر فی البیان کا مذہب کہنا معترض صاحب ہی کو زیبا ہو اس طرح حنفیہ شافعیہ اور
 مالکیہ کے اقوال کماور شافعیہ حنفیہ اور مالکیہ کے اقوال کو اپنی اپنی کتابوں میں برابر نقل کرتے چلے آہیں
 او کو ناقل کا مذہب کہنا معترض صاحب ہی کا مسلک ہے صاحب تفسیر فی البیان نے مقام میں
 مذہب لکھے ہیں تو یہ بھی ہمارا امام مالک سے بھی بعضوں نے اسکے جواز کو نقل کیا ہے اسکی سند کیو امام طحاوی رحمہ

کتب
 یکصد و بیست و پنج

جلد
 ۴

الشافعی فی ذلک قال الشافعی یصل علی تحلیہ فی سائر کتبہ من کتبہ یعنی اور تیس
 حاکم اور دارقطنی اور خطیبی نے امام مالک کے کی طریقوں کے ساتھ اس چیز کو روایت کیا کہ جو وطی فی
 الدبر کے حلال ہو تو مقتضی یہ حال کہ اسکی اسناد وغیرہ ضعف ہو اور روایت کی امام علی و جعفر
 اللہ علیہ محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم کے تحقیق انھوں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو کہہ فرمایا
 کہ اس شخص نے صلی اللہ علیہ وسلم سے وطی فی الدبر کی حالت میں کوئی روایت صحیح وارد نہیں ہوئی
 اور قیاس پر بھی عمل کیا کہ جلال و اور تحقیق روایت کیا اسکو ابو بکر خطیب نے کہا ابن الصباغ نے کہ ہم
 لٹا تھا بیچ اوس النکاح کے سوا اوسکے ذکر کوئی اسبوع و نہیں ہے ہرگز نہ تحقیق کہ جھوٹ باندھنا
 ابن عبد الحکم نے امام شافعی پر اس سلسلہ میں اس کے کہ امام شافعی نے اپنی چھوٹوں کو ابو نعین بن ابی
 تصریح کر دی کہ وطی فی الدبر حرام ہے انتہی اور وہی تفسیر ابیان میں بعد ان اقوال کے یہ بھی لکھا کہ
 ولا یجوز لک ان یعمل علی اقوالہم یعنی اور جائز نہیں کیونکہ ان لوگوں کے اقوال پر عمل کرے پس
 جب کسی نے بعد نقل اقوال مخالفین کے تصریح کر دی کہ وطی فی الدبر ناجائز اور حرام ہے اور اس کے جواب میں
 بعض ضعیف راویہ سے قول پر عمل نہ کرنا چاہیے پھر کوئی جاہل اور گھوٹکا اندھا بھی اس سے نہ جھجکا
 کہ ان عبارات منقولہ کا مضمون ناقل کا مذہب ہو اور خفیہ کے قائل ہیں مگر عرض صاحب کتاب کہ
 نوخون فاسد تصدیقاً و تزائراً و زلزلہ صدر کے کاف و باغ میں نزول اجلال فرمایا حتی و باطل کے نور
 ظلمت میں امتیاز نہ رہا اور عرض صاحب کتاب اولیٰ کہ اوغین پر صاوت آیا کہ آنکھیں اگر بند نہ ہوں
 تو بھروسہ بھی لات ہوں اس میں قصور کیا ہی عجب آفتاب کا یہ **قال** اور یہی باعث ہے کہ خفیہ غور کی
 دہرین وطی کرنا اسے پر حد مارنے کے قائل نہیں چنانچہ عینی شرح ہدایہ میں لکھا ہے **انما قول**
 حد کا لازم نہ ہونا اس امر کو مستلزم نہیں کہ یہ فعل حرام بھی نہ ہو سیکر وہ فعل حرام میں مگر وہ نہیں نہیں
 چنانچہ پیشاں انسان کا پینا سیکر نزدیک نامی مگر جوار میں سیکر نزدیک نہیں آئی اگر شہر ہے اس کا تو
 بیشک آجائگی اور نسبت ارتکاب فعل مذکور کے خود صحابہ میں اختلاف واقع ہوا ہے کیونکہ
 اگر میں جلا ناؤں کیونکہ نزدیک ہوا اور سپر گرا دینا اور کیونکہ نزدیک ہند مکان اگر گھر ہمارا نہ ہو

و یجوز لک ان یعمل علی اقوالہم

کشف الکیفیه و البیوت
مؤلف: محمد بن علی

جس اگر اس میں حد لازم ہوئی تو صاحب اسے یہ قول مروی نہ ہونے البتہ حنفیہ کے نزدیک ایسے شخص کی تعزیر لازم
 ہے بلکہ تعزیر یا رد النہامی جائز ہو اور حد شرعی کہیں شرع میں ثابت نہیں فقہ میں کہیں اس فعل کو جہاں
 نہیں لکھا اگر مگر عرض صاحب کو بڑی وقت بڑی کیونکہ تاویل کرنا تو وہ بخاری وغیرہ میں جرح سمجھتے
 ہیں جس بلحاظ لاؤ گوا اسکے جواز کا قائل ہونا پڑ گیا ورنہ اس قول سے باز آئیں اور یہ نہ کہیں کہ ہر بات
 بخاری کی قابل عمل ہو ورنہ مولوی محمد اور دھیانوی کا اعتراض اور پنجہ جرح جائیگا ثانی نہ ملے گا
 چرکہ کی کذا عاقل کہ باز آئی پشمانی **قال** است محمد کیا اس بات پر اتفاق ہو چکا ہو کہ بخاری ابو
 مسلم کے برجستہ ہیں اور قوت عمل میں تمام حبان میں کوئی کتاب نہیں ہے چنانچہ کاشیخ الاسلام
 نے شرح نخبة الفکر میں **انہم اقول** اسی شرح نخبة الفکر میں لکھا ہوا **الرجال الذين تكلموا فيهم**
من رجال مسلم اكثر عدداً من الرجال الذين تكلموا فيهم من رجال البخاري اسے
 یعنی تخمین وہ رجال جن میں کلام کیا گیا ہو مسلم کے رجال میں زیادہ ہیں اور جن رجال جن میں کلام کیا گیا ہو
 بخاری کے رجال سے انتہی اور شرح نخبة الفکر میں ملتا علی قاری اسی مقام میں کہتے ہیں **فان الذين**
تكلموا فيهم اكثر عدداً وخسة وندون رجالاً والتكلم فيهم بالضعف
من ثمانين رجلاً والذين انفرد بهم مسلم تسعة وخمسون رجلاً والتكلم
فيه منهم مائة وستون رجلاً على الضعف لئلا ذكره الشيخ اوى في شرح
الفية العراقية یعنی وہ لوگ جسے فقط امام بخاری نے روایت کی ہے چار سو پچیس آدمی ہیں جو ان کے
 ضعیف راوی ہیں وہ قریب اسی آدمیوں کے ہیں اور جن لوگوں نے فقط امام مسلم نے روایت کی ہے
 چھ سو اور بیس آدمی ہیں اور ضعیف ان میں سے ایک سو ساٹھ شخص ہیں دونوں اوس سے
 اسی طرح ذکر کیا اسکو امام سخاوی نے شرح الفیہ عراقی میں انتہی غرض کتاب بخاری باضمار
 اکثر احادیث صحاح کے اور کتابوں سے زیادہ صحیحی اسے اکثر نے اجماع کر لیا ہے اسکو ہم بھی تسلیم
 کرتے ہیں مگر یہ کہنا کہ ہر حدیث اسکی اور سبکی حدیثوں سے گودہ کیسے ہی صحیح ہوں زیادہ صحیح
 قابل محبت ہو قابل تسلیم نہیں چنانچہ تحقیق اسکی سلسلہ چاروں ہم کے جواب میں گذر چکی آدمی کو

چاہئے جس درجہ کی جو کتاب ہو اسکو وہی رکھنا چاہیے مگر حضرات ظاہر یہ تو بخاری کے ساتھ
 قرآن کو بھی نہیں مانتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں انصوص مریکہ کی بھی کچھ حقیقت نہیں جاہلین
 یہ انکی زیادتی ہر انا اللہ کا محبوب العتدک فی ثبوتی تحقیق حق تعالیٰ صدمے تجاوز کرنیوالو کو دوست
 نہیں کہتا **قولہ** اور ایک خالط امام اعظم کے مقلد مولوی محمد لودھیانوی نے حدیث پر چلنے والوں کو
 یہ باجوہ بخاری میں ہے کہ اگر شراب میں پھٹی ڈالکر ذرا جوہ میں رکھ کر پے تو درست ہے **آخر قولہ**
 چونکہ معترض صاحب بخاری ہر قول کو قابل حجت سمجھتے ہیں پس ونگو شراب کسے کر میں کچھ بھی کلام
 کرنا نہیں چاہیے اور بلا چون و چرا تسلیم کر لینا سب سے بدتر ہے اور نہ اس کے قاعدہ کے خلاف ہو اور یہ
 لازم آئے گا کہ جو مذہب قابل عمل معترض صاحب کے نہیں اسکو امام بخاری ثبوتی درج کیا **قالہ**
 لیکن انھوں نے یہ نہ خیال کیا کہ ہمارے مذہب کی فقہ کی کتابوں کا تو کوئی باب بھی ایسا نہیں ہے جو کہ
 پورا پورا لائق عمل کے ہو کیونکہ ہزار مسائل میں جو امام اعظم اور اس کے شاگردوں ابو یوسف
 امام محمد اور امام زفر کا اور امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل وغیرہ کا آپس میں اختلاف ہے
 انہیں کس کو سچا جانا جاوے اور کس کو سچا نہ جانا جاوے اور کس کو خدای تعالیٰ اور اس کے رسول
 کے حکم کے مطابق سمجھا جاوے اور کس کو نہ سمجھا جاوے ذرا بتلا تو دیجئے **اقول** کیا خودی وغیرہ تو
 کیجئے کہ تمام کتابیں اسے پر ہیں کہ حق پر ہارن مذاہب میں دائرہ تو اور ہر امام حق پر اختلاف
 ستانی حقیقت کے نہیں ہو سکتا بلکہ اس قسم کا اختلاف تو امت کی واسطے موجب محبت ہے اور علماء
 امام کا موافق قرآن حدیث کے ہے مگر مخالف نہیں اور معترض صاحب کا یہ کہنا کہ فقہ کی کتابوں کا کوئی
 باب بھی ایسا نہیں ہے جو کہ پورا پورا لائق عمل کے ہو محض لغو و بادرہوای اس واسطے کہ جتنے
 مسائل فقہ کا جواب اس کتاب میں جو معترض صاحب کے نزدیک کوئی مسئلہ اسکا قابل عمل ہے تھا
 اور اسکو حدیث کے خلاف بتاتے تھے شرح و بسط کے ساتھ دیا ہے اور ہر ایک مسئلہ کا ماخذ قرآن
 حدیث سے بتلادیا ہے کیا یہ مسائل قابل عمل کے نہیں ہیں اگر موافق اعتراض معترض صاحب کے اختلاف
 فروعی کو ستانی حقیقت کے سمجھا جاوے اور بدلے میں اختلاف اقوال الہدیہ بہتدین میں شک کیا جاوے

یہ کچھ دیکھو اور بتلاؤ

بیتہ الزم مولف خلف مفسرین کا اور مفسرین پر اور ان کا آیا

کہ چاکس کو کید اور جھوٹا کہ کو میں نے بعدین وہی تقریر متعرض صاحب کی محدثین پر بھی صادق آتی
جاتی ہے کہ امام بخاری اور امام مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہم کا آپس میں
اختلاف جو انہیں سے کہ سکھ چا جانا جاوے اور سکھ چا نہ جانا جاوے اور سکھ خدای تعالیٰ اور اس کے
رسول کے حکم کے مطابق سمجھا جاوے اور سکھ نہ سمجھا جاوے اور بتلا تو دیجیے امی متعرض صاحب کی بھی
جو کہے کیوں ایسی تقریر لایینی اور ایراد یعنی کہجیے کہ خود اپنا اعتراض اولٹ کر اپنے اوپر آوے اور اپنی
بات کا الزام آپا دھکا دے اور بجز سکوت و خجالت کے کوئی جواب دے سکے نہ آوے جان میں خود
ثردہ خود کردہ راہ مان نیست اور باقی اعتراضات متعرض صاحب سے جو آخر کتاب کے ورق میں گئے
ہیں بکر میں دھوکا دینے اور کتاب بڑھا کر اس کے واسطے پھر ان مسائل کا اعادہ کیا ہے سب کا جواب
باصواب تفصیل تمام قرآن اور حدیث آپ سے اپنے موقع پر ہم لکھ چکے ہیں بیان حاجت مکرر جواب دینے کی
نہیں چاہئے تھے جسے جوابات حصہ اول کتابت مغربین کے لکھے باقی متعرض صاحب نے ضعیف التماس میں جو
وجہ دیا ہے کہ حصہ دوم میں ختم ہونے والی معاملات بلوغ المبین کے تالیف کیا جائیگا سو ہم منتظر افغانی حدیث میں
جس وقت حصہ دوم چھپ کر یارون کے ملاحظہ میں آئیگا فوراً دوسرے بھی جواب کافی اوسکا بنا کر
حصہ دوم میں فتح المبین لکھا جائیگا اور کوئی حرف بجا خلاف تہذیب و تمدن نہیں اندراج
نہ جائیگا بشرطیکہ اودھر سے بھی ایام لمحوہ خاطر رہے لا مذہبوں کو دیتے
ہیں ہم شتم و آراء و تالیفوں کو کرتے ہیں ہم ہوشیار
آب ہے سب شتم اسکا مذہب جواب میں ہے
ورد کر گئے ہم بھی وہی اختیار ہے
وَ اخذ عونا از الحمد للہ
العالمین والصلو علیہ
سید

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد لله رب العالمین
والصلاة والسلام
على سيدنا محمد وآله

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد لله رب العالمین
والصلاة والسلام
على سيدنا محمد وآله

پس قیاس کرے اور قیاس اسکا غلط ہو تو اس کے واسطے ایک نواب ہر انتہی اخیر قیاس کی سنت نبوی ہونا اس
صحاح ستہ کی حدیث سے ثابت ہو عن معاذ بن جبل ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما بعثنا
إلی یمن قال کیف تفتنوننا إذا عرضنا لك قضاء قال فنعرض بكتاب الله قال فإن لم نجد في كتاب الله
قال فنبسئ رسول الله قال فإن لم نجد في سنة رسول الله قال لجهنم برأيي ولا ألتج فخر
رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم علی صدری وقال لعل الله الذي وفق رسول رسول الله
بما يرضيه رسول الله رواه الترمذی وأبو داود والدارقطني یعنی سناہن جبل صحابی
فرمایا میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو بوجھا مجھے کس طرح حکم لگایا تو
جب تیسے پاس کوئی قضیہ آویگا عرض کیا میں نے حکم کرو لگا کتاب اللہ سے فرمایا اگر نپاوے تو کتاب
اللہ میں اسکا فیصلہ یعنی جواب صریح اسکا عرض کیا میں نے حکم کرو لگا سنت رسول اللہ سے فرمایا
اگر نپاوی تو جواب صریح اسکا سنت رسول اللہ میں عرض کیا میں نے اس وقت اجتہاد کرو لگا اپنی رای
سے یعنی کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ سے قیاس کر کے مسائل کا استنباط کرو لگا اور نہیں قصور کرو لگا
اوس میں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں کر کے ماتہ اپنا میرے سینہ پر تھپکا اور فرمایا شکری
اللہ کا جسے توفیق دی رسول اللہ کے قاصد کو اس امر کی جس سے راضی ہو گیا رسول اللہ کا رعایت
کیا اسکو ترمذی اور ابو داؤد اور دارمی نے انتہی پس اس حدیث شریف سے چند امور معلوم ہوئے
اول یہ کہ سب قضایا اور مقدمات کا جواب قرآن اور حدیث سے معلوم نہیں ہو سکتا یعنی اس طرح
کہ رعای اور غیر عامی سمجھ سکے بلکہ بعض احکام ایسے ہیں کہ جنکا استنباط کرنا حضرات مجتہدین عظام
ساتھ خاص ہو گیا وہ وہم یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتہاد کرنے کی اجازت دی اوں
میں کہ علی جواب صریح اسکا قرآن و حدیث سے وہم یہ کہ جب بنایا مجتہدین نے جواب ہزاروں
مسائل کا قرآن و حدیث سے تو استنباط کیا اوں غلوں نے اوں مسائل کو نیک جواب کو قرآن و حدیث و اجتہاد
است و قیاس سے پس یہ سب مسائل احکام شرعیہ میں داخل اور لائق عمل کے ہیں یعنی جنک کہ حکم لگا
مخالفت ہونا کسی نص صریح غیر مؤول و غیر نسخ و غیر خارج کے بغلبہ ظن نہ معلوم ہو جاوے تو
وہ سب مسائل معمول بہ ہیں اور کتب اصول میں مذکور ہو کہ اجتہاد است کا شرعی قیاس پر منعقد ہوا
بھی اگر کوئی عملی الذین یستطونہ منہم کہ تیرے قاضی کا اول لکھتا کو غفرلہ

وھایسی وشد البعلی وشدی وشدیب الاثار ودارقطنی وشمط برانی وثنی شری موطا وشدیدین
 باسناد صحیح جو روئے عن فاکل بن زحیر انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال باکم غیر المغضوب
 علیہم وکذا الصالحین قال امین وَاخْفَا بِهَا صَوْتَهُ یعنی وائل بن حجر سے روایت ہے کہ سائر رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے غار پر بھی ہیں جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ولا الضالین پر پونچھے تو آمین آتے
 کئی اتقوا ویز ظلمات کیا ہے اس حدیث کا جو صحیح ترمذی میں ہے اور روایت کیا اسکو امام احمد بن حنبل و ابو داؤد
 وھایسی و ابو یعلیٰ نے اپنی مسانید میں اور طبرانی نے معجم میں اور دارقطنی نے اپنی سنن میں اور حاکم نے مستدرک
 میں اور کما حاکم نے یہ حدیث صحیح ہے اور اگر کچھ کہہ کلام ہو شعبہ میں کہ ایک راوی ہے اس حدیث کا تو کہہ لے
 یعنی شیح بخاری اور تفسیر ابن حجر کو کہ ان دونوں نے شعبہ کو امام الحرمین لکھا ہے چنانچہ وہ حدیث ہے
 عَنْ عَلِيٍّ عَنْ وَائِلٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ غَيْرَ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ
 وَلَا الضَّالِّينَ فَقَالَ امِينَ وَخَفِضَ بِهَا صَوْتَهُ یعنی روایت ہے علقمہ بن وائل سے وہ روایت کرتے
 ہیں اپنے باپ سے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پس کیا آمین اور آتے
 کہا اسکو اور علامہ ابوالحسن شامی ترمذی کی کتاب فہر الکرام میں ہے وَعَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ
 كَهْمَلٍ عَنْ عَلِيٍّ عَنْ وَائِلٍ بْنِ حُجْرٍ قَالَ صَلَّيْتُ حَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا
 قَالَ وَلَا الضَّالِّينَ قَالَ امِينَ وَخَفِضَ بِهَا صَوْتَهُ یعنی روایت ہے شعبہ سے وہ روایت کرتے ہیں سلمہ
 بن کہیل سے وہ روایت کرتے ہیں علقمہ سے وہ روایت کرتے ہیں وائل بن حجر سے کہ فرمایا نماز پر بھی ہیں
 پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس جبکہ فرمایا آپ نے ولا الضالین تو فرمایا آمین اور بت کیا سائر اوستے
 آواز کو بھی آمین آتے تھے کئی اور روایت کیا اسکو ترمذی اور ابو داؤد اور دارقطنی اور ابن حبان نے طریق ثوری
 اور ذکر کیا اس حدیث کو ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں اور برانی نے اپنی معجم میں اور حاکم نے اپنی مستدرک میں اور
 امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں اور بعض روایت میں جو بخاری خفص بھا صوته کے ملکہ بھا صوته آیا ہے و
 معنی اسکے مدح میں نے اظہار معنی دراز کیا کے لکھے ہیں اور بعض مدح میں نے دسے مدح عارضی جو اول کلمہ میں جو آکر
 یا آخر کلمہ میں مراد لیا ہے یعنی یہ مدح قابل مدح کے ہے نہ مقابل خفص کے بہر حال اس سے جزین ثابت ہوتا ہے و نہ
 امام بخاری اس حدیث کو باوجود معلوم ہونے اسکے نہ چھوڑتے اور بالفور اسکو اپنی صحیح میں درج کرتے اور
 او ان احادیث سے جو ان کے سفیر طلب نہیں تعرض کرتے یا اس میں کوئی ایسی علت قاعدہ تھی جسکے سبب سے

حدیث صحیح

حدیث صحیح

لکھا ہوا کہ ابو داؤد و اسناد صحیح یعنی روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد نے اسناد صحیح کے ساتھ
 پس حکم کرنا حافظ ابن حجر کا ساتھ صحت اسناد اس حدیث کے ستانم ہر اس بات کو کہ حدیث
 متصل ہر مسئلہ اور منقطع نہیں اور واقع سنن ابو داؤد کو معلوم ہی کہ حدیث ابو داؤد میں طریق علقمہ
 عن ایسہ سے مرفوع ہے اس کلام سے واضح ہو گیا کہ مختار حافظ کسماع علقمہ ہی درجہ موجب تخریر و ترمیم
 یہاں بھی حکم دیتے اور صحت حدیث علقمہ بن وائل کے قابل نہوتے اور زیادہ توضیح غلط ہو عیادت
 تہذیب کی کتاب القول الجازم فی سقوط الحدیث بخارج المہارم میں موجود ہی جسکا جی چاہے دیکھے کہ جسکو
 فاضل طبعی جناب مولانا ابوالحسنات محمد عبدالحمی لکھنوی نے واسطے دفع شکوک و اوامہ فاسدہ
 وقہ و بامیہ کے تصنیف فرمایا ہے اور جوابات دندان شکن سے لازم ہو سکے مطاعن عیاد کو یکامل اوشحایا ہے
 ان البتہ علقمہ کے چھوٹے بھائی عبدالجبار نے اپنے باپ سے نہیں سنا ہی اور روایت علقمہ کی اپنے باپ سے
 تو باجماع محدثین مجتہدین ثابت ہے جیسا کہ امام ترمذی اپنی جامع میں کتاب الحدود کے باب ماجاء فی المرأة
 میں بعد ذکر حدیث کے جو مرفوع ہی طریق علقمہ سے لکھتے ہیں علقمہ بن وائل بن حجر سمع من ابیہ
 و هو اکبر من عبد الجبار بن وائل و عبد الجبار بن وائل لم یسمع من ابیہ یعنی علقمہ بن وائل بن
 حجر نے اپنے باپ سے سنا ہے جو بڑا ہی ہے بحالی عبدالجبار بن وائل سے اور عبدالجبار بن وائل نے اپنے
 باپ سے نہیں سنا ہی اور اسی بنا پر صحیح مسلم کے باب وجوب ملازمۃ جماعۃ المسلمین عند ظہور الفتن کے شروع میں
 حدیث حد ثنا محمد بن النعمان عن اسنادین عن علقمہ بن وائل بن حجر سمع من ابیہ
 وار ہی اور ظاہر ہے کہ امام مسلم اصول میں کوئی حدیث منقطع نہیں لاتے ہیں پس لکھنے نزدیک بھی کسماع کا
 اپنے باپ سے ثابت ہے اور یہ حدیث متصل السند ہے اور اس میں لفظ حدیث بھی لفظ کسماع سے آیا ہے
 اور بھی مختار اکابر محدثین کا مثل امام بخاری و سمعانی وابن عبد البر و جزیری و ابوالحسن شاذلی
 ترمذی و قاسم بن قطلوبغا و ملا علی قاری و شیخ الدلبوی کے کسماع علقمہ ہوئے و الیہ سے اور یہ حدیث
 بھی اخفا کے مؤید ہے عن الحسن ان سمرہ بن جندب و عمران بن حصین ثدا انکرا کذا
 سمرہ بن جندب انہ یحفظ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سکتین سکتہ اذا الکن
 و سکتہ اذا افرع من فراء غیر المعصوب علیہم و الا ان الکن یحفظ ذلک سمرہ و انکرا
 عمران بن حصین فکتبا فی ذلک الابی بن کعب مکان فی کبابہ الیہما و فی حجة ان سمرہ قد

اجماع محدثین کسماع علقمہ پر اپنے باپ سے

حفظ یعنی روایت بر حسن سے کہ تحقیق سمرہ بن جندب اور عمران بن حصین نے تذکرہ کیا ہے سمرہ بن
 حدیث کی سمرہ بن جندب نے کہ تحقیق مجھے یاد ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو سکنے کرنے ایک سکنے
 بعد کبیر کے یعنی بعد کبیر تحریر کے اور دوسرا سکنے بعد ولا الضالین کے اور انکار کیا اسکا عمران بن حصین نے
 پس لکھا دونوں نے خط طرف ابی بن کعب کے یعنی مدینہ میں پس جواب لکھا انھوں نے دونوں کو کہ تحقیق
 سمرہ کا حفظ صحیح ہے اور روایت کیا ترمذی نے کہ عمران بن حصین نے کہا کہ مجھ کو ایک سکنے یاد ہے فیصلہ کیا
 اول و نون خابی بن کعب نے کہ حفظ سمرہ کا صحیح ہے اور یہ حدیث ابو داؤد کی ہے اور ترمذی اور نسائی میں بھی
 کہا طبی نے باوجودیکہ شافعی المذہب ہی سیلا سکنے سبحانک اللهم کے واسطے اور دوسرا سکنے آمین کو واسطے
 کذا فی المرقاۃ اور ترمذی نے یہ بھی روایت کی کہ کہا سعید نے جو ایک وی ہے حدیث سکنے کا جو چاہے
 قتادہ سے وہ ایک راوی ہے اس حدیث کا کہ کیا ہیں یہ دونوں سکنے کتا قتادہ نے پہلا سکنے جس وقت کہ
 داخل ہو تو غار میں یعنی کبیر تحریر کے بعد اور دوسرا سکنے جس وقت کہ فراغت پاوے تو قرات سے پھر کہا
 جب پڑھو کہ تو ولا الضالین تو ای بھائی غور کا مقام ہے کہ حدیث سکنے سے جو روایت صحاح کی ہے
 خوب معلوم ہو گیا کہ آمین آہستہ کہنی سنت ہے اس واسطے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ولا الضالین
 سکنے کیا تو آمین آہستہ کہی جیسا کہ دلالت کرتی ہے اس پر یہ حدیث شیخین کی عن ابی ہریرۃ ان
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قال الامام غیر المغضوب علیہ ولا الضالین
 فقولوا آمین یعنی جب کہے امام ولا الضالین تو آمین کہو یہ تو نین فرمایا کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی
 آمین کہو کہ بتائے اس سے آمین بھی ثابت ہوئی واخیش فلیس اور یہ مدیہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم
 اور دوطای امام مالک کی ہے اور دلالت کرتی ہے اس پر روایت نسائی کی عن ابی ہریرۃ ان
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قال الامام ولا الضالین فقولوا آمین قالوا لا لا
 بقولنا آمین وان الامام یقول آمین یعنی جب امام ولا الضالین کہے تو کہو آمین ہوا سکنے
 ملا کہ کہتے ہیں آمین اور امام کہتا ہے آمین اگر امام کہے کہنا ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہوں نہیں فرمایا
 کہ امام بھی کہتا ہے تو دوسوی اسکے قول اس کے سننے پر اگر کہو تم کہے کہان آئے ہیں بلکہ میں کہو تم کہے ثابت
 ہوئی ہے اور عطا نے کہا کہ آمین دعا ہو گیا تشکک فی البخاری قال عطاء آمین دعا تو دعا ہوتی
 کہنا سکر قرآن شریف کا ہے جیسا کہ حق تعالیٰ ارشاد فرمایا اور عطاء نے کہا کہ تم کہو آمین دعا ہوتی

میں ایک
 جگہ

بولت آمین بالاضافہ حدیث سکنے

بولت آمین کے کہنے کے لئے

یعنی بکار و تم اپنے رب کو زاری سے اور آہستہ اور حضرت زکریا علی نبینا وعلیہ السلام نے بھی دعا کی تو
 آہستہ کی اذکار کی ایک آیت خفیا اور فرمایا عبد اللہ بن مسعود نے اذکار کے بعد یہ ہے
 اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالتَّوَكُّلُ وَالْاِسْتِغْنَاءُ وَالْاِسْتِغْنَاءُ وَالْاِسْتِغْنَاءُ وَالْاِسْتِغْنَاءُ
 آہستہ کے اعوذ اور سبحانک اللہم اور بسم اللہ اور آمین اور اس بحث آمین بالا خدا کو پہنچنے صفو
 ۲۲۲ سے صفو ۲۶۳ تک خوب تفصیل سے بیان کر دیا ہے جس جگہ احادیث صحیحہ اور اقوال صحابہ
 اور آیات قرآن شریف کو بھائی مسلمانوں نے ملاحظہ کیا تو اپنے لئے لو نہیں انصاف کریں کہ آمین
 آہستہ کہنے میں خلوص اور عاجزی زیادہ ہی پانچا کر کہنے میں افسوس کہ اس بات نے اسکی تصدیق
 کر دی کہ اگر کو کو اور عوام کو فرائض نماز کی تعلیم نہیں ہوتی مگر آمین اور رفع یدین کے تعلیم کا بڑا اہتمام
 ہوتا ہے۔ **۵** رسم نہ سنی کعبہ ای اعرابی کہیں رہے کہ تو میری برکت است + **چوتھا سالہ**
 غیر تقلیدین کہتے ہیں کہ رفع یدین کرنا چاہیے حال آنکہ اونہوں نے اس سالہ میں خلاف کیا ہے ان احادیث
 صحیحہ کا کہ جسے رفع کرنا ثابت ہوتا ہے عن جعفر بن عبد اللہ بن مسعود کہ اَصْلُ الْحَدِيثِ
 صَلَاتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّيْكُمْ فَمَا تَعْبُدُونَ إِلَّا الْآلَ وَالْحَقَّ يَعْنِي عَمَلَهُ
 روایت ہے کہ فرمایا عبد اللہ بن مسعود نے کیا نہ پڑھاؤں تمکو نماز مثل نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 پھر بھی نماز پس اوٹھائے دو فون بات اپنے مگر وقت تکبیر اولیٰ کے یہ حدیث صحیح ترمذی کی ہے اور کہا
 ترمذی نے کہ اسی ضمنوں کی حدیث برابر بن عازب سے بھی آئی ہے اور یہ حدیث حسن ہے اور تسلیم
 قبول کیا ہے اس حدیث کو بہت سے علما اور صحابہ اور تابعین نے اور یہ قول ہے سفیان ثوری اور
 ابی کوفہ کا یعنی ابو حنیفہ اور ان کے اتباع کا تمام ہے اہل کلام ترمذی کا صحیح ترمذی میں اور ابو داؤد نے
 تو باب خندق کیا جدا گانہ اس بات کا کہ رفع یدین نماز میں اول ہی مرتبہ ہے اور روایت کی علت سے یہی
 حدیث اور روایت کی ابو داؤد نے ابو سفیان اور برابر بن عازب سے اسی اسناد کے ساتھ ہی حدیث
 عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَفْتَحَ الصَّلَاةَ
 وَكَعَبِدَ إِلَهَ إِلَى قَرِيبٍ مِنْ أَدْنَى مَحَلِّ كَعْبُودٍ يَعْنِي رَوَايَتُ هِرَابِ بْنِ عَازِبٍ سَعْدِ بْنِ تَحْقِيقِ رَسُولِ اللَّهِ
 صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ جوق شروع کرتے نماز کو اوٹھاتے دو فون بات اپنے قریب کا نوٹے پھر وہاں
 انہوٹھاتے ساری نماز میں اتنی جانی انصاف ہے کہ یہ دو فون حدیثیں صحاح ستہ کی ہیں اور

[illegible]

رَأَيْتُ أَيْدِيَنَا فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ مَا لِي أَرَاكُمْ سَرَفِي أَيْدِيَكُمْ كَأَنَّكُمْ أَذْنَابُ خَيْلٍ تُشِيرُ
 اسْتَفْأَفِي الصَّلَاةَ أَخْرَجَتْهُ مُسْلِمٌ يَعْنِي جَابِرُ بْنُ سَمُرَةَ رَوَيْتُ هِيَ نَحْلٌ أَنْخَفَتْ صَلَى اللّٰهُ عَلَيْهِ
 و سلم پیر در نماز لیکہ اوٹھائیو لے تھے ہم ہاتھوں کو نماز میں فرمایا کیا ہر محکوم کہ دیکھتا ہو میں تم کو کہ اپنے
 ہاتھوں کو اس طرح اوٹھاتے ہو تم نماز میں جیسے زمین پر کش گھوڑوں کی ہڈی میں سکون کرو یعنی ہاتھ نہ اوٹھاؤ
 نماز میں روایت کیا اسکو مسلم نے اپنی صحیح میں ابو داؤد اور نسائی نے اپنی سنن میں اور ابی بکر بن ابی
 استاد بخاری و مسلم نے اپنی مصنف میں اور محمول کرنا اس حدیث کا رفع یدین وقت سلام پر مختصر
 بلا مختص یہ مقام غور ہے کہ اس صحاح ستہ کی حدیث بغیر یقین کا عمل نہوا اور پھر دعویٰ کہ صم
 عامل بالحدیث ہیں وہ وہ سبحان اللہ اور بھی روایت کی طحاوی اور بیہقی نے حسن بن عیاش سے
 ساتھ سند صحیح کے عن ابن مسعود قال رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الْوَلَاةِ الْكُبْرَى
 ثُمَّ كَافَعُوهُ دُعَى سَوْدَةَ رَوَيْتُ بَرَكَةَ فَرَايَا دِيكْحًا مِّنْ لِّعَمْرِ بْنِ خَطَّابٍ كَوَّكَرَ اَوْ ثَمَّائِ
 اپنے اول کبیر میں پھر نہ اوٹھائے ساری نماز میں نقل کیا اسکو صاحب فتح القدیر نے اور بھی روایت
 کی عاصم بن کلیب نے اپنے باپ سے کہ اسکو اس کے اپنے کہ علی مرتضیٰ نے نہ کرتے تھے رفع یدین مگر کبیر
 اولیٰ میں پھر نہ کرتے تھے رفع یدین یعنی باقی نماز میں روایت کیا اسکو امام طحاوی نے اور کما نہیں
 جائز ہے بات کہ علی مرتضیٰ خلاف کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مگر یہ جاننے نسخ کے کما نقلہ
 الدینی فی شرح الدایۃ اور بھی امام محمد روایت کرتے ہیں ساتھ سند صحیح کے عن عاصم بن کلیب
 عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَلِيًّا كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا أَفْتَتَى الصَّلَاةَ ثُمَّ لَا يَعُودُ يَدَيْنِ عَاصِمُ بْنُ كَلَيْبٍ
 اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی وقت شروع نماز کے رفع یدین کرتے تھے پھر باقی نماز میں اعدا
 اسکا نہیں کرتے تھے وقال النبیکی مروی عن جہاد قال خَدَمْتُ ابْنَ عُمَرَ عَشْرَ سِنِينَ
 مَا رَأَيْتُهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِّنْ صَلَاةٍ إِلَّا فِي التَّكْبِيرِ الْأَوَّلِ يَعْنِي إِمَامُ مِثْلِي فَرَأَيْتُهُ مِثْلِي
 کہ جہاد سے مروی ہے کہ اسکو انھوں نے خدمت کی میں نے ابن عمر کی دس سو سن دیکھا میں نے انکو
 رفع یدین کرتے ہوئے نماز میں سوائے کبیر تحریر کے وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ الْعَشْرَةَ
 الْمَشْرُوعَةَ مَا كَانُوا يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ إِلَّا فِي الْفَتْحِ الصَّلَاةِ وَكَرَّهُوا فِي النَّحْلَةِ وَالْكَفَلَةِ
 یعنی ابن عباس سے مروی ہے کہ عشرہ مبشرہ رفع یدین نہیں کرتے تھے مگر شروع میں نماز سے اور

صحیح
 م

نور الانوارین ہر وقت صحیح عن مجاہد انا قال صحبت ابن عمر عشر سنین فلم اراه
 رفع يديه الا في تكبيره الافتتاح فذكر لي العمل به دليل على اتساخه يعني وقت
 صحیح مجاہد سے یہ کہ فرمایا انھوں نے کہ صحبت میں رہا میں ابن عمرؓ کے دس برس تک سو سنین
 دیکھا میں نے انکو رفع یدین کرتے ہوئے سوائے تکبیر تحریمہ کے پس جموڑ دینا عمل رفع یدین کو دلیل
 ہی اس کے منوع ہونے پر وہی التعمیۃ عن عبد اللہ بن الزبیر انا راى رجلا يصلي في
 المسجد الحرام وركعة يديه عند الركوع وعند رفع الرأس منه فقال لا تفعل
 انا شئ قد تركه رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد ما فعله يعني نہایہ میں ہوا
 عقبین زیر مرقوم یہ کہ دیکھا انھوں نے ایک آدمی کو سجد حرام میں نماز پڑھتے ہوئے اور وہ رفع یدین
 کرتا تھا وقت رکوع اور قوسہ کے پس منع کیا انھوں نے رفع یدین کو کہ وہ ایک فعل تھا کہ جسکو رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد کرنے کے جموڑ دیا وعن عبد اللہ بن عباس قال قال النبي صلى الله
 عليه وسلم لا ترفع الايدي في شئ الا في سبعة مواضع في افتتاح الصلوة وفي
 العبدین وعن استاذنا الحجازي وعلى الصفا والمروة وعند عرفات وعند جبة و
 عند ما في الحجاز يعني روایت ہے عبد اللہ بن عباسؓ سے کہا انھوں نے کہ فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ اوٹھائے جاوین مانتہ کسی شے میں مگر سات جگہ اول تکبیر تحریم میں دوم نماز
 عیدین کی تکبیر دومین سوئم وقت بوسہ دینے حجر اسود کے چارم سہارم وہ پانچم عرفات میں ششم
 مزدلفہ میں ہفتم وقت نکلیں مارنے کے شیطان کو مٹانے روایت کیا اسکو بیہقی نے اور
 صاحب ہدایہ نے بھی مگر اختلاف الفاظ اور کفایہ شرح ہدایہ میں دربارہ ترجیح حدیث عدم رفع یدین
 کے لکھا ہی ولا لانه لما تعارضت روايتا فعليا عليه السلام وجب المصير الى قوله
 عليه السلام وهو الحديث المشهور لا يرفع الا في سبعة مواضع عند
 افتتاح الصلوة وقنوت التور وتكبير العبدین وعن استاذنا الحجازي وعند
 الصفا والمروة وعند الموقفين وعند الجمرتين أي الأولى والثالثة والذي
 يروى من التور محمول على الاستدلال عند التور يعني جب دو حدیثیں متعارض
 ہوں تو غور و فکر سے اس قول کو اختیار کریں کہ اس حدیث مشہور کی

۴۱
نور الانوار

صفحہ ۱۷۱

مطبوعہ

مصطفیٰ

مخبر

۴۲

صفحہ ۱۷۲

مطبوعہ

مصطفیٰ

مخبر

لا یزعم الاذکر فی الحج اور حدیث رفع یدین کی ابتدا پر محمول ہوگی یعنی یہ خبر جو اس فعل کی جو سخت
 صلی اللہ علیہ وسلم وائل بن کثرے سے آئی ہے کہ آپ نے جمعہ کو دیا کا لا عتبار یا لھا کانتیہ من جناب
 احادیث صحاح ستہ وغیرہ اور آثار صحابہ حدیث رفع یدین کی منسوخ ہونے میں کچھ شک و شبہ نہ ہو تو عمل
 منغلذین حنفیہ کا موافق حدیث کے ہوا اور اگر غیر مقلدین کو صرف اس بات کا غصہ اور تعصب ہی کہ
 مذہب فقط امام اعظم کا ہی ہو یہ بات محض غلط ہی اس واسطے کہ کہا ترمذی نے یہ مذہب ہی بہت سے
 اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور تابعین کا اور علامہ عینی شریع صبیح بخاری میں لکھتے
 ہیں کہ یہ مذہب ہی امام حنفیہ اور اسکے اصحاب اور سفیان ثوری کا اور ابوالفرج عینی کا اور ابن ابی لیلیٰ کا
 اور علقمہ اور اسود کا اور عامر شیبی کا اور ابواسحق سبیعی کا اور غنیمہ اور مخیرہ کا اور وکیع اور عاصم
 ابن کلیب کا اور مشہور مذہب امام مالک کا اور اسکے اصحاب کا انتہی کلام العینی یا نچوان مسالہ
 غیر مقلدین نماز میں سری ہو خواہ جہی امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کو واجب جانتے ہیں سو وہو
 نے خلاف کیا ہی اس آیت قرآنی کا اذ اقرئ القرآن فاستمعوا لکلامہ واصلوا لکلامہ
 و تحمّلون یعنی جب قرآن پڑھا جاوے تو سنو تم اور چپ رہو تم شاید تم لوگ رحم کیے جاؤ تھی
 یہ آیت سن کر ہی مقتدی کے سورۃ فاتحہ پڑھنے کو امام کے پیچھے اس واسطے کہ اس میں وجہ و کمی غرض
 ہی ایک سننا و دوسرے چپ رہنا پس دونوں پر عمل کیا جاویگا اور سننا خاص ہی جہی نماز کے ساتھ اور
 چپ رہنا خاص نہیں پس مطلق باقی رہے گا پس واجب ہوگا جب ہنا عموماً قرات کے وقت یعنی
 جہی نماز میں سننا اور چپ رہنا دونوں پر عمل ہو سکتا ہی اور سری نماز میں چونکہ سننا غیر ممکن ہے تو
 حق تعالیٰ کے اوس دوسرے حکم پر یعنی چپ رہنے پر عمل ہوگا ہر نوع مقتدی کو ہر نماز میں چپ رہنا
 چاہیے کیونکہ اللہ پاک فرمایا کہ جب قرآن پڑھا جاوے تو تم لوگ چپ ہو اور چونکہ امام سری اور
 جہی دونوں میں قرات قرآن کرتا ہی تو لامحالہ مقتدی کو دونوں حالتوں میں چپ رہنا پڑے گا حکما
 قال العلامة ابن الہمام فی فتح التکریم فان المکملین من هذه الآية امر ان لا یشتا
 ولا یشتا شیئاً من کل متناہا ولا یشخص بالجمہریۃ والکفری لا یشخص علی الطلاق
 قیج الشاکر عند القراءۃ مطلقاً اور یہ آیت دربارہ قرات نماز کے نازل ہوئی ہے یہی
 قول سننا اور قابل اتباع کے برخلاف تفسیر عمادین کثیر میں مرقوم ہے قال علی بن طلحہ عن

لا یزعم الاذکر فی الحج

ابن عباس قولہ وَاذْكُرْ فِي الْقُرْآنِ يَحْيٰى فِي الصَّلٰوةِ الْمَكْرُوْصَةِ اور امام نبوی صاحب
تفسیر معالم التنزیل نے تو قول فیصل کیا یہ یعنی اس آیت کی شروع تفسیر میں لکھا یہ مذہب جماعت الی اتفاقاً
فی القراءۃ فی الصلوۃ یعنی ایک جماعت کے رای یہ ہو کہ یہ آیت دربارہ قرات نماز کے ہو اور ایسے
مخالفین کو لکھے اخیر میں یہ فیصلہ کر دیا وَاذْكُرْ اَوَّلٰی وَهُوَ اَتَمُّهَا فِي الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلٰوةِ اور زقانی
شرح موطنین قاضی ابن عبدالبر نے لکھا یہ اجماعاً علی انہ لکھ مذہبہ کل موضع یستعمل فیہ
القرآن وَاَمَّا اَرَادَ الصَّلٰوةَ وَیَشْهَدُ لَهُ قَوْلُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْاِمَامَةِ وَاِذَا قَرَأَ
فَانْصَبُوا صَحْحَهُ ابْنُ حُبَّالٍ فَإِنَّ الْمَذْهَبَ عَنِ الشَّيْخِ وَظَاهِرُ الْقُرْآنِ يَنْبَغِي سَكَا اتِّفَاقٍ بَيْنَهُ
کہ اس آیت سے ہر جگہ مراد نہیں ہے کہ جان کہیں قرآن پڑھا جاوے بلکہ نماز اور سب سے مراد ہی اور اس پر
حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امام کی شان میں گواہی کہ جب ماہ قرآن پڑھے تو قوم لوگ بیت ہو
امام احمد منیل نے اس حدیث کو صحیح کہا پس حدیث اور ظاہر قرآن سے کہاں جگہ جائے گی تیسرا دلایا
سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ مقتدی امام کے پیچھے قرات کیا کرتے تھے سو اوہ کی ممانعت میں یہ آیت اور
یمان مؤلف صاحب نے سعادت قدیہ اپنی ایسی بردیاتی اور خیانت کی ہے کہ خانوہ کے بھی کان کاٹے
ہیں چنانچہ اس شخص نے بلاغ المبعیث کے صفحہ ۶۰ میں تفسیر عالم سے اور اقوال نقل کیے مگر قول
صحیح کو کہ (یہ آیت دربارہ قرات نماز نازل ہوئی ہے) اول سنے اور ڈالیا اور بیچ کا فقرہ بھی (تو
اول اولی ہے) قلم انداز کر دیا اور ترجمہ بھی ندارد اورادھ اور دھر کی عبارت اپنے ٹھاس کے موافق کاٹ
کے لکھ دی یہ کیا بلکہ اس فرقہ لاندہ کے ایسی ہی تصرفات اور خیانت کے معاملات ہیں چچا کے
عوام تقلیدین جو ان کے مکان سے ناواقف ہیں ان کے دام غیب میں آجاتے ہیں اور اپنی سادگی سے دھوکا
کھا جاتے ہیں اور بعض یہ کہتے ہیں کہ یہ آیت زور سے قرات کرنے اور نماز میں باتیں کنوی
مانعت میں نازل ہوئی ہے سو ہم پوچھتے ہیں کہ امین جلا کے نہ پڑھنے اور باتیں نہ کرنے کا کہاں حکم ہے
بلکہ حکم امین قرآن سننے اور چپ رہنے کا ہے یعنی سننا تو نماز جہری کے ساتھ خاص ہے اور چپ رہنا نماز
سری و جہری میں عام ہے یہ کلام الہی ہے اسکا ایک ایک نقطہ بھی حکمت اور فائدہ سے بھرا ہوا ہے زائد او
بیکار نہیں اور ہر لفظ سے نیا فائدہ اور حکم جدا گانہ نکلتا ہے اس مقام میں مؤلف صاحب بلاغ المبعیث
صفحہ (۱۰۰) میں اسکا کیا جواب معقول دیتے ہیں کہ تفسیر رحمانی میں اس آیت کی تفسیر یوں لکھی ہے

۴۰
مذہب جماعت
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰

وسلم کے شدت سے منع کرتے تھے امام کے پیچھے قنوت کرنے کو وہ ابو بصیر و عمار و عوف و عثمان بن عفان
 و علی بن ابی طالب و عبد الرحمن بن عوف و سعید بن ابی وقاص و عبد اللہ بن سوہروردی بن ثابت و عبد اللہ بن
 عمر و عبد اللہ بن عباس بن ہرین اتقی کلام العینی اور اگر کوئی موافق قول واحدی کے کہے کہ وقت سکتے کرنے
 امام کے مقتدی قنوت کر لیا تو آیت اذ قرأ القرآن کی مخالفت لازم آئیگی سو خود امام محمد الدین مازی نے
 تفسیر میں جواب کا لکھا ہے **وَلَقَدْ عَلِمْنَا أَن يَقُولَ سَكُوتٌ لَا مَامَ إِلَّا أَن نَقُولَ إِنَّهُ مِنَ الْوُجُوبَاتِ أَوْ
 لَيْسَ مِنَ الْوُجُوبَاتِ وَلَا هُوَ بَاطِلٌ وَلَا حَكَمٌ وَالثَّانِي يَقْتَضِي أَن يَحْجُزَ لَهُ أَن لَا يَسْكُتَ فَقَدْ يُرَى
 أَن لَا يَسْكُتُ يَلْزَمُ أَن تَحْصُلَ قِرَاءَةُ الْمَكْمُومِ مَعَ قِرَاءَةِ الْأَمَامِ وَتِلْكَ تَقْصُصُ إِلَى تَرْكِ الْإِسْتِماعِ وَالْإِ
 تِمَامِ السَّكُوتِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْأَمَامِ وَذَلِكَ عَلَى خِلَافِ الشَّيْخِ يَعْنِي جَوَابِ مَنِي وَالْأَسْلَافِ قَرَضَ كَأَن سَكَتَ**
 کہ سکتے امام کا دو حال سے خالی نہیں ہے جب ہی یا غیر واجب ہو تو بالاجماع ہونیس مکن کہ باطل ہی اور
 نہ واجب ہونا اس بات کو چاہتا ہے کہ نہ سکتا کہ امام کو جائز ہو پس اس صورت میں کہ امام سکتے کہے مقتدی کا
 امام کے ساتھ قنوت کرنا لازم آتا ہے اور یہ پونچھتا ہے طرف چھوڑ دینے استماع اور سکوت کے وقت قنوت امام کے
 اور یہ خلاف ہر نص قرآنی کے پھر اس کے اخیر میں امام مازی لکھتے ہیں **فَقَدْ تَكُنَّ هَذَا الشُّوْكَالَ الَّذِي أَوْرَدَهُ**
الْوَحِيدُ عِنْدَ جَوَابِ مَنِي بِشَيْءٍ ثَابِتٍ هُوَ كَمَا اسْتَفْرَضَ اِمَامِي كَمَا نَرَاهُ رِوَايَةً فِي تَرْكِ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ
قنوت خلعت الامام من خلاف کیا ہے ان احادیث صحاح کا سننے کی ضرورت ان کے الیہ صلی اللہ علیہ وسلم
انصرف من صلوة بغير وجهها بالقرآن فقل هل قرأتم في احد منكم ايضا فقال رجل نعم يا
رسول الله قال اني اقول مالي انا راع القنوت قال فانتم الناس عن القنوة مع رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم فمما يجرى فيه رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم من الصلوة بالقرآن
حين سمعوا ذلك من رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا یا باڑھ کر پڑھے کہ حسین آپ نے جہر سے قنوت کی تمی فرمایا آپ نے کیا ابھی کچھ تم میں
میرے ساتھ قنوت کی تھی سو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ میں کہتا ہوں کیوں مجھے خبر
کیا جاتا ہے قرآن میں آوی کہتا ہے کہ پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تو لوگوں باز آئے قنوت کرتے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز جہری میں جہی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قنوت کرنا مقید ہوں کا
ناگوار کہ راقو صحابہ قنوت کرنا باکلن چھوڑا شیخ ابن تیمیہ منقول ہے کہ یہ مذہب ہے امام ابو حنیفہ و امام احمد

۴۰۱
 ۴۰۱
 ۴۰۱

وامام مالک و تمامی سلف و خلف کا اور ایک روایت پر امام شافعی سے بھی روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے
 اور ابو داؤد نے بھی یہ روایت ابو ہریرہ کی کئی سندوں سے نقل کی ہے اور قول زہری کا بھی اوسین لکھا ہے کہ
 باز ہے گوگ قرأت سے نماز بخری میں اور بھی امام مالک نے موطن میں ہاتھ اسی قول کے نقل کیا ہے کہ چھوڑ دیا
 لوگوں نے قرأت کرنا اوس دن سے اس مقام پر اگر کوئی سن کرین میں سے کہے فاقہ الکنش کی ہے یہ قول زہری کا
 ہی مفعول ہو پس حدیث قابل حجت نہیں ہو جواب سکا ہے کہ ہمارے لال تو قول زہری کے ساتھ نہیں ہے بلکہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے ساتھ ہے اور نیز ابن ماجہ و نسائی و سنن ابی داؤد کا باب ختہ کیا ہے کہ زہری
 کچھ نہ پڑھے اور اسکے اثبات میں یہ حدیثیں لائے ہیں عن ابی موسیٰ الاشعری قال قال رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم اذا قرأ الامام فاقصصوا یعنی روایت ہے ابی موسیٰ اشعری سے کہ فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے جب امام پڑھے تو تم جب ہو و عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اذا جعل الامام یقرأ فاد ابکم فکلوا واذا اقر فاقصصوا یعنی کہا ابو ہریرہ نے کہ فرمایا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام سید اسے مقرر کیا ہے کہ بیرونی کو تو دوسکی جب تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور
 جب وہ قرآن پڑھے تو چپکے سنو تم نقل کیا اس حدیث کو نسائی نے ساتھ دوسندوں کے اس مقام پر مولف صاحب کتاب
 صریح اور دروغ بیفروغ سنا چاہیے اور اسے شخص کذاب پر نفرین کرنا چاہیے چنانچہ اسے بلوغ المبین کے
 صفحہ ۳۳ میں حدیث و اذا قرأ فاقصصوا کو ابو داؤد سے نقل کر کے لکھا ہے کہ یہ فقرہ ابو خالد کا وہم ہے اور
 ابو خالد مولای جدد بن ابی ہریرہ و مخدومی کا مجہول ہے تیسرے طبقے سے اور تقریب کا حوالہ ہے وہ رسی جرات
 کہ ایسے جھوٹ سے جھوٹے بھی شرابا جائیں اور خاص نشا اس و غلوئی کا یہی ہے کہ جب انھوں نے دیکھا کہ معنی
 اس حدیث کے صاف صاف منفیوں کے مدعا برد لالت کرتے ہیں اور کوئی جواب سکا بن نہیں پڑتا تو اس شخص نے
 واسطے ضمیمہ اور مخدوش کرنے حدیث کے فریب ہے ایک اور ابو خالد کو یہاں ظاہر کیا حال ان کے جو انکی
 اس حدیث میں ہے وہ ابو خالد امیری کہ نام اس کا سلیمان بن حبان ہے وہ شخص ہے کہ جس سے بخاری اور
 مسلم سند لیتے ہیں چنانچہ حافظ منذری نے اپنی مختصر میں جواب ابو داؤد لکھا ہے و هذا فيه نظر فان
 ابنا الدلائل لا حرج هذا هو سليمان بن حبان وهو من الثقات اللذين اخبرهم عن البخاري ومسلم
 ومعهذا لم يفرده في هذه الرواية بل تابعه عليهما ابو سعيد محمد بن سعيد بالانصارى یعنی
 ابو داؤد کے قول میں بحث ہے کہ ابو خالد امیری وہی سلیمان بن حبان ہے اور وہ ایسا ثقہ ہے کہ بخاری و

در و غلوئی مولف نظر میں کی

۴
 بن ابی ہریرہ
 بخاری و مسلم

مسلم نے اس سے استدلال کیا ہے اور پھر وہ اس فقرہ کے بڑھانے میں کیا بھی مبین ہی بلکہ ابو سعید محمد بن عبد
 انصاری نے اس کی متابعت کی اور علامہ اردینی نے جوہر النقی میں ابو خالد کو موقوفہ اور مستند ثابت کیا
 لکھا ہے وَبِهَذَا يَظْهَرُ أَنَّ الْوَحْصَ لِلْيَسْرِ مِنْ رَأْيِ خَالِدٍ كَمَا دَعَمَ الْكُوفِيُّ حَاشِيَتِ اس عبارت سے ظاہر ہو گیا
 کہ وہم ابو خالد سے نہیں ہے جیسا کہ ابو داؤد کو مشہور ہوا اور موطا میں امام مالک نے ایک باب منع کیا اور فرمایا
 بَابُ مَا يَجِبُ اتِّبَاعُ الْكَلَامِ فِي جَمِيعِ الْحَاكَلَاتِ اباس سے بھی صاف واضح ہو گیا کہ اگر مقتدی آمین
 جہڑ کے اور امام نہ آویز بھی متابعت کے خلاف ہے پس مقتدی کو کسی نماز میں خواہ وہ تری ہو خواہ جہڑی
 امام کے کچھ کچھ نہیں پڑھنا چاہیے اور جب رہنا چاہیے پس اس حدیث سے آیا إِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْمَعُوا
 مطلب کی خوب ہی توجیج ہو جاتی ہے جیسا کہ علامہ زرقانی کا قول شرح موطا سے اوپر منقول ہو چکا اور
 موطا امام محمد بن زکریا رَوَاهُ أَخْبَرَنَا أَبُو حَنِيفَةَ قَالَ سَمِعْنَا أَبَا نَحْسَنَ مَوْسَى بْنِ أَبِي عَالِيَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ
 ابْنِ شَدَّادٍ عَنْ جَارِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّى حَلْفَةَ لَا مَسَامَ فَإِنَّ قِرَاءَةَ الْقُرْآنِ
 لَهُ قِرَاءَةٌ يَنْفَعُهُ بِهَا رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَجْعَلَ نَازِلَةً تَوَامُّمُ كِي قِرَاءَتِهِ
 كِي قِرَاءَتِهِ وَآوَرَسَانِي نَازِلَةً تَوَامُّمُ كِي نَازِلَةً وَطَرِيعَةً مِّنْ بَحْرِ قِرَاءَتِهِ يَنْفَعُهُ بِهَا رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَقَالَ رَجُلٌ
 حَلْفَةَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَقَالَ رَجُلٌ أَعْلَى قَالَ رَجُلٌ أَعْلَى
 قَالَ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ بَعْضَكُمْ قَدْ خَالَجَ بَيْنَهُمَا يَنْفَعُهُ بِهَا رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَجْعَلَ نَازِلَةً تَوَامُّمُ
 نَازِلَةً تَوَامُّمُ كِي نَازِلَةً وَطَرِيعَةً مِّنْ بَحْرِ قِرَاءَتِهِ يَنْفَعُهُ بِهَا رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 الْأَعْلَى بِسْ جَبْ آفِ نَازِلَةً تَوَامُّمُ كِي نَازِلَةً وَطَرِيعَةً مِّنْ بَحْرِ قِرَاءَتِهِ يَنْفَعُهُ بِهَا رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَرَمَا آفِ تَحْقِيقُ كِي جَانَانِ لَمْ كِي بَعْضُ تَهَارِاطِ جَانَانِ مِّنْ دُنَا آفِ مَجْبُورِ آوَرِ بِهَدِثِ صَحِيحِ سَلَمِ مِّنْ مَّجْهُدِ
 آوَرِ بِهَدِثِ سَلَمِ مِّنْ مَّجْهُدِ سَلَمِ مِّنْ مَّجْهُدِ سَلَمِ مِّنْ مَّجْهُدِ سَلَمِ مِّنْ مَّجْهُدِ سَلَمِ مِّنْ مَّجْهُدِ
 حِدِثِ مِّنْ دُبَارِ وَجُوبِ قِرَاءَتِ خَلْفِ الْأَمَامِ كِي غَيْرِ مُقَلِّدِ مِّنْ بِشْرِ كَرْتِ مِّنْ حَيْثُ لَا صَلَوةَ لَمْ كِي تَقْبَلُ
 بِمَاتِةِ الْكِتَابِ أَوْ لَا صَلَوةَ لَمْ كِي لَا يَبْقَى تَحْتَ الْكِتَابِ بِمَنِي مِّنْ سَوْرَةِ فَاتِحَةِ نَازِلَةً تَوَامُّمُ كِي نَازِلَةً وَطَرِيعَةً
 بِهَدِثِ سَلَمِ مِّنْ مَّجْهُدِ سَلَمِ مِّنْ مَّجْهُدِ سَلَمِ مِّنْ مَّجْهُدِ سَلَمِ مِّنْ مَّجْهُدِ سَلَمِ مِّنْ مَّجْهُدِ
 كِي كَمَالِ نَازِلَةً تَوَامُّمُ كِي نَازِلَةً وَطَرِيعَةً مِّنْ بَحْرِ قِرَاءَتِهِ يَنْفَعُهُ بِهَا رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بجانات احادیث ووجوب قرات خلف الامام کے
 جہات اول

لا صلوة لجماعة المسجد الا في المسجد يعني ہمسایہ مسجد کی نماز کا مل نہیں ہوتی ہر گھر مسجد میں ولا ایمان
 لمن لا امانة لہ یعنی نہیں ہر ایمان کامل اوسکا کہ جسکو امانت داری نہیں اگر اس کے ظاہر میں ایسے جان
 کہ ہمسایہ مسجد کی نماز گھر میں جائز نہ ہوگی اور خیانت کرنے والا ہے ایمان کا فوری سبب خلاف جمہور علی کے
 ہوگا اسکا کوئی قائل نہیں یہ دو حدیثیں صرف تشبیہ لکھی گئیں ورنہ اس قسم کی دو توبہ ایسی حدیثیں جامع صغیر
 جلال الدین بیہوشی میں قوم میں کہ جنکی ابتدائیں لفظ لا کا ہی غور کرنا چاہیے کہ کن کن میں نفی ذات کی اور
 کن کن میں نفی صفت کمال کی ہے اور یہاں تو ان حدیثوں کی نفی کمال کے لیے یہ حدیث خلاف جمہور کی مؤید ہے کہ
 صلوة لہم لیس صلوٰۃ لہم یقرآن یا لہم القرآن قرآن کا جو لہم یعنی جسے بغیر سورت فاتحہ کے نماز پڑھی سو وہ ناقص ہے
 کامل نہ ہوگی ایسے نہ تو ہیں یہ حدیثیں حجت قرأت فاتحہ کے واجب ہونے میں ہیں کہ ان حدیثوں کو عموم آیت
 فاقرؤ ما نزلکم من القرآن کا معارض ہے یعنی پڑھو تم قرآن میں سے جو آسان ہو پس خصوصیت سورۃ
 فاتحہ کی جاتی رہی اور وجوب و سکا ثابت نہو اسو میں یہ کہ ان حدیثوں سے مدعا غیہ مقلد و کثابت نہیں ہوتا
 کیونکہ یہ تو ہم بھی کہتے ہیں کہ قرأت فاتحہ ہر شخص کو چاہیے مگر مکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث مثلاً اللہ
 میں بتا دیا کہ جو شخص مقتدی ہو قرأت اوسکی یہ کہ امام قرأت کرے یا ہی مقتدی ہی قرأت کرے یا اگرچہ قرأت
 اسکی حکم سنی مگر ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یونہی ہوا ہے کہ کان لکم قراءۃ القرآن لکم
 قراءۃ پس کافی ہو گیا امام کا سورۃ فاتحہ پڑھنا واسطے مقتدی کے اب اگر مقتدی خود بھی پڑھنا تو مکر مقتدی
 لازم آئیگی حالانکہ یہ غیر مشروح ہو اور منافی ہو حکم آیت کہ یقرؤ القرآن الخ کے جیسا کہ ہم اوپر منصف لکھے
 ہیں چہاں یہ کہ حکم ان احادیث کا واسطے مقتدی کے نہیں بلکہ واسطے منفرد کے ہو چنانچہ جابر بن عبد اللہ
 صحابی و امام احمد بن حنبل و دیگر علمائے متقدمین بھی یہی کھجما ہر ترمذی شریف میں لکھا ہے و اما الحسن بن
 حنبل فقال معنی قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا صلوة لمن لم یقرأ بفاتحۃ الكتاب
 اذا کان وحده و اخبر محمد بن جابر بن عبد اللہ حیث قال من صلی رکعۃ لم یقرأ فیہا
 یا القرآن فلم یصل الا ان یتکون و راء الامام قال احمد فهذا رجل من اصحاب النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم تاویل قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا صلوة لمن لم یقرأ بفاتحۃ
 الكتاب ان هذا اذا کان وحده یعنی لیکن امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ معنی اس قول رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم لا صلوة لمن لم یقرأ بفاتحۃ الكتاب یہ ہیں کہ جب کہ کسی آدمی کا یہ نماز پڑھے معنی

واجب

واجب

واجب

خود قرات کرنا ضرور نہیں اور استدلال کیا حدیث جابر سے کہ کما اوخون نے کہ جو شخص کوئی رکعت غیر
 احمد کے پڑھے تو نماز نہ ہوگی مگر جبکہ وہ امام کے پیچھے ہو گا امام احمد بن حنبل نے کہ جابر بن عبد اللہ ایک
 صحابی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انھوں نے مطلب نکالا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث
 لا صلوا لیسن لہ یقرأھا صحیحۃ اقل کتاب کا کہ یہ جب ہو کہ پڑھیںوالاتناہوا انتی اور حضرت عبد اللہ
 ابن عمر سے جو بڑے صحابی اور نہایت متبع سنت نبوی تھے جب سوال ہوا کہ قرات خلف الامام میں آپ
 کیا فرماتے ہیں تو اپنے جواب دیا تکفیک قراءۃ الا کتاب یعنی جگہ امام کی قرات کافی ہو اور حضرت
 عبد اللہ بن مسعود نے بھی جواب میں ہی فرمایا سیکنفیک ذالک الامام یعنی اسکے واسطے امام کافی ہے
 غرض جب مقدمہ کیو خاص کر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ قرات امام کی اوسکو کافی ہے تو ان
 احادیث پیش کر دے بغیر مقلدین کا مطلب بھی بخوبی ظاہر اور واضح ہو گیا اور زیادہ تر تو ضعیف اور اس مطلب کی
 اقوال صحابہ سے بھی ہو گئی اب یہی وہ حدیث ترمذی شریف کی کہ صہبن حکم قرات فاتحہ کا مقتدی کے لیے
 بتصریح وارد ہے یہ روئے عن عبادۃ بن الصامی قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 الثبۃ فقلت علیہ النقرۃ قلنا انصرت قال انی اذ اتم تقرؤن وراہا ما مکہ قال قلنا
 یا رسول اللہ انی واللہ قال لا تفعلوا الا باقر القرآن فوانہ لا صلوا لہ یقرأھا یعنی عباد
 سے روایت ہے کہ نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی پس گران ہوا آپ پڑھنا پس جب پھر
 آپ تو فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ اپنے امام کے پیچھے قرات کرتے ہو کما عبادہ نے کہ کما ہو گون نے
 بان بخدا ہی رسول اللہ آپ فرمایا کہ نہ پڑھو مگر سورہ فاتحہ کیونکہ بغیر اسکے نماز نہیں ہوتی انتی واضح ہو کہ
 اس حدیث کو بہت سے علمائے صحیح بھی لکھا ہے اور بہتوں نے ضعیف بھی چنانچہ علامہ زبلی لکھتے ہیں
 قد ضعفہ احمد وجماعۃ یعنی اس حدیث کو امام احمد حنبل اور ایک جماعت نے ضعیف کہا ہے اور
 یحییٰ بن مسین لکھتے ہیں کہ جملہ استثنایا اس حدیث کا صحیح نہیں پس ایسی حالت اختلاف میں بہکونہ
 بھی موافق اصول حدیث کے تحقیق کر کے عمل کرنا چاہیے پس اسکے طریق اسناد میں محمد بن اسحاق بن یسار
 راوی واقع ہوا ہے و خود شیخ متلف فیہ و موافق اصول حدیث کے قایم سند نہیں ہے کیونکہ شیخ متلف
 نے کہ جسکو مسلم ایمر نے قابل سند تسلیم کیا ہے اولکھا ہے کہ جسکو یحییٰ قطان جھوڑے کے ہم لوگ بھی اوسکو
 جھوڑے (بیٹے) محمد بن اسحق کی نسبت لکھا ہے اثم مدان محمد بن اسحق کے کذاب یعنی میں اس بات کی

مخطوط امام احمد
 صفحہ ۹۶ و ۹۷

۴۰۵
 دلیل نقوی
 علی کار الزمرۃ
 لاقتی
 ۴۰۵
 بیان الاعتدال

حدیث عام محدثین کے نزدیک قابل محنت نہوگی باوجود اسکے کہ محمد بن اسحق کو مالک نے جھوٹا کہا ہے اور امام احمد
ضعیف اور کہا کہ اس سے حدیث کو نا صحیح نہیں اور کہا ابو زرعہ مازنی نے کہ اس کی کسی بات کا اعتبار
نہیں کیا جاسکتا پس یہ حدیث قابل عمل کے نہ رہی اور قطع نظر اسکے اقوال و آثار صحابہ و تابعین کو دیکھنا چاہئے
کہ امام کے پیچھے فرات کر نیوالے کے حق میں کیا کیا سخت و عیدین وارد ہوئیں چنانچہ کہا حضرت عمر اور سیدنا
وقاصؓ نے کہ وہ صحابی عشرہ مبشرہ سے قطعی جنتی ہیں کہ پھر بھول میں اس کے منہ میں جو احمد پڑھتے ہیں پیچھے
امام کے روایت کیا اس حدیث کو عبد الرزاق نے اپنی مصنف میں اور بھی امام محمد نے اپنی موطا میں اور
کہا علیہ السلام کہ آگ بھرتی مسجد میں بہتر ہے احمد پڑھتے ہیں پیچھے امام کے یہ حدیث بھی موطا امام محمد میں ہے
اور فرمایا حضرت علیؓ نے کہ احمد پڑھنا مقتدی کا دین کے خلاف ہے نقل کیا اس حدیث کو کتانیہ میں اور
فرمایا عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہ مٹی بھر جاوے اس کے منہ میں نقل کیا اسکو عینی نے اور فرمایا حضرت علیؓ
کہ جو کوئی پڑھ پیچھے امام کے وہ سنت پر نہیں ہے روایت کیا اسکو امام جعفر طحاوی نے شرح معانی الآثار
میں مع سند صحیح کے اور ابو بکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں بلفظ فَقَدْ أَخَذْتُ مِنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ
نَے اپنی مصنف میں بلفظ فَلَيْسَ عَلَى الْفَطْرِ اور بھی روایت کیا ابو بکر بن ابی شیبہ جو اسناد بخاری
اور مسلم کے ہیں اپنی مصنف میں ابراہیم سے کہ جو پڑھتے پیچھے امام کے وہ فاسق ہے اور سعد بن وقاصؓ کے قطعی
جنتی ہیں اور زید بن ثابت جو جمع کر نیوالے قرآن شریف کے ہیں فرماتے ہیں کہ جس نے پیچھے امام کے پڑھا نہا
اس کی جائز نہیں اور کما شمس اللایہ خبری نے کہ فاسد ہے نماز اس کی کتنے صحابہ کے اقوال سے نقل کیا اسکو
کتانیہ میں اور ذکر کیا اسکو ملا علی قاریؒ نے پس طالب کو اس قدر کافی ہے اور زیادہ بیان جو چاہو تو کتب
مبسوطہ میں دیکھ لو چھ مسالیم غیر مقلدین نماز میں ناف سے اوپر ہاتھ باندھتے ہیں بلکہ اکثر زمین سے
جو کچھ لاندہب جاہل ہیں مثل عورتوں کے سینہ پر ہاتھ باندھتے ہیں اور طرہ یہ کہ اپنے ہاتھ کی اوٹ باندھتے
سر سے بائیں ہاتھ کی کہنی پر ہوتے ہیں گویا یہ علوم ہوتا ہے کہ اکھاڑے میں غم ٹھوک کے ابھی کشتی اڑا چکے
ہیں ابھی کیا رفته رفته یہ لوگ سینہ سے بھی تجاوز کر کے گلے پر ہاتھ باندھتے ہیں غرض انھوں نے دونوں ہاتھ
میں (یعنی ناف سے اوپر ہاتھ باندھنے اور اپنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ کے پونچھ کو نہ پکڑنے میں) خلا
کیا ایمان احادیث صحیحہ کا پہلی حدیث وہ ہے جسکو عالم بائی امام محمد بن الحسن الشیبانی نے کتاب الامارین
بائن اسناد روایت کیا ہے اَنَا ابُو حَنِيفَةَ عَنْ سَمَاءَ عَنْ اَبِي رَاحِمَةَ عَنْ اَبِي رَاحِمَةَ عَنْ اَبِي رَاحِمَةَ

سند صحیح امام احمد بن حنبلہ

ابو داؤد اپنی سنن میں روایت کرتے ہیں حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَبِيبٍ شَاخِصٌ بِنِ غِيَاثِ عَنْ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ اسْحَقَ عَنْ زَيْدِ بْنِ رِيْدٍ عَنْ ابْنِ أَبِي حَبِيبَةَ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
الْشُّنَّةُ وَصَحْرُ الْكَلْبِ عَلَى الْكَلْبِ فِي الصَّلَاةِ بِسُحْتِ الشُّرَكَاءِ بِمَعْنَى حَدِيثِ كِي هَكَوْ مُحَمَّدُ بْنُ حَبِيبٍ
کما او مخرج حدیث کی ہکو مخرج بن غیاث نے عبد الرحمن بن اسحق سے وہ روایت کرتے ہیں زید بن رید
وہ روایت کرتے ہیں ابو حنیفہ سے تحقیق کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سنت نماز میں ہاتھ بڑا کر رکھنا
ہو نیچے ناف کے یعنی داہنے ہاتھ کی پتیلی بائیں ہاتھ کے پونچھے پر نیچے ناف کے رکھے جیسا کہ تصریح اسکی اوپر
حدیث نوین گذر چکی اب کوئی غیر مقلد صاحب یہ کہیں کہ یہ حدیث موقوف ہے مروی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے
پس اس طریق سے سنت نبوی ثابت نہیں ہوتی سو جواب شافی اسکا مطابق اصول حدیث کے یہ ہے کہ
جب کوئی صحابی بلا اضلقت مطلقاً یا بنظر کہ کہ الشُّنَّةُ كَذَا يَأْنِ مِنْ الشُّنَّةِ كَذَا انور اداوس سے
سنت نبوی ہوتی ہے اور وہ حدیث مرفوع ہوگی چنانچہ امام ابو جعفر محمّدی معالی الآثار میں اور علامہ
بدار البدر مینی اور محدث محمد باشم سندی وغیرہم ناقدین حدیث اس مقام پر کہتے ہیں اَنَّ قَوْلَ حَدِّ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اَنَّ مِنَ الشُّنَّةِ هَذَا اللَّفْظُ يَدْخُلُ فِي الْمَرْفُوعِ عِنْدَهُمْ وَقَالَ عَبْدُ الْبَاقِ
الصَّحَابِيُّ اِذَا اُلْتُ كَسِرَ الشُّنَّةُ فَالْمَرْكَزُ بِمَعْنَى الشُّنَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى تَحْقِيقِ كَقَوْلِهِ
عَلَى رَضِ كَانَتْ مِنَ الشُّنَّةِ يَلْفُظُ دَاخِلٌ فِي مَرْفُوعِ بْنِ مُحَمَّدٍ كَقَوْلِهِمْ اَوْ رَوَاهُ اَبُو اَبِي بَكْرٍ فِي تَحْقِيقِ كَقَوْلِهِ
جَبَّ صَحَابِي اَعْلَمُ سُنَّتِ كَو مطلقاً بولے انور اداوس سے سنت نبوی ہے اور ملا علی قاری نے شمس العلماء
فی شرح الموطائین لکھا ہے اَلْحَقُّ اِنْ اِذَا قَالَ الشُّنَّةُ يَجْمَعُ عَلَى سُنَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَوْ رَوَاهُ نَوَوِي فِي شَرْحِ مُسْلِمٍ كَقَوْلِهِ اِنْ اِذَا قَالَ الصَّحَابِيُّ اَمْرًا يَكُنْ اَوْ نَهْيًا عَنْ اَمْرٍ اَوْ نَهْيًا
كَذَا اَوْ كَلَامًا مَرْفُوعًا عَلَى الْمَذْهَبِ الصَّحِيحِ الَّذِي قَالَهُ اَلْجَمَاعُ هُوَ مِنْ اصْحَابِ الصُّنُونِ
جَبَّ كَقَوْلِهِ صَحَابِي اَمْرًا يَكُنْ اَوْ نَهْيًا عَنْ اَمْرٍ اَوْ نَهْيًا عَنْ اَمْرٍ اَوْ نَهْيًا عَنْ اَمْرٍ اَوْ نَهْيًا عَنْ اَمْرٍ
الفاظ سے حدیث مرفوع ہے مذہب صحیح پر کہ جسے قائل ہیں تمام لوگ اصحاب فنون سے اسے اور ابن ابی
سے کتاب حلیۃ المؤمنین المندی میں اور شیخ ناصر بن قطلوبغا نے خروج احادیث الاختیار میں لکھا ہے
مثلاً حدیث نہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ ابن بطہ نے روایت ابی ہریرہ حدیث روایت کی ہے اور بھی
اسی جامع الاصول میں بروایت زبیر بن جراح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حدیث مرفوعہ مروی ہے

الاصول

عینی شرح بخاری میں لکھتے ہیں کہ وہی ابن حزمہ سے روایت ہے کہ اس نے خلافت النبوة وصمۃ الیمین
 علی الشہداء تحت الشجرة وهذا یعضد حدیث علی رضی اللہ عنہ یعنی روایت کی ابن حزم سے
 حدیث انس رضی اللہ عنہ سے کہ نبوت کے اخلاق سے برکھنا دہنا مائے کابین پر نیچے ناک کے اور یہ حدیث قوت
 دیتی ہے حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کو انتہی پانچویں وہ حدیث ہے جسکو امام ابو بکر بن ابی شیبہ جو استاد
 ہیں امام بخاری اور امام مسلم کے اپنی مصنف میں لکھا ہے حدیثنا وکیعہ عن مؤمن بن محمد عن علقمہ
 ابن وائل بن حجر عن ابيہ رضی اللہ عنہ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وضع یمینہ
 علی شہداء تحت الشجرة یعنی حدیث کی پہلو وکیع نے وہ روایت کرتے ہیں موسیٰ بن عمیر سے وہ روایت
 کرتے ہیں علقمہ بن وائل بن حجر سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ وائل سے کہا انھوں نے دیکھا میں نے
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ رکھا اپنے دہنا مائے اپنا بائیں مائے پر نیچے ناک انتہی اس مقام میں علامہ محدث
 محمد ابوالعباس بدلی نے ابوبکر بن عیسیٰ کے شرح ترمذی میں لکھا ہے ثم اطلعنا علی حدیث صحیحہ
 یحکم اللہ وهو سند المذہب ومؤیدہ حدیث علی رضی اللہ عنہ وهو ما اخرجہ
 ابن ابی شیبہ فی مصنفہ یعنی پھر اطلاع پائی ہم نے حدیث صحیحہ پر شکر ہے اللہ تعالیٰ کا اور وہ حدیث سند
 مذہب کی اور حدیث حضرت علی کو تائید کرتی ہے اور یہ وہ حدیث ہے جو روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے
 اپنی مصنف میں اور پھر بعد اس کے لکھا ہے وهذا حدیث قویۃ من حیث الشدائد پھر انھوں نے اس
 حدیث کے قوی ہونے کے وجوہات اور شواہد اور راویوں کی عدالت اور ثقاہت اور صحت سند و متن حدیث
 کو تفصیل تمام لکھا ہے پھر تصریح کی گنجائش نہیں مصنف عامل بالحدیث کو اسقدر کافی ہے شہر
 کچھ ہر ہر شہر شہرت و درجہ جو چراغ پیش کو رست و پس ثابت ہو گیا ان احادیث میں اور لا افعی
 سے کہ زیر زبان مائے باندھنا موافق طریقہ مسنونہ کے ہے اور دربارہ سماع علقمہ کے اپنے باپ سے اس حدیث
 میں کیونکہ نہ گندے تو جواب باصواب اسکا اثبات سماع علقمہ میں مع شواہد و اقوال ثقات محدثین
 بحث اخفای آئین میں کچھ لیوے کہ ہم پہلے اسکے کچھ بیان کیے ہیں بیان حاجت اعادہ کی نہیں اور اگر کسیکو
 اس پر بھی اطمینان نہ ہو اور زیادہ تفصیل چاہے کتاب الذمہ فی عقد الایدی تحریر الشیخ
 میں ملاحظہ کر لیوے کہ جسکو محدث یلعی علامہ لودعی مولوی وصی احمد صاحب سورتی نے تائید کیا ہے
 اور بحث جرح و تعدیل روات کو مثل آئینہ کے صیقل بیان سے چمکا دیا ہے سا توان سالہ

سالہ الفجر جمیع الایام
 الازد فی صدق الایام

تو واپس بجاوے اتنی انیسواں سالہ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ مرد کو مثل عورت کو تکبیر پڑھنے کے
وقت ہونڈھوں تک لٹا دھانا پانی کا قانون تک نجاست سوا وٹھوں نے اس سالہ میں خلاف کیا کر
اوس حدیث کا جو مسلم میں ہے عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ أَنَّ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ
يَدَيْهِ حِينَ حَضَلَ فِي الصَّلَاةِ كَثْرًا وَوَضَعَهُمَا حَيْثُ أَلَّاهُ الْحَدِيثُ يَعْنِي دَائِلُ بْنُ حَجَرٍ
روایت ہے کہ اوتھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اوٹھایا ہاتھوں کو جب نماز میں داخل ہوئے
تکبیر کی اور کیا دونوں ہاتھوں کو مقابل کانوں کے اتنی اس طرح ابو داؤد اور نسائی اور طبرانی اور اصفی نے
روایت ہے اور بھی خلاف کیا ہے اوس حدیث کا جو سند انام احمد اور سند اسحق بن راہویہ اور سنن ابی یوسف اور
شرح معانی الآثار میں برابر بن عازب سے روایت ہے قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِذَا صَلَّى رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى تَكُونِ إِبْهَامَاهُ حَذَى بَيْنَهُمَا أَدْنَى بَيْنَهُمَا أَدْنَى بَيْنَهُمَا أَدْنَى بَيْنَهُمَا
صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو اوٹھاتے دونوں ہاتھوں کو میان تک کہ دونوں گونٹے مقابل کانوں کے ہو جاتے
اور بھی خلاف کیا ہے اوس حدیث کا جو سند رک اور سنن بیہقی اور سنن ابی یوسف اور سنن ابی داؤد اور سنن ابی یوسف اور
ہر قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثْرًا فَمَا ذِي إِبْهَامَاهُمَا أَدْنَى بَيْنَهُمَا الْحَدِيثُ
یعنی کہا اوتھوں نے دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکبیر کی پس مقابل کیا اپنے دونوں گونٹوں
دونوں کانوں کے اتنی اور کہا حاکم نے اس حدیث کی اسناد صحیح مطابق شرط بخاری اور مسلم کے ہے
اور خلاف کیا ہے اوس حدیث کا جو ابو داؤد اور مصنفان ابی شیبہ اور شرح معانی الآثار میں برابر
ابن عازب سے روایت ہے قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَثُرَ لَا فَنَتَا لِحِ الصَّلَاةِ
رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى تَكُونِ إِبْهَامَاهُ قَرِيبًا مِنْ شَعْنَتَيْ أَذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُودُ يَعْنِي کہا اوتھوں نے
تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو وقت تکبیر کہتے واسطے شروع نماز کے تو اوٹھاتے ہاتھوں کو میان تک کہ
دونوں گونٹے قریب تو کان کے ہو جاتے پھر رفع یدین نہیں کرتے تھے اتنی بیسواں سالہ غیر مقلدین
کہتے ہیں کہ نظر کی اول و رکعتوں میں برابر کی سورتیں نہ پڑھے بلکہ کم زیادہ پڑھے سوا وٹھوں نے اس سالہ
میں خلاف کیا ہے اوس حدیث کا جو مسلم میں ہے إِنْ أَلَّاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ
فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ فِي الرُّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ فِي كُلِّ رُكْعَةٍ قَدْ تَلَّاهُ آيَةَ الْقُرْآنِ
یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے پہلی دو رکعتوں میں غانہ نظر کی مقدار تیس آیت

۴۱۵
تو واپس بجاوے اتنی انیسواں سالہ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ مرد کو مثل عورت کو تکبیر پڑھنے کے

وقت ہونڈھوں تک لٹا دھانا پانی کا قانون تک نجاست سوا وٹھوں نے اس سالہ میں خلاف کیا کر

اوس حدیث کا جو مسلم میں ہے عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ أَنَّ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ

یَدَيْهِ حِينَ حَضَلَ فِي الصَّلَاةِ كَثْرًا وَوَضَعَهُمَا حَيْثُ أَلَّاهُ الْحَدِيثُ يَعْنِي دَائِلُ بْنُ حَجَرٍ

روایت ہے کہ اوتھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اوٹھایا ہاتھوں کو جب نماز میں داخل ہوئے

تکبیر کی اور کیا دونوں ہاتھوں کو مقابل کانوں کے اتنی اس طرح ابو داؤد اور نسائی اور طبرانی اور اصفی نے

روایت ہے اور بھی خلاف کیا ہے اوس حدیث کا جو سند انام احمد اور سند اسحق بن راہویہ اور سنن ابی یوسف اور

برکت میں اتنی اکیسواں مسالہ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ مرد اگر اپنا آئینہ حسن چھوئے تو وضو پڑھنا
 ہو سوا و بخون نے اس سالہ میں خلافت کیا ہوا اس حدیث کا جو سند امام احمد اور ترمذی و ابوداؤد اور
 اور نسائی اور ابن ماجہ میں طلق بن علی سے روایت ہے کہ کہا او بخون نے کہا ایک مرد نے چھوا بیچنے والے
 یا کہا جو مرد کہ چھوئے ذکر اپنا غار میں تو کیا او سپر وضو فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں وہ
 ایک ٹکڑا ہی جسم تیر کیا اتنی اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن جہان نے اور کہا ابن مدینی شیخ بخاری نے کہ
 یہ حدیث بڑھ کی حدیث سے بہتری اور نزدیک امام بخاری کے بڑھ کی حدیث معلول ہے اور کہا امام
 طحاوی نے حدیث بڑھ کے متن اور اسناد میں اضطراب ہے اور کہا علامہ عینی نے بڑے تعجب کی بات
 ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے صحابہ کے روبرو تو بیان نہیں کیا یہاں تک کہ کسی سے
 نقل اسکی صحیح نہیں ہوئی اور بیان کیا تو کس سے بڑھ عورت سے حال آنکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کواری عورت سے بھی زیادہ حیا دار تھے پس حضرات غیر مقلدین کا یہاں تقویٰ اور قوی حدیث پر عمل
 کرنا کماں چلا گیا کہ عورت کی حدیث کو ایسے معاملہ میں مرد و عورت کی حدیث قوی پر ترجیح دیدی نہ
 بایسواں مسالہ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹتا ہے سو
 او بخون نے اس سالہ میں خلافت کیا ہوا اس حدیث صحیح کا جو ابوداؤد اور نسائی وغیرہ میں حضرت
 جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے قَالَ كَانَ آخِرُ أَهْلِ كُرَيْنٍ مِنْ رِثْمُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ
 الْوُضُوءَ مِمَّا مَسَّتْهُ لَنَارٍ يَمْنَى كَمَا أَوْخُونَ فِي آخِرِ دَوَامٍ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ
 كَرْنًا وَضُوءًا كَمَا أَوْخُونَ فِي جِزْرِ كَهَانَةٍ سَجَا أَلْ فِي كَيْبَا يَزِيَّتِي أَوْرَامَ مَجِي الدِّينِ نُوْدِي شَانِي مَحْدِثِ
 شَرِّحِ سَلَمِ مَن لَكْتِ يَنْ كَمُ اخْتِلَافٍ كَيْبَا يَزِيَّتِي عِلْمَانِ اَوْنِطْ كَ كُوشْتِ كَهَانَةٍ مَن بِسْ كُتْرَ اسْ لُفْ كُتْ
 مَن كَمُ اسْ سَ وَضُوءِ مَن ثُوْمَا جَانِجَ خُلْفَايَ رَاشِدِيْنَ حَضْرَتِ ابُو بَكْرٍ صَدِيقِ اَوْ عُمَرُ اَوْ عُمَانِ اَوْ عَلِي
 يَ بَارُوْنَ اَوْ زَيْنِ مَسُودِ اَوْ رَاجِي بَنِ كُتُبِ اَوْ عَبْدِ اللَّهِ بَنِ عَبَّاسِ اَوْ ابُو الدَّرْدَاءِ اَوْ ابُو طَلْحَةَ اَوْ عَامِرُ
 رِيحُو اَوْ ابُو اَمَامَهُ دُخِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ اَوْ جَمُورَتَا بَعِيْنِ اَوْ اَمَامُ مَالِكُ اَوْ اَمَامُ ابُو صَيْفٍ اَوْ اَمَامُ شَاذِي اَوْ اَمَامُ
 اَوْ كُنْ اِيْ طَرَفِ كُنْ مَن اَوْ جَمُورَتَا بَعِيْنِ اَوْ جَمُورَتَا بَعِيْنِ اَوْ جَمُورَتَا بَعِيْنِ اَوْ جَمُورَتَا بَعِيْنِ اَوْ جَمُورَتَا بَعِيْنِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ كَرْنًا وَضُوءًا كَمَا أَوْخُونَ فِي جِزْرِ كَهَانَةٍ سَجَا أَلْ فِي كَيْبَا يَزِيَّتِي اَوْ رَامَ مَجِي الدِّينِ نُوْدِي شَانِي مَحْدِثِ
 تَيْسُوَانِ سَالَهُ غَيْرِ مَقْلَدِيْنَ كَهْتِ مَن كَمُ كَمُ جَمُورَتَا بَعِيْنِ اَوْ جَمُورَتَا بَعِيْنِ اَوْ جَمُورَتَا بَعِيْنِ اَوْ جَمُورَتَا بَعِيْنِ

عظیم
 بے بغیر
 بے بغیر

عظیم
 بے بغیر
 بے بغیر

عظیم
 بے بغیر
 بے بغیر

(اور سانیہ اور وٹ کہتے ہیں جسے ہالی رکھ کر زمین کے واسطے لے جاتے ہیں) انہی اور عبد اللہ
 نے عمر بن عبد العزیز اور مجاہد اور غنمی سے روایت کی جو کہ فرمایا انھوں نے اس چیز میں جوڑنا اور کاٹنے
 حضورؐ ہو یا بہت دسوان حصہ ہو انہی اس طرح ابن ابی شیبہ نے عمر بن عبد العزیز اور مجاہد اور ابی
 غنمی سے روایت کی جو کہ ان احادیث صحیحہ سے معلوم ہوا کہ زمین کے قلیل اور کثیر میں دسوان
 حصہ دنیا لازم آتا ہے کیونکہ یہ احادیث عام ہیں قلیل اور کثیر دونوں کو شامل ہیں پس جن حدیثوں میں
 پانچ وسق کا بیان ہے وہ زکوٰۃ تجارت میں وارد ہیں کیونکہ قیمت وسق کی اس وقت چالیس درہم تھی
 چنانچہ علامہ ذہبی وغیرہ نے اسکی تصریح کر دی ہے بلکہ لفظ صدقہ کا جو اس حدیث میں موجود ہے اسی پر
 دال ہے اسلئے کہ صدقہ زکوٰۃ میں ہوتے ہیں اور خارج زمین پر عشر کا اطلاق آتا ہے علاوہ اسکے عام کو خاص
 پر ترجیح ہے اور بنیاد میں لکھا ہے کہ علامہ ابو بکر بن عربی نے کہا ہے کہ قوی تر مذہبوں کا اس سلسلے میں وہب ام
 ابو حنیفہ کا ہے اعتبار دلیل و احتیاط کے انہی پھر ابی حنیفہ صحیحین کی حدیث کو ترک کر کے صدقہ زکوٰۃ کی حدیث پڑھتا
 ہے نہ حال نادانی اور بعض تقلید جامد کی نشانی ہے چھبیس سوان مسالہ غیر متقدمین کہتے ہیں کہ زیادہ عبادت
 کرنی بہت ہے اور کثرت ریاضت میں میں جو نفس پر مشقت ہو خلاف طریقہ سنت ہے سو انھوں نے اس سلسلے میں
 خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو بخاری میں عائشہ سے روایت ہو گا ان الذی صلی اللہ علیہ وسلم
 لیقوم لیصلی حتی یرم قدماہ فیقال لہ فیقول اقلنا اکون عبدًا لشکوکنا یعنی رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوا کرتے تھے تھک کر کہتا تھا کہ میں کون سا آدمی ہوں کہ اس قدر کھڑے رہ کر کہتا ہوں کہ میں
 کیا میں بندہ شکر گزار ہوں انہی اور بھی خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو ترمذی میں غیر شیعہ سے روایت ہو قال
 صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی ینفخت قدماہ فیقول اقلنا کف ہذا وقد غیظنا
 ما تقدم من ذلک وما تأخر قال اقلنا اکون عبدًا لشکوکنا یعنی کما انھوں نے تھک کر کہتا ہوں کہ میں
 صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک کہ قدم آپ کے آس کر گئے پس کہا گیا آپ سے کہ آپ کیوں ایسی تکلیف
 اٹھاتے ہیں حال آنکہ آپ کے گلے پھیلے گناہ معاف ہو گئے ہیں فرمایا کیا میں بندہ شکر گزار ہوں لا انھوں
 انہی کہ ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور بھی خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو ابن ماجہ اور شافعی میں
 غیرہ سے روایت ہو قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی یرم قدماہ فیقول اقلنا کف ہذا وقد غیظنا
 ما تقدم من ذلک وما تأخر قال اقلنا اکون عبدًا لشکوکنا یعنی کما انھوں نے تھک کر کہتا ہوں کہ میں

بنی حنیفہ
 دو گزنی
 صفحہ ۱۱۳

مسالہ بنی حنیفہ
 و شکر گزار عبادت میں

ع
 ترمذی
 صفحہ ۲۰۰

و دیگر معابد کو غاصی کیا اور حضرت ابو بکر کا کینہ حضرت فاطمہ کے ساتھ اور حضرت عمار بن نفیس حضرت علی کے ساتھ
 ثابت کیا اور حضرت عمر فاروق کو مختصر مدت ضلالت کا شکار کیا جو معاذ اللہ منہا اب اس سے بڑھ کر کچھ ہوا
 اگے بزرگان دین کو اور کیا ہو سکے کبھی اگر کام کو بھی نہ چھوڑا اور تیسری حدیث میں انہیں غیر مقلدین کی شان
 میں **وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجُوزُنِي إِخْرَاجُ الزَّمَانِ قَوْمَ أَحَدَثِ الْأَسْكَانِ سَعَاءَ الْأَحْلَاءِ**
يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ النَّبِيِّ يَقُولُونَ الْفُرَانِ لَا يَجُوزُ وَنَحْنُ أَجْرُهُمْ يَكْفُرُونَ مِنَ الَّذِينَ مَرُوقِ السَّهْمِ
مِنَ الرَّبِّهِ الْأَحَدِ نَبِيتُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیکو کی آفرزائے میں ایک قوم
 کم سن کم عقل زبان زد ہوگا اور ان کے قال رسول اللہ یعنی بغیر حدیث کے کلام نہ کرے گی پھر میں نے قرآن کو نہ پڑھا
 اور ان کے ملت سے نیچے یعنی ان کے دلوں میں ایمان نہ ہوگا اور غلوصل سے قرآن پر عمل نہ کرے گی جاگین گے دین سے
 جیسے تیر جالنا جو کمان سے اور چوتھی حدیث ترمذی میں **وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَلَسْتُمْ أَهْلَ**
مِنَ الشُّكْرِ وَتَوَلَّوْا قُلُوبَهُمْ قُلُوبُ الدِّيَابِ یعنی زبان میں اوکلی شکر سے زیادہ شیریں ہوئی یعنی بظاہر نرمی و شیرینا
 کلامی سے لوگوں کو راہست سے ہکا بھینکے و لیکن دل اور کھنٹی ویرجی میں مثل سمیراؤں کے ہو گئے کہ جب پورا قابو
 پامانہ میں تو کوئی دقیقہ دین کی خرابی کا فرو گذشت نہیں کرتے ہیں اور پانچویں حدیث **وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ**
فِي وَصْفِ هَذِهِ الْقَوْمِ مُشْتَعِلُونَ ادا یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قوم کی طاعت شہر الادار
 یعنی اون لوگوں کے اونچے اونچے پائینے ہو گئے اور یہی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ گریبان کھلا کھلا
 قوم کو طے سے جو ہیں یہ دونوں مفتین اکثر غیر مقلدین میں پائی جاتی ہیں چھٹی حدیث کہ سب سے پیغمبر کا جواب
 بریک بعد ظاہر ہوا چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَأْمِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي بَيْتِنَا** یعنی اے اللہ بکرت سے ہمارے
 ملک شام میں اور ملک یمن میں وہاں کچھ نجد کے گوتے سود و نعموں نے عرض کیا **وَفِي بَيْتِنَا** یعنی ملک نجد کے
 واسطے ہی دعا فرمائیے مگر آپ نے پھر بھی دعای بکرت شام و یمن کی فرمائی پھر اوضوں باصر واسطے دعا بکرت
 نجد کے عرض کیا تو آپ نے تیسری مرتبہ اس کے حق میں فرمایا **هَذَا الْوَلَدُ وَالْهَدَنُ وَهَذَا يَطْلُمُ كَعَدَنُ**
السَّيْطَانِ یعنی ملک نجد میں زلزلے اور فتنے اور جھگڑے اور اوستے نکلے گی اہمیت شیطان کی سو موافق ہیں
 خبر صحیح صادق کے گروہ و ہامیہ نے جو پر عبد الوہاب کے میں سنہ ہجری میں جب تک کہ انتظام سلطنت دم
 میں برہی واقع ہو بصلاح و آدگی محمد بن عبد الوہاب کے جانب حرمین چڑھائی کی اور ایک نیا مذہب زاد کی

انہی میں سے
 ایک ہے

انہی میں سے
 ایک ہے

انہی میں سے
 ایک ہے

انہی میں سے
 ایک ہے

حال فتنہ و باطل
کا جو الہامی اثر
شائستہ

۹ من علی
توفیق کی

اسلام کے پردے میں بغرض ملک گیری ظاہر کیا اور بذریعہ اعلان محل السنہ کے تمام مقابر شہداء و مزارات و اما
کو منہدم کر کے مسلمانان اہل تقلید سکھ، حرن و غیرہ پر حکم جاری کیا کہ وہ اپنے مال کی لوٹ اور قتل کو جائز
رکھا اور اپنے ظلم کو بیان کیا کہ لشکر سلطانی نے اوپر فتح پائی اور مسلمان ہجری میں اور کجا بالکل استیصال کر دیا
چنانچہ مختصر حال اس فتنہ خروج و بائیس کا علامہ شامی نے رد المحتار حاشیہ در مختار مطبوعہ مصر کی جلد سوم کے
صفحہ ۳۰۹ میں اس طرح لکھا جو کما و قعر فی زماننا فی انباء عبد الوہاب لکن حرجوا من نجد و تنابوا
علی الحرن و کما و انفتحوا مذهب الاحتیاج لکن قهر اعتقاد انہم المسلمون و ان من
خالف اعتقادہم مشرکون فاستباحوا بذلک قتل اہل السنۃ و علمائہم حتی کثر اللہ
تعالی شوکتہم و خرب بلادہم و ظفر بہم عساکر المسلمین عام ثلاث و ثلاثین و مکتبین و
لا انتھی یعنی جیسا کہ ہمارے زمانے میں واقعہ گذرا کہ گروہ و بائیس نے نجد سے خروج کر کے حرن پر تلب کیا اور اپنا
انتساب سبب جبل کی طرف کرتے تھے لیکن اعتقاد خاندانہ کو مسلمان جاننے تھے اور جو کوئی ان کے اعتقاد کے
مخالف ہوتا اسکو مشرک کہتے اور سلج کر دیا قتل اہل سنت کا اور ان کے علما کا بیان کیا کہ توڑ دیا اللہ تعالیٰ نے
اونکی شوکت کو اور تباہ کر دیا ان کے شہر و ملک اور فتح پائی اوپر لشکر اسلام نے ۳۳۳ ہجری میں غرض آنکھ کے
غیر قلم بھی اسی گروہ و بائیس میں داخل ہیں اور اکثر عقائد اور مسائل میں انھیں کچھ پروا و مستند نہیں اور
محمد بن عبدالوہاب کی کتاب التوحید پر انکا عمل جو حسبہ بخیاں خوف بلوہ و فساد کے سرکار انگریزی نے وہاں
ہند سے تعرض کرنا شروع کیا اور ان کے جا بجا نگران اور خبر گیران رہنے لگے تب سے ان لوگوں نے وہابی کا لقب
ہل ٹالا اور اپنے متبعین و سرسے القاب مثل محمدی یا عامل الحدیث یا غیر قلمہ یا سجدہ وغیرہ سے مشہور کیا
اور کہتے ہیں کہ ہمارا عمل قرآن و حدیث پر ہے تقلید میہ مجتہدین کی شرک و بدعت ہے ہمارے کچھ کام نہیں پابندی
میں آزادی اسلام نہیں جس حدیث پر چاہیں عمل کریں حال آنکہ یہ آدمی ان غیر مقلدین کی عین پابندی
خواہش نفس کی ہے جس طرح اپنا جی چاہا اور جس حدیث میں اپنا مطلب نکل آیا و سیکو اپنا معمول ہے ٹھیکر اپنا
کو ایک باوجود مقلدان بنایا کسی تابع شافعیہ کے ایک چیز کو حرام بانا اور کبھی متوافقی حنفیہ کے اسکو حلال کر لیا
اور کبھی سیکو جائز کر لیا اور کبھی ناجائز قرار دیا کافزون کا بھی یہی طریقہ تھا تو حق تعالیٰ نے اس آیت میں اونکی
خبر دی فیلو نہ عا ما و فیلو نہ عا ما یعنی ایک سال اپنی خواہش نفس کے متوافقی ایک چیز کو کفار حلال کر لیا
میں اور دوسرے سال اسکو حرام بنا دیتے ہیں اس صورت خلط کو تلفیق کہتے ہیں اور اسی سے تلفیق الانفا

حرام ہوگئی اس واسطے تقلید نام واحد کی واجب ہوئی تا اس سے رفع و ہم تفریق کا ہو اس مقام پر یہ تقریر بلا علی
قاری علیہ رحمۃ الباری کی نہایت مفید اور قابل تسکین تقلید جو بل شیخ حسنًا اَنْ یُعَلِّقَ مَذْهَبًا مِنْ
هَذِهِ الْمَذَاهِبِ اِنَّهَا مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ فِي جَمِيعِ الْاَوْقَائِیْمِ وَالْفُرُوحِ وَاَقَامَ مَذْهَبَ مَالِکَ وَاَمَّا مَذْهَبُ
اَبْنِ حَنِیْفَةَ وَهَکْزِهِمْ وَکَیْسَ لَهُ اَنْ یُکْتَلَبَ مِنْ مَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ فِي الْبَعْضِ مَا یُتَوَاوَاهُ وَمِنْ مَذْهَبِ
عَلِیْکَیْنِ فِي الْاَبَاقِ مَا یُکْتَلَبُ لَنَا اَوْ جَوَازًا لِذَلِكَ لَا ذِی اِلَى اُخْطِیَا وَ اَلْخُتُوْنِ عَنِ الضُّبُوْطِ وَ حَاصِلُ دُرُوْجِ
اِلَى نَقْلِ التَّوْکْلِیْفِ لَا اَنْ مَذْهَبَ الشَّافِعِيِّ اِذَا اُقْتَضَیَ یُکَوِّنُ نِیْمَ شَيْءٍ وَمَذْهَبُ غَیْرِهِ اِبَاحَةً لِذَلِكَ
الشَّیْءِ یُعَیْنُهُ اَوْ عَلَی الْعَکْسِ فَمَنْ شَاءَ مَالَ اِلَى اَلْحَلَالِ لَوْ اَنْ شَاءَ مَالَ اِلَى اَلْحَرَامِ فَلَا یُخْتَصُّ
اَحَدٌ مِنَ الْحَرَمَةِ وَ ذَلِکَ بَاطِلٌ بِالْاِجْمَاعِ لَا اَنْ یُحْفَظَ الدِّیْنُ وَ اَحِبُّ وَ ذَلِکَ مَا یُحْصَلُ اِلَّا بِمُتَوَلِّیْ
وَ اِحْبَابًا لَا اَنْ مُقَدِّمَةً اَوْ اَحِبُّ اَوْ اَحِبُّ بِالْاِجْمَاعِ فَشَتَّ اَنْ تَقْلِیْدَ الْمَذْهَبِ اَوْ اَحِدٍ وَ اَحِبُّ
لَا اَنْ مُقَدِّمَةً اَوْ اَحِبُّ اَوْ اَحِبُّ لِمِنْ اَیْکَ سَبِّ کِی تَقْلِیْدَ کَ اَفْخِیَارَ کَرَامَ اَوْ اَحِبُّ یَزِیْدُ اَسْبَلُ رُجْعَ سَبِّ تَقْلِیْدِ
شَافِعِی کِی جَمِیعَ سَائِلِیْنِ مِنْ وَطَنِ ذَا الْقِیَاسِ تَقْلِیْدِ غُضِّ کِی اَوْرِیْہِ کِی سَبِّ جَائِزَ نَمِیْنِ کِی بَعْضَ سَائِلِیْنِ شَافِعِی کِی سَبِّ
خَوَاشِیْ نَفْسِ خَوَاشِیْ کِی سَبِّ اَوْرِیْہِ کِی بَعْضَ سَائِلِیْنِ خَفِیْہِ کِی سَبِّ مَرْضِیْ کِی مَوَاقِفِ لَیْسَ اَوْ سَوَاسِطِ کِی اَلْکَرِیْمُ جَائِزَ مَیْلَیْ
تَوَخُّفِ شَرْعِی اَوْ شَبَّ جَائِزَ مَیْلَیْنِ شَافِعِی مِنْ اَیْکَ شَرْعِی حَرَامِ یَزِیْدُ اَسْبَلُ رُجْعَ سَبِّ جَائِزَ مَیْلَیْنِ اَلْعَکْسِ
سَوَیْہِ تَقْلِیْدِ کِی سَبِّ اَوْرِیْہِ کِی سَبِّ اَوْرِیْہِ کِی سَبِّ اَوْرِیْہِ کِی سَبِّ اَوْرِیْہِ کِی سَبِّ اَوْرِیْہِ کِی سَبِّ اَوْرِیْہِ کِی
ہو اس واسطے کفایت و تکرار دین کی واجب ہو اور یہ بات بدون تعیین مذہب احد کے حاصل نہیں ہوتی
پس تعیین مذہب احد کی واجب ہوگی کہ مقدم واجب کا بھی واجب ہوتا ہے لیکن ثابت ہو گیا کہ تقلید مذہب
واحد کی واجب ہو اور یہ سب تو میں حدیث بھی ان لوگوں کی عدم تقلید اور آزاد کی خبر دیتی ہے
اور عل انھا مصداق اس حدیث کا ہوتا ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اَللّٰہِیْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم
مَثَلُ الْمُتَافِقِ کَمَثَلِ لَشَاةٍ الْعَاثِرَةِ بِکِنِّ الْعُتْمِیْنِ یَعْبُدُوْا اِلٰی ہِذَہِ مَوْتًا وَاِلٰی ہِذَہِ مَوْتًا وَاِلٰی ہِذَہِ مَوْتًا
مُسْلِمٌ یَعْنِیْ سَلَمٌ مِنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ سَہِیْ رَوَاہُ اَنْ خَفَرْتُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمُ لَمْ یَسْمَعْ کِی مَنَافِقِ کِی مَثَلِ
اوس بکری کی سی مثل جو دو گلوں کے درمیان ماری ماری پھرتی ہے کبھی اس ریوڑ میں جا ملتی ہے اور کبھی اس
ریوڑ میں جا ملتی ہے جس میں یہ حال منافق کا تھا ہر کو کبھی ایمان کی طرف جھک جاتا ہے کبھی بد مذہب بن جاتا
ہے وہ کجست نہ ادھر کا ہو نہ ادھر کا اور ادھر کا اور اٹھوین حدیث کتاب جمع الزوائد میں طبرانی نے باب ما جاء

تقریر علی قاری

تقریر علی قاری

فِي الْكَلْبَاءِ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَوَيْتُ كِي يَقُولُ قَالَ وَاللَّهِ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كَيْفَ تَكُونُ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ دَجَالُونَ وَبَيْنَ يَدَيِ الدَّجَالِ كَذَّابُونَ
 ثَلَاثُونَ أَوْ أَكْثَرُ فَقُلْنَا مَا يَا وَفَّاءُ كَيْفَ يَسْتَكْبِرُ كَوْنُهُمْ أَعْيَاهَا لِيَعْلَمُوا بِهَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
 فَإِذَا رَأَيْتَهُمْ فَأَجْتَنِبُوا أَوْ عَادُوا يَعْنِي كَمَا أَوْضَحُونَ فِي قِسْمِ اللَّهِ كِي تَحْقِيقُ مُتَابِعُهُمْ فِي آخِرَتِهِمْ
 تَحْتَهُ قَرِيبَ قِيَامَتِهِمْ آخِرُ دَانِي مِّنْ يَّحْيِيكَ وَقَالَ أَوْ قَرِيبَ مَا نَدُجَالِ كَيْفَ يَجْعَلُونَ فَرَقَهُمْ فِي آخِرَتِهِمْ
 كَا فَاهِرُ بُوْكَ سَوْعَرَضَ كِيَاهُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ كِيَاهُ مَا سَمِعْتُ مِنْ أَوْسُ فَرَقَهُ كَذَابِ كِي فَرَاكَ لَدَيْكَ وَهَذَا يَنْبَغِي
 كَمَا كِي سِنَا طَرِيقَهُ كِي تَمُوسُ طَرِيقَ بَرْنَدِ كِي أَوْ سَكُونَتِ كِي تَمُوسُ كِي تَمُوسُ كِي تَمُوسُ كِي تَمُوسُ
 سَمَاعِي سَمَاعِي نَبِيٍّ أَوْ دِينَ اسْلَامُ كِي كَبِيرُ تَمُوسُ كِي تَمُوسُ كِي تَمُوسُ كِي تَمُوسُ كِي تَمُوسُ
 تَوَدُّرُ بُوْكَ سَوْعَرَضَ كِيَاهُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ كِيَاهُ مَا سَمِعْتُ مِنْ أَوْسُ فَرَقَهُمْ فِي آخِرَتِهِمْ
 مَا لَ صَافِ فَاهِرُ بُوْكَ سَوْعَرَضَ كِيَاهُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ كِيَاهُ مَا سَمِعْتُ مِنْ أَوْسُ فَرَقَهُمْ فِي آخِرَتِهِمْ
 طَرِيقَ تَقْدِيرُ كِيَاهُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ كِيَاهُ مَا سَمِعْتُ مِنْ أَوْسُ فَرَقَهُمْ فِي آخِرَتِهِمْ
 وَكَمَا سَمَاعِي تَمُوسُ كِيَاهُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ كِيَاهُ مَا سَمِعْتُ مِنْ أَوْسُ فَرَقَهُمْ فِي آخِرَتِهِمْ
 خُودِ بَابِ عَقْلٍ وَرَأَى كِي تَقْرِيفُ فَرَا تَمُوسُ كِيَاهُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ كِيَاهُ مَا سَمِعْتُ مِنْ أَوْسُ
 وَهِيَ لَوْ كِيَاهُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ كِيَاهُ مَا سَمِعْتُ مِنْ أَوْسُ فَرَقَهُمْ فِي آخِرَتِهِمْ
 مِّنْ مَّكَرٍ عَقْلٍ لَّهْ تَمُوسُ كِيَاهُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ كِيَاهُ مَا سَمِعْتُ مِنْ أَوْسُ فَرَقَهُمْ فِي آخِرَتِهِمْ
 جَعَلَتْ مِّنْ كِيَاهُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ كِيَاهُ مَا سَمِعْتُ مِنْ أَوْسُ فَرَقَهُمْ فِي آخِرَتِهِمْ
 كِي تَقْلِيدُ كِيَاهُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ كِيَاهُ مَا سَمِعْتُ مِنْ أَوْسُ فَرَقَهُمْ فِي آخِرَتِهِمْ
 قَاضِي شَوْكَانِي زَيْدِي يَانِي كِي تَقْلِيدُ كَرِينِ سَهْ مِّنْ بَاتِينَ اَهْلِ حَدِيثِ كِي تَحْتَهُ كِيَاهُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ
 تَوْنِينَ سَمَاعِي فَرَقَهُمْ كِيَاهُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ كِيَاهُ مَا سَمِعْتُ مِنْ أَوْسُ فَرَقَهُمْ فِي آخِرَتِهِمْ
 وَدِي كِيَاهُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ كِيَاهُ مَا سَمِعْتُ مِنْ أَوْسُ فَرَقَهُمْ فِي آخِرَتِهِمْ
 أَوْ دِي كِيَاهُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ كِيَاهُ مَا سَمِعْتُ مِنْ أَوْسُ فَرَقَهُمْ فِي آخِرَتِهِمْ
 مَصْلُوحُونَ كِي تَمُوسُ كِيَاهُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ كِيَاهُ مَا سَمِعْتُ مِنْ أَوْسُ فَرَقَهُمْ فِي آخِرَتِهِمْ
 كِي فَرَا يَا اللَّهُ تَعَالَى سَمَاعِي بَقَضِ الظَّنَّ (أَشْمُ يَعْنِي بَشِيكُ بَعْضُ بَعْثَانِي كَاهُ) خِلَافَ كِيَاهُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ

سَمَاعِي
 تَمُوسُ
 بَاتِينَ
 قَاضِي
 تَوْنِينَ
 وَدِي
 أَوْ دِي
 مَصْلُوحُونَ
 كِي فَرَا

و احادیث نبویہ کا کہ حق تعالیٰ نے اور اس کے رسول مقبول نے ایمان ان مقامات مقدسہ کی شان میں
 کیا کچھ ارشاد فرمایا یعنی بطریق ہمیشہ کوئی اونکے پرہیز کا اور متقی ہونے اور قیامت تک اونکے طریق حق پر
 رہنے کی خبر دی چنانچہ فرمایا حق تعالیٰ نے قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبَدِّلُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ یعنی کہ سے
 اور محمد بیان کے رہنے والوں سے کہ آگیا دین اسلام کا اور ظاہر ہوگا طریقہ کفر و شرک کا اور نہ لوٹ آوگا
 اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَوْمَ ظَهِيرِ عِبَادِي الصَّالِحِينَ
 یعنی بیشک کھدیا ہے زبور میں بعد نصیحت کے کہ اگر مالک ہونگے زمین بیت المقدس کی میرے نیک بندے
 اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے إِنْ أُولَآئِكَ إِلَّا الْمُنْفِقُونَ یعنی مسجد الحرام کے مالک ہی میں جو پرہیزگار ہیں و
 عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَحَوْلَ الْكَعْبَةِ ثَلَاثَ يَمَانِيَةٍ
 وَسِتُّونَ صَنَمًا فَجَعَلَ يَطْعُمُهُمْ بِعُودٍ فِي يَدِهِ وَيَقُولُ جَاءَ الْحَقُّ وَرَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ
 الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا مُتَقَيِّمًا عَلَيْهِ یعنی روایت ہے عبد اللہ بن مسعود سے کہ داخل ہوئے آنحضرت
 کے میں درمیانیکہ گرد اگر دیکھے کہ میں ہوسا ٹھہرتے تھے سو آنحضرت کو بچا دیتے تھے اور جن کو لکڑی سے
 جو ہاتھ دین آپ کے تھی اور فرماتے تھے کہ آگیا دین اسلام اور بھل بھاگا کفر باطل بے شک کفر باطل بھل جانے
 والا یعنی سچے دین کا غلبہ آیا اور کفر کے اور کام عرب سے چلا گیا اور فرمایا آنحضرت نے غَلَطَ الْقُلُوبُ وَ
 الْجَفَاءُ فِي الْمَشْرِقِ وَالْأَيْمَانُ فِي أَهْلِ الْحِجَازِ وَهُوَ مُسْلِمٌ مَعْنَى سَخِي دِلوں کی اور ظلم و جفا ملک
 شرقی میں ہوا ایمان و اتفاق اہل حجاز میں اور آنحضرت نے فرمایا الْكَذِبُ لَا يَكُونُ بِاللَّشَامِ وَهُوَ
 أَرْبَعُونَ رَجُلًا كُلُّهُمْ مَاتَ رَجُلٌ أَبَدَلَهُ اللَّهُ مَكَانَهُ رَجُلًا رَوَاهُ أَحْمَدُ یعنی ابدال ملک شام
 میں ہوتے ہیں اور وہ چالیس آدمی ہیں جب وہ میں سے کوئی مر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے قائم مقام کر دیتا
 ہو دوسرے کو اور حضرت نے فرمایا طُولِي اللَّشَامَ فَلَنَأْتِيَنَّكَ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَا إِنَّ مَلَائِكَةَ
 الرَّخْمِ بِأَسْطِ الْجَنَّةِ عَلَيْهَا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتَّزْمِيدُ یعنی خوشحالی جو واسطے اہل شام کے
 عرض کیا ہے کس سبب سے فرمایا اس واسطے کہ فرشتے رحمن کے پھیلانے ہوئے میں بازو اپنے ملک شام پر واسطے
 محافظت کفر کے کہ وہاں ابدال رہتے ہیں اور حضرت نے فرمایا الْمَدِينَةُ سُبْحَى النَّاسِ تَمَّا يُنْفِي الْكَلْبَ وَجُفَى
 الْحَمْدُ يَكُونُ مُشَقَّ عَلَيْهِ یعنی مدینہ مکہ چھینکنا ہو کافروں کو جیسے جتنی نکال چھینکے ہو بوسے کی سبیل کو
 یعنی مدینے میں کفر نہیں ساکتا ہو اور فرمایا آنحضرت نے إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَتَى النَّاسَ وَهُوَ مُعَصَّدٌ

الْمَصْلُوكُونَ فِي حَرْبٍ أَوْ الْعَرَبُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ یعنی تحقیق شیطان نا امید ہو گیا اس بات سے کہ عبادت
 کریں لوگ و سکی جو یہ وہ عرب میں اور فرمایا آنحضرت نے اِنَّ الدِّينَ كَيْدٌ زَلَالِي اِنْجَارَ كَمَا تَارَدُ النَّحْيَةُ
 اِلَى النَّحْيِ حَرْبٌ أَوْ الْعَرَبُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ یعنی تحقیق دین صحت آویگا ملک عرب کی طرف جیسے سانپ صحت آتا ہوا اپنے
 بل کی طرف اور بخاری میں بروایت ابو ہریرہ یہ حدیث اس طرح جو ان الايمان كَيْدٌ زَلَالِي الْمَدِينَةِ
 كَمَا تَارَدُ النَّحْيَةُ اِلَى النَّحْيِ حَرْبٌ أَوْ الْعَرَبُ یعنی تحقیق ایمان سمٹیکا دینے کی طرف جیسے سانپ سمٹتا ہوا اپنے بل کی طرف
 ایمان سے معلوم ہو کہ حجاز اور مدینہ دین و ایمان کا گھر ہو اور قیامت کے قریب ہر طرف سے کفر کا غلبہ ہوگا
 تو اعراب مکہ کے ایماندار سنکر مدینہ میں امام مہدی کے پاس جمع ہونگے پس ایسے مقدس مقامات
 مسلمانوں کو بسبب تقلید اربعہ کے بد دین اور شرک اور بدعتی کہ بیٹھا اور اونکے مسلک و مذہب کو
 خلاف سنت سمجھا کیسا بظاہر گناہ ہو کہ صریح آیات و اعاویش مذکورہ کا انکار کرنا جو اللہ تعالیٰ نے صریح ارشاد
 فرمایا كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِكَلِمَةٍ تَخُورُ مِنْ اَنْوَاعِهِمْ اِنْ يَقُولُونَ اِلَّا كَذِبًا یعنی کیا بڑی بات ہو کہ مٹکتی ہو اونکے منہ سے
 سب جھوٹ جو کہتے ہیں اور بخاری اور مسلم میں بروایت ابو ہریرہ وارد ہو کہ حضرت نے فرمایا مَنْ اَدَّ
 اَهْلَ الْمَدِينَةِ بِسُوءِ آذَانِهِ لَئِنْ لَمْ يَكُنْ فِي الْمَاءِ يَنْجُو كَوْنِي دِينِي كَرِهْنِي وَالْوَلَدُ مِنْ بَرِّئِي
 کا قصہ کہ گناہ ادا ہو گا اور سکو گا اور ایسا جیسے تک پانی میں گھلتا ہو اور سو اسکے ثبوت اور بقا دین محمدی کا حقیقت
 مذہب مقلدین پر موقوف ہو کہ یہ دین قائم نہیں انہیں حضرات مقلدین کی بدولت ہو کہ پونچا اور دعا
 جب بزم فاسدان غیر مقلدین کے سبب بل تقلید شرک و رسیدین شیعہ جاویدین تو دین محمدی کیونکر قابل
 اعتبار کے رہیگا اور جب قابل اعتبار نہ ہو تو قطع ہونا لازم آئیگا حال آنکہ یہ دین حق المسبب قیامت تک
 باقی رہیگا جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ذَلِكَ الَّذِي نُنْزِلُ الْقُرْآنَ وَلَكِنْ اَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ یعنی دین
 قائم رہنے والا ہو لیکن بہت لوگ اس بات کو نہیں جانتے اور بروایت سعد بن ابی وقاص مسلم میں حد
 وارد ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا يَزَالُ اَهْلُ الْقُرْبَى ظَاهِرِينَ عَلَى اَهْلِ الْحَقِّ حَتَّى
 تَقُومَ السَّاعَةُ یعنی ہمیشہ رہینگے تمام عرب کے لوگ قائم دین حق پر یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائیگی
 اور فرمایا آنحضرت نے لَا يَزَالُ مِنْ اُمَّتِي اُمَّةٌ قَائِمَةٌ يَأْمُرُ اللّٰهُ لَاصُحُّوهُمْ مِنْ خَدِّ لَهِمْ وَلا مِنْ
 خَلْفَتِهِمْ حَتَّى يَأْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلَى ذَلِكَ مُتَّفِقُونَ عَالِيَةً یعنی ہمیشہ رہیگا میری امت سے ایک گروہ
 قائم امر الہی پر نہ ضرور پہنچا لیگا و نہ کو خرب اور مخالف اونکا یہاں تک کہ آجائیں قیامت اور وہ لوگ وہی

حال پر پہونگے اور بخاری و مسلم میں بغیر بن شعبہ سے روایت ہو کہ حضرت نے فرمایا لا یزال تاس من قبض
ظکھیر بن حنیٰ یا یبھم اقول اللہ وھم ظاہرون یعنی ایک گروہ میری امت سے ہمیشہ قائم اور فنا
رہیگا یہاں تک کہ اوگی قیامت اور وہ غالب ہی رہیگا یعنی وہ لوگ طغیاب اہل السنۃ وجماعت مقلدین
ہیں کہ تمام فرقوں میں امت محمدیہ کے سوا دین عظیم اور کثیر الافراد اور سب پر غالب ہیں اور بالعکس سکے یعنی
ایک جم غفیر اور گروہ کثیر غالب مقلدین کا تو گمراہ ہو جائے اور غیر مقلدین چند گنتی کے آدمی مغلوب راہ ہدایت
پر ہوں تو ہرگز نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ اس سے اکثر است گمراہ ہو جانا لازم تھا جو حال آنکہ یہ حدیث
صحیح بروایت ابن عمر منع کرتی ہو اسکو کہ فرمایا انھرت نے لا تجتہع امتی علی ضلک لکہ وانشہو لا
یجتمعون علی ضلک لکہ رواہ احمد فی مسندیہ والطبرانی فی معجمہ یعنی میری امت گمراہی
پر نہ جمع ہوگی اور وہ لوگ اکثر گمراہ نہونگے اور نیز یہی فرقہ مقلدین کا سبب بنوہ کثیر ہونے کے ناجی ہوگا
کہ فرمایا حضرت نے اتبعوا السواد الاکظم فمن شد شد فی النار رواہ الترمذی یعنی پیروی
کو تم بڑی جماعت کی کیونکہ جو تنہا رہا اس سے چاہڑا و فرخ میں اور فرمایا حضرت نے علیکم مواجعا
والعامة رواہ احمد یعنی لازم پیکر بڑی جماعت کو پس ظاہر ہو کہ بڑی جماعت ہی چاروں مذہب کے
مقلدین ہیں کہ تمام دنیا انھیں لوگوں سے بھری ہوئی ہو اور انھیں میں لا کھوں کہ درون اولیا و اقطاب
و ابدال و غوث ہو چکے اور اب بھی سوجوڑ ہیں اور غیر مقلد تو ہزار میں ایک بھی نہ نکلیگا سہ ہوشمار و کا جو
کثرت سے گروہ دین ہوں + اونکی کیا گنتی ہزاروں میں جو اک دو تین مہوں + تیسواں مسالہ
ان غیر مقلدوں نے واسطے بھکانے اور شک میں ڈالنے عوام مقلدین خفیہ کے ایک نیا طریقہ یہ نکالا جو
کہ ہمارے ان سوالات کا کوئی جواب نہ تھے تو اس قدر انعام لے تا لوگوں کو معلوم ہو کہ یہ سوالات نہایت
مشکل ہیں کہ جوابات انکے کسی سے نہ ہو سکیں گے ورنہ یہ لوگ اشتہار جواب طلب بوعده انعام دیتے چنانچہ
مولوی محمد حسین لاہوری مقتداہی غیر مقلدین نے ایک ہزار روپیہ کا اشتہار اپنے پرچہ اشاعت السنہ ۱۳۸۶
جلد ششم بابت ماہ جب تسلیم ہوئی میں اس مضمون کا دیا جو کہ جو شخص ان اعتقادات اور عملیات کو
جو کہ فرقہ غیر مقلدین کی طرف ایک پرچہ جامع الشواہد مطبوعہ فیض محمدی لکھنؤ میں منسوب ہے میں
اونکی کتب معتبرہ سے ثابت کر دے تو ہزار روپیہ نقد پائے انتہی واہ کیا جلی فرس تازی ہو اور کسی
تجاہل عارفانہ دھوکے بازی ہو اور مجھے اس وعدہ انعام کی فضول شیخی بہر مہارت تمہارے ہاں ہو جو کہ

پرچہ فتوے جامع الشواہد میں مفتی لیب نے پہلے ہی سے باین خیال کہ کسی منکر کو اون عقائد و اعمال کے
 مان لینے میں گنجائش انکار کی نہ ہو ایک عبارت کو بجز الہ بندہ صفحہ کتاب مع تفسیر نام مطبع و مصنف
 کتاب کے صاف صاف لکھ دیا اور اونہیں غیر مقلدین کی جیسی ہوئی تحریر سے اونکے عقائد فاسدہ اور اصل
 کاسدہ کو بخوبی ثابت کر دیا جو تعجب اب اون مسائل کے طلب ثبوت میں اشتہار دینا کس قدر عجیب اور فحش
 و عوام و اکرکتی بڑی دھوکے بازی کا یہ کام پر نعوذ باللہ کیا ناظرین او شراشتہار اور اس ملامت کی بوجھا
 سے (جو درحقیقت اونکے قائلین پر منید کی طرح موسلا دھار لگا تا رہتی ہے) اور فرشتے صالح المؤمنین میں کتنے
 ہیں) یہ سمجھنے کے مفتی لیب نے جن کتابوں کا حوالہ اس فتوے میں دیا جو یہ کفریات انہیں نہیں ہیں اور حق
 اونکے مؤلفین کی طرف منسوب کر دیے ہیں نہیں نہیں ہرگز نہیں مشتہر صاحب اگر غیرت کے پورے اور وعدہ
 کے سچے میں تو پہلے اون کتابوں کو کہ جنکا اس پرچے میں حوالہ پر بغور ملاحظہ فرمائیں اگر اذکوار کو وہاں یہ کفریات
 نہ ملین تو ہمارے پاس تشریف لائیں اور اونکا ثبوت لین اسید اسطے ہننے اس فتوے کو اس کتاب
 میں بھی چھپوا دیا جو بعد اسکے حسب وعدہ ہزار و پید رائج الوقت ہمارے پیشکش کرین خیر او کی عمرت پر
 ہم رحم کر کے پانسو معان کرتے ہیں وہ پانسو ہی اپنے غیر مقلدین بھائیوں سے چندہ کر کے یا حسب طر
 ممکن ابو مصل ہو تحصیل کر کے ہکودین در نہ پھر ایسے خیالی انعام دینے کے جموٹے وعدوں کا نام نہ لین
 اور قبل اسکے ہی ان مشتہر صاحب نے واسطے دھوکا دینے اور ترو دکر لے مقلدین کی ایک اشتہار رسالات
 عفرہ کا بیٹے شد و مدا و نہایت زور شور سے بوجہ انعام دینے و پیرنی آیت و فی حدیث کے چھپوا کر
 مشتہر کیا تھا چنانچہ واسطے ملاحظہ ناظرین کے وہ اشتہار بجنسہ مندرجہ ذیل ہے۔ **اشتہار**
 میں مولوی عبدالعزیز صاحب و مولوی محمد صاحب و مولوی اسماعیل صاحب ساکنان بلیہ وال اور
 جو اونکے ساتھ طالب العلم ہیں جیسے میان غلام محمد صاحب ہوشیار پوری و میان نظام الدین صاحب
 و میان عبدالرحمن صاحب وغیرہ یعنی جملہ خفیاء پنجاب ہندوستان کو بطور اشتہار وعدہ دیتا ہوں
 کہ اگر ان لوگوں سے کوئی صاحب مسائل ذیل میں کوئی آیت یا حدیث صحیح کی صحت میں کسی کو کلام نہ ہو
 اور وہ اس مسئلے میں جسکے لیے پیش کیا دے نص صریح قطعی لہ لالہ ہو تو فی آیت اور فی حدیث
 یعنی ہر آیت و حدیث کے بدلے دین رو بطور انعام کے دو گنا آؤ گا ریع بدین نکرنا آنحضرت کا
 بوقت رکوع ہائے اور رکوع سے سروٹھانیکے ثانیاً آنحضرت کا نماز میں خفیہ میں کنا ثالکاً آنحضرت

تازمین زیر ناف ہاتھ باندھنا لایعاً آن حضرت کا مقتدیوں کو سورہ فاتحہ پڑھنے سے منع کرنا صحیحاً
 آنحضرت یا باری تعالیٰ کا کسی شخص پر کسی امام کی ایمنہ ارجحہ سے تقلید کو واجب کرنا شکاً و سباً ظہر کافوت
 دوسرے مثل کے اخیر تک باقی رہنا شکاً بے گام عام مسلمانوں کا ایمان اور پیغمبروں اور جبرئیل کا سوا
 ہونا گناہنا نقصاً کا ظاہر و باطن نافذ ہونا کثرتاً یہ مثلاً کسی شخص نے ناحق کسی کی جو رو کا دعویٰ کیا
 کہ یہ میری جو رو ہے اور قاضی کے سامنے جھوٹے گواہ پیش کر کے مقدمہ جیت لے اور وہ عورت اوسکو
 بھجوادے تو وہ عورت بحسب ظاہر بھی اوسکی بی بی جو اور اوس سے صحبت کرنا بھی اوسکو حلال ہے تا آنکہ
 جو شخص محرمات ابدیہ جیسے ماں یا بہن سے نکل کر کے اوس سے صحبت کرے تو اس پر حد شرعی جو قرآن
 یا حدیث میں وارد ہو نہ لگانا عاقبتاً تجدیداً کثرتاً جو وقوع نجاست پلیدہ بنودہ درجہ کرنا تنبیہ
 ان مسائل کی احادیث کی تلاش کرنیکے واسطے میں ان صاحبوں کو استقرہ ملت ویتامیون جبکہ
 یہ چامین زیادہ مملکت میں انکو بھی گنجائش ہو کہ یہ اپنے اور مذہبی بھائیوں سے مدد لین - المشاہد
 محمد حسین لاہوری
 محمد حسین لاہوری
 مال آگے یہ سب مسائل کتب معتبرہ خفیفہ میں جیسے فتح القدیر شرح ہدایہ لابن الہمام و شرح ہدایہ العینی
 و شرح معانی الآثار للطحاوی و دیگران شرح مواہب الرحمن و مؤطا اللہام محمد و کتاب الحج للامام محمد و کتاب
 الآثار للامام محمد و شمسہ القاری شرح بخاری العینی و لمعات التنقیح شرح مشکوٰۃ المصابیح للشیخ الدہلوی
 و مرقات شرح مشکوٰۃ للملا علی قاری و تبیین المعانی شرح کنز الدقائق و مستملی شرح منیۃ المصلی و تہذیب
 فی حل شرح الوقایہ لمولانا محمد عبدالحی الکنعنی و ذکر احکام علی شرح الوقایہ لمولانا محمد حسن السنبعلی وغیرہ
 میں اچھی طرح ثابت ہو گئے ہیں اور عموماً جا بجا اس کتاب فتح المبین میں بھی لکھے گئے ہیں اور خصوصاً
 اسکے جواب میں بہت سے رسائل مثلاً ذلک کاملہ و اظہار الادلہ و عشرہ کاملہ و عشرہ مبشرہ و اشعار الآثار
 علی اشتہار العشرہ و انتصار الاسلام وغیرہ کے مطابع کا پور و آمرتسر و دہلی و کو دھیا میں چھپ کر عام ملک
 پنجاب و ہندوستان میں پھیل گئے لیکن اب تک شتر صاحب نے باوجود قرآن و حدیث سے جواب با
 صواب بانے کے ایسا وعدہ نہ کیا اور کسی عجیب مصیب کو ایک ٹکا بھی نہ دیا پس معلوم ہوا کہ حضرت
 کا بالکل البانی جمع خرچ تھا اور پھر دوسرے طریقہ یہ کہ فی الحال ونگے کسی متبع نے اوسی اشتہار کو دونا
 ستر بارہ چھپ کر لکھنؤ اور دہلی وغیرہ میں تقسیم کیا اور اوسکے نیچے لکھا افسوس کہ آج تک جواب اس اشتہار کا

گفتگو کے جو صحت کیونکر سمجھا جائے چیلے تو سائل کو یہ چاہیے کہ اپنے مسائل معمول بہا کو بطریق حرج و تعدیل کے احادیث صحیحہ سے ثابت کر دین کہ جس سے اونکی عبادات اور معاملات کے اعمال یقینی النجات ثابت ہو جائیں اور عند اللہ عاجز ہو کر انعام اخروی یا دین والا انعام دنیا کی خواہش ہو تو لایحیٰ سے ہجرت کی طرف قدم بڑھا دین اور فرسے اور اودین اور مباحث علمی کے جھگڑوں میں نہ پڑیں اور ہرگز ہرگز مسائل خلافیہ کے جواب کو بدلائل اتفاقیہ بوجہ انعام نہ طلب کریں ورنہ اونکو یا اونکے تلامذہ یا اساتذہ میں جنکو دعویٰ ہوا وہیہ واجب ہو کہ حسب شرائط خود ہمارے چودہ سوالات ذیل نہ ہر اول کا بھی جواب دین اور دس کے بدلے فی جواب ہم سے بیٹیں روپیہ انعام لیں اور اگر بیٹیں سوالات مذکورہ کے جوابات بغیر مدد اجماع و قیاس فقہی کے صرف قرآن و حدیث سے ثابت کر کے پیش کرینگے تو ایجاب فی آیت اور فی حدیث دس شرفیاز رضا الص کی انعام دینگے اور مثل ششتر صاحب کے وعدہ خلافی نہ کریں گے۔

سوالات نمبر

اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بوقت رکوع کرنے اور سر اوٹھانے کے ہمیشہ رفع یدین کرنا دوم آنحضرت کا نماز میں ناف سے اوپر بلکے سینے کے اوپر ہمیشہ ہاتھ باندھنا سترم آنحضرت کا نماز میں آئین یا پھر ہمیشہ کنا چارم حدیث تواتر حلف الامام کا بعد نزول آیت اذ اقرع القرآن الخ کے مروی ہونا پنجم آنحضرت یاق تعالیٰ کا ائمہ اربعہ میں سے کیسی تقلید شرعی کو منع کرنا ششم کتاب سنت سے قیاس و اجماع کا حرام ہونا شہتم تین طلاق دیکر بدون حلالہ کرنے کے عورت کا نکاح شوہر اول سے کرادینا ششم ائمہ اربعہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ و او و طاہری و ابن حزم و قاضی شوکانی زیدی کی تقلید کرنا شہم بغیر کسی عذر شرعی کے جمع میں الصلا تین کرنا یعنی ظہر و عصر کو ایک ساتھ اور مغرب و عشا کو ایک ساتھ پڑھنا و شہم امامیہ صحاح کا کتب صحاح ستہ میں منحصر ہونا اور سوائے انکے دوسری کتاب کی حدیث کو غیر معتبر سمجھنا یا از و شہم اس زمانہ پر شور و فتن میں ہر شخص مامی کا قرآن و حدیث پر بلا تحقیق عمل کرنا اور اوپر لوگوں کو حکم دینا و شہم جو حدیثیں امام عظیم کو سبند شیوخ تابعین یا صحابہ رضی اللہ عنہم جمیع کے واسطے سے پہنچی ہوں اونکو بکبرایات رجال غیر تابعین کے ضعیف اور مخدوش سمجھنا شہم و شہم ماجیون پر زیارت قبر شریف نبوی کا حرام یا مکروہ نہ ہو چار و شہم علمای حدیث شریفین اور جو لوگ اونکے پیرو ہوں اوکل مقلدین کو مشرک و بدعتی کہنا اور غیر مقلدین کو بدعتی کہنا

سوالات متعلقین
جواب طلب
ان غیر متعلقین

سوالات نمبر

اول کسی لاندہ کے جتنے میں جو باہر ہوا نکلا اور اس جے میں سورخ بھی ہو اور راجی اوس نے نماز میں پڑھی میں تو کتنے دنوں کی نماز پھر حدیث صحیح سے ارشاد ہو دو دم کسی شخص اپنے غلاموں سے یہ کہا خدا احرًا کو خدا اؤھذا اس قول سے کون کون آزاد ہو گا شوہر سر نہوانے یا ناخن ترشوانے یا زخم کا چھلکا اوتا دینے سے تجدید وضو یا غسل مسح اوس موضع کا فرض ہوتا ہے یا نہیں چھارم اندون چشم و عجب کا دھونا فرض ہے یا نہیں چشم کے ایک جانب دو ہاتھ پید ہو جاوے دنوں کا دھونا فرض ہے یا ایک تبصریح فصل ارشاد ہو ششم داخل برزت وفات و سورخ بندین پانی پونچا غسل میں ضرور ہے یا نہیں ششم تہجد و مباشرت فائشہ یعنی انتہائی فتانین سے غسل واجب ہوتا ہے یا نہیں یا کوئی اور شرط منصوص ہے ششم انفس لواطت سے غسل واجب ہوتا ہے یا نہیں اور مسطح و طی زن جنبہ اور جماع غشی اور وطی جبید و ضعیفہ وغیرہ شہادۃ موجب غسل ہے یا نہیں تہم قدرت انجیل کا حالت جنابت میں کیا حکم ہے و تہم داغت سے جلد خنزیر و مار و موش بھی پاک ہو جائیگی یا نہیں یا ز و دم کستہ فصل بعد سے تیمم جائز ہو گا و واز و دم عورت صاحب نفاس کو بھی بعد انقطاع نفاس بر تقدیر عجربیم جائز ہے یا نہیں سیر و دم مقطوع البیدین و الرملین و مروج الوجہ کا کیا حکم ہے ملا وضو نماز پڑھے یا مسح یا کیم کرے چھار و دم سبکو پانی اور سنی پاک میسر ہو وہ کیونکر نماز پڑھے یا نہ و دم عورت و مرد دونوں توام پہا ہوئے اوئے نکاح کی کیا صورت ہے تہم شامز و دم کوئی شخص دریا یا تالیاں کے پانی میں یا پتھر سے کونی اوسکی بغیر قیاس حدیث منعه البول فی الماء الزاکل کے ارشاد ہو شہد تہم جو پانی کہ لید یا گوہر کے کثرون سے گرم کیا گیا ہو اوس سے وضو جائز ہے یا نہیں تہم چھار و دم سوئے سے جاگے اور بڑا شکا پانی کا زمین میں گرٹا ہو چھوٹا کوئی برتن نہیں تو وضو اور طہارت کیونکر ہے نور و دم جو روٹی کہ لید یا گوہر کی کچی ہو کھانا اوسکا جائز ہے یا نہیں تہم جن گھڑوں اور شکون کی مٹی لید اور گوہر کے ساتھ گوندھی گئی ہو عیساکہ کھارون کا دستور ہے استعمال کون ترشونجا جائز ہے یا نہیں

تنبیہ - حسب شرط مذکورہ ان مسائل کے جوابات کھنے میں استقدر مصلحت و بجا تھی کہ وہ اپنے تمام برادران غیر تقلیدین سے بھی خاطر خواہ مدولین اور جواب باصواب دیں ورنہ اس کی ضرورت کے سورہ میں انکو مدخل ہونا پڑ گیا اَمْ لَكُمْ شِرْكَاءُ شَرَعُوا لَهُم مِّنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَلْزَمْ بِهِ اللّٰهُ

اس مسئلہ کا جواب
مفت محمد رفیع
رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ کیا اونکے اور شرکاء میں جو راہ نکالی ہو اونھوں نے اونکے لیے دین کی جسا حکم نہیں یا اللہ
مسئلہ التیسوا ان غیر مقلدین کے اکثر عقائد اور اعمال اہل سنت و جماعت کے باطل ہیں
ہیں کہ بعض مسائل مختصر و احکام متبہ اونکے موجب کفر اور بعض مبطل نماز اور بعض موجب فسق
و ابتداء ہیں کہ تفصیل اوسکی موجب تطویل ہو نظر بر ان ہم بیان صرف فتوای جامع الشواہد
فی اخراج الوہابین عن المساجد کو حسب عدہ سابقہ درج کیے دیتے ہیں تا ناظرین کو مولوی محمد حسین
صاحب لاہوری کا جھوٹا وعدہ انعام کرنا اون مسائل اور احکام کے وجہ ثبوت میں ظاہر ہو جائے
اور نیزہ شخص جو اوسکو ملاحظہ کرے غیر مقلدین کے عقائد فاسدہ و مسائل کا سہ سے بخوبی ماہر ہو جائے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

(۱) علمای اہل سنت و جماعت اس مسئلے میں کیا فرماتے ہیں کہ یہ گروہ وہابیین یعنی فرقہ
غیر مقلدین داخل ہواہل سنت و جماعت میں یا خارج ہواہل سنت و جماعت میں اور فرقہ تون ضلالت کے (۲) اور
ہم مقلدین کو اونکے ساتھ مخالفت و مجاہدت کرنا اور انکو اپنی مساجد میں باوجود خوف فساد کے کٹنے
دینا حدست ہو یا نہیں (۳) اوانکے پیچھے ناز پر مٹنا کیسا ہو بکتولہا للفقہین و کتبہا لکلامہا لکلامہا لکلامہا

جواب سوال اول

وہابیہ غیر مقلدین (کہ قطع نظر عقائد کے جنکی علامات ظاہری اس ملک میں ایسے اربعہ میں سے کسی
تقلید نہ کرنا اور فقہ کو مخالف حدیث کے گنا اور مقلدین کا نام شرک اور بدعتی رکھنا اور اپنے متین موصد
اور محمدی ظاہر کرنا اور تقلید سے چڑھنا اور نفس العقاد مجلس میلاد خیر العباد اور فاتحہ خوانی و عرس
اولیاء اللہ کو شرک و بت گنا اور بغیر کسی امام کی تقلید کے نماز میں آمین پکار کے گنا اور وقت رکوع
اور قوسے کے رفع یدین کرنا اور نماز میں ناف سے اوپر بلکہ سینے پر ہاتھ باندھنا اور امام کے پیچھے سورہ
فاتحہ پڑھنا اور جو ایسا فکرے اوسکو بڑا گنا) مثل دیگر فرقہ تون ضلالت و فاضل و غیر ہما کے اہل سنت
و جماعت سے خارج ہیں کیونکہ اونکے ہیت سے عقائد اور مسائل مخالف اہل سنت و جماعت کے ہیں
چنانچہ موجب تحریر اوٹھین کی کتابوں کے چند عقائد و مسائل بقید نام کتاب وسندہ مصنف کے بطور
نمونہ بیان کیے جاتے ہیں تا پھر کسی منکر کو اوسکے ثبوت میں گنجائش بخار اور شبہ کی باقی نہ رہے

پہلے انکے عقائد سنئے

اول کہ خدا سے پاک کا جھوٹ بولنا ممکن کہتے ہیں چنانچہ صفحہ ۱۱ کتاب صیانت الایمان مطبوعہ مراد آباد
تصنیف مولوی شہود الحق شاگرد مولوی نذیر حسین مین مندرج ہو دوم انبیاء علیہم السلام سے
احکام دینی میں بھول چوکے قائل ہیں جیسا کہ مولوی حسین خان صفحہ ۱۱ کتاب رد تقلید بکتاب
المجید مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی میں اس مضمون کا اقرار کرتے ہیں اور طرہ یہ کہ اوسکی صحت پر
مولوی نذیر حسین و شریف حسین وغیرہ کا برغیر تقلید کی مہر بھی ثبت ہیں حال آنکہ
انبیاء علیہم السلام تبلیغ احکام میں بالاتفاق معصوم ہیں مٹوہم یہ کہ آنحضرت کے خاتم النبیین
ہونے سے انکار کرتے ہیں چنانچہ یہ مضمون صفحہ ۱۶۲ نظر المومنین صفحہ ۱۲۰ خود صدیق شہادتی
شاگرد رشید مولوی نذیر حسین سے ظاہر ہو کہ انھوں نے خاتم النبیین کے الفاظ کو محمد
خارجی کا لکھا ہو جسکے معنی یہ ہیں کہ بعض کے خاتم ہیں نہ بسکے حال آنکہ آپ کل انبیاء کے خاتم اور
نبی آخر الزمان ہیں کہ بعد آپ کے کوئی نبی نہ ہو گا چہاں ہم کہتے ہیں کہ حدیث آحاد سے یعنی سوائے
حدیث متواتر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا ثابت نہیں ہوتا جسکا یہ مطلب ہوا کہ
آنحضرت سے سوا ایک و معجزوں کے زیادہ صادر نہ ہوئے کیونکہ سوائے قرآن کے اور معجزات خدا
متواتر سے ثابت نہیں ہوتے چنانچہ یہ مضمون کتاب لیل محکم مطبوعہ دہلی تصنیف مولوی
نذیر حسین سے ظاہر ہو چیمجم اجماع کل امت کا جسکی سند ہر کو معلوم نہوجت شرعی نہیں ہو جیسا
کہ صفحہ ۱۳ کتاب معیار الحق مطبوعہ لاہور صفحہ ۱۱ مولوی نذیر حسین مین و صفحہ ۲۲ کتاب اعتبار
مطبوعہ کانپور تصنیف مولوی عبداللہ محمدی معروف جہاؤ ساکن مؤمن موجود ہو چیمشہور
محبت کا قیاس شریعت میں قائل اعتبار کے نہیں ہو چنانچہ اوسی کتاب معیار الحق کے صفحہ ۴۹
مین اور اعتصام اللہ کے صفحہ ۳۳ مین مرقوم ہو چیمشہور کتاب ورسالت للیب مطبوعہ لاہور
ملا معین کے صفحہ ۲۱۹ مین لکھا ہو کہ حضرت امام مہدی کے زمانے میں رجعت ہوگی یعنی جو لو
اوکی محبت میں بدون ملاقات کے مر گئے ہیں اور بنایا اور انھوں نے زمانہ انم کو تو بحکم خدا
تعالیٰ قبروں سے قبل قیامت کے زندہ ہو کر اوفے مستفید ہو گئے چنانچہ اصل عبارت
عربی اوس کتاب کی یہ ہر من مات علی الحب الصادق یا نام العصور المہدی علیہ السلام

محمد حسین نے رسالہ اشعاع الحق چھاپ رسالہ تنویر الحق میں سب مقلدین کو انخوان پزیر اور رافضی ملید
اور شیطان و کافر لکھا اور اسطرح مولوی محی الدین نو مسلم کتب فروش لاہوری نے بھی کتاب
ظفر المبین مطبوعہ لاہور مؤرخہ رمضان ۱۲۹۹ھ کے صفحہ ۱۸۹ و ۲۳۰ و ۲۳۲ میں تقلید کو شرک
اور حرام اور مقلدین خفیعہ کو مشرک و کافر لکھا اور چاروں اماموں کے مصلوں کو ضلالت اور
ہرمت قرار دیا جو صحابی چاہے وکیلے لکھو ذی اللہ وثقا **تنبیہ** مقام عبرت ہوا اور کتنی بری جرأت
ہو کہ جب انھوں نے علمی مقلدین اور اولیایا کا ملین کو بے دہرک مشرک و کافر لکھا تو اب انکے
کفر و ایمان میں کیا شک باقی رہ گیا افسوس صد افسوس ان ناعاقبت اندیشوں اور بخیر و نیکوئی
سبھی خیرین کہانی اس بیودہ تقریر اور تاشائستہ تحریر سے خود ہمارے امام محمد ثین اور مقتدا ہی عا لہین
حضرت امام بخاری علیہ رحمۃ الہاری بھی معاذ اللہ کافر و مشرک ہوئے جاتے ہیں بدین وجہ کہ وہ مجھ
مقلدین امام شافعی رحمۃ اللہ کے اور داخل ہیں زمرہ مقلدین شافعیہ میں جیسا کہ زبدۃ الحمد ثین
حمدہ المقتدرین عارف باللہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب ہلوسی نے اپنی کتاب لانصاف فی
بیان سبب اختلاف میں لکھا جو کہیں ہذا القیاس محمد بن اسماعیل البخاری کا لفظ معاذ
فی طبقات الشافعیہ ومن ذکرہ فی طبقات الشافعیہ الشیخ تاج الدین السبکی و قال
لا نقفہما بالمحمدی و بالمحمدی نقفہ بالشافعی واستدل شیخنا علیہ علی اد
البخاری فی الشافعیہ یہ کہ فی طبقاتہم و کلام النووی الذی ذکرناہ شاہد لک
انتہی یعنی مسطرح ابو جعفر بن جریر طبری شافعی لکھ رہے ہیں اسطرح امام محمد بن اسماعیل بخاری بھی مقلد
شافعیہ میں شمار کیے گئے ہیں اور جس شخص نے انکو طبقات شافعیہ میں ذکر کیا ہو وہ امام تاج الدین سبکی
میں آواز دھونے فرمایا کہ امام بخاری نے علم فقہ سیکھا جو امام حمیدی سے اور حمیدی نے امام
شافعی سے اور دلیل لائے ہیں ہمارے شیخ علامہ امام بخاری کے داخل ہونے پر شافعیہ میں ساتھ ہو
ہونے اونکے طبقات شافعیہ میں اور کلام امام نووی کا جو ذکر کیا ہم نے اور سکو گواہی دے رہا ہو
اس بات کی کہ امام بخاری شافعی لکھ رہے ہیں انتہی پس جب ایسے بڑے امام محمد ثین نے بدون تقلید
دین میں چارہ نہ دیکھا اپنا مذہب شافعی اختیار کیا تو اب ان لازم ہوں کہ تقلید امام بخاری علیہ رحمۃ
کے ضرور چاہیے کہ کسی مذہب کو اختیار کریں اور اپنی لازمہ بھی پر ہزار بار نغمین اور بھکار کریں۔

ثبوت امام بخاری
علیہ السلام
شافعی لکھ رہے
ہوئے

ووازد ہم جو شخص ایمان باشد وایوم الآخر و تصدیق باجاہ البنی رکھے اور حلال کو حلال اور
 حرام کو حرام جانے اور اس شخص کو غیر مقلدین مسلمان متقی اور مصداق اس آیت کا جانتے ہیں اولیائے
 الذین صدقوا واولئک انهم المثلثون چنانچہ مضمون رسالہ ثبوت الحق تحقیق تصنیف مولوی
 نذیر حسین مطبوعہ چشمہ فیض دہلی محلہ پیر ملہا دیو کے منظر اول میں مندرج جو حال آنکہ صرف موصوف
 بالایمان تھے اور تصدیق باجاہ البنی کرنے سے مسلمان متقی کذائی نہیں ہو سکتا ورنہ باوجود مرکب ہونے
 محرمات قطعہ کے اور تارک ہونے واجبات تحمید کے متقی اور مصداق ہونا اس آیت کا لازم آتا ہے اور یہ
 بالاتفاق تمام علمای اہل سنت کے نزدیک باطل ہے بلکہ متقی کذائی ہونے میں انصاف بالחסنات
 اور احتراز عن اشیائ بھی ضرور ہے اور مصداق آیت مذکورہ کے وہی لوگ ہیں جو باوجود موصوف بالایمان
 ہونے کے موصوف بالفضائل علیہ بھی ہوں جیسے بذل سوال دایمانی و زکوٰۃ و اقامت صلوة
 و ادائے صوم و حج و ایفای عہود و مواثیق و صبر و استقلال بوقت مصیبت و ملال غرض کہ جملہ
 ضروریات دین اور مستحسانات اسلام پر بھی عمل ہو سیکر وہ ہم اوس کتاب ثبوت الحق تحقیق کے صفحہ
 ۳۴ و ۳۵ میں مولوی نذیر حسین نے تقلید کو بدعت مذمومہ اور مخالف طریق اسلام قرار دیا ہے اور
 ایہ مجتہدین کو شل اجار و رہبان یعنی علمای یہود و ترسا کے بنایا ہے اور حضرات مقلدین کو مصداق
 ان آیات کا ٹھیلایا ہے لکن فاحسبوا انہم اربابا من ذوق اللہ واذ اقلل لہم
 اتبعوا ما انزل اللہ قالوا اهل نفعنا ما آلفینا علیہ اباءنا مال آنکہ یہ آیتیں یہود و نصاری
 و کفار مشرکین کی شان میں وارد ہیں انفس کہ مصداق اوسکے مومنین و مجتہدین اسلام ٹھیلے تھے
 اس سے بڑھ کر تعصیل و رگراہی کیا ہوگی ۵ ازبرون طعنہ زنی بر بایزید و وزد رونت ننگ
 سید اردبیلیدہ یہ خیال کرنا چاہیے کہ تفسیر آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبی اسرائیل نے جو تحريم باطل ہند
 اور تحلیل باحرم اللہ میں اپنے اجبار و رہبان کی اتباع کی تو کافر و مشرک ہو گئے سمجھ لو چیتے ہیں کہ وہ
 تحلیل و تحریم محرمات و مباهات یقینہ ضروریہ کی تھی یا ایسے محرمات و مباهات کی کہ جنکی حرمت و مباح
 میں اختلاف اور ضرورت اجتہاد کی ہو پس در صورت اول مولوی صاحب کو ایہ اربعہ رضی اللہ
 عنہم کی نسبت بھی تحلیل و تحریم محرمات و مباهات یقینہ ضروریہ کی ثابت کرنا چاہیے حتی کہ اوسکے
 مقلدین بسبب اتباع کرنے کے ایسی تحلیل و تحریم میں مشرک و کافر قرار دیے جاویں اور بدرون اثبات

۱۔ نذیر حسین
 ۲۔ مولوی
 ۳۔ مولوی
 ۴۔ مولوی
 ۵۔ مولوی
 ۶۔ مولوی
 ۷۔ مولوی
 ۸۔ مولوی
 ۹۔ مولوی
 ۱۰۔ مولوی
 ۱۱۔ مولوی
 ۱۲۔ مولوی
 ۱۳۔ مولوی
 ۱۴۔ مولوی
 ۱۵۔ مولوی
 ۱۶۔ مولوی
 ۱۷۔ مولوی
 ۱۸۔ مولوی
 ۱۹۔ مولوی
 ۲۰۔ مولوی

اس امر کے مقلدین ایسے کہ مشرک قرار دینا قیاس ناروا اور اجتہاد بھی اس پر اور صورت ثانی معاف اللہ
صاحب کرام کا مشرک کا فرہونا لازم آتا ہے کیونکہ انھوں نے لفظ آنت طاکنی نکلا تاکا سے طلقات
ثلاثہ واقع ہونے میں حضرت عمرؓ کا اجماع کیا ہے تاکا فرہونا خود بدولت اور اس کے اکابر کا مثل قاضی
شوکانی وابن قیم وغیرہم کے لازم آتا ہے اس واسطے کہ انھوں نے لفظ مذکور سے طلقات ثلاثہ نہ واقع
ہونے میں ابن تیمیہ و داؤد ظاہری وابن حزم کی تقلید کی ہے جس شق اول تو بدہی البطلان ہے کہ
صحابہ سے تحریر ماحصل اللہ ہرگز نہیں ہو سکتی اور شق ثانی بزعم مولوی صاحب کے متعین ہو گئی آپ کا
کیا جواب ہے کیونکہ ایسی بات کیجیے کہ اولیٰ الزام اس کا اپنے اوپر لیجیے چہاں وہ ہم رسالہ الاحتمال
مسئلۃ الاستواء تصنیف نواب صدیق حسن خان امیر محبوبال مطبوعہ گلشن اودہ انھوں نے لکھا ہے
کہ خدا عرش پر بیٹھا ہے اور عرش اس کا مکان ہے اور دونوں قدم اپنے کسی پر رکھے ہیں اور کسی ایک
قدم رکھنے کی جگہ ہے اور ذات خدا کی ہمت فوق اور طرف علو میں ہے اور اس کو فوقیت جہت کی ہے نہ فوقیت
رتبہ کی اور وہ عرش پر رہتا ہے اور اترتا ہے برشب کو طرف آسمان دنیا کے اور اس کے لیے دہنا یا
ہاتھ اور قدم اور ہتھیلی اور اوٹلیاں اور دو آنکھیں اور منہ اور پٹنلی وغیرہ سب چیزیں بلا کیف
نماست ہیں اور جو آیتیں اس بارے میں ہیں سب محکمات میں آیات متشابہات نہیں اور ان
آیات و احادیث میں تاویل نہ کرنا چاہیے سب آیتیں اور حدیثیں اپنے ظاہر معنی پر محمول ہونگی اور
اسی ظاہر معنی پر عمل اور اعتقاد رکھنا چاہیے انتہی حال آنکہ یہ مذہب فرقہ مجسمہ و مشبہ و مجملہ و متماثلہ
کا ہے اور مخالف ہے اہل توحید و ارباب تنزیہ سنت جماعت کے چنانچہ اس سال کے روز میں سالہ استیلا
علیٰ الاحتمال مطبع مصطفائی لاہور میں چھپ چکا ہے اور دوسرا سالہ بھی اس کے جواب میں موسوم
بضمہ الایمان فی تنزیہ الرحمن مطبع رحیمی لودھیانہ میں مطبوع ہوا ہے ان دونوں رسالوں میں
مذہب اہل حق کو خوب تفصیل سے لکھا ہے اور نواب صاحب کے عقائد کا رد بخوبی کیا ہے کہ وہ حق تعالیٰ
کے صفات واروہ فی الشریعہ پر ہرگز ایمان نہیں لائے ہیں بلکہ ظواہر معنی متشابہات پر اپنی راسخ
اور تاویل اور تغیر کے موافق ایمان لائے ہیں اور اس سے مصداق زائفین اور سفیقین فی الدین
کے بننے میں حسیا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے قَامَا الَّذِیْنِ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْعٌ فَکَیْفَ یَعُوْنَ مَا تَشَکَّیْبَہُ
مِنْہُ اَنْبِیَاءُ الْفِشَاقَ وَ اَنْبِیَاءُ کَذُوْلَیْلَہُ وَمَا یَعْمُرُوْنَکُمْ تَاوِیْلَہُ اِلَّا اللّٰہُ یَسْنِیْ جَن لُو کُرْکَہُ لُو مَن

کجی اور گمراہی پر سودہ پیروی کرتے ہیں تو اہل معنی آیات متشابہ کی بے غرض فہم انگیزی اور واسطے
 چاہئے حقیقت اس کی کے حالانکہ حقیقت اس کی اللہ ہی جانتا ہے پس اس بارے میں مذہب اہل سنت
 جماعت کا یہی ہر کہ آیات و احادیث صفات باری تعالیٰ باعتبار الفاظ اور کلمات کے حکم ہیں معنی میں
 اور واضح اللہ لا یمن اور باعتبار مفہیم اور معانی کے متشابہ ہیں معنی میں اس کے کئی معنی ہیں اور اجمالاً
 اس کے ظاہر الفاظ پر ایمان لانا کافی ہے اور بلا ضرورت اس کی تفسیر اور تاویل نہ کرنا اور حق تعالیٰ کو اول
 صفوں کے حقائق سے پاک و منزہ جاننا اور اس کے مراد میں معنوں کو علم الہی کے سپرد کر دینا اور
 اس کی کیفیت سے سادگی و خاموش رہنا اور اس کے کسی معنی کو معین نہ کرنا مثلاً یہ نہ کہیں کہ ہستوا
 بمعنی ہستوا یا جلوس کے ہو یا بد بمعنی قدرت یا جارح کے ہو یا وجہ بمعنی ذات یا منہ کے ہو بلکہ اتنا کہنا کافی
 ہو کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے اور صاحب ید اور صاحب وجہ ہو کیونکہ ظاہر معنی متشابہات کے لینے
 سے اللہ تعالیٰ کے واسطے جسم اور صورت اور جہت تحتانی و فوقانی اور مکان و زمان و جواسع و دیگر
 لوازم ہست من صفات اکو احوال و امکانات ثابت ہوتے ہیں حال آنکہ اللہ تعالیٰ قدیم و ابدان چیزوں
 سے منزہ اور پاک ہے اور اس کا نہ منہ ہے اور نہ ہاتھ ہے اور نہ وہ چڑھتا ہے اور نہ اوترتا ہے اگرچہ بے کیف سی
 فَأَقْبَهُمُ وَخَذَ هَذَا مِنْ عَقَائِدِ الْفُقَهَاءِ وَالْحَدِيثَيْنِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الظَّوَاهِرِ تَبَرُّ وَالْغَيْرِ لِلْقَلْبَيْنِ
 یا شروہم میں رکعت ترائیح کو بعثت اور ضلالت جانتے ہیں اور اس بارے میں حضرت عمرؓ کو صرف
 فاطمی و مختصر اربع بعثت ضلالہ کا ٹھہرتے ہیں چنانچہ نواب صدیق حس خان امیر بھوپال نے کتاب
 الانشاء والرنج مطبوعہ مطبعہ علوی لکھنؤ کے صفحہ ۶۲ و ۶۳ میں حضرت عمرؓ کو نہایت مبہکی سے منہ
 فاطمی اور بعثت ضلالہ کا مختصر لکھا ہے کہ عبارت عربی اس کی یہ ہے وَأَمَّا قَوْلُهُ نَعِمَ الْيَدُ عَ هَذِهِ
 فَلَيْسَ فِي الْيَدِ عَمَّا يُمْدَدُّ بِهِنَّ كُلُّ يَدٍ عَ ضَلَالَةٍ وَلَيْسَ الْمُرَادُ بِسُنَّةِ الْأَخْلَاقِ وَالْأَشْيَاءِ
 إِلَّا طَرِيقَهُمْ الْمَوَافَقَةَ بِطَرِيقَةٍ مِنْ جِهَادٍ الْأَعْدَاءِ وَتَقْوِيَةِ شَعَائِرِ الدِّينِ وَفُجُوهاً وَمَعْلُومٍ
 مِنْ قَوَاعِدِ الشَّرْعِ فَإِنَّهُ لَيْسَ تَحْلِيلُهَا لِأَسَدِيانِ يَشْرَعُ طَرِيقَةً غَيْرَ مَا كَانَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ
 تَقَرُّانِ عَمْرُ نَفْسَهُ الْأَخْلَافَةَ لَوْ أَنَّ سُنَّةً مِمَّا رَأَى مِنْ تَجْمِيعِ صَلَاتِهِ لِكُلِّ وَمَصَّانَ يَدٍ عَ
 وَكَمْ يَقُولُ إِنَّهُ أَسَنَّةٌ اس تقریر سے صاف ظاہر ہے کہ نواب بھوپال نے جماعت ترائیح کو مخالف حکم
 آنحضرت کے سمجھا کر دوسرے الملاق سنت کا ناجائز خیال کیا ہے جو حال آنکہ قول و فعل صحابہ کرام بھی سنت

بدیہی البطلان ہو اور اعتقاد اس پر موجب شرک علی اور مستلزم ثبات علم غیب ہو کہ یہ خاصہ علامت ہے
 کا جو اور جو بواسطہ ملائکہ کے احوال امت پر آپ مطلع کیے جاتے ہیں سو یہ بھی غیر متیقن اور غیر ثابت
 ہو اور قابل اعتبار کے نہیں ہو کہ سوائے ارباب سیر کے کسی نے مقبرین اہل حدیث سے اسکو نقل نہیں
 کیا بلکہ محدثین کے خلاف برادر دین حال آنکہ احادیث سے یہ بات ثابت ہو کہ قبر شریف میں آنحضرت
 پر احوال و اعمال امت پیش کیے جاتے ہیں جن کو گونگے اعمال صالحہ ہوتے ہیں تو آپ خوش ہوتے ہیں و
 اعمال بد ہوتے ہیں تو آپ اذیت و عذاب ہنغار و عذاب نور و عذاب اوس کی کتاب میں صفحہ ۳۳۰
 ۳۳۱ لکھا ہے کہ میت کو اور اک اور سماع ثابت نہیں ہو ارواح مغار تو تو تعلق و حیات میں بقدر قیاس کا
 و ینکذ ذہبہ حاصل ہو اور جو محدثین کہ شرح الصدور میں دربارہ اثبات سماع موفی کے وارد ہیں وہ
 قابل تمسک نہیں کہ اکثر محدثین و سہین رسائل جلال الدین سیوطی کی طبقة العالیہ سے لکھی ہیں اور
 احادیث طبقة العالیہ سے قابل نہیں ہیں کہ کسی عقیدے یا عمل کے اثبات میں سند اور تسک ہو جائے
 عقیدہ اہل سنت آئین ہو کہ اور اک اور سماع اموات کو حاصل ہو اور یہ بات قرآن حدیث سے ثابت
 ہے مستقیم اوس کی کتاب کے صفحہ ۳۲۴ میں مرقوم ہے کہ ارواح انبیاء کرام و اولیاء عظام سے خلق ہند
 پر کسب طریح کا فیض نہیں ہو اور افعال اختیار و غیر اختیار یہ میں استفادہ اسے شرعاً و عقلاً نا ہوا بلکہ
 بدیہی البطلان ہو ورنہ بعثت انبیاء کی مرتبہ بعد ازلی بکار اور بیفائدہ ہو جاتی اور ایک ہی وجود شریف حضرت
 آدم علیہ السلام کا قیاس تک کافی ہو جاتا اور وہ آثار فادہ و استفادہ و تعلیم و تعلم کے جو آنحضرت
 بعد انتقال کے زمانہ صحابہ میں پائے گئے وہ سب اصل معلوم ہوتے ہیں ورنہ اگر قبر شریف سے تعلیم
 افادہ ہوتا تو آپ کے تعیین کفن و کیفیت دفن و دیگر مسائل عبادات و معاملات میں فیما بین
 صحابہ اختلاف نہ پڑتا اور نہ متحاربات و منازعات کی نہ آتی اور اس بطریق اختلاف تابعین و تبع
 تابعین و ائمہ مجتہدین و مفسرین و محدثین کا ہرگز نہ رہتا بلکہ کارغز قیاس و اجتہاد و استنباطات
 مسائل و متبع روایات احادیث و فقہ کا درجہ برہم ہو جاتا انتہی انتہی جہاں سے ایسی شور عقیدت اور
 بدگمانی سے کہ صریح اس سے معجزات انبیاء کلمات اولیا کا انکار پایا جاتا ہو لا حول ولا قوۃ الا باللہ
 مست و حکیم اوس کی کتاب کے صفحہ ۳۲۵ میں مرقوم ہے کہ استمداد اہل قبور سے باطل ہے کہ انکا یا حضرت
 واسطے حصول مطالب کے دعا فرمائیے یہ خلاف شرع بلکہ موجب شرک ہے کہ یا حضرت کننا سماع کو چاہتا ہو

اور اراد رک و سلع اہل قبور سے بالکل مفتی ہو اور نیز واسطے دعا سے اہل قبور کے کوئی اثر مترتب نہیں ہو
پس دعا گزاران سے لغو ہو انہی پس یہ عقیدہ بھی خلاف اہل سنت کے ہے **بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ** اور اس
صفحہ ۳۵۵ میں لکھا ہے کہ سفر کرنا بقصد تحصیل برکت کے مکملہ ٹرانزینی مسجد نبوی و مسجد حرام و مسجد
میت المقدس کی طرف بحکم حدیث کا **سُتَدُّواْ اِلَیْہِ السَّالَکَ اِلَیْ ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ اِلَیْہِ مَنُصُوْصٍ** ہو
اور بحجۃ ان مقامات کے اور کسی قبر نبی یا ولی کی زیارت کو دور سے جانا ناجائز ہے کہ خود حدیث صحیح کی
موجود ہے کہ فرمایا آنحضرت نے **لَا تَخْضُوْاْ وَاَقْبَرُوْیْ وَتَنَا** اور دعا لگائی آپ نے **اَللّٰہُمَّ لَا تَجْعَلَ قَبْرِیْ**
وَتَنَا یعنی اسے اللہ نہ بنا میری قبر کو بت کہ لوگ و سکی پرستش کریں اور بیان سے معلوم ہوا کہ دفن
منہم سے عام ہے کہ صورت و غیر صورت دونوں پر بولا جاتا ہو اور بھی یہ بات دریافت ہوئی کہ قبر بھی
بر تقدیر پرستش کے داخل اثنان ہو اور صنف بوبکر بن شیبہ میں مروی ہے کہ ایک شخص آنحضرت کی قبر
شرعیہ کے پاس کٹر اہو کے کچھ عرض حال کر رہا تھا پس زین العابدین علی بن حسین نے اسکو منع
کیا اور کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا **یَا رَجُلَ لَا تَفْخَرَنَّ وَاَفْکِرْ فِیْ وَتَنَا** پس بیان سے یہ بات نکل آئی کہ جس
طرح بت پرست بتوں کے آگے عرض حال کرتے ہیں اس طرح کسی قبر کے آگے نہ کیا جاوے ورنہ وہ قبر
حد اثنان میں داخل ہو جاوے گی اور اعتبار اوس واجب ہوگا اسی واسطے خواجہ بہاد الدین نقشبند نے
فرمایا **یَا سَیِّدِ تَوَاکُلْ** اور مردان راہیستی + **بِرُکْدِ کَا مَرْدَانِ کُنْ دَرَسْتِ** + **لَا تَنْتَهَتْ خُلَا صَافَۃً مَا فِیْ**
اَنْتَ بَیْ اَلْمَوْتِ میں **بَلْ هٰذَا مَہْلَکَۃٌ کَیْنِ اِلَا ضَلَالٍ لِّعَوَاظِ الْمُظْلِمِیْنَ** اب ان غیر مقلدوں کا کیا
کنا کہ مبطرح محمد بن عبدالوہاب نجدی نے آنحضرت کے مزار شریف کو اسی کج فہمی کے سبب عنہم اکبر
قراردیکر اندام کا حکم لگا دیا تھا یہ بھی ویسا ہی کیا جاتے ہیں اور یہ خبر نہیں کہ خود حق تعالیٰ ہمیں
زیارت نبوی پر نعمت فرماتا ہو اس واسطے کہ جب یہ حدیث صحیح و بارہ و عبدغیر مجوزین زیارت نبوی
کے وارد ہو گئی **مَنْ حَجَّوْکُمْ یَزِیْرُ قَبْرِیْ فَقَدْ حَجَّ عَلَیَّ** یعنی جس نے حج کیا اور نہ زیارت کی میری قبر کی
سو اس نے بیشک مجھ پر ظلم کیا جب اللہ تعالیٰ مطلق ظالموں کے حق میں ارشاد فرماتا ہو کہ **لَعْنَةُ اللّٰہِ**
عَلٰی الظّٰلِمِیْنَ پس جو لوگ کہ آنحضرت پر ظلم کرنا جائز رکھیں گے وہ تو اللہ کے نزدیک بہت بڑے کچے
ظلموں ہونگے **بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ** و سوم ختم نبی آیت و سوم میت و مصافحہ جمعہ و سنانہ عیدین و مجلس
سیلا وغیر العباد و عل سقا طہیت وغیرہ یہ سب مور بہت اور ضلالت میں چنانچہ یہ مضمون کتاب

تحقیق الکلام فی سلسلۃ البیعة والہام تصنیف ابو عبد اللہ قصوری عرف غلام علی مطبوعہ ریاض منہ
 پیرس مرتبہ ۱۲۹۵ھ کے صفحہ ۱۵۰ میں مرقوم ہے **بشیرت** و **چہارم** اوسے کتاب کے صفحہ ۲۰
 و ۲۱ میں لکھا ہے کہ تاثیر اور افعال سلب مراض و افاضہ تو بے عاصی و تصرف خیال و اہامی نسبت
 اہل اللہ و اطلاع خطرات قلبیہ و کشف وقائع آیندہ و دیگر تصرفات اولیاء اللہ و کشف قبور و کشف
 ارواح و تعویذات و طریق دفع بلیات وغیرہ من اعمال المشایخ الصوفیہ سب شرک و در بدعت میں اور
 خلاف حدیث و سنت اور صفحہ ۲۸ میں بعد انکار و رد بیت صوفیہ کے لکھا ہے کہ بہت بڑا استدلال
 اس بیت کے حرام ہونے پر یہ ہے کہ بیت مروجہ یعنی پیری مریدی سے دین اسلام میں اس قدر تفرق
 اور فسادات پڑے ہیں کہ حکما شمار امکان سے باہر ہو شرک فی اللہ و بیت و شرک فی الرب و بیت
 و شرک فی اللہ عاجز قدر اقسام شرک کے ہیں سیاسی سے پیدا ہوئے ہیں اور صفحہ ۲۸ میں لکھا ہے سچ
 پوچھو تو یہی بیت مروجہ باعث ہوتی ہے کلمات کفریہ و اعتقادات علویہ کی جسکو فنا فی اللہ اور
 فنا فی الشیخ سے تاویل کرتے ہیں انتہی مقام حیرت اور جہل عبرت ہے کہ اس شخص نے بتقلید
 پیدا بلکہ اتباع غبت یزید کے حضرات صوفیہ کرام کی شان میں کیسی کیسی صریح بے ادبیان کی ہیں کہ
 گویا کالیان دی میں منتقم حقیقی اسکا بدلہ لے لے یا اوسکو ہدایت دیوے **بشیرت** و **چہارم** اوسے کتاب
 کے صفحہ ۳۲ میں لکھا ہے کہ درود مستغاث اور دلائل بخیرات و کبریت احمد و درود اکبر وغیرہ کتب
 درود سب اصل اور محض اختراعی ہیں بلکہ یہ درود ہی نہیں انتہی خدا اچا وے ایسے خیالات
 و اہمہ اور مقالات ہیودہ سے کہ بالکل خیانت اور انحراف سے صاف عداوت معلوم ہوتی ہے
بشیرت و **چہارم** اوسے کتاب کے صفحہ ۴۰ و ۴۱ میں فرط محبت عقلی کو انحضرت کے ساتھ شرک لکھا ہے
 اور آپ کے ساتھ زیادہ محبت رکھنے والے کو شرک لکھا ہے نفوذ باللہ منہا اور اسی بنا پر صفحہ ۴۲ میں حضرت
 مولانا نظام الدین گنجوی رح کو شرک لکھا ہے کہ انھوں نے بسبب فرط محبت کے سکندر نامہ
 میں یہ بیت نعتیہ لکھی ہے **چہارم** جو گویم کہ عیسےٰ موبک و ان بہار و نمیش خضر و موسیٰ و داؤد
 اور لکھا ہے کہ اس فرط محبت میں دوسرے پیغمبروں کی تحقیق اور توہین ہوئی جاتی ہے حال آنکہ اگر عورت
 دیکھا جاوے تو ایسے سید المرسلین قائم النبیین کی سواری معراج کے ساتھ ساتھ جلو میں ہونا
 پیغمبر و نظام موجب کمال تنظیم اہل موبک ہو نہایت عزت و تکریم ہر سون کا سبب ہے اور اچھا

سے ثابت ہو کہ شب معراج میں آپ بقیامت المقدس سب پیغمبروں کے پیشوا اور امام ہوئے اور سب کو
 آپ کے چھ اقتدار کی اور نادر می اسطر سے آسمانوں میں بھی پیغمبروں نے تعظیم تمام آپ کا استقبال کر کے
 ملاقات کی اور اپنی اپنی حد اختصار تک آنحضرت کی سواری کے ساتھ رہے امین تو کوئی تو میں پیغمبر علی
 نہیں نکلتی ہاں البتہ بزرگی اور سرداری آپ کی سب پیغمبروں پر ظاہر ہوتی جو اس میں کیا قباحت کہ خود
 حق تعالیٰ نے آپ کو سب پیغمبروں کا سردار اور بادشاہ بنا کے بھیجا اور سب اہل اسلام کا بھی یہی اعتقاد
 کتاب افضل الانبیاء اور سید المرسلین میں ہے اس شعر کے سبب حضرت نظامی کو مشرک کہنا قصد ہی
 صاحب کی عقل کا قصور جو آرد و لغ میں اونکے بالکل غور و لہجہ و ہفتیم اسی کتاب کے صفحہ
 ۵۴ سے صفحہ ۵۶ تک لکھا ہے کہ امام صرف دل کے خیال کو کہتے ہیں خواہ خدا کی طرف سے ہو خواہ شیطان
 کی جانب سے خواہ وہ خیر ہو خواہ شر اور امام ہر ایک کو ہوتا جو کبھی سے انسان تک و کائنات سے
 ملے مسلمان تک حسین کیسی خصوصیت نہیں جو اس امام کو اولیاء اللہ کا خاصہ سمجھنا چاہیے بلکہ
 ہر ایک مومن اولیاء اللہ ہے اور امام کیسی خاصہ نہیں انہی کا نام وہ اب کیا ہو چھتا ہے کہ کبھی حقیر
 اور شرک و کافرو کو بھی امام ہونے لگا اور ہر مومن خواہ فاسق ہو یا فاجر اولیاء اللہ ہو لا حول ولا
 قوۃ ایسی سمجھ کے آدمی سے خدا بچا دے اور کسی مسلمان کو انکے دام و وسوسہ شیطانی میں نہ چھٹا
 ظاہر ہو کہ وسوسہ مشرکین شیطانی طرف سے ہوتا ہے اور امام امور خیر میں جہنم کی جانب سے
 ہوتا ہے جیسا کہ علامہ نے بیان کیا اَلْاِمَامُ الْقَائِمُ مَعْنٰی فِي الْقَلْبِ يَصْرِفُ الْعُجْبُوتِ الْخَيْرِ لِيُخْرِجَهُ مِنَ الْوَسْوَسَةِ
 بُسْت و بیشتر اسی کتاب کے صفحہ ۴۴ و ۴۵ میں لکھا ہے کہ سب فعال و اقوال آنحضرت
 صلعم کے شرعی اور محمود نہیں ہیں اور عصمت مطلقہ آپ کے واسطے ثابت نہیں جو ورنہ صحابہ آپ کی
 بعض خطاؤں پر اعتراض نہ کرتے انت خلاصہ کلام یہ بیان تو مطلقہ وری آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم سے بھی خوش عقیدہ نہیں ہو اور انکو پیغمبر معصوم نہیں سمجھتا ہے اور آپ کے بعض قول و فعل کو
 خلاف شرع اور محمود بتاتا ہے اور انھیں کی انت میں ہو کر انھیں پر اعتراض جاتا ہے اور نسبت
 اسکی صحابہ کی طرف لگاتا ہے معاذ اللہ اگر کوئی بادشاہ دین ہوتا تو اس گستاخی اور عیاد کی ضرورت نہ پڑتا
 اور دائرۂ اسلام سے خارج کر کے بدلا اسکا قرار واقعی لینا خیر اب ہم مطلقہ وری کے اس قصور
 سرافسٹ و مجبور کو غنیمت حقیقی کے پھر دکر تے ہیں کہ وہ اپنے مجیب پر افترا اور اعتراض کرنے کو کہے

خوب سمجھ لیا جو چاہا گیا اسکی سزا دیا حال آنکہ عقیدہ اہل سنت کا آنحضرتؐ کی نسبت یہ کہ جلافت
 اور اقوال آپکے محمود اور مشروع میں اور مطلق عصمت آپکو حاصل ہے تب صحابہ آپکے حکم کے تابع
 اور فرمان بردار تھے کسی نے آپ پر اعتراض نہیں کیا بلکہ بعض معاملات میں بطریق مشورہ اور تمسکا
 مصطلحت وقت کے عرض حال کرتے تھے اور آپکو ہر کام میں امام مطلق اور پیشوا سے جرح سمجھتے تھے
 اور کسی نے مخالفت اور مردود ملکی آپکی نہیں کی کہ اس پر یہ آیت واضح الدلائل مطلق ہو واما کان
 لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُمْتِلِقٍ اِذْ اَقْبَصَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمْ اَلْحَيٰوةُ مِنْ اَمْرِهُمْ
 وَمَنْ يَفْعَلْ لِّلّٰهِ وَرَسُولِهٖ فَاِنَّكَ صَدَقْتَ حَدًّا لَا يَبْدُوْا اِلَيْهِ نَبِيْنٌ لَّا تَكُنْ بِرِوَايَةِ كِسِي مَوْتِ
 اور نہ مومنہ کے جبکہ مقرر کر دے اللہ اور رسول اور سکا کوئی کام یہ کہ ہووے واسطے اونکے اختیار
 اپنے کام سے اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ اور اس کے رسول کی سو وہ باطل گمراہ ہو گیا نسبت
 و تنہم اوسے کتاب کے صفحہ ۵۵ میں تفسیر اوراق تباہ قرآنی کو کفر اور منوع لکھا ہے اسی بنا پر
 شیخ سعدی و حضرت جامی و حافظ ایسے بزرگوں کو کہ جنکی جلالت و عظمت و ثقاہت متفق علیہ
 زبانہ پر کہ فرمایا اور ان پر تکفیر کا فتویٰ لکھا دیا صرف اس قصور پر کہ سعدی نے گلستان میں
 سے زینہار از قرین ہزار ہار ۱۰ وَ قَدْ اَدْبَاكَ عَذَابُ النَّكَارِ ۱۰ اور جامی نے زینج میں
 شد از سبویان گردون صدادہ ۱۰ کہ سُبْحَانَ الَّذِيْ اَسْمُوْا بِعَبْدُوْكَ ۱۰ اور حافظ نے
 دیوان میں ۱۰ چشم حافظ زیر بام قصر آن خور سرشت ۱۰ شیعہ جَنَاتِ تَجْرِیْ عَنۡهَا
 الْاَنْهَارُ ۱۰ آیت سے تفسیر کر کے قرآن کو سیاق سے نکال کر اپنے جنس کلام سے
 کیوں کر دیا اس واسطے کہ یہ ستین جس محل اور موقع پر نازل ہوئی تھیں اس کے خلاف بیان اور
 کیا ہو حال آنکہ پہلے شعر میں تفسیر آیت کی نہیں ہے کہ کیونکہ آیت تو فقط وَ قَدْ اَدْبَاكَ عَذَابُ النَّكَارِ ۱۰
 یا فَقَدْ اَدْبَاكَ النَّكَارُ ۱۰ ہے پس قصوری صاحب کا فہم قرآن میں سر اسر قصور ہے ورنہ کبھی سکو
 آیت قرار دیکر ایسے بزرگ کی تکفیر پر مستعد نہوجائے اور یہ سمجھا کہ شعر جامی میں آیت سیاق
 سے محل گئی صرف نشامی سو فہمی ہے اور عقل کی کمی ہے کوئی ماقبل سکو نہ کیا کہ آیت اپنے
 سیاق سے نکل گئی کیونکہ اس شعر کا صرف یہی مطلب ہے کہ جب آنحضرتؐ شب معراج میں آسمان
 پر پونچے تو ملائکہ نے آپکا یہ عروج اور مرتبہ دیکھ کر اس آیت کو جو خاص بیان معراج میں وارد ہے

احکامیہ بطور شیعہ باری تعالیٰ کے بعدینہ پڑھ دیا یا اسکا مضمون ادا کر دیا جیسے احادیث میں وارد ہو کہ
 آنحضرت بوقت اقبال صلوٰۃ کے آیت الہی و جہت و جہیٰ المخرج خاص حضرت ابراہیم کے حق
 میں وارد ہوئے تھا و حکایت پڑھا کرتے تھے اور علی بن ابی القاس شعر حافظین بھی جو ہتھارہ لطیف عارفانہ
 و تشبیہ لینی شاعرانہ ہرگز نہ مافی سباق آیت کے نہیں ہو جو شاعر جو وہ اسکے مضمون باریک
 مابہرہ و اور جو قصوری ہو وہ اس نازک خیال کے فہم فاعل ہو

اور پھر انکے عملیات دیکھیے

اول یہ کہ پانی اگر چہ نہایت ہی قلیل ہو نہایت پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا جب تک کہ رنگ اور بو
 اور مزہ اسکا نہ بدلے اور پانی پاک ہو اور پاک کرنے والا چنانچہ مضمون طریقہ محمدیہ ترجمہ درمیں صنف
 تماشی شوکانی مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی کے صفحہ ۷۷ میں ذاب صدیق حسن خان امیر بھوپال نے لکھا ہے
 اور یہ وہ کتاب ہے کہ چسپ خود مولوی نذیر حسین نے اپنی ہر لکھا کہ لکھا کہ کہ اس پر موصد بن بے دھڑک
 عمل کریں اور دیا جائے میں خود ذاب متبرجم کتے میں کہ قبیح سنت اس پر نگہ بند کر کے عمل کرے اور
 اپنی اولاد اور بی بیوں کو پڑھاوے اور یہی مضمون کتاب فتح المنیث بقضاۃ الحدیث مطبوعہ مطبع صدیقی
 لاہور کے صفحہ ۷۷ میں بھی سندرج جو یہ دہی کتاب طریقہ محمدیہ جو کہ حکیمانہ نام بدلے ذاب بھوپال نے
 دوبارہ اور تہ بارہ بھوپال اور لاہور میں چھپوا دیا فرض مطلب سکایہ ہوا کہ کسی کنون میں سوریا گنا
 یا بی بی ذاب مرے کہ جس سے پانی کے اوصاف ثلاثہ میں تغیر نہ آیا ہو یا ایک لڑکے یا ایک پیالے پانی میں
 یا ایک گھر سے میں اس قدر گویا موت یا اثر لپ کوئی شخص شہر پڑھاوے جس سے اسکا رنگ اور بو اور مزہ نہ
 بدلے ہاوے یا دوسرے گنا یا سو منہ ڈالے تو وہ پانی پاک و پاک کرنے والا جو اس سے وضو نماز و
 ہر اور نہیا اسکا جائز اگرچہ یہ مخالف ہے نفس میرج کے اور نہانی ہو اس حدیث صحیح کے اذاکم القلوب
 فی اناء احدا کو قلیہ سئلہ سئلہ سئلہ یعنی جب گنا کسی برتن میں منہ ڈالے تو اس برتن کو
 سات مرتبہ دھونا چاہیے مگر غیر قلین ظاہر و شاید اسکایہ جواب میں کہ بیان حدیث میں صرف کتے
 کے منہ ڈالنے سے برتن دھونے کا حکم آیا ہے نہ پانی ناپاک ہو نیکا اور نہ ذکر ہو کتے کے پینے کا جیسا کہ انور
 ظاہری نے فرمایا کہ بوجہ اس حدیث کے کہ لا یؤکلن احدکم فی الناء الذی اکیبانی میں پیشاب کرنا

نہیں ہو کر باقائدہ پھر ناجائز ہو کہ گوشت حدیث میں اسکی ممانعت نہیں آئی۔ ورم کو اور موت آدمی کا اور
 لعاب اور لینڈ کٹے کا اور خون حیض اور نفاس کا اور گوشت سور کا یہ سات چیزیں نجس اور پلیدیٰ ہیں اور
 سوا سے انکے بول پھر شیر خوار کا اور پیشاب اور گوسور کا اور بول کتے کا اور گدھے اور گھوڑے اور خچر
 اور بندر اور ریچہ اور بھیل اور بلی اور شیر وغیرہ حیوانات کا بول و براز اور چرلی و خون و سنی و
 شراب یہ سب چیزیں پاک ہیں چنانچہ اسی کتاب طریقہ محمدیہ کے صفحہ ۱۸ میں اور فتح المغیث کے صفحہ ۱۸
 میں یہ عبارت مجتہد لکھی ہو کہ نجاست گو اور موت آدمی کا مطلق مگر موت لڑکے شیر خوار کا اور لعاب گوسور
 کتے کا اور لینڈ بھی اور خون ہر حیض و نفاس کا اور گوشت ہر سور کا اور جواسکے سوا ہوا و زمین خلاف کتے
 اور اصل شیا میں پاکی ہوا و زمین باقی پاکی مگر نقل صحیح سے کہ جسکے معارض کوئی نقل دوسری نہ ہو انتہی
 پس جب ان سات چیزوں میں نجاست و پلیدی کا صبر ہو گیا تو دیگر اشیا سے مذکورہ کے پاک ہونے
 میں کیا کلام رہا بلکہ خود اسکی تصریح کر دی کہ اصل شیا میں پاکی ہر چنانچہ وہ نہ مذکورہ شرعی و ربیہ
 مطبوعہ کے صفحہ ۱۹ میں بھی نواب بہو پال اس مقام پر لکھتے ہیں ولا یجفی احلیک ان الاصل
 فی کل شیء اذہ طاهر اور پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۸ میں دربارہ پاکی سنی کے لکھتے ہیں والحق ان
 الاصل الطہارۃ والدلیل علی انقایل بالنجاسۃ فکون باقون علی الاصل اور پھر صفحہ ۱۸
 و بارہ پاکی شراب و گوشت مردار و خون سفوح کے ارشاد فرماتے ہیں فتحریر الخمر و الخمر و الخمر
 لا یبدل علی نجاسۃ ذلک فتحریر الخمر واللحم الذی دلت علیہ النصوص لا یزوم منہ
 نجاسۃ بن لا بد من دلیل اخر علیہ والا یبقی علی الاصول المتفق علیہا من الطہارۃ
 فمن اذ عنی خلافہ قال لا دلیل علیہ اور بھی کتاب بیع المقبول من شرائع الرسول مطبوعہ بہو پال
 کے صفحہ ۲۰ میں نواب بہو پال نے اپنے بیٹے نور الحسن خان کی طرف سے لکھا کہ سنی اور شراب اور دیگر
 مسکرات و خون و دان پاک ہوا و نجاست کتے اور سوسے گوشت کی مختلف فیہ ہر چنانچہ عبارت فارسی
 اور بھی کتاب کی مجتہد نقل کی جاتی ہے۔ و شستن سنی از باسے مستقنا بود بہت ز بنا بر نجاست و ہر
 نجاست خمر و دیگر مسکرات و لیکہ کہ صلیح تمسک باشد موجود نیست و ہر نجس حرام است و ہر حرام نجس نیست
 و کیفیت کہ اصل در جہ چیز با طہارت است و در نجاست سگ و لحم خوک خلاف است و ہر خون و ازی
 نجس نیست و دم سفوح حرام است نہ نجس انتہی شوم اسی طریقہ محمدیہ کے صفحہ ۱۸ میں فتح المغیث

و ہر نجس حرام است
 و ہر حرام نجس نیست

کے صفحہ ۱۵۷ میں لکھا ہے کہ واجب نہیں زکوٰۃ مگر اونٹ کا گائے بکری مین اور اموال تجارت میں ہی زکوٰۃ
نہیں ہے اور زیور پر بھی اس مفتی نے عدم وجوب زکوٰۃ کا حکم لگا دیا جو چنانچہ کتاب بیع المقبول مطبوعہ مذکور
کے صفحہ ۳۰ میں اس ضمنوں کو لکھا ہے خلاصہ اسکایہ ہوا کہ تجارت اور سوداگری کے مال میں اگرچہ کوئی
روپو کا ہو اور مثل جنیس اور غیر وغیرہ جانوروں میں اگرچہ کروڑ ماروپو کے ہوں اور سونے اور چاندی
کے زیور میں اگرچہ کروڑ ماروپو کا ہو زکوٰۃ نہیں ہے جس جب لوگ یونہیں زکوٰۃ کے ادا کرنے میں باوجود
فرمان ہونے کے سستی اور غفلت کرتے تھے اور تاہم احوال تجارت اور زیور میں ہزاروں اور لاکھوں
روپو کی زکوٰۃ لگاتے تھے اور غرباء اہل اسلام اس سے فیض پاتے تھے ابوجہاد غیر مقلدین نے حکم لکھا
کہ زکوٰۃ ان چیزوں میں واجب نہیں ہیں بلکہ بانوں اور حیلہ ساز و نگو مند مل گئی افسوس کہ دروازہ خیر کا
بند ہو گیا اور مجتہد صاحب بھی متاع الخلوۃ محتاج آئندہ کے پورے پورے مسدود ہو گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا
اِلَیْہِ رَاَجِعُونَ چھارم ایک طلاق سے زائد دو طلاقیں وی ہوں یا تین اور بیچ میں رجوع نہ کیا
ہو تو وہ طلاقیں یا تین طلاقیں واقع ہو گئی اور اس کے خاوند کو وہ عورت بغیر حلالہ (یعنی بغیر نکاح دیگر
شوہر کے) درست ہو جاوے گی چنانچہ یہ مسئلہ اسی کتاب طریقہ محمدیہ کے صفحہ ۲۶ میں مرقوم ہے اور اس طرح
صفحہ ۴۰ فقہ المغنیث میں لکھا ہے کہ ملا کر نا حرام ہو (یعنی مطلقہ کا بعد ملا کر نکاح دوسرے شخص سے کر کے
پھر اپنے نکاح میں بغیر لینا) حال تکہ یہ سالہ تاہم اہل اسلام بلکہ افضل قرآن کے خلاف ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ
فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدِ مَتِّحَتْ تَنْكِحُوْهُ عَلَیْہِ مَا کَانَ مِنْ جَوَابِہِیْ بِوَدَّیْ کُتُبِیْنَ طَلَاقِیْنِ مِّنْ
تَوْحِیْرِ نَّحْلِ اَوْسِ عَرَّتْ کَا اَوْسِ مَرْوَسَہِ جَائِزٌ ہُوَ کَا جَبَّ کَا کہ وہ عورت دوسرے شوہر سے نکاح کرے
نہیں ہو جب نفقہ عرائشی کے جو نکاح نامانی مطلقہ کا بعد ملا کر کرنے کے زوج اول پر حلال تھا او سکے مجتہد
صاحب نے اپنی رائے سے حرام کر دیا چونکہ ہم دوسرے ہونے کا زیور حرام ہے نہ اور چیزوں کا چنانچہ یہ عبارت
طریقہ محمدیہ کے صفحہ ۴۸ و فقہ المغنیث کے صفحہ ۴۸ میں واقع ہے جسکا خلاصہ یہ ہوا کہ مرد کو خواہ بولی
ہو یا عام اعظم مفتی ہو یا قاضی کننا ہو یا بیچارہ یا ندی کی یا لیان بالے کرٹھے چوڑے تنگن وغیرہ زیور
درست ہے۔ این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔ ششم اسی کتاب فقہ المغنیث کے صفحہ ۶
میں لکھا ہے۔ اور کافی طرح کرنا بعض سرکار اور سرکار نگاہی عملے پر انتہی جسکا مطلب یہ ہوا کہ اگر بعض
سرکار اس فکر سے تو بگڑی عملے پر سرکار کرنا کافی ہو حال آنکہ یہ خلاف نفس قرآنی کے ہو گا مستحق اور کسی کو

۱۷
مجلسی
مکتبہ
مکرمہ
مکتبہ

بسم الله الرحمن الرحيم

بہ فقہ اوسی فتح المیزان صفحہ ۷۷ میں لکھا ہے کہ وضو لیٹنے سے ٹوٹا ہوا انتہی اس سے معلوم ہوا کہ نیکو
 کچھ دخل نہیں فقط لیٹنے سے بغیر سونے وضو جائز رہتا ہے حال آنکہ یہ باطل ہے ہشتیم اوسی کتاب کے
 صفحہ ۷۷ میں مرقوم ہے کہ تونے والی تیمم کی وہی چیز یہ تونے والی وضو کی ہے انتہی آپس اس سے
 معلوم ہوا کہ پانی کے دیکھنے اور اوپر قدرت پانے سے تیمم نہیں ٹوٹا حال آنکہ یہ غلط ہے ہشتیم اوسی
 کتاب کے صفحہ ۷۷ میں لکھا ہے کہ اگر غسل پڑے نماز میں امام کی تو وہ غسل امام پر جو مقتدیوں پر انتہی اس سے
 ظاہر ہوا کہ اگر امام جنبی ہو دے یا اوس سے کوئی فرض ترک ہو گیا اوسکا پڑنا نجس ہو دے یا اوس نے
 وضو نہ کیا ہو یا وضو اوسکا ٹوٹ گیا ہو تو فقط امام کی نماز فاسد ہوگی اور مقتدیوں کی نماز میں کچھ نقصان
 نہ آوے گا حال آنکہ یہ باطل ہے ہشتیم اوسی کتاب کے صفحہ ۷۷ میں لکھا ہے کہ حرام ہو کر کوئی نہی ہاشم اور ان کے
 غلاموں پر اور اسودہ اور تندرست کا اور پر انتہی اسکا یہ مطلب ہوا کہ مصرف ذکوۃ کے واسطے بیاری
 لازم ہے اور اگر فقیر تندرست ہو گا تو اسکو ذکوۃ یعنی حرام ہوگی حال آنکہ یہ محض غلط ہے یا زوہم
 اوسی کتاب کے صفحہ ۷۷ میں مرقوم ہے کہ جائز ہو کر دودہ پلانا بڑی عمر والی کا اگر چہ داری رکھتا ہو واسطے جلا
 ہونے نظر کے انتہی یہ بات تو موافق مطلب بعض یاروں کے کہی یعنی اگر کوئی جوان مرد کسی عورت
 مرصعہ پر عاشق ہو تو وہ اس دودہ پینے کے بہانے سے اوس عورت کو ہر روز دیکھا کرے اور
 اوسکی چھاتیان پر لٹے پس جس عورت سے یہ بات حاصل ہو تو پھر پردہ پر معنی دار دوڑوڑو
 وضو میں بجائے پائون دھونے کے مسح فرض جو چنانچہ فتاویٰ امیر اہمیدیہ صفحہ مولوی ابراہیم غیر
 مطبوعہ مطبع دہرم پر کاش آہ آباد کے صفحہ ۷۷ میں بطور حال آنکہ یہ رافضیوں کا دستور ہے تیسرے ہشتیم
 پیشاب کے بعد پانی سے استنجا کرنا اور وحیالینا بوجہ جو چنانچہ کتاب مقصام السنہ کے صفحہ ۷۷ اور ۷۸
 میں تصریح اسکی موجود ہے اور بوجہ انکے نزدیک یا فعل ہے کہ جہاں حضرت کے بعد ہوا اور ہر بیت
 ضلالت ہوا ہر ضلالت فی النار پس ہر بیتی انکے نزدیک ناری اور دوزخی ٹھہرتا تو کلمہ خدا پانی
 سے استنجا کرنے والا بھی دوزخی ہوا حال آنکہ یہ سنت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے پس بقول
 انکے معاذ اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دوزخی ٹھہرے چھارو ہشتیم جو کوئی اپنی بیوی سے جلا کرے
 اور انزال نہ تو اوسکی نماز بغیر غسل کے درست ہے چنانچہ کتاب ہدایت قلوب قاسمہ جواب گلزار اس سے
 تصنیف مولوی محمد سعید شاگرد مولوی نذیر حسین کے صفحہ ۷۷ میں موجود ہے یا تھر و ہشتیم جو کوئی

زیادہ تو اہل بڑھنا اور تہائی رات سے زیادہ عبادت میں جاگنا بدعت مذمومہ ہے چنانچہ کتاب میں احسن
مصنف مولوی نذیر حسین مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۲۲ میں مذکور ہے خلاصہ یہ کہ اکثر شب یا تہائی رات سے
زیادہ عبادت کرنا جیسا کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام وصحبا کرام و اولیاء عظام مثل حضرت غوث
اعظم وغیرہ سے ثابت ہے اس کے نزدیک گناہ ہے معاذ اللہ لکن اشارہ ہم فالہ سوتیلی یعنی جیسا باب ایک میں
اور مان جدا جدا اس سے اس کے بجائے کا کھجور دست ہے چنانچہ فتولک مہری مولوی عبدالقادر غفر
امام کالی مسجد دہلی میں مرقوم ہے کہ جس پر ان کے اُستاد مولوی نذیر حسین کی مہر ثبت ہے وہ ہندو ہم نہیں شام
جو سور کے پینے سے بنایا جاتا ہے اس کا مشہور ہے یا اور چیزیں مثل جوجھ کے جنہیں سور کی چربی اور پانی شہ
ہے جب وہ آنحضرت کے پاس آتی تھیں تو آپ بلا دریافت کھاتے تھے چنانچہ یہ عبادت انتہا سے مہری
مولوی عطاء محمد مندرجہ کتاب اہل الحق مطبوعہ مطبع اہل حق ہند لاہور کے صفحہ ۱۱ میں مرقوم ہے اور اس
رسالہ میں مولوی نذیر حسین وغیرہ علماء غیر مقلدین کی بھی مہرین موجود ہیں اور اس کے چھپانے
میں مولوی نذیر حسین نے بڑی کوشش فرمائی چنانچہ خود مصنف رسالہ مذکور نے عنوان کتاب میں اہل
امر کی تصریح کر دی ہے اب جائے انکار باقی نہیں نہ تو ذابند من ذلک کہ آنحضرت صلعم پر ایسی ایسی
حرام چیزیں کے استعمال کرنے کا سرسربتان اور اتمام ہے اور پھر ایسے غرافات مضامین کی افشا
میں علماء کا سہی اور کوشش کرنا باعث سوء انجام و موجب ہدم اسلام ہے نہیں معلوم غیر مقلدین ایسی باتوں
کو بقابل مقلدین کے ازراہ نفسانیت جان بوجھ کر چھپاتے ہیں یا سبب نادانی اور بے سمجھی کیلئے سوراٹتے
تھے میں آتہ میں بہر حال ۱۰ اَنْكُنْتُ لَا تَدْرِي قَلِيلًا مُصِيبَةً ۱۰ وَ اَنْكُنْتُ لَا تَدْرِي قَلِيلًا مُصِيبَةً ۱۰ اَعْظَمُ

جواب سوال دوم

ایسے غیر مقلدان سے جو عقائد و عملیات مذکورہ کے قائل ہیں مخالفت اور رجا است کرنا اور ان کو
مساجد میں آنے دینا شرعاً ممنوع اور باعث خوف فتنہ دین ہے کیونکہ مسائل متذکرہ بالا سے معلوم
ہوا کہ وہ اہل بدعت ہیں اور رجا علی ملت اہل سنت میں اور رجا است و مخالفت اہل بدعت سے
شرعاً ممنوع ہے کہما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللہَ اخْتَارَنِی وَ اخْتَارَنِی
اصْحَابَنِی جَعَلَهُمُ اَنْصَارَی وَ اصْحَابَی وَ اَدَّ سَیِّحِی فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ یَوْمَ یَنْفُضُوْنَ نُهُمُ
فَلَا یَا کُلُوْهُمْ وَلَا تَشَارِبُوْهُمْ وَلَا تَسَاکِنُوْهُمْ وَلَا تَصَاوُمُوْهُمْ وَلَا تَصَلُّوْا عَلَیْہُمْ اَللّٰہُ

یعنی فرمایا آنحضرت نے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اختیار کیا جگہ اور اقامت کیا میرے واسطے میرے صحابہ کو پس اگر دانا اور نیک لوگوں کو انصار اور سہل سیری اور مہینیک قریب ہو کہ آخر زمانے میں ایک قوم ایسی آوے گی کہ محقر جانگی او کو سو کمانا پینا اور آپس میں اونکے ساتھ بھج کر زنا چھوڑ دو اور نہ نماز پڑھو ساتھ اونکے اور نہ اونکے جنازے پراور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے اس آیت وَذُو الْوَلَدَيْنِ مِنْ قَبْلِهِمْ هَؤُلَاءِ کی تفسیر میں فرمایا جو درحقائق تنزیل مذکور است کہ سہل بن عبد اللہ شہری فرمودہ اند کہ مِنْ قَبْلِهِمْ هَؤُلَاءِ وَأَخْلَصَ تَوَحِيدَهُ قَالَتْ لَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا بِالْمُتَكِبِّ وَالْمُتَكِبُّ لَا يُشَارِبُهُ وَيُكَلِّمُهُ مِنْ نَحْوِهِ الْعَدَاوَةِ وَمَنْ دَاهَنَ يُعْبَدُ فِي سَبْكَةِ اللَّهِ تَعَالَى حَلَاوَةً إِلَّا يَمَانٍ وَمَنْ يُحْتَبَبِ إِلَى مُتَكِبِّ عَزَّ اللَّهُ تَعَالَى تَوَدُّ إِلَيْنَا مِنْ قَلْبِهِ لَيْسَ مَرَّ صَحِيحِ الْإِيمَانِ رَابِعًا بَابُ عَتِيَانِ اسْمُ كَبِيرٍ وَهَمَّ عَتِيَانُ وَهَمَّ كَاسَهُ وَهَمَّ نَوَالُهُ بَاشِيَانُ نَشُوهُ وَهَمَّ كَاسَهُ بَابُ عَتِيَانِ دُوسَرِي سِيدِ اَكُنْ نَوْرِيَانِ وَعِلَاوَتِ اَكُنْ اَزْوَاجِ بَرَكِيهِ اِنْتَبٰی اور طحاوی نے حاشیہ در مختار کی کتاب لذایح میں فرمایا جو وَهْمٌ هَذِهِ الطَّلَاقَةُ التَّاجِيَّةُ قَدْ اجْتَمَعَتِ الْيَوْمَ فِي الْمَدَائِيهِ الْاَزْبَعَةِ وَهُمْ اخْتَفِيَتُ وَالْمَا الْكِيُونُ وَالشَّاهِدُونَ وَمَنْ كَانَ خَارِجًا مِنْ هَذِهِ الْمَدَائِيهِ الْاَزْبَعَةِ فِي ذَلِكَ الزَّمَانِ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْبِدْعَةِ وَالتَّلَايَةِ اِنْتَبٰی یعنی یہ گروہ نجات پانچو الایم جمع ہو آج کے دن چاروں مذہب میں اور لوگ حنفی اور شافعی اور مالکی اور حنبلی میں اور جو شخص ان چاروں مذہب سے اس زمانے میں خارج ہو سو وہ بدعتی اور دوزخی ہو اور یہی مضمون اور بہت سی کتب میں موجود ہے ضرورت ہی قلیل القدر تھا کیا

جواب سوال شوم

اگرچہ در صورت مراعات مذہب مقتدی کے بشرطیکہ امام کسی مفسر و مطلق صلوة کا مرتکب نہ ہو قضا کرنا جائز ہے لیکن اب معلوم ہوا کہ لنگے پیچھے نماز درست نہیں ہے کیونکہ سائل مذکورہ اور عقائد مسطورہ بعض موجب کفر اور بعض مفسد نماز ہیں اور سوائے اسکے جبکہ شافعی مذہب تعصب کے پیچھے اقتدا جائز نہ ہو گھیا کہ فتاواے عالمگیری و جامع الرموز میں مرقوم ہے اَمَّا الْاَقْتِدَاءُ بِالسَّافِعِي فَلَا بَاسَ بِهِ اِذَا لَمْ يُعْتَصَبْ اَنَّى كَوْنُهُ بَعْضُ الْمُخْتَلَفِ یعنی شافعی کے پیچھے اقتدا کرنا مضایفہ نہیں بشرطیکہ معتصب نہ ہو یعنی حنفیوں سے بغض و عداوت نہ کرے تاہم واپس ان غیر مقلدین کے لئے مذہب کے پیچھے تو بطریق اولیٰ اقتدا جائز نہ ہوگی کہ یہ تو مقلدوں کے نام سے جلتے ہیں اور مقلدین کو علانیہ ہرگز نہیں

مذہب کے پیچھے
اقتدا کرنا
جائز نہیں ہے
بلکہ کفر و بدعت
ہے

بلکہ مشرک اور بدعتی سمجھتے ہیں اور اس سے بڑھ کر ایک بات ان لاندہبوں کے حق میں محدث نامی
 علامہ شامی نے حاشیہ رد المحتار میں لکھی ہے کہ ہمارے زمانے کے وہابی عبد الوہاب نجدی کے پیرو
 اور تابع مثل خارجین کے ہیں جنہوں نے حضرت علیؑ کی مخالفت کر کے اس کے لشکر سے غرور کیا تھا
 پس جب لاندہب مثل خارجین کے ٹھہرے اور خارجی مثل باغیوں کے ہوئے تو جو حکم باغیوں
 کا جو وہی حکم لاندہبوں کا ٹھہرا تھا فی الہدایۃ وکذا یصل علی الباقی قبل ینکثون وکذا یصلون
 یعنی ان کے جنازے کی نماز پڑھی جاوے صرف ان کو کفن دیکر دفن کر دین و حکم ان کو کفر ہے عند
 جمهور الفقہاء والحدیثین حکم البغایۃ وذهب بعض الحدیثین الی کفرہم یعنی حکم خارجین کا
 نزدیک جمہور علمای محدثین فقہائے کلمہ باغیوں کا ہے اور بعض محدثین ان کے کفر کا قائل ہیں (شامی مشتمل علی جلد ۱ ص ۱۰۷)

واضح ہو

کہ شہر دہلی میں فیما بین ہر دو فریق کے نسبت نزاع کی یہاں تک پہنچی کہ عدالت دیوانی اور فوجداری میں
 مقدمات دائر ہو گئے تھے سو صاحب کشن بہادر دہلی نے فریقین کے بعض لوگوں کو اپنی کوٹھی پر بلا کر
 واسطے دفع فساد کے باہم ملاپ کر لیا پانچ ۲۸ ذیقعدہ ۱۲۸۰ ہجری کو ایک کاغذ لکھا گیا کہ کوٹھی شخص
 ایک دوسرے سے تعرض نہوا اور شرط مراتب عدم مفسدات نماز کے ایک دوسرے کے پیچھے نماز بھی پڑھے
 سو وہ ایک فیصلہ باہمی تھا نہ فتوے شرعی بچہ وجہ اول یہ کہ حکام والا نشان کو دینی امور میں کچھ
 مداخلت نہیں نہ وہ فتووں پر دستخط کرتے ہیں و قوم مذہبین سوال علمائے دین سے نہ نہج الکتب
 دینیہ اسکا جواب رقم و ستروہم او سپر موامیر اور دستخط کرنے والے سب علما نہیں بلکہ اکثر طلبای مولوی
 نذیر حسین اور بعض عوام سکناے شہر ہیں گو ان کے نام بڑے بڑے چوڑے لکھے گئے ہیں تاکہ مولوی معلوم
 ہوں اور بعض طریق کے مولوی بھی ہیں اور ظاہر ہے کہ اس فتوے کو علمای اہل سنت نے بطریق ملاحظہ
 نہیں کیا بلکہ بخاطر عالم اعلیٰ کے او سپر نہیں کر دین چنانچہ مولوی منصور علی صاحب ساکن مسجد نئی شکر
 پانڈی جو کہ باوجود طلبی بکریہ کر کے اپنی عمر بھر کی اور پر ظاہر ہے کہ اگر وہ فتویٰ ہوتا تو ان عوام کی ٹھراو پر
 کیوں ہوتی مگر غیر مقلد دینے اس کو فتویٰ سمجھ کر بڑی شہرت دی تاکہ اور لوگ بھی دھوکے میں آجاویں
 اور بالفرض اگر یہ فتویٰ بھی ہوتا تو اس سے اونکی وہ کتابیں کہ جنہیں حضرات متہلہ دین کو کافر و مشرک
 لکھا ہے سب باطل ہو گئیں کہ آخر ان کے منہ سے حق صادر ہو گیا کہ مقلدین کے پیچھے نماز جائز رہی

وَهُوَ الْقَصْدُ وَاللَّهُ يَهْدِي لِمَنْ يَشَاءُ
لَهُمْ أَهْلُكُمْ وَعِيَالُهُمْ

الحمد لله
وصی احمد الشیخی الخنفی الشوری

مواہیر و تحفظ علمای دہلی و کانپور وغیرہ

هوالموفق	هوالمعتمد	هوالمصون
المجواب صحیح والمحبب مصیب - حشرہ قاضی شیخ احمد عفا الله عنه	اصحابنا من اصحابنا سبحانه اعلم وعلمه اتقوا مرورہ علیہ خال محمد عادل علامہ تھانہ بفضلہ الشامل و جلالہ المآثرین یوم المیزان والزلزال	ایسا شخص گروہ اہل سنت وجماعت سے خارج ہو اور نماز اوسکے پیچھے نہ پڑھنا چاہیے۔ کتبہ الفقیر الی الشیخ احمد علی عثمانی
		

هوالموفق

محبب لیسے جو مسائل و احکام مخالف فرقہ اہل سنت و جماعت غیر متقدمین کے فرقہ اہل سنت سے خارج ہونے پر بطور دلیل کے اوکلی کتابوں سے کلمہ مین اوغیرین سے بعض احکام و کلی بعضی کتابوں مین راقم نے کسی دیکھے مین غیر متقدمین کے یہ مسائل مختصر عد و احکام متبعہ بلاشبہ قابل رد و انکار ہیں کہ اوغیرین سے بعضے موجب کفر اور بعضے موجب فسق و ابتداء اور عموماً یہ سب احکام اہل سنت کے نزدیک محض لغو و سب اعتبار مین ایسے احکام مخالف اہل سنت کا متقدم و ملتزم بلاشبہ اہل سنت کی جماعت سے خارج ہو اور جب وہ شخص ایسے مسائل مخالف کے التزام سے اہل سنت کی جماعت سے خارج ہوا تو اس کے پیچھے اہل سنت کو نماز پڑھنا ناجائز ہو اور اگر ایسے شخص کے مسجد مین آنے سے فتنہ و فساد پیدا ہوتا ہو تو انداد فتنے کے لیے مسجد مین آنے سے منع کرنا



محمد علی عثمانی

برتر و امثالہ کتبہ محمد عبد اللہ کھنہ
الواسطی الدبکری فی طبعہ لعلہ السلام

الحجاب

الحجاب صمیم

الحجب مصیب



درس رسد سید نقی پوری دہلی



امام سجدہ من



ابن کریم اللہ



درس رسد سید نقی پوری دہلی



الحجاب صمیم

الحجب مصیب



فی حقیقت اگر ان لوگوں کے یہ عقائد اور یہ اعمال برتن تو ایسا ہی جو حبیب صاحب نے جواب دیا

واللہ سبحانہ علم
وعلمہ اتو

فخر الحسن

صحب محبوب

محظوظ الامام

واللہ اعلم بالصواب
واللہ المہمج والنا

هو الفتح

فی الواقع اس فرقہ کا مذہب کو کہ جب تک عقائد موافق تحریر مفتی سحر بریلین اہل سنت جماعت سے خارج
سمجھنا اور ان کے پیچھے ماز نہ پڑھنا اور سبب فتنہ و فساد کے اوکو مساجد میں آنے نہ دینا بجا اور

درست ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

عند ام الكتاب

حرف الیوم عفو ربہ التو الحی فظا فتم عمل الفاروق الخلف الدھلو

بے شبہہ جو غیر متقدمین ایسے ہوں کہ عقائد ان کے خلاف اہل سنت و جماعت و سلف صالح کے ہیں
اور متقدمین کو اپنے زعم فاسد میں مشرک و بدعتی سمجھتے ہوں تو ان کے پیچھے ماز پڑھنا اور ان کو سبقت

و فساد کے اپنی مساجد میں آنے دینا جائز نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

الابواب

والیہ المہمج والمذاب۔ ابو بکیش محمد مدی عفا عنہ اللہ المادی۔ الفرخی علی

مواہیر و دستخط علمائے مقام لودھیانہ و دیوبند

تخمیناً عرصہ ۶۴ سال یعنی ۱۲۵۶ھ سے ۱۳۱۰ھ تک اس فرقے کو خوب دیکھا مسائل مندرجہ ذیل
کے سوا بڑی بڑی مخالفت حدیث پر یہ فرقہ جری ہو کر لانا اسحق صاحب مرحوم بر ملا انکو سوال مصل
وغلط میں فرمایا کرتے اور یہ لوگ باہر نکل کے کہتے کہ میان صاحب کا مذہب وہی جو جو ہار ہوا ظاہر
ایسا کہ دیا ہے اسے طرح ہر عالم دیندار کو ہم مذہب پنا بتلا کر دین محمدی سے اور قرآن و حدیث سے
منصرف کرتے ہیں ان کے دین محمدی سے مخالف ہونے اور سنت جماعت کے مخالف اور دشمن ہونے

میں کچھ شک و شبہ نہیں ہے جیسے روافض و خوارج کے پیچھے ماز پڑھنی

و یہی ان کے پیچھے ماز پڑھنی ہر اکیلمت جائز نہیں تفصیل مولیٰ کئی فرمائی۔

چونکہ گو وہ شرفہ لاندہ بیہ اہل بدع اور ہوا میں سے ہیں اسلئے ان سے حتی الامکان احتراز

ضروریات سے ہے۔ وما حلینا الا البلاغ۔ الراحمی

رحمۃ ربہ البادی ابو البشیر عبد العلی القادری

رحمۃ ربہ البادی ابو البشیر عبد العلی القادری

یہ فرقہ غیر مقلدین بیشک خارج اہل سنت و جماعت سے ہر آئے مجاہد کرنی ایسی ہے جسے



کہ اہل ہوا اور دین سے آہستہ اہل جائز نہیں کیونکہ عقائد اور عملیات
انکے مخالف حدیث و قرآن کے ہیں - واللہ اعلم بالصواب

باسمہ سبحانہ

عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي عُرْوَةٍ وَخَيْبَةٍ مِّنْ أَكْلٍ مِّنْ هَذِهِ
الْبَقِيَّةِ وَبَقِيَّةِ النَّوْمِ فَلَا يُمْرُ بَنُ مَسْجِدٍ نَّارُ آهٍ الْبُخَارِيُّ مَعْنَى جَوْشَنُ كَهْمَا لِسَنِّ كُ
ہیں نیز بیک نہ چمکے مسجد ہماری کے اور موطا امام محمد میں عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ ایک عورت
مجذوبہ کو طواف مکہ سے مانع آئے۔ اور فرمایا کہ تو اپنے گھر میں بیٹھ اور لوگوں کو ایذا نہ دے۔ اور
شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یوں نقل کی ہے کہ ایک دن
ایک واعظ کو مسجد کو گھونٹے میں دیکھ کر فرمایا کہ یہ کون شخص ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ واعظ ہے لوگوں
کو گناہوں سے روکتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس سے پوچھو کہ ناسخ منسوخ کو جانتا ہے۔
اوستے کہا کہ مجھ کو ناسخ منسوخ کا علم نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسکو مسجد سے نکال دو۔
اور نیز شاہ عبدالعزیز صاحب نے چمکت بیان آیہ وَاَصْلُ عَلٰی مَا كَيْفَ لَوْ اَنَّ كَلِمًا كَرِهًا
سلف پر سخت ترین اندازے لسانی سے ہے اور شاہ میں لکھا ہے کہ مودعی کو مسجد میں آنے سے منع
کرنا چاہیے اگرچہ ایذا اوکل لسانی ہو۔ فائدہ ہیں جبکہ روکنا مسجد کے آنے سے بسبب موجب
ہونے ایک امر مذکورہ سے درست ہوا تو غیر مقلدون کو جو جماع امور مذکورہ کے ہیں نکالنا
بہ طریق اولیٰ درست تھا اور سبب حقوق مرض باطنی کے جو جذام سے بڑھ کر ہوا جسجد میں انکے
آنے سے فتنہ و فساد برپا ہوتا ہے اور خدا سے تعالیٰ مفسدون کو دوست نہیں رکھتا تھا قَالَ
اللَّهُ تَعَالَى وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ۝ باقی تحقیق اس مسئلے کی رسالہ انظام المساجد
بازخارج اہل الفتن والمفساد میں جو اس عاجز کی تالیفات سے موجود ہے واللہ اعلم وعلماہ



خادم العلماء عبد الرحمن لوديانوى - المرقوم ۳۳۳

عقائد اس جماعت کے جبکہ خلاف جمہورین توجہ دینی ہونا ظاہر اور مثل تحسیم اور تحلیل پاس سے زیادہ
ازواج کے اور تجویز تنقید اور برائے کنا سلف صالحین کا فسق یا کفر جو تو اب نماز اور کلمہ اور دیگر عبادت میں کچھ
احتیاط لازم ہو جیسے روافض کے ساتھ احتیاط چاہیے۔



سورہ محمد یعقوب النافقوی عفا عنہ القوی

رشید احمد گنگوئی معنی مند ابو الفخر سید محمد عثمان محمود حسن معنی مند محمد محمود دہلوی معنی مند



صاحب اور مصدب۔ فی الحقیقت یہ گروہ غیر تقلیدین اور لاندہب خارج ہیں اہل سنت و جماعت کے اہل سنت
و جماعت میں سمجھنا بڑی غلطی کی بات ہے کہ سوسطے کہ اہل سنت و جماعت خصوصاً اہل مذہب اربعہ میں اور
جمع اہل سنت حنفی میں یا مالکی یا شافعی یا حنبلی جو کوئی بالکل ان چار مذہبوں میں سے اس زمانے
میں ایک کا بھی تقلید اور پیرو نہوا اور اپنے تئیں انہیں سے ایک کی طرف منسوب نہ کرے وہ اہل سنت سے
نہیں بلکہ وہ خارج مذہب اہل سنت و جماعت سے ہے اور مثل دیگر فرقہ مثلاً روافض و خوارج و معتزلہ
و جبریتہ و قدریہ و غیرہم کے ہے کہ قال الطحاوی فی شرح اللہ المختار فعلیہم السلام یا معشر اللہومنین اتباع
الفرقة الناجية المسماة باهل السنة والجماعة فان نصرة الله تعالى وحفظه وتوفيقيه
في موافقتهم وخذلانه وخطئه ومقتنه في مخالفتهم وهذه الطائفة الناجية قد اجتمعت
اليوم في المذاهب الاربعة وهم المتحنفون والمالكيون والشافعيون والحنبلون ومن كان
خارجا من هذه المذاهب الاربعة في ذلك الزمان فهو من اهل البدعة والنار لا نهي۔ و
قال في التفسير الاحمدی قد وقع الاجماع على ان الاتباع انما يجوز للامة الاربعة
انتهی وقال فی الاستبصار والنظر تحت القاعدة الاولى ما خالف للامة الاربعة فهو
مخالف للاجماع وان كان فيه خلاف غیرہم فقد صرح فی التقرير ان الاجماع قد بقدر
على عدم العمل بمذہب مخالف للامیة الاربعة انتهى قال الفاضل المحلیل الفقیہ
المحدث المفتی الشیخ ولی اللہ دہلوی فی عقد المجید اعلم ان الاخذ بمذہب المذاهب
الاربعة مصلحة عظيمة وفي الاعراض عنها كلها مفسدة كبيرة قال رسول الله صلعم

اتبعوا السواد الاعظم فنشد شذی انکادنتی قال لقاضی ثناء الله فی التفسیر المظهری فان
 اهل السنة قد فرق بهذا لقرون الثلاثة والاربعة علی اربعة مذاهب لم یبق مذاهب فروع
 المسائل سوى هذه المذاهب الاربعة فقد استقلا لاجماع الکریم علی بطلان قول ینخالف
 کلهم وقد قال رسول الله صلعم لا تجتمع امنی علی الضلالة وقال الله تعالی ومن یتبع
 غیر سبیل المؤمنین فلنکافی وفضلہ جہنم وساءت مصیباتہ انتہی پس ثابت ہو احصاء اہل سنت
 وجماعت کا اس زمانے میں مذہب اربعہ میں اور جس کیس کا قول کہ مخالف ایہ اربعہ کے ہو گا وہ مردود
 اور باطل ہو گا بسبب مخالف ہونے اہل سنت وجماعت کے اور نہ مانا جائیگا اور یہ لاندہب لوگ قائل
 ہیں جو از فروع کے مذہب اربعہ سے اور صرف مذہب اربعہ کو باطل سمجھتے ہیں چنانچہ معیار الحق مطبوعہ
 لاہور کے صفحہ ۳۲ میں مولوی ذریعہ حسین نے لکھا ہے۔ جبکہ اہل سنت وجماعت غصہ اور مجمع ہوئے مذہب
 اربعہ میں بالاجماع تو اب اس انحصار اور اجماع کا باطل کئے اور سمجھنے والا اور قائل جو از فروع مذہب اربعہ کا
 اہل سنت وجماعت میں سے نہیں ہو اور مثل دیگر اہل مذہب باطلہ اور فرق ضالہ و انفس و فواحش اور
 مجرہ اور قدیریہ اور درویشیہ و غیرہم کے ہی ہیں جبکہ لاندہب و غیر معتقدین اہل سنت وجماعت سے
 خارج ہیں تو اہل سنت وجماعت کی نماز لاندہبوں کے پیچھے نہیں ہوتی اور بالکل غیر جائز اور ناپسند
 اور انکے ساتھ مخالفت اور عداوت اور مخالفت رکھنے سے ہی اہل سنت وجماعت کو پرہیز اور اجتناب
 چاہیے کیونکہ مجالس اور مخالفت و مصاحبت اہل شر و فساد اور اہل بدعت کے ساتھ بموجب حدیث
 صحیح کے الاملاع ممنوعہ ہے قال اکامم النووی فی شعوہ صحیح المسلم قبل کتاب القد فی باب استعجاب
 مجالس الصالحین ومجانبة قراء السوء فیہ تمثیلہ صلی اللہ علیہ وسلم انجالس الصالح
 یحاصل المسک والجلیس السوء ینافخ الکیر فیہ فضیلۃ مجالس الصالحین واهل الخیر
 والمریۃ ومکادم الاخلاق والودع والعلم والادب والنہی عن مجالسہ اهل الشر واهل
 البدع ومن یفتاب الناس او یکثر فحوقہ وبطالۃ ونحو ذلک من الانواع الذمومۃ
 انتہی اور حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ شہسوی میں فرماتے ہیں سے دور شو از
 اختلاط یاربہ یاربہ بدتر بود از مارہ مارہ بدتر نہا یمین بر جان زندہ یاربہ بر جان بر ایمان
 زندہ + نارغہ بدان باغ راخند ان کند + صحبت نیکانست و نیکان کند + صحبت صالح ترا صالح کند +

صحبت طالع تراطلی کند بہ پس اہل سنت و جماعت کو فرقہ مضالہ لا دہبہاں غیر مقلدین کی صحبت سے
 بہت احتراز کرنا اور بچنا اور بھاگنا چاہیے فواصلی محبتہم اکثر ما نفرو امن الا صدک سوا سطلہ کہ
 صحبت کو بڑا اثر ہو نصرت خواہ عزیزان اہل رہنشی رحمۃ اللہ علیہ محبوبہا لعار فین بین ذلک ہیں سے
 نشین یا بہان کہ صحبت نہ کر چہ پاکی تراطلید کند + آفتابے دین بزرگی را + ذرۃ اہم تا بدید کند
 جس حالت میں کہ یہ غیر مقلدین خارج از اہل سنت و جماعت اور داخل بل بدعت و فحرق مضالہ ہوا ایک
 میں ٹھیرے اور نماز اہل سنت و جماعت کی ان لاندہ ہوں کے پیچھے غیر صحیح و ناجائز و نادارست ہوئی
 اور مخالفت اور جماعت بھی حسب روایات مذکورہ انہیے منع ہوئی تو اہل سنت و جماعت کو چاہیے
 کہ ان لاندہ ہوں کو اپنی مساجد سے نکال دیں اور ہرگز نہ آنے دیں اس واسطے کہ انکے آنے سے
 مسجدوں میں شر و فساد و فتنہ پیدا ہو تا جو قال اللہ تعالیٰ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وَقَوْلُهُ
 تَعَالَى وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفُسَادَ اور حدیث شریف میں آیا جو کہ جو کوئی وقت نماز کے اسن بیاز
 گنہ ناو غیر و بدبودار چیز کہ جسکے کھانے سے منہ میں بد بو پیدا ہو گا کہ سجد میں آوے تو اسے دہلی
 مساجد سے منع کروعت الی ہر پورۃ قال قال رسول اللہ صلی علیہ وسلم من اکل من ہذا الشجرۃ
 فلا یقر بن مسجد الا یؤذینا بخر الثوم رواہ مسلم وعن ابن عمر ان رسول اللہ صلی علیہ وسلم
 قال من اکل من ہذا الشجرۃ یعنی الثوم فلا یقر بن المساجد رواہ مسلم وعن عمر بن
 الخطاب قال انکم الیہا الناس تا کلون شجرتین لا اراہما الا خبیثتین ہذا البصل والثوم
 ولقد رايت رسول اللہ صلی علیہ وسلم اذا وجد ریحاً من الرجل فی المسجد امر بہ فاحرج الی البقیۃ
 من اکلہما فلیتمہما طبا رواہ مسلم قال النووی فی شرح صحیح المسلمین باب منی من کل ثمر
 او بصل او کوانا او نحوہا مثلاً درائۃ کربوۃ عن حضور المسجد حتی ینذہب ذلک الثوم
 و اخر ارجہ من المسجد قولہ صلی علیہ وسلم من اکل ہذا الشجرۃ یعنی الثوم فلا یقر بن المساجد ہذا
 نصیح بنہی من اکل الثوم ونحوہ عن دخول کل مسجد و ہذا من ذہب لعامۃ کافۃ انتہی
 پس یہ امارت صحیحہ وال بین اس امر پر کہ جس شخص کی ذات سے لوگوں کو تکلیف ایدہا پونچے اسے
 مسجد میں نہ لے دینا چاہیے پر ظاہر ہو کہ لاندہ ہوں کے مسجد میں آنے سے شر و فساد و فتنہ پیدا ہوتا
 اور لوگ بلے علم غیر بجا سے اہل صحبت سے بگڑنے اور غراب ہوتے ہیں پس لازم و مناسب ہو

مواہیر و دستخط علمای شہر اندور و چھاوٹی

الجواب صحیح مکتبہ فی کتب الفقہ و الحدیث **قاضی احمد علی** **خادم** **قاضی احمد علی**
 خادم شرع رسول اللہ قاضی حدیث اندور **خادم** **قاضی احمد علی**
 صاحب الجواب **قاضی احمد علی** **خادم** **قاضی احمد علی**
 حافظ محمد حسین خان احمد جان ولایتی محمد عیسیٰ خان ماکن سید محمد یعقوب پنجابی
 اندوری اندوری اندوری اندوری اندوری اندوری

صاحب الجواب خادم العلماء عبد الوہاب مال اور شہر اندور صاحب الجواب سید فیاض الدین ساکن عدلیہ مال اور اندور
 فرقہ جدیدہ غیر تقلیدین کے عقائد جو موجب مصیب نے اقام کیے فی الواقع اہل سنت و جماعت و سلف
 صالحین کے خلاف ہیں اور یہ فرقہ بدعتی مفید مفارقت جماعت اہل سنت و جماعت سے خارج ہے۔
 اور مخالفت اور مجاہدست فرقہ مذکورہ کے ساتھ ہرگز بائز نہیں ہے اور اپنی مسجد میں ہرگز کرسی نہ بنا
 نہیں چاہیے اور نماز اس فرقہ مذکورہ کے پیچھے ہرگز ہرگز بائز نہیں ہے۔
 ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم و علمہ التمر الواقم خیر خواہ مسلمان

قد اطلعت علی هذا الجواب المسطور بتمام ما فيه من اللؤلؤ المنثور فوجدته موافقا
 بالكتاب السنة والدلائل قد جاء الحق وذهب الباطل اشكر الله على حسن توفيقه
 المصيد اسأله ان يعطيه في الدارين احمل النصيب
 حرره حافظ محمد اکرم قاضی کمپ مؤلف فقط۔

عظم الله اجرم من اجاب فانه قد نطق بالقول الصواب الى بما يشهد به السنة والكتا
 وبقبله اولو الالباب بغيره ترايد اهل العلم والضعف عبد الله المنان محمد ولد عبد الحميد نقيب قاضی کمپ
ما قاله المحجل المصيب حق سديد بالحق المحض عقيد حمزه الله خير لجماع عنا وعن المسلمين
 امين يارب العالمين فيا عجيب عاء السائلين في كل آن وسعين۔ مطهره الرجى غفران الله المستغنا
 محمد فضل الرحمن قاضی الفاضل

جو عقائد غیر تقلیدین کے او نہیں کی کتب متبر سے بیان کیے گئے۔ درحقیقت خلاف عقیدہ

اہل سنت و جماعت میں انکو منفذین بنا کر اسے مخالفت نہ کریں۔ عاجز محمد عبدالرحمن اندوری



اصنام اینجا



مجموع الجواب



مواہیر مشاہیر علمای دارالاسلام مصطفیٰ آباد و عرف رامپور

بلاشبہ یہ فرقہ فساد کے عقائد فاسدہ اور اعمال کاسدہ مخالف فرقہ ناجائز اہل سنت و جماعت کے عجیب مصیب بنجواں رکھنے والے اور فساد کے باطلہ اور کفر کے نقل کیے اور اکثر اسکے راقم الحروف کی نظر سے بھی گزرتے ہیں اور اسکے حق میں ہی حکم ہو جو عجیب مصیب نے تحریر کیا۔ واللہ سبھانہ الموفق



هذا هو الحق الصواب والصدق

الجواب هو الصواب

هذا هو الحق عندك



الجواب صواب الحق الجواب حق الجواب هو الصواب لا شك فيه ذلك كذلك

العبد المذنب العبد العبد العبد العبد العبد العبد العبد العبد العبد العبد
یہودی بلبل تعلیم محمد یعقوب عفی عنہ سید مصیب احمد محمود عالم عفی عنہ حضرت شاہ عفی عنہ

یہ شخص امام اس گردہ غیر مقلدین کاسنی نہیں ہے۔ رافضی ہو تو محجب نہیں۔ یہ بیچارہ
ماسیون کو اپنے ساتھ جہنم میں لے جانا چاہتا ہے واللہ اعلم۔
کتبہ سید عبدالحق۔ سابق متوطن کانپور حال باشندہ رامپور۔



فی الواقع عقیدہ اس فرقہ جدیدہ و جماعت متحدہ کا ایسا ہی جو مسیحا کے مجسمے ثابت کیا
من قال سوذلك قد قال عكلا

العبد عابد حسن عفی عنہ



واقعی یہ فرقہ باطلہ کہ جس کے جواب میں علماء دین ہمارے جو کچھ تحریر فرمائے ہیں درست ہے۔

الحاج ابو اجمی رحمۃ اللہ علیہ
محمد کریم رحمۃ اللہ علیہ
الحاج مصیب
العبد

فدائے احمد علی عنہ
الحاج ابو الصوا
سید احمد علی عنہ

احمد ۱۲۹۳
سید

محمد ۱۲۹۳
سید الرحمن

فدائی ۱۲۹۸
سید

محمد ۱۲۹۵
سید حسین

محمد ۱۲۹۵
سید حسین

محمد ۱۲۹۵
سید حسین

ابو النعمان محمد
الذین محمد عجا جید
عنہ بن الدی
۱۲۹۹

ان حضرات مشیخت آجاسدین مفسدین دین و معاندین مجتہدین و مقلدین اور
انکے مریدین و معتقدین کے حق میں جنکو حضرت حق جل جلالہ و علم نوالہ نے آزادی کا طوق
لگائے ہیں ڈاکٹر ہندوستان کا شیخ نجد بنا کر چھوڑا ہے جسقدر شمشیر درست و زبان کے ذریعے سے

مقابلہ بر محل کیا جائے تو وہ اسے فی الحقیقت یہ سبک سب ضال اور فضل میں اور سلسلہ
 مذاہب اربعہ فقہ سے خارج اور محمدی بنکر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں رخنہ انداز و مغل
 اور انکے عقائد پر کما نہ بجز کفر و شرک و اتحاد و من بفضل اللہ فما لہ من ہاد و ہولوفی
 الی سبیل لومناک ومنہ المبدأ والیہ المعاد۔ الا لا یتقوہ بذلک العقائد
 المدکورہ الا من لا ذہن سقیم واللہ سبحانہ یدہی من یشاء الی صراط
 مستقیم حکتہ العبد الاثم ابو امحیل معین الدین محمد عبد الجلیل رضی
 اللہ عنہ

محمد رضا حسین سلمہ الشیخ محمد



محمد رضا حسین سلمہ الشیخ محمد

اصحاب من اجاب الجواب صحیح والمجیب مصیب ان هذا الجواب صحیح



هو الرحمن الرحيم



هو المستعان



هو الموفق

ان هذا الجواب موافق للسنة والكتاب كتبه العبد المذنب محمد عبد القادر
 فی الحقیقت یہ جواب باصوۃ معین قلدین اور حق لتقین ہے محمد عبد القادر
 لا شک ان هذا الجواب صحیح والمجیب مصیب فقط حرره الاثم محمد عبد الکریم



فتوای مختیاران عربین شریفین بر کتاب الظفر المبین فی رد مغالطات المتقلدین

مؤلفه محی الدین لاهوری نو مسلم کتاب فروش +

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين

وبه نستعين حامدا لله تعالى ومصليا على نبيه وآله اجمعين - اما بعد فما قولكم دام فضلكم
في رجل يقول ان اكثر مسائل كتب الفقه خلاف القرآن والحديث وان الائمة الالهية ورحم
الله تعالى ليسوا على الحق لاسيما الامام ابا حنيفة النعمان اقاله مخالف للقرآن والحديث
وانما تلقى في جسيم عمره الاسبعة عشر حديثا يزعم انه مخالف للقرآن والحديث وشتم عليه
شتما فاحشا وصنف في ذلك كتابا وسماه الظفر المبين في رد مغالطات المتقلدين وطبعه
وافشاه وذكوفيه بعض المسائل المذكورة في كتاب الخيفية وسطوا ايضا في رقم مائة من الكتب
المسلوبة قائلا ان هذه الخالف للقرآن والحديث وقال من قلنا باحنيفية تقليد الشيعي فهو ترك
بالحجج اوشوك واستدل بقوله تعالى لا تأخذوا الحجارههم ورحمهم انك ابا من دون الله تعالى
كل ذلك مخالف للقرآن والاحاديث الفلانية واعرض عن الاحاديث التي استدلت العمل
الامام رحمه الله تعالى وارضاه وهذا لاجل ان بعد الناس من هذا القدر يقول مسائل الفقه مودة
خصوصا مسائل الامام زهير بن كلثوم بن علي بن ابي طالب عوام القاس ويدعوهم ويؤيدهم في
بالحديث مطلقا سواء كان ناسيا او منسوخا ضعيفا او موضوعا حتى ترك الناس العمل
بالكتب المعتمدة كالهديات والنقاية والبحر والمنقذ والهندية والكنز وشروحه والذو حاشية
ويحرم كل من عمل بهذه الكتب المجلة المعظمة من الاسلام ويلقبهم بالمشركين نعوذ بالله
تعالى منه فما حكم هذا الرجل المصنف لهذا الكتاب ومن يعمل بكتابه فنونا ما جازين

الحجوة

سُبْحَانَكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَذْهَبَ بَيْنَا وَبَيْنَكَ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةٌ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ
حكم هذا الرجل المصنف بالصفحات المذكورة انه ضال مضل ساع في الكاذب بالفساد وقد
زين له سوء عمله فهو واتباعه من حزب الشيطان الا ان حزب الشيطان هم المخمرون
ويحبون انهم على شيء الا انهم هم الكاذبون وقوله من قلنا باحنيفية كان مغفيا دليل على
انه خارج عن جماعة المسلمين وقد ورد في الحديث الشريف اتبعوا السواد الاعظم

فمن شئت في التلاوة يقول في حمله الذي هو مائة الى الحكم السلام وفيما عطف عليها من المعتد
 التي تسمى صلا والى الاعلام هذه حقوة متغير بزيادة نعمه بالله تعالى منها وقد تفران هاتان العادو
 العلماء كفي خصوصاً التكملة الفا حشة في حق الائمة الاربعة رجمهم الله تعالى وقد انعقد لاجماع خلفاء
 سلف على وجوب تقليد احد منهم لان الجهم مفقود بعد المائة الاربعة كما في اذكار النووي حيث انهم
 بعد هذا التاريخ من تكل شروط الاجتهاد ومن دعاة قدوت ذلك خوط القناد لا سيما قدم الامام
 ابو حنيفة العماني لا زالت منهله على ضرعيه الا قدس بسبب لرحمة والرضوان كيف وقد درج جمعاً
 من الصحابة خول الله تعالى منهم ومنهم من ذلك الحافظ الذهبي الحافظ العسقلاني وغيرهما شهد له النبي
 صلعم بالحريفة لان من المتابعين بلا شبهة ولا بين في الحديث الشريف مروى عن اخيه لم يمتي القرن الذي يثبت
 قول الذي يلوهم الى اخره مني من جامع الحافظ السيوطي روى الشيخ ان علي بن هريز والذى نفسي
 لو كان الدين معلقاً بالقرآن لكانت له رجل من فارس قال الحافظ السيوطي هذا الحديث الذي رواه الشيخ
 اصل صحيح يقد عليه في الاشارة الى حنيفة وهو متفق على صحته وفي حاشية الشرح على ابي حنيفة
 يعني الحافظ السيوطي من ابا حنيفة هو المراد من الحديث ظاهر لا شك فيه لانهم يلقون من بناء فارس
 في العلم بلغة احدائتي وقد تبعه كثير من ائمة الدين وكل منهم قوبل فضله وانتمى عليه على رؤس
 الاشواق بين المسلمين فقد روى عن خلف بن يونس قال صارا للعلم من الله تعالى الى محمد صلى الله عليه
 وسلم ثم صار الى الصحابة ثم صارا الى التابعين ثم صارا الى حنيفة فمن شاء فليرض من شاء فليستط
 انتهى - فيجب على كل من اراد ان لا يخرج من جماعة المسلمين ان يتبع عد من هذا الرجل الطائفة الاربعة الذين
 ومجربوه الى الدرجة التي بها انتهى عن هذا العمل المفضي - والكلام في هذا الامر يطول فيما حوزنا كفاً



عند ذوي الدين وارباب العقول والله يقول الحق وهو يهدي السبيل -
 فقه الفقهاء المدين بالي المنفرد في المدينة المنورة هـ

المدرس بالحمم الشريف السوي



من ائمة حنيفة في مسجد خير البقعة



الحمد لله وحده من مذكور + استمد التوفيق والعون + اشكر في هذا الرجل فضلاً امضك قول المسوق
 يدع وضلالة لا يتقوله الا مبتدع خالص عن طريقة علماء الشيعة وخصوصاً فقيه عن اتباع الكتيب
 الحديث في المذهب الاربعة فان تلك المذهب مستمدة من كتاب السنة في حياة عن تنبيهه رسول
 الله صلى الله عليه وسلم الذي من خرج عنها كان كوكباً كوكباً في علوم على هذا القول ان السواد الاعظم

نعمہ و فصلی علی بن ابی الحکیم

فاسکاسنے جو مضامین کتاب فتح البین کی کشف سکا غیر المقلدین کے دیکھے بہت مسیح اور مستفاد اہل سنت و
جامعت مذہب مقلدین حنفیہ کے پاس ہر چند کہ مصنف کتاب کی استعداد کو بلی تمام ہر جانتے تھے لیکن سقولات میں
یہ شخص بھی سیکڑوں میں ایک فرد ہو مگر اب اس کتاب کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہ شخص جامع علوم بھی ہو
بڑی مشقت و محنت کی ان جواہر خیر سے اور کمال اہل اسلام کو عطا فرمایا ہے۔
آمین یا مین ثم تعین نفعہ حررہ محمد بن فضل اللہ محمد بن فضل اللہ غفر لی عنہ



نعمہ و فصلی علی بن ابی الحکیم

فی الواقع کتاب الفتح البین کی کشف سکا غیر المقلدین کو نفع و فضل کمال عالم باعمل غفران محاسن غفری و بعلی مولوی
محمد منصور علی صاحب مراد آبادی ضاعف اللہ ملکہ و عم فیض کتاب الاجواب جو بیکہ نیر ہدایت و مصباح ہو فقیر خیر نے
جا بجا چند اقوال دیکھے بغایت صحیح پائے فیاض مطلق مولف کو اجر و جہنم عطا کرے اور
جلو ناظرین و سامعین کو فائدہ نام نہائے۔ حرر محمد بن ابی الحق تجا و من برائہ رب الفلق بن ابی الحکیم محمد بن ابی الحکیم

باسمہ سبحانہ

یہ کتاب فتح البین بہت اچھی کتاب ہے۔ الفتح البین کا جواب لا جواب ہے۔ اسکے مصنف نے زراعت احسانات میں
سعی ایچ فرمائی ہے۔ اور تائید ایزدی سے ظفر بن ظفر فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنف کو اجر عظیم عطا کرے اور
معرض کو ہدایت کرے آمین۔ حرر محمد بن ابی الحق تجا و من برائہ رب الفلق بن ابی الحکیم محمد بن ابی الحکیم



هو العلہ

یہ کتاب فتح البین بلاشبہ حسب تنبیہ فتح سبعین بر غنائین مقلدین ہے۔ مصنفوں اسکا بلا شک ذریعہ تائید دین ہے
مصنف کو خدا تعالیٰ جزا سے فیض دے کہ تصنیف و تالیف فائق بین الباطل و الحق و الحقین
حرر و الفقیر محمد بن ابی الحکیم محمد بن ابی الحکیم مولانا و مرشدنا ابی الحکیم مولوی محمد عبد اللہ رزاق دام ظلہ العالی



هو الحق

یہ نسخہ نہایت عمدہ پسندیدہ اولی الاباب ہے۔ ظفر سبعین کا جواب لا جواب ہے۔ اسکے مصنف نے تردید اور تائید بجا میں
کوشش بہت فرمائی ہے۔ فضل ایزدی سے ظفر بن ظفر فرمائی ہے۔ خالق المصنف کو جزا سے جزیل و رشواہ جلیل مرحمت
فرمائے۔ اور معرض کو ایسے احسانات و مہیات سے آئندہ پہلے آمین یا رب العالمین
حررہ الراعی اسے مرتبہ الفلق خادم السلطان اہل الحق المدعو محمد بحال الحق شرف انصاف
ذو نوبہ و ستر الشارعیو بر بن مولانا و مرشدنا ابی الحکیم مولوی محمد عبد اللہ رزاق دام ظلہ العالی



کبریا کفر و جملہ کماکان اہل من و شد و شد انعمین مولانا حافظ الحاج مولوی محمد نعیم دام بالفیض العزیز

سکندریہ مصر

میں تصدیق کرتا ہوں کہ مولوی منصور علی خان صاحب مؤلف کتاب ہوائے بت قلیل زمانے میں صدقاً
جواب غفر اللہ عنہ کا دیا ہوا اور کما غیر مقلدین کو عبارات و نظائر حقیقین کا بحر
وہو دیا کروا ہو جواد اللہ غیر الخوار حررہ العاصی محمد عبد العزیز القرطبی محل غفر اللہ عنہ



ہو الموفق

درستیت الفتح البین فی کشف مکار غیر المقلدین جسکو جامع کلمات صوری و منہوی مولوی محمد منصور علی
خان صاحب مراد آبادی نے تالیف کیا دیا کہ کوڑے میں بحر دیا کتابت نظیر تحریر و پذیر یہ خصوص فرق
ضالہ کے حق میں بے نیام شمشیر۔ راقم نے بجا بجا چند اقوال دیکھے صحیح و درست پائے خداوند عالم کو
کو جزای غیر عطا کوے اور سائے ستیزی میں مستر شہین کو نفع بخشے۔ نقد خادام
اولیاء اللہ الکرام محمد ابراہیم غفر اللہ الرحیم ابن مولانا مولوی علی محمد جلال اللہ الغفری



غمد و نستعینہ

مولوی منصور علی خان صاحب نے یہ کتاب فتح البین بت اچھی تحریر فرمائی۔ روحہ اضات الظفر البین
فتح کامل پائی کیونکہ ایک تو انہیں تائید فریب حق حنفی منظور ہو۔ اور الحق یعلو ولا یعلیٰ شہو
ہو۔ و سرے اور کما نام حضرت سے مشتق ہو۔ اوہا لاسماء تذول من السماء حق ہو۔ اللہ تعالیٰ اؤن
بر عظیم عطا فرمائے اور مسترض کو راہ صواب دکھائے۔ آمین ثم آمین
حررہ نظام الدین محمد رضا عند اللہ الاحد ابن مولانا حافظ الحاج مولوی محمد نعیم



باسمہ سبحانک

الحمد لله الذي اصطفى مولانا بالهداية والملة المحمديّة وهدى قلوبنا الى تقليد في الطهارة
السويقة - والصلوة والسلام على رسولہ خيرا الانام - وعلى آله واصحابہ المتحدين بشيعة امير الاسلام
اما بعد کیا ہم میں کیا ہماری زبان ہو۔ کما ان خداوند عالم کما ان او سکی شان ہو۔ کیونکہ کبریا و شکر زبان
پر لادین کہ شکیکا عربین میں بضاعت فرجات ہو۔ اپنے کو دیکھیں یا او سکو چھوٹا نہ بڑی بات ہو کسی
یہ یہ نعمتوں سے ہم ہم کو سر فرازی ہو۔ کسی ہماری تنگ چشمی دیکھی او سکی بے نیازی ہو۔ اس غلی
کا بعد انسان کو عقل دیکھ کیا مبتا کیا۔ ولقد کرنا ہی آدم کے خلعت حاصل سے سر فراز کیا حق و ظلم
میں فرق دکھایا۔ جہا الحق و ذوق الباطل کا مزدہ سنایا۔ کیونکہ کبریا و شکر زبان سے قدم ہاں کبریا

اور کس طرح تقلید کو تو زین سر عجز اور ٹھانین۔ کل و کئے احسانند و منون ہیں۔ اوکے سامنے عاجز و نیک
 ہیں جسے ذرا بھی سرکشی سے سروٹھایا۔ ذلیل ہوا اور چٹایا۔ چنانچہ سابقین سرکشان خود میں درج کیا
 اسلام متین نے نظر المبصر فتح و معالجات المقلدین تصنیف کر کے اپنی لیاقت غیر متعبرہ کو ظاہر کیا۔ جو غم
 مجتہدان عالی شان پر غلطیوں کا الزام دیا۔ جمال ناقص البقین کو تبریع و کمال حضرت کہا کہ اپنی بدعت چیت
 نشانہ تیرا امت بنایا۔ میں عمل صالحا پر طعن و لعان کیا۔ تیرے عین صدی میں لعن آخو ہذا الائنہ اولھا
 کے مضمون کو بیان کیا۔ چاند پر ناک والی اپنے منہ پر آئی کیا فائدہ ہوا بقول شخصہ لکل فرعون صوحی
 و لکل دجال حیسی۔ بیونہ تعالیٰ عز شانہ فاضل طلیل عالم نبیل صاحب طبع و قواد و ذوالایادی۔ موی
 محمد منصور علی خان صاحب مراد آبادی کے کس ستانت و ریانت سے جواب دیا ہے۔ اور کیسے عمدہ طرے
 منہ باز و اعلیٰ پیش کے کہ ختم کو قائل کیا ہے۔ اشارتہ کہیں کتا بہ مستطاب فتح المبصر کشف سکا نہ غیر المقلدین
 سالیف فرمایا کہ جسکے دیکھنے سے سرکش و ہابیون نے گرون جھکا لی۔ حق تو یہ کہ قاتو اسبوتہ من مثله کلی
 کبیر ہو کہ ہر دلیل او کی پر بندہ شمشیر ہو۔ ہر سطر او کی خصم کے واسطے تیر جگر و وزیر۔ اور ہر نقطہ او سکا سنگر کے لیے
 شعلہ خان سوز ہو۔ کتاب کیا ہو دستور العمل ہل سنت ہو کہ ہر نقطہ او سکا تیرہ دلوں کے واسطے چراغ ہدایت ہو
 حق تعالیٰ اس کتاب سے مقلدین کے دلوں کو پر نور کرے اور غیر مقلد و کئے اقتصد



نفاذیت کو دور کرے۔ آمین قامین ثم آمین۔ حررہ خادمہ الطالبہ ابو الغنا محمد عبد
 غفرلہ اللہ الوحید ابن مولانا مولوی احماد خاں ابی احماد محمد عبد الحکیم علیہ رحمۃ اللہ الخیر

ہوا الحکیم المصلح

حامداً لله المجید الحمید۔ ومصلياً وسئلياً على رسوله الوحيد۔ وآله الكرام۔ وأصحابه الرحمة
 ومن تبعهم بإحسان الى يوم الدين۔ من الأئمة والمجاهدين۔ سيما أصحابنا الأعظم۔ ومقدمنا
 المحکم۔ قطب دائرة الشريعة والأحكام۔ ناظم نظام الملّة والإسلام۔ سيدنا ابن حنیفہ وصفا
 واتباعه المتقين۔ جزاهم الله عنى وعن سائر المسلمين۔ خير الجزاء۔ الى يوم البقاء۔ اما بعد
 یہ مجالہ نافذہ وغیر مقلدین میں ایک شہادہ شہر ہو۔ ہر جملہ اسکا جملہ مخالفین پر منصور ہو۔ کیونکہ نوک فضل
 تحریر عالم عبد الغنی شہر میں الا فضل والاقران مولوی محمد منصور علی خان صاحب کی عمدہ تالیف ہو
 برگزیدہ تصنیف ہو۔ محققہ و تعمیق نظر فقیر سر پا تقصیر کے دیکھنے میں آئی۔ فوائد سے محلوہ وائد سے خالی ہاں
 مضامین اسکے نہایت نفیس۔ عبارت اسکی بدرجہ سلیس۔ ہر سطر کو بیا شہر ہدایت ہو۔ ہر بیان قانع
 ضلالت ہو۔ خداوند کریم اپنے فضل عظیم سے اسکو مقبول فرماوے۔ اور ہر مرتب آن حضرت علیہ الصلوٰۃ

والحقية في الغيب كورامه است پرلاوسے۔ اھمرا فقیرینا و بین قومنا بالحق وانت خیر العالمین۔ جملہ
یا ارحم الراحمین۔ حمود الفقیر الی اللہ الوحید ابوالمحمّد محمد عبدالمحمّد
غفر اللہ ذنوبہ ستر عیوبہ ابن سلطان الثوریۃ برہان الطریقۃ مولانا الہام
محمد عبدالمحمّد مدظلہ العالی وفیضہ العمیم۔ الفریخی علی اللکونی

هو العالم المحکیم

لہ در الحجب حیث الی باجوہ صاحبہ منقولہ فی کتب لغتہا بترجمہ صحاح مرثیہ وبتوضیحات
فی دفع شہوتہ خلقیۃ وہم وروہا علی مخالفۃ اقوال لمقلدین للحدیث والاخبار العیصیۃ
المرتبۃ عنہ صلا اللہ علیہ وسلم بحیث صارت ثلاث الشبہ ہباً منشوراً من غیر تعصب واعتساف
علی بنظر الانصاف بالفاظ حدیثہ وبیانات طریقہ وکفی بہذا من لم یجعل اللہ لہ نوراً فما لہ من نور
ولو علی طورہ وعین الرضی عن کل عیب کلیمۃ۔ و لکن حین انقضت ہدی المساکین

برقیات

حمود العبد الابی محمد نور علی
عصا اللہ الولی ملا آبادی

الحجب مصیب فیما الجاک فالہ درہ فیما اجتہد واصاب
نمقہ العبد الابی رحمۃ ربہ الولی
المدعو بجمہد عباس علی

محمد عباس

محمد یصلی علی رسولہ الکریم

پیداست کہ در دار کوئی فساد امری بزرگوار اصلاح دین خوشترن و باحق حق ہر فاسق خود ہست آسمان
ایزدی و توفیق ازلی بچو کسانیکہ تمیل بہ شان ہمہ عادت ست و زیور پرایہ انہا تمام کر گشت ملین دولت سہو عیان
پس ثبات با دوزخ المعاصین حامی دین النصیر الایمہ محی السنہ ولوی محمد منصور علی خاں برادر امین عطیہ کرنے
ارزانی داشتہ و اعلام نصرش بنیروی بازوی ان حزب اللہ ہم الغاللون برافراشتہ سکہ ذکر آتش بجا
تحقیق جاری و نقد مخالفان ہر وقت کسا و بازاری بتبویہ این جواب لاجواب کہ سواد و بیاض من
صدق و ثواب ہست و صرف و معانیست مقاصد قید و اسرار و حکمت سلف را فتح باب لفظ انفس منور
ہاں منی حکید زو و ررق و قرش آئینہ است بیکر تائید نفوس قدسہ و بر و وجہ و لا کہ تغیلہ بکر الایہ اللہ لا یخلف
کیذا لخاصین بتبویہ بود و جمہد حق صحیح الحق و بیطل الباطل و لو کہ المعصون پس و پیش
بیدار شد انشائی عالمینالی ہر آدو پای حقیقت بر سر استقامت ثبات یافت تفریق بین چنان نفس

تحقیق بستہ کہ خصم بجا را اگر مضطرب از زبان پرتحدین نکشاید چه کند و بر این عقلیہ و نفوس قطعہ
چنان کہ سری قبول نشدہ کہ طاعن شرمسار آزادی فرید اگر بجا دہ تسلیم و تقلید قدم نہ بند بجا و در بند
سعادت طلبان موافق را از مضطرب زد و دستگیری رسید و بجاتی و قاتل کا نگاری گم گم و مان بجا
را نیز بتفصیح و تذلیل سد باب گستاخی و شوخ چینی شدہ بودہ بقلیل جنایت و امتناع منکر تخفیف عفو
و توفیق نہ است متوقع است پس شکر گفتش بر مخالف و موافق واجب و من لم یسکر الناس
لم یسکر اللہ از آنجا کہ از کلمہ حق خوشیدن خصوصاً بوقت حاجت و ہتہا و حکم و لا نکتموا الشہادۃ
و من یکتبھا فقد اثنہ قلبہ امر است منع میگردد سرایا معائب فہم محمد تاب کہ رضامین متفقہ و
مجموعہ فتح المبین بحکم انصاف دیدم و بمیزان شعور و تحقیق سنجیدم و عاویض معجز بر اینش توی خوا
مسلم عیش مشکور عیش مقبول یافتہ و اللہ اعلم
و علمنا تم۔ العبد المذنب فتح محمد تاب عفی عنہ



هو العالم الحکیم

الحق کہ این ششونہ السیت پرتاثر بل در دفع مواد فاسدہ مس قلب منکران تقلید بمنزلہ الکسوف
علامہ انصاری الحق کہ خودش نیز از ہم سہمی مضبوط بر دہقوات و خرافات بوجہ دہا در مواضع مؤلف
ظفر منین حکم قائم انصاف و مصافحہ الفین سرایا اعتساف برافراشت و در دیدہ حسمہ لایمبار
کور باطن خاک مذلت انباشت جزاۃ اللہ تعالیٰ احسن المجزاء فی الدنیا و الاخری و سکر
سعیہ الذی بذلہ لاحقاق الحق و اہتداء الوری -
فقہ الفقیر الشہید بجا فظا فظہم فادرو فی الحقدیر +



حامداً و مصلياً

بعد تحمید علامہ الغیوب و پس توصیدتار الیوب نفست سید الابراہ و آلہ الاطہار و اصحابہ الانیار کے
اسل حقہ العباد و اصغر الافراد نے کتاب فتح المبین جواب باصواب ظفر المبین کے اکثر مقامات کو
جو غور سے دیکھا تو جوابات عجیب و غریب کو مزمل اعتراضات و دافع مقامات مؤلف ظفر مبین کے
پایا اللہ تعالیٰ جزاۃ خیر عجیب لمیبیب کو عطا فرماوے اور ناظرین گمراہ راست
تقلید سلف صاحبین کی دکھاوے۔ حررہ خادم الشریعہ المتین محمد شمس الدین



هو عالم الغیب

اسمین کہہ شک نہیں کہ مؤلف ظفر مبین نے محض نفسانیت او تعصب نہ تھا۔ مجتہدین فصحا

احناف مقلدین کی نسبت اتہام بجا کیا ہو اور مسائل خلافیہ میں ناحق کا التزام دیا ہو سلف مقلدین اور حضرات ائمہ دین پر جو کچھ اس نے اپنی خیانت اور جہالت سے مطاعن و اعتراضات کیے ہیں اور اپنے زعم فاسد اور عقیدہ کاسد اور طبع ماسد میں غلط کو صحیح اور ضلالت کو ہدایت سمجھ کر بجا خود بیان مٹھو بنکھوٹن میں کی ہو اور عمل بالمحدیث کا مدعی ہو یہ سب مکر و فریب کے رنگ تھے وہیں کے پردے میں دنیا کھانے کے ڈھنگ تھے چنانچہ عالم باعمل مناظرے بدل فاضل لگا علامہ زمانہ مولانا محمد منصور علی خان صاحب نے اس کتاب فتح المبین میں اونکے دھوکے بازوں کی کساری قلمی کھول دی اور بزور لبیدہ جوابات دندان شکن کے خوب ہی اونکی خبر لی۔ اب اونکو ادا اونکے تابعین کو چون و چرا کی جائزہ ہی خیریت اونکی اسی میں ہو کہ اس کتاب کو دیکھ کر سچی راہ عقیدہ کرین اور اپنی کج فہمی پر بار بار پشیمانی کرین ورنہ اگر چھپر چھاڑے باز نہ آویں گے اور ذرا ہی اصلی ترویج میں قلم اٹھا دینگے تو بالضرور ہمارے مولانا صاحب موصوف میدان سرگرم مناظرہ میں مسلم اٹھا دینگے پھر تو شدید تہذیب قلم کی ٹاپوں سے ہر ایک کی سرکشی کو مثل نقش پا کے خاک میں ملا دیں گے اور جب تک کہ ہر مدعی سے تحقیق مذاہب رعبہ پر چمک نہ لے لینگے اس میدان سے قدم نہ ہٹائینگے۔



وما علینا الا البلاغ - حررہ الراجی رحمۃ ربہ الولی
محمد حامد علی عفا اللہ عن ذنبہ الخفی والجلے -

هو الفارق بین الخطاء والصواب

اکثر مضامین اس کتاب فتح المبین کے بجا اب ظفر المبین نہایت عمدہ اور لائق عمل اہل سنت و جماعت ہیں اور باعث ہدایت و بابیان سراپا ضلالت ہیں کیونکہ مکرہات کہ اسکے ہر ہر سائل کا مضمون موافق قرآن و حدیث کے صاف صاف ہو جو جواب ہو بلا تعصب و اعتساف ہو سچ ہو جیسے تو واسطے فتیابی بہادران مقلدین کے میدان مناظرے میں ہر فقرہ اس کتاب لایک والفقار آباد ہو اور ہر سطر اسکی واسطے دفع فتنہ مخفی الفتن کے ایک ننگی تلوار ہو اور ضمیمہ تنبیہ الوہابیین کا تو کیا کننا کہ اسکے ہر ہر سائل میں مصنف علامہ نے ایک عجیب التزام کیا کہ ہر عیان عمل بالمحدیث کو مخالفت سنت کا صریح التزام دیا ہو اگر ان مخالفین کو کچھ بھی عقل ہو تو حق بجانب اہل الراے کے جانیں اور دل سے حقیقت مذہب مقلدین کو ناہین خصوصاً اس ضمیمہ کو دیکھ کر راہ حق پر آمین لا نہ جب ہی کو چھوڑ کر مقلد نجائیں حق تعالیٰ اس فرقہ ظواہر پر مقلدین اہل باطن کا پر توڑ دے۔ اور انکو راہ راست تقلید پر لگا کر آزادی کی دلدل سے نکالے۔ آمین ثم آمین



تقاریر مشتبہ و دستخط و مواہیر علیا نحر و فیض لکشاہیہ شہر کانپور

هو الفتاح العليم

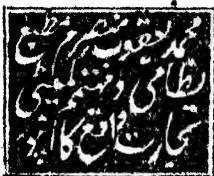
الحمد لله وحده الذي صدق وعده ونصر عبده والصلوة والسلام على من كان
نبى بعده أما بعد اس كتاب الاجواب سمي بالفتح للمبين في كشف مكاند خير المقلدين كونا كاشفا
وكيما مؤلف علام نے اسکو نہایت تحقیق و محنت سے لکھا شاہ مقصود کو کوالی مثالی نصو صوابات
قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے مزین فرمایا تفسیر صدق مشعرون جاء الحق و زهق الباطل ان
الباطل كان زهوقا کا جلوہ دکھایا، و نفع جدال و الزام الہ الحق نام بوجہ حسن کیا جواب باصلو
و ندان شکن دیا۔ دلائل عقلیہ و نقلیہ سے اسکو آئینہ حق بنایا یا صیقل برابین قطعیہ سے رنگ
نصیب کو مٹایا، فی الواقع یہ قول منصور ہجو، اسمین کلام حق مسطور ہجو، حق سبحانہ و تعالیٰ اسکے
مؤلف علام نقیٹین تمام عالم عامل فاضل کامل متناظر بے نظیر حکیم نحر و الامانتب سولوی
محمد منصور علی خان صاحب مرآۃ آبادی ستمہ اللہ المادی کو جزا سے فیض عطا فرماوے اور آفات و
سے بچاوے جعلہ اللہ تعالیٰ کا اسمہ منصور و کان سعیدہ مشکوراً



کتبہ العبد الراجی مغفرۃ اللہ القوی محمد عبد لغفار اللکنوی شہر الکانپوری

هو الملهم بالضروب

حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب فتح المبین کے شائع ہونے سے فخر مبین پایہ اعتبار سے ساقط
ہو گئی اور اسکے مؤلف محی الدین کی ساری وقعت جاتی رہی تمام لاہور اور بلا و ہندوستان
میں فتح المبین کا دھنکا بجا لاندہ ہون کی شکست فاش کا گھر گھر جا بوا کہ اب مقلدین نے کتاب
فتح المبین کا ایسا ہتھیار پایا کہ جسکے مقابلہ میں غیر مقلدون سے کچھ نہ بن آئیگا اور جو کسی نے
ذرا بھی چون و چرا کی تو مقلدون سے قائل معقول ہو کر منہ کی کھا نیگا، حق تعالیٰ اس کتاب
مصنف علامہ اور اسکے دیکھنے والوں کو منکرین تقلید اور طاعنین فقر پر ہمیشہ مغفور و منصور رکھے۔



اور ان لاندہ ہون کے زور و فزیر سے ہر وقت ہم کو
دور رکھے۔ آمین یا رب العالمین - حررہ العبد المذنب
محمد یعقوب تاجا وز عنہ علام الغیوب - مہتمم کمیٹی تجارت کانپور

بسم الله الرحمن الرحيم

حامداً و مصلیاً و مسلماً علی افضل رسل و خاتم انبیاء بعد ازین نفثه مباد که در غیوت
کسا و باز علم بعضی از کم یگان جهان نشان حریفی چند از ترجمه اردو سے مشکوٰۃ شریف و غیر آن
دریا فتنہ خود را در عدا علی گرفتہ اند و طعن و تشنیع بر اکابر مجتہدین و سب و شتم علمائے ربانین یا
فربیعہ شہرت خود و فہیدہ درین راہ پر خاکورانه رفتہ اند و از جہل مرکب سوء ادب کہ در جبلت این
طائفہ مخمرست علم بعضی احادیث را محیط جلد احادیث دانستہ اگر کلامی سائل فتنی را خلاف حدیثی
در نظر خود سے چندارند علی الاطلاق مخالف کتاب سنت الحکامہ مجتہدان دین زبان سب و شتم
می کشایند از آنجمله شخصی است کہ کتابے و همچنین طعن و تشنیع ائمہ دین موسوم بالظفر المبین فی
مغالطات المقلدین بمعرض تحریر در آورده بے علمی خود را بر اہل علم آشکارا گردانید و از کمال تعصب
نفسانیت بجا الفت حدیث نبوی لیس المؤمن بالطلعان ولا بالکفان ولا الفاحش ولا
المبذی مبالغت کردہ خود را از کجایا کجایا رسانید اگرچہ این ہمہ گریزی و بے راہ روی او بہر تغلیط قائل
و بفرض انحراف جائز از تقلید مجتہدان بود لیکن ازان جہت کہ خدا سے تعالیٰ برائے ہر منطلق
محمق و برائے ہر شوریدہ سرے سر کو بے مقرر فرمودہ است وحید عصر عالم معیض حاضر و بادی
موجودی محمد صلی علیہ و آلہ و سلم را بادی جملہ ائمہ مؤیدہ بالا یاد می و کاسمہ منصوٰراً علی الاعادی کر
ہمت پرورد ہنوات او بر بستہ رشتہ تالیف این کتاب رشادت نصاب را با نامل تحقیق برکشود و بقتل
قلم ہایت رقم رنگ تلخیص در رنگ تر صبیح از آئینہ الحق یعلو ولا یعلیٰ برزد و در فصاحت کیدہ فی
نسخہ و امن المؤمنون من ضوہ و شہوہ بآرک الله فی علم هذا المؤلف و عیشتنہ و ذات



بیدہ و ایدہ و بتحقق المحتائق فی سرد الباطل و طردہ هذا الشیطان
وانا العبد المذنب شفاعۃ النبی الامام محمد بن عبد الله بن الحکیم
السید ال محمد الحسینی الواسطی البکری رزقہما الله النعمان المقیم جلیل

هو الحق المبین

ما بعد محمد خاتون الكل والصلوة علی افضل الرسل و علی آلہ واصحابہ ہدایۃ استبل
اس حق را در طلبہ نے ان ایام میں جو کتاب فتح المبین جواب مظہر مبین کے مستند مقامات کو دیکھا تو
فی الحقیقت یہ کتاب لا جواب سراسر صواب ہے مضمون اسکا موافق ما قال الرسول والاصحاب
سند یہ اولی الاباب ہے تاہل ہدیۃ اصحاب ہے رعایت قواعد اصول و فروع میں دلیل نایاب

نظر مائل میں مولف ظفر حسین جو صاحب ششم و سابع ہر جگہ نزدیک ایسے ہی گوہر کائنات اب ہر قابل
عتاب و ستیج عقاب ہر کیونکر فتح المبین کی تعریف نہ کی جاوے مولف اسکا عمدہ الانامل معقود علیہ
بالانامل جبر گیریدہ اقران غزوان قاضی المل عالم اہل مقبول بارگاہ لم نری مولوی محمد منصور علی
سلمہ رب العلی ہر خداوند کریم حضرت مولف کو جز اسے خیر عطا فرماوے اسکے
مقابل کو عناد اور تعصب بچائے آمین ثم آمین حررہ الہی بخش میں سہ فیض کا پتہ



هوالمحمد للصبواب

میں نے اس کتاب کو جا بجا دیکھا جواب شافی تو ہر جگہ پایا مگر بعض جگہ تو نہایت ہی عمدہ و نمان شکن
جواب دیا جو آمین عمدگی نفس جواب کے علاوہ یہ امر بھی لائق تحسین ہر کہ ایسے غیر مذہب ورتے کے مقابل
میں مصنف علام نے تہذیب و تہاش کو نہایت دخل دیا جو جزاء اللہ تعالیٰ خیر العجز
کتبہ العبد الفقیر الی اللہ العفیٰ محمد علی صلح اللہ حالہ الخفی و البخلہ فقط -



تقاریظ باغیت مضمون تقاریر فصاحتون علما بریلی و بدایون

هو حافظ دین الا سلام

بعد حمد و صلوات کے واضح ہو کہ شریعت حقہ اسلامیہ میں اختلاف ائمہ صحابہ و علما کا موجب رحمت
حق سبحانہ کا تھیرا دیا گیا ہر اور احادیث کا اختلاف بھی بیان علت و حرمت وغیرہ میں بخوبی ہوا
ہر تیسرے نمبرہ ائمہ اربعہ مجتہدین اہل سنت کے جس مجتہد کی تقلید و صورت عدم طاعت اجتہاد کے
کیجا و یکی موجب نجات ہر اور اپنے نفس کی لذت کے واسطے ملال و حرام کو بدل دینا اور برے
نام کبھی حنفی اور کبھی شافعی نجابان محض خرافات اور طعن کرنا خاص کر حضرت امام صاحب پر مسلک
مگر ایسی ہر کہ اجتہاد اور تقویٰ اور ورع اور تبحر آپکا مسلمہ محبوبہ و ایمہ دین ہر جو اسکا انکار کرنا و شوشا ملین
تیس اس زمانے میں گمراہوں نے با تباع و روافض کے جو رسائل طعن سائل خفیہ میں لکھے ہیں
وہ سب مطاعن یک تلم باطل ہیں کہ احادیث و اقوال صحابہ کرام سے وہ سب سائل نہایت
میں چنانچہ اہل سنت نے اپنے رسائل میں اسکی تحقیق کر دی ہر خاص کر یہ رسالہ کہ جسکا نام نامی
فتح المبین ہر جا بجا میرے دیکھنے میں جو آیا تو میں نے اسکو تحقیق حق کے ساتھ بخوبی مومن
پایا۔ حق سبحانہ و تعالیٰ مصنف کو جز اسے خیر عطا فرماوے اور مگر کہوں
کو راہ ہدایت پر لادوے۔ کتبہ محمد عبد القادر بدایونی۔ عفی عنہ۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

میرے نزدیک یہ کتاب فتح المبین نہایت مفید اور نافع ارباب تعلیم اور اولیٰ اسمعیہ و قیاسیہ
مندرجہ اس کتاب کی درست و سدید مبنی بر صراط مستقیم و نہج رشید اور کیونکہ نہ مصنف کتاب
مولوی منصور علی خان صاحب مراد آبادی حفظہ اللہ تعالیٰ عن شرور الاعادی سے میں
خوب واقف ہوں واقعی نہایت ذی استعداد صاحب طبع سلیم و مذہب مستقیم ہیں ایام تحصیل
میں بھی جب اس بندہ ہیچمیر زہجدان ناکارہ زمان پر اکثر عنایت فرماتے تھے اور اپنے حسن اعتقاد
سے اعزہ میت استفادہ ہنگام انتصاب بندہ بدرستی اول مراد آباد بعض کتب معقول و منقول
بصورت سبق سناتے تھے تو خود رنگ استقامت اوکلی ناصیہ حال سے ظاہر و نور سلامت
اوکلی پیشانی پر تابان و زرخشاں تھا اور طبیعت گوشتیالہ و وقادہ و قوت مدرکہ جیدہ و نقادہ
تھی اگرچہ حنفیہ کی جانب سے اس باب میں بکثرت کتب مشتمل برا جو بہ دندان شکن تصنیف
ہو گئی ہیں بندہ کو مزید حاجت کچھ تحریر کی نہیں ہوتا ہم اس قدر برادران اہل اسلام کی خدمت میں
التماس مختصر ضروری تصور کرتا ہوں کہ شیوخ اس قدر اس طریقہ بے قیدی و مطاعن ایہ خصوصاً
رئیس المجتہدین و اس المحدثین امام ابو حنیفہ کو فی رحمہ اللہ کا اس وجہ سے ہوا کہ اکثر کم استعداد
اشخاص ارباب اذہان قاصرہ نے جب ان خواہر احادیث کتب مروجہ شافعیہ وغیرہ مشکوٰۃ از جانب
و ترندی یا اوکے تراجم کا مطالعہ کیا جو اکثر مقصود بر احادیث مناسبہ مذہب شافعی و مالک وغیرہ ہیں
اور مضامین ظاہرہ سے بجا نبی بو اطن معانی و مغز و لب لباب مقصود بغیر و فکر خالص
انتقال کرنا اوکلی قوت سے باہر تھا اور نہ طرق استدلال مسائل سے کچھ مناسبت بلکہ اجنبیت محضہ
علاوہ ازان وان المشیاطین لیو حون الی اولیائہم جو کچھ و نمین کس قدر اہل علم بھی تھے
وہ اس قدر بغیر تعصب نفسانیت میں آلودہ اور بھڑکنیہ و خلاف و کدورت سینہ میں حنفیہ کے مستغفر
کہ موارد انصاف و مواد تحقیق و مخرج مقام سے براہل بعیدہ اسیرہ اور باعث جرات و جبارت
کہ مسانید و کتب حدیث حنفیہ مثل شرح عینی و صفحانی وغیرہ و بر تجاری و شرح مشکوٰۃ از جانب
حنفیہ و معانی آثار لطحاوی و شرح عینی بر معانی آثار و مسانید امام و دیگر مؤیدات حنفیہ اکثر کیا
یا نایاب ان وجوہ اور انکے امثال سے ان اذہان قاصرین میں یہ خیال بندھا کہ یہ مسلک
حنفی مبنی بر مجرد رائے و عقل مثل فلسفہ مخالف احادیث صحیحہ نبویہ و اگر کہیں کوئی حدیث مطابقت
بھی اوکے آگئی تو وہ ضعیف ہو کیونکہ صحاح و حسان تو محصور انھیں صحاح ستہ میں ہیں اور سیدو

انجا اصحاب الہدایہ نام رکھا گیا ہو کشف ان وسادوس و شبہات کا اگرچہ قرار واقعی اس ناچیز نے
اجوبہ راضیہ اور مقدمہ حواشی شرح وقایہ میں کر دیا ہو مگر اس وقت اس سے قطع نظر کر کے صرف بقدر
عرض پر اکتفا کرتا ہوں کہ خفیہ کی جانب ہر ہر سالہ خلا فیہ وغیرہ خلا فیہ میں مخصوص قرآنی و احادیث
بکمال صحت و قوت متن و سند بکثرت موجود و موافقت مذہب امام احمد ابن حنبل کی جو مبنی
بر طواہر احادیث و آثار ہے بذہب امام الایمہ اکثر مسائل میں اول دلیل ہے مطابقت مذہب شیخی
کی ظاہر اخبار و آثار کے ساتھ حیر اس سب سے در گزریے تو حسب طرح ہم عامیان بے دست و پا کو سائل
اجتہاد یہ غیر مخصوصہ میں بدون تقلید کوئی چارہ نہیں ہے اس طرح مسائل مخصوصہ خلا فیہ میں بھی
بغیر تقلید امام کوئی صورت بطور استقلاست ممکن نہیں ہے یہ موازنہ ہر دو کفر جانیہ کا اور جحش
ایک پلے کا بنظر معانی و عیق درجہ مخصوص متعلقہ مسائل بامرات جمیع اطراف و جوانب آراء
و مدارج از روے یقین و جزم و مراتب مختلفہ ظن و اسناد و متن از روے رجال و اضطراب
و دلالت و اقتضا و صراحت و اشارت و غیر ذلک حصہ انھیں ایہ مجتہدین بالخصوص رتبہ متناہیہ
کا تھا جو ہمہ تن اسی نقادی اور پرکھنے میں با کمال فراغ جہد در طرق اجتہاد یہ تمام عمر اپنی جان
صرف کر گئے اور وہ بھی بوجہ سہولت اسباب و قلت آراء و اختلاف و قدسیت و ملکیت نفوس
و آلات ہرکات و انوار قریب عہد نبوی یہ امر متعذر الحصول بارادہ تأیید و تفضیل دین محمدی اوی
ارواح مقدسہ کو عنایت کر دیا گیا تھا ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ورنہ ذرا غور فرمائیے
کہ کتاب صحیح بخاری جو در باب صحت بعد کتاب اللہ الباری معدود ہے اس کے بحال احادیث میں
بھی بکثرت کلام موجود اور انتقادات و انظمی وغیرہ مشہور و مشہور ہاں یہ کہے کہ رجحان او میں
بجانب توشیح و تبدیل ہے مگر اختلاف میں شک نہیں پھر اگر حدیث صحیح اصح الاسانید بھی ملجا ہو
تو عمل او سپر اس وقت ممکن ہے کہ عدم منسوخیت اس کی معلوم ہو اور کوئی معارض عقلی و نقلی
راجح یا مساوی موجود نہ ہو تا نسخ و منسوخ کے علم کی کیفیت کہ حسب قدر اہتمام و اعتنائے شان اس
بارے میں بلکہ عامۃ ابواب میں کلام باری کا کیا گیا ہو اور مساعی بلیغہ جلیلہ و جہلہ جہلہ
اس میں صرف کیے گئے ہیں اس کا عشر عشر بھی دوسری شہین نظر نہیں آتا اور اس نظم معجز کے
منسوخ تلاوت و نسخ حکم وغیرہ کی باتم تفصیل بحث و تفتیش کی گئی ہے تاہم جو اختلافات تعداد و نسخ
و تقیین ناسخ و منسوخ میں بکثرت واقع ہوئے وہ کسی قدر مطالعہ تفسیر اتقان سیوطی سے ظاہر ہیں
پھر احادیث کا کیا حال ہو چکا ہے کہ تواریخ ارشاد کا علم تو اور چیز و شان و رو و بھی اکثر میں معلوم

اور اگرچہ علم ہوا بھی تو اکثر بطریق ضعیفہ مان الیہ وہ زمانہ قریب عہد کسب قد صالح و سنہ ادرار متفق و تحقیق
تھاجس سے کوئی امر ایسا حاصل ہونا ممکن تھا کہ اس سے طبیعت کو سکون و طمانیت حاصل
ہو جائے اگرچہ بطریق قطع و جزم دشوار ہو پھر معارض کو خیال کیجئے کہ فقدان معارض عقلی کے
نقائص تو شاید کچھ نکل بھی آئیں اگرچہ عدم علم سے علم عدم ضروری نہیں ہر مگر معارض نقلی کے
مفقود ہونے کا علم ہونا تو ایسا امر متعسر بلکہ قریب بہ مستحذر کہ غالباً یہ اونہیں نقادین سلف مجتہدین
کا حصہ تھا اسوقت میں تو اگر کوئی مجتہد مطلق اونسے اعلیٰ درجے کا بھی پیدا ہو تو بظاہر ماوراء
امام ہمدی مؤید بتائید فیہی کے اس امر پر باتم طریق عادی و قابلین ہونا اسکا محال عادی
نظر آتا ہوا سو اسلئے کہ یہ بھی ایک قسم کا معارض نقلی ہو کہ جو مشاہدہ عین شریعت غرائے حنفیہ سے
اصول شرعیہ مقررہ کے اکناہ و حقائق بنیاد ساریت و معلول فی مواد الشریعہ معلوم کر کے اسلئے
انہار و بحجور کے سیلان و روانگی با احاطہ اشکال و اعماق مجاری کے طرق و مناہج پر وقوف
کلی حاصل کیا جاتا ہو جو مخصوص موبوب و مخدین ارباب جہاد و مکاشفان شریعت کے ساتھ تھا
یہ مضمون خبر اوس منبع اور اوس منظر و انگلی و طرز سیلان و جریان کے مخالف نہو خاتمہ موصوفت
حدیث بھی بعض جگہ اون مجاری ظاہرہ کے وقوف سے ارباب تحدیث نے دریافت کی ہرگز متیقن
نظر و تہقن فکر اس باب کی جو اون ارباب جہاد کو حاصل تھی اصحاب تحدیث کو اوسہیں سے
حصہ سیرہ حاصل تھا بلکہ بغایت نظر جلی اس امر کی عنایت ہوئی تھی اور ایک قسم معارض نقلی
کی یہ کہ مضمون خبر کسی صحیح آیت یا ظاہر نفس و منہ و محکم یا اشارت و دلالت و اقتضا یا عموم
و اطلاق یا خصوص و تنقید کسی آیت کریمہ کی معارض و مناہج ہو اور ایک قسم معارض نقلی کی
یہ ہو کہ کسی دوسری صحیح حدیث کے مخالف ہو گو وہ حدیث صحیح مابین و فقیہین بخاری یا مسلم
مکتوب و مسطور نہو خواہ رجال اسناد اوسکے رجالین صحیحین یا اصحاب صحیحین ہوں یا نہوں اور
علی شرط البخاری یا مسلم ہوں یا نہوں مگر وہ حدیث اونکی قوت مضبوط و عدالت سے و اصل برہنہ
صحیح ہو بلکہ سن بھی معارض صحیح اوسوقت ہو سکتی ہو کہ قوت دلالت و مزیدہ صراحت و طبیعت
مدلول میں صحیح سے بغایت اقویٰ ہو اور ایک قسم معارض نقلی کی یہ کہ مضمون خبر کی وہ حدیث
معارض واقع ہو کہ گو بوجہ روایت سافد بہ نسبت ہمارے اس طریق وصول سے اوسہیں ضعیف
ناشی ہوا ہو مگر نہایت مستدل تک کے روایت میں ضعف اصلاً نہو اور وہ استدلال اوسکا بہم
وجود نام ہوا و شاید کہ اکثر احادیث ضعیفہ میں اگر ہو تو اسی طرز کی مطعونیت لاحقہ زمانہ مابعد الہام

طاری ہو گئی ہوگی جس سے مسائل امام میں کچھ اختلاف نہیں ہو سکتا جیسا کہ شیخ عبدالحق بھی شرح سفر السعادت میں تحریر فرماتے ہیں بلکہ بعض متعصب نفس روایت امام سے اس حدیث کو ضعیف کہتے ہیں نہ بروایت ما بعد نہ بروایت ما قبل جیسے حدیث نبوی قرأت فاتحہ خلف الامام اور نقصان سے معارضات کا علم بدو ن احاطہ و تعمق کامل جمیع احادیث مرویہ صحیح و سنن و مسانید و مستدرکات و مصنفات و معاجم و دیگر اصناف تصانیف حدیث علی وجہ الاستیعاب مع الامعان الکامل کے نہیں ہو سکتا جنہیں کہے آجکل کے محدثین اہل تخفیف کو اکثر کے نام بھی سموع نہوئے ہونگے چہ جائے معاینہ صورت چہ جائے عبور و مطالعہ باقی احاطہ و استیعاب و داسپر غور کامل تو اور چہ چیز و علاوہ ازان ایسا ہو یا بھی ہو تو حصر جمع کتب و س مقدار دنیا میں ممنوع بلکہ غیر ظاہر اور بفرض محال وہ حصر بھی مسلم تو حصر جمیع احادیث صادرہ کا اس مجموعہ میں کیا ثبوت کل متفرقات کے بحیث لا یشذ عنہ شیء کیسے ہوئے ہیں ہونے پر کیا دلیل و برہان قائم ہو سکتی ہے کہ مثلاً امام کو وہ حدیث پونہچی ہو جو انہیں غیرہ دن کر پیر جاری ہلا وہ ثبوت و جانیہ فیصلہ مقدمہ کر دینے پر سطح قادر ہو سکتی ہے یا کسی جانب کو ترجیح دے سکتی ہے اور ایک قسم معارض نقلی کی یہ کہ یہ مضمون خبر کسی حدیث مشہور الفوی یا اقوال و تعامل و عمل راہ صحابہ یا نہ یہ راوی کے صراحۃً مخالف ہو یا بروایت واحد فیما یعمہ بالہوی یا متعلق ابراہی احکام وحدود یا عدم علم خلفائی راشد ہو یا باوجود اہم فالض عامہ و احکام ضروریہ کے غیر مشہور و مستفیض فیما بین الصحابہ مواءمہ سوال کے اور بہت وجوہ ہیں اور ایک قسم معارض نقلی کی یہ کہ کراہی یا مقتضای جماع کے خلاف ہے اور ایک قسم یہ کہ باوجود روایت غیر فقہیہ کے جمیع اقسام ظاہر و شرعیہ کے منافی ہو پھر ان سبب جہاں اور ہر معارضہ کے جمیع انحراف و انصاف کا احاطہ تام کرنا ہم باضات آپ ہی سے پوچھتے ہیں کہ مقتضایہ اس سے کچھ قبل کسی سے ہو سکتا ہے چہ یہ سبب تقدیر پر چہ کہ وہ حدیث قطعی الدلالہ علی معناد غیر محتمل تاویل و تخصیص ہوا اور غالباً اگر احادیث معارضہ و مخالفہ فقہیہ کہیں کل بھی آئیں تو تاویلات کثیرہ و معانی جمیع کے محتمل تخصیصات بسیار و احتمالات مبشمار و انہیں راہ پائے ہوئے کہ اگر مضامین متقابلہ غیر ظاہرہ ہی بوجہ کسی حدیث ضعیف منہج اکثر تعددہ الطرق قابل احتجاج کی وجہ سے اخذ کر کے معمول یہ ہوں تو اسکا نام مخالفہ کہائی رکھ سکتا ہے بلکہ اگر نظر آخر ضعیف غیر شدہ یا الضعفہ و لا اکثرہ الطرق باوجود قطعی الدلالہ ہونے کے بنظر تطبیق میں ای شین معنی محتمل غیر ظاہر حدیث تو کی گئی ہے ایسے جا میں تو اسکا نام بھی مخالفہ حدیث نہیں ہو یا ان اگر ہو تو مخالفہ ظاہرہ و سنن حضرت کہہ سکتے ہو یہ کل مضمون جماعہ وقت بالبداہتہ برہانی لزوم عقلی و نقلی تقدیمہ کہ کیفیکہ باشد تخلیق مجاہد اقل

واعتقاد یہ غیر قیاسیہ بطور احسان و تبرع تحریر کیا گیا ورنہ اس سے قطع نظر کر کے اگر دیکھیے تو ہر طالب تحقیق و تنقیح بالانصاف کو بعد مطالعہ مولوی محمد و معالی آثار محمدی و کتاب الآثار امام محمد و مسند امام اعظم و مرقات و لمعات و فتح البیان و مواہب الرحمن و برہان و عقود الجواہر و شرح عینی بر بنیادی و ہدایہ و شرح معانی بخاری و فتح القدیر و شرح عینی بر معانی الآثار وادلہ کاملہ و گزشتہ تصانیف کی یہ امر واضح و ہوا و یہی انصاف العین مثل عین الیقین کا شمس فی نصف النہار ہو جائیگا کہ اولہ سمعیہ و احادیث و مقبولہ بجانب خفیہ نہایت صریح و قومی و صحیح ظاہر الدلالہ جملہ مسائل خلافیہ و غیر خلافیہ پر موجود ہیں بلکہ بجایہ فتح القدیر بھی عجب نہیں کہ بعد عبور و استیعاب نظر حق بین انصاف پسند یک نخت میا خستہ عکس مشہور یہ کہ اوشے کہ امام شافعی اصحاب الراۃ میں سے ہیں اور امام ابو حنیفہ اصحاب فواہر میں سے جیسا کہ شیخ عبدالحق بھی اسی طور کا مضمون تحریر فرماتے ہیں بلکہ اگر صرف اصول خفیہ و بارہ اتباع حدیث ضعیف و مرسل و منقطع وغیرہ و ترک قیاس بمقابلہ ہر قسم حدیث و اقوال صحابہ و تقلید صحابی و نامی مشہور الاقترا بزانہ اصحابہ مطالعہ کیے جائیں تب بھی شاید خفیہ کو ظاہر یہ کہ دنیا کچھ بعید نہ لگاتی تحقیق و تفصیل عامہ مسائل خفیہ بر بنیادی نصوص و اخبار و آثار و سنن و احادیث ہمارے حاشیہ شرح وقایہ موسوم بصرح الحمایہ علی شرح الوقایہ اور اسکے مقدمے و شرح مسند امام بروایت خسنکی سبھی یہ متنبق النظام فی مسند الامام میں مذکور ہیں جسکو منظور و ملح نظر ہوا و نا مطالعہ کرے



العلیہ الصلیٰ علیہ و آلہ و سلم رحمۃ ربی علیہم و علیٰ آلہم و علیٰ من تبعہم بحسن عفاف اللہ عنہ ما جاء فی السنن العین سبیل سکتا الا لیس فی بناء و بنی
بسم اللہ الرحمن الرحیم - حمد اللہ یا من عثمت نعماً و نعمة و خصت الا و نعمة و وجودہ واجب قدیم و صلواتہ و سلاماً علی خاتم الانبیاء و آلہ الصغیاء و صحبہ الا صدقاء الا کریمین عند اللہ العظیم و بعد فلا یخفی علی من طالع الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین انہ کتاب حسن ضخیم و لم لا صنفہ العالم الا لاجل الفاضل الارشد الکریم ابن الکریم محمد بن صلی علیہ و آلہ و سلم و علی بن محمد علی المراد ابی آدمی رحمہ الرب الرحمن الرحیم و فی قدر شفقہ مقاماً بعد مقام من ولہ و اوسطہ و المختار فوجدتہ موافقاً للسنن و الکتاب الکریم و لا شک فی ان مصنفہ اید المحدثین عمود و سرور ابی حنیفہ خصوصاً جزاء اللہ تع و ایا نا خیر الخیراء و رزقنا شفاعتہ خیر لشارعین بنوم عظیم و ثبتنا علی صلاہ حنیفہ و نصرنا علی عداء الی حنیفہ و ادخلنا مع جنات النعیم - و انا الفقیر المذنب العاصی بأفواج المعاصی الخاطی الا یتبرح خادم الفقراء و العلماء الراحمین رحمۃ ربکمس
الرحا و مستمد کرم و لطفہ العظیم الکریم علیہ السلام اللہ الشہید علی محمد و محمد اللہ شاہ القادی

الجشتی لنظامی المذاقی کان للہادی الباقی العزیز حکیم بن سید علی ولد مولانی الباجد۔
ذی العز و الجاہ المحافظ علی سلالہ الخاں الوکیل القادری المجیدی الصدیقی المجدی الارشدی
البدایونی سلمہ اللہ تم و اہلک و زاد فی فضلہ الجسدی۔ یوم الاربعاء الثامن عشر من اولی الجمادین
والثانیثاثة بعد الالف من ہجرت رسول النفلین صلی اللہ
تعالی علیہ و علی الہ واصحابہ وسلم احسن التسلیات



ہذا التقریر صحیح خادم القوم الشیعہ
میت نقوی بن السید مطہر احمد بدلیونی



عبدہ اعجاز احمد نوشہ
مذاقی شیخ پوری عفی عنہ

مغضب ہر جودت طبع مصنف لکھوں کیا دست سحر البیانی جو ہوتی نیلگون ورتون پہ تحریر
تو کتاتین کتاب آسمانی سبحان اللہ مضامین مبین باگدشتہ ریاضین منبع کی روانی ہر جا جادو
بیانی جو مضمون ہر کیتا ہر جو طرز ہر وہ نہ لایہ ہر جواب لاجواب ہر اعتراض زبان عدو پر مقرر امن
تحقیق و تدقیق مصنف علام قابل داد حسین طعن و تشنیع کا پور پور انسداد لکھی
یہ ایجا زبان اہل خرد کے واسطے بہار ہر کج فہمون کے حق میں کھٹکتا ہوا خار ہو



عابد و مصلیٰ فتح البین کتاب بہت خشک در با صواب ہر جو اسکے مطالب حق کو مانے دو لون
جہان نین خراب ہر یہ تحقیق و تدقیق بن پڑنا ہو ضیف کو فی صوفی کی کراست ہو
جو اسپر ہی نہ سمجھے او سکی بیان در پردہ اور وہاں ظاہر آشاست ہے نقطہ



محمد و فیصلہ علی سولہ الکبریٰ حضرت مؤلف فتح البین کی سعی و حمایت دین و لغت نہر بہ
مقلدین کا دل و جان سے شاکر ہوں خواہ غائب ہوں خواہ حاضر ہوں ان غیر مقلدوں کی
طرف سے خصوصاً سنا جانب مؤلف ظفر بہین محی الدین کہ در حقیقت حمایت الدین ہر جو زبان رازیا
اور در پردہ دہنیاں نسبت ائمہ مجتہدین اور علمائے مقلدین کے معرض ظہور زین آئین سب کا
جواب با صواب بدلائل مادیت و قرآن کے اس کتاب میں مذکور ہر آدر ہر حق کا و فنیہ نہایت تنبیہ
کے ساتھ جو الز کتاب و سنت مطہر ہر مصنف علام نے تحریر جوابات میں منصب حفظ مراتب کا جو لب
ادرا ما فیسیک فیکم اللہ و هو السميع العليم جسکے دیکھنے سے ہر ایک کی آنکھوں میں
ہایت کا نور آیا آن لائے ہوں کا فتنہ دجال کے فتنے سے کم نہیں ہر انہیں سے دشمن مقلد تو
دشمن دین ہر بلکہ ایسے دشمنوں کا دوست بھی صدیق نہیں المقرین ہر مسلمانوں کی صورت
مقلدوں سے کہ درت لاجول و لا قوہ جہاں تقایید کو چھوڑا لائے مذہب ہو گئے۔ ادھر کہ نہ ادھر

در میان مین مذہب ہو گئے پھر جو اس مذہب سے نکلے تو خاصے آزاد بکر خیریت میں کامل پہنچے
پڑانے فشن کو چھوڑ کر نئی روشنی والوں میں شامل ہوئے اب کیا پوچھنا کہ ٹھیک اسلام کے پیروی
میں اور ترقی قومی اور بہرہ رسانی کے کلمات زبان پر جاری ہیں علماء سلف پر لین و طعن کی
بوچھاڑ حضرت صوفیہ پرنسپل قافیوں کی بھرمار ہے جو خیال و امکان ذاتی نہیں بلکہ واقعی ہے
کہ مصداق و افراد اس معنی کے علیگڑھ دہلی و کٹنہ و حیدرآباد و مدراس و کلکتہ و غیرہ آباد و غیرہ



میں موجود ہیں جگہ جگہ چاہے ویکہ آوے اللھم الصومن نصومین
محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم واجعلنا منہم - امین یا رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم - الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى لا سيما على
هذا النبي المحبب والمحبب لمحبتي والہ واصحابہ اهل التقى والفقى وعلما امتہ
ومجتہد می ملتہ والمقلدین لهم باحسان دائماً ابد حضرت حق تبارک وتعالی نے اپنی
رحمت کا ملو نعمت شامل سے اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم پر قرآن عظیم و ذکر حکیم پڑائی
فرمایا تبسکنا لکل شیء جبین ہر چیز کا روشن بیان ہو گا اور کسی ہر نظر کے لیے ایک لہجہ ہو گا اور
ہر لہجہ کے لیے ایک اہل و ثلاث الامثال نصیبہا للناس وما یعقلها الا العلون
○ کما دین کی تو سبکی لیے مین پر اونکی سمجھ اور خیرین کو جو علم والے مین الرحمن فستل خیراً
اہل خبرت سے سوال ضرور ہو ہر نعم قاصر اس کے ادراک سے سند و رہی فاستلوا اہل الذکر
ان کنت لا تعلمون ذکر والوں سے پوچھو اگر خیرین خبر نہ دے و کل العلم فی القرآن
لکن یتقاصر عنہ اغوام الرجال اگر قرآن عزیز کو سب سمجھ لیتے تو وہ تو تفصیل کل شیء
ہر حدیث بھی محض محل و بکار رہ جاتی اسی لیے ارشاد فرماتے ہیں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
لا الفین احداکم متکئاً علی اریکتہ یا تیہ الا من احرم ما احرم بہ او نہد عنہ
فیقول لا ادری ما وجدنا فی کتاب اللہ اتبعناہ نہ پاؤں مین تم مین کسی کو اپنے تخت
پر تکیہ لگائے کہ آئے اس کے پاس میرا کوئی حکم جو مین نے کرنے کو کہا ہو یا نہ کرنے کو تو بولے مین
نہیں جانتا ہم نے جو خدا کی کتاب مین پایا اس کی پیروی کی رواہ احمد و ابو داؤد والترمذی
وابن ماجہ والبیہقی فی دلائل النبوة عن ابی رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فرماتے
میں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا الی او نیت القرآن ومثله معہ سن لو مین دیکھا
قرآن اور اس کے ساتھ اس کا مثل یعنی حدیث احمد بن اخرجہ الدارمی و ابو داؤد وابن ماجہ

عن المقدم بن معد یکر ب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
فرماتے ہیں انہ سیاقی ناس یجاد لونکم بشبہات القرآن فخذوہم بالسنن فان اصحاب
السنن اعلو بکتاب اللہ رواہ الدارمی عن عمر بن الا شجعم اوعمر بن اسی مگر اسی کی کتاب
ہر کہ وہ بیٹ بھر بفرکار ابنی مسند پر تکیہ لگائے بیٹھا ہر صبا سے حدیث پوچھنے کہتا ہر ہم یہ حکم
قرآن میں نہیں پاتے قاتلہم اللہ انی یؤفکون ○ جان امیر اور ایسا ہی ہوتا تو عیاذ باللہ خطر
حق سبحانہ و تعالیٰ کا یہ ارشاد و ما انتکم الرسول فخذوہ و ما نهکم عنہ فانتھو ابو نعیم
رسول دے وہ لو اور جس سے منع کرے باز رہو محض لغو تھا لہذا حضور سید المرسلین صلوات اللہ
وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین نے قرآن کے محملات کی تقریر شکلات کی تفسیر محملات کی تعیین بہات کی
تعیین بطوالت کا اتمام غنیات کا اسفار فرمایا اور وہ شریعت غراو مضی سے نقاب و حجاب کو اٹھایا
فضل اللہ تعالیٰ وسلم علیہ وعلیٰ الہ قدر جاہ و جلالہ و فضللہ و محمل الا یا عنک
توصیایہ اکر ام و فحول مجتہدین کی تشکین ہوئی کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسا فرماتے
توان اراکین قمت و اساطین شریعت کا ذہن ناقص فکر صائب بھی و اس اراک سے کوتاہ دست
رہنا تا سلیہ ارشاد و ما یعلمہم الکتاب و الحکمۃ یہ نبی او نعین کتاب و حکمت سکھاتا ہر صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کتاب عزیز خود سمجھ میں آسکتی تو تعلیم کی کیا حاجت تھی مگر ابھی امارت کی
غیر فقہا و صحابہ کرام کے حق میں دہی کیفیت تھی جو قرآن عظیم کی صحابہ و فقہا کے سامنے لہذا سیدنا
سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جلد ایہ محدثین و شیوخ بخاری و مسلم سے ہیں ارشاد فرماتے
ہیں الحدیث مضلۃ الا للفقہاء حدیث مگر راہ کر دینے والی ہر مگر مجتہدون کو امام عبد الرحمن
بن ممدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں السنۃ المتقدمۃ من سنۃ اهل المدینۃ
خیر من الحدیث اہل مدینہ کی سنت قدیم روش حدیث سے بہتر ہے سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں العمل ثبت من الاحادیث تابعین میں کچھ لوگوں کو ان کے خلاف
پر حدیثیں پہنچتیں تو فرماتے ما ففعل هذا ولكن مضی العمل علی غیرہ ہیں یہ حدیثوں
معلوم ہیں مگر عمل تو ان کے خلاف پر ہو چکا ہر محمد بن ابی بکر بن جریر سے جب اس کے بھائی کہتے
لو لم تقض حدیث کذا اتم فی فلان حدیث پر کیوں نہ حکم دیا جواب دیتے لم اجد الناس
علیہ میں نے لوگوں کو اس پر نہ پایا کل ذلك نقلہ الامام العلامة ابن الجلیس فی مخرجه
لاحرم تفسیر کی ضرورت ہوئی اور اس کے وجوب میں کسی طرح کا کلام نہ آیا اور کیونکر نہ ہو کی حالانکہ

ہر شخص جمع اولہ شرع و حفظ آیات و احادیث و احکام و غور کامل و شخص بالغ و مامل صادق و
 مراعات وجہ ترجیح و تطبیق و دفع تعارض و تمیز ناخ و منسوخ و علم اقسام نظم و معنی و مواضع جماع
 و انوال حدیث و نقد رجال و ادراک مورد و مقتضی و اسباب نزول و طرق تکلیل سے مستصف
 نہ او سپر غمیر مجتہد کو قدرت میسر ہو گیا یہ مرضی ہو کہ ان مدہوشوں کی طرح ہر جاہل بے تمیز خربے بجائے
 و شربے مہلک دریا جائے آویز و تم کیا اور بخاری بساط کتب نبی بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم
 اجمعین نے لہر مجتہد و اماء کے معنی بانی حقیقہ بنایا سمجھا ایک زحی کو تیمم کی اجازت نہ دی دہنایا اور
 انتقال فرمایا حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر ہوئی ارشاد فرمایا قتلوہ قتلوہم اللہ الا سألوا
 اذا لم یعلموا فانما کشفاء العی السئوال اولہوں نے اسے قتل کر ڈالا اللہ او عین قتل کرے
 کیون نہ پوچھا جب نہ جانتے تھے کہ تھکنے کی و او تو پوچھنا ہی ہر رواہ ابو داؤد عن جابر بن عبد اللہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما انما انظرنا اللہ ایک سفید جاہل کہے کہ خدا اور رسول کا کلام سمجھنا کچھ مشکل نہیں
 نہ اس کے لیے بڑا علم چاہیے کہ قرآن تو ان پڑہوں کے سمجھانے کو اور اقرا عرا غافلہ اگر یہی بانتے
 ہو تو کیا حضہ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ حضرت امیر معاویہ رضی
 تعالیٰ عنہم کے لیے تعلیم کتاب کی دعا مانگنا کھارواہ البخاری و الا امام احمد محض عتب و تھنا
 حاصل و ثبیسہ بالنزل تھا نہیں نہیں جبراً مانا پڑ گیا کہ بیشک خدا اور رسول کا کلام سمجھنا سخت
 دشوار ہے اور بیشک اس کے لیے علم غزیر و سامان کثیر درکار ہے لہذا حضرت حق تعالیٰ و تقدس
 کی رحمت عامہ و رافت تامہ نے کہ اس امت مرحومہ کے حال پر روز ازل سے نہایت و فور
 متوجہ ہو ان اکابر دین و علمان یقین کو توفیق بخشی کہ شریعت مطہرہ کی ہر گنجشک کو بیان اور ہر شکل
 کو آسان کر دیا حکم احکم فاعتمدو ایسا اولی الا بصاک کا بار ثقیل اپنے دوش بہت پر اوٹھایا
 فخر اہم اللہ عن الاسلام خیر جزاء و ہنا ہم بکل سر و لیوم الرؤیۃ واللقاء امین
 اب صبطح حضور پر نور نبوت علیہ افضل الصلوٰۃ والتیمۃ کی حدیث عیاذ باللہ کچھ قرآن سے
 جدا نہ تھی بلکہ اسی کے کلمات و غبیات کو منصفہ ظہور میں لانے والی تھی اسی لیے سیدنا فاروق
 اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حسدنا کتاب اللہ فرمایا صحیح و مقبول ٹھہرا اس طرح ان آباؤی امت
 و فداؤ شریعت مظاہر علیہ انما انما لکم عنزلہ الی اللہ علیہ کہے کہ ارشادات بھی ٹھہرا احکام خدا و رسول
 میں نہ ثبت و عیاذ باللہ تعالیٰ تو انہیں سے کسی پر طعن کرنا بعینہ قرآن و حدیث پر صرف کھنا
 ہی علی الخصوص حضرت مطہرہ امیر معاویہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کہ انہیں جو حسن قبول

و ملقی امت بالافتد سبرہ وافی ملاوہ او پیر ایک خاص فضل الہی تھا یا نہ کہ صد ہا سال سے
فرقہ ناجیہ اہل سنت انہیں کے اتباع میں منحصر اور انہیں کے اتباع پر مقصر ہو گا اثر العلامۃ الطحطاوی
فی حاشیۃ الدر المنثور و اور سخت محروم علوم اور پور علوم وہ بے برکت بے سعادت خود کی
پسند بے قید و بند جو ان حضرات میں سے کسی پر معاذ اللہ حکم عناد و طینت فساد دانی تشنیع
کر کے اپنی زبان کو آلودہ ہزار خیانت کرے یہ سب یہ رشہ و دہ کی مین اور ان سب کے پیرو
سالکان راہ خدا اجنا ہم اللہ عنا خیدا الخفاء علماء دین تصریح فرماتے ہیں کہ حضرات
ایمہ مجتہدین امانت اللہ علیہم و اتباعہم بالیقین تمام اولیائے باقیین سے افضل و
اکمل میں قال سیدی عبد الوہاب الشعلانی رحمہ اللہ تعالیٰ فاعتقادنا ان کاہل
الصحابۃ والتابعین والایمۃ المجتہدین کان مقامہم اکبر من مقام باقی الاولیاء
بقین پھر ان سے عداوت ملک جبار قہار جل جلالہ سے لڑائی باندھنا جو قال دینا تبارک
و تعالیٰ فیما یروی عنہ ندیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من عادی لی ولیا
اذنتہ بالحرب رواہ البخاری جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھنا میں اس سے
لڑائی کا اعلان کر دوں گا۔ ان ری ہمت ان لوگوں کی اور بل بے جگر سے ان ببادوں
کے جو خدا سے خرم ٹھوکر کر لڑنے کو طیار میں رہنا سألک حسن الادب مع جمیع
اولیائک املین اللہ تعالیٰ اس کتاب مستطاب فتح المبین کے مولف کو جزا اسی فیہ کرامت
فرمائے کہ اوں نمونے دشمنان دین کی سرکوبی فرما کر قلوب مومنین کو شفا اور صحت و شکر
کو زیادت غیظ و شقا بخشی فوحم اللہ من شفی و اشتفی و اغنی و کفی و السلام
علی من اتبع الہدی۔ قالہ بقمہ ورقمہ بقلہ عبدہ المتفائق الیہ اکل
علیہ عبد المصطفیٰ احمد رضا الحمدی السنی المحنفی القادری البرکاتی الدبکی
اصلہ اللہ احوالہ و جعل الخیر لک و بسئلہ کل مؤمن و
مؤمنۃ امین شوامین برحمتک یا ارحم الراحمین۔



عبارت ثبتہ مواہیر و دستخط علماء دیوبند و سہارنپور و شیکہ

باسمہ سبحانہ۔ بعد حمد و صلوٰۃ معلوم ہو کہ اس کتاب کو بندے نے اکثر مقامات
سے دیکھا حق یہ کہ بعض جا پر تو بہت ہی عمدہ لکھا ہوا اور بعض مقام پر بقدر ضرورت جواب



ہین اور مہر اسی پر کرتے ہین۔ فقط

حاصل و مصلیٰ۔ میں نے اس کتاب کو مقامات متفرق سے دیکھا مصنف سلمہ اللہ تعالیٰ نے جوابات میں طریق انصاف اختیار کیا اور غیبات مؤلف مطاعن کو ظاہر کر دیا اور حق کو باطل سے جدا فرما دیا۔ جزاء اللہ عن اخیر العباد اس فرستے نے ائمہ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو مثل آجکل کے نیم ملاؤں نظر و ایمان کے گردانا ہو بلکہ اوسنے بھی کم کہ ادنیٰ تقلید چھوڑ کر انکی پیروی اختیار کی ہو آشتازی جناب مولانا حافظ احمد علی صاحب سہارنپوری مرحوم فرماتے تھے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید ترمذی ہیں لیکن انھوں نے فقہا کی ذیل میں کمین بھی اپنے استاد کا نام نہیں لیا پس جب بخاری ایسے شخص یا وہ جو اس علم و فضل کے اس قابل نہ ہوئے کہ انکا فقہ اور مجتہدین کی ذیل میں نام لیا جاوے تو اور کس شمار میں ہیں پس اصل یہ ہو کہ جبکہ نور عقل و فہم سے ازل میں باریب نہیں ملا وہ مجتہدین کے مقام کو کیا سمجھے ومن لم یجعل اللہ لہ نوراً فما لہ من نور۔ فقط



و خدا احمد ہرگز چیز کہ فاطمہ سزاوارست نہ آخر آمد ز پس پروردہ تقدیر پر بدو کہ کتاب ظفر المسبین ایک
زمانے میں نظر سے گزری تھی بعض بعض مقامات جو ادائے دل کیجئے گئے جو بطلین و تشنیع اہل
سلف کے اور سیکے مولف کا مقصد اور کچھ نہ معلوم ہوا اور اسی جہاں تک مولف صاحب کی
زبان نے باوری کی اور سید را اپنے مقصد کے ادا کرنے میں درگزر نہیں کیا معاذ اللہ من
شر و افت و مگر کہ یہ جواب بھی وہ جواب لکھا گیا ہے کہ جبکہ جواب نظر نہیں آتا۔ ایش جہاں
صنف علامہ کی سبزی غیہ عطاوائے اور اس نسخے کو مقبول خاص نام کرے
حررہ فیصلہ الرحمن بن مولانا احمد علی السہارنپوری علیہ الرحمۃ والرضوان



نواب ابراہیم خاں صاحب دہلی و مستحق علمائے کمالین شہر مراد آباد و علیگڑہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ

محمدؐ الہدی قال صیرہ اللہ خیر لبقیہ فی الدین اما بعد فقد طالعت هذا الکتاب
المستفی بفہم المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین وتاملت فیہ فوجدتہ حقاً
صویحاً وصدقاً نضیجاً بالاذعان والیقین قد سلك المصنف سلمہ اللہ تعالیٰ
مسلك ارباب التحقیق وابطل مکائدہم ومطاعنہم بتقریراتہم علی الاصول والاصول
للاصام الفہام المقام الذی ہوسواہ لامة نبی آخر الزمان الشیخ المشہور
بابی حنیفہ نعمان۔ جزاء اللہ عنہا وعن جمیع المسلمین۔ حررہ
العبد الفقیر الی رحمۃ اللہ الغنی المکارم اللہ عو مجزاً لہم علی المراد ابادی
حامدا ومصلياً وسلم باندہ مخفی عن کتاب فرخ المبین کو چند جاسے بمعان نظر وغیر
کامل دیکھا تو الفاظ و عبارات بنایت درست اور جرات او سکے اعلیٰ درجے کے نہایت خست
پائے پنج تو یہ ہو کہ یہ کتاب اپنی نوع میں لاجواب ہو مسائل فقہیہ کی احادیث نبویہ علی صاحبہا
الف الف صلوة و سلام کے ساتھ عمدہ تطبیق دی ہو اور ہر ہر سائل کو افاد کتاب و دست
خوبی کے ساتھ بیان فرمایا ہو اور بڑی خوبی اس کتاب کی یہ ہو کہ باوجود اس مر کے کہ فی زمانہ
ہذا مناظرات باہمی تعصب و تند سے کم خالی ہوتے ہیں۔ فریقین کی تحریرات میں افراط و تفریط
تک نوبت پہنچ جاتی ہو مگر مولف کتاب موضوع عالم نبیہ و محدث فقیہ مولانا مولوی محمد رفیع علی
خان صاحب جعل اللہ سعیدہ مشکوفاً و لازال ہو کا سماعہ مظفر و منصوفاً و کمال
انصاف ہو اور غایت تہذیب کہ با اینہم گستاخی و شونی کلام مخالف کہ جسکی تحریر تعصب و عناد سے
بالا مال ہو اور بہ نشہ تعصب و شخص نے سلف صالحین و ائمہ مجتہدین کے حق میں بان دراہان
کر کے اپنے کو فوارہ لعنت بنایا ہو۔ لیکن مولوی صاحب موضوع نے انصاف کو ہاتھ سے
نہیں دیا اور حکم ارشاد ہدایت بنیاد و اذ امر و اباللفظ و اکوانا کے عمل کیا اور بطور جناب ۶
سیئۃ سیئۃ مثلاً کے بھی اوکے حق میں لکھے و کہنے سے اپنی زبان و قلم کو روکا و آجائے
کتاب ازجملہ نعمتات ہو و داخل باقیات الصالحات۔ اللہ تعالیٰ مولف کتاب کو جزا سے غیر





حاملہ اومصلیٰ۔ فی الواقع یہ کتاب لاجواب رد متین فتح مبین
ہے۔ کتبہ احقر السبایا السمدی غفر اللہ لہ ولوالدہ

حاملہ اومصلیٰ۔ اما بعد فان نظرت فی هذا الكتاب المستطاب فوجدته تذكرة
لطالب سبیل الرشاد و تبصوة لمن یبتغی للاستقامة والسداد فیشری لمن یطلب
الصواب و تطوی لاولی الالباب و وادیلا لمن لم یخذله خلیلا و واحسرتا لمن
لم یجد منه سبیلا و تجزئہ اللہ عنا لمصنفہ جزاء امو فورا و یجعل سعید مشکوٰۃ



منقہ خادم طلبہ العلم فی المدرسۃ الاسلامیۃ الواقعة
فی بلدة مراد آباد الموسوم بعبد الحق صان الحق - فقط

فی الواقع کتاب فتح المبین مولفہ جناب فاضل جل مولانا مولوی محمد منصور علی خان صاحب ام
فیوضہم غیر تقلدون کے رد میں ایسی تالیف ہوئی ہے کہ آج تک کوئی کتاب اس بارے میں ایسی خوب
سے دیکھنے میں نہیں آئی اور اظہر قریط سے خالی ہر حق والضاف سے مالا مال ہر عمدہ بات اس
کتاب میں یہ ہے کہ مولف دام فیوضہم نے تقلید کو بھی ہاتھ سے نہیں دیا اور محدثین کی بھی کمال
طرفداری کی ہر تہ بات اور کتابوں میں کیا اب بلکہ نایاب ہے۔ کیوں نہ ہو کہ مصنف علام کا حق پسندی



طریقہ ہر اللہم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ و اسرنا الباطل باطلا
کتبہ احقر الزمن محمد روشن عفا اللہ عنہ - فقط

بسم الله الرحمن الرحيم - يقول لعبد الضعيف لطف الله اني طالع هذا السفر
الاسامي بل لبحر الطامی فوجدته محتویا علی تحقیقات انیفة و تقریرات رشیقہ
و مستملا علی ما هو كاف لدفع اوهام الزائغین و شاف لاثبات ما هو الحق المبین
جزی اللہ مصنفہ خیر الجزاء و حصل امالہ
بجہت سید الانبیاء علیہ التحیة و التناء
درس مدرسہ علیگرہ ازراشد
ملا ندہ مولانا مفتی عنایت احمد صاحب

عبارات مستندة مثبتة مواہیر و تخطی علمای اسی علام و فضلائی ام شہر امپو

مضامین فتح مبین کے اکثر جگہ سے دیکھے گئے مطابق عقائد اہل سنت و اجماع کے اور کچھ صحیح
فی الواقع مصنف کتاب نے بحال کوشش جوابات عمدہ اعلاط اور شبہات ظفر المبین کے لائق
قبول ارباب دیانت اور عقول کے تحریر کیے بعد اس کے ختم غوی اور معاند غبی کو گنجائش افترا



و تحکم بجا باقی نرے۔ جن اہل اللہ تعالیٰ عنا و عن جلیع
المسلمین خدایا مجزاء۔ فقط۔ العبد الواقم

حامل و مصلی و مسلما۔ فقیر نے کتاب
فتح المبین کے اکثر مقامات دیکھے۔ تحقیق و سلی
قرین حق گوئی و انصاف ہے۔ اور مضمون
اوسکا دور از اعتنا ہے۔ منقہ العبد
الذنب الا و اہل لطف اللہ عفی عنہ
ابن مولانا الحاج مفتی محمد سعد اللہ غفر اللہ لہ۔

بسم الله الرحمن الرحيم۔ الحمد لله الذي خلق الانسان وهدى قوا و جعل له
بينات من الفرقان و الهدى و جعل مساعيمهم في اخذنا نصيتهم اليه شتى فيوتق
من يشاء لما يحبه و يرضى فتعطيه الفهم و الزكا و الفقه في الدين و التقى و شجر
صله و سيرة اليسرى و يُضِلُّ من شاء ان يُهْوِي و يذله في الدنيا و يخزيه في الآخرة
فَيَجْعَلُ صَدْرَهُ ضيقاً حَرَجاً كَانَمَا يَقْتَعِدُ فِي السَّمَاءِ و سيرة اليسرى و الصَّلوةَ قَا
السلام على خير البرية و الورى افضل من اوحى اليهم ربهم و علمهم شديداً تقوى
من اطاعه فقد اطاع الله و عصى و من عصاه فقد تاه و هوى و ضل و غوى
و آله و اصحابه الذين هم شمس براقع الترفع و العلا و اقماء ظلام الاحوى و نجوم
الدجى و على من تبعهم باحسان المدي من المجتهدين و ائمة الدين الذين لهم الدنيا
العلی آتاهم ربهم من لذة ذكرى لا سيما الاربعة الذين فاسم من اوارير باضهم القدر
نفحات الاكاس و الرضا فغطر مشام العالم و عرف عرفهم و شدي و ظهر نور مقباس
حقايقهم و تجلى فضاء فضاء الخلق الى المنتهى و برزوا كنوز الدقائق الاسنى فلام
فلاح العالمين و اسنى فمن امن بهم بان قلد هم باعيا منهم فقد استمسك بالعرفه
الوقى و من اظلم و اطمغى فاعرض عنهم و ابلى فلعله باخبر نفسه على انار من اتباع
هو اء بما سعى و مقمق في الاخصرين اعمالا الذين ضل سعيهم في الحيوۃ الدنيا و هم
محسبون انهم يحسنون صنعا و بعد فان عا دة الله قد جربت و سنة الله قد
مبصنت في حفظ دينه و شريع امينه في كل زمان و مكان من بدء طلوع ذكائه

الى الآن ان يبعث الحق على عقبى المبطل الزاني فيقذف الحق على لباطل فيدفعه
 فاذا هو زاهق كما قال لعلامة ابن عابدين على قول الدر ولا يخلو الوجود عن
 يميز هذا حقيقة لا ظناً جزم بذلك اخذاً متارواة البخاري من قوله صلى الله عليه
 وسلم لا تزال طائفة من امتي ظاهرين على الحق وذلك لانه سبحانه وتعالى حفظ
 لما اوحى الى عبده ما اوحى وهو صم نوره لو كره الكافرون ان يظنوا ان احد من
 مضي ان يطفى نوره الا و قد ذله الله واخرى وما نهض فومح ان يريدي ان يلبس الحق
 بالباطل الا ونكسه الله واخرى فكما نها كلمة سبقت من ربنا الذي لك الاسماء
 المحسنى على تصديق القول للدائر والمثل السائر لكل فوعون موسى فلقد ابعث
 هذا المحمداً النبيل والنجو الوبيل المحموز قصبات السبق على اقرانه واشباهه في كل
 قرن يحوي المحمود الباطل من كل علم اقصى الذرى اعنى المولوى منصور عليهما
 المراد ابادى صاحب هذا الكتاب لمتين المسمى بالفقه المبين الارغام قدوة لخصيل
 وزبدة المفسدين من الفرقة النجديّة المفترقة المحاذرة الشائعة الذائقة في زماننا
 شيوع الشيعى وذويوع الذوى ولقد راينا كتابه هذا وخطابه الالهى مع ذلك الكفل
 الا غزل العزم القدام المافون الخبث الاعشى قوجدناه قدائق في صباحه ببيان
 شاف وبرهان كاف وتبيان اوفى قلله دره حيث سلك مسلك الاقتصاد في اما
 الاذى عن طريق الحق وسبيل لسوى فمن صدق به وارضى وسلمه وتصدى
 فقد اذعن للحق المتلقى واهتدى وتقلص عن شوب اللظى واتقى وصدق
 بالحسنى فاما من استكبر واستغنى وادبر وتولى وسعى في خلافة وتلهى فقد
 اعتدى وطغى وتعدى وعصى وكذب بالحسنى يبعث يوم التجمي في طائفة ودم
 الله وقلى ويحشر في زمرة من كان في هذه اعلمى فهو في الاخرة اعلمى وفقنا الله سبحانه
 وتعالى وسائر اخواننا كما ينال به القربى من امتثال
 ما امرنا والاجتناب عما نهى وصلى الله على سيدنا
 مولانا محمد واله وصحبه اجمعين ابداً ابداً -

شوال ١٢٩٦
 الدين محمد
 ابو الزكاج

محمد حسين
 حامد حسين

محمد حسين
 بيرايى عرفان

محمد حسين
 محمد ايدون

محمد حسين
 محمد حسين

محمد حسين
 محمد حسين

<p>حامداً ومصلياً اصاب من اجاب فجزاه الله خير الجزاء عني عن سائر النظائر</p> <p>علي بن ابي محمد ريان</p>	<p>ابو النعمان محمد الدين محمد اعجاز حيدري عن عن وعن الدين المسلمين ٩٩٠ هـ</p>	<p>باسمه سبحان ان هذا الجواب حق صحيح صحيح والجيب نجيم فقط</p> <p>علي بن ابي محمد ريان</p>
--	--	---

تقارير مستندة وعبارات مصدقة علماء مشاهير فضلاء نحر شرهم في
الحمد لله رب العالمين والصلوة على سيد المرسلين وعلى النبيين واصحابه المنتجبين واتباعه
المتصين وانصاده المجتهدين ائماً بعد ائمة فيقول الصدوق السني الحنفي
محمد شاه اوصلاه الله سبحانه وتعالى شأنه الى ما يرضاه كما كان نظام الانام احكام
الاحكام وكان احكام الاسلام بالعلماء الا اعلام لان العلماء ورثة الانبياء
كما في حديث رواه احمد والترمذي والبوداود وابن ماجه والدارمي وكان حكم
الانبياء والمرسلين ان من راي منكم منكراً فليغيره بيده فان لم يستطع فليذكره
وان لم يستطع فليقلبه وذلك اضعف الايمان رواه مسلم وغيره من الحديثين
وكان حكم الزمان ان الزمان السابق خير من اللاحق بحكم حديث خيثمي
قولي ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم الحديث متفق عليه حتى صار ترجمته هكذا
كل يوم بد ترجمته حديث قال عليه الصلوة والسلام لا ياتي عليكم الزمان الا
الذي بعده شر منه حتى تلقوا ربكم رواه البخاري حتى كان آخر الزمان اشد
الا شد خرج طلاب الدنيا بالدين والجاهلة الكذاب فيخترعون في صلواتهم
والعلماء مسائل فاسدة وعقائد باطلة كما في مجمع البحار في بحث الدال بحكم
حديث فانه قال عليه السلام يخرج في آخر الزمان رجال يفتنون الدنيا بالدين
ليسون للناس جلود الضان من الدين السنتهم احلى من السكر وقلوبهم قلوب
الذباب رواه الترمذي وقال عليه السلام يكون في آخر الزمان دجالون
كذابون يا توكم بالاحاديث بما لم تسمعوا انتم ولا آباؤكم فياكم وياهم

لا يفضلونكم ولا يفتنونكم رواه مسلم وكان حال السفلة وعادة الجحلة
اغترابهم بالامور الحديثة واسراعهم الى قبول الاقوال الباطلة عند العلماء
العظام والفضلاء الكرام كما صرح به مسلم صاحب الصحيح حيث قال في صدق
الصحيح لما تخوفنا من عواقب لشرو واعرار الجحلة لمحدثات الامور واسراعهم
الى اعتقاد خطأ المخطين والاقوال الساقطة عند العلماء رأينا انكشف عن فساد
قوله ورد مقالته بقدره كليليق بها من الود اجدى على الانام واحمد للعاقبة ان شاء
الله تعالى انتهى قام العلماء الاعلام والفضلاء العظام قديما وحديثا مشمرين
لنصرة الدين والشرع اللتين بالقدر والجرح والورد بالجد على اهل البدع والاهواء و
اهل الزيغ والاعواء بالادلة الواضحة والبراهين الساطعة من الادلة الاربعة
الكتاب والسنة والاجماع والقياس كالايمة الاربعة فلم يزلوا يهتدون به هكذا
حتى قام جامع المعقول والمنقول حاوياً للفرع والاصول سالك مسالك المتقدمين
هالك اسافل مبتدعين المولوى محمد منصور عليخان المراد ابا دى ادام الله ذو المنين
والايادى فانه صنف في كشف مكائد غير المقلدين فهاهنا بافتح المبين في كشف مكائد
غير المقلدين فلما رايته في المواضع المستفركة والمقامات
المنشورة فوجدته كتابا مستطابا جعل الله تعالى سعي مصنفه
وصونه سعيام مشكورا واجراما موفورا واشهد عونا ان الحمد لله رب العالمين

اگر ایسا جواب باصواب نہ پاتے تو یہ جاہل لوگ اتر آتے اور کھجی کو چون میں بغلیں بجاتے اللہ اللہ
 حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کو (کہ کھجی عبد اللہ بن مبارک و کعب بن سعید بن معین وغیرہم ائمہ حدیث مع
 فرمایں اور جتنکے وفور علم و کثرت قبول پر اُنکے معاصر رشک میں آئیں) یہ فرقہ (کہ جس نے تیرھویں
 صدی میں سینک نکالے اور بجا طریقہ ٹیٹون کی آڑ میں شکار کھیلنا یعنی عمل باحیث کے
 پیر ایسے میں آزادانہ خواہش نفسانی کو کام میں لانا کبھی پانچویں نمازوں کو بلا عذر ایک ہی وقت
 میں پڑھ لینا کبھی در صورت جماع بلا انزال بغیر غسل نماز ادا کرنا مال تجارت میں زکوٰۃ نہ دینا چاند
 کے زیورات کو مرو کے لیے درست بتانا غلطی نہ لانا کو بغیر حلالہ کے جائز کرنا شتم نبوت کا اٹھار کرنا
 حضرت عمر کو بدعتی کہنا حضرت علی و عباس و فاطمہ زہرا رض و ابو بکر صدیق رض کو مصداق سبب
 المؤمن فسوق و قتالہ کفر کا بنانا عبادت تمام شب کو بدعت سیئہ قرار دیکر تمام اولیائے کرام
 و صحابہ عظام کو جو شب بھر یاد الہی میں مصروف رہتے تھے برابنا نا اکل شتم خیر کرد آ حضرت علیہ
 السلام کی طرف منسوب کرنا انبیاء علیہم السلام کی عصمت کا منکر ہونا وغیر ذلک من القباہم الہی
 لا یحسن ذکرہا فی ہذا المقام) برا کہے اور ائمہ کرام اور اُنکے اتباع کو (کہ جنہوں نے کمال
 محنت و عرق ریزی سے قرآن و احادیث و اقوال صحابہ کو درست کیا نا سخ منسوخ مطلق مقید کو
 مشہر فرمایا تاکہ بوالس لوگ قرآن و احادیث کو اپنی خواہش نفس کے تابع کر کے دین میں فتور
 نہ بچائیں آزاد می کے مزے نہ اڑائیں) مشرک و تارک احادیث و قرآن قرار دیوں اور اپنی
 اس ہوا سے اجمادی و نفس لدغالی کو عمل باحدیث بناویں بد خوب سے از صحن خانہ تالاب
 بام اذان من + و در سقف خانہ تابہ ثریا ازان تو + کیون نہو مخیر صادق نبی علیہ السلام نے
 اس گروہ کی ایک مدت بیشتر خبر دی تھی عن انس بن مالک والی سعیدہ و الخدری عن
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال سیکون فی امتی اختلاف و فرقة قوم یحسنون
 القلیل ویسیئون الفعل یقرءون القرآن الخ حتی قال یدعون الی کتاب اللہ ولیسوا امتا
 فی شئ رواہ ابو داؤد یعنی انس سے روایت ہو کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ میری امت
 میں اختلاف پڑیگا ایک قوم ہوگی کہ انکی باتیں اچھی اور کام ہرے ہونگے قرآن پڑھیں گے
 لیکن اُنکے حلق کے نیچے نہ اوتریگا یا تنگ فرمایا کہ قرآن کی طرف بلائیں گے اور کسی بات میں سیر
 نہونگے خیر اب میں ختم کلام کرتا ہوں اور اس بحث کو تمام کرتا ہوں۔
 حررہ ابو محمد عبد الحق الدہلوی۔ مدرسہ مسجد فتحپوری دہلی۔



۱۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۲۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۳۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۴۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۵۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۶۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۷۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۸۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۹۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۱۰۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۱۱۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۱۲۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۱۳۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۱۴۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۱۵۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۱۶۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۱۷۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۱۸۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۱۹۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۲۰۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۲۱۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۲۲۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۲۳۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۲۴۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۲۵۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۲۶۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۲۷۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۲۸۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۲۹۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۳۰۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۳۱۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۳۲۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۳۳۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۳۴۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۳۵۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۳۶۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۳۷۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۳۸۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۳۹۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۴۰۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۴۱۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۴۲۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۴۳۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۴۴۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۴۵۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۴۶۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۴۷۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۴۸۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۴۹۔ مکتبہ اسلامیہ
 ۵۰۔ مکتبہ اسلامیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ خدا کی حمد مجھ ایسے سے ہو گیا ۛ کھون میں نعت کیا میرا ہر تبا ۛ
 اصابعہ فاکسار ابو ادیس محمد عبد الرب حفنی قادری دہلوی ثم السہارنپوری بھائی مسلمانوں
 کو بعد سلام مسنون الاسلام کے آگاہ کرتا جو کہ یہ فتنہ لاندہوں نے جو چند سال سے اوٹھا یا ہر ہنگ
 اوس فتنے کا جو کہ حسین حضرت عثمان رض شہید ہوئے اور قاتل اونکے جہنم میں گئے اوس فتنے کا
 سردار نو مسلم عبد اللہ بن سبا ہوئی تھا کہ وہ خاص اسی فتنے کے واسطے مع قوم یہود کے مسلمان ہوا تھا
 پس اس فتنے کے سردار لالائت رام صاحبزادے لاکھ کوٹی مل کے مع اپنی قوم کے خاص سواٹے
 مسلمان ہوئے کہ اسلام اور مسلمانوں امین فتنہ دالین عبد اللہ بن سبا نے بھی محبت اہل بیت
 کی اوٹ رکھ کر مسلمانوں کو حضرت عثمان سے بنی کیا اور سب کو یہی پٹی پڑھائی کہ قابل اور لائق
 خلافت کے حضرت علی تھے نہ کہ حضرت عثمان ان لالہ صاحب نے بھی عمل باحدیث کے پرے
 میں فقہ اور فقہاء سے مسلمانوں کو بدظن کر کے کہنا شروع کیا کہ صحیح بخاری کتاب رسول اللہ
 چھوڑ کر ہر ایہ شرح وقایہ پر کیوں عمل کرتے ہو جیسے اس وقت کے جاہل مسلمان اطراف وجہا
 کے اوس یہودی کے دہوکے میں آ گئے اور یہ نہ جانا کہ حضرت عثمان کی خلافت انصار اور
 معاصرین کے مشورے سے ہوئی اور حضرت علی نے بھی خود اونسے بیعت کر لی پھر کم کیوں اس
 یہودی کے بکانے میں آوین ایسے ہی اس وقت کے کم فہم مسلمانوں نے یہ نہ جانا کہ فقہ اور فقہاء
 آج کل کے تو نہیں زمانہ پیغمبر سے فقہ اور فقہاء امت میں کھلے آتے ہیں بلکہ زمانہ حضرت
 صلعم میں جو صحابہ صاحب نقاہت تھے وہ داخل مشورہ پیغمبر ہوا کرتے تھے پیغمبر صلعم حکم
 و مشاورہ ہم فی الامور کے اوتھیں سے مشورہ لیتے تھے اُردو سیر کی کتابوں میں اگر ملاحظہ کیا جائے
 تو معلوم ہوگا کہ جنگ بدر اور جنگ احد اور جنگ حزاب و جنگ حنین اور فتح مکہ میں پیغمبر صلعم
 مشورہ فقہاء صحابہ سے لیتے تھے ایسے فقہاء صحابہ سے جو دیہات کے لوگ مسلمان
 تھے جیسے اوس یہودی اور اوسکی قوم نے حضرت عثمان کے فضائل جو دربار نبوت سے
 عطا ہوئے تھے فراموش کر کے کان لم کین کر دیے تھے ویسے ہی اس مند و قوم نو مسلم نے
 معنی فقہ کے اور فضائل فقہاء کے جو آیات اور احادیث سے ثابت تھے سب دیکھ بھال کر
 ہٹا دیے تھا قال اللہ تعالیٰ فضاھو لاء التوم لایکادون یفقہون حدیثاً وقال رسول
 اللہ صلعم فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عاکد اور جیسے اوس یہودی نے
 بعض اچھے اچھے لوگ مسلمانوں میں سے مکر و فریب کر کے اپنے ساتھ کر لیے تھے

ویسا ہی اس قوم ہنود نے بعض علمای اسلام کو کہ جنگی خلقت ارض ملین سے جو اور حقیقت
 وہ مقلد مال و جاہ کے ہیں اپنے ڈھنگ پر لکھالیا اور جیسے اس قوم ہنود نو مسلم نے ایک دم سے
 مسلمانوں کو عقائد کفر پر ہنود یہ تعلیم نہ کیے بلکہ رفتہ رفتہ اس سرشت سے کو جاری کیا۔ اور بعض اولی
 اس کام پر مسلط ہوئے کہ حجت اہل کعبیت کی فرصت ہر فرصت عثمان کو قتل کرنا اجر عظیم ہو سو وہ
 اوسنے ظہور میں آیا بعض کو اس کام پر مامور کیا کہ حضرت عثمان کو حضرت علیؓ نے قتل کروایا
 اونہوں نے شام میں جا کر حضرت معاویہ کو طالب قصاص خون خلیفہ برحق کا بنایا اور حضرت
 شاہ ولایت کا نامک میں دم کر دیا بعض اس کام پر مامور ہوئے کہ عقیدے مسلمانوں کے تباہ
 اور خراب کریں کسی نے یہ دس جاری کیا کہ حضرت شاہ ولایت کو نبوت ہوئی تھی جبریل سے
 وحی لانے میں خطا ہوئی بعض نے یہ تعلیم شروع کی کہ حضرت شاہ ولایت خود ذات خدا تھے
 اونہوں نے قصبہ ہی پر لکھا اِنَّ اللّٰهَ وَاَنَا الْکَلِمَةُ الرَّاجِعُونَ ۝ ایسا ہی اس قوم ہنود نو مسلم نے
 عقائد ہنود کفر پر ایک دم مسلمانوں کو تعلیم کیے بلکہ اول مسلمانوں کے دلوں کے شان قبولیت
 دین اسلام اور ٹھانی شروع کی بعض اس پر توجہ نہ دے کہ اونہوں نے مسلمانوں کے دلوں سے
 شان نقابت کہ عبارت سمجھ کا کل سے جو اور وقت فقہا کی کہ وہ اعلیٰ درجے کے صحابہ اور
 تابعین تھے اور عادی یہاں تک کہ تراویح میں رکعت کی کہ سنت فاروقی جو اور شرق سے غرب
 تک تمام مسلمانوں کی معمول پر جو بعض اہل اسلام کے دلوں سے اور عادی کہ اونہوں نے
 اوسکو بدعت عمری جا نکر آسانی نفس کے واسطے ترک کیا اور لباس رخص کا پہن لیا بعض نے
 یہ ڈھنگ اختیار کیا کہ علم صرف خوفہ عقائد معانی بلاغت تغیر سب موقوف کر داکر فقط ترجمہ
 قرآن مجید کا لڑکوں اور بزرگوں کو حفظ پڑھانا شروع کیا اور یہ لوگوں کے قلب میں ڈالا کہ تحصیل
 علوم کرنے سے کچھ فائدہ دین کا نہیں دیکھو تمام لوگ علم پڑھکر تباہ ہو گئے ہم تکو فقط قرآن شریف
 کے، مانی بتاتے ہیں کہ اوس سے قیامت میں پوچھ جو اور مضمون یہی ہے کہ کیا قرآن فیض
 یہ گنہگار کو قطعاً فراموش کیا بعض نے انہیں سے ایسا امر خطیر اختیار کیا کہ انوالعزم علمای است
 کی مذمت جیسے ایہ اربعہ اور اتباع اونکے کہ اونہوں نے جد و جہد تحقیق حدیث میں اپنے جان
 مال کو سب قربان کیا اور لوگوں کی کار گزار بیان جناب باری عزوجلہ میں مشکور ہو میں اور وہ
 قبول کا فہم لازم و جای اہل اسلام ہوئے اس نہج سے کرنی اور گھسی شروع کی کہ اونہوں نے اپنے
 قیاس سے مخالفت کی حدیث رسول اللہ کی اور فقہ کی کتابیں خلاف سنت کے لکھیں چنانچہ انہوں

ایک کتاب سنی بظرف المبین لالہ ہر مجذوب دیوانچند صاحب کھڑی نے کسی عالم کا عاقبت مذہب سے لکھو اگر اپنے نام سے چھاپی اوسین لکھا ہو کہ امام اعظم نے سو سائے حدیث صحیح کے معنی لکھے اور یہ بجا نہ کہ کمان مین اور کمان الضیف میری اور کمان وہ ذات عالی صفات امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کہ اونکی تقلید زمانہ بارہ سو برس سے ہر ہر زمانے کے لاکھوں علما اور کور و فضلہ و اولیا و ابدال نے اختیار کی ہو حتی کہ اوس جماعت نو مسلم کے پیشواؤں نے بھی اونکی تقلید اپنی بڑی عزت سمجھ کر کہ قبول کی ہو لیکن لالہ صاحب نے امام صاحب کی جناب پاک مین بڑی گستاخی کی اور یہ نہ غور کیا کہ ہم جیکے نام لیا ہوا مین اونکا تو امام صاحب کے ساتھ یہ عقیدہ ہو اور مقلد مین وہ امام کے کیونکہ اونکی شان مین گستاخی کریں چنانچہ کہا صاحب لمبیار نے قائلہ صامتا و سیدنا الامام اکبر اعظم ابو حنیفہ اور صاحب درسات اللہ بیٹے امام صاحب کی بہت تعریف لکھی ہوا میر بھوپال نے اپنی کتاب تحفۃ النبلا مین لکھا ہو کہ امام صاحب کے جنازہ پر پچاس ہزار مسلمانوں نے نماز پڑھی اور چار سو تینتالیس فقہا مین محدثین مقلدین کے کھان اور مناقب اسی کتاب مین انھوں نے لکھے مین اور انھوں نے اپنی کتاب تقصیر مین نام اولیای مقلدین کے مفاخر و محامد کیسی عمدگی کے ساتھ ذکر کیے مین کہ یہ قوم نو مسلم اگر انکو دیکھ کر ایمان لاوے تو اپنی غلط فہمی بھو بجاوے مولوی سید نذیر حسین کو مین نے سوال لکھا کیا تھا کہ آپ مقلد مین یا نہیں اور جو مقلد مین تو امام صاحب کے یا کسی اور کے انھوں نے جواب دیا کہ اپنی مہر سے مہرین کر کے مجھے دیا کہ ہاں مین فروعات جدیہ مین امام صاحب ہی کا مقلد ہوں وہ میرے پاس موجود ہو لالہ صاحب نے یہ دھوکا کیسا دیا کہ امام صاحب نے سو سائے مخالف حدیث صحیح کے مین اگر اس مضمون کو لکھا تھا تو اپنے مقتداؤں کی مہرین اوس کتاب پر کر الینی تھیں کہ اونکا بھی کافی الضمیمہ علوم ہو جاتا اور عقیدہ دلی طور مین آتا اب معلوم ہوا کہ امام صاحب ہی منکر امام صاحب کے فضل و کمال کے مین خیر اسکا کچھ مضامین سنیں جو معتقد اونکا اگر حاسہ نہ کیا ہو ہو ابے سجدہ الملیس کیا نقصان آدم کا ہوا اور لالہ صاحب ایسے خوشی مین آئے کہ سر دفتر علمی است پر صدمہ عجیب لکھائے یہ بجا نہ کہ عنایت الہی سے ڈنکا اونکے مذہب کا از شرق تا غرب اوسی دھوم دھام سے آج تک بجا ہو صیبا کہ شروع مین تھا ظاہر ہو کہ بیان حنفی مذہب کے علما بیڈھی دل مین دیکھو تو کیسی انکی ذرا تیر لالہ صاحب کی خاک ڈالتے مین اور انکے بلغ و بہار کی رونق مٹاتے مین اس ظفر المبین کی

کیسی ہزیمۃ المبین بناتے ہیں انتصار الحق کو کیا کچھ کم جانا آجنگ جواب و سکا نصیب نہیں ہوا
اور جو کتب و رسائل مقلدین کی ہر جہاں طرف سے ژالہ باری ہو رہی ہو اس فرقے کی سخت ہوا
ہو کہ نہیں نخلتی اگر کچھ بھی غیرت کو کام فرماتے تو منہ نہ دکھاتے اور اس ظفر المبین کے جواب جو
چند در چند ہوئے ملاحظے میں گذرے ہی ہو گئے آفتخ المبین آپکو تحفہ بھیجی جاتی ہو قبول کیجئے
خدا کے واسطے انصاف کو ہاتھ سے نہ دینا اپنے ہر دھوکے کا جواب صاف صاف لینا اور
چھٹ چھٹا شرعاً شاعر سے کہ طرز عاشقانہ پر اس کتاب میں ہو دلیرانہ چین بر چین نہ لانا میدان
استفاضہ سے ہرگز قدم نہ ہٹانا ۛ جاسکتا کوئی اس بت خود کام تک نہیں ۛ جادے
اگر تو کام نہ کچھ نہ کچھ تو ہو ۛ دو چار گالیان ہی ہمیں خط میں لکھ کے بھیج ۛ مگر چہ دعا سلام نہ ہو
کچھ نہ کچھ تو ہو ۛ چنانچہ میں نے چل مدیت کو صبح ستے سے نقل کر کے بڑی امید سے تحفہ اس
فرقہ نامہ مبارک کو ارسال کیا تھا کوئی تو کچھ نہ بولا مگر رحمت سنگ عرف مولوی محمد سعید صاحب نے
وہ گالیان مجھے لکھیں کہ اوسکے دیکھنے سے بے اختیار مجھے ہنسی آئی اور ادنیٰ تحریر سے
قطعا معلوم ہو گیا کہ ہمیشہ کا کھلج کرنا معیوب ہو مگر خرمی پر چلانا خوب ہو ایسا ہی جواب اس کتاب
کا ہو گا خیر اب وہ کچھ ہی لکھیں مصنف صاحب یعنی مولانا منصور نے تو ایسے وقت میں یہ کتاب
اس فرقہ نامہ صواب کے جواب میں لکھی کہ دوزخ ماننے کا آخری اہل مجلس وٹھے جاتے ہیں
جلسہ درہم برہم ہو چلا سمیع اسلام سنبھال لے رہی ہو یاد مخالف کے جھوٹے اڑھل رہے
ہیں اوسمیں بھی جماعت علماء کے اتفاق سے اعدائے دانت کھٹے تھے اور کسی کچھ بن نہ آتی
نتھی جو سامنے آتے تھے اپنا سامنے لیکر بجاتے تھے اس فرقہ نامہ اقبال اندیش نے وہ
تقریر امت میں ڈالا کہ اپنے بیگانے ہو گئے دوست دشمن بن گئے بھائی کو بھائی قہر کی لگا
سے دیکھنے لگا عیادت و تعزیت سب موقوف ہو گئی حمایت و نصرت سب کو جھک گئی حسد کا
بازار گرم ہوا کہ ایک ایک کو دیکھ نہیں سکتا واللہ صلیتم نوذہ و لو کفرکم انجی مؤمن الغرض یہ
ایسی کتاب ہو کہ واسطے دفع تاریکی جہالت کے ایک روشن آفتاب ہو کہ کتابے نو کہ خشتہ
ڈکائے کہ ذرہ ذرہ از دگر پڑھیاے ۛ زخلاق جہان عرض من نیست ۛ و در فتح المبین
را ہم بقائے ۛ مصنف را در روزی فراوان ۛ ز راحت روح ریحان ہم رضائے ۛ خدا منصوص و ارشاد شامش ۛ براعدیش ہو
نازل بلائے ۛ تلبس نہ کر تقدیر ان ۛ زمانہ کا شرم و جاہ ۛ حق احمد و اصحاب آتش ۛ بود قبول یار یارین عالم ۛ



تقاریر ثبوتہ و تنحیض و مواہیر علمائے مشاہیر مقام پہلی جہت

الحمد لله الذی جعلنا من امة حبیبہ محمد صاحب لقمان صلی اللہ علیہ وسلم الی ما تعاقب الملکوان ووقفنا لتقلید الامام الاعظم الناجی
ابی حنیفۃ النعمان علیہ الرحمۃ والرضوان۔ بعد اسکے واضح ہو کہ اس زمانے میں کس قدر
ضعیف اسلام ہو کہ دینداری برائے نام ہوا قلعہ من اتفاق کی کہیں صورت نظر نہیں آتی جو حد ہر
دیکھیے اختلاف و فساد کی ترقی ہوتی جاتی ہر علم و عمل نایاب ہر نبالت کا ہر طرف فتح باب ہر حق
و طعن کا باز اگر ہو کہ سیکو فساد کا خوف ہر نہ رسول سے شرم عجب دور ہر طرف طور ہر زمانہ ظہور
علمائے یعنی صحابہ و تابعین و تبع تابعین کا گذر کیا بلکہ اسکے بعد بھی ہزار برس سے زیادہ گذرے
اور اس درمیان میں لاکھوں علمای معتبرین اور اولیائی کا طین پیدا ہوئے اور سمجھوں نے
اتفاق کیا کہیں حق ان چاروں مذاہب میں منحصر ہو چنانچہ کوئی حنفی کوئی شافعی کوئی مالکی
کوئی بغلی ہوا اتنی طرح برابر سلسلہ ان چاروں مذاہب کا چلا آیا اور ہر ایک نے اسی اتباع
اور تقلید میں مرتبہ قرب و ولایت کو پایا لیکن اس تیر طوین صدی میں کہ اشتر القرون ہو چند
سال سے قرونو باہیہ نجدیہ نے ایک نیا پانچواں طریقہ نکالا ہے کہ وہ کسی مذہب کو نہیں مانجتے
میں بلکہ اپنے زعم فاسد میں اوسکو بدعت اور ضلالت جانتے ہیں حضرات ائمہ اربعہ اور اؤ
مقلدین کو مشرک اور بدعتی ٹھہرتے ہیں اور انکے مسائل کو مخالف قرآن و حدیث کے بتاتے
ہیں انکے کذب و افتراء سے شریعت میں فساد کے رخنے پڑ گئے اور لوگوں کے دلوں میں
عقائد فاسدہ انکے گڑ گئے بے شہ زمانہ قیامت کا قریب آیا انھیں کڈالوں اور مغربوں
کے حق میں مجبور صادق نے بھور مشین کوئی کے دیکوئی فی الخیر الزمکان دجھاؤ کڈالوں
فرمایا چنانچہ مصدق اس حال کی اور شاہد اس مقال کی ایک کتاب کذب اور بہتان کی لب
الباب مہیوم بطریق مبین نتیجہ عداوت و کین تصنیف محی الدین کہ در حقیقت ٹمیسٹ الدین او
مفسر بالیقین ہو دیکھتے میں آئی جس سے مسلمانان مقلدین خصوصاً عوام خفیہ اپنے امام
اعظم سے بدظن ہونے لگے اور تقلید سے ہاتھ دھونے لگے فقہای سلف پر کین طعن کے
آواز کے آتے تھے جہلا لا مذہبی کی طرف جھکے جاتے تھے شیاطین نے دین میں فساد ڈالنے
کا موقع پایا لا مذہبوں نے مقلدوں کو ہکا یا بیان کیا خوب مضمون جیسے مطالب انکے زبان قلم پر آیا

سب غیر تقلیدین بلا شک کمران
لکھتے ہیں ائمہ کو برا شام و چکاہ

شیطان میں بہکتے ہیں ہر مومن کا
الاحکام والکونین والامالہ

غرض کہ جب اس فساد کو ہمارے مولانا نے فاضل جلیل علامہ نبیل فقیہ اہل محدث بے بل مولوی محمد منصور علی خان صاحب مراد آبادی دام بالعم والایادی نے ملاحظہ فرمایا تو میدان مناظرہ میں نیزہ فہم کو اٹھایا اور سیف زبان کو چمکا یا پھر تو کوئی مخالف سامنے نہ آیا ہر قسم کے فتنہ کف کان علی قلبہ المفسدین کا نتیجہ پایا حتیٰ کہ مولانا منصور نے تمام عالم میں فتح و نصرت کا ڈنکا بجایا اور اس کتاب فتح المبین کو رد و تحریفات فخر المبین میں سجاوہات و زندان شکن تصنیف فرمایا۔ جزاء اللہ عنی وعن سائر المقلدین خیر الجزاء وحفظہ عن جمیع طوائف الآفاق والبلاء حررہ الفقیر الی رحمۃ اللہ العفیٰ عنہ مولیٰ محمد الحنفی السوڈ



خندہ و شنعینہ۔ میں نے اس کتاب کو دیکھا اور مصنف علام کو تعجب پایا اور جن اہل ادب سے مؤلف نے تمسک کیا ہر سب قوی اور متبحر اور متبحر بہ میں اس کتاب کے چھپنے سے نہایت طبیعت خوش ہوئی اس واسطے کہ دوبارہ قمع اور قلع ادہام فرقہ نجدیہ کے آج تک ایسی کتاب نظر نہیں پڑی ائمہ اسکے مصنف اور چھپوانے والے کو جزا سے خیر دے۔ اور اسکے مضامین کو ذریعہ ہدایت فرقہ و بابیہ کرے آمین ثم آمین حرر عبد اللطیف سوڈی



تقاریر نے نظیر و تقاریر و لہذا ہر علمای مشاہیر لاہور و امروہ و سمرقند و موملہ
الحمد لله وكفى. وسلام على عباده الذين اصطفى. أما بعد فقد طالعنا لغت الفتح المبين
في كشف مكائد غير المقلدين على سبيل الاجمال للاستبحار فوجدت دلائل
ساطعة كالشمس في الضوء وبراهينه لامعة كالقمر في الدجى. لم لا وقد حقق المصنف
المولوي محمد منصور على خان المراد آبادي سلمه الله ذوالايات دي لاجتماع الظواهر
الذين لا يميزون بين الغنى والفقير. والمهين والمتهين. وثبتته بالكتاب والسنة
واجماع الامة التي لا تجتمع على ضلالة اصلا. شرفيا س الفقه الجليلين
الذين هم هداة الشريعة الغراء. جعل الله سعيه مشكورا في الآخرة والاولى
تمت فقيہ محمد الدین الحنفی اللہ پوری مصنف کتاب وضع الادب



باسمہ سبحانہ۔ فتح المبین را کہ مولوی محمد منصور علی خان صاحب در رد و تحریفات فخر المبین
مؤلف علی الدین تالیف نموده اند از مواضع مختلفه مطالعہ نمودم مصنف علام جزاء اللہ خیر الجزاء
داد تحقیق و تدقیق داده اند دلائل غنیہ بر اقوال ہر یکہ از کوچہ تحقیق محض نا بلند اند زبان و دعا نموده



حرمہ خادم شریعت رسول اللہ، خلیفہ حمید اللہ قاضی لاہور عفی عنہ

حامداً ومصلياً ومسلماً۔ اما بعد فتح المبين في كشف مكامد

غير المقلدين يوم الاحد ۲۵ ربيع الاول کو میرے پاس پونجی اور دوسرے روز باعث عجلت وقت کے واسطے دی گئی اگرچہ پوری پوری واقفیت اس کتاب کی حاصل نہیں ہوئی لیکن بعض بعض مقامات اس کتاب کے مطالعے میں آئے چونکہ مشتے نمونہ خروار ہوتا ہے



اسیے میری رائے ناقص میں یہ کتاب بہت فائدہ مند اور نظام ہر کے لیے جواب کافی ہے۔ حررہ الفقیر البگوی غلام محمد مسیحی بادشاہی ہو

حامداً ومصلياً۔ اما بعد فقد رأيت هذا الكتاب من اوله الى اخره فوجدته مطابقاً للقرآن والحدیث والاجماع والقياس۔ سعی المصنف فيه سعياً كثيراً و



ادی حق السيرة تحدياً وتفسيراً اجترأه الله عنا وعن سائر المسلمين خيراً المجمع۔ فقیر محمد الحنفی الجھلمی نعم اللہ ہو

باسمہ بھانہ۔ نظرت في هذا الكتاب المستطاب فوجدته مطابقاً لاهل السنة و



الجماعة جعل الله سعی المصنف عنده ما جورا وعندها لناس مستكورا۔ العبد الانيم فقير بركان الدين ولد مولوی عبدالرحيم

حامداً ومصلياً ومسلماً۔ کتاب لا جواب کا سرروسر مفقین مسی فتح المبين جو اشارت

چشم بد و در اسم با سبھی ہر و مجموعہ مفقبات اعدائے دین ہدایم اللہ القوی المتین جسکا نام پرکا نام ظفر المبين ہر میری نظر سے گزری اور میں نے اسکو نظر اجمالی ملاحظہ کیا فی الواقع یہ کتاب

لا مذہبون کے فرقہ طاعیہ باغیہ گندم نہاد جو فروش کی قلمی کھولتی ہے اور حق مالی میں آئینہ سکندری کا حکم رکھتی ہے اعدائے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کے قلع و قمع میں سیف صبارم کا

کام دیتی ہے خداوند تعالیٰ عزائمہ حضرت مصنف علام کو جزائے خیر عطا فرماوے کہ اتباع شیخ نجدی کا سرخوب ہی توڑا۔ اشیاع عدو بین ائمہ مجتہدین کا کیا ہی بھانڈا اچھوڑا۔ واہ واہ

سبحان اللہ کیا کناہ ہے۔ اب مقلدین حقائین خم ٹھوک کر ڈھنڈاتے ہوئے دل کھول کر بے دھڑ یہ کہیں جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل کان دھوکا قالا اور بجائے لاندہب غریق دریائے نجالت اپنے لیے سے منفعل ہو کر کہیں یا کی تھی کنت ذوالا اگر اب

بھی لاندہب باطل پرست اپنی ہٹ دھرمی اور بتان بندی سے جو اس شیعہ نجدیہ کا

شیعه فاسده هر بازه آئین تو بجز خاموشی انجا کیا جواب هر ع جواب جا بلان باشد خوشی پ
 گرنه بنید بر وز شپره چشم به چشمه آفتاب رایچه گناه و السلام علی من اتبع الهدی
 حرره الراجی محمد زبیل باری ابوالشیر عبدالحی القاری مفتی و مدرس سلسله
 تقاریر فیه مواهیر و دستخط علمای مشاهیر آرا و هو کل و کلمته

الحمد لله الذی لولاہ ما اھتدینا والصلوة والسلام علی رسولہ محمد الذی ارسل الیہ
 انافتحنا لاک فتحا مبینا و علی آلہ واصحابہ الذین هم مقتدانا و علی الائمة المجتہدین
 ہم و سلیکنا فی القرب والافتدای برسولنا و نبینا و مولانا و جبینا و شفیعنا محمد
 الذی خاتم الانبیاء و رحمة للعالمین اما بعد میگوید کینه امت کثرین اہل سنت بنده
 گناہ محمد علی اکرم نام خادم احمدیث و رجالہ الکرام - الآردی وطننا و احفنی مذہبنا و اسعدنی مشربنا
 و الصدیق العلوی نسبنا و بواسطہ و بواسطین الحقین تمنا اقامکی اصلا و اتمدنی مدتنا ان شاء
 تعالی کہ چون زمره قبول سلام مولوی محی الدین و امثال ایشان بگوئیم رسید بادای شکر باری
 تعالی ہر موی تنم صورت زبان گرفت کہ درین هنگام کہ کساد بازاری اہل اسلام بحدیست
 تاہم مردمان در زمرہ اسلام داخل میشوند و جماعت مومنین رغبت میکنند در مسرت و شکر این
 بودم کہ ناگاہ اتفاق دیدن کتاب نظر البیت مولفہ ایشان گردیدہ سر تم قبل بچرخ شد و دست
 شجر اندام کہ آئی این چه معاملہ است آیا این نومسلمان در پردہ اسلام آمدہ افتراق اہل اسلام
 ارادہ کردہ یا چه مطلوب ایشانست آخر کار داشتیم کہ مولوی صاحبی کہ ہر چند باسلام گردیدہ اند
 لکن هنوز ادب کہ سر آمد اخلاق ایمانست از کسے انما موخہ اند بل بگوش جان نہ شنیدہ اند
 حافظ علم ادب و رز کہ در حضرت شاہ ❀ ہرگز نیست ادب قابل صحبت نبود
 نتیجہ تالیف این کتاب چنان گردیدہ کہ ہر ناقص العلم آفرادیدہ و از جادہ ادب پابرون نہاد و یا
 اگر او خود مؤدبست از مقلدہ این کتاب و مؤلف آن بجنمک در پیوست کم کسی ست کہ از دین
 این کتاب نتیجہ بد نہ برداشتہ باشد جمیع معاندین دین را دستاویز نیست خوش و بے ادبان را تنگ
 است خوب و در حق خفیان تبرئست کہ بران جانباز ہیا و جنگ کردن ضرورت افتادہ ست
 خلاصہ آنکہ مؤلف رسالہ عجب شور و فساد در دین متین انداختہ کہ در ایشان دین افتراق و
 تباغض بحدی پدید آردیدہ کہ قابل بیان نیست و دانستہ بودم کہ اسلام آوردن عبارت خوب
 موافقت و تحائب با خود با خود ہا شد بخلاف آن ذریعہ تفارق و وسید تباغض فیما بین نیست

۱۰ تو برائے وصل کردن آمدی ۱۱ فی برائے فصل کردن آمدی ۱۲ نمود با نند من ذلک
 تألیف این کتاب بلا نیست و مطالعہ آن ابتلائے چہرہ دگار عالم سونین را الزان دورتر وار
 وار فضل خود ایشان را مؤتب سازد ۱۳ از خدا خواہیم توفیق ادب ۱۴ بے ادب محروم شد
 از فضل رب ۱۵ بے ادب خود را نہ تنہا داشت بد ۱۶ بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد ۱۷ و ہر چند این فقیر
 ازین واوی دور گذشتہ است کہ میان فوفاس طلبہ درآید و بمیدان لا و نعم و جنگ و جدال با سنگین
 پردازد و دوستان تکلیف این معنی بسیار میدہند لکن مرگب من چنان بالارفتہ است کہ آواہن
 اشرا نیز در انجا سمع مار اینچہ شد لکن شخصے این کتاب را پیش من وفتہ آوردہ خواندن گرفت پس
 وہ دل من چنان ریختن کہ نزد من و نزد اجابیم بفضلہ تعالی اکثر کتب حدیث موجودست جوابے
 کافی تحریر کنم و مولف این کتاب را اہادیش تمسک خفیان کہ منور آزانہ شنیدہ تبلیغ کنم کہ سائل
 خفیان نہ اینچنان است کہ کد امی سالہ را حدیثے نباشد بلکہ بہر سالہ خفیان و دیگر ائمہ حدیثست
 مہبت و اتیمی ست حکم کسے آزمائے فمد و کسے بے ادب آزمائے پوش منے آرد و سہرین فرد و جمع
 کتب استنباط بودم کہ آنگاہ رسالہ جواب در دین کتاب سہمی بفتح البین نزد من رسید اکثر جاہای
 آرا دیدم جوابے شافی در یافتہم چہرہ دگار در اعانت مؤلفش بموجب واللہ فی عوین العبد
 ما کان فی عوین آخیزہ باشد کہ تمام اہل اسلام عموماً و بر خفیان خصوصاً اداسے شکر مؤلف
 ضرورست کہ جوابے خوب نوشتہ اند ہر چند اینچہ من منے نوشتے بطرز دیگرینستے لکن این کتاب ہم
 قابل ستناد و لائق اعتمادست اہل سنت را باید کہ برین کتاب عمل نمایند و از مطالعہ ظفر البین
 احتراز فرمایند فقط کتب المسکین خادم الحدیث والرجال -
 محمد علی اکرم نعمة الله واساتذہ ووالدیہ برحمۃ و مغفرۃ



الحمد لله الذی کفی وحده . والصلوة والسلام علی نبیہ الامی لندی لا نبی بعدہ
 وعلی الہ الطیبین . واصحاب الطاہرین . وعلی الایمة الاربعة المجتہدین المقبولین
 کلہم اجمعین . ابعد فقد طلعت ما حردہ من المضامین . فی ہذا الکتاب الفقہ المبین
 فی کشف مکائد غیر المقلدین . فی جواب الظر البین . فی شرح مغالطات المقلدین .
 فوجدتہ احسن التصنیفات للمصنفین . واجمل لتالیفات لکوفین . وحسبہ
 حایاً علی تحقیقات المذاہب . وجامعاً علی ندقیات المارب . وراۃ موفقا
 لما ہو فی لشہۃ لاهل لسنۃ والجماعۃ منصوصاً علیہ . فینبغی لنا الرجوع عند

اختلاف الرواة اليه + فهذه الفضلة تعالى لقلعه ضلالة الاستيلاء كان + ولنفر
 هذه التوقيعات وان + فلا شك ان المؤلف قد اجاد فيما اراد + وسلك سبيل السداد
 والرشاد + وكلما اجاب + فاصاب + فكان سعيه مشكوراً + فلذلك صار كما سمع
 على المخالفين متصوراً + فحق القوه الاممذهبون في كل واحد يهيمون + لما لم يبق
 لهم من الجواب - فبغيتهم بموتون + فبايها الاممذهبون موتوا بغيركم + ولا تلووا
 غيركم + فانكم مفسدون في الارض لا مصلحون + لم تقولون ما لا تعملون + فتوبوا
 الى بارئكم + واستغفروه من ذنوبكم - فنبهوا + ولا فتلكم الا ان الشريعة عبارة
 عن هذه المذاهب الاربعه فحسب وهي فيها قد انحصرت + فان هذه المذهب
 قد دونت + وقواعدها قد ضبطت - واصولها بالنصوص قد انطبقت + وبفضل
 تعالى احكامها في كل البلاد حبرت + وفروعها في جميع الجهات انتشرت - فيها
 هدايتها في قلوب المسلمين تتوجت + ودررها المكنونه في صدور المؤمنين قد
 استقرت + فنفس المقلدين بضوئها اتجلت + فرائبها ما رأيت + وحصلت بها كماله
 وعرفت بها ما عرفت - فلذلك ترى ان الفرقة الناجية المسماة باهل السنة والجماعة
 فيها قد اجتمعت + لان الشريعة من غير هذه المذاهب في الدنيا ما وجدت + واطاعة
 احكام الشريعة للناس قد فرضت + فان لم يجتسب هذه المذاهب الاربعه الشرعية
 معتبرة في الشريعة عن الدنيا عدت + لان ما سواها من المذاهب ليست كمثلها في ضبط
 القواعد والاصول + وفي ربط العلة والمعلول + بل كلها قد اندرست + وفي بعض كتبها
 التي بقيت + اقول المعاندون فيها قد دخلت + فتغيرت ما تغيرت + فكيف تكون
 هي الشريعة التي من المشارع شرعت + فما اعتبرت احكامها المنتشرة فيها وما
 حسبت - فلا محالة ان هذه المذاهب الاربعه لاجراء الاحكام للشريعة قد بقيت
 لانها من التغيرات قد حفظت + لما من الدلائل التي قد ذكرت + والاختلافات
 التي بين المذاهب نظرت - فهي حجة للحاكمين من خاتم الثقلين خلقت + فمن
 كان خارجاً عن المذاهب الاربعه في هذا الزمان - فهو من اهل البدعة والناكرو
 منبغ الشيطان + كيف لا وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله لا يجزم امتي
 او قال امته محمد على الضلالة ويد الله على الجماعة ومن شذ شذ في النار + وقد قال

الله تعالى من يتبع غير سبيل المؤمنين نوله ما تولى ونصله جهنم وساءت مصيراً
 فكما يجب علينا الايمان والتصدق بكل ما جاءت به الرسل وان لم نفهم حكمتها
 فذلك يحجبنا عن الايمان والتصدق بكلام الايمة الاربعة وان لم نفهم علمته فان قلت
 هذا شرك قلت لا لانهم كانوا من اولي الامر واهل الذكر المعروفين المقبولين وقد
 اوجب الله تعالى علينا اتباعهم بقوله اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولي الامر منكم
 فان الله تعالى قد عطف اولى الامر منكم على الرسول والمعطوف والمعطوف عليه في
 الحكم مساكين وان الشرك في هذا الكلام مقيم ان هذا لا يفهمك السقيم
 وامرنا ان نسأل عنهم عما لا نعلم بقوله فاستلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون و
 هذا ان ارد المسائل اليهم ونفق باستنباطهم بقوله ولورثوا الى الرسول واولي الامر
 منكم بعد الذين يسبقونهم منهم واخبرنا بان الايمة مناهيد ونا بقوله وجعلنا منهم
 ائمة يهدون بامرنا فكيف لا يجب اتباعهم علينا وكما لا يجوز لنا الطعن فيما جاء
 به الانبياء مع اختلاف شوايعهم فلذلك لا يجوز الطعن فيما استنبطه الايمة المجتهدون
 بطريق الاجتهاد والاستحسان مع اختلاف استنباطاتهم لانهم ما استدوا
 ما استنبطوا الا بالحديث ومن الحديث وبالقرآن ومن القرآن ما ان لم يجدوا
 فيهما وفي قضية الصحابة رضى عنهم الرب مستعان حكماً من الاحكام اوركتنا
 من الاركان فقا سواما قاسوا باجماع العلة والبرهان فصا هذا القياس
 رابعاً لنا بصل الحديث والقرآن اما القرآن فاعتبروا يا اولي الابصار وغير ذلك
 من الايات التي الفتها في كتابي تذكرة المذاهب لمطالعة الاخوان واما الحديث
 فعن ابن عباس قال اتى رجل النبي صلى الله عليه وسلم فقال ان اختي نذرت
 ان تحج وانها ماتت فقال النبي صلى الله عليه وسلم لو كان عليها دين اكننت قاضيه قال نعم
 قال فاقض دين الله وهو الحق بالقضاء خرج البخاري وعن ابن مسعود
 ما رآه المؤمنون حسناً فهو عند الله حسن وغير ذلك من الاحاديث التي جمعتها
 في التذكرة فارجعوا اليها ان شئتم يا ايها المخلان فهذه الايمة الاربعة هم
 العلماء الذين قيل في ثنائهم علماء امتي كانبيا بني اسرائيل فاولئك هم
 الامناء المشارع على شريعته من بعده فلا اعتراض عليهم فيما بينوه للخلق واستنبطوه

من الشريعة لا سيما الامام الاعظم سج فلا يجوز لاحد الاعتراض عليه لكونه
 من اجل الائمة واقد مهم تدوين المذهب واقربهم مسندا الى الرسول صلعم
 ومشاهد الفعل الصحابة واکابر التابعين رضی الله عنهم اجمعين ، وكيف يجوز لامثالنا
 الاعتراض عليه لقد اجمع السلف والمخلف على جلالته وعلمه وفضله وورعه
 وزهده وعفته وعصمته ونقاوته وعبادته وكثرة مراقبته لله تعالى وخوفه
 منه فمن قال غير ذلك فهو من جملة الجاهلين المنعصين المنكرين على ائمة
 الهدى المقبولين ، يفهمه السفهاء ، وبعناده الذي يقبله المقلدون بل يجب على
 كل مكلف ان يشكر الله تعالى على ايجاده مثل الامام ابى حنيفة سج في الدنيا ،
 المتمركف بذل الجهد وسعى الامام الاعظم في استنباط احكام الشريعة الغراء
 والنضباط ان كان الطريقة البيضاء ، واماطة الاذى وسبيل المعرفة العليا ، المتمركف
 كية ، استحكم به الشرع المدين ، واهتدى به الخلاق كلهم اجمعين ، فانه يوبى مبدوا
 وفضله مفصلا ، وهذبه مهذبيا ، ورتبه مرتبيا ، ونقحه نقيحا ، وعلمه تعليليا
 وميزه متميزا ، وسيره تسييرا ، اعرف مثله من الائمة في الدنيا ، فلا تجد نظيره
 فيها ، فاذا عرفت انه افضلهم فلا تنسى فضل ، واعمل بقوله تعالى ، ولا تنسوا
 الفضل بينكم ، واذا عرفت انه احسنهم فلا تشغل عنه ، واعمل بقوله تعالى واتبعوا
 احسن ما انزل اليكم من ربكم ، فظهر من هذا ان من انكر مسائل الامام المستنبطة
 من الكتاب والسنة وقضية الصحابة رضيهم هو كافر ، لانه انكر الشريعة وكل من انكر
 الشريعة فهو كافر فنكر المسائل كافر ، وكذلك من لعن او طعن في الامام الهمام
 فهو ليس بمؤمن ، لانه طعن او لعن المؤمن الذي اكمل المؤمنين ، واجلهم واحسنهم
 في الدين ، وكل من طعن او لعن المؤمن فهو ليس بمؤمن ، فطعن الامام او لعنه
 او فاحشه ليس بمؤمن ، كيف لا وقد قال رسول الله صلعم ليس لمؤمن بطلاق
 ولا لعان ولا فاحش ولا يذى كذا في التيسير ، وايضا قال لا يذى رجل رجلا
 بالفسق والكفر الا ردت اليه ان لم يكن صاحبه كذلك ، اخرج البخاري ، وكذلك
 من سب الامام فهو فاسق ، لانه سب المسلم ، وكل من سب المسلم فهو فاسق فمن
 سب الامام فهو فاسق ، كيف لا وقد قال رسول الله صلعم سب المسلم فسوق

وقتلهم كقوله خرج به الخمسة كذا في التيسير، وقد قال الله تعالى والذين يوذون
المؤمنين والمؤمنات بغير ما اكتسبوا فقد احتملوا بهتاناً وإثماً مبيناً، وكذلك
من ضار الأمام فهو ملعون لا يضار مؤمناً وكل من ضار مؤمناً فهو ملعون فمن
ضار الأمام فلا شك أنه ملعون، كيف لا وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ملعون من
ضار مؤمناً أو مكربها، خرج الترمذي كذا في التيسير، وقد قال الله تعالى إِنَّ الَّذِينَ
يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ يُولَدُونَ
من لم يوقر الأمام فهو خارج عن أهل الإسلام، لأنهم يوقرون الأمام كالمهمام وكل من لم يوقر
كبيراً فهو ليس من أهل الإسلام فمن لم يوقر الأمام فهو ليس من أهل الإسلام، كيف لا وقد قال النبي
صلى الله عليه وسلم من لم يرم صغيراً ولم يوقر كبيراً خرج من أمتي، فذلك وقرة الأمام الشافعي
عند نيابة قبره في البغداد، فإرضاهما الله تعالى وهكذا كلها في كتابي التذكرة، فما يقال
له من جند بن ديوان جند المؤلف لظفر المبين في رد مغالطات المقلدين، الذي
اسلم خدعاً للمسلمين، كما أسلم عبد الله بن سبأ خدعاً للمؤمنين، فاستفت عن
نفسك، ولا تستفت عن غيرك، فهو كفاية لك، الر كريف هذلي بشناعة الأمام
فيه فقال تارة إن الأمام ما تلقى من أحاديث الرسول الأسبعة عشر حديثاً، وشنع
عليه تشنيعاً فاحشاً، تقليداً للتأخرين المتعصبين المعاندين، فيا عجبا مع ذلك
بينكم التقليد لأمام المجتهدين، وقال تارة إن الأمام قد خالف الحديث والقرآن
في مسائل فلان وفلان وعددها بالبيان، واجتبه عليه بالأحاديث القولية
لما اتفوا به نفسه من الصحاح، وأعرض عما استدل بها الأمام المصاحب للفلاح
تغدير المقلدين الصالحين، عن عمل الفقه اللائمة المجتهدين المقبولين، وقال
تارة إن الأمام قد خالف في هذه المسألة الفلانية حديث الصحيحين، ليعلم
المحقق والسامع أن الصحيحين قد كانا قبل الأمام إرضاء الله تعالى عن جميع المؤمنين
المقلدين، فلعلمه لا يعلم هو نفسه ولا مقلده بفتح اللام إن صاحب الصحاح لم يشبه
إلى الأمام كطالب العلم، لا بل كالحاد الرعية من السلطان الأعظم، كيف لا و
قد قال الأمام سفيان الثوري رحمه الله تعالى سقابلة إلى حنيفة كالعصفور عند الباز
وأيضا قال مخا طبا لابي حنيفة رحمت سيد العلماء، لا تعلم إن المسلم الشافعي

تقليد البخاري - والبخاري تقليد للإمام أحمد بن حنبل حرم - وأحمد تقليد للإمام
الشافعي حرم - والشافعي تقليد للإمام محمد حرم - ومحمد تقليد للإمام الأعظم حرم
الله تعالى كلهم اجمعين - فأعز من منزلهم ومدادهم واحفظ من قبهم بدرجاتهم
فلا تقل ان أدلة الإمام ضعيفة - ولا بأدليله بالفاظ بيحة - تقليد المتعصبين فحشو
مع الضارين - أما الصحاح وان كانت اصح الكتب بالنسبة الى ما بعدها - لكنها لا
عبرة لها بمقابلة الاحاديث التي استدل بها الإمام الهمام قبلها - لكونه اقربهم
الى الرسول - فلذلك تلت الامامة الاستدلال بالقبول - فلا ينبغي لاحد ان
يطعن في الإمام الهمام بروايات الصحاح التي بعد المائتين وثلاثة مائة دونت
فلا شك ان فيها اقوال المعاندين المتعصبين والمنافقين قد دخلت - فذلك قال ابن حجر
في نخبه الفكر ان الخبر ما يكون له طرق بلا عدد معين او مع عدد حصصها فوق
الاثنين او بها او بواحد فالاول هو المتواتر وهو المفيد للعلم اليقيني بشرطه
والثاني هو المشهور والثالث العزيز وليس شرطا للصحة خلافا لمن زعمه والرابع
القريب وكلها سوى الاول آحاد فيها المقبول والمردود لتوقف الاستدلال على
البحث عن احوال روايتها دون الاول الخ - انقلع ان اسمعيل بن عليته الذي قال
للقرآن مخلوق واهلك بحكمه تلميذ - ان خليفته الماسون خلقا كثيرا وجا عقيدته
وابو بكر بن شيبة الذي وضع في كتابه بالمرء على الامام ابي حنيفة واخوه عثمان بن
شعبة وغيرهم الرواة البخاري قد كانوا متعصبين ومنكرين على الامام الهمام
فالحقيقة او الصدقة من الرواة النازلين من الامام بالعصب او بتداول الزمان و
الانام - قد فقدت - لان الآيات السابقون السابقون او لك الملقبون بالخ والاحاد
خير القرون قرني - الى - ثم يجي قوم سبق شهادة احدهم عيني ويمنه شهادته اخرج
البخاري - وفي رواية اوصيكم يا اصحابي - الى - ثم يفتشوا الكتب - وفي رواية ثم نظروا
الكذب وغير ذلك التي في التذكرة كتبت - في فقد انها قد سبقت - بل على كذب
الرواة النازلين قد شهدت - فابن الاعتماد على جميع روايات الصحاح وكيف
بها الاحاديث التي استدل بها الامام المصاحبة للصالحين - ولا شك ان اعتبار الروايات
باعتبار الرواة واعتبارهم باعتبار قرب زمانهم الى الرسول صلى الله عليه وسلم

مع قوة عدالتهم وإيمانهم وفضلهم وعلمهم وورعهم وزهدهم وعفتهم وخوفهم من الله تعالى ولا شك انه قد ثبت ان الامام الاعظم التابعي اقر بهم سنداً الى الرسول صلعم. واقدامهم تدوين المذهب. واحملهم ايماناً. واجملهم اسلاماً. واعلمهم علماً. وافضلهم فضلاً. واورعهم ورعاً. واحسنهم ديناً. فانصف في قلبك. واستفت عن نفسك. اترقب مثله في هذه الامور المتعرفه من رواة الصحيح الثابتين عند في الدرجة البعيدة التي قد شهدت بكنزها الاحاديث المذكورة. فينبغي لنا العمل بالاحاديث التي استدل بها الامام. ولو ضعفها المتأخرون بتقليد اكثر المعاندين لذلك الامام الهمام. اولئك يترجم التغيرات فيها بعد الزمان وتداول الايام. ولو لم يوجدن كلها في الصحيح. لما قال صاحبوها تركنا الاكثر من الاحاديث الصحيح. فتاصل في هذا الكلام فانه ادق الدقائق. واحسن الحقائق. قد زلت فيه اقدام اكثر الخلائق. فلقد نبهتكم عليه يا ايها الاخوان. بنصرة الله المستعان فان خضعت وتدبرتموها الخلل. فتجدوا كلها في كتب هل لكشف والعرفان والله اعلم بالصدق والصواب. واليه المرجع والمآب. هذا ما كتبه المحقق الفقيه



المفتقل الى ربه الكبير. خادم المقلدين محمد عبد القادر غفرله ولوالديه رب العالمين. المدارس الاولى للدرسة المحسنية في بلدة الهجلي صاتها عن الآفات هو العلي.

باسمهم سبحانه. فما كتب مولانا المنصور على. من الدليل والبرهان الجلي. كاف لجواب غير المقلدين. الذين رأيتهم غير متدين. وينبغي ان يقال انه ذو الفقار على لقطر براهين البتائية. وما حلا دلتهم الواهية. وجعل الله المنصور منصوراً على



المفسدين. بمقتضى اقوال لقائلين. لكل من اسمه نصيب. وهذا شئ ليس عجيب. الراقم غلام سلماني العباسي عفا الله عن الدين. سوم مدرس مدرسه محسنيه هو كلى

خجده وستعينه. اجمع سادات الفقهاء وفحول العلماء من السنة والجماعة على صحة التقليد وجوبه احتياطاً لئلا يباب الفساد في الاركان الاسلامية. وتالياً لقوايب المسلمين في الامور الشرعية. فلا شك ان القول بطلانه قول مخرب



لله در المحيية الفاضل للبيت قد جاد في جواب غيد المقلدين المفسدين ، لا دين لهم
 ولا دين - وبئس لقوم قد ظهروا في زماننا - وهم يشتمون ائمة ديننا - ويقولون ان
 الائمة المجتهدين - قد اهدوا بنا ابناء الاسلام والدين - بارأهم الباطلة ، فاستهم
 فاسده ، واطهروا طريقا خلافا للمحدث والمثاني - واصل الناس ولا مثلهم
 فيه ثاني - والمقلدون سلوكا طريقا غير حق - وانهم على الباطل ونحن على الحق -
 لا نناغم بالقرآن وحديث خير البرية ، وهم يعملون بارأى ابي حنيفة ، هيئات
 هيئات هذا الزكاة رايم - ومن قلة بضاعتهم - اما فهموا ان الائمة ركن الاسلام
 وما كان غرضهم انهدام بناء الاسلام والانعدام - وقد ادرك امامنا الاعظم حقا
 عدة - وليس في ذلك شئ من الريب الشبهه - وقد بلغ في العلم والعمل درجة
 القصوى ، واجتهد من القرآن والمحدث من المبتدأ الى المنتهى - والاستنباط
 والقياس كله مستنبط من كلام الله - ومن حديث خير البرية - وكان في خير القرون
 الامام ابو حنيفة رح - وفي الزهد والورع كان عديم المثال بلا منكر وشبهة ، وكيف
 يكون اتباع الائمة من ضلال - من غير قيل قال - لان المقلدين اتبعوا اولي الامر
 منهم ، وما اخذوا سبيل الشر والكيد مثلهم ، الا ايها الاخوان ان كيدهم ككيد
 الشيطان ، لا ينبغي للعاقل ان يقع في شركهم - لانه ما نجى كل من وقع في فخهم
 واما رأيتهم انهم سلكو طريق التهلكة الحرام ، واخذوا طريق الفجرة الدمام ، ففج حين
 من الاحيان ياخذون دلائل الروافض والمعتزلة - ويلزمون حنفية من برهانهم
 الباطلة - وربما يستدلون بدلائل الشافعية - يغلبون على المقلدين لا بحنفية
 فظهر ان غير المقلدين - رايمهم غير متين ، وهم مضل ومضل - وما سلموا
 من الخلل والزلل - فنعلم ما قال القائل المرء يقيس على نفسه - ففسدوا ضلال

الى الخفي دون غيره + لله در المصنف لا فض فوه فانه كلما اجاب + قد اصاب
 واجاد بما اراد - فهذا نعم الكتاب - وحبذا الخطاب - لمطالعة
 اولى الابواب - ثم محمد راشد اول مدرس رسته عتبة محسنه هو كل -



هيهاك هيهات ان متوهبة الزمان قد زوروا القول تزويرا + وضلوا وضلوا كثيرا +
 وعثوا عتوا كبيرا + مع الهم لا يفتقون الا قليلا + وتأهبوا الهدم دعائهم الدين + وشتموا
 لا استصبال فواتر اليقين + فويل لهم مما كتبت ايديهم وويل لهم مما يكسبون + و
 تشبوا لداش رايمه + وتمسكوا براهين ضعيفة + فتلهم كمثل العنكبوت + وان
 اوهن البيوت لبنت العنكبوت + وعموا وصموا عن حجج بينه + وعمهوا وغوا عن عجيب
 واضحه فهو كيو امن عمية + وخطوا خط عشواء + ان اولياءهم لا الطاغوت
 يخرجونهم من النور الى الظلمات + فيا ليت شعري كيف تبادروا الى التشيع وطعن
 على الامام الهمام المقام + اسوة الائمة الكلام + قدوة الانام + نبراس الملة
 الخفية البيضاء + ذي الاخلاق السنية والثناء + قامع البدعة + محي السنة +
 سراج الامة النبوية + صلى الله عليه وعلى آله واصحابه اجمعين وسلم - لله در
 المحجب ما اجد ما اجاب - لقد جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا
 اللهم اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم من النبيين والصديقين
 والشهداء والصالحين + ربنا اغفر لنا ذنوبنا وكفر عنا سيئاتنا وتوفنا مع الابرار +
 بحمزة العلين الثورفين المعظمين محبيك ورسولك خاتم النبيين والمرسلين
 صلى الله عليه وعلى آله واصحابه وسلم اجمعين - آمين
 ثم امين + ثم محمد اكبر علي غني عنه مدرس مدرسته عاليه كلته



من طعن على الائمة سيما على الامام الهمام مقتدى الائمة العظام + اثمعي
 لشريعة خاتم الانبياء عليه وعليهم السلام اماننا وسيدنا ومولانا الامام
 محمد الله تعالى فثنا كمثل كلب ان نخل عليه يلهث او نتركه يلهث - فقله دس
 المحجب لعالم الخور حيث انضج سوط الجوقية لا فاضح + ونخله عن النير
 الله ولا تجعلنا مع القوم الظالمين او دخلنا في عباد
 الصالحين + وانعم مولانا ان الحمد لله رب العالمين



لقد جاد الهيب لخير فيما افاد. واتى ما يلهم من اراد في الارض الفساده. وبانهم في اشاعة الخير
 واحياء الدين. وسلي سقيا كما ملاح في ازالة الشكوك عن قلوب المفسدين. ليجعل الله سعيه
 اجملا مشكورا. وابق ذكره في بطون الصنائف مرقوماً ومسطوراً. وهدى جماعة الخاضعين
 الى سبيل الرشاد. وصانهم عما يقتضيه البغى العناد. انه هو الموفق والمعين. في كل ساعة وحين.
 وصل الله على خير خلقه محمد وآله واصحابه اجمعين. حرره العبد الاواه.



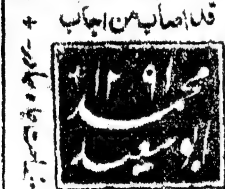
محمد محمود غفر الله له ذنوبه وترعى بوم. مدرس مدرسته حاليه كلكته.

تقارير فقهيه وخطوط مولانا سهر عبد راس

انجمن اجماع در كتاب فتح المبين في كشف مكانه غير المقلدين قولوى صاحب جامع معقول ومنقول
 كشاف وقائق فروع واصول جناب مولوى محمد منصور على صاحب سلمه الله تعالى والبقاه مرقوم
 اند صحيح وخلاف آن باطل جزاء الله عنا خير الجزاء. بايد كه جميع مسلمانان بران عمل لازم و واجب دانند.



بسم الله الرحمن الرحيم وقد رأيت هذا الكتاب
 كله اوله الى آخره وجدته صحيحاً كاملاً بحجابه زينة
 وختمت عليه على صحتة اعني كتاب الفقه المبين
 كشف مكانه غير المقلدين لولا ان اوبا الفضل اولا
 مولوى محمد منصور على صاحب سلمه الله تعالى
 وجز جميع المقلدين لمذاهب امام الحنفية رضي الله
 عنه خير الجزاء. وانا الفقير الضعيف جامل فعال



تلفظ كرشيد مولانا سهر عبد راس



العلماء العالمين الصوفيين
 انكاملين محمد اكبر على غفر
 الله عنه فقط - -

باسم الله العلي الاعلى

كتاب فتح المبين في كشف مكانه غير المقلدين بالسلف جناب مولوى محمد منصور على خال صاحب دست
 بر كاظم ابتدا سعيه من سوچتيس تفتقر مطبوعه كتاب ملاحظه من آئي. اخوي به كتاب دلائل قويه وزياد

بجواب



۱۳۴۴ھ

۱۳۴۴ھ

عبد القاضی اہل سنت مدراس

سے مظفر و شہر اور شہر شہر و اہل سنت
سے دوسرے ہر جہزی اللہ سبحانہ عن المولف الفضل
خیر البحر - مرقوم ۱۶ ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۴ھ
حررہ الراجی الی رحمۃ ربہ المثنان طراز ش خان



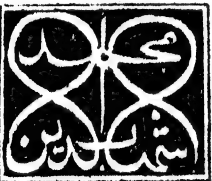
محمود قاضی الملک
دارالہ ولایت کابل



بجواب ہند اس کتاب کے دیکھنے سے
جلال شمس قزوینی حاصل ہوتا ہے



الجواب صحیحہ والجبیبہ
احمد بن قاضی الملک



قد اصاب من
اجاب محمد
شہاب الدین عفی عنہ



واقعی یہ جواب لا جواب
با صواب ہو محمد عبد کرم
عفی عنہ وعن اسلامہ



صحیح الجواب
سید علی رضا البغین
کان اللہ لہ



ابو النبیاء سلطان محمود
الخصفی بن لانا غلام قادر
القادری عفی عنہ و
عن اسلامہ

یہ کتاب موافق مذہب اہل سنت و جماعت کے صحیح ہے۔ علی موسیٰ رضا عفی عنہ۔

تاریخ تصنیف کتاب التزامہ اختراعات ناظم نکتہ وان شاعر فصیح اللسان کا شفق کا
لانہ بیان قرائع مطاعین بابیان جان فطرت محمد صاحب فاروقی حقی و بلوئی مختص
بمقلد

انکا لای نیا کونچان لاندہی مذہب
مگر سب شیخ محمدی کے مبنیہ و کار لاندہی
بدی ان لاندہی نہیں کرتے ہیں لیکن
بناشک مبنیہ شاکلین کفریہ و دار لاندہی

میرا کہتے الامونکونین یہ بدکار لاندہی
خضو ہا نصین انکا لام علم کے مذہب
مقلد کے مبنیہ لاندہی لاندہی
فقیہ دینی کفری کے بکات مبنیہ لاندہی

دیکھو کہ درجہ چارہ میں جو دلیل انوار لاندہی
مبنیہ میں شہر کے نام سے بدکار لاندہی
مست کرتے ہیں ہر جہز یہ تقلید عیسوی
انکا چو نمائے چہرہ مبنیہ سر بار لاندہی

چلکا دین ہم ہزار انگوڑا راستہ میرے کا
جان میری جی طعنوں پر بد کردار لاندہ
سزا دیکر تباہ دین معنی و تابیت انکو
تو ہم بھی ملات کہہ نیکی میں اہل انار لاندہ
شرائے آج کل میں ہو کچی جھلی کے لکھن
مگر کچھتے ہیں گز فساد کا بازار لاندہ
جہان دیکھو مٹاتے آج برق جاہل مقلد کے
مقابل اہل شریک گئے نہیں بار لاندہ
عجب یہ فرقہ و تابیت جو فتنہ دوران
اگر جہاں لے آوین باہر حکم تھیل لاندہ
انھوں نے شہر ولی میں مبتاب سر ٹھایا
شراب شرک بدعت فریخ شرا لاندہ
مقلد گشت دین نبی کے ہیں گل تازہ
کہ مکر میں مقلد ہیں باہر لاندہ
بیٹیں ایسے یہ کہتے ہیں کہ دم ہونک میں
کسین ہستے نمون بائیں میں یو لاندہ
گر بیان کھو لکھتے ہیں یہ سب مکر جی
رکابی شہید طلب کے ہیں بس لاندہ
خوشامد کا ہون اور و شو کا انکا بدعت
ہیں شرمن بھی شیر اناس کس لاندہ
ہو عامل بالحدیث انکا لقب لیکن حقیقت
سمجھتے ہی نہیں قرآن کے بھی انہار لاندہ
نہیں بدانتے قرآن کی آیات و محکو
سمجھتے ہیں صلوات اور مکر کو دشوار لاندہ
نہیں ماننے میں منقطع موقوف و سر

ہمارے آوین اگر کبار لاندہ سب
تبر کرتے ہیں مثل و فیض یہ مقلد پر
کرین جا کر کسی عالم سے ہنسا لاندہ
تقصیر سے یہ اندھ اعرج کو حق نہیں
کبھی ہرگز نہ ہو گئے رستہ و ہر لاندہ
جہان جاتے ہیں ان کو تہن پر پاکیا
مگر کھلے تہن دیک پرک نہار لاندہ
مقلد مکر نہیں کرتے رستہ میں جھنجھ
جہان دیکھو مان لٹنے کو نہیں لاندہ
یہ کیا ہو گئے مقابل سرکار آلی میں ہم
اوتارے جائینگے اگر دہنا پا لاندہ
اگل تقلید انکی آنکھوں کا ساسا جھٹکا
مگر باغ شریعت میں ہو میں غار لاندہ
تقیہ مثل شیعہ کے مذہب میں بھی لاندہ
عقاد مکر ہاں ہے کرن اٹھار لاندہ
میں سادات نہیں کثرت میں دت لاندہ
پہاڑی میں بنائیں اپنا گھر کس لاندہ
یہ سب نیا کے جبکہ میں صلہ میں کی گیا
کہ میں کھانے میں شریک ہنسا لاندہ
بدی کا خون سوداوی ہر لاندہ
نہ عالم میں عامل بلکہ میں غبار لاندہ
نہیں تصدیق کے دلوں میں ایمانی
جد غیوں کا بھی کرتے ہیں انکا لاندہ
روایت میں قلم مہمان یہ قاتل انسا لاندہ
انہیں محبت کے قابل کہتے ہیں انار لاندہ

بزرگان سلف پر ہمیشہ طعن کرتے ہیں
اوتھاٹھیکے مبت ذلت سرور بار لاندہ
اگر کہتے ہیں ہناری مقلد کو نصب
نہو گئے خواہ غفلت کبھی نہ ار لاندہ
زبان دلو میں ان کے نام کو صلا نہیں صلاح
فساد و شیطنت کا کرتے ہیں ہر کار لاندہ
کبھی مازی نہیں بائی انھوں نے جو تہن
اگر ہو ادھر کیا راو دھو ہر لاندہ
ولیکن اہل تقلید کو ہم ہر میں بھکا
نہ تھیریں نہ کم ہا گین ہر لاندہ
کہا کرتے ہیں تقلید کو سب شرک عدت
نہیں کبھی گئے ہرگز مقلد کا گھر ار لاندہ
مقلد یہاں لٹنے میں ہو کر لاندہ
بلا شک میں فری جلی وہ کار لاندہ
مسلمانو پچھو دم تم انکے فتنہ و شہر
بجا کر کو نہیں سید انار لاندہ
جہان کھانڈو کھارو شوئی سی کہتے ہیں
جدھر دیکھو وہ جہاں بندہ زر و کار لاندہ
بظاہر ضرر کا دم ہر میں راجو ق الہا
مگر ظاہر میں ہستے ہیں ہر لاندہ
یہ کیا جان میں غیو کے دقاف او قاف
اگر جسٹا ہر کرتے ہیں اقرار لاندہ
فراموش نہیں کرتے ہیں اوتارک میں
نہو لاندہ کو میں کہتے زائد و بھکار لاندہ
رسالہ جو اگل اٹھا حق رکھا ہر نام و کا

ادیب آنکہ منصور شد بر جرین	حریف آنکہ باشد ہر سمیت لغیب	بہر یک رسد آنچہ مقصود است
بقول عرب لَصِيدُ بَصِيدٍ	قلم شد سر دشمنان یک قلم	قلم را حکم کرد چون آن لبیب
ہر آنکس کہ خواند بصدق این کتاب	ہر آنکس کہ دود بہ سنت مصیب	جوابات سر کوٹ دزدان شکن
رقم زد با قومی دلائل عجیب	ز سے آب و رنگ مضامین او	ز باغ سخن مہر نفع طیب
کسانیکہ تقلید بر ہم زبند	فَوَيْلٌ لَهُمْ مِنَ عَذَابٍ مُّهِينٍ	با خزان شد بپا فتنہ اب
تو گوئی کہ آمد قیامت قریب	شد آنکس کہ بیمار لا مذہبے	نہ اورا علاجے نہ اورا طبیب
ظفر یاب کن اہل تقلید را	اکہی بحق رسولی حبیب	چو تاریخ نصرت قرین خواہم
ز قرآن ہنجز نامے غریب	ند از لب یافت آمد چنین	کہ نصرت من اللہ فیم قرین

ایضاً از تازہ فکر ضا التبیہ والتبکیت المولوی مصی صا سوتی مدرس سہیت

ذرا انصاف کی آنکہ ہو	کتاب مصنف لکھی کیا دکشا عہد	جو آج سین ثابت من سند کے دلائل سے
ہر کتابت اسکی رد و بین کی کیا دکشا عہد	کتاب حسن خوبی کی نہج عالی کی تک	کہ خطا کا خوشی لکھی کیا دکشا عہد
عجب پہلو ہر طرحی حوض کا نہر جہد	اور اسکی لوح و پشانی بنی کیا دکشا عہد	ہر اسکا نسخ و تملیق سر آن خوشا خوشخط
خفی کیا دکشا عہد علی کیا دکشا عہد	ضمیمہ کج و کیا حضم نہ کی بول و ثما	کہ حق بات سہیں ظاہر ہو گی کیا دکشا عہد
ہو چھاساں حصے کا لٹیف و نکلا	کتاب و محی الدین چہی کیا دکشا عہد	جو کا ثوبہر دہائی کا ناشایر ہی من
من تصنیف پیدا و مضمی کیا دکشا عہد		

ایضاً از بندہ اشیم محمد عبد الحکیم عفا عنہ اللہ الکریم سحر متہ نبیہ الرحیم

فتح البین کی طبع نے کس موم آہم	سار جہان من فتح کا دیکھا جادیا	لا انہی کی آگ جو بڑی تھی ہر طرف
اس بشارت نے او سکھو مجھادیا	لا مذہبون من اس پر ہی کلمی کلیم	جو آج نوگو خواب گران سے جگادیا
الزہامی اجوبہ سے مصنف یک قلم	جتنے طاعن انکے تھے سبکو اوٹا دیا	قرآن اور حدیث سے کیا کیا دیے جوا
ہر مسئلے کا شرح سے ماخذ تادیا	سار معاملات نہان کر دیے عیان	سب کئے داو گمات کا غامک اوڑا دیا
وہابیت کی تیغ کو چھکا اوکھا دیا	تقلید حق کو دلمین ہر اک جہادیا	خلع علم دوات و قلم لشکر سخن
میدان صفحہ تیغ زبان سپکا دیا	پہر کیا مجال تھی کہ یہ کرتے مقام	اکدم من سبکو تیغ و دود سپکا دیا
انباع تیغ جہدے کماٹی ہے کیا گستا	بالی سزا خیال ظفر کو بھولا دیا	اس معرکہ میں ہائے دیو کی مار

در انصاف کی آنکہ ہو
ہر کتابت اسکی رد و بین کی کیا دکشا عہد
عجب پہلو ہر طرحی حوض کا نہر جہد
خفی کیا دکشا عہد علی کیا دکشا عہد
ہو چھاساں حصے کا لٹیف و نکلا
کتاب و محی الدین چہی کیا دکشا عہد
من تصنیف پیدا و مضمی کیا دکشا عہد

فوج مدو کو ہند سے لڑ چکے ہٹا دیا اب ہکوان مخالفوں سے خوف کچھ نہیں لگا کر شکست کو انکی سنا دیا۔	لہاؤن سے جنگ نام کی میلان جنگ ابن نے توفیق کا متعا دلا دیا سہی فکر سال غیب آچھا آگئی	مانند نقیض ہاکے ہراک مٹا دیا ڈنکے کی چوٹ ہنسنے تو اس نظم زرمین فتح المبین نے فتح کا ڈھکھا سچا دیا
--	--	---

ولہ تاسخ تصنیف متل صبرت و بجزرت و ذوقا فیتین و بچونین

ہاگل این نسخہ نصرت تنگفت زد دلم از جوشش منقو و باد	مے وزد از مذہب منقو و باد مصرع سالش زده کلمہ قسم	سرزده چون امر حق از حرف او نصرت حق چاہیے منقو و باد
---	---	--



مقلدین ملت خلیفہ و تبعین سنت شریف پر واضح ہو کہ جو مجتہد لاندہ بیان پنجاب تحریف جادہ صواب عامین
ایمہ مجتہدین مولوی غلام محی الدین نے ایک کتاب نظر المبین فی رد مغالطات المقلدین ایسے سخت
الفاظ خلاف تہذیب کے ساتھ لکھی تھی کہ جس سے تمام مقلدین ہند کہ سوا او اعظم خوش من آیا اور تقلید
سمیعین میں ہو انفس کی آزادی قدم جایا تو ناچار واسطے دفع فساد دین و دفع غنا و منکرین کمال حاصل
بے بدل جناب لانا محمد صدر علی خان صاحب مراد آبادی شاگرد رشید علامہ وحید جناب لانا محمد قاسم صاحب حرم نے
اس کتاب کو تصنیف فرمایا اور بعنوان شایستہ انصافانہ تہذیب کے حدیث و قرآن کے دلائل سے ہر اعتراض کو اٹھایا
اور خلیفہ کے مسئلے کا اخذ کتاب سے سبب آیا بعد کے اس بندہ اٹھ جموعہ عظیمہ فی اس کتاب کو تہذیب (۳۸۴) ج ۱
دو ورق ٹیبل کے مطبع نجم العلوم فرنگی محل میں باجرت سنگ چھپوا کر واسطے تصدین و اعتبار کے جا بجا بلند ستان
و حرمین شریفین میں ملکا گامی کہ پاس آجیہا باوجود اس مستعد محلی و سرگرمی کے دو برس کا زمانہ سپر حرمین کرنے اور
تقریریں لکھوانے میں گذر اچھریلے کہ تا تاحی مع فہرست اولی ایک ت تک مطبع دیگر میں چھپتا رہا اب بفضلہ تعالی نصرت
زر کشیہ ما ینتمہ تلخیص اس مجموعہ کی تکمیل ہو گئی اور نظر تقویت دین منفعت مقلدین قیمت اسکی مع محصول (چھپ) روپی
اور جو کہ حق تصنیف اس کتاب کا مصنف صاحب صوفیہ بطریق بہر حال کیا گیا ہے کہ اعلان کیا جاتا ہو کہ کوئی محتاس
کتاب کے چھپنے کا قصد نفرمائیں اور بار کتاب حرم حق تلفی حفظ کتاب کے حسب حق (۲۵) ششہ ملے اخذ ہو کر نفع
کے بے نقصان اٹھائیں ان جسد نسخہ مطلوب ہوں مقامات مندرجہ آخر کتاب سے منگو الین۔



نقصی شریف
سکس ہادیان
ملک مذہب
منصور المصطفی
ہستامرواد
سکس جاج
نوی جہول
تقدیرت و ک
بہی ۱۱۶
ملک منقو
نام و ل مشور
کرمین بن مشور
بت واکار
افرن و حق
وہی شریف
آدہ و استمال
برود الفاظ
کا دہ است
ملک منقو
نام منقو
کتاب واکار
معانی و تحف
پلازم ۱۱۶

جدل نزل غلام فتح المبین ششکما دیگر المقلدین مع ضمیر موسوم بتبذیر الوہین

صوفی	نعل	صوفی	نعل	صوفی	نعل	صوفی	نعل	صوفی	نعل
۱۱	کر	۱۱	کر	۱۱	کر	۱۱	کر	۱۱	کر
۱۲	یچی	۱۲	یچی	۱۲	یچی	۱۲	یچی	۱۲	یچی
۱۳	یکذب	۱۳	یکذب	۱۳	یکذب	۱۳	یکذب	۱۳	یکذب
۱۴	چھوٹ	۱۴	چھوٹ	۱۴	چھوٹ	۱۴	چھوٹ	۱۴	چھوٹ
۱۵	فال قال	۱۵	فال قال	۱۵	فال قال	۱۵	فال قال	۱۵	فال قال
۱۶	کما اوغول	۱۶	کما اوغول	۱۶	کما اوغول	۱۶	کما اوغول	۱۶	کما اوغول
۱۷	ترندی	۱۷	ترندی	۱۷	ترندی	۱۷	ترندی	۱۷	ترندی
۱۸	یامیج	۱۸	یامیج	۱۸	یامیج	۱۸	یامیج	۱۸	یامیج
۱۹	کی	۱۹	کی	۱۹	کی	۱۹	کی	۱۹	کی
۲۰	افقہ	۲۰	افقہ	۲۰	افقہ	۲۰	افقہ	۲۰	افقہ
۲۱	کرفتہ	۲۱	کرفتہ	۲۱	کرفتہ	۲۱	کرفتہ	۲۱	کرفتہ
۲۲	بات کے	۲۲	بات کے	۲۲	بات کے	۲۲	بات کے	۲۲	بات کے
۲۳	اور اور	۲۳	اور اور	۲۳	اور اور	۲۳	اور اور	۲۳	اور اور
۲۴	الصباغة	۲۴	الصباغة	۲۴	الصباغة	۲۴	الصباغة	۲۴	الصباغة
۲۵	منہا	۲۵	منہا	۲۵	منہا	۲۵	منہا	۲۵	منہا
۲۶	اور سے	۲۶	اور سے	۲۶	اور سے	۲۶	اور سے	۲۶	اور سے
۲۷	او	۲۷	او	۲۷	او	۲۷	او	۲۷	او
۲۸	مذہب	۲۸	مذہب	۲۸	مذہب	۲۸	مذہب	۲۸	مذہب
۲۹	پابندی	۲۹	پابندی	۲۹	پابندی	۲۹	پابندی	۲۹	پابندی
۳۰	واجب	۳۰	واجب	۳۰	واجب	۳۰	واجب	۳۰	واجب
۳۱	کر	۳۱	کر	۳۱	کر	۳۱	کر	۳۱	کر
۳۲	اور	۳۲	اور	۳۲	اور	۳۲	اور	۳۲	اور
۳۳	الذین	۳۳	الذین	۳۳	الذین	۳۳	الذین	۳۳	الذین
۳۴	موجود	۳۴	موجود	۳۴	موجود	۳۴	موجود	۳۴	موجود
۳۵	انکا	۳۵	انکا	۳۵	انکا	۳۵	انکا	۳۵	انکا

صفحہ	صفحہ	تلف	صحیح	صفحہ	صفحہ	غلط	صحیح	صفحہ	صفحہ	غلط	صحیح
۸۷	۸۷	التلف	المتلف	۱۰۹	۱۱	و یجل	یجل	۱۵۳	۱۵	الآثار	معانی الآثار
۸۹	۱	لئال	کمال	"	"	شرب	شرب	۱۵۳	۵	ہم	+
۹۰	۲	تھا بہت	کمال	"	"	الطلاء	الطلاء	۱۵۵	۹	حدیث	حدیث
۹۰	۱۰	مانے تو	مانے جنابین	۱۱۹	۱۸	"	+	"	۱۰	علیہ	نہیہ
۹۱	۱	تزیین	تزیہ	۹	۹	کا ہو	کا	"	۱۸	اول	اوس
۹۲	۹	انقصیل	انقصیل	۱۲۳	۲۱	کڑے	کڑے	"	۲۱	حدیث	حدیث
۹۳	۲۱	اکڑ	واکڑ	۱۲۳	۷	قبلہا	قبلہا	"	"	ہو	ہو
۹۵	۱۹	غٹھا	غٹھا	"	"	"	"	"	۱۷	نذر	نذر
۹۶	۲	اوس	اوس کے	۱۲۵	۶	اشدہ	اشدہ	"	۹	کے	+
۹۷	۱۶	دیوے	دیوے	"	۱۱	تکدعوا	تکدعوا	"	۱۵۹	ہین	ہی
۹۸	۱۹	ہے	نے	"	۱۶	لانڈو کا	لانڈو کا	"	۹	ہر روز	ہر روز
۹۷	۱	رکڑنا	رکڑے	۱۳۰	۲	نقل	نقل	"	۱۰	مردیہ	مردیہ
۹۷	۵	الکلی بالکلی	الکلی بالکلی	۱۳۵	۲	ایسے نیچے	ایسے نیچے	"	۱۶	وہ	اور وہ
۹۷	۱۴	یا بعد	اور بعد	۱۳۶	۸	ابو الزناد	ابو الزناد	"	۱۶۱	تغریب	تغریب
۹۸	۱۱	قر	+	۱۳۷	۱۲	لا بکیر	لا بکیر	"	۲۰	جزا	جزا
۹۹	۵	المجنون	المجنون	۱۴۰	۱۴	مطلق	مطلق	"	۱۶۳	فعل	فعل
۱۰۱	۱۲	کہ	+	۱۴۱	۲	جو	جنون نے	"	۱۶۸	کم	+
۱۰۲	۶	ج	+	"	۱۵	ذلاک	ذلاک	"	۱۸	اجاب کے	کے
۱۰۳	"	آئی ہو	+	"	۱۶	کانت	کانت	"	۱۷۱	مینک	مینک
۱۰۴	"	جواز میں	جواز میں	۱۴۲	۲	صاحب	+	"	۱۷۲	الشہادت	الشہادت
۱۰۵	"	میں آئی ہو	میں آئی ہو	۱۴۵	۱	قاذعوا	قاذعوا	"	۱۹	اسکو	اسکو
۱۰۶	۱۶	لکھنا	لکھنا	۱۴۹	۱۳	کو	کا	"	۱۷۳	کوٹہ	کوٹہ
۱۰۳	۱	ہو	ہو	۱۵۰	۱۲	میں ہوئے	میں ہوئے	"	۱۷۸	ابن	ابن
۱۰۷	۲	ہوئی	ہوئی	۱۵۱	۹	کا	کے	"	۱۸۲	جت	حجت
۱۰۷	۴	او	اور	"	۲۰	پڑھی	پڑھی	"	۱۸۳	کھلیان	کھلیان
۱۰۸	۱۹	قلم	عقیدہ	۱۵۲	۱۲	القصی	القصی	"	۱۸۵	اغسلہ	اغسلہ
۱۰۹	۱۰	بدلی	بدلی	"	۲	کیا	کیا	"	۱۸۷	الغلام	الغلام

صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ
۱۹۱	۱۲	بھی	+	۲۰۸	۱۷	اعطینکما	اعطینکما	۲۰۸	۱۲	کلا خطیرہ	الاطمہ
۱۹۲	۳	او	اور	۲۰۹	۱۹	ہاتھو	ہاتھون	۲۰۹	۴	حصہ	درجہ
۱۹۳	۱۴	گی	کی	۲۱۲	۷	قنٹ	قنٹ	۲۱۲	۲۰	بلاد اسط	بلاد اسط
۱۹۴	۱۵	ہی	تھی	۲۱۳	۱	غبار	غبار	۲۱۳	۱	بمعنی	معنی
۱۹۵	۲	ہو جائے	ہو جائے	۲۱۴	۷	عثمان سے	عثمان سے	۲۱۴	۵	جب	اور وقت
۱۹۶	۵	ہنزلے	ہنزلے	۲۱۵	۱۵	ورق	کیونکہ	۲۱۵	۱۰	اوسکے	اوسکو
۱۹۷	۱۹	جب	جب تک	۲۱۶	۱۶	قبل	اہل	۲۱۶	۱۷	تقدیر	تقدیر
۱۹۸	۱۶	اسی	اس	۲۱۹	۶	ہوتا	ہوتا کہ	۲۱۹	۵	کہ	+
۱۹۹	۶	تلفی	تلفی	۲۲۰	۹	نور	نور تو	۲۲۰	۱۵	بھی	+
۲۰۰	۹	کرا دیتے	کرا دیتے	۲۲۱	۸	مگر	تو	۲۲۱	۱	لینا	لینا
۲۰۱	۱۴	نقصان	نقصان	۲۲۲	۲	اور اسوجہ	اسوجہ	۲۲۲	۱۳	معنی	معنی
۲۰۲	۱۹	حرم	حرام	۲۲۳	۱۶	افضل	افضل	۲۲۳	۲	پین	پین
۱۹۹	۱۶	انتقصت	انتقصت	۲۲۴	۱۰	چیر	چیر	۲۲۴	۲	مگر	لیکن
۲۰۳	۲۱	انما	انما	۲۲۵	۶	غیر	غیر	۲۲۵	۱۲	عجربہ	عجربہ
۲۰۰	۲۰	تو	+	۲۲۶	۱	من	من	۲۲۶	۱۷	عجربہ	عجربہ
۲۰۱	۲۱	فرمایا	فرمایا	۲۲۷	۱۳	بکلمہ	بکلمہ	۲۲۷	۱۵	+	+
۲۰۲	۲	ہاتھ	ہاتھ	۲۲۸	۱	بسم	بسم	۲۲۸	۱۱	اللہ	اللہ
۵	۵	ادعی	ادعی	۲۲۹	۹	بنت	بنت	۲۲۹	۵	جھگڑی	جھگڑی
۶	۶	صاحب	صاحب	۲۳۰	۱۰	کر میروز	کر میروز	۲۳۰	۷	وینٹ	وینٹ
۱۷	۱۷	میں	میں	۲۳۱	۷	بیب	جسے	۲۳۱	۱۴	فقد	بند
۲۰۳	۶	مک	مک	۲۳۲	۳	اپنا	اپنا	۲۳۲	۱۱	سے	سے
۱۲	۱۲	مجلس	مجلس	۲۳۳	۲۱	اعل	اعل	۲۳۳	۱۲	عربی	عربی
۲۰۶	۵	قال	قال	۲۳۴	۱۹	عدی سے	عدی سے	۲۳۴	۶	احسنی	احسنی
۲۱	۲۱	پوچھی	پوچھی	۲۳۵	۱۶	فاذا	فاذا	۲۳۵	۸	احسنی	احسنی
۲۰۸	۲۰	من آن	منہ لان	۲۳۶	۱	کی	سے	۲۳۶	۲	احسنی	احسنی
۱۱	۱۱	علیہ	علیہ	۲۳۷	۱۹	اوس	اولیٰ	۲۳۷	۱۲	غیر	غیر
۱۲	۱۲	المصدق	المصدق	۲۳۸	۵	قسم	قسم	۲۳۸	۵	عجربہ	عجربہ

صفحہ	سطر	فصل	صحیح	صفحہ	سطر	فصل	صحیح	صفحہ	سطر	فصل	صحیح
۲۸۳	۷	عمرہ	عمرہ	۲۸۵	۷	عمرہ	عمرہ	۲۸۳	۷	عمرہ	عمرہ
۱۵	۱۵	یحییٰ بن	یحییٰ بن	۲۹۱	۷	فتح	فتح	۲۹۱	۷	فتح	فتح
۲	۲	مثل	مثل	۲۹۲	۲۰	ابنہ	ابنہ	۲۹۲	۲۰	ابنہ	ابنہ
۲۱	۲۱	الصغیر	الصغیر	۲۹۳	۶	کنڈو	کنڈو	۲۹۳	۶	کنڈو	کنڈو
۱	۱	الحکم	الحکم	۲۹۴	۷	بناء کنڈو	بناء کنڈو	۲۹۴	۷	بناء کنڈو	بناء کنڈو
۳	۳	ابروہ	ابروہ	۲۹۵	۸	نفس	نفس	۲۹۵	۸	نفس	نفس
۲	۲	الخوی	الخوی	۲۹۶	۱	شعر	شعر	۲۹۶	۱	شعر	شعر
۵	۵	اسبعی	اسبعی	۲۹۷	۷	کریری	کریری	۲۹۷	۷	کریری	کریری
۶	۶	الی	الی	۲۹۸	۱۶	مدین	مدین	۲۹۸	۱۶	مدین	مدین
۷	۷	علی	علی	۲۹۹	۱۷	فان	فان	۲۹۹	۱۷	فان	فان
۸	۸	علی	علی	۳۰۰	۱۸	فان	فان	۳۰۰	۱۸	فان	فان
۱۰	۱۰	عمر	عمر	۳۰۱	۱۳	طو	طو	۳۰۱	۱۳	طو	طو
۱۱	۱۱	بن عبد اللہ	بن عبد اللہ	۳۰۲	۸	امراۃ	امراۃ	۳۰۲	۸	امراۃ	امراۃ
۱۲	۱۲	محول	محول	۳۰۳	۲۱	مومنون	مومنون	۳۰۳	۲۱	مومنون	مومنون
۱۳	۱۳	الحلی	الحلی	۳۰۴	۱۰	ہوتی	ہوتی	۳۰۴	۱۰	ہوتی	ہوتی
۱۴	۱۴	البشیم	البشیم	۳۰۵	۱	ایک	ایک	۳۰۵	۱	ایک	ایک
۱۵	۱۵	الکندی	الکندی	۳۰۶	۲	کما	کما	۳۰۶	۲	کما	کما
۱۶	۱۶	ابو بکر بن	ابو بکر بن	۳۰۷	۷	فقہ	فقہ	۳۰۷	۷	فقہ	فقہ
۱۷	۱۷	ابو حباب	ابو حباب	۳۰۸	۷	فقیہ	فقیہ	۳۰۸	۷	فقیہ	فقیہ
۱۸	۱۸	ابو السوار	ابو السوار	۳۰۹	۷	سوار	سوار	۳۰۹	۷	سوار	سوار

صفحہ	لفظ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ
۳۵۰	ایسے	۲۰۶	۲	مُتَبِّئًا	۲۲۱	۹	۲۲۰	اِسْمُ	۳۵۰
۳۵۱	جب	۲۰۷	۳	مُفَرِّقًا	۲۲۱	۸	۲۲۱	بِرَکْبِ	۳۵۱
۳۵۲	ثم	۲۰۸	۱۱	بِغُفْظٍ	۲۲۱	۹	۲۲۱	بِجَاکَا	۳۵۲
۳۵۳	وہ سے بھی	۲۰۸	۱۴	اَلْاَسَدِی	۲۲۱	۱۰	۲۲۱	خَالِہ	۳۵۳
۳۵۵	کسی	۲۰۹	۱۲	اَنَّ	۲۲۱	۱۴	۲۲۱	او	۳۵۵
۳۵۶	تو جو	۲۰۹	۱۵	اَعْلَمُ	۲۲۱	۸	۲۲۱	جِیْر	۳۵۶
۳۵۷	ضعیف	۲۰۹	۱۵	اَسْمُ	۲۲۱	۵	۲۲۱	اَنَّ	۳۵۷
۳۵۸	سب پر سب	۲۰۹	۱۹	اَنَّ	۲۲۱	۱۹	۲۲۱	اَلْعَرَبِ	۳۵۸
۳۵۹	بلاخرہ بلاخرہ	۲۰۹	۲۰	اَزْهَبَ	۲۲۱	۵	۲۲۱	اَوْشَ	۳۵۹
۳۶۰	نظہر	۲۱۰	۲۳	رَزِیْن	۲۲۱	۲۲	۲۲۱	اَبَانِی	۳۶۰
۳۶۱	کرتے کرتے	۲۱۱	۹	فَدَّكَوْ	۲۲۱	۸	۲۲۱	سے ثابت +	۳۶۱
۳۶۲	جابل	۲۱۲	۲۳	اَلتَّحْمُ	۲۲۱	۲۲	۲۲۱	اَصُولُ	۳۶۲
۳۶۳	الضَّعْفُ	۲۱۳	۲۱	اَزْهَبَ	۲۲۱	۱۴	۲۲۱	جَمِیعِ	۳۶۳
۳۶۴	مفسر نے	۲۱۳	۱۱	اَسْنِ	۲۲۱	۲۳	۲۲۱	او کے	۳۶۴
۳۶۵	پونچا	۲۱۴	۱	اَوْنَجَا	۲۲۱	۸	۲۲۱	ثَابِتَہ	۳۶۵
۳۶۶	اخفا	۲۱۴	۲	و	۲۲۱	۱۱	۲۲۱	اَلْمَلٰکٰتِ	۳۶۶
۳۶۷	ابوعلی	۲۱۴	۲۳	اَبُو عَلِی	۲۲۱	۳	۲۲۱	پُرہا	۳۶۷
۳۶۸	صبرانی	۲۱۴	۱۰	جَہ	۲۲۱	۸	۲۲۱	جَانِی	۳۶۸
۳۶۹	باب سے	۲۱۴	۱۲	عَدِجَہ	۲۲۱	۲۱	۲۲۱	اِنَ فِی	۳۶۹
۳۷۰	مجاہد	۲۱۴	۱۲	عَدِجَہ	۲۲۱	۱۸	۲۲۱	یَحٰصِلُ	۳۷۰
۳۷۱	الرازی	۲۱۴	۱۲	عَدِجَہ	۲۲۱	۲	۲۲۱	نَقَرَا	۳۷۱
۳۷۲	الرازی	۲۱۴	۱۲	عَدِجَہ	۲۲۱	۱۶	۲۲۱	لِجَہَا	۳۷۲
۳۷۳	الرازی	۲۱۴	۱۲	عَدِجَہ	۲۲۱	۱۶	۲۲۱	لِجَہَا	۳۷۳
۳۷۴	الرازی	۲۱۴	۱۲	عَدِجَہ	۲۲۱	۱۶	۲۲۱	لِجَہَا	۳۷۴
۳۷۵	الرازی	۲۱۴	۱۲	عَدِجَہ	۲۲۱	۱۶	۲۲۱	لِجَہَا	۳۷۵
۳۷۶	الرازی	۲۱۴	۱۲	عَدِجَہ	۲۲۱	۱۶	۲۲۱	لِجَہَا	۳۷۶
۳۷۷	الرازی	۲۱۴	۱۲	عَدِجَہ	۲۲۱	۱۶	۲۲۱	لِجَہَا	۳۷۷
۳۷۸	الرازی	۲۱۴	۱۲	عَدِجَہ	۲۲۱	۱۶	۲۲۱	لِجَہَا	۳۷۸
۳۷۹	الرازی	۲۱۴	۱۲	عَدِجَہ	۲۲۱	۱۶	۲۲۱	لِجَہَا	۳۷۹
۳۸۰	الرازی	۲۱۴	۱۲	عَدِجَہ	۲۲۱	۱۶	۲۲۱	لِجَہَا	۳۸۰
۳۸۱	الرازی	۲۱۴	۱۲	عَدِجَہ	۲۲۱	۱۶	۲۲۱	لِجَہَا	۳۸۱
۳۸۲	الرازی	۲۱۴	۱۲	عَدِجَہ	۲۲۱	۱۶	۲۲۱	لِجَہَا	۳۸۲
۳۸۳	الرازی	۲۱۴	۱۲	عَدِجَہ	۲۲۱	۱۶	۲۲۱	لِجَہَا	۳۸۳
۳۸۴	الرازی	۲۱۴	۱۲	عَدِجَہ	۲۲۱	۱۶	۲۲۱	لِجَہَا	۳۸۴
۳۸۵	الرازی	۲۱۴	۱۲	عَدِجَہ	۲۲۱	۱۶	۲۲۱	لِجَہَا	۳۸۵
۳۸۶	الرازی	۲۱۴	۱۲	عَدِجَہ	۲۲۱	۱۶	۲۲۱	لِجَہَا	۳۸۶
۳۸۷	الرازی	۲۱۴	۱۲	عَدِجَہ	۲۲۱	۱۶	۲۲۱	لِجَہَا	۳۸۷
۳۸۸	الرازی	۲۱۴	۱۲	عَدِجَہ	۲۲۱	۱۶	۲۲۱	لِجَہَا	۳۸۸
۳۸۹	الرازی	۲۱۴	۱۲	عَدِجَہ	۲۲۱	۱۶	۲۲۱	لِجَہَا	۳۸۹
۳۹۰	الرازی	۲۱۴	۱۲	عَدِجَہ	۲۲۱	۱۶	۲۲۱	لِجَہَا	۳۹۰
۳۹۱	الرازی	۲۱۴	۱۲	عَدِجَہ	۲۲۱	۱۶	۲۲۱	لِجَہَا	۳۹۱
۳۹۲	الرازی	۲۱۴	۱۲	عَدِجَہ	۲۲۱	۱۶	۲۲۱	لِجَہَا	۳۹۲
۳۹۳	الرازی	۲۱۴	۱۲	عَدِجَہ	۲۲۱	۱۶	۲۲۱	لِجَہَا	۳۹۳
۳۹۴	الرازی	۲۱۴	۱۲	عَدِجَہ	۲۲۱	۱۶	۲۲۱	لِجَہَا	۳۹۴
۳۹۵	الرازی	۲۱۴	۱۲	عَدِجَہ	۲۲۱	۱۶	۲۲۱	لِجَہَا	۳۹۵
۳۹۶	الرازی	۲۱۴	۱۲	عَدِجَہ	۲۲۱	۱۶	۲۲۱	لِجَہَا	۳۹۶
۳۹۷	الرازی	۲۱۴	۱۲	عَدِجَہ	۲۲۱	۱۶	۲۲۱	لِجَہَا	۳۹۷
۳۹۸	الرازی	۲۱۴	۱۲	عَدِجَہ	۲۲۱	۱۶	۲۲۱	لِجَہَا	۳۹۸
۳۹۹	الرازی	۲۱۴	۱۲	عَدِجَہ	۲۲۱	۱۶	۲۲۱	لِجَہَا	۳۹۹
۴۰۰	الرازی	۲۱۴	۱۲	عَدِجَہ	۲۲۱	۱۶	۲۲۱	لِجَہَا	۴۰۰

صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ
۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱
کل	اکل	العمل	بہا	طریق	طریق	طریق	طریق
۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶
یہ خاں	یہ خاں	یہ خاں	یہ خاں	یہ خاں	یہ خاں	یہ خاں	یہ خاں
۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷
مساجد	مساجد	مساجد	مساجد	مساجد	مساجد	مساجد	مساجد
۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸
الہیہ	الہیہ	الہیہ	الہیہ	الہیہ	الہیہ	الہیہ	الہیہ
۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹
اتی	اتی	اتی	اتی	اتی	اتی	اتی	اتی
۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰
کے	کے	کے	کے	کے	کے	کے	کے
۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱
فاحشا	فاحشا	فاحشا	فاحشا	فاحشا	فاحشا	فاحشا	فاحشا
۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲
المعدن	المعدن	المعدن	المعدن	المعدن	المعدن	المعدن	المعدن
۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳
الحنفہ	الحنفہ	الحنفہ	الحنفہ	الحنفہ	الحنفہ	الحنفہ	الحنفہ
۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴
الخائف	الخائف	الخائف	الخائف	الخائف	الخائف	الخائف	الخائف
۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵
شخصی	شخصی	شخصی	شخصی	شخصی	شخصی	شخصی	شخصی
۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶

تنبیہ متعلق بر غلطی مقترس۔ تاہم نزل علم کو تو حال جمالت و بے علمی مولف ظفر حسین کا معلوم ہو کہ اس شخص کو سوا
اوردو کتابا میں دیکھنے کے عربی و فارسی ان کی بالکل بیادقت نہیں بلکہ اردو بھی ٹھیک نہیں ہے یہ دعویٰ کہ ہم فقہ و حدیث میں
ہیں جھلا اس بات کو یاد رکھو کہ اس شخص کو جسکو صحیح لفظ تک لانا نہیں آتا وہ ہنسی کی غلطی کو کتب سمجھ گیا جتنا چاہی اس کا ذرا کا جو
کہ جب لفظ (مقود و فسوق) کا صفحہ ۲۷ پر نظر فرمیں ملاحظہ فرمائیے سابق شہ میں چھپا تو ہو گیا کہ اس کا یہ غلطی ہو گیا کہ اس
کتاب کے غلط نامہ میں بھی صحت و سکی رہی لیکن جب پھر دوبارہ شہ میں یہ کتاب چھاپی گئی تو وہی غلطی (فسوق) کی قاف
صفحہ ۲۷ پر آئیں پھر دوبارہ سبکی اور طرہ یہ کہ دوبارہ غلط نامہ میں بھی صحت و سکی نہیں کی صحت کیا خاک کرتے کہ مولف
صاحب کو تو یہ لفظ اس طرح غلط یاد تھا اور اس قدر بچا بلکہ متعدد کتابیں جس میں اس کی تصحیف ہوئی ہے اس میں حکم نقل کر کے
تحت عبارت قال بعید اوی لفظ غلط کو لکھا دیا لیکن اس کتاب کے غلط نامہ میں تصحیح و سکی چھاپی ہو کر رہی جو قریہ تو ایسی غلط کام
تھا اب انکی نظر کا کمال سنئے کہ ملکہ زبانی و موزونیت طبع تو خاک نہیں شہر کہنے کو اندھی و نظر پر جان پتے میں بلکہ در حقیقت
اس فن کی جان لیتے ہیں چنانچہ ظفر حسین کی تاریخ میں یہ مصرعہ آچل ع ثواب سو شہیدوں کا نہیں غنت و سقندر غلط ہے کہ
اوجہ و جان رکھنے اضافت جان لفظ ثواب کے اردو کی طرف پھر بھی لفظ (کا) محل اور بجا رہا جاتا ہے اور اگر ثواب کو
بقطع اضافت پر نہیں تو نامزدی مصرعہ کا کچھ علاج نہیں ہے جہاں تک طعنہ مذہب و خلق و خند باطفال و لا حول و لا قوۃ
ایسی شاعری اور شعر گوئی پر ہزاروں بار نظریں اور لاکھوں بار پیچھا رہتے بلکہ اس میں اپنی حماقت اور جہالت کا انکار
نہیں

اعلان

ہرگز اس کتاب فتح المبین کی تصنیف و تالیف و طبع کرنے میں زکریا صرف ہوا جو قریب
حق تصنیف اسکا مصنف صاحب بطریق بہید بالعرض لیکر مطبع فہم العلماء
واقع فرنگی محل لکھنؤ میں محفوظ رکھا گیا ہو لہذا کوئی صاحب دین
اجازت مہتمم مطبع مذکور اس کتاب کے چھپوانے کا قصد نفرمائیں
اور بار کتاب جرم حق تلفی خط کتاب کے قانوناً ماخوذ ہو کر نفع
کے بدلے نقصان نہ اوٹھائیں۔ ایمان جسقدر نسخے مطلوب
ہوں ڈیرہ روپیہ قیمت مفصلہ بھیجکر مقامات مذکورہ ذیل سے
منگوالیں۔ قیمت فی جلد (پچھ) محصول ڈاک (۲۰)
لکھنؤ فرنگی محل مولوی محمد یعقوب صاحب مہتمم اخبار کارنامہ
چوک لکھنؤ حافظ محمد عبدالستار خان صاحب تاجر کتب

چوک لکھنؤ حافظ محمد عبدالستار خان صاحب
تاجر کتب

